مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ

فتاویٰ دار العلوم وقف دیوبند

حسبِ ہدایت

حضرت مولانا محمد سفیان قاسمی صاحب دامت برکاتہم

مہتمم دار العلوم وقف دیوبند

زیرِ نگرانی

مولانا ڈاکٹر محمد شکیب قاسمی صاحب

نائب مہتمم و ڈائریکٹر حجۃ الاسلام اکیڈمی دار العلوم وقف دیوبند

ترتیب

لجنۃ ترتیب الفتاویٰ

جلد اوّل

باب الایمان، باب العقائد

باب البدعات والرسوم

ناشر

حجۃ الاسلام اکیڈمی

دار العلوم وقف دیوبند

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

جلد(۱)

فتاویٰ دارالعلوم وقف دیوبند

جلد(۱)

ترتیب : لجنۃ ترتیب الفتاویٰ

طبع اولیٰ: ۱۴۴۲ھ-۲۰۲۱ء

باھتمام: حجۃ الاسلام اکیڈمی، دارالعلوم وقف دیوبند، سہارنپور، یوپی، الہند

جملہ حقوق بحق ناشر: حجۃ الاسلام اکیڈمی، دارالعلوم وقف دیوبند محفوظ ہیں۔

Composed By: Noor Graphics, Deoband
Copyright © Hujjat al-Islam Academy
Darul Uloom Waqf Deoband
All rights reserved.

Hujjat al-Islam Academy
Al Jamia Al-Islamia Darul Uloom Waqf Deoband
Eidgah Road, P.O.247554 Deoband
Distt. Saharanpur U.P. INDIA
Tel: +91-1336-222752. Mob: +91-9897076726
Email: hujjatulislamacademy2013@gmail.com
hujjatulislamacademy@dud.edu.in
Website: www.dud.edu.in
Printed at: Markazi Publishers, Delhi

ISBN: 978-93-84775-18-6

مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ

فتاویٰ دارالعلوم وقف دیوبند

حسبِ ہدایت

حضرت مولانا محمد سفیان قاسمی صاحب دامت برکاتہم

مہتمم دارالعلوم وقف دیوبند

زیرِ نگرانی

مولانا ڈاکٹر محمد شکیب قاسمی صاحب

نائب مہتمم و ڈائریکٹر حجۃ الاسلام اکیڈمی دارالعلوم وقف دیوبند

ترتیب

لجنۃ ترتیب الفتاویٰ

جلد اوّل

باب الایمان، باب العقائد

باب البدعات والرسوم

ناشر

حجۃ الاسلام اکیڈمی

دارالعلوم وقف دیوبند

تفصیلات

نام کتاب : فتاویٰ دارالعلوم وقف دیوبند (جلد اوّل)

حسبِ ہدایت : حضرت مولانا محمد سفیان قاسمی صاحب دامت برکاتہم

زیرنگرانی : مولانا ڈاکٹر محمد شکیب قاسمی صاحب

ترتیب : لجنۃ ترتیب الفتاویٰ :

جناب مولانا مفتی محمد احسان صاحب قاسمی

جناب مولانا ڈاکٹر محمد شکیب قاسمی صاحب

جناب مولانا مفتی محمد امانت علی صاحب قاسمی

جناب مولانا مفتی محمد عارف صاحب قاسمی

جناب مولانا مفتی محمد عمران صاحب گنگوہی

جناب مولانا مفتی محمد اسعد صاحب قاسمی

جناب مولانا مفتی محمد حسنین ارشد صاحب قاسمی

صفحات : ۵۴۰

تعداد : ۱۰۰۰

طباعت : ۱۴۴۲ھ-۲۰۲۱ء

ناشر : حجۃ الاسلام اکیڈمی، دارالعلوم وقف دیوبند

اجمالی فہرست

عنوانات	صفحہ
باب الایمان	۷۷
فصل اوّل: ایمانیات سے متعلق مسائل	۷۹
فصل ثانی: کفریہ وشرکیہ اعمال واقوال	۱۲۰
باب العقائد	۱۸۳
فصل اوّل: قضاء وقدر	۱۸۵
فصل ثانی: انبیائے کرام کے متعلق عقائد	۱۹۲
فصل ثالث: علم غیب کا بیان	۲۲۱
فصل رابع: صحابہ کرام سے متعلق عقائد کا بیان	۲۲۷
فصل خامس: حشر ونشر کا بیان	۲۳۷
فصل سادس: جنات وفرشتوں سے متعلق عقائد کا بیان	۲۵۳
فصل سابع: توسل کا بیان	۲۷۲
فصل ثامن: اسلامی عقائد	۲۷۹
باب البدعات والرسوم	۳۰۱
فصل اوّل: مروّجہ فاتحہ خوانی	۳۰۳
فصل ثانی: میلاد ومروّجہ صلاۃ وسلام	۳۱۲
فصل ثالث: نذر ونیاز سے متعلق رسومات	۳۳۰
فصل رابع: مزارات اور قبروں سے متعلق رسومات	۳۵۰
فصل خامس: میت اور ایصال ثواب سے متعلق رسومات	۳۹۵
فصل سادس: نکاح کی رسومات	۴۲۴
فصل سابع: مخصوص ایام کی رسومات	۴۷۱
فصل ثامن: اغلاط العوام	۵۱۶
فصل تاسع: متفرقات بدعت	۵۲۹

تفصیلی فہرست

عنوان	صفحہ نمبر
مقدمہ: حضرت مولانا محمد سفیان قاسمی صاحب مدظلہٗ (مہتمم دارالعلوم وقف دیوبند)	۲۷
پیش لفظ: مولانا ڈاکٹر محمد شکیب قاسمی (نائب مہتمم دارالعلوم وقف دیوبند)	۶۷
باب الایمان	۷۷
فصل اوّل: ایمانیات سے متعلق مسائل	۷۹
اپنی مرضی سے اسلام قبول کیا، تو کیا مسلمان ہوگیا؟	۷۹
اللہ تعالیٰ کے لئے جمع کا صیغہ استعمال کرنا	۸۰
مؤمن کسے کہتے ہیں؟	۸۰
ایمان میں کمی وزیادتی کا کیا مطلب ہے؟	۸۱
مرتد شخص دوبارہ اسلام کیسے قبول کرے؟	۸۲
غیر مسلم قرآن کو اللہ تعالیٰ کی کتاب کہے تو کیا وہ مسلم ہوگیا؟	۸۳
واقعہ معراج کا منکر کافر ہے کہ نہیں؟	۸۴
زکوٰۃ وعشر کا منکر کافر ہے کہ نہیں؟	۸۵
بورڈ پر آیت واحادیث کا ترجمہ لکھنے پر امام صاحب کا اعتراض	۸۵
قاضی پر تہمت لگانے والا کافر ہے کہ نہیں؟	۸۸
قرآن وحدیث اور اجماع سے ثابت شدہ چیزوں کے منکر کا حکم	۹۰
اسلام میں داخل ہونے کے لئے کیا کرنا چاہئے؟	۹۱
مُردوں سے کوئی چیز مانگنا	۹۳
اسلام کو اپنا مذہب نہ ماننے والے کا حکم	۹۳
ایمان وعقیدہ میں کیا فرق ہے؟	۹۴
ایمان مجمل کے کلمات اور آیت کریمہ میں تعارض	۹۵
ایمان واسلام کے درمیان فرق	۹۶

اللہ تعالیٰ کے نام کے وقت سبحانہ یا تعالیٰ لگانے کی شرعی حیثیت	۹۸
اللہ میاں اور اللہ صاحب کہنا کیسا ہے؟	۹۹
کیا تعارف کے لیے سفیان کی جگہ سام نام رکھنا ایمان کے لئے خطرہ ہے؟	۹۹
اللہ بن مانگے نہیں دیتا کیا ایسا کہنا صحیح ہے؟	۱۰۰
مذہبی تفریق کو ختم کرنا	۱۰۱
میں اللہ کے عرش پر بیٹھنے کو بھی مانتا ہوں	۱۰۲
اللہ بیوی سے پاک ہے	۱۰۳
اللہ کا کھانا پینا	۱۰۴
یہودی کو امتی نہیں ماننا	۱۰۴
مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سفر کا منکر کافر ہے	۱۰۵
عالم دین کی بے عزتی کرنے والے کا حکم	۱۰۶
ابوطالب اعراف میں ہوں گے یا دوزخ میں؟	۱۰۷
ڈرائیور کا گاڑی کے ہینڈل کو اور دوکاندار کا کیش بکس کو چومنا	۱۰۷
کیا غیروں جیسے نام رکھنے سے کوئی کافر ہو جاتا ہے	۱۰۸
انجانے میں حلال کو حرام اور حرام کو حلال جاننا	۱۰۹
مذہب تبدیل کرنے کی دھمکی دینا کیسا ہے؟	۱۱۰
ابتداءاً کمیونسٹ تھا بعد میں تائب ہوا تو کیا تجدید ایمان ونکاح ضروری ہے؟	۱۱۱
کفار ایمان بالفروع کے مخاطب ہیں یا اداء کے	۱۱۲
مرتد کے دوبارہ قبول اسلام کا حکم	۱۱۳
غیر مسلم کا مسلم کے ہاتھ پر اسلام قبول کرنا	۱۱۴
حق تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے کا عقیدہ رکھنا	۱۱۵
آیت کا انکار کرنے والے سے تعلق رکھنا اور اسے کسی مسجد و مدرسہ کا ذمہ دار بنانا	۱۱۶
عقیدۂ توحید کا مطلب کیا ہے؟	۱۱۸
فصل ثانی: کفریہ وشرکیہ اعمال واقوال	۱۲۰

دیوی دیوتا کے نام سے روزے رکھنا ۱۲۰
جاندار کی تصویر کی شکل میں قرآن کریم لکھنا ۱۲۰
اسلام کے قوانین کو توڑ مروڑ کر پیش کرنا اور دوسروں کو گمراہ کرنا ۱۲۲
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ نہ ماننے والے کا حکم ۱۲۲
عورت کا مسلمان ہونے کے باوجود مندر جانا اور اپنے کو ہندو ظاہر کرنا ۱۲۳
غصہ کی حالت میں کلمات کفر کہنے والا کافر ہے کہ نہیں؟ ۱۲۴
قرآن و پاروں کے اوراق کو کوڑے میں ڈالنے والے کا حکم ۱۲۵
اشعار ذیل موجب کفر ہیں یا نہیں؟ ۱۲۶
پوجا کرنے والا مسلمان ہے یا کافر؟ اور کیا ایسے شخص کو مسجد، یا وقف کا ممبر و متولی بنایا جا سکتا ہے؟ ۱۲۷
کفریہ منتر کا وظیفہ پڑھنا ۱۲۹
اللہ کا ہوا کو حکم دینا اور ہوا کا انکار کرنے کا عقیدہ رکھنا ۱۳۰
اے اللہ! مجھے ہی تکلیف دینا تھا ۱۳۱
کیا ایک روٹی کا دو ہو جانے والا واقعہ درست ہے؟ ۱۳۲
ٹائی لگانا ۱۳۳
کفریہ کلمات بولنے والے کو کافر قرار دینا ۱۳۵
سرسوتی کی مورتی کے سامنے جھکنا ۱۳۶
ہنود اور مسلمان کو ایک ہی سمجھنا کیسا ہے؟ ۱۳۷
مدعی رسالت اور دعویٰ خداوندی کے قائل کا حکم ۱۳۸
مرشد کو خدا اور رسول کہنا، قیامت کا انکار کرنا ۱۳۹
غم کے موقعہ پر زبان سے غلط الفاظ نکالنے کا حکم ۱۴۰
سجدہ میں شیخ عبدالقادر کے نام کے وظیفہ پڑھنا ۱۴۱
حضور ﷺ کے بارے میں غیر محتاط جملے استعمال کرنا ۱۴۲
بت کی پوجا کرنا، کھانا چڑھانا کفر ہے ۱۴۳
کلمہ طیبہ کو تبدیل کرنے والا کافر ہے کہ نہیں؟ ۱۴۴

ایمان رہے یا جائے تعزیہ ضرور بنائیں گے کہنے والے کا حکم ۱۴۴
کفریہ، شرکیہ افعال سے توبہ کرنے والے کا حکم ۱۴۵
سجدہ تعظیمی شرک ہے کہ نہیں؟ ۱۴۶
ڈاڑھی کا مذاق بنانے والے کا حکم ۱۴۷
کیا غیر مسلم کے جنازے اور اس کی تیرہویں میں شرکت موجبِ کفر ہے؟ ۱۴۹
غیروں جیسا نام رکھنے سے کیا ایمان سے خارج ہوجاتا ہے؟ ۱۵۰
قرآن یا حدیث مذاقاً بگاڑ کر پڑھنا کیسا ہے؟ ۱۵۰
فتویٰ کا انکار کرنا کیسا ہے؟ ۱۵۱
اللہ ورسول کی توہین کرنے والے کا حکم ۱۵۲
نماز پڑھنے یا نہ پڑھنے سے کیا ہوتا، ایسا کہنا کیسا ہے؟ ۱۵۳
ایک مسلم کا تلک لگا کر ہَوَن، یگ کرنا ۱۵۴
دیوالی دسہرا وغیرہ منانا ۱۵۵
مختلف عقائد کے حامل شخص کا حکم ۱۵۵
قرآن کریم کی بے حرمتی کرنے والا کافر ہے ۱۵۷
گانا سننے سے ایمان باقی رہتا ہے یا نہیں؟ ۱۵۸
غلط کو صحیح کہنے سے ایمان رہا یا نہیں؟ ۱۵۸
حرام کو حلال کہنے سے ایمان جاتا رہتا ہے؟ ۱۵۹
احکام شرعیہ کا استہزا کرنا کیسا ہے؟ ۱۶۰
چیچک کو دیوی سمجھنا ۱۶۱
غیر اللہ کو سجدہ تعظیمی کرنا ۱۶۲
اپنے آپ کو کافر کہنا ۱۶۳
سب مذاہب کو برحق کہنا اور گنپتی پوجا کرنا کیسا ہے؟ ۱۶۴
فرشتے آئیں یا نہ آئیں ٹی وی چلے گا ۱۶۵
قرآنی آیات کا انکار کرنا ۱۶۶

نماز پڑھنے سے انکار کرتے ہوئے کہا نماز سے کیا ہوتا ہے؟ ۱۶۷
شرکیہ الفاظ کا استعمال ۱۶۸
انبیاء کا تقابل کرتے ہوئے کسی عالم کی منقبت ۱۶۹
کسی صاحب ایمان کو کافر کہنا ۱۷۲
ماتھے پر قشقہ لگانا ۱۷۳
مجسموں پر گل پوشی کرنا ۱۷۴
سیاسی مفاد کی خاطر مورتی کے سامنے ہاتھ جوڑنا ۱۷۵
غلطی سے کوئی کفریہ کلمہ زبان سے نکل جائے ۱۷۶
میں مسجد پر پیشاب کردوں اور سور کاٹ کر ڈالدوں کہنے والے کا حکم ۱۷۷
قرآن شریف کو گالی دینا ۱۷۸
قرآن پاک کا پھینکنا ۱۷۹
یہ کہنا کہ ہم قرآن وحدیث کو نہیں مانتے ہیں ۱۸۰
پیروں سے مدد مانگنا کیسا ہے؟ ۱۸۰
باب العقائد ۱۸۳
فصل اوّل: قضاء وقدر ۱۸۵
تقدیر کی تعریف ۱۸۵
کیا دعاء سے تقدیر بدل سکتی ہے؟ ۱۸۶
قضاء اور قدر سے متعلق سوال کرنا کیسا ہے؟ ۱۸۶
تقدیر اعمال خیر سے بدل جاتی ہے یا نہیں؟ ۱۸۸
کیا ماں کے پیٹ میں بچہ کے جنتی یا دوزخی ہونے کے بارے میں لکھدیا جاتا ہے؟ ۱۹۰
فصل ثانی: انبیائے کرام سے متعلق عقائد ۱۹۲
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی سن کر انگوٹھے چومنا ۱۹۲
محسن انسانیت کا لفظ حضور کے علاوہ کسی اور کے لیے استعمال کرنا ۱۹۳
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اُمی کہنا ۱۹۴

کسی کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ابن اللہ کہہ کر انکار کرنا:	۱۹۴
حضرت ابراہیم علیہ السلام رسول تھے کہ نبی؟	۱۹۵
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک کے ساتھ ''سیدنا'' کا استعمال	۱۹۶
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کا ایمان	۱۹۷
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سات زمینوں کے لئے بعثت	۱۹۸
انبیاء ورسل کی تعداد	۱۹۸
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں غیر شرعی عقائد	۱۹۹
رسل سے مراد کون ہیں؟	۲۰۰
کیا حضرات انبیاء علیہم السلام اور شہداء قبروں میں زندہ ہیں؟	۲۰۱
کیا حضرت ایوب علیہ السلام کے بدن پر کیڑے ہو گئے تھے؟	۲۰۲
آپ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں آپ کی روح جسم سے نہیں نکلی کہنا کیسا ہے؟	۲۰۴
حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ	۲۰۵
آپ صلی اللہ علیہ وسلم مٹی سے ہیں یا نور سے؟	۲۰۸
کیا انبیاء معصوم ہیں؟	۲۱۰
توحید کا اقرار اور رسالت کا انکار کرنے والے کا حکم	۲۱۰
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ تھا یا نہیں؟	۲۱۱
غیر پیغمبر کو علیہ السلام کہنا یا لکھنا	۲۱۳
اللہ اور رسول کا زبانوں کا جاننا	۲۱۴
کیا سرزمین ہند پر کوئی نبی آیا؟	۲۱۴
حضور صلی اللہ علیہ وسلم افضل ہیں یا مسجد افضل ہے؟	۲۱۶
یا محمد، یا رسول اللہ کہنا	۲۱۶
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شفاعت کا حق	۲۱۷
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت	۲۱۸
کیا رحمۃ للعالمین کی صفت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے؟	۲۱۹

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بدتر کہنے والا کافر ہے ۲۲۰
فصل ثالث: علم غیب کا بیان ۲۲۱
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر سمجھنا ۲۲۱
غیب کی خبر دینا ۲۲۲
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عالم الغیب ہونے کا عقیدہ ۲۲۲
قرآن میں حاضر و ناظر کا بیان ۲۲۳
کیا حضور ﷺ کو ہر چیز کا علم حاصل تھا؟ ۲۲۴
کیا قیامت کا علم حضور کو بھی تھا؟ ۲۲۶
فصل رابع: صحابہ کرام سے متعلق عقائد کا بیان ۲۲۷
صحابہ کو گالی دینے والے مسلمان ہیں کہ نہیں؟ ۲۲۷
حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق شیعہ حضرات کے عقائد ۲۲۷
خطبہ میں خلفاء راشدین واہل بیت کا تذکرہ ۲۲۸
کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نشہ کی حالت میں مغرب کی نماز پڑھائی؟ ۲۲۹
حضرت عمر کے کسی بیٹے کا زنا کرنا اور اس پر حد جاری کرنا ۲۳۰
خلفاء راشدین وحضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے والے کا حکم ۲۳۱
یزید بن معاویہ کے بارے میں علماء دیوبند کا موقف ۲۳۲
کس صحابی نے حضور کا پیشاب پیا تھا؟ ۲۳۳
کیا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دیا گیا تھا اور کس نے دیا تھا؟ ۲۳۴
حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے کون سی خلافت چلی ۲۳۵
فصل خامس: حشر ونشر کا بیان ۲۳۷
قبر میں سوال وجواب اور روح کا جسم سے تعلق ۲۳۷
مُردوں کو زندہ کرنے کا عقیدہ ۲۳۸
رمضان وجمعہ میں انتقال کرنے والے سے قبر میں سوالات کا نہ ہونا ۲۳۹
قیامت کے منکر کا حکم اور ''آواگون'' کے عقیدے کا حکم ۲۴۱

ارتداد کی حالت میں مرنے والے شخص کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا؟ ۲۴۲
قیامت کے روز ساری مخلوق کو کہاں جمع کیا جائے گا؟ ۲۴۳
کیا ہر آدمی سے قبر میں نکیرین سوال وجواب کرتے ہیں؟ ۲۴۳
صور کی شکل وصورت کیا ہوگی؟ ۲۴۵
کسی کے جسم میں ولی کی روح کا داخل ہونا ۲۴۶
شب جمعہ مردوں کی روحوں کا اپنے گھر آنا ۲۴۷
عالم برزخ کسے کہتے ہیں؟ ۲۴۸
قبر میں عذاب وثواب صرف روح کو ہوگا یا روح اور جسم دونوں کو؟ ۲۴۹
قبر میں انسانی کیفیت کیسی ہوگی؟ ۲۵۰
کیا عذاب قبر برحق ہے؟ ۲۵۱
فصل سادس: جنات وفرشتوں سے متعلق عقائد کا بیان ۲۵۳
کراماً کاتبین کے بارے میں ۲۵۳
کیا فرشتے کھاتے ہیں؟ ۲۵۴
حضرت جبرئیل کون ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کو کیسے پیدا کیا؟ ۲۵۴
جن کی شہادت مقبول ہوگی کہ نہیں؟ ۲۵۵
فرشتے انسانوں کی طرح نماز پڑھتے ہیں؟ ۲۵۶
دوزخ کے منتظم فرشتے ۲۵۶
کیا فرشتے کی لمبائی چوڑائی عام انسانوں کی طرح ہے؟ ۲۵۷
ابلیس کا جنت میں دوبارہ دخول ہوا کہ نہیں؟ ۲۵۹
جنات کی عمر، خوراک کیا ہے؟ اور وہ زمین میں کس جگہ رہتے ہیں؟ ۲۶۰
فرشتوں کی پیدائش کس چیز سے ہوئی ہے؟ ۲۶۰
فرشتوں کی عبادت ۲۶۱
فرشتوں کی تعداد ۲۶۳
فرشتوں پر ایمان کا مطلب ۲۶۴

مشہور چار فرشتے اور ان کے کام ۲۶۶
کیا جنات اور ابلیس فرشتوں میں سے ہے؟ ۲۶۹
منکر نکیر ۲۷۰
فصل سابع: توسل کا بیان ۲۷۲
کیا علماء اپنی قبروں میں زندہ ہیں؟ اور ان کے وسیلے سے دعاء مانگنا کیسا ہے؟ ۲۷۲
بزرگوں کو مختار سمجھ کر ان کو وسیلہ بنانا ۲۷۴
نبی اور غیر نبی کے وسیلے سے دعاء کرنا ۲۷۵
وسیلہ کی شرعی حیثیت ۲۷۶
کسی نبی ورسول وصحابی کو وسیلہ بنانا ۲۷۷
فصل ثامن: اسلامی عقائد ۲۷۹
امام ابوحنیفہ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہما کو بد دین کہنا: ۲۷۹
موجودہ یہود ونصاریٰ اہل کتاب ہیں کہ نہیں اور ان کا ذبیحہ حلال ہے کہ نہیں؟ ۲۸۰
حضرت خضر نبی تھے یا ولی؟ ۲۸۶
صحابی کن حضرات کو کہا جائے گا؟ ۲۸۶
بانی اسلام کون ہے؟ ۲۸۷
کیا کسی عورت کے نبیہ ہونے کا ثبوت ملتا ہے؟ ۲۸۸
قرآن کریم پر دوسری کتابوں کو ترجیح دینا ۲۸۹
قرآن کی منکرہ مسلمان ہے کہ نہیں؟ ۲۹۰
تورات اور انجیل کی زبان ۲۹۱
انسان کو اپنی موت کے بعد کیسا محسوس ہوتا ہے؟ ۲۹۱
کیا اولیاء کی کرامات ہوتی ہیں؟ ۲۹۲
یا محی الدین وظیفہ پڑھنا ۲۹۳
کیا کافروں کے معصوم بچے بغیر حساب وکتاب جنت میں جائیں گے؟ ۲۹۳
جو عورت بغیر شادی کیے مر جائے وہ جنت میں کس کے ساتھ ہوگی؟ ۲۹۵

جنت کی حوروں کی تفصیل ۲۹۶
جنت میں حوروں کا مقام ۲۹۷
اسلامی عقائد کو جاہلانہ عقائد سے تعبیر کرنا ۲۹۸
باب البدعات والرسوم ۳۰۱
فصل اوّل: مروّجہ فاتحہ خوانی ۳۰۳
فاتحہ کا مروّجہ طریقہ صحیح ہے کہ نہیں؟ ۳۰۳
مروّجہ قرآن خوانی کا حکم کیا ہے؟ ۳۰۴
کسی میت یا بزرگ کی فاتحہ دلانا ۳۰۵
فاتحہ خوانی کے بعد مٹھائی کی تقسیم ۳۰۶
اعلان کر کے فاتحہ خوانی اور تعزیت ۳۰۷
جنوں پر فاتحہ پڑھ کر ایصال ثواب ۳۰۸
بوقت فاتحہ میت کے ساتھ ماں کا نام لینا ۳۰۹
مسجد میں قرآن خوانی کرنے کا حکم ۳۱۰
فاتحہ کے لئے کونسا وقت بہتر ہے؟ ۳۱۰
فصل ثانی: میلاد و مروّجہ صلاۃ وسلام ۳۱۲
مجلس میلاد ۳۱۲
صلوٰۃ وسلام پڑھنا، انگوٹھے چومنا اور نماز کے بعد مصافحہ کا التزام ۳۱۳
میلاد اور قیام کرنا کیسا ہے؟ ۳۱۴
اذان کی شہادتین پر انگوٹھا چومنا ۳۱۵
نماز جمعہ کے بعد مسجد میں بلند آواز سے سلام پڑھنا ۳۱۶
مروجہ میلاد کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ ۳۱۷
قرآن خوانی و میلاد پر نذرانہ دینا ۳۱۸
درود وسلام سے کیا مراد ہے؟ ۳۱۹
کھانے پر فاتحہ، درود وسلام پڑھنا ۳۲۰

جلوس محمدی و مدح صحابہؓ کی حیثیت ۳۲۱
"یا نبی سلام علیك" آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر جان کر پڑھنا ۳۲۲
درود شریف پڑھتے وقت انگلیوں کا چومنا ۳۲۴
مسجد میں میلاد کرنا ۳۲۴
صلوٰۃ وسلام میں خطاب کا صیغہ ۳۲۵
مجالس میں صلوٰۃ وسلام پڑھنا ۳۲۶
درگاہ پر میلاد ۳۲۷
سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسے کو روکنا کیسا ہے؟ ۳۲۸
فصل ثالث: نذر و نیاز سے متعلق رسومات ۳۳۰
فاتحہ پڑھنا، نیاز کرنا، کونڈے بھرنا ۳۳۰
پیر کے نام پر بچے کے بال نہ کٹوانا ۳۳۰
نذر پوری ہونے پر یا میت کی طرف سے کھانا کھلانا ۳۳۱
میلاد کی نذر ماننا اور مجلس میلاد منعقد کرنا ۳۳۲
اولیاء کرام کے نام پر پالتو جانور کا کھانا حلال ہے کہ نہیں؟ ۳۳۳
کسی امام یا بزرگ کے نام سے نذر و نیاز کرنے کا حکم ۳۳۴
بانجھ عورت کا دیوی کو مرغ بھینٹ کرنا ۳۳۵
منت مانی کہ میرا کام ہو گیا تو میں میلاد کروں گا ۳۳۶
مزاروں پر بکرا ذبح کرنا ۳۳۷
عورتوں کا قبرستان جانا اور کچھ چڑھاوا چڑھانا ۳۳۸
پیپل کے درخت پر مٹھائی اور مرغہ کا چڑھاوا ۳۴۰
بچہ کی پیدائش پر مسجد میں لانا اور مسجد کے طاق بھرنا ۳۴۱
منت اور چڑھاوا ۳۴۲
نذر و نیاز کرنا، بچہ کی پیدائش پر چھٹی کرنا، شادی سے ایک دن قبل دعوت کرنا، سال گرہ منانا ۳۴۳
مزار کا چڑھاوا کیا مدرسہ میں استعمال کیا جا سکتا ہے؟ ۳۴۴

امام جعفر رحمۃ اللہ علیہ کے کونڈوں کی کیا حیثیت ہے؟ ۳۴۵
قبر پر چادر چڑھانے کی منت ماننا ۳۴۶
کاروبار میں ترقی کے لئے نذر و نیاز کرنا ۳۴۷
انبیاء اولیا کی قبروں پر نذر و نیاز پیش کرنا ۳۴۸
فصل رابع: مزارات اور قبروں سے متعلق رسومات ۳۵۰
مزار پر حاضر ہونا ۳۵۰
پیر کا اپنے شجرہ نسب کو اپنے مرید کی قبر میں رکھوا دینا کیسا ہے؟ ۳۵۱
اولیاء اللہ کی قبروں کی زیارت اور فاتحہ کے لئے عرس میں جانا ۳۵۱
بوقت تدفین بیری کی ٹہنی لگانا ۳۵۲
عرس کے موقعہ پر فاتحہ خوانی کے بعد شیرینی یا کھانا تقسیم کرنا ۳۵۳
عرس کی شرعی حیثیت ۳۵۴
بکرے کی رقم کا مزار پر چڑھانا ۳۵۵
بزرگ کے مزار پر ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھنا ۳۵۶
مزار کو پختہ کرنا اور اس پر قوالی و عرس کا حکم ۳۵۷
قبروں پر کتبے لگانا ۳۵۹
پختہ قبر کو ہموار کرنا ۳۶۰
قبروں و مزاروں پر چڑھاوے کا حکم کیا ہے ۳۶۱
مزارات پر چڑھاوے کی رقم کا مصرف کیا ہے؟ ۳۶۱
قبر میں کنکریاں رکھنا ۳۶۲
تدفین کے بعد ستر قدم پیچھے ہٹ کر دعاء مغفرت کرنا ۳۶۳
پیر کی طرف سے دئے ہوئے تصدیق نامہ وغیرہ کو قبر میں رکھنا ۳۶۴
بزرگ کے مزار پر چادر وغیرہ چڑھانا ۳۶۵
چڑھاوے کی رقم کا مسجد یا مدرسہ میں لگانا ۳۶۶
عرس میں شرکت اور مزار کے غسل کے پانی کو متبرک سمجھنا ۳۶۷

تدفین کے وقت قبر اور مردہ پر کیوڑہ چھڑکنا ۳۶۷
بوقت تدفین اذان وتکبیر کہنا ۳۶۸
قبرستان میں عورتوں کی قبروں پر پھول چڑھانا ۳۶۹
مزارات کا طواف اوران کو بوسہ دینے والے کا حکم ۳۷۰
عرس میں امام صاحب کی شرکت ۳۷۰
قبر پر اگربتی جلانا یا پھول چڑھانا ۳۷۲
کسی بزرگ کی قیام گاہ کو بابرکت سمجھنا ۳۷۳
قبروں پر پھول چڑھانا ۳۷۴
تدفین کے بعد چالیس قدم ہٹ کر اذان دینا بدعت ہے ۳۷۶
چالیس روز تک قبر کا پہرہ دینا ۳۷۶
قبروں پر سجدہ کرنا کیسا ہے؟ ۳۷۷
بزرگ کی یاد میں طاق بنانا اور چراغ جلانا ۳۷۸
درگاہ پر صندل نکالنا ۳۷۹
مزاروں پر متعدد غیر شرعی اعمال ۳۸۰
جائے تدفین کے بارے میں وصیت پر عمل ضروری ہے یا نہیں؟ ۳۸۱
تدفین کے بعد دیر تک قبر کے پاس بیٹھنا ۳۸۲
قبروں پر بیٹھنا اور نماز پڑھنا کیسا ہے؟ ۳۸۳
زمین بوسی، قدم بوسی، قبر چومنا، پیشانی رکھنا کیسا ہے؟ ۳۸۴
جنازہ کا طواف کرنا، قبر کی مٹی اٹھا کر دینا ۳۸۴
قبرستان یا کسی مزار کی زیارت کی نیت سے سفر کرنا ۳۸۵
زیارتِ قبور اور عورتوں کا قبرستان جانے کا حکم ۳۸۶
شب برأت میں قبرستان جانا اور ہاتھ اٹھا کر دعاء کرنا ۳۸۹
کچی قبروں کو پختہ کرنا کیسا ہے؟ ۳۹۰
تدفین کے بعد قبر پر اذان دینا ۳۹۱

قبر پر ہاتھ اٹھا کر دعاء کرے یا بغیر ہاتھ اٹھائے؟ ۳۹۲
مزار پر سجدہ کرنا ۳۹۲
وارث علی شاہ کے تعلق سے بدعات ۳۹۳
فصل خامس: میت اور ایصال ثواب سے متعلق رسومات ۳۹۵
قرآن پڑھنے والوں کو اجرت دینا اور کھانا کھلانا ۳۹۵
گیارویں وغیرہ پر دعوت کرنا ۳۹۶
چالیسواں کا شرعی حکم ۳۹۷
انتقال کے بعد ایصال ثواب کے لئے نفل اور تسبیح پڑھنے کی تاکید ۳۹۷
موت کے تیسرے دن ایصال ثواب کے لئے مجلس منعقد کرنا ۳۹۸
جنازہ کے ساتھ بلند آواز سے قرآنی آیات، درود شریف، نعت پڑھنا ۴۰۰
میت پر پھول کی چادر ڈالنا ۴۰۰
دسویں میں مرحوم کی شوق کی چیزیں بنوانا ۴۰۱
جنازے کے آگے چلتے ہوئے جہراً کلمہ پڑھنا ۴۰۲
عورت کے انتقال پر میکے والوں کی طرف سے کفن کو لازم سمجھنا ۴۰۳
کسی کے مرنے پر رسم کے تحت کھانے میں شرکت ۴۰۴
میت کے گھر والوں پر گوشت کھانے کا حکم ۴۰۵
ایصال ثواب کے لئے چالیس دن تک مسجد میں کھانا پہونچانا ۴۰۷
قرآن خوانی کا حکم ۴۰۷
میت کے مرنے کے بعد ایصال ثواب کرنا ۴۰۸
سوگ منانے کا طریقہ کیا ہے؟ ۴۰۹
بوقت تدفین دودھ بخشوانا، مہر معاف کرانا ۴۱۰
میت کے گھر کھانا کھانا جائز ہے کہ نہیں؟ ۴۱۱
کیا غسل کے بعد احوال برزخ شروع ہو جاتے ہیں؟ ۴۱۲
کیا مردہ پہچانتا ہے کہ اس کی قبر پر کون آیا ہے؟ ۴۱۳

قبر پر پہنچ کر وقفہ کے بعد قرآن کریم پڑھیں یا بغیر وقفہ کے؟ ۴۱۴
مالداروں کے لیے ایصال ثواب کے لیے تیار کیا گیا کھانا کھانا ۴۱۵
ایصال ثواب کے لئے ختم قرآن اور تسبیحات کی مجلس کا حکم ۴۱۷
تیجہ یا چالیسواں کے موقعہ پر قرآن خوانی ۴۱۹
افطار کے موقعہ پر ضروری سمجھ کر اجتماعی دعاء کرنا کیسا ہے؟ ۴۲۰
دن مقرر کر کے مسجد میں درود شریف کا اہتمام کرنا کیسا ہے؟ ۴۲۰
کیا تیجہ، دسواں، بیسواں جنتی ہونے کا ضامن ہے؟ ۴۲۱
تیجہ و دسواں پر دعوت کا اہتمام ۴۲۲
چالیسواں کے نام پر دعوت میں شرکت ۴۲۳
فصل سادس: نکاح کی رسومات ۴۲۴
شادی کی رسومات ۴۲۴
شادی میں بغرض ایصال ثواب قرآن پڑھنا ۴۲۵
رخصتی کے وقت اذان دینا ۴۲۶
دولہا، دولہن کو بٹنا ملنا، اور مجمع عام میں دولہا سے کپڑے بدلوانا ۴۲۷
شادی کے موقعہ پر روپیہ دینا ۴۲۸
دلہا کے گلے میں سہرا، گجرا، مالا ڈالنے کی رسم ۴۲۹
شادی سے قبل ابٹن لگانا ۴۲۹
شادی میں گیت گانا ۴۳۰
شادی سے ایک یوم قبل میلاد کرنا ۴۳۱
شادی پر گھر میں رنگ و روغن کرانا، تصاویر لگانا ۴۳۲
نکاح کے وقت پانچوں کلمے پڑھانا ۴۳۲
دولہن کی مانگ میں دولہا کا سندور بھرنا ۴۳۳
دولہا کی سلامی، سرمہ، تیل لگانا کیسا ہے؟ ۴۳۴
شادی کے موقعہ پر بے پردگی اور فحش گوئی ۴۳۵

شادی پر پٹاخے اور آتش بازی ۴۳۵
سماجی بندھن کی وجہ سے دولہا دولہن کا ملاقات نہ کرنا ۴۳۶
جہیز کی رونمائی کرنا ۴۳۷
سمدھی ملن کی رسم کا حکم کیا ہے؟ ۴۳۷
تلک کی رسم کا حکم؟ ۴۳۸
شادی کے لیے کسی دن اور تاریخ کا خاص کرنا ۴۳۹
لڑکی والوں کے یہاں کھانے کا حکم ۳۴۰
سلامی کی رسم میں ملنے والی رقم وتحائف کا حکم ۳۴۰
مہر کی ادائیگی سے پہلے صحبت کرنے کو برا سمجھنا ۴۴۱
بارات کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ ۴۴۲
جہیز اور نقد رقم کی فرمائش کرنا ۴۴۳
نکاح سے قبل بابا کے مزار پر چادر چڑھانا ۴۴۴
شادی کے موقعہ پر بستی والوں کا مسجد میں رقم نہ دینے تک کھانا نہ کھانا ۴۴۵
شادی کے موقع پر مختلف رسوم کو لازمی سمجھنا ۴۴۶
شادی کے موقعہ پر زیارت گاہ جانے کو ضروری سمجھنا ۴۴۷
شادی میں باجہ ورسومات کا حکم ۴۴۸
نکاح کے بعد چالے سے قبل صحبت کو حرام سمجھنا ۴۴۹
شادی کے موقعہ نیوتہ کی رسم ۴۵۰
شادی سے ایک یوم قبل ماموں کا پیسے ڈالنا ۴۵۲
بوقت نکاح جوڑا اور مخصوص زیور پہننے کے بعد نکاح کی اجازت دینا ۴۵۳
شادی کی تاریخ طے ہونے پر دولہا کی طرف سے سامان کا بھیجنا ۴۵۴
شادی سے ایک یوم قبل دعوت ۴۵۵
بھابھی کا دولہا کی آنکھوں میں سرمہ لگا کر پیسہ لینا ۴۵۶
دولہن کو نائی سے ہلدی لگوانا ۴۵۷

سلامی اور جوتا چرائی کی رسم ۴۵۷
شادی کے موقع سے اجتماعی دعاء ۴۵۸
شادی کے موقعہ پر میلاد کرانا ۴۵۹
ماہ محرم میں شادی کو برا سمجھنا ۴۶۰
نکاح میں مہر فاطمی کو برا سمجھنا ۴۶۱
مہر معاف کرانا ۴۶۲
دولہا کے گلے میں پھولوں ونوٹوں کے ہار ڈالنا ۴۶۲
شادی کی تاریخ کے لیے لال خط کا رواج ۴۶۳
منڈھا کرنا، بارات لے کر جانا، اور کھڑے ہو کر کھانا کھلانے کا شرعی حکم ۴۶۴
ولیمہ کے نام پر مسجد کمیٹی کا پیسہ مانگنا ۴۶۶
گھوڑے پر بارات لے کر جانا اور دلہن کو ڈولی میں لانا ۴۶۷
عدت پوری ہونے پر کھانے کی دعوت ۴۶۹
ماموں کا بھات دینا ۴۶۹
شادی کے موقعہ پر ختم قرآن کرنا ۴۷۰
فصل سابع: مخصوص ایام کی رسومات ۴۷۱
یوم عاشورہ میں کوئی خاص نماز ہے یا نہیں؟ ۴۷۱
یوم عاشورہ میں علی الاعلان نوافل کا اہتمام ۴۷۱
دسویں محرم کو چندہ کر کے نیاز کرنا ۴۷۲
تعزیہ نکالنے والوں کا حکم ۴۷۳
محرم میں تعزیہ بنانا، ڈھول بجانا، لوگوں کا مالی تعاون کرنا ۴۷۴
محرم کے چاند میں دلہن کو چھپانا کیسا ہے؟ ۴۷۵
محرم میں کھچڑا اور مالیدہ بنانا کیسا ہے؟ ۴۷۶
صرف عاشوراء کا روزہ رکھنا ۴۷۷
محرم کے جلوس اور کربلا وغیرہ کا حکم ۴۷۸

اسلام میں کوئی دن، تاریخ، مہینہ منحوس ہے کہ نہیں؟ ۴۷۹
عاشوراء کا کھانا ۴۸۰
صفر کے مہینے میں نحوست سمجھنا ۴۸۱
ہر سال ۹ ربیع الاول کو جلسہ کرنا ۴۸۲
عید میلاد النبی پر جشن منانا و جلسے کرنا ۴۸۳
۱۲ ربیع الاول کو جلسہ وجلوس کرنا ۴۸۴
گیارہویں شریف منانا کیسا ہے؟ ۴۸۵
۱۲ ربیع الاول کی چھٹی کرنا اور کاروبار نہ کرنا کیسا ہے؟ ۴۸۶
جشن میلاد النبی پر جلسہ، ڈھول باجہ وغیرہ ۴۸۷
تعطیل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۴۸۸
۲۷ رجب المرجب کا روزہ ۴۸۹
رجب کے کونڈے، شب برأت کے حلوہ کا حکم ۴۸۹
شب برأت کی رسومات سے روکنا کیسا ہے؟ ۴۹۰
شب برأت میں قبرستان جاتے ہوئے مخصوص کلمات پڑھنا ۴۹۱
شب برأت میں حلوہ پکانا کیسا ہے؟ ۴۹۲
شب برأت میں قبرستان جاتے وقت بلند آواز سے نعرہ تکبیر کہنا ۴۹۳
شب برأت میں اجتماعی عبادت کرنا ۴۹۴
شب برأت کے سلسلے میں مروی روایات کی تحقیق ۴۹۵
شب برأت کو تہوار کے طور پر منانا ۴۹۶
شب معراج، شب برأت، شب قدر میں نفلی عبادات کا ثبوت ۴۹۷
افضل ترین رات؟ ۴۹۸
شب برأت میں شب بیداری کرنا ۴۹۹
۱۵ شعبان کو روزہ رکھنا ۴۹۹
پندرہویں شعبان کے مخصوص اعمال ۵۰۰

شب برأت میں مسجد وقبرستان میں لائٹ لگانا اور کھانا تقسیم کرنا ۵۰۲
مقدس راتوں میں مساجد میں جمع ہوکر وظائف ونوافل پڑھنا ۵۰۳
عید کے دن جھنڈا لے کر عیدگاہ تک جانا ۵۰۴
عیدالفطر کے دن اللہ کے نام پر باسن پکانا اور گوشت کو حرام سمجھنا ۵۰۵
عیدگاہ میں پھول جھالر لگانا ۵۰۶
عیدین میں خطبہ کے بعد دعاء کرنا ۵۰۷
نماز عید کے بعد جمع ہوکر قبرستان جانا ۵۰۷
عید کی مبارک باد دینا ۵۰۸
نیا چاند دیکھ کر مصافحہ ۵۰۹
عید کے دن سوئیاں بنانا ۵۱۰
ختم قرآن وعیدین وغیرہ کے مواقع پر شادی کرنا ۵۱۰
عیدین کی نماز کے بعد مصافحہ اور معانقہ کرنا ۵۱۱
عیدین کے موقعہ پر گھروں، مسجدوں کو سجانا ۵۱۳
خاص مواقع پر مسجدوں کو سجانا، اور انبیاء کا نام لینا ۵۱۴
رفاعی دن کا حکم ۵۱۵
فصل ثامن: اغلاط العوام ۵۱۶
لمبے کان والے اور چھوٹے کان والے کی عمر ۵۱۶
اگر مکڑی بدن سے لگ جائے تو پھنسیاں نکلتی ہیں ۵۱۶
محرم میں بیوی سے ہم بستری نہ کرنے کی اصل کیا ہے؟ ۵۱۷
قرآن کریم کو سینہ سے لگانا، چومنا، کیسا ہے؟ ۵۱۸
کیا چہرہ پر دھبہ والی عورت لعنتی ہوتی ہے؟ ۵۱۸
پھل کاٹتے وقت تکبیر پڑھنا کیسا ہے؟ ۵۱۹
ماں کا دودھ بخشوانے کی شرعی حیثیت ۵۲۱
ختم قرآن پر استاد کا بچوں کے گھر آکر قرآن پڑھوانا ۵۲۱

مرد یا عورت کا دائیں و بائیں آنکھ پھڑکنا ۵۲۲
چاند یا سورج گرہن کے وقت کھانے پینے سے پرہیز ۵۲۳
خالی قبر میں مرغ کو دفن کرنا ضروری ہے کیا؟ ۵۲۴
حالت حیض میں مہندی ناپاک ہو جاتی ہے؟ ۵۲۵
رات میں آئینہ دیکھنا اور جھاڑو لگانا کیسا ہے؟ ۵۲۵
شوہر کے انتقال پر بیوی کو ضروری سمجھ کر جوڑے وغیرہ دینا ۵۲۶
نماز کے بعد جانماز کا کونہ موڑنا ۵۲۷
قرآن کریم کی بے ادبی ہو جائے تو اناج تول کر صدقہ کرنا ۵۲۷
فصل تاسع: متفرقات بدعت ۵۲۹
عقیقہ نہ کر کے چھٹے دن شکرانہ کی دعوت کرنا ۵۲۹
اہل ہنود کی مشابہت اختیار کرنے کا حکم ۵۳۰
حافظ کے گلے میں پھولوں اور روپیوں کا ہار ڈالنا ۵۳۱
پڑوس میں سالن بھیجتے وقت کوئلہ ڈال دینا ۵۳۱
کیا دونوں ہاتھوں سے مصافحہ بدعت ہے؟ ۵۳۲
قرآن کریم کے نیچے سے بھینس کا نکالنا ۵۳۳
ملاقات کے وقت پاؤں چھونا ۵۳۳
کیا نماز کے بعد مصافحہ کرنا بدعت ہے؟ ۵۳۴
خلاف اصول وسنت عبادت کرنے والے کا حکم ۵۳۵
اذان میں ''محمّدًا رسول اللّٰہ'' پر انگوٹھے چومنا ۵۳۶
فاتحہ، درود، گیارہویں اور مزار پر سجدہ کرنے کی حقیقت ۵۳۷
جمعہ کے لئے مائک سے اعلان کرنا ۵۳۹
بروز جمعہ، جمعہ مبارک کا میسیج کرنا ۵۴۰

❀ ❀ ❀

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

تغیر پذیر دنیا اور انسان کی اجتماعی مزاج سازی

از روئے قرآن واحادیث اور از روئے عقل ومشاہدات ومحسوسات یہ ایک ثابت شدہ اور ناقابل تردید حقیقت ہے کہ یہ دنیا بدیع السموات والارض کے حکم ومشیئت کے مطابق بہر لمحہ ولحظہ تغیر پذیر ہے اور یہ تغیرات دنیا میں موجود کبیر وصغیر اور عظیم وحقیر تمام مخلوقات وموجودات عالم پر کسی نہ کسی طور پر بہر کیف اثر انداز ہیں، انسان جو کہ حق تعالیٰ کے سلسلہ تخلیقات کا عروج ہے جس کو خلیفۃ اللہ فی الارض کے منصب جلالت سے سرفراز فرما کر کائنات میں اگر چہ محدود ہی سہی لیکن کسی نہ کسی درجے میں تصرف کے اختیار وشعور سے سرفرازی عطا فرما کر مخلوقات عالم پر جہاں ایک طرف عظمت و برتری سے نوازا گیا ہے، وہیں دوسری جانب اس اختصاص کے باوصف یہ کیسے ممکن تھا کہ انسان قوانین قدرت کے اثرات سے خارج ہوسکتا بلکہ تغیرات احوال، گردش شام وسحر اور اسکے نتیجہ میں پیدا ہونے والے مسائل وکوائف کو انسانی زندگی میں ارتقاء کی بنیاد واساس کا درجہ حاصل ہے جو کہ زمان و مکان کے ہر رنگ وآہنگ میں بنی نوع انسانی کی فطرت وطبیعت فکر ومزاج مقتضیات وضروریات پر مرتب ہونے کے ساتھ ساتھ علاقائی احوال وکوائف سے مل کر انسان کی اجتماعی مزاج سازی میں ایک مرکزی محرک کے طور دخیل وکارفرما ہیں۔

امت مسلمہ کی علمی عظمت:

ذات حق جلّ مجدہ کے تخلیق فرمودہ انسان کی فطرت اور مزاج کے تناظر میں اگر اسلام کی چودہ سو سالہ عظمت وسرفرازی کی بلندیوں کو چھو لینے والی روشن اور عظیم تر دینی وعلمی جدوجہد اور تاریخ ساز ہمہ جہت وہمہ انواع اور ہمہ اقسام خدمات کے دائرہ عظمت ورفعت، وسعت وتعمق، کثرت علوم

ومعارف، تحقیق وتدقیق اور کارہائے علم وآگہی کا ضخامت کے لحاظ سے جائزہ لیا جائے تو بلاخوف تردید یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ امت محمدیہ اپنے کارعلوم ومعارف کے ہمہ جہت اختصاصات اور بے بدل امتیازات کی روشنی میں اس حیثیت کی حامل ہے کہ دنیا کی متمدن ومہذب اقوام وملل اپنے مستند تاریخی ومذہبی وقائع سے نہ صرف یہ کہ اسکی نظیر لانے سے ہی قاصر ہیں بلکہ طوعاوکرہاہی سہی اس کار باعظمت کا اعتراف کرنے پر بھی مجبور ہیں، البتہ یہ ایک الگ اور مستقل بحث کا موضوع ہے کہ دنیا کی ہر متمدن ومہذب قوم میں مختلف علوم کی ترویج وتوسیع اور فکر کی وسعت اور گہرائی وگیرائی کے مختلف زاویوں اور معیارات کی مثالیں باندازِ دگر کثرت سے پائی جاتی ہیں جو کہ دنیا کی مختلف نوعیّتوں کے ارتقائی سفر میں اپنی انفرادیت وامتیاز میں اپنا ایک الگ اور منفرد مقام رکھتی ہیں، احکام ومسائل کے حوالے سے دین اسلام میں دنیائے علوم ومعارف کی ایک جہت یہ ہے کہ ہر دور کے گذرتے وقت میں حیات انسانی کے بہر لمحہ ولحظہ پیش آنے والے مسائل ومعاملات کو اسلام کے بنیادی واساسی مسلّمہ مآخذ قرآن واحادیث اور اجماع وقیاس کے تناظر میں دین اسلام کے سلسلہء ہدایت ورہنمائی کی روشنی میں طبقہء فقہائے امت نے احکامات کو مدلل ومبرہن کرکے حل وعقدہ کشائی کے فرض کفایہ کو اپنی زندگیوں کا بایں طور محور قرار دیا کہ مسائل کی تحقیق وتدقیق اور تدوین میں اپنی متاع حیات کے ایک ایک لحظہ وپل کو کارآمد بناتے ہوئے اپنی زندگیاں تج کردی ہیں، خطہء ارض کا شاید کوئی بھی ملک وشہر اور منطقہ ایسا نہ ہو جس پر بسنے والے افراد امت محمدیہ کے لئے عمل کی راہ کو آسان بناتے ہوئے ہمہ جہت واقسام مسائل کے اجزائے ترکیبی کو علیحدہ علیحدہ کرکے اسکا کوئی حل پیش نہ کیا گیا ہو۔

تدوین وترتیب فقہ کی تاریخ ان ہی حقائق و وقائع سے عبارت ہے، فقہاء کے ان ہی اجتہادات وایجادات کو ہر دور میں امت کی راہنمائی کے تناظر میں مشعل راہ کی حیثیت حاصل رہی ہے، اجتہادات وایجادات کے اس باب میں حکیم الاسلام حضرت مولانا محمد طیب صاحب نور اللہ مرقدہ سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند کا رقم فرمودہ یہ اقتباس نفس موضوع کی تمہیدی عقدہ کشائی کرتا ہے ''کہ مؤرخین کا یہ قول ہے کہ نبی اول الزماں حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر رسول آخرالزماں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک کا عرصہ تخمیناً چھ ہزار سالوں یا اس کے کم وبیش کو محیط ہے، اگر مؤرخین کے اس قول کو اختیار کیا جائے تو حاصل یہ نکلتا ہے کہ رسول اکرم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساتویں

الف کے آغاز میں مولود ومبعوث ہوئے (جس پر بعض آثار صحابہ اور احادیث بھی شاہد ہیں جن کو ابن جریر نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے) تو واضح ہوگا کہ تکوینیات کی طرح تشریعیات کی تکمیل بھی چھ ہزار برس میں ہی ہوئی اور جس طرح تکوین وتشریع میں تدریج کا اصول مشترک تھا اسی طرح اس کی مدت میں بھی اشتراک اور یکسانیت کی شان پائی جاتی ہے جس کی تکمیل کی جانب قرآن کریم بہت واضح اشارہ کررہا ہے (کیوں کہ کسی شئے کی انتہاء کا اپنی ابتداء سے منطقی ربط کسی دلیل کا محتاج نہیں ہے) اور از روئے نص قرآنی اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا[1] اس حقیقت کی روشن اور بین دلیل ہے جسکا حاصل ہے کہ ذات حق جل مجدہ کے چھ دن یا دنیا کے چھ ہزار برس کی مدت میں مخلوقات ومشروعات کا نظام مکمل ہوکر اس درجہ پر پہونچا دیا گیا ہے کہ اب نہ اس میں کسی کمی کی گنجائش رہی ہے اور نہ زیادتی کی، نہ ترمیم کی اور نہ تنسیخ کی اور لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ[2] کی مہر لگادی، یعنی جس طرح کائنات عالم کے کلّی مادے آب وخاک اور باد ونار، پھر مادوں کے کلّی موالید جمادات، نباتات، حیوانات، پھر ان کے علویات اور سفلیات، پھر موالید علوی وسفلی کی جامع انواع واجناس انسان، جن وملک، اسد وغنم، شجر وحجر، بحر وبر، سیارات و ثوابت اور ارض وسما وغیرہ کی مجموعی ہیئت جسے عالم کہتے ہیں اب کسی بھی قسم کی کمی بیشی کو قبول نہیں کرسکتے ہیں بالکل ٹھیک اسی طرح سے دین کے اصول وکلیات اساسی، قواعد وضوابط اور تمام منصوص عقائد واحکام کی اس مجموعی ہیئت کذائی میں جسے اسلام کہتے ہیں کوئی کمی بیشی اور ترمیم وتنسیخ ممکن نہیں ہے، وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا[3]۔

تاہم جس طرح تکوینیات ان منظّم اور مرتب مادوں اور علوی وسفلی ذخیروں سے بواسطہء فکر وتدبر نت نئے عجائبات کا انکشاف کیا جاسکتا ہے اور انکی پوشیدہ ومستور طاقتوں کا سراغ لگا کر تمدن کے نت نئے اور جدید تر کارنامے دنیا کو دکھائے جاسکتے ہیں جن کی بظاہر کوئی حد دکھائی نہیں پڑتی ہے اسی طرح تشریع کے منظّم احکام ومسائل اور قواعد وکلیات کے مخفی علوم واسرار کا پتہ لگا کر ان سے تدین

(۱) سورة المائدة: ۳
(۲) سورة الروم: ۳۰
(۳) سورة الاحزاب: ۶۲

کے نئے نئے فروعی مسائل، لطائف وظرائف اور حقائق ومعارف پیدا کئے جاسکتے ہیں کیونکہ کلام اللہ کی شان بھی **لاتنقضي عجائبه** وارد ہوئی ہے کہ کلام اللہ کے عجائب وغرائب بے حد ونہایت ہیں، چنانچہ معلوم ہوا کہ جس طرح اس تکوینی انکشاف کا نام ایجاد ہے ٹھیک اسی طرح تشریعی استخراج کا نام اجتہاد ہے نہ ایجاد کی کوئی حد ہے اور نہ اجتہاد کی کوئی انتہاء ہے۔

البتہ یہ الگ بات ہے کہ جیسے ایجادات ہر زمانے کی ذہنیت، فکر ومزاج ضرورت اور مقتضیات کے مطابق ہوتی ہیں اور موجدین کی فطرتیں اور طبیعتیں ان ہی ایجادات کی طرف چلتی ہیں جنکی زمانے کو ضرورت ہوتی ہے اور جب وہ ضروریات ختم ہوجاتی ہیں تو طبائع کی یہ دوڑ ومسابقت بھی ختم ہوجاتی ہے اور آگے صرف ان ایجادات سے فائدہ اٹھانا رہ جاتا ہے، ایسے ہی اجتہادات کا رنگ بھی ہر گذرتے عہد کی علمی ذہنیت اور وقت کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہوکر چلتا ہے جسکی اس قرن کو ضرورت ہوتی ہے اور مجتہدین کے قلوب واذہان اور فکر وتدبر کے فطری رجحانات چلتے ہی اس استخراج کی طرف ہیں جسکی اس قرن کو ضرورت ہوتی ہے، چنانچہ اس سمت میں بھی ضرورت کی تکمیل کے بعد وہ دور نہیں لوٹتا جو گذر چکا ہوتا ہے اور اب صرف اس سے نفع وانتفاع کا موقعہ ہی باقی رہ جاتا ہے۔

اس سے واضح ہوا کہ تکوین اور تشریع کو بروئے عمل لانے کے لیے ایک ہی اصول فطرت ہوسکتے ہیں جو کہ فاطر السموات والارض کی فطرت سے ہی بایں طور مربوط ہے کہ وہی ان دونوں کا مبدأ اور منتہاء ہے، ان اصولوں کو جب تخلیق میں استعمال کیا گیا تو عالم مخلوقات مکمل ہوکر سامنے آ گیا اور انہیں کو جب تشریع میں بکار لایا گیا تو عالم مشروعات تیار ہوکر پایہ تکمیل کو پہونچ گیا، چنانچہ اگر عین دین میں اجتہاد کر کے استخراج علل وکلیات اور تدوین اصول کی ضرورت ہوگی تو مجتہد کے فکر وتدبر کی صلاحیتیں قدرۃ اسی جانب چلیں گی، اور اگر ان کلیات میں سے اجتہاد کے ذریعہ استخراج مسائل اور تدوین قانون کی ضرورت ہوگی تو مجتہد کے دماغ ادھر ہی متوجہ ہوں گے، اور پھر ان مستخرج مسائل کو واقعات پر منطبق کر کے ترجیحات وانتخابات پر فتاویٰ کی ضرورت پیش آئے گی تو اجتہادات اسی سمت بڑھیں گے مگر یہ ضرور ہے کہ جو بھی درجہ اجتہاد کے ذریعہ پردہ ظہور پر آجائے گا اور اسکی ضرورت پوری ہوجائے گی تو پھر طبعی طور پر اس کے اعادہ کی ضرورت باقی نہیں رہے گی، لہذا قدرۃ بعد کے مجتہدین کے دماغ اس طرف چل ہی نہیں سکیں گے بلکہ اُس کے لئے ان حاصل شدہ اجتہادات میں

مزید اجتہاد کرنے کی طرف کوئی کشش ہی باقی نہیں ہوگی کیونکہ تحصیل حاصل سے فطرت ہمیشہ گریز کرتی ہے اور حاصل شدہ شے سے صرف انتفاع کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے''۔[1]

مجتہدین کے امتیازات اوران کا دائرہ کار:

اس بحث کے اجزاء سے ذہن اس نتیجہ پر پہونچتا ہے کہ موجد اور مجتہد کا کام محض سطحی امور کو دیکھ لینا نہیں ہے بلکہ حقائق کی گہرائیوں میں اتر کر اور گھس کر اسکی بنیاد واساسات کا پتہ لگانا ہے، مثلا موجد کائنات کی اشیاء کی صورتوں سے گذر کر اس کی مخفی خاصیتوں کا پتہ چلائے گا تا کہ اسکے باطنی کلیہ اور اندرونی وسعت سے اپنا علم وسیع کر کے کوئی ایجادی قدم اٹھا سکے، یہی نوعیت ایک مجتہد کی بھی ہے جو کہ مسائل شرعیہ اور نصوص کے ظواہر اور مسائل سے گذر کر ان کے باطن میں اترے گا تا کہ کلیہ کے علل اور اسرار ورموز اور نکات ولطائف اور کلام کی باریکیوں کا پتہ لگا کر ان جزوی مسائل کو ہمہ گیر بنا سکے، خلاصہ یہ کہ جزئیات سے کلیات تک پہونچنا اور کلیات سے پھر نئے نئے جزیات نکالنا ان دونوں طبقات کا کام ہوگا نہ کہ سامنے آئی ہوئی جزئیات کا یاد کر لینا کیوں کہ اس کیفیت کا انطباق حفظ پر تو ہوسکتا ہے مگر وہ علم نہیں ہوگا اور اگر علم ہوگا بھی تو ادنی درجے کا علم کہلائے گا، اس میں علویت کی شان نہیں ہوگی۔

مثلا تکوین کے سلسلے میں دنیا کے بے شمار جزئیات وافراد زید بکر، شجر وحجر، بحر وبر، کا محض دیکھ لینا یا سن کر معلوم کر لینا کوئی قابل ذکر علم نہیں ہے کیونکہ یہ ہر ایک عامی سے عامی انسان کو میسر آ سکتا ہے بلکہ اگر مزید آگے بڑھ کر کہا جائے تو یہ علم ہی نہیں بلکہ محض حس ہے، خواہ آنکھ سے محسوس کرے یا کان سے، ہاں البتہ یہ جان لینا کہ زید کن کلیات کے ماتحت زید ہے اور اسکی حقیقت کی تشکیل کن کن کلیات وجزئیات سے ہورہی ہے، پھر زید جزئی کا اسکی ماہیاتی کلیات سے کیا رابطہ ہے یہ حقیقتا علم ہے جو حس کے مقام سے بالاتر ہے، چنانچہ یہ مثال ہے کہ زید اور زید کی طرح عالم کی تمام جزئیات منتشر اور بے ربط نہیں ہیں بلکہ ہر جزئیت میں متعدد کلیات سرایت کئے ہوئے ہیں، کیونکہ یہ جزئیات اور افراد سمٹ کر کسی نہ کسی جنس کے نیچے ہیں، پھر اجناس جمع ہو کر کسی جنس عالی اور جنس الاجناس

اجتہاد اور تقلید، حضرت حکیم الاسلامؒ، صفحہ: ۳۸۲، تحقیقات حکیم الاسلام ج:۱

کے تحت آ جاتی ہیں اور کائنات کی اس فطری ترتیب و تنظیم کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ عالم کی تمام جزئی کثرتیں سمٹ کر کلیات کی طرف اور کلی وحدتیں پھیل کر جزئیات کی طرف دوڑ رہی ہیں۔

ثابت ہوا کہ یہ زید جزئی بظاہر تو ایک جزوی شخص ہے لیکن بہ نگاہ غائر وہ ایک مستقل جہان ہے جس میں ترتیب وار یہ سیکڑوں کلیات اور عمومات سمائی ہوئی ہیں اور اسکی زیدیت کی تشکیل و تکمیل کر رہی ہیں، اس جزئی زید کے اوپر انسان کلی ہے جس میں زید کی طرح لاکھوں کروڑوں افراد انسان آ جاتے ہیں، پھر انسان کلی کی حقیقت میں یا اسکے اوپر حیوان ہے جس میں انسان کی طرح کروڑوں حیوانی انواع بھری ہوئی ہیں، پھر حیوان کلی کی اصل نامیاتی ہے جس میں حیوان کی طرح نمودار نباتی انواع کھپی ہوئی ہیں، پھر نامیاتی اصل جسم سے ہے جس میں نامیات کے ساتھ لاکھوں غیر نامیاتی اور بے نمو جمادات شریک ہو گئے، پھر اس جسم مطلق سے اوپر جوہر ہے جس میں اجسام کے ساتھ ان گنت غیر جسمانی مجردات بھی آ جاتے ہیں، پھر جوہر سے اوپر وجود ہے جو کلی الکلیات اور جنس الاجناس ہے جس کے نیچے جوہر کے ساتھ لاکھوں اعراض بھی آ جاتے ہیں۔

حاصل یہ نکلا کہ ساری کائنات کے یہ مختلف شاخ در شاخ اجزاء ان درمیانی کلیات سے گذرتے ہوئے وجود میں جمع ہو جاتے ہیں جو کہ ان سب کی اصل الاصول ہے اور اس طرح ایک زید کو بنانے میں کس قدر کلیات نے کام کیا ہے اس کا اندازہ اس سے کیجیے کہ وجود نے جوہر کا لباس پہنا، جوہر نے جسم کی قبا اوڑھی، جسم نے نمو کی ردا پہنی، نامیات نے حیوانیت میں قدم رکھا، حیوان نے انسانیت میں ظہور کیا، اور انسان نے ان سب تشخصات کے ساتھ زید کو دنیا میں پیش کر دیا، چنانچہ اس حساب سے زید مجموعہ اصول و کلیات نکلا جسکی جزئیت میں کتنے کلیات سمائے ہوئے ہیں بلکہ اس کے ذریعہ سے خود متمثل ہو کر نمایاں ہو رہی ہیں۔

پس ایک عام آدمی تو صرف زید کو دیکھے گا لیکن ایک مفکر و مدبر اور محقق زید کے دیکھ لینے ہی پر قناعت نہیں کرے گا بلکہ اسکی مخفی کلیات و اسرار تک پہنچنے کی جستجو کرے گا، جن سے کہ زید کا قوام بنا ہے، اور وہ بایں ہیئت کذائی نگاہوں کے سامنے آنے کے قابل ہوا، اس لیے اس عامی کو جس میں صرف پیشانی کی آنکھ تھی مبصِر کہیں گے، لیکن اس باطن بین دانا کو جس کی مخفی آنکھ نے زید کے ان تمام مخفیات کو بھی دیکھ لیا ہے اس کو صرف مبصِر ہی نہیں بلکہ مبصَر بھی کہیں گے، اس سے واضح ہوتا ہے

کہ زید کے جثہ کو دیکھ لینا علم نہیں بلکہ زید کی حقیقت کو پالینا اور پھر اس جزئی زید کا اس کی کلیات سے ارتباط معلوم کر لینا علم ہے جو کہ ہر کس و ناکس کے بس کا کام نہیں ہے۔

عالم خلق کی اس مثال سے دراصل عالم امر کی تساوی عمل کی طرف ذہن کو مبذول کرانا مقصود ہے، کیونکہ من وعن یہی صورت حال شرعیات کی بھی ہے کہ حیات انسانی کے قدم بہ قدم چلنے والے تشریع کے یہ لاکھوں مسائل اور شریعت کی یہ ہیئت کذائی مخفی یا سطحی اور نمائشی نہیں ہے بلکہ پوری شریعت اپنے ظاہری مسائل اور باطنی دلائل نیز اپنے تمام فروع اور اصول کے لحاظ سے اس درجہ مرتب اور منظّم ہیں کہ وہ مثل ایک سیدھی زنجیر کے ہیں جس میں یہ سارے اصول وفروع اور جزئیات وکلیات درجہ بہ درجہ ترتیب وار پرو دیے گئے ہیں گویا کہ شریعت کا کوئی جزئیہ ایسا نہیں ہے جو کسی نہ کسی کلیہ کے ماتحت نہ ہو، ہر ہر فرع کسی نہ کسی اصول کے ماتحت ہے، پھر ہر ہر اصول کسی نہ کسی اصل الاصول سے مربوط ہے اور بالآخر سارے اصول وکلیات سمٹ کر کسی ایک اصل اصیل سے جڑے ہوئے ہیں جس سے پوری شریعت ایک محیر العقول نظام کے ماتحت اور ایک ایسے شجرہء واحدہ کی صورت دکھائی دیتی ہے كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ[1] جسکی تمام شاخیں اور شاخ در شاخ ٹہنیاں مع اپنے ثمرات کے ایک اصل واحد سے ناشی ہو رہی ہیں اور بہر آن اپنے مستفیدین کو اپنے ثمرات سے بہرہ مند کر رہی ہیں۔

لیکن ظاہر ہے کہ ان حقائق کی تہہ داری اور گہرائی تک کسی عام انسان کا ذہن منتقل نہیں ہوسکتا بلکہ علوم وعرفان کے ان پیچیدہ راہوں کے رمز شناس مجتہد کا ذہن ہی تدبر وتفکر کے راستے سے اس جانب منتقل ہوسکتا ہے اور وہی اس بحرِ ذخّار سے گوہر آبدار نکال کر امت کے لئے انتفاع کے راستوں کو سہل اور آسان بنا سکتا ہے، ان ہمہ جہت و ہمہ گیر عظیم ترین سلسلہ اجتہادات کی ایک عظیم اور وسیع ترین جہت فقہی اجتہادات کی ہے جس کو علم اصول فقہ سے معنون کیا جاتا ہے، ہم کہہ سکتے ہیں کہ نظام شریعت کے مکمل فریم ورک (Frame Work) میں اسکی ہمہ گیر اہمیت و افادیت اور ضرورت نہ صرف یہ کہ کسی دلیل کی محتاج نہیں ہے بلکہ اس جہت کو نظام اسلامی کے مرکزی محور کا

(۱)سورۃ ابراھیم:۲۶

عنوان بھی دیا جاسکتا ہے، جو کہ چودہ صدیوں پر مشتمل فقہائے مجتہدین کے تاریخی تسلسل کے ساتھ ان ہمہ جہت خدمات کو محیط ہیں جسکی پوری امت مرہون منت ہے جو کہ بذات خود ایک آفتاب روشن دلیل ہے۔

مذہب اسلام کے امتیازات:

دراصل دین اسلام کی تکمیل اور نعمتوں کے اتمام اور اپنی رضا کے اعلان کے ساتھ ذات حق جل مجدہ نے دین اسلام کو متعدد ایسے امتیازات و اختصاصات عطاء فرمائے ہیں کہ اگر ہم از آدم تا این دم تاریخ بنی نوع انسانی کا بصیرت کے ساتھ مطالعہ کریں تو یہ حقیقت منکشف ہوکر سامنے آتی ہے کہ بجز دین اسلام کے دنیا میں پائے جانے والے مختلف دیگر مذاہب واقوام کی تاریخ ان کی تہذیب وتمدن ان کے عقائد وعبادات افکار ونظریات معاملات ورسومات، طرز معاشرت ومعیشت، بود وباش اور معاد ومعاش جیسے متعدد معاملات کے حوالے سے حل مسائل میں نہ صرف ربط باہم کا فرق وفقدان کہیں واضح تو کہیں مبہم انداز میں نظر آئے گا، جبکہ بالخصوص فرد اور جماعت کے باہمی ربط کو متوازن طریقے پر قائم رکھے جانے کی اہمیت کو ہر ایک قوم کے نزدیک بنیادی مسئلہ تسلیم کیا جاتا ہے جس کو ہم کہہ سکتے ہیں کہ دائرہ اسلام سے باہر کی اقوام وملل کے قوانین میں فرد اور جماعت کے متوازن ربط کے تعلق سے یا افراط کی طرف نکل کر عدل حقیقی کے راستے سے دور نکل گئے یا تفریط کا شکار ہوکر قانون کی مطلوبہ عادلانہ افادیت کسی نہ کسی مقام پر پہونچ کر مجروح ہوتی نظر آتی ہے۔

بلکہ اس قول کے نقل پر مبالغہ کا الزام عائد نہیں ہوگا کہ دیگر اقوام وملل کے آئین وقوانین اور ان کے علمی وفکری ذخائر میں ترتیب قوانین کے حوالے سے نہ ہی تو اس قدر گہرائی اور وسعت ملے گی جیسا کہ بوسیلۂ اجتہادات فقہ اسلامی کو بلحاظ حکیمانہ ترتیب اور توسعات فکر ونظر کے ناحیہ سے حاصل ہے اور نہ ہی علمی وعملی سطح پر تدوین وانضباط کی یہ صورت نظر آئے گی جو کہ اسلامی آئین وقوانین کا مسلم الثبوت اختصاص شمار کیا جاتا ہے، جس کے حوالے سے بلاخوف تردید کہا جاسکتا ہے کہ بطن مادر میں استقرار حمل سے لیکر تدفین میت تک ہی نہیں بلکہ مابعد کے بھی ہمہ جہت حیات انسانی کے تسلسل کے ذیل میں راہنما نقوش کی نشاندہی کی ہے اس کے علاوہ اس کے انفرادی یا اجتماعی احوال ومسائل کا کوئی اہم وغیر اہم گوشہ و پہلو اور معاملہ ایسا نہیں ہے جس کا فقہ اسلامی میں احاطہ نہ کیا گیا ہو خواہ

عبادات کے تعلق سے ہو یا معاملات سے متعلق ہو، خواہ انفرادی سطح کے مسائل ہوں یا اجتماعی طور پر اصول مذہب نیز مقدمات عقلی ونقلی کے استفسارات کا بیانیہ ہو، معاشرت ہو کہ معیشت ہو، فرد ہو کہ اجتماع ہو، زراعت ہو کہ تجارت ہو، قوانین دیانت ہوں کہ آئین سیاست ہو، نظم ریاست ہو کہ دستور ملکی ہو، تدبیر منزل ہو، کہ معاشرتی مسائل ہوں، خانگی احوال ہوں کہ تہذیب نفس کا معاملہ ہو، مسائل معاش ومعاد ہوں، یا وصیت ووراثت ہو غرض کہ مسائل زیست کا کوئی محل وموقع ایسا نہیں ملے گا جس کے ہمہ نوع کلیات سے لیکر باریک سے باریک جزئیات تک کا احاطہ نہ کرتے ہوئے اس کے فطری حل کی جانب راہنما اصول مقرر نہ کیے گئے ہوں، ہر حکم نہ صرف یہ کہ خود اپنی جگہ پر مستقل حکم کی حیثیت ہی کا حامل ہے بلکہ اجتہاد کے راستے اور دوسرے بہت سے علوم ومعارف تک پہونچنے کا وسیع ترین ذریعہ اور وسیلہ بھی بنتا ہے جس سے کہ علم وآگہی کی کتنی ہی انواع تک رسائی کا راستہ روشن ہو کر سامنے آتا ہے۔

حل مسائل کے حوالے سے احکام کی جامعیت اور ان کی مدبرانہ حکمت پر غور کریں تو جس حکم شرعی کو بھی اٹھا کر بنظر انصاف دیکھیے تو کسی نہ کسی علت وحکمت پر مبنی ملے گا، ہر نقل کے باطن میں قرین عقل وانصاف مصالح موجزن ملیں گی اور ہر باطن کے غیب میں اسرار مکنون پائیں گے، ہر جزئی میں کلی مستور اور ہر کلی میں ہزار ہا جزئیات کا مخزن ملے گا، غرض کہ تدبر اور تفکر کے نقطۂ نظر سے اگر غور کیا جائے تو کامل واکمل دین اسلام من حیث المجموع ان گنت وبے شمار محاسن وکمالات اور خوبیوں کا ایک ایسا مجموعہ ہے جس کا کسی مختصر سی تحریر میں من کل الجہت احاطہ کرنا ناممکن ہی نہیں بلکہ محض اجزائے عناوین کے تعارف کا تصور بھی محال کے درجے میں ہے لیکن اگر اسکی بے حد وشمار وکنار خوبیوں میں سے صرف دو ایسے اوصاف اور خوبیوں کی ہی اگر بات کی جائے جو خود اپنے آپ میں بہت سے مکارم ومحاسن کو متعدد جزئیات سمیت اپنے آپ میں سمیٹ لینے کی صلاحیت واستعداد کے ساتھ ہر ایک سمت وجہت سے انفرادیت وامتیازیت کی ایسی شان لیے ہوئے ہوں جو دیگر تمام ملتوں اور مذاہب عالم میں اسے یکتا اور بے مثل قرار دینے کے لیے کافی تصور کی جاسکتی ہوں اور ان دو کمالات میں دنیا کا کوئی مذہب اس کا شریک وسہیم نہ ہو وہ اسلام کے دو ہمہ گیر امتیازی پہلو ہیں ایک ہے جامعیت اور دوسری ہے اجتماعیت، مذکورہ بہر دو پہلوؤں کے حوالے سے حکیم الاسلام حضرت مولانا

محمد طیب صاحب نور اللہ مرقدہ سابق مہتمم دار العلوم دیوبند کا تحریر فرمودہ یہ اقتباس نفس مضمون کی تفہیم و تسہیل میں معاون وممد ثابت ہوتا ہے کہ ''جامعیت ایک ہمہ جہت اور نہایت وسیع المعنی لفظ ہے، مسئلۂ زیر بحث کے حوالے سے اگر احکام اسلام کے تناظر میں جامعیت کی بات کی جائے تو اس لفظ کی تین شقوق سامنے آتی ہیں، جن کا اگر اجمالا ہی بیان کیا جائے تو صورتحال اس طرح سامنے آتی ہے۔

(۱) جامعیت ہدایت: یعنی وہ بشری زندگی کے تمام لوازم، عوارض، حوائج، اور علائم کے لیے ہدایت ہے، اور زندگی کا کوئی بھی شعبہ وگوشہ اس کی ہدایت کے احاطہ سے باہر نظر نہیں آتا ہے، جلوت وخلوت، عادت وعبادت، تمدن ومعاشرت، دیانت وسیاست، صلح وجنگ، حب وبغض، پھر احوال انسانی میں غربت ہو یا امارت ہو، مرض ہو کہ صحت ہو، غنا ہو یا حاجت ہو، غم ہو کہ مسرت ہو، خوف ہو یا امنیت، غرض یہ کہ سب کا مکمل اور منضبط پروگرام اس طرح سے موجود ہے کہ احکام الگ ہیں اور ان سے مکمل مطابقت کے ساتھ نمونۂ عمل کی تفصیلات مستقلا الگ سے موجود ہیں، یعنی ایک طرف نظری طور پر اصولی ہدایات کا بھی مرتب نقشہ موجود ہے تو دوسری جانب عملی طور پر نبی اکرم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ اور سیرت مبارکہ کی ایک ایک جزئی کو محفوظ کر دیا گیا، گویا کہ یہ نہیں بات صرف کہی اور لکھی ہی گئی بلکہ عمل کر کے بھی دکھائی گئی ہے۔

برخلاف دوسرے مذاہب کے کہ ان میں انسانی زندگی کے بہت سے ایسے گوشے نکلے ہوئے ہیں جن کے متعلق ان مذاہب میں کسی بھی قسم کی کوئی ہدایت اور نور نہیں ملتا ہے، اور اگر ملتا بھی ہے تو کچھ دور چل کر ہی نقل کے دلائل عقل کے راستے سے جدا ہو کر دم توڑ دیتے ہیں، تفصیلات سے قطع نظر مجملا علی سبیل المثال ہندو مذہب میں معاشرت کے سیکڑوں احکام ایسے ہیں جن کے بارے میں ہندو مذہب احکام ہدایت کے حوالے سے عاجز وقاصر اور خاموش ہے، چنانچہ جب اس قسم کے مسائل کا سامنا ہوتا ہے تو اس کمی کو اسمبلیوں کے ذریعہ قوانین بنوا کر پورا کرنے کی کوششیں کی جاتیں ہیں، (مقارنہ بین المذاہب کے حوالے سے موجود کتابی مواد میں اس موضوع کے تعلق سے متعدد دیگر مثالیں بھی تفصیلا ملتی ہیں جن کا نہ یہاں موقعہ ہے اور نہ یہ زیر نظر تحریر کا موضوع ہی ہے۔

(۲) جامعیت احکام: یعنی اس کے یہ تمام احکام خود اپنی ذات سے اتنے جامع ہیں کہ نہ خود ان میں کسی ترمیم کی گنجائش ہے نہ ہی تنسیخ کا کوئی موقعہ، گویا کہ انسانی زندگی کے ہر کھلے اور چھپے

گوشے کے متعلق مفصل ہدایت کا ایک قانونی اور عملی پروگرام دینا صرف اسلام کی ہی خصوصیت ہے، چنانچہ انسانی زندگی کے اصولا تین شعبے ہیں، ایک تعلق مع اللہ، دوسرا تعلق مع الخلق اور تیسرا تعلق مع النفس، ان کے سوا چوتھا کوئی شعبہ نہیں۔

اسلام کا یہ اختصاص ہے کہ اس نے انہی تینوں بنیادی شعبہ ہائے حیات کی تعلیم و ہدایت دی ہے، جس کے معنی یہ ہیں کہ اسلام کے ایک ایک حکم میں جمیع شقوق و جوانب کی رعایت موجود ہے اور اس کے حکم کے دائرہ عمل میں جس قدر بھی فطری پہلو ہو سکتے ہیں ان سب کو پیش نظر رکھ کر حکم دیا گیا ہے، ایسا نہیں کہ جیسے مذاہب غیر میں احکام کی نوعیت یہ ہے کہ اگر کوئی حکم ایک جہت یا ایک ہی جانب لیے ہوئے ہے تو دوسری بہت سی سمتیں خالی ہیں جس سے ان میں یا تو افراط کا غلبہ پایا جاتا ہے یا وہ تفریط کا شکار ہیں، ظاہر ہے کہ افراط و تفریط سے مسائل سلجھنے کے بجائے مزید تر پیچیدہ ہو کر لاینحل بن جاتے ہیں اور بقول شخصے کہ انت کو زوال ہے، پس دوسرے لفظوں میں اس کے بالمقابل یہی کہا جائے گا کہ اسلام کے ہی احکام معتدل اور جامع جوانب ہیں اور اسی لیے وہ دائمی ہیں اور بقاء ہمیشہ اعتدال کو ہی ہوتی ہے۔

(۳) جامعیت کے ثمرات: اسلامی احکام بلحاظ نوعیت اور بلحاظ آثار و نتائج اس درجہ جامع اور مکمل ہیں کہ ان پر صرف اخروی یا روحانی فوائد ہی مرتب نہیں ہوتے بلکہ دنیاوی اور مادی و تمدنی ثمرات کا بھی ترتب ہوتا ہے، وہ نفع آجل بھی رکھتے ہیں اور منفعت عاجل کا بھی احاطہ کرتے ہیں، گویا اسلام ایک ایسا قانون ہے جس میں سے مادی و روحانی، تمدنی و مذہبی، اور دنیوی و اخروی اور دارین کے تمام منافع کی طرف راستے نکلتے ہیں، یعنی نہ وہ اس رنگ کا دینی پروگرام ہے جس میں تقشّف مذہبی، امور دنیا سے کنارہ کشی اور خشک مزاجی سکھلا کر معاملات دنیا سے قطع تعلق اور بیگانہ کر دیا گیا ہو اور نہ ہی کوئی ایسا قانون ہے جس میں روحانیت اور خدا پرستی، خلوص وللّٰہیت سے بے تعلقی برتی گئی ہو، بلکہ اس نے انسان کو اگر دنیا میں لگایا تو ہر ہر لمحہ دین اور آخرت کے استحضار اور خوف و خشیت کے علی الرغم إن الدنیا مزرعة الآخرة کی نوید سے اس کے فکر کی وجدانی ساخت اور فطری جذبات کو حوصلہ بھی بخشا ہے۔

اگر عبادت و زہد میں لگایا تو بہر لمحہ و لحظہ طبیعت کی رعایت کو بایں طور ملحوظ رکھا جس سے کہ مادی

راحتیں اور دنیاوی استراحت اور اس کے منافع بھی فوت نہ ہو، فرق اگر ہے صرف یہ کہ دنیا کے یہ منافع مقصود بالذات نہیں بلکہ مقصود بالغیر ہے، اور منافع اخرویہ مقصود بالذات ہیں، گویا منافع آخرت تو ان احکام کی غایت ہیں اور منافع دنیا خاصیات ہیں جو بلا ارادہ مرتب ہوتی ہیں اب دوسری جہت سے اجتماعیت کے نقطہء نظر سے اسلامی آئین وقوانین کے علل واحکام کو بنظر تدبر جائزہ لیا جائے تو ایسی نادرالوقوع ہمہ گیری ملے گی کہ روز قیامت تک نئے سے نئے پیش آنے والے مسائل و حوادث خواہ ان کا تعلق انفرادیت سے ہو کہ اجتماعیت سے ہو بہر دو سمتیں ان سے باہر نہ ہوں اور جزئیات میں وہ تشخص کہ اس کا دقیق سے دقیق پہلو بھی اس قدر ممتاز ونمایاں کہ بے تکلف عمل کے دائرے میں لایا جاسکے''۔[1]

بہ نظر تحقیق مطالعہ کیا جائے تو جزئیات کو اصول سے وہ ارتباط کہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر جزئیہ کسی نہ کسی نوع سے منسلک، ہر نوع کسی نہ کسی جنس کے ماتحت اور ہر جنس کسی نہ کسی صفت رب العالمین سے وابستہ ہے اور ایسے ہی کلیات میں وہ انبساط کہ جزئیات سے لبریز ہو کر نشر جزئیات کے لیے جیسے چھلکا چاہتی ہو، غرض کہ ساری شریعت اسلامی اس قدر منظّم اور اس درجہ مرتبط کہ جس نے شریعت کے ایک ایک حکم کی ایک ایک جزئی کو علم مجسم بنا کر رکھ چھوڑا ہے'' اور اس میں بھی کوئی کلام نہیں ہے کہ اپنی ترتیب وتدوین، تحقیق وتدقیق کے لحاظ سے فقہ اسلامی آج جس صورت میں ہمارے سامنے بنیادی مآخذ کے طور پر موجود ہے اسکی تنظیم وترتیب اور جمع وتالیف میں تاریخ اسلامی کے بہترین اور اعلیٰ ترین دماغوں کی بصیرت افروز علمی وفکری صلاحیتیں صرف ہوئی ہیں، تعمق علم وفہم کے ساتھ بے لوث شب وروز کی انتھک محنتوں اور کاوشوں کے ثمرات ہمارے علمی ذخائر کا ایک ایسا بے بدل اور عظیم ترین سرمایہ ہے کہ دیگر اقوام وملل اس کی مثال لانے سے عاجز وقاصر ہیں۔

اسلام کے متعین کردہ بنیادی مآخذ کلام اللہ، سنت رسول اللہ، اجماع وقیاس کی بنیاد واساس اور اس کی فراہم کردہ روشنی میں استنباط مسائل میں انفرادی اور اجتماعی سطح پر کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا گیا، بلاخوف تردید کہا جاسکتا ہے کہ ہر بدلتے دور اور مائل بہ تبدل انفرادی واجتماعی مسائل حیات کے چیلنجز کو قبول کرنے اور اسکا علمی سطح پر مقابلہ کرنے اور معقول ومدلل جواب دینے اور حل پیش

(۱) اسلام کے دو امتیازی پہلو، صفحہ ۱۶۲، تشریحات حکیم الاسلام، ج:۴

کرنے کی اگر بنی نوع انسانی کے قرین فطرت وطبیعت صلاحیت کسی دین کو حاصل ہے تو وہ صرف اسلام ہی ہے، اسی لیے قرآن کریم نے اسلام کو لفظ مذہب سے نہیں بلکہ دین سے تعبیر کیا ہے جو کہ اس کی ہمہ جہتی و ہمہ گیری وسعت و گہرائی و گیرائی اور اسکی عظمت کو ظاہر کرتا ہے۔

فقہ اسلامی کے بنیادی مآخذ کی روشنی میں عہد بہ عہد بدلتے تمدنی مسائل حیات کے فطری حل تک رسائی حاصل کرنے اور تفریع مسائل میں فقہائے امت کی بلا انقطاع شب و روز کی تسلسل کے ساتھ اجتہادی محنتوں نے اسلامی آئین وقوانین کو ایسے عالمگیر امتیاز واختصاص سے ہمکنار کیا ہے جس سے دیگر اقوام تہی دست نظر آتی ہیں اور اس حوالے سے مزید تعمق فکر ونظر سے کام لیا جائے تو یہ حقیقت بھی سامنے آتی ہے کہ دنیا کا ہر مذہب ایک پیچیدہ صورت حال سے دوچار نظر آتا ہے جس کا ہمہ جہت انداز میں متوازن اور قابل قبول حل تلاش کرنے میں اکثر مذاہب کو ناکامی کا ہی سامنا رہا ہے اور وہ مشکل یہ پیش آتی ہے کہ عہد بہ عہد دنیا کے بدلتے احوال ومسائل، مزاج وکیفیات اور مائل بہ تبدل معیارات ردوقبول میں نیز ہر دور کے مذہبی اعتبار سے سب کے لیے سہل العمل ہونے کے حوالے سے معاملات میں عقل انسانی کی محدود رسائی اور اس کے کردار کو کس حد تک اور کہاں تک تسلیم کیا جائے۔

نیز اسی کے پہلو بہ پہلو دوسرا بنیادی سوال یہ سامنے آتا ہے کہ دنیاوی معاملات میں مذہب اور اخلاق کو کس حد تک جگہ دی جائے، یہ ایک ایسا مرحلہ ہیکہ اس پر پہونچ کر اکثر مذاہب نے ٹھوکریں کھائی ہیں، بعض مذاہب واقوام نے اس کا یہ راستہ نکالا کہ مابعد الموت اخروی معاملات کو مذہب کے سپرد کردیا اور اس دنیا میں پیش آنے والے تمام مسائل کے حل کی اساس عقل انسانی کے حوالے کردی، اس غیر معقول تفریق کی وجہ سے دنیا وآخرت کے معاملات میں جو معنوی تسلسل اور ربط وتوازن قائم رہتا ہے جس کے حیات انسانی میں بیحد دوررس اثرات مرتب ہوتے ہیں، نقل ربانی اور عقل انسانی میں متوازن امتزاج کے حوالے سے اس مرحلے پر قابل غور وفکر نکتۂ معتدل یہ ہے کہ معلومات اگر حواس کے راستے سے حاصل ہوئی ہیں تو اصطلاح میں اس کو تعقل کا نام دیا جائے گا اور اسی کی روشنی میں عقل جزئیات سے کلیات کے استنباط کا فریضہ انجام دیتی ہے، لیکن اگر معلومات کا مآخذ ومصدر وحی ربانی اور رسول اکرم علیہ الصلوۃ والسلام کے علوم عرفانی ہیں اور اس راہ سے عقل ان تک رسائی حاصل کرکے نتائج ونظریات اور تفریعات و جزئیات پیدا کررہی ہے تو اب اس کا

اصطلاحی نام تفقہ کہلائے گا، چنانچہ نقل وعقل کی متوازن بنیادوں پر استوار عمارت ہی اپنے ہمہ جہت حسن کے ساتھ دائم رہ سکتی ورنہ اس کے نہ رہنے یا مابین فرق آجانے کے سبب حل مسائل یا تو مزید تر پیچیدہ ہوکر افراط وتفریط کا شکار ہوجائیں گے جیسا کہ اس گنجلک مرحلے پر ناقابل قبول غیر فطری تاویل سے مزید الجھ جائیں جیسا کہ بعض دیگر مذاہب ایسے مقام پر غیر طبعی اور عقل صائب کے نزدیک ناقابل قبول دلیل کا سہارا لیکر آگے بڑھ گئے اور خاموشی اختیار کرلی گئی جو ظاہر ہے کہ کسی بھی مسئلے کا حل نہیں ہے۔

چنانچہ دیکھنے میں یہ آیا کہ اس طریقے پر انسان ذہنی اور فکری اعتبار سے دو حصوں میں بٹ کر رہ گیا جس طبقے نے خودساختہ مذہبی رسومات کو ترجیحاً مقدم جانا اس نے اپنے آپ کو دنیا کے معاملات، رسوم ورواج اور بقائے نسل کے لازمی رشتے ناتوں تک سے بھی اپنے آپ کو منقطع کرلیا وہ نہ صرف وہ مذہبی رسومات کا ہی ہوکر رہ گئے بلکہ دنیا کی زندگی کو، دنیا میں حیات انسانی سے مربوط فطری ونفسانی احوال وکوائف اور ان فطری رشتوں کو گناہ وآلائش اور موجب عذاب خداوندی جان کر ترک کا راستہ اختیار کرکے بیابانوں اور ویرانوں کو اپنی یکسوئی اور عبادات کے لیے توجہات کا محور بنا کر رہبانیت اختیار کرلی جو کہ فطرت انسانی کے قطعاً مخالف ہے اور اس غیر فطری وخودساختہ مذہبی تقشّف کے راستے سے رب کی رضا وخوشنودی کے حصول اور نفس کے تنزل وروحانی ترقی حاصل کرنے کے راز کو پالینے کے نقطۂ نظر سے اپنے جسم کو غیر طبعی طور پر زیادہ سے زیادہ تکلیف واذیت دینے میں تلاش کیا، کوئی مدتوں ایک ٹانگ پر کھڑا ہے، کسی نے اپنے جسم کو مٹی میں دفن کیا ہوا ہے تو کوئی شدید برفانی ماحول میں ننگ دھڑنگ پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھا ہے، ظاہر ہے یہ تمام حرکات واعمال نہ ہی تو فطرت انسانی سے میل کھا سکتے ہیں اور نہ بجز کچھ ریاضت کے نتیجے میں طبائع انسانی اس قسم کے ناقابل فہم وعقل حرکات و سکنات کی زیادہ دیر تک متحمل ہی ہوسکتے ہیں جو کہ نہ صرف یہ کہ سراسر فطرت وطبیعت کے برخلاف اور فہم وعقل سے سراسر متصادم ہی ہیں بلکہ ذات حق جل مجدہ کی حکمت ومشیئت کے زیر اثر انسان کو عطاء کردہ مختلف قوات کا کفران بھی ہے جو ظاہر ہے کہ عنداللہ مقبول نہیں ہوسکتا ہے۔

اسی لیے دین اسلام نے قرب خداوندی کے حصول کے لیے اس غیر فطری طریقۂ عبادت و ریاضت کو از روئے نص قرآنی واحادیث رہبانیت کے عنوان سے مسترد کرتے ہوئے اس کی مکمل

طور پر نفی کی ہے، دوسری طرف جس نے دنیا کو مذہب پر فوقیت دی اس نے مذہب کو حیات انسانی کے لیے کچھ فرسودہ قسم کی رسومات کا نام دیتے ہوئے اس کے نظام عمل کی حدود و قیود کو انسان کی آزادی فکر و عمل پر براہ مذہب حملہ آور اور انسان کی آزاد فطرت پر جکڑ بندیوں سے تعبیر کیا یا پھر اس کو توہم پرستی کا نام دیکر قوانین مذہب و اخلاق کو مسترد کرتے ہوئے اپنے آپ کو مادر پدر آزاد سمجھ لیا، یہ فکر و نظر معاشرتی تباہ کاریوں کا ایک ہلاکت خیز طوفان اپنے جلو میں ساتھ لیکر آیا جس کا منطقی نتیجہ یہ سامنے آیا کہ انسانی تہذیب و تمدن کو اخلاقی اور فکری اعتبار سے شدید ترین اختلال و تباہی کا سامنا ہو گیا جو کہ نتیجۃً ذہنی انتشار اور فکری ژولیدگی اور تہذیبی تباہی و بربادی پر منتج ہوا جس کے عقلی و بصری اور تاریخی شواہد قدیم اقوام و ملل کی تاریخ و وقائع سے لیکر قریبی وقت میں یورپ کی تاریخ مذہب و کلیسا کی کشمکش اور تصادم کے واقعات سے بھری پڑی ہے جس نے دنیا کے مختلف خطوں میں تشکیل خاندان کے صالح نظام و روایات کو درہم برہم کر کے رکھ دیا اور اس نظریہ کے حاملین کی جانب سے برسر عام حیوانیت کے مظاہر کو مہذب و متمدن اور ترقی یافتہ روشن تہذیب کے عنوان اور سرنامے کا اعزاز بخش کر انسان کی اشرفیت اور مسخر کائنات کے منصب جلالت کے شرف عظیم کو پاؤں تلے کچل کر رکھ دیا۔

اگر انسانیت کے روبہ زوال نتائج سے دوچار ہونے کے اسباب و محرکات پر غور کیا جائے تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ یہاں صرف اور صرف مجرد عقل راہنما بنی ہوئی ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ بلا علم کے عقل محض عقل طبعی ہے (زیر بحث موضوع میں یہاں علم سے مراد وہ علم ہے جس کا تعلق مختلف آسمانی مذاہب میں الہیات سے ہے) جو کہ بلا شبہ نفس کو یہی خطوط عمل فراہم کرے گی، کیونکہ انسان کی خلقی قوتوں میں ٹکراؤ کی صورت میں اگر عقل غالب رہی تو لازماً یہ اپنی برتری کا ثبوت پیش کرنے پر مجبور ہے اور اگر ستم بالائے ستم عقل پر شہوت و غضب اور حیوانیت غالب آ گئی تو یہی انسان انتہائی پستیوں میں گرا ہوا نظر آئے گا اور الہیات سے دور انسان کی مجرد عقل طبعی قوتوں کا ساتھ دیتے ہوئے نت نئے راستے بھی بتلائے گی، بخلاف اس کے کہ ایک عالم عقل جس کی قوتوں کو علم کے ذریعہ رہنمائے ربانی کا سہارا حاصل ہے وہ ان قوتوں کو اپنی ہی راہ پر چلنے پہ مجبور کرے گا، کیونکہ انسان کی فضیلت محض عقل سے ثابت نہیں ہوتی بلکہ علم سے ثابت ہوتی ہے اور علم بھی وہ جو طبعی بھی نہ ہو اور مطلقاً عقلی بھی نہ ہو بلکہ ربانی علم ہو جو بذریعہ وحی اور نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے

بشکل قرآن اور بالہام حقانی بصورت احادیث ذات حق جل مجدہ کی طرف سے آتا ہے، دلوں کو روشن کرتا ہے، عقلوں کو جلا بخشتا ہے، ذہنوں کو رسا کرتا ہے اور دماغوں کو صیقل کرتا ہے، صائب اور متوازن عقل کا خلاصہ یہ ہے کہ طبیعت پر تو عقل کی حکومت قائم کردی جائے اور عقل پر حکمرانی شریعت اور علم الٰہی کی قائم کردی جائے تو انسان مزکی، مصفی اور مجلی ہوجائے گا ورنہ ایک حیوان یا ایک شیطان یا ایک درندے کے سوا کچھ نہیں ہوگا، الٰہیات کے تابع رکھ کر ہی عقل کا متوازن کردار نتیجہ خیزی کے فرائض انجام دے سکتا ہے۔

چنانچہ اس تناظر میں عقل صائب اور متوازن فہم وشعور کی بنیاد پر علی رؤوس الاشہاد بلاخوف تردید یہ دعوی ہرگز بیجا نہیں کہلائے گا کہ اگر کوئی دین، مذہب اور دنیا کے بیچ باہمی ارتباط کے حوالے سے نہایت متوازن، قرین عقل وخرد اور انسانی فطرت وطبیعت اور اس کے طبعی وجدانی اور انسان کے پیدائشی فکر ومزاج کی ساخت سے اقرب اور مہذب ترین قابل قبول اور سہل العمل حل مسائل انسانی کی صلاحیت واستعداد کا روئے زمین پر کوئی دین دعوے دار ہوسکتا ہے تو وہ بجز دین اسلام اور اس کے مکمل نظام شریعت کے دنیا کا کوئی بھی مذہب اس امتیاز واختصاص میں اس کی ہمسری کا دعوی نہیں کرسکتا ہے جس نے اپنے معتدل اور ہمہ گیر وہمہ جہت نظام شریعت سے ایک طرف عقل انسانی کو مطمئن کیا تو دوسری جانب اس کے ساتھ ساتھ شریعت کے دیے ہوئے اصول وضوابط یعنی وحی الٰہی کی قدم بہ قدم راہنمائی کی روشنی کو کارپرداز عمل کا امام رکھا ہے۔

اسلامی علوم کی استنادی حیثیت:

چنانچہ اسلامی علوم ومعارف کے بیش بہا کوہ گراں میں بادنی تأمل فکر سے یہ حقیقت روشن ہوکر سامنے آجاتی ہے کہ إن الدنيا مزرعة الآخرة کے ضمن وذیل میں دین اور دنیا کے بیچ خوصورت ترین امتزاج وتوازن کا سب سے روشن نمایاں اور بوجوہ مختلفہ اپنے آپ میں منفرد علم کے اگر کسی گوشۂ علم کا ذکر آئے گا تو اس میں علم اصول فقہ کو اپنے امتیازات واختصاصات کے سبب مرتبۂ عالی پر رکھا جائے گا، جس کے بنیادی اصول وقواعد اور اس کی مرکزی اساس کلام اللہ اور سنت رسول اللہ سے ماخوذ ہے۔

گویا کہ مذہبی راہنمائی اور متوازن روحانی حدود وقیود کی پابندی کا مکمل موزونیت کا حامل

سامان باندازہمہ نوع اس میں موجود ہے جس کی یہ بنیادی اور اولین شرط لازم روز اول سے جزو لاینفک کے طور پر جانی اور مانی جاتی ہے کہ کوئی بھی قاعدہ اور کوئی بھی قانون صرف اور صرف وہی لائق تسلیم وعمل اور قابل قبول قرار پائے گا جس کی بنیاد واساس اور سند براہ راست کلام اللہ اور سنت رسول اللہ کے دلائل و براہین سے مربوط وروشن ہو، اس شرط لازم کے بجز کوئی بھی اور کسی بھی قسم کی سند قابل قبول نہیں ہوگی اگر چہ اس کے پیچھے کیسی ہی معتمد تاریخی یا واقعاتی سند کتنے ہی مضبوط انداز میں اس کو نظری دلائل فراہم کرتی ہوئی کیوں نہ نظر آ رہی ہو۔

بلا شبہ اس میں کوئی دو رائے نہیں ہے کہ تاریخ خود اپنے آپ میں علم وفن کا ایک نہایت اہم ترین حصہ شمار ہوتا ہے، اور بہت سے علوم وفنون ایسے بھی ملیں گے جن میں اس کی سند کو درجہء قبول بھی حاصل ہوتا ہے، کیونکہ فن کے ناحیہ سے غور کیا جائے تو یہی تاریخ ہے جو حکمت کا سبق پڑھاتی ہے، افراد واشخاص اور ادوار کے فکر ومزاج سے روشناس کراتے ہوئے واقعات اور اس کے اسباب وعلل سے آگاہی بخشتی ہے، لیکن اس کے مرکزی مآخذ کی بنیاد کیونکہ خالص عقل انسانی پر استوار ہے اس لیے نہ ہی تو وہ فقہ اسلامی کے لیے قابل ذکر سند کے درجہ کو حامل ہوسکتی ہے اور نہ ہی کسی فقہی حکم کی اساس اس پر استوار کی جاسکتی ہے۔

اسلامی آئین اور عقل انسانی:

اب رہا یہ سوال کہ دین اسلام کے آئین وقوانین میں مرکزی اساس و بنیاد سے مربوط مذہبی رہنمائی کی مکمل گرفت کے ساتھ عقل انسانی کا تدخل اور اس کا کردار کس حد تک عامل رہا ہے؟ تو کہا جائے گا کہ دین و مذہب اور وحی واخلاق سے اس کی روشنی میں عقل انسانی کی نہایت گہری مضبوط و مستحکم، نہایت متوازن اور قطعی وابستگی کے ساتھ ساتھ اصول فقہ کے مباحث ومضامین اور اس کے ایک ایک جزئیہ میں عقل وخرد کی کارفرمائی اس حد تک ہے کہ فنی اعتبار سے پورے علم کا جائزہ لیا جائے تو پتہ چلتا ہے، اس علم وفن کا ایک ایک گوشہ عقلی ومنطقی بنیاد پر استوار ہے، کیونکہ کلام اللہ اور سنت رسول اللہ کی بنیادی اساسات کے ذیل میں اجماع اور قیاس کے ذریعہ استنباط مسائل میں فقہائے کرام کے کارہائے باعظمت کی کارپردازی ان کی اعلی ترین عقل وخرد اور فکر ونظر میں وسعت وگہرائی کی ہی تو دلیل ہیں۔

فقہ اسلامی عہد بہ عہد:

اسلام کے عہد اول کا اس نقطہ نظر سے اگر تجزیہ کیا جائے تو اس کا اجمال چند لفظوں میں یہ ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کی حیات طیبہ میں احکام میں تفریع مسائل کی ضرورت بایں طور بھی پیش نہیں آتی تھی کہ اول تو خود نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک صحابہ کرام کے درمیان میں موجود تھی اور نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر ایک عمل اپنے آپ میں بذات خود ایک حکم کا درجہ رکھتا تھا گویا کہ عملی احکام کی موجودگی میں نظری احکام کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی گئی، دوسرے عہد نبوی میں موجود افراد کی فکری ساخت بیجا قسم کے عقلی قیل وقال سے دور بیحد سادگی کی حامل تھی نیز اسلام کا دائرہ جزیرۃ العرب تک محدود تھا اور ان کے اس عمومی معاشرے کے مزاج کی ساخت اور قبائلی طرز کے بود و باش کی وجہ سے ارتقاء پذیر تمدن اور اس کی جلوہ افروزیوں کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے مختلف النوع سوالات تک بر بنائے عدم علم رسائی نہیں تھی گویا کہ اپنی ہی کھال میں مست رہنے والے لوگ تھے۔

اور اس میں بھی بالخصوص صحابہ کرام کی معاشرت ومعیشت، طرز بود و باش اور فکر ومزاج کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نشینی اور تربیت نے اسقدر سادہ بنا دیا تھا کہ سوال و مسائل کی غیر ضروری کثرت و باریکیاں ان کے سادہ مزاجوں سے میل نہ کھاتیں تھیں اور جو سوالات پیدا ہوتے اکثر کے جواب تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے ہی حاصل ہو جاتے تھے باقی صحبت نشینی سے فیض پا لیتے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس بہ دلیل نص قرآنی اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ[1] اخلاق و اعمال میں کلام اللہ اور اس کے احکام کے ایک ایک جزو کی عملی تفسیر تھی آپ خود بھی عمل فرماتے اور صحابہ کرام کو بھی اس کا حکم دیتے اور حسب موقع کسی حکم کی اطمینان بخش ضروری توضیح و تشریح لوگوں کے سوالات کی روشنی میں یا از خود بایں طور فرما دیا کرتے تھے کہ احکام کی انجام دہی میں قلت تکلیف اور عدم حرج کی رعایت ملحوظ رہے، ایسے ہی قصص وموعظت کے ذیل میں جو آیات نازل ہوتیں ان کے احکام مستنبط کر کے فرما دیا کرتے تھے، یا ایسے ہی معاشرتی سطح پر روزمرہ کے پیش آنے والے واقعات وحوادث سے پیدا ہونے والے سوالات کی تشریحات وتوضیحات کا معاملہ تھا۔

---

(۱) سورۃ القلم: ۴

لہٰذا دور نبوت میں احکام اور مسائل و وسائل کے اختصار کے سبب اسلام کے نظام احکام کی جزئیات کو مابعد کے ادوار کے مثل با قاعدہ تدوین کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی گئی، البتہ متفرق انداز میں جستہ جستہ کسی کسی کے پاس اپنی ضرورت و یادداشت کے طور پر کچھ احکام تحریری شکل میں اگر موجود تھے تو اگرچہ اس وقت ان کی نوعیت انفرادی حیثیت کی رہی تھی، لیکن تدوین فقہ کے حوالے سے بعد کے دور میں وہ صحت سند اور اصول تحقیق و تدقیق کی روشنی میں وہ ایک مضبوط مستدلات کا حصہ شمار کیے گئے، نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کے اس دنیا سے پردہ فرما لینے کے بعد دور صحابہ میں صاحبان علم وفضل اجلّ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین تفریع مسائل اور استخراج احکام کے حوالے سے مختلف قسم کی صورت احوال کا سامنا تھا جس میں بالخاص اسلامی فتوحات کی وسعت کے علی الرغم دائرۂ علم وعمل کے توسعات اور اس کے نتیجہ میں پیش آنے والے واقعات تھے جو کہ وقت واحوال سے ہم آہنگ مسائل میں اجتہاد و استنباط کے متقاضی تھے جس کے لیے اصحاب علم صحابہء کرام کو قرآن و احادیث کے اجمالی احکام کی تفاصیل کی جانب متوجہ ہونا پڑا۔

علیٰ سبیل المثال اگر کسی سے ادائیگی نماز میں کوئی غلطی یا کوئی سہو واقع ہو گیا تو یہ بحث پیش آنا لازمی تھا کہ آیا نماز ہوگئی ہے یا نہیں؟ ظاہر ہے اس بحث کے پیدا ہو جانے کے بعد یہ تو ممکن نہیں تھا کہ بالکلیہ نماز کے ساقط ہو جانے کا حکم لگا دیا جاتا یا نماز میں جس قدر اعمال تھے لاعلی التعیین سب کو فرض قرار دے دیا جاتا، لہٰذا اصحابہ کو تفریق کرنی پڑی کہ نماز کے یہ افعال فرض ولازم ہیں جن کا ترک نماز کو باطل قرار دینے کے لئے کافی ہے، یہ افعال واجب ہیں جن کا ترک کراہت کا تو موجب ہوسکتا ہے سقوط نماز کا نہیں، یا یہ امور مستحب ہیں جن کا ترک موجب خلل نہیں۔

علیٰ ہذا القیاس اس قسم کے اور بھی دیگر مختلف النوع مسائل تھے، کسی بھی مسئلے میں متعدد آراء کا ہونا عین قرین عقل وقیاس ہے، چنانچہ مسائل کے استنباط میں اختلاف کا پیدا ہونا بھی بہر کیف ناگزیر تھا اور صحابہ کی مختلف آراء کا قائم ہونا بھی ضروری اور لازمی تھا، اس حوالے دوسرا ایک بڑا سبب یہ بھی پیش آیا کہ بہت واقعات واحوال اس طرح کے بھی پیش آئے جن کا عہد نبوی ﷺ میں کوئی نام و نشان بھی نہیں تھا اور صحابہ کے لیے اس قسم کے مواقع کا سامنا کرنا ان کیلئے نئی صورت حال تھی، لہٰذا ایسی حالت پیش آجانے پر اصحاب علم کے لیے استنباط، حمل النظیر علی النظیر یعنی پیش آمدہ صورت

حال میں اس کے مثل یا اس سے مطابقت رکھتی مثال پر محمول کرنا اور قیاس سے کام لینا بہر حال ناگزیر تھا اور ان میں بھی کوئی ایسا اصول نقطہء اتفاق کا حامل نہیں تھا جس کی پہلے سے کوئی نظیر موجود ہو، بنابریں آراء میں اختلاف کا پیدا ہونا فطری اور لازمی تھا، یہی وجہ تھی کہ اسلام کے دور اول میں قیاس کی مخالفت بھی ہوئی لیکن یہ حقیقت بھی اپنی جگہ پر درست ہے کہ قیاس، استحسان، استصلاح، استصحاب اور اجتہادات عہد بہ عہد کے معاشرتی وتمدنی تغیرات سے نباہ کرنے کا ایک وسیع و وقیع وسیلہ ہیں جس نے شریعت وفقہ کو وسعت دیکر تا قیامت جمود سے محفوظ رکھتے ہوئے ایک عظیم تر تعمیری کردار ادا کیا ہے۔

اسی حوالے سے ہم مزید آگے بڑھیں تو پتہ چلتا ہے کہ خود بعض مسائل میں اہل علم صحابہ کا منصوص علم بھی مختلف تھا اور اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ عہد نبوی میں دین کی تکمیل تدریجا اور رفتہ رفتہ ہوئی تھی نیز احکام میں حسب موقع تغیر وتبدل بھی ہوا جو ایک الگ سے مستقل بحث کا موضوع ہے، اندریں صورت تمام صحابہ کو ہر امر کا علم ہونا یا یکساں پیرائے میں معلوم ہونا مشکل تھا کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مبارکہ میں ہر وقت سب موجود نہیں ہوتے تھے، چنانچہ جنہوں نے جیسا سنا جیسا دیکھا انہوں نے اسی کو معمول بنالیا، بایں ہمہ وجوہ بھی آراء میں اختلاف کا پایا جانا ناگزیر تھا ، یہاں پر لفظ اختلاف کی مجمل وضاحت بایں طور برمحل ہوگی کہ ایک طرف خالص عام سطح کے ذہن میں لفظ اختلاف کا انتہائی محدود ترین مفہوم باہمی تنازعات، معاندت ومخالفت اور جھگڑے کے ماسوا کوئی دوسرا نہیں ہوتا، دوسری جانب حرارت ایمانی اور بوسیلۂ نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام صحابہء کرام سے سربلند عظمت پر غایت درجہ محبت وعقیدت کا تعلق یہ لفظ اختلاف عام فکری سطح کو عدم علم کی بنیاد پر الجھن وکشمکش اور انتشار میں مبتلاء کرتا ہے، حالانکہ تفصیلات سے قطع نظر اختلاف کی مجمل حقیقت یہ ہے کہ کسی ایک یکساں حالت، کیفیت، بات اور رویے سے الگ اور مختلف حالت وکیفیت، بات و رویے کے بالمقابل ظہور کے ہمہ جہت مفہوم کا کوئی دوسرا لفظ مطلوب مفہوم کو ادا کرنے سے قاصر ہے اور بجز لفظ اختلاف کے کوئی متبادل اس مفہوم کی ادائیگی کا متحمل ہی نہیں ہوسکتا ہے، اور یہ ایک بدیہی حقیقت ہے کہ بین الخلائق ظاہری ومعنوی جملہ اشیائے کائنات کی نمو اور ارتقاء کی اساس ہی اختلاف پر قائم ہے، ایسے ہی علوم اسلامی کی وحدت میں کثرت کے جملہ رازہائے سربستہ کے انکشافات بھی اختلافات فکر ونظر سے الفاظ ومعانی کے ناقابل تفریق ربط باہم کے مثل ہی مربوط ہیں، از روئے

مثل " **الأشياء تعرف بأضدادها** " قرآن کریم نے بھی متعدد مقامات پر عبارت النص کے سیاق وسباق کے تناظر میں مختلف مقامات پر مختلف پیرائے میں اختلاف کی حقیقت کو بیان فرمایا ہے۔

عہد صحابہ میں اختلاف کا منہج:

علیٰ کل حال عہد صحابہ وتابعین میں مسائل میں اختلاف آراء کی تلاش وجستجو کی جائے تو تین امور ہمارے سامنے آتے ہیں، ۱۔قرآن واحادیث کے الفاظ کے معانی سمجھنے میں اختلاف کا ہونا، ۲۔ جواب مسئلہ میں صحابہء کرام کے منصوص علم میں اختلاف کا پایا جانا ۳۔ یہ کہ طریق استنباط میں نقطہء فکر ونظر اور تصویب وتغلیط کی راہ کا جدا ہونا، الغرض انہی اختلافات آراء کے ساتھ عہد خلافت راشدہ میں اور اس کے بعد اہل افتاء صحابہ اور ان کے تلامیذہ تابعین متفرق فوجی چھاونیوں اور مقامات مختلف شہروں اور نو آبادیات میں رہے اور بہت سوں نے اسی مقام کو اپنی جائے سکونت بنا کر وہیں پر بود باش اختیار کر لی اور لوگوں کو دین کے مسائل بتانے لگے، ابتداءً تو یہ اختلافات آراء اسقدر گہرے نہیں تھے لیکن گذرتے وقت کے ساتھ جغرافیائی وسعت کے ساتھ مختلف فکر ونظر کی حامل اقوام وملل کا دائرہ اسلام میں دخول کی وجہ سے مسائل میں کثرت وتنوعات کے سبب قوی تر ہو گئے۔

فقہ اسلامی اور عہد تابعین:

اور اب دور تابعین میں علم الفقہ کی باقاعدہ تدوین ناگزیر ہوگئی تھی کیونکہ ماقبل کے دور کا تعامل نبی اکرم علیہ الصلوۃ والسلام کے اسوہ وعمل اور ہدایات کی روشنی میں یہ تھا کہ جب کوئی نیا مسئلہ پیش آتا تو اصحاب علم وفضل صحابہء کرام کی جماعت اس پر غور فرماتے اور سب سے پہلے کلام اللہ میں اس کے حل کو تلاش فرماتے، اگر کوئی واضح حکم وہاں سے سامنے نہیں آتا تو احادیث نبوی اور تعامل رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اس کی تفتیش وتحقیق پر کام ہوتا، لیکن اگر صورت مسئولہ یا اس سے ملتی جلتی صورت کلام اللہ اور سنت رسول اللہ میں نہیں پاتے تو پیش آمدہ صورت حال کا ہر ایک سمت وجہت سے نہایت باریک بینی اور تعمق فکر کے ساتھ جائزہ لیا جاتا نیز تلاش کی جاتی کہ کسی کے پاس درپیش مسئلہ کے حوالے سے تحریراً یا حفظاً کوئی چیز موجود ہے کہ نہیں اور اس کے ہر ایک پہلو پر مکمل فکری وسعت کے ساتھ اجتماعی سطح پر غور وخوض اور نقد وبحث کے بعد جب کسی ایک امر پر اتفاق رائے ہو جاتا تھا اس پر

حکم لگا دیا جاتا اور اس طرح اجماع بھی حجت شرعی اور معمول بہ بن جاتا، البتہ اگر اس تمام تر بحث و تحقیق کے باوجود بھی کوئی ایک حکم وامر متفق علیہ قرار نہیں پاتا اور اجماع نہیں ہوتا تھا تو بنابریں صورت ھذا اہل افتاء صحابہء کرام اپنے اپنے اجتہادات ورائے سے مسئلہ کا استنباط فرماتے اور اس میں بھی اختلاف باقی رہ جانے کی صورت میں دلائل کی قوت کی بنیاد پر باہم متفق ہو کر کسی ایک صاحب افتاء کی تخریج پر عمل کر لینا کافی سمجھا جاتا تھا اور عموما لوگ اپنے اپنے شہر کے صاحب افتاء صحابہء کرام اور ان کے اکابر تلامیذہ کی پیروی کرتے تھے، چنانچہ اس طرح سے عہد صحابہ میں ہی مسائل فقہیہ کے استخراج واستنباط کے حوالے سے چار اصولی بنیاد واساس کتاب اللہ، سنت رسول اللہ، اجماع اور قیاس کا تعین ہو گیا تھا، اور دور تابعین میں ائمہ مجتہدین کے پاس بایں طور علم اصول الفقہ کی باضابطہ تدوین کی مضبوط ترین بنیادیں موجود تھیں۔

فقہ اسلامی کے مصادر:

علم الفقہ کے سرچشمہء مصادر اربعہ کے اجمالی تعارف کی اگر بات کی جائے تو اس کا خلاصہ بایں طور سامنے آتا ہے کہ پہلا ماخذ کلام اللہ ہے جو کہ از اول تا آخر تمام ہی اسلامی علوم ومعارف کی خشت اساس ہے جس میں عقائد کا بیان مفصل جبکہ عبادات اور حقوق کے بیانات مجمل ہیں گویا منصوص احکام اس میں موجود ہیں لیکن کلام اللہ کا یہ اعجازی پہلو ہے کہ ان منصوص اجمالی احکامات کے جلو میں اور اس کی ایک ایک جزئی کے ذیل میں لاکھوں لاکھ احکامات الہیہ کے کروڑوں حقائق و معارف سربستہ و پوشیدہ ہیں، وفائے عہد، حرمت و حلت، میراث، حدود، قصاص، محرمات جیسے ہزاروں عناوین کے ضمن میں علوم وحکم کا ایک بحر بیکراں اپنی بے حد ونہایت تابانیوں اور جلوہ افرینیوں کے ساتھ روز قیامت تک کے لیے موجزن کر دیا گیا تا کہ غواصان علم اپنی اپنی ہمت واستعداد اور صلاحیت ومناصب کے مطابق اس کی گہرائیوں میں مستور و پوشیدہ گوہر آبدار نکال کر ہر عہد وقرن کو تابانیاں بخشتے رہیں۔

اس کی سب سے بڑی حکمت یہی ہے کہ ہر دور کے بدلتے انسانی احوال وکوائف پر نصوص کی روشنی میں عصر رواں سے ہم آہنگ تقاضوں اور مطالبات کے مطابق فیصلے کرنے میں کبھی کوئی دشواری پیش نہ آئے، گویا اس اجمال کا بالفاظ مختصر خلاصہ یہ ہے کہ ہر حکم کا راہنما اصول کہیں وضاحتا تو

اشارۃ وکنایۃ تو کتاب اللہ میں موجود ہے البتہ اس کی تفصیلات وتشریحات کا مخزن سنت اللہ ہے جبکہ اس مخزن کی بیش قیمت معدنیات کو صیقل ومصفی کر کے امت کو درپیش مسائل کو حل کرنے کا فریضہ فقہائے مجتہدین انجام دیتے آرہے ہیں۔

دوسرا ماخذ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو کہ آپ علیہ الصلوۃ والسلام کے اقوال واعمال، افعال وتقاریر کو محیط ہیں، مثلاً قرآن نے اجمالی حکم دیا اَقِمِ الصَّلٰوۃَ[1] لیکن قیام صلوۃ کی تشریح وعملی تعبیر کی جانب راہنمائی فرمان رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام صلُّوا کما رأیتمونی أصلّی[2] سے حاصل ہوئی اور اس قول رسول کی جب آیت کریمہ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی[3] کی روشنی میں تحلیل کی تو بات منقیٰ اور صاف ہو کر سامنے آگئی اور حکم ربانی اور عمل رسول کے مابین امتزاج میں مستور حکم وعلل اور حقائق تک فقہائے مجتہدین نے جب رسوخ ورسائی کی تو امت کے لیے ادائیگی صلوۃ کا اس کے لوازمات کے علم سمیت ایک سہل العمل قاعدہ سامنے آگیا۔

تیسرا ماخذ اجماع ہے، جس کے معنی یہ ہیں کہ عہد وعصر کوئی بھی ہو مجتہدین کا ایک حکم پر متفق ہو جانا، کیونکہ اس کا تعلق راسخین فی العلم کے متفق علیہ فیصلے سے مربوط ہے، اور یہ ایک بدیہی حقیقت ہے کہ ارباب تقوی کا اجماع کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے ہرگز منافی نہیں ہوسکتا ہے، اجماع یا قولی ہوگا یا سکوتی ہوگا قولی سے مراد یہ کہ کسی زمانے کے فقہاء نے متفق ہو کر ایک حکم شرعی کا فیصلہ کیا جبکہ سکوتی سے منشاء یہ ہے کہ کسی حکم کے سلسلے میں کسی زمانے کے مجتہدین نے سکوت اختیار کیا یعنی نہ اس کی تائید کی اور نہ تردید ہی کی حالانکہ وہ حکم ان کے علم میں آچکا تھا لیکن ظاہر ہے کہ آخر الذکر صورت اول الذکر کی طرح قطعی نہیں ہوسکتی ہے، اسی لیے اس کے حجت ہونے کے حوالے سے بہت سے اختلافات وتأملات پائے جاتے ہیں البتہ قولی اجماع کو قطعی حجت شرعی کی حیثیت حاصل ہے، اس مرحلے پر یہ بات بھی لائق توجہ ہے کہ صحابہ کرام کے دور میں جبکہ امت اطراف عالم میں پھیل چکی تھی مکانی اجماع کے قیام کے بارے میں جو شدید روکاوٹیں تھیں ان کے پیش نظر وقوع اجماع

---

(۱) سورہ بنی اسرائیل:۷۸

(۲) أخرجه البخاري، في صحيحه، كتاب الاذان، باب الاذان للمسافر، ج۲،ص۸۷،رقم:۱۵۲۰

(۳) سورة النجم : ۳

کی عملی دشواریاں بھی بہرحال ظاہر ہیں، چنانچہ بہت سے فقہاء کی رائے میں یہ عملا ناممکن الصدور ہے اور یہی سبب ہے کہ بعض مجتہدین کی رائے میں اجماع کا درجہ قیاس کے بعد آتا ہے البتہ اجماع کا بحیثیت حجت شرعی کے اصول تسلیم شدہ ہے۔

چوتھا ماخذ قیاس ہے، جس کے معنی یہ ہیں کہ کسی حکم شرعی کو کسی مصلحت کی بناء پر کسی دوسرے امر کے شرعی حکم کے حصول کے لیے بنیاد بنا کر فیصلہ کرنا، عملی نقطہء نظر سے اگر جائزہ لیا جائے تو یہ تیسرے ماخذ اجماع کے تناظر میں وسیع الاثر اور آسانی کے ساتھ ممکن العمل حجت ہے اور قیاس کے اس طریقہء عمل کو ذیل میں تحریر کردہ ابوداؤد شریف اور ترمذی شریف کی مشہور حدیث پاک جو کہ متعدد طرق واسناد سے بیان کی گئی ہے اس سے بھی قیاس کے مستند حجت شرعی قرار پانے کو تقویت بہم پہونچتی ہے، یہ موقعہ ہے جبکہ حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن میں قضاۃ کے مسائل حل کیے جانے کے حوالے سے روانہ فرماتے وقت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: **إنَّ رسولَ اللّٰهِ صلَّى اللّٰهُ عليه وسلَّم لَمَّا أرادَ أن يبعَثَ مُعاذًا إلى اليمنِ قال :كيف تَقضِي إذا عُرِض لك قضاءٌ ؟ قال: أقضِي بكتابِ اللّٰه ، قال :فإن لَّم تجدْ فى كتاب اللّٰه ؟ قال فبِسُنَّةِ رسولِ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، قال :فإن لم تجِدْ فى سُنَّةِ رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ولا فِي كتابِ اللّٰه ؟ قال: أَجْتهِدُ برأيى ولا آلُو، فضرَب رسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلّم صدرَه وقال :الحمد للّٰه الذي وفَّق رسولَ رسولِ اللّٰه صلى عليه وسلم لِما يرْضٰى رسولُ اللّٰه** [1] نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کا والی بنا کر بھیجنے کا ارادہ فرمایا تو پوچھا کہ جب تمہارے سامنے کوئی مقدمہ پیش ہو تو کس طرح فیصلہ کرو گے؟ انہوں نے کہا کہ کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کروں گا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کتاب اللہ میں (وضاحت وصراحت) نہ پاسکو تو؟ عرض کیا کہ پھر سنت رسول اللہ کے مطابق فیصلہ کروں گا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ میں بھی (دلیل) نہ پاسکو تو؟ عرض کیا تو میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا، اس پر نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام نے ان کے سینے پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ تمام تعریفیں اللہ تعالی کے لیے ہی

(۱)أخرجه أبو داؤد، في سننه، كتاب القضاء ، باب اجتهاد الراء فى القضاة ،ج۲،ص۵۰۵،رقم:۱۳۲۶

ہیں جس نے رسول اللہ کے قاصد کو اس چیز کی توفیق دی جسے اس کا رسول پسند کرتا ہے۔ خلیفۃ المسلمین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بھی ایک مکتوب فیصل خصومات و معاملات کے حوالے سے حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کے نام ہے جس میں اسی نوعیت کی ہدایات ملتی ہیں، اس کا سب سے اہم توصیفی پہلو یہ کہ اس سے اصول قیاس کی بدولت فقہ اسلامی کو بڑی وسعت حاصل ہوئی اور اس میں تسلسل زمانی کا عنصر شامل ہوکر ہر ایک عہد وعصر کے مطلوب تقاضوں سے مطابقت پیدا کرنے کی سہولت نے وسعتوں کی نت نئی جہتوں سے روشناس کرانے میں فقہائے کرام کو بڑی معاونت فراہم کی ہے تاہم بعض فقہاء وہ بھی ہیں جو اپنے اجتہادات کی بنیاد پر اصول قیاس کو حجت تسلیم نہیں کرتے ہیں جس میں ظاہریہ سمیت ابن حزم کی پیروی کرنے والے فقہاء کے نام ملتے ہیں۔

فقہ اسلامی کے ذیلی مصادر:

اسی تسلسل میں شیخ ابوزہرہ اپنی تصنیف مصادر الفقہ الاسلامی میں بحث کے ضمن وذیل میں صفحہ ۹ پر رقم طراز ہیں کہ ''فقہ کے مسلم مآخذ قرآن وسنت اجماع وقیاس کے علی الرغم مختلف مسالک میں اس تعداد کے بارے میں ذرا سا اختلاف ہے مثلاً ظاہریہ کے نزدیک مآخذ صرف تین ہیں قرآن و سنت اور اجماع، شوافع کے نزدیک پانچ ہیں، کتاب وسنت، اجماع وقیاس اور استصحاب (دو اشیا یا دو امور میں مطابقت تلاش کرنا) جبکہ احناف کے یہاں مذکورہ پانچ کے علاوہ استحسان (قیاس خفی یعنی کسی فقہی مسئلے کے حل میں مدد لیا جانا) اور عرف (دستور عام) بھی شامل ہے، حنابلہ مذکورہ پانچ پر المصالح اور سد الذرائع کا اضافہ کرتے ہیں، بہرحال زمانے کے تغیرات کے تناظر میں فقہ کے مسلّم مآخذ اربعہ کے علی الرغم ائمہ فقہاء کے اجتہادات کی بنیاد پر ضمنی مآخذ کی اضافت علم اصول الفقہ کی وسعت وگہرائی اور گیرائی کی بھی ایک بین دلیل ہے۔

بحث کے تسلسل سابق کے ذیل میں گویا بایں طور ہم کہہ سکتے ہیں کہ علم اصول فقہ کی جڑ بنیاد تو دور صحابہ میں ہی قائم ہوچکی تھی جس کا عہد بہ عہد ارتقاء ہوتا رہا گویا خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دور خلافت اور مابعد خلافت بنوامیہ اور بنوعباس کے ادوار میں جبکہ اسلامی سلطنت اپنے جغرافیائی حدود میں عہد بہ عہد وسعت کے ساتھ مختلف اقوام وملل کو اسلام کا حصہ بناتی ہوئی آگے بڑھی تو ہر قوم ہر علاقے اور ہر خطے کے اپنے مسائل تھے، اپنے احوال تھے اور اپنے مزاج تھے جو وہ

لوگ اپنے ساتھ لیکر آئے تھے، چنانچہ اس زمانی تسلسل کے ذیل میں پہلی صدی ہجری کے آخری دور سے ہی ترتیب وتفریع احکام کے لیے بنیادی اصولوں کی روشنی میں دیگر ذیلی معاون علمی وفنی اصول و اصطلاحات کی باقاعدہ تدوین کی ناگزیریت کو شدت کے ساتھ محسوس کیا جانے لگا، چنانچہ اس مرحلے پر علمائے اصول کے سامنے سب سے بڑا چیلنج علاقائی احوال ومسائل سے آگے بڑھ کر دنیا کی تمام اقوام وملل کے فکر ومزاج اور رسوم وعادات، طرز بود وباش اور معیشت ومعاشرت کے اطوار کو پیش نظر رکھتے ہوئے فقہ اسلامی کے بنیادی اور اصولی مآخذ قرآن وحدیث اور اجماع وقیاس کی روشنی میں اجتہادی صلاحیتوں کو بروئے عمل لاتے ہوئے بایں طور مسائل مستنبط کیے جانے کا تھا جو کہ ہر خطہ و علاقے سے دائرہ ءاسلام میں شامل ہونے والی ہر قوم وقبائل کے لوگوں کے انفرادی واجتماعی مسائل کا قابل عمل حل پیش کر کے ان کو مطمئن کیا جا سکے۔

چنانچہ علوم اسلامیہ سے تحقیق وریسرچ کے ساتھ نقل وعقل کے حسین اور متوازن امتزاج کو عصر رواں کے فکر ومزاج سے ہم آہنگ مستدلات کے حوالے سے بیان کرنے والے عالم اسلام کی معروف ومحقق شخصیت جناب ڈاکٹر محمود غازی صاحبؒ کا یہ اقتباس بھی اپنی جگہ پر مستند معلوماتی طرز پر نفع بخش ہونے کے ساتھ اپنی جگہ بڑی اہمیت کا حامل ہے ''دین ومذہب اور وحی واخلاق سے گہری اور قطعی وابستگی کے ساتھ ساتھ علم اصول فقہ کے مباحث ومضامین میں عقل کی کارفرمائی اس حد تک ہے کہ پورے علم کی اٹھان انتہائی عقلی اور منطقی انداز میں ہوئی ہے، جیسے جیسے وقت گذرتا گیا علمائے اصول، منطق اور فلسفہ کے اصولوں اور قواعد ومطالبات کی بنیاد پر اس فن کی عمارت استوار کرتے چلے گئے، اور ایک زمانہ ایسا آیا کہ دنیائے عقلیت کے بڑے سے بڑے نمائندے کے لیے بھی یہ ممکن نہیں ہوا کہ اصول فقہ کے کسی مسلمہ قاعدہ یا ضابطہ پر انگلی رکھ کر یہ کہہ سکے کہ یہ چیز عقلیات یا منطق کے اصولوں کے خلاف ہے۔''

اسی سیاق وسباق میں ڈاکٹر صاحبؒ بیان کرتے ہیں کہ ''مسلمانوں میں عقلیات اور منطق میں مہارت بلکہ امامت کے جو بڑے بڑے نمائندے ہیں وہ علم اصول کے بھی محقق ونمائندے ہیں، اور جو منطق اور عقلیات کا جتنا بڑا ماہر ہے وہ اصول فقہ کا بھی اتنا ہی بڑا ماہر ہے، امام ابو حامد غزالیؒ اور علامہ فخر الدین رازیؒ کے نام ضرب المثل ہیں دنیائے اسلام امام غزالیؒ اور امام رازیؒ کی شخصیات کو

جہاں عقلیات کے ماہرین کے طور سے یاد کیا جاتا ہے وہیں اپنے دور میں ان کی فقیہانہ حیثیت بھی مسلم ومستند ہے اور یہ دونوں علم اصول کے بھی صف اول کے امام ہیں نیز علم اصول کی بہترین کتابیں ان کی رشحات قلم میں شمار ہوتی ہیں، ایسی بہترین کتابیں کہ آج بھی دنیائے مغرب ان کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے، مغرب میں علم اصول کی بہترین سے بہترین کتابیں مثلاً رسکو پاؤنڈ (Risco pound) کی تحریرات بھی اپنی انتہائی عقلی استدلال، منطقی ترتیب، فکر کی گہرائی اور مضامین کی وسعت میں امام غزالیؒ کی المستصفی اور امام فخر الدین رازیؒ کی المحصول کے پاسنگ بھی نہیں ہے گویا کہ عقل اور نقل کے امتزاج کا انسانی تاریخ میں مکمل ترین اور منفرد ترین نمونہ اگر دیکھنا ہو تو علم اصول فقہ کو دیکھا جائے، بعض جدید مصنفین نے لکھا ہے کہ مسلمانوں میں عقلی منہاجیات یعنی Intellectual Methodology جس فن میں سب سے زیادہ نمایاں ہو کر سامنے آتی ہے وہ علم اصول فقہ ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ مسلمانوں کی فکری تشکیل، ذہنی ساخت اور فکری تربیت کس انداز کی ہوئی ہے کہ بیک وقت ان کی لگا میں عقلیات پر بھی ہیں اور الہیات اور وحی الٰہی کی روشنی سے بھی وہ مستنیر ہیں، ان دونوں کو اس طرح سے ایک دوسرے میں سمو دیا ہیکہ دونوں ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ہیں''۔

فقہی مصادر سے استفادہ کا طریقہ:

یہ ہے علم اصول فقہ جس کا مقصد یہ ہے کہ کلام اللہ وسنت رسول اللہ اور ان دونوں کی بنیاد پر فقہ اور احکام شریعت کے جو تسلیم شدہ مآخذ ہیں ان سے کیسے کام لیا جائے، ان سے تفصیلی احکام کا استنباط کیسے کیا جائے، اور وہ لامتناہی فقہی ذخیرہ، وہ بے پایاں قانونی ثروت (اور ہر ایک عہد وعصر کے مسائل اور ان کے حل کی عقدہ کشائی کرتا اور دینی راہنمائی کرتا ہوا امت مسلمہ کا یہ عظیم ترین سرمایہ جو صدیوں سے اس فکری وسعت کے ساتھ جاری ہے) آج صورت حال یہ ہے کہ ائمہء فقہائے اسلام کو فقہ کے اصولی احکام مرتب کئے ہوئے زائد از ہزار سال ہو چکے ہیں، حضرت امام مالک رحمہ اللہ کے انتقال کو ۱۲۶۳ سال گذر چکے ہیں، حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی وفات پر ۱۲۵۳ کا سال عرصہ بیت چکا ہے، حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کو اس دنیا سے رخصت ہوئے ۱۲۳۸ برس ہو گئے، اور حضرت امام احمد ابن حنبل رحمہ اللہ پر ۱۲۰۰ برس گذر چکے ہیں۔

یہ وہ بارہ صدیوں سے تسلیم شدہ ائمہء فقہاء ہیں جن کے سیکڑوں معاصر و مماثل فقہائے مجتہدین ان کے زمانے میں موجود تھے، ان کی اجتماعی کوششوں اور کاوشوں سے یہ عظیم ترین ذخیرہ جمع کیا اور اس کے لیے انہوں نے علم اصول الفقہ سے کام لیا، یہ ذخیرہ آج تک امت کے کام آ رہا ہے، آج دنیا میں جتنے مسلمان ہیں وہ سب کے سب بلا استثناء ان سب میں کسی نہ کسی کی پیروی کر رہے ہیں، کہیں امام مالکؒ اور امام ابوحنیفہؒ کے اجتہادات کی پیروی ہو رہی ہے تو کہیں امام شافعیؒ اور امام حنبلؒ کی جہود اجتہاد پر عمل ہو رہا ہے تو کہیں امام جعفر صادقؒ کا نقطہء نظر راہنمائی کر رہا ہے جو یہ ثابت کرنے کے لیے کافی ہے کہ ان حضرات نے وہ غیر معمولی خزینہ اور سرمایہء علم تیار کیا تھا کہ امت مسلمہ کو اس میں اضافہ یا معاصر مسائل کی روشنی جزوی رد و بدل کی بہت کم ضرورت محسوس ہوئی انتہائی محدود بلکہ چند استثنائی مسائل معاملات ہیں جن میں نئے مسائل پیش آئے اور نئے اجتہاد کی ضرورت پیش آئی ورنہ اکثر و بیشتر جو ذخیرہ فقہائے اسلام نے تیار کیا تھا اسی کی بنیاد پر مسلمانوں کے اربوں کھربوں مسائل حل ہوتے چلے آ رہے ہیں اور آج بھی دنیا میں بسنے والے ایک سو چالیس کروڑ مسلمانوں کے روز افزوں پیچیدہ مسائل انہی فقہاء کے اجتہادات کی روشنی میں اور انہی کے مرتب کردہ قواعد وضوابط اصول اور اصول اجتہاد و استنباط کی مدد اور راہنمائی سے حل ہو رہے ہیں۔

ایک طرف قرآن وسنت سے نکلنے والے نت نئے احکام ہیں جو آئے دن مرتب ہو کر فقہ کے اس عظیم ترین سرمائے میں اضافہ کر رہے ہیں تو دوسری طرف تغیر پذیر عہد وعصر کے مسائل اور مشکلات ہیں جن کا حل اس فن کے ذریعہ آج تک شریعت کی نصوص سے اخذ کیا جا رہا ہے، اس کا ایک اعجازی پہلو یہ بھی ہے کہ جو نصوص شریعت ہیں وہ اپنی تعداد کے لحاظ سے اگرچہ محدود ہیں تاہم وہ لامحدود حالات وحوادث پر منطبق ہوتے چلے جا رہے ہیں لیکن اختلاف آراء کے باوجود بھی کبھی کسی نئی صورت حال پر قرآن وسنت کی نصوص منطبق کرنے میں کوئی دقت اور کوئی پریشانی پیش نہیں آئی ہے، اہم پیچیدہ مسائل میں ایک سے زائد آراء موجود ہیں اور آئندہ بھی آراء اور تعبیرات کا یہ تنوع موجود رہے گا، یہ اسی لیے ہے کہ شریعت نے اپنے مزاج اور نظام میں ایک وسعت بایں طور رکھی ہے کہ ہر پس منظر، ہر تمدن، اور ہر ایک معاشرت وثقافت سے آنے والے انسان کے لیے اپنے ماحول، نظام اور مزاج کے مطابق شریعت کے احکام پر عمل کرنا سہل اور آسان ہو سکے۔

اسلامی فقہ اور رومن قوانین:

یہ بات دعوی اور دلیل کے طور پر بلا خوف تردید کہی جاسکتی ہے کہ علم الفقہ کے اپنے ہمہ جہت امتیازات و اختصاصات اور وسعت و گہرائی کے نقطہء نظر سے مستقل بالذات ہیں، بعض مغربی مصنفین کی جانب سے اپنے علم وخیال کی بنیاد پر یہ التباس پیدا کرنے اور اس کو ہوا دینے کی کوشش کی گئی ہے کہ فقہ اسلامی رومن قانون سے مستعار و ماخوذ ہے، اس حوالے سے سب سے پہلی اور قابل ذکر بات یہ ہے کہ شریعت اسلامی جو کہ فقہ کے وسیع ترین مفہوم کو محیط ہے اپنی ماہیت وحقیقت کے اعتبار سے قرآن واحادیث کی روشنی میں ذات حق جل مجدہ کے احکامات کی تشریحات وتوضیحات کا عنوان اور سرنامہ ہے، لیکن عرف عام میں جن ضوابط کو لفظ قانون سے تعبیر کیا جاتا ہے وہ انسان اور سوسائٹی کے بنائے ہوئے قواعد ودستور العمل ہیں جن کی بنیاد واساس عہد وعصر کے تغیرات کے تابع ہیں جن کا وقت ساتھ ساتھ تبدیل کیے جاتے رہنا بہر حال ناگزیر ہے کیونکہ وہ قوانین موضوعہ ہیں اس میں اذہان کی اکثریت کے سہارے ہر روز تبدیلیاں ہوتی ہیں، اور یہ دنیوی نظریہء قانون کی سب سے بڑی کمی یہ بھی شمار کی جاتی ہے کہ یہ بسرعت تغیر پذیر ہونے کی وجہ سے تھوڑے ہی عرصہ میں ناقابل اعتماد بن جاتے ہیں۔

چنانچہ اس زاویہء فکر ونظر شریعت اسلامی کا اگر تجزیاتی مطالعہ کیا جائے تو اس کے نتیجہ جو ایک بین حقیقت سامنے آتی وہ یہ کہ شریعت اسلامی یا قوانین الٰہیہ اللہ تعالی کی طرف سے منزل ہونے کی وجہ سے ابتداء سے ہی درجہء کمال کو پہونچے ہیں جو ہر جہت وگوشہ سے جامع ومانع ہے اور کسی ایک زمانے کسی ایک ملک یا کسی ایک خطہ وعلاقہ کے لیے مخصوص نہیں بلکہ اس کی اساس آفاقیت وعالمیت اور دوامیت پر استوار ہے اور اسی وجہ سے چہار دانگ عالم میں بسنے والے ہر ایک انسان کے لیے اس کی انفرادیت وافادیت کا دائرہ عمل یکساں ومساوی انداز میں سہل العمل ہے اور اس کے کسی بھی اصول میں کبھی بھی کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی ہے چنانچہ اس نقطہء نظر سے فقہ اسلامی پر نظر ڈالیے تو اس کی اصولی بنیاد کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ناقابل تغیر ہے جس کی حرکت کا عنصر قیاس واجتہاد اور استحسان وغیرہ سے پیدا ہوتا ہے، لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ[1] سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ وَلَنْ تَجِدَ

(۱) سورۃ یونس:۶۴

لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا[1] اللہ کا دستور کہ پہلے سے چلا آ رہا ہے اور ہرگز تم اللہ کے دستور کو بدلتا ہوا نہ پاؤ گے، گویا کہ کمال و رفعت، گہرائی و گیرائی، آفاقیت و عالمیت اور دوامیت اس کی خصوصیات و امتیازات اور اس کے اجزائے ترکیبی ہونے کی وجہ سے نظریہء صالحیت، نظریہء مساوات، نظریہء حریت، نظریہء اخوت، نظریہء شورائیت، اور نظریہء تحدید اختیارات حاکم جیسے جوہری عناصر اس کے اہم ارکان ہیں چنانچہ بوجوہ دنیا کا کوئی بھی قانون اس کی ہمسری کا دعویدار نہیں ہوسکتا ہے۔

البتہ وہ قوانین جو کہ موجودہ مروجہ معانی میں مستعمل ہیں وہ فقہ اسلامی کے وسیع ترین نظام میں ایک حصہ تصور کیا جاتا ہے جس کا تعلق معاملات و عقوبات سے ہے، یہ الگ بات ہے کہ فقہ اسلامی اور لفظ قانون کے مابین مابہ الامتیاز بنیادی اور واضح فرق کے باوجود بسا اوقات مسلسل عبارت کے سیاق و سباق کے ذیل میں فقہ اسلامی کو قانون اسلامی سے تعبیرا استعمال کیا گیا ہو، ورنہ اپنے معانی و مفہوم کے اعتبار سے یہ دونوں الگ الگ اصطلاحات ہیں، اس حوالے سے از روئے تحقیق لفظ قانون بھی بایں معنی خارجی ہے کہ یہ یونانی الاصل ہے جو کہ سریانی لغت کی راہ سے بمعنی مقیاس کل شئی عربی میں آیا ہے، البتہ سلطنت عثمانیہ میں مجموعہء احکام کے سرنامے کے طور پر استعمال ہوتا رہا ہے اور وہ ان احکام سے متعلق رہا جو کہ سلاطین کے وضع کردہ تھے لیکن یہ فقہ سے بالکل ایک الگ چیز ہے کیونکہ فقہ بمعنی نظام شریعت ایک وسیع ترین اصطلاح ہے جس کا اطلاق دین اسلام کے عقائد و عبادات کے علاوہ معاملات، معاہدات، عقوبات، احکام سلطانیہ، مخاصمات، سیر اور قانون دولی کی مختلف النوع تنفیذات اور سیاسی و انتظامی نظریات، اقتصادیات، معاشیات عمرانیات وغیرہ پر بطور مجموعہ ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ دوسرا فرق یہ ہے کہ انسان کے وضع کردہ قوانین کی غرض و غایت سوسائٹی میں عدل و انصاف کے تقاضوں کی تکمیل ہے، لیکن شریعت اسلامی میں برابر کی بنیاد پر سوسائٹی میں انصاف و دادگستری قائم کرنے کے ساتھ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی منظّم تدبیر اس کی ترجیحات کا سب سے بلند و بالا حصہ قرار پاتا ہے جس کی غرض و غایت داخلی طور سے افراد کو صالح تر بنانا مقصود و مطلوب ہے کیونکہ فقہ اسلامی ذات حق جل مجدہ کی علی الاطلاق وحدانیت کے تصور پر قائم ہو کر انسان

(۱) سورہ احزاب:۶۲

کی بنیادی اخوت ومساوات کا علمبردار ہے جبکہ رومن نظائر قانون وعدالت میں ماہرین قانون کا تقرر حکمران وقت کیا کرتا ہے جس میں بین الخلائق مطلوب متوازن مساوات واخوت کی بنیادوں کو فقہ اسلامی کے مثل استحکام کبھی بھی حاصل نہیں ہوسکتا ہے۔

البتہ اسلام کے معتدل مزاج کی روشنی میں اگر اس التباس کا تجزیہ کیا جائے تو چند استثناءات ہیں جن کی توجیہ وتعبیر میں فرق کی بنیادی وجہ دانستہ یا نادانستہ ظاہر نہ کیا جانا بھی کسی درجہ میں اس التباس کی بنیاد ہوسکتی ہے، مثلاً بعض اصطلاحات کا فقہ اسلامی اور رومن قانون میں مشابہہ ہونا مثلاً خود لفظ فقہ اور Jurisprudence لغت کے اعتبار سے ہم معنی ہیں لیکن آگے چل کر تشریحات و توضیحات کے ضمن میں دونوں کی سمتیں مختلف ہوجاتی ہیں، یا ایسے ہی بعض اصولوں میں مفہوم کے اعتبار سے کسی درجہ میں مماثلت کا پایا جانا، علی سبیل المثال "البينة على المدعي" بارثبوت مدعی پر لازم ہے، چنانچہ اس قسم کے مستثنیات کو فقہ اسلامی اور رومن کے مماثل یا اس سے ماخوذ قرار دینے والے نظریہ کے حاملین اپنے تاریخی جائزہ میں اس قسم کے استثناءات کو بطور حجت پیش کرتے ہوئے دلیل دیتے ہیں کہ فقہ اسلامی کی تشکیل کے ابتدائی دور میں کیونکہ شام کی درسگاہوں اور دانش کدوں میں رومن قانون کی تعلیم رائج تھی اس بناء پر بھی فقہ اسلامی کا رومن قانون سے متآثر ہونا ایک مضبوط حجت قرار پاتا ہے، جبکہ عقلی اور واقعاتی سطح پر یہ دلیل بایں طور بھی ناقابل قبول ہے کہ انہوں نے یہ نہیں سوچا کہ مادہء فقہ کے مشتقات خود قرآن کریم میں تقریباً انہی معانی ومفاہیم میں موجود ہیں جیسا کہ فقہ اسلامی میں مستعمل ہیں نیز فقہ کی تشریحات وتوضیحات کی روشنی خود لفظ فقہ کا اصطلاحی مفہوم قانون سے کہیں زیادہ وسیع وعمیق ہے۔

لہٰذا اس منظرنامے میں رومن قانون کو عقلی اور واقعاتی بنیاد پر کبھی بھی فقہ کے لفظ سے تعبیر نہیں کیا جاسکتا ہے کیونکہ اصطلاح اسلامی میں لفظ فقہ میں عبادات وعقائد اور اخلاقیات تک سب کچھ شامل ہے جس کا تفصیلی ذکر زیر نظر بحث کے ذیل میں آچکا ہے، لہٰذا فقہ اسلامی زندگی اور اخلاق کے ایک وسیع اور عمیق ترین بنیادوں پر قائم ہے اور بہ ہمہ وجوہ اس کے نفسیاتی، انسانیاتی اور عمرانی مشمولات رومن قانون کے بمقابلہ ایک الگ ہی جہان کا نقشہ پیش کرتے ہیں، لہٰذا چند اصولوں کے ظاہری تشابہہ کو اثر اور استفادے کی دلیل بنا کر پیش کرنا محض التباس وشکوک پیدا کرنے کی مساعی

کے علاوہ دوسری کوئی اہمیت نہیں رکھتا ہے، البتہ اس قسم کے مشابہات کو اتفاق کا عنوان تو دیا جاسکتا ہے کیونکہ انسانی معاملات میں مماثلتوں کا پایا جانا عین قرین عقل وقیاس ہے، ابتدائی دور میں شام اور اس کے اطرافی علاقوں میں رومن قانون کی درسگاہوں اور تعلیم کا ہونا اس کے اثرات قبول کرنے کی دلیل نہیں ہوسکتی ورنہ بعد کے اسلامی ادوار میں اس کے عکس کی مثالیں بکثرت ملتیں۔

امت مسلمہ کا علمی ذخیرہ اس حقیقت پر شاہد عدل ہے کہ مسلمانوں نے جہاں کہیں جس کسی سے بھی استفادہ کیا ہے اس کا کھلے دل سے اعتراف کیا ہے یہاں تک کہ اسلامی ادب میں ارسطو اور افلاطون کے مستفادات کا بھی موقعہ بہ موقعہ بطور اعتراف ذکر ملے گا، لہذا امت کی اس عمومی نفسیات کے تناظر میں اس حوالے سے اعتراف کی مثالوں کا نہ ملنا موجب حیرت ہے، لہذا اس بات سے یہ نتیجہ ظاہر ہے کہ رومن قانون کے اثرات کی بات محض افسانہ یا الزام سے زیادہ کچھ نہیں ہے، البتہ زیادہ سے زیادہ توجیہ یہ ہوسکتی ہے جو کہ قرین عقل بھی ہے کہ رومیوں نے شام اور اطراف کے علاقوں پر اپنے دور حکمرانی میں عربوں کے بعض رسوم ورواج، عرف وعادات، معاشرتی امتیازات اور علاقائی طرز واطوار کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنالیا ہو اور ان کے توسط سے پائی جانے والی مشابہتوں کو ماخوذ مماثلتوں کا عنوان دیدیا گیا ہو کہیں کہیں جو مشابہتیں جزئیات میں نظر آتی ہیں ان کا تعلق بھی مذکورہ احوال سے ہی ہو، علی کل حال یہ ایک مفصل ومطول بحث کا ایک مستقل موضوع ہے جسکا اجمالی تذکرہ مضمون زیر نظر کے ذیل میں کیا جانا ضروری تھا۔

فتوی نویسی کی اہمیت:

اسلام میں فتاوی نویسی کا شعبہ اتنا ہی قدیم ہے جتنی کہ خود اسلامی تاریخ ہے نیز اسلام کے ہر عہد وقرن میں اس شعبہ کی ہمہ جہت اہمیت کو مسلم جانا گیا یہی وجہ ہے کہ اسلام کے سلسلہء علوم و معارف کی بات کی جائے تو افتاء وفتاوی کا منصب دقیق علم اور ذمہ داری کے نقطہء نظر سے انتہائی اہمیت کا حامل ہے، کیونکہ بیحد وحساب متماثل اجزائے علم وآگہی کی بنیاد پر حیات انسانی کے مختلف الانواع مسائل ومعاملات اوران سے متعلق احکامات کا بنیادی مآخذ ومصادر سے استنباط اور نظائر پر منطبق کر کے اس کے نتیجہ میں حاصل شدہ جزئیات سے کسی ایک کلیہ کی کلید تک پہونچ کر مطابق حال حکم تلاش کرنا جس قدر وسیع وعمیق مطالعہ اور دقت علم کے ساتھ وسعت نظر کا متقاضی ہے وہ بلا شبہ

ہرایک عالم کے بس کی بات نہیں ہے اگر چہ اس کے علم وادراک اور عقل وآ گہی کا معیار کتنا ہی بلند و عمیق ہی کیوں نہ ہوتا وقتیکہ اس شعبہء علم وفن میں اس نے ماہرین افتاء وفتاوی کی زیرنگرانی تعلیم و تربیت کی خصوصی مہارت حاصل نہ کرلی ہو۔

اس کی ذمہ دارانہ اہمیت بایں طور بھی اپنی جگہ پر مسلم ہے کہ صاحب افتاء کی جانب سے لگائے گئے حکم پر اعتماد کرتے ہوئے لاکھوں لوگ اس پر عامل ہوتے ہیں اور وہ دنیا وآخرت میں ہمہ وقت محاسبہ کی زد پر رہتا ہے اسی لیے اصحاب افتاء ہر فتوی کے آخر میں واللہ عالم بالصواب ضرور لکھتے ہیں جس کے معنی ہی یہ ہیں کہ میں نے اپنے علم ومعلومات اور تحقیق وتدقیق کی بنیاد پر ہرایک جزئیہ کو بروئے عمل لاتے ہوئے حکم کے اس نتیجہ پر پہونچا ہوں لیکن بشری خصائل کی بنیاد پر میں اپنے صواب رائے میں خطاء کے امکان کو مسترد نہیں کرسکتا ہوں اور اس خطاء کا امکان میرے نسیان وذہول سے منسوب ہے جبکہ صواب کی قطعیت اللہ تعالی کی توفیق وعطاء سے مربوط ہے۔

یہی وجہ تھی کہ بڑے بڑے مجتہدین وائمہء فقہ وفتاوی دور اسلامی میں اس منصب کی ذمہ داریاں قبول کرنے سے گریز کرتے تھے کیونکہ ایک طرف حکم حاکم ہے تو دوسری طرف اخروی جوابدہی کا معاملہ ہے، چنانچہ تاریخ کے صفحات پر اس حوالے سے جبر واصرار اور ردوانکار کے متعدد واقعات درج ہیں جس کے نتیجہ بڑے بڑے عظیم المرتبت ائمہء ومجتہدین نے حکمران وقت کے عتاب وعذاب کو مول لینا گوارا کیا لیکن اپنے تدین وتقوی اور صداقت وحق پرستی وحق گوئی کی بنیاد پر دنیاوی منصب ذوعظمت وجلالت اور مال ومتاع کی بے بہا پیشکشوں کے باوجود اس اہم ترین اور دوطرفہ جواب دہی کے عہدے کی قبولیت کو مسترد کردیا۔

دارالعلوم وقف دیوبند اور فتوی نویسی:

چناں چہ اس منصب کی اسی اہمیت وذمہ داری کے پیش نظر مدارس میں افتاء وفتاوی کے لیے مناسب شخصیت کا انتخاب ہمیشہ ایک نہایت دشوار گزار اور دقت طلب مسئلہ سمجھا گیا، لہٰذا اس حوالے سے دارالعلوم وقف دیوبند کی اگر بات کی جائے تو اسکے نشأۃ اولیٰ کی تاریخ بھی دارالافتاء کے لیے ذی علم وعمل شخصیت کے انتخاب کے نقطہء نظر سے فکر ونظر کی ایسی ہی پیچیدگیوں سے عبارت ہے، لیکن رب ذوالکرم کے فضل واحسان اور سرخیل جماعت بانی دارالعلوم دیوبند حجۃ الاسلام حضرت الامام

مولانا محمد قاسم النانوتوی قدس سرہ اور اخلاص وایثار سے سرشاران کی جماعت رفقائے کار کی عنداللہ مقبول ومستجاب دعاؤں اور ادارہ کی عظمت ومقبولیت اور کشش وجاذبیت کے نتیجہ میں اعجاز وکمال بایں طور ظاہر ہوا کہ دارالافتاء کے اس ذمہ دارانہ منصب کے لیے مشیئت حق کے زیر اثر ایک ایسی باکمال و مجموعہء صفات شخصیت کا مفتی اعظم حضرت مولانا عزیز الرحمٰن عثمانی نوراللہ مرقدہ کی صورت میں انتخاب عمل میں آیا جن کو جماعت علمائے دیوبند کے اصحاب افتاء میں اپنے علم وعمل اور تقوی وتدین کے علی الرغم باعتبار اختصاص فن میں اس دور کے اکابر واصاغر کے یکساں انداز میں سند اعتبار حاصل تھا۔

یہ قول معروف زباں زد اکابر ہے کہ یہاں کا ہر کام بالہام ربانی انجام پاتا ہے جو کہ بانی دارالعلوم دیوبند کے اخلاص کامل کی بین دلیل ہے، انہی کے دست راست اور رفیق خاص فقیہ الملت حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ سرپرست ثانی دارالعلوم دیوبند کی حسب ایماء ومنشاء ادارہ کے شعبہء افتاء کے لیے حضرت مفتی اعظم کا انتخاب سن ۱۳۰۹ ہجری کو عمل میں آیا جن کو سفر وحضر میں بغیر مراجعت محض اپنے حذاقت علم اور وسعت مطالعہ اور کمال حفظ کی استعداد پر بے تکلف فتوی ثبت کرنے میں امتیازی حیثیت حاصل تھی اور بیشتر اوقات نصوص فقہیہ حافظہ میں محفوظ یادداشت ہی نقل کردیا کرتے تھے جس میں بعد تطابق کسی قسم کا کوئی فرق واقع نہیں ہوتا تھا اور ان کا ثبت شدہ افتائی حکم حشو وزوائد سے پاک اور جامع ہوتا تھا، حضرت مفتی اعظم رحمہ اللہ کے تفصیلی احوال اور ان کے متعدد کمالات وامتیازات اور فیوض باطنی کا تفصیلی مطالعہ اکابر دارالعلوم دیوبند کے اوصاف و کمالات کے تذاکر کے ذیل میں دیگر متعدد کتب سے کیا جاسکتا ہے، بایں طور یومیہ کی بنیاد پر ملک و بیرون ملک سے موصول ہونے والے استفسارات واستفتاء کی روز افزوں تعداد کی وجہ سے چند ہی سالوں میں فتاوی کا ایک بے نظیر مجموعہ اور مسائل فقہیہ کا ایک بے مثال اور لاجواب ذخیرہ معرض وجود میں آگیا اور جماعت کے اکابر کے الہامی فیصلے کے زیر اثر سن ۱۳۴۷ ہجری میں ترتیب فتاوی پر نفع عام کے نقطہء نظر سے باقاعدہ کام کا آغاز ہوا اور اس ضمن وذیل میں حضرت مولانا مفتی ظفیر احمد صاحب مفتاحی رحمہ اللہ کو ان کے بلند معیار فقہی ذوق اور وسعت مطالعہ کو مدنظر رکھتے ہوئے ترتیب فتاوی میں منجانب اہتمام اہم ذمہ داریاں سپرد کی گئیں جس کو انہوں نے بڑے سلیقے اور قرینے سے سر انجام دیا اور اس طرح نہ صرف یہ کہ اسی وقت بلکہ تسلسل کی بنیاد پر عہد بہ عہد منصۂ شہود پر آتا رہا جس

کا سلسلہ تا حال جاری ہے۔

سن ۱۴۰۲ ہجری مطابق ۱۹۸۲ عیسوی سے دارالعلوم وقف دیوبند کی نشأۃ ثانیہ کے بعد سے امور افتاء تدریس وفتاوی نویسی ادارہ کی ترجیحات کا ایک اہم ترین حصہ رہا اور روز اول سے ہی شعبہ دارالافتاء میر کارواں خطیب الاسلام حضرت مولانا محمد سالم قاسمی صاحب رحمہ اللہ سابق مہتمم دارالعلوم وقف دیوبند کی زیر نگرانی نیز فخر المحدثین حضرت مولانا سید انظر شاہ صاحب مسعودی رحمہ اللہ سابق شیخ الحدیث وصدر المدرسین دارالعلوم وقف کی خصوصی ترجیحات کے محور کے طور پر حضرت مولانا مفتی احمد علی سعید صاحب رحمہ اللہ سابق صدر مفتی ادارہ کے زیر انتظام مؤثر وفعال اور عوام الناس میں کثرت رجوع کی بنیاد پر مقبول رہا۔

فتاوی دارالعلوم وقف دیوبند کی ترتیب کا پس منظر:

ادارہ کی نشأۃ ثانیہ کے ابتدائی دور کو کیونکہ مختلف النوع تحدیات کا سامنا تھا اس لیے اس کے ابتدائی عشرہ میں فتاوی کی ترتیب وانضباط کا وہ پیمانہ قائم نہ ہوسکا جس کا اپنی اہمیت کے لحاظ سے یہ اہم شعبہ متقاضی تھا، لیکن گذرتے وقت کے ساتھ ساتھ بہر دوا کابر مذکور کی شبانہ روز اور تاریخ ساز جہود شاقہ اور لائق ذکر استقامت وحوصلہ اور ان کی متعاون جماعت کے اراکین کی معاونت کے نتیجہ میں بتدریج احوال میں سازگار ٹھہراؤ آنا شروع ہوگیا تا آنکہ حضرت مولانا خورشید عالم صاحب رحمہ اللہ سابق صدر مفتی ادارہ کے دور صدارت افتاء میں فتاوی کی تعداد میں اضافہء وافزونیت کو قابل ذکر فروغ حاصل ہوا جو کہ اضافوں کے ساتھ تا حال جاری ہے۔

۳۵ برس سے زائد مدت پر مشتمل جمع شدہ یہ عظیم تر علمی ذخیرہ مختلف جہات سے نظر ثانی اور توجہ کا متقاضی تھا کیونکہ فتاوی کا یہ عظیم تر علمی ذخیرہ زائد از صد خستہ حال رجسٹروں کے بطون میں محفوظ تھا جس کی متعلقہ شعبہ کے زیر نگرانی بھرپور اہتمام کے ساتھ بایں طور نگرانی کی جارہی تھی کہ یہ ادارہ کے علمی منصوبہ جات ہائے مستقبل کا ایک بیحد اہم ترین حصہ تھا جس کو پایہء تکمیل تک پہونچانے میں باصلاحیت افراد کار کے علاوہ ایک طویل مدت بھی درکار تھی، اپنی اہمیت کے لحاظ سے ضمنی ذیلی انداز میں کیا اس کی توقیری حیثیت کے ساتھ ناانصافی تھی۔

مشہور ہے کہ ہر شر کے پس پردہ ذات حق جل مجدہ کی جانب سے کوئی نہ کوئی خیر ضرور پوشیدہ

ہوتی ہے، رواں سال سے پیوستہ برس ۲۰۲۰ عیسوی اپنے جلو میں کرونا وائرس بیماری کووڈ ۱۹ کی شکل میں عالمی سطح پر ایک طوفان بلاخیز لیکر ظاہر ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے دنیا کے ہر ملک وشہر میں لاک ڈاؤن نافذ ہوگیا، ہر چہار جانب ایک ہاہا کار کا ماحول، ہر طرف یومیہ کی بنیاد شرح اموات میں دہشت ناک حد تک تیزی کا رجحان، لمحہ بہ لمحہ اس بیماری سے نبرد آزما مریضوں کی تعداد میں تشویشناک اضافات کی الم انگیز خبریں، حرمین شریفین سے لیکر دنیا کی تمام مساجد و دیگر اقوام کی عبادت گاہیں بند، تعلیمی اداروں میں طلباء ندارد۔

غرض کہ ایک طرف اس قیامت خیز دور میں دارالعلوم وقف دیوبند کی تعلیمی سرگرمیاں دوسرے اداروں کے مثل بند تھیں تو دوسری جانب اس دور کی مثبت جہت یہ تھی کہ یہ عہد فرصت ادھورے علمی امور کی انجام دہی کے لیے ایک سنہرا موقع تھا، چنانچہ ادارہ کی انتظامیہ نے جہاں ایک طرف طلباء کے تعلیمی اور ذہنی وفکری نقصان کا ازالہ آن لائن تعلیم کی منظّم اور کامیاب منصوبہ سازی کے نفاذ سے کیا وہیں دوسری طرف ادارہ کے جملہ اساتذہ کرام کے لیے آن لائن تدریسی مشغولیات کے ساتھ ان کے علمی وفکری مستوی سے ہم آہنگ مختلف علمی وتعلیمی مصروفیات کے منصوبوں کو بروئے عمل لایا گیا، جس کے نتیجہ میں دارالعلوم وقف دیوبند کے شعبہء بحث وتحقیق حجۃ الاسلام اکیڈمی کے زیر انتظام ونگرانی بانی دارالعلوم دیوبند کے علاوہ دیگر اکابر واسلاف کی مصنفات کی تعریب وتراجم کے لائق قدر امور کی انجام دہی کے ساتھ ادارہ کے لائق ذکر اور قابل قدر کاموں میں قریب چالیس سالہ جمع شدہ ذخیرہء فتاوی کی ترتیب ادارے کی سنہری تاریخ کے ایک اہم باب کا عنوان تھی۔

ترتیب فتاوی کا منہج:

حجۃ الاسلام اکیڈمی کے ڈائریکٹر ودارالعلوم وقف دیوبند کے نائب مہتمم جناب مولانا ڈاکٹر محمد شکیب قاسمی صاحب کی تحریک پر جملہ اصحاب افتاء اور اس سے فنی مناسبت رکھنے والے دیگر اساتذہء کرام کی میٹنگ طلب کرکے ان کے سامنے ترتیب فتاوی کی منصوبہ سازی کی تمام پہلوؤں پر مشاورت کی گئی اور اس کے عملی گوشوں کو سہل العمل بنائے جانے کا خاکہ تیار کرکے ترتیب فتاوی کے سلسلے میں طریقہ کار طے کیا گیا جس کے اجزائے ترکیبی کی اساسات میں مجوزہ کاموں کا مختلف سطح

سے عملی جہات کا باریک بینی کے ساتھ جائزہ لیکر اہم عملی ذمہ داریوں کی تقسیم بروئے عمل لائی گئیں، چنانچہ اولین مرحلہ میں فتاوی کی شکستہ تحریر، املاء کی اغلاط اور مرور وقت کے ساتھ رجسٹروں کی بوسیدگی جیسی دقتوں کا سامنا تھا جس کو متعین کردہ دو اساتذہ بڑی محنت اور دقت نظر کے ساتھ از سر نو ضبط تحریر میں لائے اور روز کے روز صاف شدہ تحریرات کو کمپیوٹر آپریٹر کے سپرد کیا جاتا رہا، متفرق عناوین مختلف اصحاب افتاء پر حسب منصوبہ منقسم کردیے گئے تھے، چنانچہ Computerised مواد کو متفرق عناوین کے ذیل میں تقسیم کرکے کتابت شدہ مسودات ساتھ کے ساتھ متعین استاذ مکرم کے ڈیسک پر پہونچانا اس فرض کی انجام دہی پر مامور فرد کی ذمہ داری ہے، جہاں سے اصحاب افتاء کے فرائض کا بایں طور آغاز ہوتا ہے کہ سب سے پہلے مکررات یا نفس موضوع کے اعتبار سے کم وبیش مماثل فتاوی کو الگ کرنا، باریک بین مطالعہ کی روشنی میں ایک یا ایک سے زائد حوالہ جات کو تلاش کرکے مدلل کرنا، مبہم یا ناقص سوال کو از سر نو مرتب کرکے جواب کا جائزہ لینا اور اس کی کمی بیشی کو ترتیب نو کے تناظر میں مدلل ومبرہن کرنا، اور مندرج حوالہ جات کی تخریج کیے جانے جیسے امور مہمہ شامل ہیں جن کو سرانجام دیکر منصۂ شہود تک لانے میں جناب مولانا ڈاکٹر محمد شکیب قاسمی، جناب مولانا مفتی محمد احسان صاحب قاسمی، جناب مولانا مفتی محمد عارف صاحب، جناب مولانا مفتی محمد امانت علی صاحب، جناب مولانا مفتی محمد عمران صاحب، جناب مولانا مفتی محمد اسعد صاحب، جناب مولانا مفتی محمد حسنین ارشد صاحب کی اجتماعی عرق ریز محنت وکاوش اور اس نتیجہ خیز کار علمی پر مکمل ذہنی وفکری ارتکاز کے ساتھ عملی جہود کا اساسی کردار لائق ذکر وستائش اور لائق سپاس ہے، اگرچہ جناب مولانا مفتی محمد عارف صاحب اپنی علالت کی بنیاد پر تحقیق وتخریجی دقت طلب امور سے بر بنائے صحت رخصت کے خواہاں تھے لیکن اس کے باوجود بھی موصوف نے تصحیح عبارات کے حوالہ سے اپنی ذمہ داری وحصہ داری کو نہایت لائق قدر انداز میں سرانجام دیا۔

بحمد اللہ سال رواں کی یہ اجتماعی اور عرق ریز محنتیں وکاوشیں بایں طور رنگ لائی ہیں کہ دو ضخیم جلدیں طے شدہ عناوین کے ضمن وذیل میں تیار ہوچکی ہیں، جبکہ تادم تحریر فتاوی کے موجود مواد اور روز کی بنیاد پر موصول ہونے والے جدید فتاوی کا اگر جائزہ لیا جائے تو امید ہے کہ یہ سلسلہ کم وبیش اٹھارہ سے بیس جلدوں تک دراز ہوسکتا ہے، سال رواں میں تعلیمی سرگرمیوں میں تعطل کے سبب جملہ

اصحاب افتاء کی ہمہ وقت کی توجہات اسی کام کی تکمیل پر مرکوز رہیں تاہم دعاء وگمان ہے آئندہ سال سے ادارہ کی تعلیمی سرگرمیاں معمول آجائیں گی ایسے میں اس کام کی سال رواں جیسی تیز رفتاری تدریسی ذمہ داریوں کے ساتھ قدرے مشکل ہوگی چنانچہ اسی معیار کار کو مدنظر رکھتے ہوئے قریب پانچ سالہ طویل المیعاد یہ منصوبہ برسرعمل ہے، فللہ الحمد والشکر

مقام شکر:

سربلند جذبہء اخلاص کے ساتھ کی جانے والی اجتماعی جہود کو حق تعالی یہاں درجہء قبولیت حاصل ہوتا ہے اوراس کارگاہ عالم میں کار اخلاص کی عندالناس مقبولیت دراصل قبول ربانی کا اعلان ہوتا ہے، بارگاہ ذوفضل واحسان کی بارگاہ عالی میں ہم جملہ خدام ادارہ سربہ سجود شکرگزار ہیں جس کی رحمتیں بیحد وکنار برکتوں کی صورت میں روز اول سے ہی لمحہ بہ لمحہ دارالعلوم وقف دیوبند پر سایہ فگن رہی ہیں اور ادارہ کی بہمہ نوع ظاہری ومعنوی ترقیات بہ وسیلہء بصیرت قلب اور بصارت چشم مدرک و مشاہد بھی ہیں اوراس حقیقت پر شاہد عدل ہیں کہ ذات حق جل مجدہ کے لائق شکر بیشمار رحم وکرم کے زیراثر رخصت پذیر اکابر واسلاف کی معنوی توجہات اور موجودہ اکابر امت کی مستجاب دعاؤں کی صورت میں ایک عظیم تر تکوینی سرمائے سے بحمداللہ ادارہ سرشار ہے۔

یہ حقیقت بھی لائق شکر وذکر ہے کہ دارالعلوم وقف دیوبند کے ہمہ جہت علمی وتعلیمی ارتقائی سفر میں شعبہء بحث وتحقیق حجۃ الاسلام اکیڈمی کے قیام اور گذشتہ چند سنین میں اس کے اہداف کے ذیل میں انجام پانے والے بلند پایہ علمی امور کو ادارہ کی تاریخ میں نہ صرف یہ کہ سنگ میل کی ہی حیثیت حاصل ہے بلکہ ملک اور عالمی سطح پر متعارف علمی شخصیات اور دوائر واجتماعیات کے اعترافات کی روشنی میں اکیڈمی کا قیام ملک کے ارباب علم کے نزدیک جماعت کے فرض کفایہ کا عنوان بھی ہے جو کہ بانی دارالعلوم دیوبند امام نانوتویؒ سمیت جماعت کی ممتاز علمی شخصیات کی عظیم مصنفات کی تعریب وتراجم اور تسہیلات وتشریحات کے علی الرغم عہد حاضر کے بین الاقوامی اصول تحقیق کے تناظر میں ان کی علمی وراثت کو فروغ دینے اور متعارف کرانے سمیت نئی صف کے علماء میں بلند علمی ذوق رکھنے والے رجال کار تیار کیے جانے جیسے اہم اور اساسی اہداف کی طرف تیز رفتار کامیابی کے ساتھ بایں طور گامزن ہے کہ طلبائے مدارس میں اپنی لازمی تعلیمی ونصابی صلاحیتوں میں مطلوب نکھار کے ساتھ

اسلام کے ہمہ جہت علوم ومعارف میں اصول تحقیق کی روشنی میں ذوق مطالعہ کوفروغ حاصل ہوسکے تاکہ ان میں جہاں ایک طرف عصر رواں میں دین اسلام کودرپیش چیلنجز کی علمی سطح پر مناسب ومدلل جوابدہی کی صلاحیتیں بیدار ہوسکیں تو دوسری جانب معاصر مذاہب کے تحقیقی مطالعہ کی روشنی عالمی فکری تحریکات ومناہج سے ضروری واقفیت اور معلومات کا حصول ان کے ذوق علم کا لازمی حصہ قرار پاسکے اوراغیار کے اصل مآخذ تک ان کی ذہنی وفکری رسائی کوئی اجنبی نہج نہ رہے۔

ہمارے سامنے ہمارے اکابر واسلاف کی روشن روایات بطور راہ عمل موجود ہیں کہ جب اسلامی معاشرے میں یونانی فلسفہ نے فروغ حاصل کرکے ہمارے بنیادی عقائد کے نظام کومتأثر کرنا شروع کیا تو ہمارے اکابر امام ابوالحسن اشعریؒ، ابومنصور ماتریدیؒ، امام غزالیؒ، محدث دہلوی حضرت شاہ ولی اللہؒ، امام محمد قاسم نانوتویؒ جیسے متعدد سلاطین علم وعمل نہ صرف یونانی فلسفہ کواپنے عمیق مطالعہ کی روشنی میں سمجھا ہی بلکہ اس پر برتری حاصل کرکے معارضین کے ہی اسلوب وبیان اوراصطلاحات میں یونانی فلسفہ کے پیدا کردہ اعتراضات وشبہات کے متوازن جوابات کے ذریعہ اسلامی عقائداورعلوم ومعارف کی حقانیت کو مدلل ومبرہن انداز میں دنیا کے سامنے پیش کیا ورنہ ایک دور میں تو یونانی فلسفہ ہمارے عقائد کے نظام میں تموج کی سی کیفیت پیدا کرنے میں بظاہر کامیاب دکھائی دے رہا تھا، ہر دور میں درپیش چیلنجز کے رنگ وآہنگ تبدیل ہوتے رہے اوراللہ تعالیٰ اسی کے مطابق دفاع اسلام کے لیے رجال کار پیدا فرماتے رہے، چنانچہ اس تناظر میں ہم کہہ سکتے ہیں حجۃ الاسلام اکیڈمی کی خشت اساس اسی بلند پایہ منہج فکرونظر پر قائم ہے۔

کسی بھی ادارے میں وقتی طور پر صلہ وستائش کی آرزوؤں اورتمناؤں کے مطمع نظر سے بلند ہوکر بہ نیت اخلاص اپنے اکابر واسلاف کی مستجاب دعاؤں کے زیراثر جب کسی کام کا آغاز ہوتا ہے تو ذات حق جل مجدہ کی بیکراں رحمتیں وبرکتیں بظاہر اسباب مخلص وفعال افرادکار کی فراہمی کی صورت میں عنداللہ وعندالناس دلیل قبولیت کے طور پر ظاہر ہوتی ہیں۔

اس فکرونظر کے حوالے سے اکیڈمی کی تاریخ اپنی مدت کار کے نقطہ نظر سے بیحد مختصر لیکن عظمت کار کے اعتبار سے بیحد عظیم تر کارہائے نمایاں سے عبارت ہے جس کو جناب مولانا ڈاکٹر محمد شکیب قاسمی صاحب نائب مہتمم واستاذ دارالعلوم وقف دیوبند نیز ڈائریکٹر حجۃ الاسلام اکیڈمی اوران

کی مخلص وفعال جماعت رفقائے کار کی جہود شب وروز نے اس کی منزل واہداف کی جانب گامزن رکھا ہوا ہے، زیرنظر مجموعۂ فتاوی کی اشاعت بھی اکیڈمی کے بلند پایہ اہداف کا ایک اہم ترین حصہ ہے جس میں دارالعلوم وقف دیوبند کے اصحاب افتاء اوراس کارہائے باعظمت کو پایۂ تکمیل پہونچانے میں شامل اساتذہ کرام کی عرق ریز جہود ذات حق جل مجدہ کی ادارہ پرسایہ فگن رحمتوں کا ہی مظہر ہیں۔

بارگاہ رب ذوالکرم میں دست دعاء دراز ہے کہ حق تعالی جملہ شرکائے کارکو اپنے سایۂ رحمت میں تاحیات برکتوں سے سرفراز فرماتے ہوئے بشمول ھذا جملہ کارہائے خدمات کو وسیلۂ نجات بنائیں۔آمین یارب العالمین،وماعلینا الاالبلاغ المبین

محمد سفیان قاسمی
مہتمم دارالعلوم وقف دیوبند
مورخہ: ۱۴/شعبان ۱۴۴۲ھ
مطابق ۲۸/مارچ ۲۰۲۱ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

اس دنیا میں انسان کی عملی زندگی کا آغاز اس وقت ہوتا ہے جب کہ وہ عالم بطن مادر سے منتقل ہوکر اس عالم عمل میں اولین سانس کے ساتھ منزل آخرت کی جانب پہلا قدم بڑھاتا ہے، اور حیات دنیا کے اس دورانیہ میں پیدا ہونے والے مختلف معاملات واقعات اور حوادث کے نتیجہ میں پیش آنے والے مسائل کے جسمانی، روحانی یا فکری طور پر قابل قبول حل کی تلاش وجستجو اس وقت تک کرتے رہنا جب تک کہ اس کی طبیعت مطمئن نہیں ہوجاتی ہے انسان کی طبیعت کا وجدانی فعل اور فطرت کا ناقابل تغیر حصہ ہے، اور دین اسلام میں حل مسائل کے حوالے سے فقہ وشریعت اور اس کے کلیات و جزئیات اور حقائق کو سمجھنے کی قوت وصلاحیت رکھنے والے ایسے ماہر عالم دین جس کی احوال وکیفیات کو جاننے اور سمجھنے کی استعداد پختہ اور مستند ہو اس کے ذریعہ سے دیے گئے دینی فیصلے کا اصطلاحی نام فتوی ہے اور اس میدان علم ومعرفت میں اختصاص وامتیاز کا حامل و ماہر شخص دین اسلام کی اصطلاحی لغت میں مفتی ومجتہد اور فقیہ کہلاتا ہے، علم کے اس میدان سے مربوط یہ وصفی امتیاز ابتدائے اسلام سے ہی دین اور دنیا میں عنداللہ وعندالناس ذمہ دارانہ جوابدہی کے تناظر میں انتہائی حساسیت کے ساتھ نہایت وقیع مقام کا حامل مانا گیا ہے، چنانچہ اسلامی تاریخ کے روشن صفحات دیانت وامانت اور دنیاوی و اخروی ذمہ دارانہ جوابدہی کے احساس کو مدۃ العمر حرز جاں جانتے ہوئے پرعزم جرأت واستقامت کے نادرالمثال مظاہر پیش کیے ہیں اور بسیط وعمیق علم اور فکری ترفع کے حامل فقہائے امت کی لائق تقلید روشن روایات اس امر کی حقانیت پر شاہد عدل ہیں کہ علمی عظمتوں کی وراثت کی نہایت جامع و

مانع پاسبانی کے لیے ان شخصیات نے شریعت اسلامی کی حفاظت و بقاء کی خاطر مقتدران وقت کے ظلم وتعدی اور استحصال بالجبر کے مردانہ وار مقابلہ کی نا قابل بدل مثالیں قائم کیں اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے اپنی جانوں تک کی پرواہ نہ کر کے قیامت تک آنے والے والی امت مسلمہ کے لیے ایک گراں قدر خزانہء علم کی عظیم ترین وراثت چھوڑ کر ایسا لا ثانی کارنامہ انجام دے گئے جس کی روشن راہیں رہتی دنیا تک بدلتے احوال و مسائل کے ساتھ امت کی راہنمائی کرتی رہیں گی، جہاں ایک طرف بدلتے وقت کے ساتھ پیش آمدہ احوال و مسائل کی تبدیلی فطرت کا اصول ہے وہیں دوسری جانب دنیا کے مختلف خطوں کے اپنے علاقائی مسائل ہوتے ہیں، ائمۂ فقہاء نے بالعموم اور ربع مسکون کے اکثر حصوں میں لائق تقلید مانے جانے والے فقہائے اربعہ نے بالخصوص اپنے رفعت علم تعمق فکر ونظر اور ایمانی فراست اور اپنے وسیع و مستقبل بین مطالعہ سے مستقبل میں دوررس انداز میں مرتب ہونے والے نتائج کا ادراک فرماتے ہوئے ایسے ہمہ جہت اور مدلل کلیات کے ترتب کا کارنامہ انجام دیا جس کی روشنی میں ہر دور اور ہر خطے کے فقہاء کو حل مسائل اور اجتہاد میں راہنمائی حاصل ہوتی رہی ہے اور ان کی لوجہ اللہ جہود کی عنداللہ قبولیت کی حسی و معنوی دلیل یہ ہے کہ تا قیام قیامت یہ مشعل راہ امت کو نشان منزل کا پتہ دیتی رہے گی۔

علم الفقہ اگرچہ اپنے ہمہ جہت وسعت معانی کے تناظر میں عقائد، عبادات، معاملات، خصومات، معاہدات، عقوبات، اور معاش و معاد اور اقتصادیات سمیت ملک و علاقوں کے سیاسی و انتظامی نظریات اور تدابیر منازل جیسے قضایا متعدد موضوعات وغیرہ سے عبارت ہے، ان میں سے بنیادی عقائد و عبادات کو چھوڑ کر حیات انسانی کی ہر جہت بدلتے ادوار کے تغیرات اور اس دور کے تقاضوں سے مربوط ہے کیونکہ بنیادی اور اساسی عقائد و عبادات میں کسی بھی ترمیم و تنسیخ یا کسی نئی تعبیر و تبدیلی کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے البتہ بہر لحظہ ولمحہ تغیر پذیر زمانے کے اثرات سے باقی شعبوں کے بارے میں روزنت نئے احوال و مسائل کا سامنا رہتا ہے اور نئے نئے مسائل کے ظہور کے پیش نظر نئے سوالات و نظریات جنم لیتے رہتے ہیں بالخصوص آج کے برق رفتار دور رواں اور طلسماتی عہد میں حیات انسانی سے مربوط وہ پہلو جو دنیا کے معاشی و معاشرتی اور سیاسی و اقتصادی نظامات و

نظریات کے زیر اثر سامنے آتے ہیں اس نے ذہنوں میں پیدا ہونے والے سوالات کو ایک نئی جہت سے روشناس کرایا ہے، علی سبیل المثال ہم دیکھتے ہیں کہ آج کے اقتصادی تصورات و تعاملات میں ماضی کے بمقابلہ تمثیلا ارض و فلک کے درمیان فاصلوں کے بقدر تغیر و تبدل آ گیا ہے، مقامی اور بین الاقوامی نظام تجارت کے پیمانے یکسر تبدیل ہو چکے ہیں، سرمایہ دارانہ اور اشترا کی نظام اقتصاد و معاشیات نے انسان کے انداز فکر و نظر، رد و قبول کے معیارات اور سوچ کے رخ کو بدل کر رکھ دیا ہے، ایسے ہی معاشرتی علوم میں عمرانیات، نفسیات، اور سیاسیات وغیرہ کی تیز رفتار تبدیلیوں نے آج انسان کی فکری صلاحیتوں پر نہایت گہرے اثرات مرتب کیے ہیں گویا کہ زندگی کا کوئی پہلو اور گوشہ ایسا نہیں ہے کہ جو بتقاضائے فطرت تبدیلی کے زیر اثر نہ ہو، چنانچہ اس فکری انقلاب و تغیرات کے نتیجہ میں عقائد و عبادات سے الگ دوسرے گوشہ ہائے زندگی کے حوالے سے سوالات کی نوعیتیں بھی تبدیل ہوئیں ہیں، جیسا کہ ایک لازمی اصول ہے کہ فقیہ وقت کے لیے زمانے کے عرف اور اس کے عمومی مزاج اور رائج الوقت اشیاء کی حقیقت، ماہیت اور نوعیت سے واقفیت حاصل کرنا از حد ضروری ہے میں سمجھتا ہوں کہ عصر حاضر کی نبض شناسی کے تناظر میں ماضی کے بمقابلے آج کہیں زیادہ پیچیدہ ترین چیلنجز کا سامنا ہے تاہم دوسری طرف حل مسائل کی رہنمائی میں دین اسلام کی بنیادی اور دائمی اور مضبوط ترین اساسات کلام اللہ و سنت رسول اللہ اور اجماع و قیاس کی روشنی قیامت تک آنے والے چیلنجز کے مقابلے میں ہمیں راہنمائی اور دین اسلام کے حوالے سے دفاعی قوتیں بہم پہونچتی رہیں گی، فقہ اسلامی کے ان مرکزی اساسات کی گہرائی میں منجملہ دیگر مختلف و متنوع ایسے امتیازات و اختصاصات ہیں جن کے بارے میں بلاخوف تردید کہا جا سکتا ہے کہ دین اسلام کے علاوہ دنیا کا ہر مذہب ایسی ہمہ جہت خصوصیات و خصائص سے تہی دامن ہے، اس حوالے سے یہ مختصر تحریر نہ ہی تو کسی تفصیل کی متحمل ہو سکتی ہے اور نہ ہی یہاں اس کا کوئی موقعہ ہے بلکہ مقصد صرف شریعت اسلامی کے دوررس نتائج کی حامل خصوصیات کا ذکر ہے جس کو اجمالا عصر رواں میں برصغیر کی معروف بلند پایہ علمی شخصیت اور ریسرچ اسکالر جناب ڈاکٹر محمود احمد غازی صاحبؒ کے مقبول عام فقہی محاضرات میں فقہ اسلامی کے امتیازی خصائص کے زیر عنوان کے ایک اقتباس سے سمجھا جا سکتا ہے، محاضرے کے سیاق

و سباق میں موصوف مکرمؒ رقم طراز ہیں کہ ''اسلامی شریعت کی خصوصیت اس کی حرکت یعنی Mobilityاور Dynamism کہ وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ مسلسل وسعت پذیر ہے نئے نئے حقائق اور نئے نئے واقعات کو اپنے اندر سمو لینے کی صلاحیت ہے اور ہر نئے آنے والے مسئلہ کا جواب اس کے ذخیرہ ء ہدایات سے فراہم ہو جاتا ہے، اس گوشہ و پہلو پر مفصل گفتگو تو اجتہاد کے باب میں ہوگی لیکن یہاں اس حقیقت کو بیان کرنا مقصد ہے کہ اسلامی قانون وشریعت دنیا کا وہ واحد قانون ہے جو ساڑھے چودہ سو سال سے آج تک متوازن تسلسل کے ساتھ انسانوں کی زندگی کے بڑے حصہ کو منظّم کر رہا ہے، اور ربع مسکون کے ہر خطہ وعلاقہ میں بسنے والا ہر مسلمان شریعت کے کسی نہ کسی حصہ پر عمل کر رہا ہے اور یہ تسلسل دنیا کے کسی اور نظام قانون کو حاصل نہیں ہے اور اس تسلسل کی سب سے بڑی اور بنیادی وجہ شریعت کی وہ حرکیت اور اسلامی نظام قانون کی وہی Mobility جس کی وجہ سے یہ ہر ایک عہد وعصر سے ہم آہنگ ہو کر ہر نئے آنے والے مسئلہ کے بارے میں راہنمائی دے سکتا ہے۔

دنیا کا جو نظام قانون بھی ماضی میں انسانوں نے برتا ہے یا آج برت رہے ہیں وہ کسی خاص علاقے میں پیدا ہوا اور اس کی پیدائش نیز ترتیب وتدوین کسی خاص علاقہ میں یا قوم یا کسی خاص مزاج اور انداز فکر کے زیر اثر ہوئی چنانچہ جب تک وہ اپنے علاقہ اور قوم تک محدود رہا اس وقت تک اس میں کامیابی کے آثار نظر آتے رہے، لیکن جب اس کو اپنے علاقے اور ماحول سے نکل کر دوسروں کے علاقے اور ماحول میں جانے کا موقعہ ملا فوراً اس کی اساسات اور کلیات میں تبدیلی آ گئی ہے اور وہ کچھ کا کچھ ہو کر اپنی اصل سے اتنا مختلف ہو گیا کہ بعد والوں کے لیے یہ جاننا بھی کار دشوار ہو گیا کہ یہ قانون آیا کہاں سے تھا اور اس بات کی بڑی واضح مثالیں رومن لاء، جدید مغربی قوانین، فرانس اور انگلستان کے سول اور کامن لاء میں جا بجا ملیں گی، کیونکہ جب کوئی نظام قانون اپنے مرکز اور جائے پیدائش سے نکل کر کہیں اور گیا تو وہ وہاں کے رنگ میں اتنا رنگا گیا کہ اپنے ماضی سے تعلق ترک کر دینے پر مجبور ہو کر یا تو ختم ہو گیا یا پھر اس نے اپنی ماہیت اتنی بدل دی کہ اس کی اصل ہی معدوم ہو گئی'' (۱)

(۱) فقہ اسلامی کے امتیازی خصائص، ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ، ص: ۱۳۸

''برخلاف اس کے فقہ اسلامی کی تدوین میں خشت اساس کیونکہ کلام اللہ اور سنت رسول اللہ ہے جس میں غور وفکر اور تدبر وتفکر کے راستے سے وسعت وتعمق کی راہیں اجماع اور قیاس نے فراہم کیں، لیکن اس کی دوامی اساس اپنے مرکز ومحور سے مربوط ہو کر ہی آگے بڑھی اور اپنے اصل مدار میں محصور رہی، یہاں دوسرے مذاہب کی طرح نہ ہی تو مجرد عقل مدار ہے اور نہ ہی دوسرے نظامات قوانین کی طرح کسی دور کے برسر اقتدار حکمرانوں یا مذہبی طبقہء اشرافیہ کو منحرف اصولوں کو اساسی حیثیت حاصل ہے، کیونکہ صرف وحی الٰہی ہی کو حق ہے جو ہر انسان کی فلاح و بہبود اور کامیابی کا خیال رکھ سکتی ہے اس لیے اس کے نزدیک ہر انسان کو یکساں اہمیت حاصل ہے تاہم اس کے مقابلے میں جب عقل انسانی کو یہ ذمہ داری سپرد کی جائے گی تو یا تو ان امور میں فیصلہ اپنے تجربے کی بنیاد پر کرے گی یا پھر قیاس واستدلال کو بنیاد بنا کر فیصلہ دے گی کیونکہ تجربہ، قیاس اور استدلال کے علاوہ عقل انسانی کے پاس کوئی دوسرا ایسا ذریعہ نہیں ہے جس سے کام لیکر وہ انسانوں کے لیے کوئی نظام وضع کر سکے اس لیے کہ تجربہ ہر انسان کا بہت محدود ہوتا ہے کسی بھی انسان کا تجربہ اتنا لامتناہی نہیں ہوتا کہ وہ ایک ملک میں بیٹھ کر دوسرے ملک میں بسنے والے لوگوں کے لیے کوئی نظام وضع کر دے، ایسے ہی کسی کے لیے بھی یہ ممکن نہیں کہ کوئی شخص آج سے پانچ صدیوں کے بعد آنے والوں کے لیے کوئی نظام بنا سکے، لہذا ایک انتہائی محدود تجربے کی روشنی میں لامحدود معاملات کے لیے نظام وضع کیا ہی نہیں جا سکتا ہے اور یہی حال مجرد عقل کی بنیاد پر قیاس کا ہے کہ انسان کسی دیکھی ہوئی چیز پر ان دیکھی چیزوں کو قیاس کرتا ہے، ایک چیز آپ نے دیکھی اس پر ایک دوسری ان دیکھی چیز کو قیاس کر کے ایک اندازہ معلوم کر لیا لیکن جو پانچ دس چیزیں آپنے دیکھی ہیں ان پر ہزاروں لاکھوں اور کروڑوں ایسی چیزوں کو قیاس نہیں کیا جا سکتا ہے جو ہمارے مشاہدے میں نہیں آئی ہیں، اور پھر اگر یہ عقل فرد کی ہے تو معاملہ اور زیادہ خطرناک ہو جاتا ہے، تاریخ کے صفحات پر متعدد ادوار کی بیشمار مثالیں موجود ہیں کہ جب ایک فرد کی عقل پر بھروسہ کر کے جن لوگوں نے معاملات چلائے ان کا انجام دنیا کے سامنے ہے۔

تاہم اگر ایک سے زائد افراد کو بھی قیاس واستدلال کی بنیاد پر نظام وضع کرنے کی ذمہ داری دی جائے تو بھی دنیا کا تجربہ ہمارے سامنے ہے کہ وہ اپنے ذاتی مفادات سے بالاتر نہیں ہو سکتے ہیں

کیونکہ جو طبقہ نظام وضع کرے گا اس کے سامنے عقل و تجربے کی محدودیت کے سبب اپنے ہی مفادات مقدم ہوں گے، مثلاً ہمارا تعلق تعلیم و تعلّم سے ہے، اگر کوئی ہمیں نظام بنانے کو دیا جائے تو اس میں اساتذہ وطلبہ کے حقوق کی پوری پوری رعایت ہوگی لیکن یہ ہرگز ضروری نہیں ہے اس میں مزدوروں کسانوں اور کارخانے دار جیسے متعدد طبقات کی رعایت کا معیار بھی وہی ہو جو کہ اساتذہ وطلبہ کو دیا گیا ہو۔''(۱)

اس حقیقت سے مستدل طریقے پر یہ بات ثابت ہوگئی کہ قیاس کی قوت بھی اپنے ایسے مرکز و محور سے مربوط رہنے پر ہی منحصر ہے جس کی اساس کو علم الٰہی سے قوت بہم پہونچ رہی ہو اور یہ اختصاص سوائے فقہ اسلامی کے دوسرے کسی بھی نظام دنیا کو حاصل نہیں ہے کیونکہ دین اسلام اپنی مکمل کاملیت کے ساتھ قیامت تک آنے والی بنی نوع انسانی کی ہدایت کے لیے آیا ہے جس میں تا قیامت آنے والے ہر عہد وقرن کے معاملات کو سلجھانے اور نمٹانے کی صلاحیت کا پایا جانا بہ بداہت لازمی عنصر کا ہونا ضروری ہے، لہٰذا کسی بھی نظام کو مدون کرنے کے لیے جس اعتدال اور توازن کی ضرورت درکار ہے اس حوالے سے بلاخوف تردید کہا جا سکتا ہے کہ یہ وصف فقہ اسلامی کے بنیادی خصائص کا انتہائی اہم ترین حصہ ہے جس کو دنیا کا کوئی دوسرا نظام نہ چیلنج کر سکا ہے اور نہ کر سکتا ہے، کیونکہ بین المذاہب اسلام جس اعتدال کا دعویدار ہے اس کی اجمالی تشریح یہ ہے کہ ''اعتدال سے مراد ہے کہ انسانی زندگی کے جتنے تقاضے ہیں ان سب کے درمیان اس طرح ہم آہنگی رکھی گئی ہو کہ کوئی تقاضہ مجروح نہ ہونے پائے، کسی ایک تقاضے کی قیمت پر دوسرے تقاضے کی تکمیل کا سامان نہ کیا ہو اور اس باب میں کوئی بھی نظام فقہ اسلامی یا شریعت کی ہمسری کا دعویدار نہیں بن سکتا ہے، سیکولر یا اشترا کی یا دنیا کے کسی بھی نظام کا جائزہ لیکر موازنہ کر لیا جائے مثلاً سیکولر نظاموں نے انسانوں کی جسمانی اور مادی ضروریات پر زیادہ زور دیا ہے اور روحانی تقاضوں کو پس انداز کر دیا جبکہ بنیادی طور پر روحانی و جسمانی دونوں تقاضوں کی تکمیل انسانی زندگی میں یکساں اور مساوی حیثیت ہے جن کا تعلق مساوی انداز میں انسان کی فطرت سے مربوط ہے، یا ایسے ہی بعض قدیم مذاہب نے روحانی اور اخلاقی تقاضوں پر زور دیا اور مادی و جسمانی تقاضوں کو نظر انداز کر دیا، یا ایسے ہی بعض اقوام نے محض اخلاقی ہدایات کو کافی سمجھ لیا اور

(۱) ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ، فقہ اسلامی کے امتیازی خصائص، ص:۷۲

تعلق مع اللہ اور روحانیات کی تربیت کو غیر ضروری قرار دے دیا اور کچھ لوگوں نے صرف تعلق باللہ اور روحانیات کو کافی سمجھا اور بقیہ تفصیلات کو چھوڑ دیا، اس حوالے سے اجمالاً تمثیل و تفہیم کے نقطہ نظر سے بودھ ازم اور عیسائیت کی ہی اگر بات کی جائے تو حاصل یہ سامنے آتا ہے کہ بودھ ازم کے علمبرداروں کو یہ خیال ہوا کہ اگر انسان کو اخلاقی ہدایات دیدی جائیں اور اخلاقی اصولوں پر عمل درآمد کی تربیت دیدی جائے تو پھر باقی کسی چیز کی ضرورت باقی نہیں رہتی ہے، چنانچہ انہوں نے کسی اور چیز سے دلچسپی نہ رکھی ان کے یہاں نہ آخرت کا کوئی تصور ہے اور نہ کسی خالق کا، نہ کائنات کے کسی مدبر کا اور نہ کسی ہادی کائنات کا کوئی ذکر ہے، بودھ ازم کے اصل بانی بدھا کے پاس ان چیزوں کا کوئی تصور تھا کہ نہیں یہ ہم نہیں جانتے لیکن آج جو چیزیں یا ان سے جو روایات و تعلیمات منسوب ہیں ان میں خدا اور آخرت کا کوئی تصور موجود نہیں ہے بلکہ صرف اخلاق کا نظام دینے پر انہوں نے اکتفاء کیا، اور یہ ایک مستدل حقیقت ہے کہ اخلاقیات میں بھی شریعت کی راہنمائی کو ہی بنیادی اہمیت حاصل ہے کیونکہ اگر شریعت کی رہنمائی ہوتی تو شاید عدم اعتدال کا یہ مظاہرہ نہیں ہوتا، ان کے نزدیک اپنے گھر بار اہل و عیال کو چھوڑ کر ترک دنیا کر کے جنگلوں میں چلے جانا، ہر قسم کی مادی آسائشوں اور نعمتوں سے دور رہ کر کم سے کم لباس پہنا، بھیک مانگ کر اپنا گذر کرنا تاکہ نفس میں تکبر پیدا نہ ہو، اور مزید اس جیسی تعلیمات جن کو اخلاقیات کا عنوان حاصل ہے، اگر یہی اخلاق ہے اور ساری دنیا کا مطمع نظر یہی فرض کرلیں تو آج دنیا کے چھ ارب انسان شہروں کو چھوڑ کر جنگلوں اور غاروں میں رہنے لگیں گے، عورتیں بیوگی اور مرد تجرد کی زندگی گذارے پر مجبور، نہ عائلی زندگی، نہ افزائش نسل، نہ تجارت اور نہ کوئی معاشی سرگرمی غرض کہ سارا نظام کائنات درہم برہم ہو جائے۔"[1]

عیسائیوں میں عبادات اور قرب خداوندی حاصل کرنے کا سب سے اعلیٰ و ارفع تصور رہبانیت کی صورت میں پایا جاتا ہے جس کی قرآن کریم نے نہایت بھرپور انداز میں نکیر، رهبانية ابتدعوها سے کی ہے اور اس کو بدعت قرار دیا، یہاں بھی رہبانیت میں ترک دنیا کا وہی بنیادی تصور پایا جاتا ہے جس کو بودھ ازم اخلاقیات سے تعبیر کرتا ہے، یہ موضوع اپنے پھیلاؤ اور مقتضیات

(۱) ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ، فقہ اسلامی کے امتیازی خصائص، ص: ۱۴۰

کے حوالے سے نہایت مفصل و مدلل عناوین اور مباحث کو محیط ہے جس کا اجمالاً ذکر نفس موضوع کے تعلق سے کیا گیا ہے، غرض کہ دنیا کے کسی بھی نظام کا جائزہ لے لیجیے اس میں ہر ہر مرحلے میں عدم توازن اور بے اعتدالی کے جابجا مظاہر کو دیکھنے اور جاننے کا موقعہ ملے گا۔

اس حوالے سے فتاویٰ کی ماضی بعید سے لیکر حال تک مختلف نوعیّتوں سے عظیم خدمات کا اگر جائزہ لیا جائے تو دنیا کے مختلف خطوں اور علاقوں میں مطبوعہ مجموعات اور اس کا تسلسل ہمیں زمانے اور علاقے اور قوموں کے فکر و مزاج کو سمجھنے میں بڑا اہم اور ایک قابل ذکر کردار ادا کرتا ہے۔

اس نظریہ ءفکر کی اساس پر دارالعلوم وقف دیوبند کے شعبۂ بحث و تحقیق حجۃ الاسلام اکیڈمی کی جانب سے شائع ہونے والے زیر نظر مجموعۂ فتاویٰ پر کی جانے والی جہود و کاوش کے مرکزی محور تحقیق و تدقیق اور تخریج کو بنیادی اہمیت دی گئی ہے جو اپنے مرتب منصوبوں کے زیر اثر اجتماعی کاوشوں کی بنیاد ہے جس کے تناظر میں یقین ہے اصحاب علم کے نزدیک ان شاء اللہ لائق قدر پذیرآئی کا موجب بنے گی اگر چہ برصغیر میں فتاوی پر مختلف ادوار میں مختلف زاویوں اور ناحیوں سے اصحاب فقہ وفتاوی نے بہت سی وقیع خدمات انجام دی ہیں اور بدلتے وقت اور تدریجا متغیر احوال اور فکر و مزاج کے حوالے سے اس میدان کے تنوعات کو امت کے سامنے لائے اور اس حوالے سے راہنمائی کا فریضہ انجام دیتے رہے ہیں اور باذن اللہ تا قیامت یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہے گا، کیونکہ یہ ایک مشاہد اور تجرباتی حقیقت ہے کہ بتقاضائے وقت کسی بھی میدان کے تنوعات کسی ایک جگہ ٹھہرتے نہیں ہیں بلکہ وقت و عصر کے شانہ بہ شانہ ہمیشہ ارتقاء پذیر رہتے ہیں۔

دارالعلوم وقف دیوبند کا شعبہء بحث و تحقیق حجۃ الاسلام اکیڈمی بحمد اللہ اپنے اساسی اہداف کی جانب اپنے روز قیام سے تدریجی رفتار سے گامزن ہے اور اس حوالے سے ملک و بیرون ملک اور عالم اسلام کی مقتدر شخصیات، اصحاب علم وفضل، مشاہرین امت اور علمی و تعلیمی، فکری اور اجتماعی دوائر کی جانب سے اکیڈمی کی بلند پایہ اور عظیم خدمات پر حوصلہ افزاء کلمات ہمارے لیے بلاشبہ ایک سند اور لائق قدر ذخیرۂ قدر افزائی کی حیثیت رکھتے ہیں، کسی بھی کار باعظمت کو منصۂ شہود پر لانے میں اجتماعیت کی مخلصانہ جہود کا ایک بڑا بنیادی کردار ہوتا ہے، لہٰذا ناسپاسی ہوگی بارگاہ رب کریم میں سر

بہ سجود شکر گزاری کیساتھ اگر ترتیب فتاوی کے اس کار باعظمت کے سطح مشاہد پر آنے کے لیے کی جانے والی جہود پر راقم السطور کی جانب سے اکیڈمی کی شبانہ روز علمی، عملی، اور فکری کوششوں وکاشوں اور عرق ریز محنتوں کے ساتھ قدم سے قدم ملاکر چلنے والے اور متعلقہ امور کو حسب ہدایت سرانجام دینے والے حضرات کا عموما اور بالخاص اصحاب افتاء میں جناب مولانا مفتی محمد احسان صاحب، جناب مولانا مفتی محمد عارف صاحب، جناب مولانا مفتی عمران صاحب، جناب مولانا مفتی امانت علی صاحب، جناب مولانا مفتی محمد اسعد صاحب، اور جناب مولانا مفتی محمد حسنین ارشد صاحب کی عرق ریز وشبانہ روز محنتوں پر کلمات تشکر ادا نہ کیے جائیں راقم السطور کے ساتھ جن کی قدم بہ قدم جہود سے ''مجموعۂ فتاویٰ دارالعلوم وقف دیوبند'' کی ابتدائی دوجلدیں منصۂ شہود پر آرہی ہیں جس کی تخمینی طوالت کا اندازہ پندرہ جلدوں کو محیط ہے۔ **فللّٰہ الحمد والشکر**

وما توفيقي إلا باللّٰه العلي العظيم

محمد شکیب قاسمی
نائب مہتمم وڈائریکٹر حجۃ الاسلام اکیڈمی
دارالعلوم وقف دیوبند
مؤرخہ: ۲۶/شعبان ۱۴۳۲ھ
مطابق: ۹/اپریل ۲۰۲۱ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بابُ الایمان

فصل اوّل: ایمانیات سے متعلق مسائل

فصل ثانی: کفریہ وشرکیہ اعمال واقوال

فصل اوّل

ایمانیات سے متعلق مسائل

اپنی مرضی سے اسلام قبول کیا، تو کیا مسلمان ہوگیا؟

(۱)**سوال**: میں نے ایک باشرع مسلمان کے ہاتھ پر اپنی مرضی سے اسلام قبول کرلیا ہے، اعلان بھی کردیا ہے، نام بھی بدلوادیا ہے اور اب میں اسلام کے تمام امور کی پابندی کروں گا تو کیا میں مسلمان ہوگیا ہوں اور میری نجات ہوجائے گی؟

فقط: والسلام
المستفتی: عزیر احمد، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آپ نے چونکہ اپنی مرضی سے مذہب اسلام قبول کیا ہے، اس لئے آپ مسلمان ہوگئے ہیں، مسلمانوں کو چاہئے کہ آپ کے ساتھ مسلمانوں جیسا برتاؤ کریں اور خود آپ بھی اسلام کے مطابق عمل کرتے رہیں، ''إن شاء اللّٰہ'' نجات ومغفرت ہوگی۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۳/۳ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)ولو قال اليهودي أو النصراني: لا إله إلا اللّٰه محمد رسول اللّٰه، تبرأت عن اليهودية ولم يقل مع ذلك دخلت في الإسلام لا يحكم بإسلامه حتى لو مات لا يصلي عليه، فإن قال مع ذلك: دخلت في الإسلام فحينئذٍ يحكم بإسلامه هكذا في فتاوىٰ قاضي خان. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية،''كتاب السير: الباب الثاني، في كيفية القتال'': ج۲،ص:۲۱۲)

لو قال الحربي: أنا مسلم صار مسلماً وعصم دمه وماله. (الفتاوىٰ السراجيه، ''كتاب السير، باب الإسلام'': ج۲،ص:۲۹۲)

اللہ تعالیٰ کے لئے جمع کا صیغہ استعمال کرنا:

(۲)**سوال**: آج کل اکثر بیانوں میں ''اللہ تعالیٰ ہیں'' کہتے ہیں ''اللہ ہے'' نہیں کہتے کیا اللہ دو ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: ڈی ایم ملا، مقام گوکلہ، کرناٹک

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ''ہیں'' جمع کے لئے بھی بولا جاتا ہے، اور احترام کے لئے بھی، جب کوئی مثلاً یوں کہے کہ ''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں'' تو یہ جملہ احترام میں بولا جاتا ہے؛ اس کا مطلب یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ متعدد ہیں، اس لئے اس کا استعمال درست ہے۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۳/۷/۱۴۱۸ھ)

مؤمن کسے کہتے ہیں؟

(۳)**سوال**: مؤمن کسے کہتے ہیں اور مؤمن کے کیا معنی ہیں؟ اور کن امور کی وجہ سے انسان دائرہ ایمان سے خارج ہوجاتا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد رفیق محمد نظیر، مالیگاؤں

الجواب وباللّٰہ التوفیق: احادیث کی صراحت سے معلوم ہوتا ہے کہ دل سے

---

(۱)﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ ۝﴾(سورة الحجر، آية:۹)
﴿إِنَّآ أَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝﴾(سورة القدر، آية:۱)
وأما قوله: ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ﴾ فهٰذه الصيغة وإن كانت للجمع إلا أن هذا من كلام الملوك عند إظهار التعظيم فإن الواحد منهم إذا فعل فعلا أو قال قولا قال: إنا فعلنا كذا وقلنا كذا فكذا ههنا. (الرازي، التفسير الكبير، "سورة الحجر: الآيات: ٦-٩": ج٧،ص:١٢٣)

تصدیق کرنے اور زبان سے اقرار کرنے کا نام ایمان ہے، دل سے تصدیق سے مراد یہ ہے کہ یہ اعتقاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ ایک اور واجب الوجود ہے۔ فرشتے، اللہ کی کتابیں، اس کے رسول، یوم آخرت اور تقدیر سب برحق ہیں، اور زبان سے اقرار سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ایک ہونے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ کا رسول ہونے کی زبان سے شہادت دے۔ اگر کوئی آدمی ان امور میں سے کسی کا انکار کردے تو وہ مؤمن نہیں ہے، اور اگر دین اسلام کی کسی چھوٹی یا بڑی چیز کا مذاق بنائے تو اس سے مذکورہ امور کے اعتقاد کا انکار لازم آتا ہے؛ اس لئے ایسا شخص دائرۂ ایمان سے خارج ہوجاتا ہے۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۳/۲/۱۵ھ)

ایمان میں کمی وزیادتی کا کیا مطلب ہے؟

(۴) **سوال:** کیا ایمان میں کمی بیشی ہوتی ہے اور کیا ایمان کے مختلف درجات ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد فرقان، راجو پور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایمان جو کفر کے مقابل ہے اس میں کمی زیادتی نہیں ہوتی؛ کیونکہ کمی کی صورت میں وہ شرعاً ایمان ہی نہیں کہلائے گا۔ اہل علم نے ایمان میں کمی وزیادتی کی جو بحث کی ہے اس کا تعلق اس معنی (ایمان بمقابل کفر) سے نہیں ہے؛ بلکہ ایمان کے تقاضہ کے مطابق

(۱) وهو التصديق الذي معه أمن وطمانينة لغة، وفي الشرع تصديق القلب بما جاء من عند الرب فكأن المؤمن يجعل به نفسه آمنة من العذاب في الدارين، أو من التكذيب والمخالفة وهو إفعال من الأمن يقال أمنت وآمنت غيري، ثم يقال: أمنه إذا صدقه. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، "كتاب الإيمان": ج۱، ص:۱۰۵)
وقد اختلف هؤلاء على أقوال: الأول إن الإيمان إقرار باللسان ومعرفة بالقلب وهو قول أبي حنيفة وعامة الفقهاء وبعض المتكلمين، الثاني: إن الإيمان هو التصديق بالقلب واللسان معا وهو قول بشر المريسي وأبي الحسن الأشعري، الثالث: إن الإيمان إقرار باللسان وإخلاص بالقلب. (العيني، عمدة القاري شرح صحيح البخاري، "كتاب الإيمان: باب الإيمان وقول النبي: بني الإسلام على خمس": ج۱، ص:۱۶۴)

احکام شرعیہ پر اخلاص کے ساتھ عمل کرنے اور تقویٰ اختیار کرنے کی وجہ سے دل میں جو نور پیدا ہوا اور احکام شرعیہ کی اطاعت کرنے سے اعمال صالحہ میں روز بروز جو اضافہ ہوتا ہے اور مخالفت کرنے کی صورت میں جو گناہ کا صدور ہوتا ہے اس کو ایمان میں کمی زیادتی کہا گیا ہے۔ اور یہ صورت حال حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے ایمان میں بھی پائی جاتی ہے۔ اہل علم نے اس کے علاوہ بھی دوسرے معانی بیان کئے ہیں[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۰/۶/۱ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

مرتد شخص دوبارہ اسلام کیسے قبول کرے؟

(۵) **سوال**: اگر کوئی مسلمان مرتد ہوجائے پھر اسلام لانا چاہے تو کس طرح اسلام لائے، شرعی حکم کیا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالرشید، راجستھان

الجواب وباللّٰہ التوفیق: وہ دوبارہ اسلام لاسکتا ہے، ارتداد سے توبہ کرے اور کلمہ طیبہ

---

(۱) وذهب جمهور المحققين إلى أن الإيمان هو التصديق بالقلب، وإنما الإقرار شرط لإجراء الأحكام في الدنيا لما أن تصديق القلب أمر باطني لا بد له من علامة، فمن صدق بقلبه ولم يقر بلسانه فهو مؤمن عند الله تعالىٰ وإن لم يكن مؤمنا في أحكام الدنيا. (أبو حنيفه -رحمه الله- شرح الفقه الأكبر، "بحث في أن الإيمان هو التصديق والإقرار": ص:۱۴۳)

﴿اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيْمَانًا ۖ وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ۝۱۷۳﴾ (سورة آل عمران، آية:۱۷۳)

قالوا: ولا تظهر المغايرة بين قول أصحاب الحديث وبين سائر أهل السنة، لأن امتثال الأوامر واجتناب الزواجر من كمال الإيمان إتفاقاً لا من ماهيته فالنزاع لفظي لا على حقيقة، وكذلك اختلافهم في نقصان الإيمان وزيادته. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، "كتاب الإيمان: الفصل الأول": ج۱، ص:۱۰۶)

پڑھ کر مسلمان ہو جائے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید (۱۴۱۴/۶/۲۶ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

غیر مسلم قرآن کو اللہ تعالیٰ کی کتاب کہے تو کیا وہ مسلم ہو گیا؟

(۶) **سوال**: کسی ذی وجاہت عالم کے سامنے کوئی غیر مسلم عظیم مرجعیت کے حامل درج ذیل کلمات قرآن کریم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتا ہے۔ مولانا میں یقین رکھتا ہوں کہ قرآن کریم اللہ کی کتاب ہے، تو اس غیر مسلم شخص کا کیا حکم ہے؟ کیا نفس قرآن پر ایمان، ایمان مجمل و مفصل سبھی کو شامل ہے؟ نیز بعض اہل علم کا اس کی شہادت کے حق میں ہونا کیسا ہے؟ (۱۱۵۶)

فقط: والسلام

المستفتی: حافظ سید محمد ساجد، سیتاپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایمان کے لئے دو چیزوں پر یقین ضروری ہے، اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا یقین، یہاں پر صرف قرآن پر یقین ہے جو ناکافی ہے، ایسے شخص کو شرعاً مومن نہیں کہا جائے گا۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہٗ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۴/۷/۱۳ھ)

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) وإسلامه أن يأتي بكلمة الشهادة ويتبرأ عن الأديان كلها سوى الإسلام وإن تبرأ عما انتقل إليه كفى كذا في المحيط. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، ومنها الطوع": ج۲، ص:۲۶۷)

وإسلامه أن يتبرأ عن الأديان سوى الإسلام أو عما انتقل إليه الخ. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الجهاد: باب المرتد، مطلب: ما يشك أنه ردة لا يحكم بها": ج۶، ص:۳۶۱)

(۲) وإسلامه أن يأتي بكلمة الشهادة ويتبرأ عن الأديان كلها سوى الإسلام، وإن تبرأ عما بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر.....

واقعہ معراج کا منکر کافر ہے کہ نہیں؟

(۷)**سوال**: زید واقعہ معراج رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرتا ہے تو یہ شخص مسلمان باقی رہا یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: ناصر کمال، منگلوری

الجواب وباللّٰہ التوفیق: واقعۂ معراج کی تفصیلات میں ''اسراء'' قرآن کریم سے ثابت ہے جس کا منکر کافر ہے باقی تفصیل احادیث سے ثابت ہیں وہ احادیث مجموعی طور پر اگرچہ تواتر کے قریب ہیں؛ لیکن بہر حال متواتر نہیں، اس لئے منکر کافر نہیں قرار دیا جائے گا، تاہم ایسا شخص گمراہی کی راہ پر ہے اس کو اچھی طرح سمجھانا چاہئے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہٗ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۴/۷/۸ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

.....بقیہ حاشیہ پچھلے صفحہ کا.....انتقل إليه كفى، كذا في المحيط. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية،''كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين ومنها الطوع'':ج۲،ص:۲۶۷)

من لم يقر بعض الأنبياء عليهم الصلاة والسلام أو لم يرض بسنة من سنن المرسلين فقد كفر. (أيضاً: موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بالأنبياء عليهم السلام:ج۲،ص:۲۷۵)

وإسلامه أن يتبرأ عن الأديان سوى الإسلام أو عما انتقل إليه الخ. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الجهاد: باب المرتد، مطلب: ما يشك أنه ردة لا يحكم بها'':ج۶،ص:۳۶۱)

(۱) ومن أنكر المتواتر فقد كفر. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية،''كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بالأنبياء عليهم السلام، الوجه الثالث:'':ج۲،ص:۲۷۷)

فالإسراء هو من المسجد الحرام إلى البيت المقدس قطعي أي يقيني ثبت بالكتاب أي القرآن ويكفر منكره. (محمد عبدالعزيز الفرهاوي،النبراس، ''بيان المعراج'':ص:۲۹۵)

من أنكر المعراج ينظر إن أنكر الإسراء من مكة إلى بيت المقدس فهو كافر ..... لأن الإسراء من الحرم إلى الحرم ثابت بالآية. (أبو حنيفة رحمه اللّٰه، شرح الفقه الأكبر، ''بحث في أن المعراج حق'':ص:۱۸۹)

زکوٰۃ وعشر کا منکر کافر ہے کہ نہیں؟

(۸)**سوال**: زکوٰۃ کا انکار کرنے والا کافر ہوجاتا ہے یا نہیں اور عشر کے انکار کرنے والے کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عطاء الرحمٰن، لدھیانہ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: زکوٰۃ کا منکر کافر ہے اور عشر کا منکر کافر نہیں؛ بلکہ فاسق اور سخت گناہگار ہے۔[1]

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۳۰/۷/۱۴۱۴ھ)

بورڈ پر آیت واحادیث کا ترجمہ لکھنے پر امام صاحب کا اعتراض:

(۹)**سوال**: ہم نے مسجد سے متصل اپنی بلڈنگ کی دیوار پر ایک بورڈ بنا رکھا ہے جس پر قرآن کی

---

(۱)عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما، عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: بني الإسلام على خمس على أن يعبد اللّٰه، ويكفر بما دونه وأقام الصلاة وإيتاء الزكوة وحجَّ البيت، وصوم رمضان. (أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب الإيمان: باب بيان أركان الإسلام ودعائمة العظام": ج۱،ص:۴۵،رقم:۱۶)

قال اللّٰه تعالىٰ: سورة أنزلناها وفرضناها أي قدرناها وقطعنا الأحكام فيها قطعاً، والفرائض في الشرع مقدرة لا تحتمل زيادة ولا نقصانا أي مقطوعة ثبتت بدليل لا شبهة فيه مثل الإيمان والصلاة والزكاة والحج وسميت مكتوبة. (على بن محمد البزدوي الحنفي، أصول البزدوي، كنز الوصول إلى معرفة الأصول: ج۱،ص:۱۳۶)

أما الفرض فحكمه اللزوم علماً وتصديقاً بالقلب، وهو الإسلام وعملاً بالبدن، وهو من أركان الشرائع ويكفر جاحده ويفسق تاركه بلا عذرٍ. (على بن محمد البزدوي الحنفي، أصول البزدوي، كنز الوصول إلى معرفة الأصول: ج۱،ص:۱۳۶-۱۳۷)

لزوم الإتيان به، مع ثواب فاعله، وعقاب تاركه، ويكفر منكره. (وهبة بن مصطفىٰ، "الفقه الإسلامي وأدلته، المصطلحات الفقهية العامة": ج۱،ص:۶۷)

کوئی آیت اور حدیث نبوی کا ترجمہ لوگوں کی نصیحت کے لئے لکھا جاتا ہے جس پر مسجد کے امام جن کا تعلق تبلیغی جماعت سے ہے سخت اعتراض کرتے ہیں اور وہ اسے اپنے ہمنواؤں سے مٹوا دیتے ہیں ان کی اس حرکت پر جب میں نے اعتراض کیا یا احتجاج کیا تو انہوں نے مجھے دھمکیاں دیں اور دھکے دیکر گھسیٹ کر مسجد سے باہر نکالدیا قرآن کی جس آیت کے ترجمے لکھنے پر امام مسجد نے یہ ہنگامہ کیا اور اس کو مٹوا دیا وہ درج ذیل ہے۔آیت کا ترجمہ یہ ہے:

انہوں نے اپنے علماء ومشائخ کو اپنا رب بنالیا ہے۔(سورہ توبہ:۳۱)

حدیث شریف: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عدی بن حاتمؓ نے جو اسلام لانے سے پہلے عیسائی تھے، پوچھا ہم نے کب اپنے علماء ومشائخ کو رب بنایا اور ان کی عبادت کی آپ نے فرمایا: جس چیز کو انہوں نے حرام کیا اسے تم نے حرام سمجھا، جس چیز کو انہوں نے حلال کیا اسے تم نے حلال سمجھا۔انہوں نے کہا جی ہاں! آپ نے فرمایا: یہ ہی ان کی عبادت ہے، افسوس آج بہت سے دیندار مسلمانوں نے یہ ہی روش اختیار کر رکھی ہے۔

دوسری آیت کا ترجمہ: ہرگز نہیں (یہ قرآن) تو ایک نصیحت ہے جس کا جی چاہے اس کو قبول کرلے۔ یہ ایسے صحیفوں میں درج ہے جو مکرم ہیں، بلند مرتبہ ہیں پاکیزہ ہیں۔معزز اور نیک کاتبوں کے ہاتھوں میں رہتے ہیں۔لعنت ہو انسان پر کیسا سخت منکرِ حق ہے یہ۔(سورۃ عبس: آیۃ:۱۱تا۱۷)۔

محترم دریافت طلب امر یہ ہے کہ ہماری دیوار پر لکھی ہوئی ان آیات واحادیث کے ترجمے کے لکھنے پر یہ اعتراض کرنا کہ اس سے ہمارے عقیدے خراب ہوتے ہیں؛ اس لئے ہم ان کو مٹائیں گے۔قرآن وسنت کی روشنی میں ان کا یہ عقیدہ وعمل کیسا ہے؟ دوسرے امام کی اس حرکت کی وجہ سے میں نے ان کے پیچھے نماز پڑھنا ترک کردیا ہے آیا ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا چاہئے یا نہیں میرا یہ عمل کیسا ہے؟(۱۱۶۸)

فقط: والسلام

المستفتی: عبدالرحمٰن عبداللہ، بمبئی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: پہلی آیت میں یہود ونصاریٰ کے بارے میں کہا گیا ہے کہ انہوں نے خدا کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو خدا بنالیا ہے؛ یعنی جو منصب خدا کا تھا یعنی حلال اور حرام کی تشریع وہ یہود ونصاریٰ نے اپنے عالموں اور درویشوں کو دیدیا وہ اگر حلال کو حرام اور حرام کو حلال کہہ دیتے ہیں، تو یہ اس کو سند کہتے ہیں، کتب سماویہ سے کوئی سروکار نہیں رکھتے۔ دوسری آیت سورۃ عبس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن تو وہ ہے جس کی آیتیں آسمان کے اوپر نہایت معزز بلند مرتبہ صاف سنہرے ورقوں میں لکھی ہوئی ہیں اور زمین پر مخلص ایماندار بھی اس کے اوراق نہایت عزت واحترام اور تقدیس وتطہیر کے ساتھ اونچی جگہ رکھتے ہیں یعنی وہاں فرشتے اس کو لکھتے ہیں اس کے موافق وحی اترتی ہے اور یہاں بھی اوراق میں لکھنے اور جمع کرنے والے دنیا کے بزرگ ترین پاکباز نیکوکار اور فرشتہ خصلت بندے ہیں، جنہوں نے ہر قسم کی کمی بیشی اور تحریف وتبدیل سے اس کو پاک رکھا ہے۔ ترجمہ آیت پاک کا یہ ہے، یوں نہیں وہ تو نعمت ہے پھر جو کوئی چاہے اس کو پڑھے، لکھا ہے عزت کے ورقوں میں، اونچے رکھے ہوئے ہیں، نہایت بہترین ہاتھوں میں لکھنے والوں کے جو بڑے درجے کے نیکوکار ہیں، مارا جاوے انسان کیسا ناشکرا ہے۔ پس ان تینوں آیتوں پر تو ہر مسلمان کا عقیدہ ہے۔ مکان کی دیوار پر اس طرح ایسے حصے پر لکھنا کہ بارش وغیرہ کے پانی سے حروف دھل کر پانی نیچے نہ گرے مباح ہے۔ امام صاحب کا یہ کہنا کہ اس سے ہمارے عقیدے خراب ہوتے ہیں (العیاذ باللہ) بالکل ہی غلط بات ہے۔ امام صاحب کو یہ بتلانا ہوگا جو جملے وہ بولتے ہیں اس سے ان کا مقصد اور منشا کیا ہے اور ان کے جملوں کی کیا تاویل کی جائے۔ ورنہ آیات سے متعلق ان کے مذکورہ جملے سلب ایمان کا سبب بن سکتے ہیں، ایسی صورت میں ان کے پیچھے نماز بھی صحیح نہیں ہوگی، آپ جو عبارات لکھواتے ہیں ان میں بھی ابہام ہوجاتا ہے پہلی آیت کے ترجمے میں انہوں نے بجائے یہ وضاحت ضروری ہے کہ یہود ونصاریٰ نے اپنے علماء ومشائخ کو اپنا رب بنالیا، ورنہ عوام اس کا غلط مطلب بھی نکال سکتے ہیں۔ اگر امام صاحب اسی بنا پر منع کرتے ہیں تو پھر وہ خاطی نہیں۔ بہرحال امام صاحب کے بارے میں کچھ اس وقت تک نہیں کہا جاسکتا جب تک ان کا منشا ومقصد معلوم نہ ہو امام صاحب کو اپنے ہمنواؤں سے مٹوا دینا بہت غلط بات ہے اگر کوئی خامی ہے، تو اس کی اصلاح کرنی

چاہئے تھی نہ یہ کہ فتنہ اور جھگڑے کی راہ کھولیں، ان کو پرہیز لازم ہے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید (۲۰/۶/۱۴۱۲ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

قاضی پر تہمت لگانے والا کافر ہے کہ نہیں؟

(۱۰)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:

سنجیدہ خانم نے اپنے شوہر سے آزادی حاصل کرنے کے لئے دارالقضاء دیوبند میں دعویٰ کردیا تھا مدعیہ اور گواہان مدعیہ کے بیانات ہوئے۔ مدعی علیہ اور گواہان کے بیانات ہوئے یکے بعد دیگرے تاریخوں پر فریقین حاضر ہوئے، قاضی نے مقدمہ خارج کردیا، مدعیہ نے صدر قاضی کے پاس نظر ثانی کے لئے اپیل کردی، قاضی نے فریقین کے مختار نامے داخل کرا لئے تمام

---

(۱)عن مصعب بن سعد، عن عدي بن حاتم رضي اللّٰه عنه، قال: أتيت النبى صلى الله عليه وسلم وفي عنقي صليب من ذهب.فقال: يا عدى اطرح عنك هذا الوثن، وسمعته يقرأ فى سورة برائة: ﴿إِتَّخَذُوْٓا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾، قال: أما إنهم لم يكونوا يعبدونهم، ولكنهم كانوا إذا أحلوا لهم شيئا استحلوه، وإذا حرموا عليهم شيئا حرموه. (أخرجه الترمذي، في سننه،"أبواب التفسير: ومن سورة التوبة": ج۲،ص:۱۰۴،رقم:۳۰۹۵)

ومن حجد القرآن أي كله أو سورة منه أو آية قلت، وكذا كلمه أو قرأة متواترة أو زعم إنها ليست من كلام اللّٰه تعالىٰ كفر. (أبوحنيفة -رحمه اللّٰه- شرح الفقه الأكبر، "فصل فيما يتعلق بالقرآن والصلاة":ص:۲۷۹)

وينقض أي الإيمان بارتكاب أعماله السيئة (وفيه) ..... ثم الطاعة والعبادة ثمرة الإيمان ونتيجة الإيقان وتنور القلب تنور العرفان بخلاف المعصية فإنها تسود القلب ومصحف محبة العرب ربما يجره مداومة العصيان إلى ظلمات الكفران. (أبوحنيفة -رحمه اللّٰه- شرح الفقه الأكبر، "بحث في أن المؤمنين مستوون في الإيمان":ص:۱۴۶)

وعلم التفسير يؤخذ من أفواه الرجال كأسباب النزول والناسخ والمنسوخ، ومن أقوال الأئمة وتأويلاتهم بالمقاييس العربية كالحقيقة والمجاز والمجمل والمفصل والعام والخاص، ثم يتكلم على حسب ما يقتضيه أصول الدين، فيؤول القسم المحتاج إلى التأويل على وجه يشهد بصحته ظاهر التنزيل فمن لم يستجمع هذه الشرائط كان قوله مهجورا وحسبه من الزاجر أنه مخطىء عند الإصابة. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، "كتاب العلم: الفصل الثاني": ج ۱، ص: ٤٤٧، رقم: ۲۳۵)

کاغذات فائل پرغور وخوض، فریقین کی گفتار وارادوں پرغور کرتے ہوئے صدر قاضی نے حدیث وقرآن احکام رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو سامنے رکھتے ہوئے مدعیہ کا نکاح فسخ کردیا، حکم صادر ہو جانے کے بعد مدعی علیہ محمد حاصر ولد محمد حسین عوام میں قاضی پر رشوت کا الزام لگاتا اور گالی گلوچ کرتا پھرتا ہے۔ مفتیان کرام عالم دین کو برا بھلا کہتا پھرتا ہے، محمد حسین نے ایک فتویٰ حاصل کیا جو قاضی کے فیصلے کے خلاف ہے اس کو لیکر عوام میں بدگمانی پھیلاتا پھرتا ہے اور قاضی کے فیصلے کا منکر ہے۔ قرآن وحدیث احکام رسول کے تحت قاضی شرعی نے جو فیصلہ صادر کیا اس کا منکر ہونا، قاضی شرعی پر رشوت خوری کا بہتان لگانا عالمِ دین کی توہین کرنا کیا ان تمام صورتوں میں محمد حسین اور حامیوں پر کفر عائد نہیں ہوگا؟ کیا ان کو تجدید نکاح اور تجدید ایمان کی ضرورت نہیں ہوگی؟ کیا ایسے لوگ شرعی مجرم نہیں ہوں گے؟ جواب مرحمت فرمادیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: ساجد علی، بڑوت، میرٹھ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جس دارالقضاء میں مقدمہ دائر کیا تھا اس پر اعتماد نہ کیا ہوگا۔ اب اگر فیصلہ خلاف ہوگیا تو قاضی صاحب پر تہمت دھرنا اور ان کو برا بھلا کہنا اور رشوت کا الزام لگانا قطعاً غلط اور خلاف شریعت ہے، جو شخص ایسا کرتا ہے اس پر توبہ لازم ہے باقی اس کی وجہ سے وہ شخص دائرۂ اسلام سے خارج نہیں ہوا صرف گناہگار رہا؛ لیکن کفر کا اندیشہ ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۳/۱/۱۴۱۷ھ)

الجواب صحیح:

خورشید عالم

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ویخاف علیه الکفر إذا شتم عالماً أو فقیهاً من غیر سبب. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیة، ''کتاب السیر: الباب السابع: في أحکام المرتدین، موجبات الکفر أنواع، ومنها: ما یتعلق بالعلم والعلماء'': ج۲،ص:۲۸۲)

ومن بغض عالماً من غیر سبب ظاهر خیف علیه الکفر، ولو شتم فم عالم فقیه أو علوی یکفر. (عبد الرحمن بن محمد، مجمع الأنهر، ''کتاب السیر والجهاد: ثم إن ألفاظ الکفر أنواع'': ج۲،ص:۵۰۹)

قرآن وحدیث اوراجماع سے ثابت شدہ چیزوں کے منکر کا حکم:

(۱۱)**سوال**: ایک مسلمان جس کے مندرجہ ذیل عقائد ہوں اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے:

(۱) قبر کے عذاب کا منکر ہے وہ کہتا ہے کہ مرنے کے بعد بغیر حساب وکتاب کے عذاب نہیں ہوگا اور کہتا ہے کہ قرآن کریم میں عذاب قبر کا ذکر نہیں ہے۔

(۲) نماز صرف تین وقت کی فرض ہے پانچ وقت کی فرضیت کا منکر ہے۔

(۳) نماز میں ﴿قل هو الله أحد﴾ والی سورت کا پڑھنا حماقت اور بے ادبی کی بات ہے۔

(۴) معراج میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کا منکر ہے۔

(۵) حروف مقطعات کے معانی کے جاننے کا دعویٰ کرتا ہے۔

(۶) سنن مؤکدہ اور نوافل اور سنتوں کا منکر ہے۔

(۷) روزوں کے افطار وسحر کا وقت جو شریعت نے مقرر کیا ہے ان اوقات میں افطار وسحر کا منکر ہے؛ بلکہ ایک یا آدھ گھنٹہ افطار میں تاخیر کرتا ہے اور مسجد میں طلوع صبح صادق کے بعد سحری کھاتا ہے۔

(۸) کہتا ہے کہ نماز میں ریاح کے خارج ہونے سے وضو نہیں ٹوٹتا ایک ہی وقت وضو بنا کر جتنا چاہے نمازیں پڑھتا رہے اور جتنی دفعہ بھی ریاح خارج ہوں اس سے کوئی فرق وضو پر نہیں پڑتا۔

(۹) اسلامی شریعت اور فقہ اسلامی کا منکر ہے، کہتا ہے کہ اس کو انسانوں نے مرتب کیا ہے اس لئے اس میں مرتب کی دماغی فکر اور سوچ کو دخل ہے۔

(۱۰) حدیث کا انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دو سال بعد اس کی ترتیب دی گئی ہے؛ اس لئے یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات نہیں اور آپ کے اقوال نہیں۔

(۱۱) چچی زاد، پھوپھی زاد، خالہ زاد بہنوں سے نکاح کو حرام کہتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ حکم صرف نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص تھا امت اس سے خارج ہے۔

(۱۲) عیدالاضحیٰ میں قربانی کے جانور کو کاٹتے وقت دعاء پڑھنا اور قربانی کے بعد کی دعاء کو شرک کہتا ہے اور کہتا ہے کہ قربانی کا حکم حاجیوں کے لئے ہے۔ جس کے یہ عقائد ہوں وہ شخص کیسا ہے؟ (۱۲۱۵)

فقط: والسلام
المستفتی: محمد مقصود عالم، دہلی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جوشخص ضروریات دین اور قرآن کریم واحادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تواتر سے باجماع امت ثابت شدہ چیزوں اوراحکام کا منکر عقیدۃً ہووہ بلاشبہ کافر ومرتد ہے۔شرعاً وہ ہرگز مسلمان نہیں ہے؛ لہٰذا مذکورہ فی السوال شخص بشرط صحت سوال اسلام سے شریعت اسلامیہ کی روشنی میں خارج اور کافر ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہٗ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۷/۹/۱۵ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

اسلام میں داخل ہونے کے لئے کیا کرنا چاہئے؟

(۱۲)**سوال:** میرا تعلق ہندو مذہب سے ہے اور اسلام مذہب مجھے بہت پسند ہے؛ اس لئے میں نے مسلمان کے ہاتھ پر اسلام قبول کرنا چاہتی ہوں، میرا ہندو نام شانتی ہے، اب میں کیسے مسلمان ہوسکتی ہوں؟

فقط: والسلام
المستفتیہ: معرفت آمنہ بیگم، بستی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایمان اور اسلام میں داخل ہونے کے لئے دل سے اسلامی عقائد قبول کرنا اور زبان سے کلمہ طیبہ پڑھنا ضروری ہے، مگر زندگی کو مکمل طور پر دائرہ اسلام میں میں داخل کرنے کے لئے صرف زبان سے اقرار کرنا کافی نہیں ہے، اس بارے میں خدا تعالیٰ کا

---

(۱) إذا أنكر آية من القرآن أو استخف بالقرآن أو بالمسجد، أو بنحوه مما يعظم في الشرع، أو عاب شيئاً من القرآن أو خطئ أو سخر بآية منه كفر. (عبد الرحمن، مجمع الأنهر،''كتاب السير والجهاد، ثم إن ألفاظ الكفر أنواع'': ج۲، ۵۰۷)

إذا أنكر الرجل آية من القرآن أو تسخر بآية من القرآن، وفي ''الخزانة'' أو عاب كفر، كذا في التاتار خانية. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بالقرآن'': ج ۲، ص: ۲۷۹)

فرمان ہے: ﴿يَآيُّهَا الَّذِيْنَ أٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً﴾[۱] اے ایمان والو: اسلام میں پورے پورے داخل ہوجاؤ، یعنی محض دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے لئے یقیناً کلمہ طیبہ کا اقرار شرط ہے، لیکن اس کے لئے لازم ہے کہ وہ سچے دل سے اللہ تعالیٰ کے ایک ہونے کا اقرار کرنے کے ساتھ ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی دے اور اسلام کے تمام عقائد کی تصدیق کرے اور کفر وشرک کے تمام شعائر سے اظہار برأت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ایمان اور کفر کی جو حدود متعین کردی ہیں ان کے اندر رہتے ہوئے پوری زندگی ایمان اور اسلام کا ایسا مظاہرہ کرے کہ کوئی لمحہ ایسا نہ گزرے کہ جس پر کفر اور منافقت کا شائبہ ہو، ''**وإسلامه أن يأتي بكلمة الشهادة ويتبرأ عن الأديان كلها سوى الإسلام**''[۲] نیز بہتر ہے کہ اسلام لانے سے پہلے غسل کرکے اچھی طرح طہارت حاصل کرلے۔ ''**عن خليفة بن حصين عن جده قيس بن عاصم قال: أتيت النبي صلى الله عليه وسلم أريد الإسلام، فأمرني أن اغتسل بماء وسدر**''[۳] مذکورہ صورت میں وہ عورت مسلمان ہوگئی ہے۔[۴]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۵/۴/۱۴۴۲ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی

محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) سورة البقرة:۲۰۸.

(۲) جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "الباب التاسع: في أحكام المرتدين، ومنها: الطوع": ج۲،ص:۲٦۷.

(۳) أخرجه أبوداود، في سننه، "كتاب الطهارة: باب الرجل يسلم فيؤمر بالغسل": ج۱،ص:۵۱،رقم:۳۵۵.

(۴) لو قال الحربي: أنا مسلم صار مسلما وعصم دمه وماله. (الفتاوىٰ السراجية، "كتاب السير: باب الإسلام": ج۲،ص:۲۹۲)

عن الحسن بن زياد: إذا قال الرجل لذمي: أسلم فقال أسلمت كان إسلاماً، كذا في فتاوىٰ قاضي خان. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب السير: الباب الثاني، في كيفية القيال": ج۲،ص:۲۱۲)

مُردوں سے کوئی چیز مانگنا:

(۱۳)**سوال**:مُردوں سے کوئی چیز مانگنا جائز ہے کہ نہیں؟

فقط:والسلام

المستفتی:شمس الدین:ضلع میرٹھ؛محمد عرفان:مظفرنگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مردوں سے کوئی چیز مانگنا قطعاً درست نہیں ہے۔البتہ اگر یہ دعا کی جائے کہ اے اللہ اپنے نیک بندوں اوران کے اعمال خیر کی برکت سے دعا قبول فرما اور دعا صرف اللہ تعالیٰ سے ہو،تو جائز ہے۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط:واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۰/۴/۴ھ)

اسلام کو اپنا مذہب نہ ماننے والے کا حکم:

(۱۴)**سوال**: زید کہتا ہے کہ میرا مذہب اسلام نہیں ہے تو کیا یہ لفظ بولنے سے وہ مرتد ہوگیا؟

فقط:والسلام

المستفتی:محمد اکبر نل والا،گنگوہ

الجواب و باللّٰہ التوفیق: یہ شخص کافر ہوگیا ہے،اس کے لئے تجدید ایمان اور تجدید

---

(۱) إن الناس قد أكثروا من دعاء غير اللّٰه تعالىٰ من الأولياء الأحياء منهم والأموات وغير هم، مثل يا سيدي فلان أغثني، وليس ذلك من التوسل المباح في شيء، ..... وقد عده أناس من العلماء شركاً. (علامه آلوسي، روح المعاني، "سورة المائدة:۲۷-۳۷": ج۲،ص:۱۲۸)

﴿وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَالَا يَنْفَعُكَ وَلَايَضُرُّكَ ۚ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (سورة يونس:۱۰۶)

نکاح ضروری ہے اور توبہ واستغفار بھی ضروری ہے۔ [۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عارف قاسمی
رکن دارالافتاء دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۰/۲/۹ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

ایمان وعقیدہ میں کیا فرق ہے؟

(۱۵)**سوال**: حضرات مفتیانِ کرام: عرض ہے کہ ایمان اور عقیدہ میں کیا فرق ہے؟ دونوں ایک چیز ہیں یا ان دونوں میں کچھ فرق بھی ہے؟ کیا کسی چیز پر ایمان لانا وہی عقیدہ بھی ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عبداللہ، کرناٹک

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایمان عربی لفظ ہے، امن سے مشتق ہے امن کسی خوف سے محفوظ ہوجانے، دل کے مطمئن ہوجانے اور انسان کے خیر و عافیت سے ہمکنار ہونے کو کہا جاتا ہے [۲] اور کسی پر ایمان لانے سے مراد دل سے اس کی تصدیق کرنا اور اس پر یقین رکھنا ہے عقیدہ، عقد سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں گرہ باندھنا۔ عقیدہ سے مراد کسی شئ کو حق اور سچ جان کر ایسی تصدیق کرنا کہ جس میں شک کی کوئی گنجائش نہ ہو، عقیدہ کو ایمان کے مفہوم میں بھی استعمال کیا جاتا ہے اس

---

(۱)من قال: لا أدري صفة الإسلام فهو كافر، وذكر شمس الأمة الحلواني رحمه اللّٰه تعالىٰ هذه المسئلة وبالغ فيها، فقال: هذا الرجل ليس له دين ولا صلوٰة ولا صيام ولا طاعة ولا نكاح، وأولاده أو لاد الزنا. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية،''كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بالإيمان والإسلام'': ج۲،ص:۲۷۰)

ولا بقوله: هذا مكان لا إله فيه ولا رسول إلا إذا قصد به إنكار الدين. (ابن نجيم، البحر الرائق،''كتاب السير: باب أحكام المرتدين'': ج۵،ص:۲۰۴)

(۲) ابن منظور، لسان العرب: ج۱۳،ص:۲۳؛ زبيدي، تاج العروس، من جوهر القاموس: ج۱۸،ص:۲۳-۲۴. المعجم الوسيط: ج۲،ص:۶۱۴.

وقت معنی ہوں گے ان حقائق کی بلا شک وشبہ تصدیق کرنا ہے جن کی تعلیم اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے ہمیں عطا فرمائی ہے۔ نیز کسی چیز پر ایمان لانا وہی عقیدہ ہے۔

''وهو التصديق الذي معه أمن وطمانينة لغة، وفي الشرع تصديق القلب بما جاء من عند الرب فكأن المؤمن يجعل به نفسه آمنة من العذاب في الدارين، أو من التكذيب والمخالفة وهو إفعال من الأمن يقال آمنت وآمنت غيري، ثم يقال: آمنه إذا صدقه.[1] العقيدة: بفتح العين جمع عقائد ما عقد عليه القلب واطمأن إليه''أركان العقيدة: الإيمان بالله وملائكته وكتبه ورسله واليوم الآخر والقضاء والقدر''.[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۵/۴/۱۴۴۲ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

ایمان مجمل کے کلمات اور آیت کریمہ میں تعارض:

(۱۶)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں:

آیت کریمہ: ﴿مَاأَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَمَا أَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ﴾[3] اور ایمان مجمل میں اس طرح منقول ہے''وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَ شَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْت'' اس سے بظاہر آیت کریمہ اور ایمان مجمل کے ان الفاظ میں تعارض معلوم ہوتا ہے، اس تعارض کو کچھ اس طرح تطبیق کردیں کہ مطلب آسان ہوجائے۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ہارون، مظفر نگر

(۱)ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ''كتاب الإيمان'': ج۱،ص:۱۰۵.
(۲) محمد رواس، حامدصادق، معجم لغة الفقهاء، ''حرف العين'': ج۱،ص:۳۱۸.
(۳) سورة النساء: ۷۹

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایمان مجمل کے الفاظ میں حقیقتِ نسبت کو بیان کیا ہے، اور قرآن پاک میں نسبت ادب کو بیان کیا ہے کہ شر کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنا بے ادبی ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۴/۶/۱۴ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

ایمان واسلام کے درمیان فرق:

(۱۷) **سوال:** کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام وعلماء عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

(۱) مسلمان اور مومن ان دونوں میں کیا فرق ہے، (۲) مسلمان اور مومن ان دونوں میں بڑا درجہ کس کا ہے (۳) کیا اللہ کے حضور مسلمان اور مومن دونوں کے انعامات ایک جیسے ہیں یا الگ الگ (۴) مسلمان اور مومن ان دونوں میں جس کا درجہ چھوٹا ہے تو بڑے کو پہنچنے کی کیا شرائط ہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب باحوالہ عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

فقط: والسلام
المستفتی: عبداللہ سالم، بستی

---

(۱) قوله تعالى: ﴿مَآ أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۫ وَمَا أَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ؕ﴾ (النساء:۷۹) وهذا الاختلاف منهي، أي على هذا الوجه، وإنما الطريق في مثل تلك الآيات أن يؤخذ ما عليه إجماع المسلمين، ويئوّل الاية الأخرى كما نقول: العقد الإجماع على أنّ الكلّ بتقدير اللّٰه تعالى، وأمّا قوله تعالى: ﴿مَا أَصَابَكَ﴾ (النساء:۷۹) إِلَخ. فذهب المفسرون إلى أنّه متّصل بما قبله، والمعني ﴿فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا ۝۷۸﴾ (النساء:۷۸) يعني: أنّ المنافقين لا يعلمون ما هو الصّواب، ﴿وَيَقُوْلُوْنَ مَآ أَصَابَكَ إِلَخ﴾ وقيل: الآية مستأنفة أي: ما أصابك يا محمّد أو يا إنسان من حسنة، أي: فتح وغنيمة وراحة وغيرها، فمن فضل اللّٰه، ﴿وَمَا أَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ﴾ أي: من هزيمة وتلف مال ومرض فهو جزاء ما عملت من الذّنوب كما قال تعالى: ﴿وَمَآ أَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْ عَنْ كَثِيْرٍ ۝۳۰﴾ (الشورى:۳۰) (ملا علي القاري، مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، "كتاب العلم": ج۱، ص:۴۴۹، رقم:۲۳۷)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: لغت میں کسی چیز کی دل سے تصدیق کرنے کا نام ایمان ہے اور اسلام اطاعت وفرمانبرداری کا نام ہے، ایمان کا محل قلب ہے اور اسلام کا محل قلب اور سب اعضاء وجوارح لیکن شرعاً ایمان بغیر اسلام کے اور اسلام بغیر ایمان کے معتبر نہیں یعنی اللہ اور اس کے رسول کی محض دل میں تصدیق کر لینا شرعاً اس وقت تک معتبر نہیں جب تک زبان سے اس تصدیق کا اظہار اور اطاعت وفرماں برداری نہ کرے، اسی طرح زبان سے تصدیق کا اظہار یا فرماں برداری کا اقرار اس وقت تک معتبر نہیں جب تک دل میں اللہ اور اس کے رسول کی تصدیق نہ ہو۔ خلاصہ یہ ہے کہ لغت کے اعتبار سے ایمان اور اسلام الگ الگ مفہوم رکھتے ہیں اور قرآن وحدیث میں اسی لغوی مفہوم کی بناء پر ایمان اور اسلام میں فرق کا ذکر بھی ہے، مگر شرعاً ایمان بدون اسلام کے اور اسلام بدون ایمان کے معتبر نہیں (خلاصہ معارف القرآن) عرب کے محقق عالم دین شیخ عثیمین نے لکھتے ہیں کہ جب ایمان اور اسلام کا لفظ اکٹھے ہوں تو پھر اسلام سے ظاہری اعمال مراد لیے جاتے ہیں، جس میں زبان سے ادا ہونے والے کلمات اور اعضاء سے ہونے والے اعمال شامل ہیں اور یہ کلمات اور اعمال کامل ایمان والا مومن یا کمزور ایمان والا مومن بھی کر سکتا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿قَالَتِ الْأَعْرَابُ آمَنَّا ۖ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا أَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۖ﴾[1] اسی طرح منافق شخص کو ظاہری طور پر تو مسلمان کہا جاتا ہے، لیکن وہ باطنی طور پر کافر ہے اور ایمان سے مراد باطنی یا قلبی امور لیے جاتے ہیں اور یہ کام صرف وہی شخص کر سکتا ہے جو حقیقی مومن ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ إِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ إِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۚ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۚ أُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ۖ﴾[2] اس اعتبار سے ایمان کا درجہ اعلیٰ ہوگا لہٰذا ہر مومن مسلمان ہے، لیکن ہر مسلمان مومن نہیں ہے بہر حال اس طرح کی مختلف تعبیریں حضرات علماء سے منقول ہیں، لیکن اتنی بات طے ہے کہ ایمان کے لیے اسلام ضروری ہے اور اسلام کے لیے ایمان ضروری ہے، انسان کو اپنے ظاہری اعمال کے ساتھ باطنی اعمال اور قلبی یقین کو بھی مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔[3]

---

(۱) سورۃ الحجرات: ۱۴. بقیہ حواشی اگلے صفحے پر

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
اسعد جلال قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۴/۱۱:۱۴۴۱ھ)

اللہ تعالیٰ کے نام کے وقت سبحانہ یا تعالیٰ لگانے کی شرعی حیثیت:

(۱۸) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:
جب اللہ کا نام لیا جائے تو سبحانہ یا تعالیٰ لگانے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد نصر اللہ، ممبئی

الجواب وباللہ التوفیق: اللہ تعالیٰ کا جب استعمال ہو تو کہنے والے کے لیے لفظ اللہ کے ساتھ تعظیمی الفاظ استعمال کرنا مستحب ہے؛ اس لیے اللہ تعالی، اللہ رب العزت، اللہ جل شانہ، اللہ جل جلالہ اس طرح استعمال کرنا مستحب ہے۔[1]

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۶/۱۱/۱۴۴۱ھ)

گذشتہ صفحہ کے حواشی (۲) سورة الأنفال:۲-۴.

وذهب جمهور المحققين إلى أن الإيمان هو التصديق بالقلب، وإنما الإقرار شرط لإجراء الأحكام في الدنيا. (أبو حنيفه -رحمه الله- شرح الفقه الأكبر، "بحث في أن الإيمان هو التصديق والإقرار":ص:۱۴۳)

والإسلام هو التسليم والإنقياد لأوامر الله تعالىٰ فمن طريق اللغة فرق بين الإسلام والإيمان ولكن لا يكون إيمان بلا إسلام ولا يوجد إسلام بلا إيمان وهما كا لظهر مع البطن والدين اسم واقع على الإيمان والإسلام والشرائع كلها. ("أيضاً": بحث في بيان معنى الإسلام ونسبته إلى الإيمان":ص:۱۴۹)

(۱) ﴿قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ أَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ط أَيًّامَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْأَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ج وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَا تِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۝۱۱۰﴾ (سورة الإسراء، آية:۱۱۰)

قال الفخر في تفسيره: الصفات الإضافية كل صفة له تعالىٰ ليست زائدة على الذات ككونه معلوماً ومذكوراً مسبحا ممجداً. (تقريرات الرافعي، على رد المحتار:ج۱،ص:۶)

اللہ میاں اور اللہ صاحب کہنا کیسا ہے؟

(۱۹)**سوال**: کیا اللہ میاں اور اللہ صاحب کی تعبیر درست ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد نصر اللہ، ممبئی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عرف میں جو الفاظ تعظیم کے لئے استعمال ہوتے ہوں ان کا استعمال درست ہے اور جو الفاظ عرف میں اللہ اور نبی کی تعظیم کے لیے استعمال نہ ہوتے ہوں ان کا استعمال جائز نہیں ہے، ہمارے عرف میں اللہ میاں تعظیم کے لیے استعمال ہوتا ہے؛ لیکن اللہ صاحب ہمارے عرف میں تعظیم کے لیے استعمال نہیں ہوتا ہے؛ اگر چہ صاحب کا لفظ تعظیم کے لیے ہے ''**ولا یقول: قال اللّٰہ بلا تعظیم بلا إرداف وصف صالح للتعظیم، کذا في الوجیز للکردري رجل سمع إسما من أسماء اللّٰہ تعالیٰ یجب علیه أن یعظمه ویقول: سبحان اللّٰہ وما أشبه ذلك**''[1] حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب فرماتے ہیں: پرانے زمانے کی اردو میں اللہ صاحب فرماتے ہیں کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں؛ مگر جدید اردو میں اس کا استعمال متروک ہوگیا ہے گویا پرانے زمانے میں تعظیم کا لفظ سمجھا جاتا تھا، مگر جدید زبان میں یہ اتنی تعظیم کا حامل نہیں رہا کہ اسے اللہ تعالیٰ کے لیے یا انبیاء علیہم السلام کے لیے استعمال کیا جائے۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۱/۱۱/۱۶ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد عمران گنگوہی، محمد اسعد جلال
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

کیا تعارف کے لیے سفیان کی جگہ سام نام رکھنا ایمان کے لئے خطرہ ہے؟

(۲۰)**سوال**: میں ایک کال سینٹر میں کام کرتا ہوں، میرا نام کمپنی میں سفیان انصاری کے نام سے رجسٹرڈ ہے۔ کمپنی میں ہر کوئی مجھے سفیان انصاری سے جانتا اور بلاتا ہے۔ لیکن ہماری نوکری میں

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیه، "کتاب الکراهیة: الباب الرابع، في الصلاة، والتسبیح، وقراءة القرآن الخ": ج۵، ص:۳۶۴.
(۲) آپ کے مسائل اور ان کا حل: ج۸، ص:۳۴۳۔

امریکن کسٹمرز کی کال اٹھانا میرا کام ہے۔اگر ہم امریکن لوگوں کے سامنے انڈین نام سفیان لیں،تو وہ نہیں سمجھتے؛اس لئے آسانی کے لئے ہر ایک کو کمپنی نام دیتی ہے جیسے مجھے ''سام'' نام دیا ہے۔اب ہم اپنے کسٹمرز کو اپنا تعارف دیتے ہوئے ''سام'' نام بتاتے ہیں جو کمپنی نے دیا ہے،تو کیا اس سے ہمارے ایمان کا خطرہ ہے؟ایک شخص نے مجھے ڈرایا،اسے بھی پوری جانکاری نہیں ہے۔آپ رہنمائی کریں۔ مجھے ڈر لگتا ہے؛اگر ہم یہ نام نہ لیں تو کمپنی مجھے نکال دے گی اور یہ کسی مسلمان کے ساتھ خاص نہیں ہے؛ بلکہ ہر مذہب والے کے لئے ہے۔اس میں کمپنی کا ارادہ صرف آسانی پیدا کرنا ہے۔ میرا نام ہر جگہ سفیان انصاری ہی ہے۔

فقط:والسلام
المستفتی:سفیان،کلکتہ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: چونکہ اس سے ایمان کا کوئی خطرہ نہیں ہے؛اس لئے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔[۱]

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی،محمد عارف قاسمی،
محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط:واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۶/۲۳:۱۴۳۷ھ)

اللہ بن مانگے نہیں دیتا کیا ایسا کہنا صحیح ہے؟

(۲۱)**سوال:** کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام مندرجہ ذیل مسئلے کے بارے میں:
ایک جملہ ہے جو عام طور سے بولا جاتا ہے کہ بن مانگے اللہ بھی نہیں دیتا کیا ایسا کہنا درست ہے؟ کیا ایسا کہنے سے ایمان کا خطرہ ہے؟

الجواب بعون الوھاب: بالکل سراسر غلط ہے، کیونکہ اللہ کی ایک صفت ہے، الکریم

(۱) اتفقوا على جواز ترخيم الإسم المثقص إذ لم يتأذ بذلك صاحبه ثبت أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، رخم أسماء جماعة من الصحابة، فقال: لأبي هريرة -رضي الله عنه- يا أبا هرير ولعائشة -رضي الله عنهما - يا عائش ولنجشة يا نجش. (النووي، المجموع شرح المهذب: ج ٨، ص: ٤٤٢)

جسکا ترجمہ اور تعریف یہ ہے کہ جو بغیر مانگے امید سے زیادہ دے اسے کریم کہتے ہیں: کیا یہ جواب صحیح ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: فروغ احمد رحمانی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس طرح کے جملہ کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ مانگنے کی ترغیب ہو، اور توجہ اللہ کی طرف ہو، اس لئے اس جملہ میں کوئی حرج نہیں اور نہ ایمان کو کوئی خطرہ۔ تاہم اگر قائل یہ عقیدہ رکھے کہ بغیر مانگے اللہ تعالیٰ کچھ نہیں دیتے تو ایسے جملوں سے پرہیز ضروری ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۵/۳: ۱۴۳۷ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

مذہبی تفریق کو ختم کرنا:

(۲۲) **سوال:** کیا اسلام اور دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش نظر کسی مسلمان کیلئے مندرجہ ذیل عقیدہ (ہمیں مذہبی تفریق کو ہر صورت ختم کرنا ہوگا اور کسی بھی دوسرے مذہب کو نہیں چھیڑیں گے) اپنانا جواز رکھتا ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: مولانا محمد عثمان شاہ
دارالعلوم عثمانیہ ککی، بنوں

---

(۱) ﴿إِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ (سورة آل عمران: ۳۷)
﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ط وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ط إِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ أَمْرِهٖ ط قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا﴾ (سورة الطلاق: ۲-۳)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سیاسی وسماجی طور پر ایسی راہ اختیار کی جاسکتی ہے۔[۱] عقیدہ کے لحاظ سے درست نہیں ہے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۱/۳: ۱۴۳۸ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

میں اللہ کے عرش پر بیٹھنے کو بھی مانتا ہوں:

(۲۳) **سوال:** مفتیان کرام! ایک شخص اپنا یہ عقیدہ لکھ کر بیان کرتا ہے کہ ''میں اللہ تعالیٰ کے عرش پر بیٹھنے کو بھی مانتا ہوں'' تو ایسے شخص کے متعلق کیا حکم ہے؟ کتاب وسنت اور علماء اہل سنت و الجماعت کے فتاویٰ کی روشنی میں یہ شخص مومن ہے یا کافر، اہل سنت میں سے ہے یا گمراہ؟ مدلل و مفصل جواب تحریر فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد جاوید، ہردوئی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: یہ مسئلہ استواء علی العرش کا ہے، اہل حق کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا عرش پر مستوی ہونا برحق ہے؛ البتہ اس کی کیفیت کا ہم کو علم نہیں ہے اور عرش پر ہونا دنیاوی بادشاہوں کے تخت پر بیٹھنے سے بالکل مختلف ہے۔ مذکورہ فی السوال عقیدہ فرقۂ مرجیہ کا ہے جو اہل سنت

---

(۱) ﴿قُلْ يَآ أَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۙ لَآ أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۙ وَلَآ أَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ أَعْبُدُ ۚ وَلَآ أَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۙ وَلَآ أَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ أَعْبُدُ ؕ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۝﴾ (سورة الكافرون)

(۲) وللإمام الرازي أو جه في تفسير ها لا يخلو بعضها عن نظر، وذكر عليه الرحمة أنه جرت العبادة بأن الناس يتمثلون بهذه الآية عند المتاركة، وذلك لا يجوز لأن القرآن ما أنزل ليتمثل به بل ليهتدي به، وفيه ميل إلى سرّ باب الاقتباس، والصحيح جوازه الخ. (علامه آلوسي، روح المعاني، ''سورة الكافرون، تفسير الآيات: ۱-۶'': ج۱۶، ص: ۴۵۷)

والجماعت سے خارج گمراہ فرقہ ہے؛ لہٰذا مذکورہ شخص ایمان سے خارج نہیں ہے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۷/۴: ۱۴۳۸ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

اللہ بیوی سے پاک ہے:

(۲۴) **سوال**: کیا اللہ تعالیٰ بیوی سے پاک ہے؟ قرآن کی روشنی میں جواب بتائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: فیروز احمد، بستی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ﴿بَدِيعُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، أَنَّىٰ يَكُونُ لَهُ وَلَدٌ وَلَمْ تَكُن لَّهُ صَاحِبَةٌ، وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ، وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾ (سورة الأنعام:۱۰۱)
اس آیت کریمہ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے اولاد اور بیوی کی واضح نفی کی گئی ہے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۳/۶: ۱۴۳۹ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ففي صحيح البخاري قال مجاهد: استوى على العرش علا على العرش وقال أبو العالية: استوى على العرش ارتفع. (علامه آلوسي، روح المعاني، "سورة طه: الآيات:۱،إلى۱۶": ج۸،ص:۴۷۵)
ومن طريق ربيعة بن أبي عبد الرحمن أنه سئل كيف استوى على العرش فقال الاستواء غير مجهول والكيف غير معقول وعلى الله الرسالة وعلى رسوله البلاغ وعلينا التسليم. (ابن حجر، فتح الباري، "قوله باب وكان عرشه على الماء وهو رب": ج۱۳،ص:۴۰۶)

(۲) يكفر إذا وصف الله تعالىٰ بما لا يليق به أو سخر بإسم من أسمائه، أو بأمر من أوامره أو أنكر وعده وعيده، أو جعل له شريكاً أو ولداً أو زوجة، أو نسبه إلى الجهل أو العجز أو النقص. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهنديه، "كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بذات الله تعالىٰ": ج۲،ص:۲۷۱)
﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۚ اللَّهُ الصَّمَدُ ۚ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ۝ وَلَمْ يَكُن لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ ۝﴾ (سورة إخلاص)

اللہ کا کھانا پینا:

(۲۵)**سوال**: کیا اللہ تعالیٰ کھاتا پیتا ہے؟ دوسرا سوال: کیا اللہ تعالیٰ سب زبانوں کو جانتا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عمیر، محی الدین پور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اللہ تعالیٰ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں، وہ ان تمام بشری تقاضوں سے پاک ہیں۔[۱]

اللہ تعالیٰ ساری زبانوں کے عالم بھی ہیں اور خالق بھی ہیں۔ دنیا میں جتنے علوم ہیں، ان کا پورا پورا علم اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے اور لاتعداد و بے شمار چیزیں جو دنیا کا کوئی فرد نہیں جانتا وہ بھی اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے وہ علیم وخبیر ہے۔[۲]

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی،
محمد عمران القاسمی، گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۱/۸:۱۴۳۹ھ)

یہودی کو امتی نہیں ماننا:

(۲۶)**سوال**: اگر کوئی کہے کہ میں یہودی کو امتی نہیں مانتا کیا یہ کفریہ جملہ ہے؟ برائے کرم دلائل کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شعیب، ملاواں

---

(۱) ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ﴾ (سورة الشورىٰ:۱۱)
﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ﴾ (سورة الحشر:۲۲)
(۲) ﴿أَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ﴾ (سورة المجادلة: ۷)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: محض اس جملۂ مذکورہ سے کفر لازم نہیں آتا؛ اس لئے کہ وہ امت اجابت نہیں ہیں تاہم امت دعوت ضرور ہیں۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۱/۶: ۱۴۴۰ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سفر کا منکر کافر ہے:

(۲۷) **سوال:** مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جسمانی معراج کا منکر کافر ہوگا یا فاسق؟ اس مسئلہ پر یہاں پر بہت جھگڑا ہو رہا ہے۔ ایک صاحب کہہ رہے ہیں کہ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جسمانی معراج کا منکر کافر ہوگا؛ اس لئے کہ وہ آیت کا انکار کر رہا ہے ﴿سُبْحٰنَ الَّذِيْ أَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصٰى﴾[2] اس آیت کا انکار ہو رہا ہے اور آیت قرآنیہ کا منکر کافر ہو جاتا ہے اس کو مفصل مع دلیل جواب عطا فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد جاوید اسلم، لکھیم پور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ صورت میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کا ذکر قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے تو اس پر ایمان رکھنا فرض اور ضروری ہے، اس کا منکر چوں کہ آیت قرآنی کا منکر ہے؛ اس لیے وہ کافر ہوگا، مسجد اقصیٰ کے بعد آسمانوں پر جانا اور وہاں سے عجائبات وغیرہ

---

(۱) ﴿وَمَآ أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝﴾ (سورة الأنبياء:۱۰۷)
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم هؤلاء أمتك وهؤلاء سبعون ألفاً قداهم لاحساب عليهم ولا عذاب.
(أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الرقاق: باب يد خل الجنة سبعون ألفا بغير حساب": ج۲،ص:۹۶۸)
(۲) سورة الاسراء:۱

کی سیر کرنا جو احادیث سے ثابت ہے اس کا منکر کافر نہ ہوگا، البتہ فاسق ہوگا۔[۱]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

سید احمد علی سعید **کتبہ:** محمد عمران دیوبندی غفرلہ

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

عالم دین کی بے عزتی کرنے والے کا حکم:

(۲۸) **سوال:** جو لوگ عالم دین کی بے عزتی کریں، ان پر کافر کا حکم لگا سکتے ہیں یا نہیں؟ ''**من هتك العالم فقد كفر**'' کے حکم میں یہ لوگ داخل ہیں یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: اشرف داؤد مانڈے، اپر، برما

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عالم کی توہین کرنے والا فاسق ہے، کافر نہیں؛ جو استدلال آپ نے پیش کیا ہے یہ حدیث نہیں ہے اور نہ ہی کسی صحابی کا اثر ہے؛ البتہ عالم کی اس کے علم کی وجہ سے توہین کرنے پر کفر کا اندیشہ ہے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید (۱۴۰۹/۵/۱۸ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) إذا أنكر الرجل آية من القرآن أو تسخر بآية من القرآن، وفي الخزانة أو عاب فقد كفر، كذا في التاتار خانية. (جماعة من علماء الهند، الفتاوى الهندية، ''كتاب السير: الباب السابع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بالقرآن'': ج۲،ص:۲۷۹)

ويكفر إذا أنكر آية من القرآن. (ابن نجيم، البحر الرائق، ''كتاب السير: باب أحكام المرتدين'': ج ۵، ص:۲۰۵)

(۲) والاستخفاف بالعلماء لكونهم علماء استخفاف بالعلم. (كتاب النوازل) بزازيه على هامش الهندية، ''كتاب ألفاظ تكون إسلاماً أو كفراً أو خطأً: النوع الثامن: في الاستخفاف بالعلم'': ج۱۲،ص:۱۸۸)

ويخاف عليه الكفر إذا شتم عالما أو فقيها من غير سببٍ. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بالعلم والعلماء'': ج۲،ص:۲۸۲)

ابوطالب اعراف میں ہوں گے یا دوزخ میں؟

(۲۹)**سوال**: ابوطالب اعراف میں جائیں گے یا دوزخ میں اوران کوکون سا عذاب ہوگا؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد زبیر، ملاواں

الجواب وباللّٰہ التوفیق: یہ مسئلہ ایمانیات ومعتقدات سے متعلق نہیں ہے روایات مضطرب ہیں؛ اس لئے فقہاء اس جیسے مسائل پر کلام کرنے سے منع فرماتے ہیں۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۵/۱۲/۲۴ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

ڈرائیور کا گاڑی کے ہینڈل کو اور دوکاندار کا کیش بکس کو چومنا:

(۳۰)**سوال**: اکثر دیکھا گیا ہے کہ ڈرائیور جب گاڑی چلانے کے لئے بیٹھتا ہے وہ گاڑی کے ہینڈل کو چومتا ہے، دکاندار صبح کو اپنے کیش بکس کو چومتے ہیں اسی طرح طلباء پڑھتے وقت صبح کو اپنی کتاب کو چومتے ہیں یہ کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد حفیظ الرحمٰن، سنت کبیر نگر

---

(۱)وأنزل اللّٰہ تعالیٰ في أبي طالب فقال لرسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: ﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِىْ مَنْ أَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝﴾ (أخرجه مسلم، في صحيحه، ''كتاب الإيمان: باب الدليل على صحة إسلام من حضره الموت ما لم يشرع الخ'': ج۱،ص:۴۰،رقم:۲۴)

عن أبي هريرة رضي اللّٰہ عنه، قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لعمه عند الموت: قل لا إله إلا اللّٰہ أشهد لك بها يوم القيامة فأبي قال: فأنزل اللّٰہ ﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ أَحْبَبْتَ﴾ (الآية). (أخرجه مسلم، في صحيحه، ''كتاب الإيمان: باب الدليل على صحة إسلام من حضره الموت ما لم يشرع الخ'': ج۱،ص:۴۰)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کیش بکس یا دیگر ذرائع آمدنی کو چومنا غیر مسلم اقوام کا طریقہ ہے جو فاسد و باطل عقیدہ پر مبنی ہے؛ اس لئے اس طرح چومنا اور فاسد عقیدہ رکھنا شرعاً جائز نہیں ہے، ہاں! اتفاقاً احترام کی نیت سے کسی دینی و اسلامی کتاب کو اگر بوسہ دیدیا، تو مضائقہ نہیں ہے؛ لیکن فاسد عقیدہ ہرگز نہ ہو۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۵/۱۸ھ)

کیا غیروں جیسے نام رکھنے سے کوئی کافر ہوجاتا ہے:

(۳۱) **سوال:** میں ایک مسلمان ہوں، میرا پورا خاندان بھی پکا سچا مسلمان ہے اور میں الحمد للہ آج بھی توحید، رسالت، آخرت اور تقدیر پر پورا بھروسہ اور یقین رکھتا ہوں؛ مگر میرے سے بوقت شادی ایک غلطی یا گناہ سرزد ہوگیا تھا کہ میں نے کاغذات میں اپنا نام شبلند ررانا لکھ دیا تھا؛ جس کا مجھے احساس ہے؛ اب بعض جگہ پر مجھے دشواری اور دقت پیش آرہی ہے براہِ کرم قرآن وسنت کی روشنی میں مجھے تفصیل سے بتلائیں کہ مجھے اس گناہ عظیم کا کیا کفارہ دینا پڑے گا؛ بیوی غیر مسلم ہے۔

اس صورت میں جو کہ میں نے پہلے ذکر کیا تھا کہ بوقت شادی میں نے کاغذی طور پر کاغذوں میں شبلند ررانا لکھ دیا تھا کیا میں مسلمان ہوں یا میں ایمان سے خارج ہوگیا ہوں؛ **(نعوذ باللّٰہ)** مثبت جواب سے نوازیں تاکہ دلی سکون ہو اور دیگر اہل خاندان کو بھی بتا سکوں اور سرکاری سطح پر بھی سرخرو ہوسکوں میں اس بات کی وضاحت کردوں کہ میں آج بھی پکا مسلمان ہوں اور کل بھی مسلمان تھا اور بوقت شادی بھی مسلمان تھا اور ''إن شاء اللّٰہ'' آخری سانس تک مسلمان رہوں گا امید ہے کہ

---

(۱) عن عائشة رضي اللّٰه عنها، قالت: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس فيه فهو رد. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب الصلح: باب إذا اصطلحوا على صلح جور'': ج۱، ص:۳۷۱، رقم:۲۶۹۷)

مفصل اور مدلل جواب سے نوازیں گے؟

فقط: والسلام
المستفتی: شمیم احمد خاں، وکاس نگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بشرط صحت سوال مذکورہ شخص مسلمان ہے؛ لیکن مذکورہ شخص پر لازم ہے کہ اس غیر مسلم عورت کو مسلمان ہونے کی ترغیب دے، اگر وہ عورت مسلمان ہوجائے، تو شرعی طریقے پر اس سے شادی کرسکتا ہے؛ ورنہ اس کو علاحدہ کرکے توبہ واستغفار کرے اور آج تک جو گناہ ہوا اس پر بہرحال توبہ کرتے رہنا ضروری ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۳۰/۳/۱۷ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

انجانے میں حلال کو حرام اور حرام کو حلال جاننا:

(۳۲) **سوال:** اگر کسی انسان کو جانکاری نہیں ہے کہ یہ چیز حرام ہے انجانے میں اس چیز کو (نعوذ باللّٰہ) حلال سمجھ لیا اسی طرح حلال چیز کو حرام سمجھ لیا؛ جیسے بچہ نے اس کو جانکاری دی تھی، مرغی میں ایک ہڈی (نعوذ باللّٰہ) حرام ہوتی ہے، بعد میں مفتی صاحب سے معلوم کیا، تو معلوم ہوا کہ مرغی میں کوئی ہڈی حرام نہیں ہوتی؛ اسی طرح کسی بھی طرح کی جانکاری نہ ہونے پر حلال کو حرام، حرام کو حلال یقین کرلیا، تو کیا اس انسان کا نکاح ٹوٹ گیا یا جانکاری نہ ہونے کی وجہ سے ایمان باقی

---

(۱) تثبت (أي الردة بالشهادة) ويحكم بها حتي تبين زوجته منه ويجب تجديد النكاح. (ابن نجيم، البحر الرائق شرح كنز الدقائق، "كتاب السير: باب أحكام المرتدين، توبة الزنديق": ج۵،ص:۲۱۳)
وما كان خطأ من الألفاظ ولا يوجب الكفر فقائله يقر على حاله ولا يؤمر بتجديد النكاح، ولكن يؤمر بالاستغفار والرجوع عن ذلك. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الجهاد: باب المرتد، مطلب: جملة من لا يقتل إذا ارتد": ج۶،ص:۳۹۱)

ہے اور نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑا؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اختر صاحب، دہلی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ صورت میں علم نہ ہونے کی وجہ سے حرام کو حلال یا حلال کو حرام سمجھ لیا، تو اس کا ایمان ونکاح باقی ہے، آئندہ کوئی رائے قائم نہ کریں۔[1]

الجواب صحیح: خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

مذہب تبدیل کرنے کی دھمکی دینا کیسا ہے؟

(۳۳) **سوال:** زید کا بکر سے راستہ کے بارے میں نزاع چل رہا تھا، جب کہ زید کا اپنا راستہ پہلے سے موجود ہے، اس نزاع پر زید نے دھمکی دی کہ اگر مجھ کو راستہ نہ دلوایا گیا، تو ہم اپنا مذہب تبدیل کرلیں گے ایسا کہنے والا شریعت کی نظر میں کیا حکم رکھتا ہے۔

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالمعین، گورکھپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر راستہ میں مذکورہ شخص کا واقعۃً حق تھا تو اس کو اپنے حق کا مطالبہ کرنا اور حق نہ ملنے پر عدالت سے رجوع کرنے میں کوئی حرج نہیں؛ لیکن اس کے لئے مذہب

---

(۱) إذا اعتقد الحرام حلالاً فإن حرمته لعينه، وقد ثبت بدليل قطعي يكفر، وإلا فلا ..... أما لو قال لحرام: هذا حلال لترويج السلعة، أو بحكم الجهل لا يكفر. (أبو حنيفة -رحمه الله- شرح الفقه الأكبر، "مسألة استحلال المعصية ولو صغيرة كفر": ص:۲۵۴)

أن من استحل ما حرمه الله تعالىٰ على وجه الظن لايكفر، وإنما يكفر إذا اعتقد الحرام حلالاً. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "باب الوطئ الذي يوجب الحد والذي لا يوجبه": ج۴،ص:۲۴)

﴿يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ أَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ج تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ ط وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝﴾(سورة التحريم:۱)

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ أٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ أَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ط إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝۸۷﴾(سورة المائده:۸۷)

تبدیل کرنے کی دھمکی جائز نہیں ہے مذہب کی بنیاد اس پر نہیں ہے کہ کسی نے حق دبالیا ہو یا ادا کردیا وغیرہ بہرحال مذکورہ شخص اور اس کی تائید کرنے والوں پر توبہ واستغفار لازم ہے؛ لیکن وہ خارج از اسلام نہیں ہے۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۸:۶/۲۶ھ)

ابتداءً کمیونسٹ تھا بعد میں تائب ہوا تو کیا تجدید ایمان ونکاح ضروری ہے؟

(۳۴) **سوال:** آپ ہم کو قرآن وحدیث کے مطابق ارشاد فرمائیں: میں پیدائشی مسلمان ہوں اور حقیقتاً خدا اور رسول کا قائل نہ تھا، کمیونزم کا غلبہ دل ودماغ پر چھایا رہا تقریباً پندرہ سال تک، اسی حالت میں میری شادی ہوئی اور ایک لڑکی ایک لڑکا تولد ہوچکے، اب یہ خیال خود بخود پیدا ہوا کہ میرا سابقہ خیال بالکل غلط ہے جو کچھ ہے، بس دین اسلام ہے۔ اب یہ بتلائیں کہ تجدید اسلام ہوگا یا نہیں، اسی طرح نکاح کے متعلق فرمائیں، اب میں کیا کروں؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبداللہ، گیا

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کمیونسٹ نظام میں اللہ اور اس کے رسول کا کوئی تصور نہیں ہے اور آپ اعتقاداً کمیونسٹ تھے[2]؛ اس لئے آپ تجدید اسلام بھی کریں اور تجدید نکاح بھی کریں، اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں؛ اس نے آپ کو قعر ذلت وضلالت سے نکال کر اسلام سے سرفراز فرمایا، اگر صرف دو گواہوں کے سامنے ایجاب وقبول کرلیا، تو نکاح ہوجائے گا اور تنہائی میں توبہ واستغفار کریں اور

(۱) ﴿وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝﴾ (سورة آل عمران:۸۵)
﴿وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ۭ﴾ (سورة الأنفال:۴۶)
﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ص﴾ (سورة آل عمران: ۱۰۳)

بقیہ حواشی اگلے صفحہ پر

کلمہ پڑھ لیں، تو کافی ہے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۶/۲/۱۰ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

کفار ایمان بالفروع کے مخاطب ہیں یا اداء کے:

(۳۵) **سوال:** کفار ایمان بالفروع کے مخاطب ہیں یا ادا کے مخاطب ہیں، امام ابوحنیفہؒ کا کیا مسلک ہے؟ نورالانوار کی عبارت "**والصحیح أنهم لا یخاطبون بأداء ما یحتمل السقوط من العبادات الخ**" کا کیا مطلب ہے، نیز اگر وہ اداء کے مخاطب نہیں ہیں تو پھر ﴿**ویل للمشرکین**﴾ کا کیا مطلب ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد منظور عالم، کشمیری

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اعتقاد کے اعتبار سے کفار ایمان بالفروع کے مخاطب ہیں اور ادا کے بارے میں صحیح قول یہ ہے کہ فروع کی ادائیگی کے وہ مخاطب نہیں ہیں۔ سوال میں نورالانوار کی جو عبارت ہے[۲] اس میں اسی کی صراحت ہے۔ یہ اعتراض کہ جب وہ اداء کے مخاطب نہیں تو ﴿**ویل للمشرکین**﴾ (الآیة) کا کیا مطلب ہے؟ حضرت تھانویؒ نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ اس آیت میں عتاب و مذمت اصل ترک زکوٰۃ پر نہیں ہے؛ بلکہ ان کا ترک زکوٰۃ کفر کی بنا پر تھا اور

حواشی صفحہ گذشتہ: (۲) إن العقیدة الأساسیة للنظام الاشتراکی هي عقیدة المادة اللتي تقول إن المادة هي أصل الأشیاء ولا شيء لغیر المادة وهذا یعني إنکار وجود الخالق العظیم سبحانه وتعالیٰ وبالثاني إنکار کل دین سماوي واعتبار ها الإیمان بذلك أفیونا یحذر الشعوب کما یعتقد بذلك الماركسیون والتیتویون وأمثالهم. (حکم الإسلام في الاشتراکیه: ص:۱۱۹، بحواله فتاوی محمودیه: ج۴، ص:۴۸۴)

(۱) واتفقوا علی أن التوبة من جمیع المعاصي واجبة. (نووي علی مسلم، "کتاب التوبة": ج۲، ص:۳۵۴)
یکفر إذا وصف اللّٰه تعالیٰ بما لا یلیق به. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیة، "کتاب السیر، الباب التاسع: في أحکام المرتدین، موجبات الکفر أنواع، ومنها: ما یتعلق بذات اللّٰه تعالیٰ الخ": ج ۲، ص: ۲۷۱)

(۲) إن الکفار لا یخاطبون بأداء العبادات التي تحتمل السقوط مثل الصلوٰة والصوم الخ. (ایضا)

ترک زکوٰۃ ان کے کفر کی علامت تھی، تو مذمت علامت پر ہے۔ حاصل یہ ہوا کہ تم مؤمن ہوتے، تو زکوٰۃ کی پابندی کرتے، تمہارا قصور ایمان نہ لانا ہے۔[1]

بعض دیگر مفسرین کا کہنا ہے کہ یہاں پر زکوٰۃ سے نفس کی زکوٰۃ مراد ہے اور معنی یہ ہیں کہ ان مشرکوں کے لئے ہلاکت ہے جو اپنے نفس کو پاک نہیں کرتے اور ایمان نہیں لاتے۔ حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہی تفسیر منقول ہے۔

بہر حال آیت سے استدلال درست نہیں ہے کہ وہ فروع کی ادائیگی کے مخاطب ہیں اور نور الانوار کی عبارت مفتی بہ قول کے اعتبار سے صحیح ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۴/۵/۲۰ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

مرتد کے دوبارہ قبول اسلام کا حکم:

(۳۶) **سوال**: اگر کوئی شخص مرتد ہو جائے اور پھر مسلمان ہونا چاہے، تو کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: نورالحق قاسمی، دہلی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جس وقت وہ دوبارہ مسلمان ہونا چاہے، اس کو مسلمان کرلیا جائے، اسلام میں کوئی تنگی نہیں ہے، اللہ کی رحمت بہت وسیع ہے؛ بلکہ اس کو سمجھانے کی پوری کوشش کرنی چاہئے، دل کے اعتقاد کے ساتھ کلمۂ طیبہ پڑھ لینے سے مسلمان ہو جائیگا۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۰/۱۲/۲۲ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ، بیان القرآن، (سورۃ حم سجدہ: ٦؛ بقیہ حواشی آئندہ صفحہ پر

غیر مسلم کا مسلم کے ہاتھ پر اسلام قبول کرنا:

(۳۷)**سوال**: میں نے ایک مسلمان کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا ہے اور میں نے عہد کرلیا ہے کہ اسلام کے تمام اصولوں پر عمل کروں گا اور اللہ اور اس کے رسول کی مرضی کے مطابق زندگی گزاروں گا کیا میں اب مسلمان ہوگیا میرا کھانا پینا نماز روزہ مسلمانوں کے ساتھ کرنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد زکی لال وڑی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بشرط صحت سوال مذکورہ شخص مسلمان ہے؛ اس لئے کہ اس کے عقائد اسلام کے مطابق ہیں، لہٰذا اس کو مسجد میں نماز پڑھنی چاہئے اور حج وغیرہ کرنا سب درست ہے، مسلمانوں کو اس کے ساتھ مسلمانوں جیسا سلوک کرنا چاہئے۔[۱]

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

..... حواشی صفحہ گذشتہ:.....ملا جیون، نور الأنوار: ص: ٦٤)

(۲)﴿فَإِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ ط لَاهُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَاهُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ط وَأٰتُوْهُمْ مَّآ أَنْفَقُوْا ط وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ إِذَآ أٰتَيْتُمُوْهُنَّ أُجُوْرَهُنَّ ط وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ﴾(سورة الممتحنة:۱۰)
وإسلامه أن يتبرأ عن الأديان سوى الإسلام أو عما انتقل إليه الخ. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الجهاد: باب المرتد، مطلب: ما يشك أنه ردة لا يحكم بها" :ج٦،ص:۳٦۱)
وإسلامه أن يأتي بكلمة الشهادة ويتبرأ عن الأديان كلها سوى الإسلام، وإن تبرأ عما انتقل إليه كفى، كذا في المحيط. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "الباب التاسع: في أحكام المرتدين، ومنها: الطوع": ج۲،ص:۲٦۷)

(۱)وإسلامه أن يتبرأ عن الأديان سوى الإسلام أو عما انتقل إليه إلخ. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الجهاد: باب المرتد، مطلب: ما يشك أنه رده لا يحكم بها" :ج٦،ص:۳٦۱)
وإسلامه أن يأتي بكلمة الشهادة ويتبرأ عن الأديان كلها سوى الإسلام وإن تبرأ عما انتقل إليه بقیہ اگلے صفحہ پر

حق تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے کا عقیدہ رکھنا:

(۳۸)**سوال**: دینیات کے سوالات کے جوابات میں ایک سوال اور جواب۔اللہ ہر جگہ ہے لکھوایا ہے یہ جواب عقیدہ توحید کے سراسر خلاف ہے اور قرآن کے بھی خلاف ہے اس کا صحیح جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے اور اس کا علم ہر جگہ موجود ہے اگر ہم اللہ ہر جگہ موجود ہے کہیں گے تو اللہ ایک نہیں کئی شمار کئے جائیں گے اور یہ عقیدہ گمراہ صوفیوں کی ایک جماعت کا عقیدہ تھا۔کہ اللہ ہر جگہ ہر چیز میں موجود ہے اس کو حلول کا عقیدہ کہتے ہیں،قرآن کریم سے ہمیں یہ ہی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے عرش پر بیٹھا ہوا ہے اور ہر جگہ کا ہر چیز کا علم رکھتا ہے اور ہر کسی کو دیکھتا ہے اور ہر چیز کی خبر رکھتا ہے کوئی چیز اس کے علم سے پوشیدہ نہیں ہے۔اگر ہم اللہ تعالیٰ کو ہر جگہ موجود کہیں گے تو دنیا میں جگہ اچھی بھی ہیں اور گندی بھی ہیں اگر اللہ ہر جگہ آتا تو فرشتوں کی کیا ضرورت ہے بہر کیف یہ عقیدہ کافروں اور مشرکوں کا ہے؛ چونکہ وہ جگہ جگہ بت بنا کر رکھتے ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان بتوں میں خدا اترتا ہے برائے مہربانی آپ اللہ کہاں ہے کا جواب یہ لکھوائیں کہ اللہ عرش پر ہے اور یہ ہی پڑھائیں یا پھر بھٹکل کے علماء سے اس مسئلہ کی تحقیق کریں،حضرت مفتی صاحب اس مسئلے کی وضاحت مطلوب ہے۔

فقط: والسلام

المستفتی: مولانا ابوظفر، شیر پور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آیت کریمہ ﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ۝﴾ آیات متشابہات میں سے ہے، جس کی متعینہ مراد صرف حق تعالیٰ ہی کو معلوم ہے، اہل سنت والجماعت کا یہی عقیدہ ہے۔کسی شخص یا کسی جماعت کا اس آیت سے یہ سمجھنا کہ حق تعالیٰ شانہ کی ذات اور اس کا وجود عرش تک محدود ہے، البتہ اس کا علم ہر جگہ موجود ہے یہ قطعاً غلط ہے؛ کیونکہ حق تعالیٰ کی ذات وصفات محدود نہیں ہے، محدود ہونا تو مخلوق وممکن کی صفت ہے۔حق تعالیٰ اور واجب الوجود اس

بقیہ صفحہ گذشتہ: كفى كذا في المحيط. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، ومنها الطوع": ج۲،ص:۲۶۷)

﴿وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ أَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا ط أُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ أَنْ يَّدْخُلُوْهَآ إِلَّا خَآئِفِيْنَ ٥ ط لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ١١٤﴾ (سورة البقره: ١١٤)

سے منزہ اور بلند و بالا ہے؛ اس لئے یہ عقیدہ کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے بالکل صحیح ہے اور حقیقت کے مطابق ہے، اس کی وجہ سے عقیدہ توحید میں ذرہ برابر بھی نقصان نہیں آتا، اگر کوئی شخص یا کوئی جماعت اس کو قرآن اور عقیدہ توحید کے خلاف کہے، تو وہ اس کی لاعلمی یا غلط فہمی ہے جس کا حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے اور حق تعالیٰ کی طرف سے مختلف کاموں کے لئے فرشتوں کو بھیجنا اور متعین کرنا صرف اس وجہ سے ہے کہ دنیاوی نظام کو اسباب کے ماتحت کیا گیا ہے، ورنہ حق تعالیٰ ان فرشتوں کے محتاج نہیں ہیں۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۲/۱۲/۲۹ھ)

آیت کا انکار کرنے والے سے تعلق رکھنا اور اسے کسی مسجد و مدرسہ کا ذمہ دار بنانا:

(۳۹) **سوال:** (۱) ایک مسلمان آدمی جو قرآن شریف کی کسی آیت کا انکار کرے تو اس کا اسلامی تشخص کیا رہے گا، مثلاً: یوں کہے میں اس کو نہیں مانتا؟

(۲) جو آدمی قرآن مجید کی کسی آیت کا انکار کرے، تو اس آدمی سے تعلق رکھنا کیسا ہے؟ اس آدمی سے تعلق رکھنا چاہئے یا نہیں؟

---

(۱) وأما الجهة والمكان فلا تجوز إثباتها له تعالىٰ ونقول: إنه تعالىٰ منزه ومتعال عنهما وعن جميع سمات الحدود. (خليل السهارنفوري، المهند على المفند :ص:۳۹)

وهو شاهد عليكم أيها الناس أينما كنتم يعلمكم ويعلم أعمالكم ومتقلبكم ومثواكم وهو على عرشه فوق السموات السبع. (أبو حيان،طبراني :ج۲۷،ص:۱۲۵)

ولا يتمكن في مكان لأن التمكن عبارة عن نفوذ بعد في آخر متوهم أو متحقق يسمونه المكان إلخ ..... ولا يجري عليه زمان إلخ. (علامه سعد الدين تفتازاني، شرح العقائد النسفيه، "الدليل على كونه تعالىٰ لا يوصف بالمائية":ص:۳۹)

(۳) جو انسان کلام اللہ شریف کی کسی آیت کا انکار کرے، تو اس انسان کو کسی دینی مدرسہ کا مہتمم بننا چاہئے یا نہیں؟ نیز اس انسان کو مدرسہ کا مہتمم بنانا صحیح ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: عبداللہ، جے. پی نگر، (یوپی)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قرآن کریم کی کسی بھی آیت کا اس طرح انکار کہ اسے اللہ کا کلام یا برحق نہ مانا جائے اور بلا کسی تاویل کے اس کا بالکلیہ انکار کردیا جائے، یہ موجب ارتداد ہے اور قرآن کریم کے مطابق عمل نہ کرنا، موجب فسق ہے؛ اس لئے بشرط صحت سوال مذکورہ شخص دائرۂ اسلام سے خارج ہوگیا، اس کے ساتھ کسی طرح کا اسلامی تعلق، اسے کسی مدرسہ کا ذمہ دار بنانا اور اس سے اخوت کا برتاؤ جائز نہیں رہا۔ اس شخص پر واجب ہے کہ فوری طور پر اللہ تعالیٰ سے اپنے اس عظیم گناہ کی سچی توبہ کرے اور کلمہ توحید پڑھ کر اسلام میں داخل ہو؛ نیز لوگوں میں اپنی سچی توبہ کا اعلان کرے، اس کے بعد اس سے تعلقات جائز ہوجائیں گے۔[1]

نوٹ: اگر مذکورہ شخص کو کوئی شبہ ہو، تو قریبی علماء اس کے شبہ کو دور کرنے کی کوشش کریں اور ہر صورت میں اسے سمجھائیں۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۲۱/۱۱/۱۵ھ)

الجواب صحیح:

خورشید عالم

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) إذا أنكر آية من القرآن واستخف بالقرآن أو بالمسجد أو بنحوه مما يعظم في الشرع، أو عاب شيأ من القرآن كفر. (عبد الرحمن بن محمد، مجمع الأنهر، "كتاب السير والجهاد: باب المرتد، ثم إن ألفاظ الكفر أنواع": ج۲،ص:۵۰۷)

إذا أنكرالرجل آية من القرآن أو تسخر بآية من القرآن، وفي الخزانة أو عاب فقد كفر، كذا في التاتار خانية. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب السير: الباب السابع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بالقرآن": ج۲،ص:۲۷۹)

ويكفر إذا أنكر آية من القرآن. (ابن نجيم، البحر الرائق، "كتاب السير: باب أحكام المرتدين" :ج۵،ص:۲۰۵)

ومن جحد القرآن أي كله أو سورة منه، أو آية قلت: وكذا كلمة أو قراءة متواترة، أو زعم أنها ليست من كلام اللّٰه تعالىٰ كفر. (أبوحنيفة رحمه اللّٰه، شرح الفقه الأكبر، "فصل في القراءة والصلاة":ص:۲۷۸)

عقیدۂ توحید کا مطلب کیا ہے؟

(۴۰)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

توحید کا مطلب کیا ہے، اور اسلام میں عقیدہ توحید کی کیا حیثیت ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: لئیق احمد، بھگونت نگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: توحید کا مطلب یہ ہے کہ انسان صرف اللہ تعالیٰ کو معبود حقیقی تسلیم کرے اور اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا آخری رسول تسلیم کرے۔ اسلام میں عقیدۂ توحید کو وہی جگہ حاصل ہے، جو جسم انسانی میں دل کو حاصل ہے، اگر دل بیمار ہے تو سارا جسم بیمار ہے، اور اگر دل تندرست ہے تو سارا جسم تندرست ہے، یہی حال اسلام میں توحید کا ہے کہ توحید کے بغیر آدمی کا کوئی عمل مقبول نہیں ہے اور توحید کے ساتھ ہر غلطی کے بخشے جانے کی امید ہے، جبکہ اللہ پر ایمان کے بغیر نجات اور آخرت کی کامیابی کا کوئی راستہ نہیں ہے، قرآن نے صاف کہہ دیا ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى إِثْمًا عَظِيْمًا ۝۴۸﴾[1]

بے شک اللہ تعالیٰ نہیں بخشتا اس بات کو کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور اس کے علاوہ دوسرے گناہوں کو جس کو چاہے معاف کردے گا، اور جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کیا وہ بہت دور کی گمراہی میں جا پڑا۔

معلوم ہوا کہ توحید پر ہی آخرت کی نجات کا مدار ہے، احادیث میں بھی یہ مضمون بہت تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، ایک حدیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دیہاتی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا کہ مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجئے کہ اگر میں اس کو انجام دوں تو جنت میں داخل ہو جاؤں، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو اللہ تعالیٰ کی عبادت

(۱)سورۃ النساء:۴۸.

کراوراس کے ساتھ کسی کوشریک نہ کراورفرض نماز قائم کراورفرض زکوٰۃ ادا کراوررمضان کے روزے رکھ،اس شخص نے کہااس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، میں اس پر نہ اپنی جانب سے زیادتی کروں گااورنہ اس میں کمی کروں گا،اس پراللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جسے کسی جنتی کو دیکھ کرخوش ہونا ہو، وہ اس کو دیکھ لے۔[1]

اسی طرح کسی بھی نیک عمل کے قبول ہونے کے لئے اوراس پراجروثواب کے لئے ایمان شرط ہے،سورہ نحل میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۹۷﴾[2]

جوشخص نیک عمل کرے مرد ہو یا عورت بشرطیکہ ایمان والا ہوتو اسے ہم یقیناً بہت ہی اچھی زندگی عطا کریں گےاوران کے نیک اعمال کا بہترین بدلہ بھی ضرور دیں گے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نیک عمل کرنے والے ہر مرد وعورت کو دنیا میں خوشحال زندگی عطا کرنے کااورآخرت میں ان کے اعمال کا بہتر بدلہ دینے کا وعدہ فرمایا ہے،لیکن اس شرط پر کہ نیک عمل کرنے والا ایمان والا ہو،اس سے معلوم ہوا کہ دنیاوآخرت کی کامیابی وکامرانی کے لئے ایمان بنیادی حیثیت رکھتا ہےاورایمان کے بغیرآدمی کی اللہ تعالیٰ کے یہاں کوئی حیثیت نہیں ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: امانت علی قاسمی

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۵/۶:۱۴۴۲ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان قاسمی،محمد عارف قاسمی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

(۱)أخرجه البخاري، في صحيحه، "باب وجوب الزكاة": ج۱،ص:۲۲۳،رقم:۱۳۹۷.

(۲) سورة النحل:۹۷

فصل ثانی

کفریہ وشرکیہ اعمال واقوال

دیوی دیوتا کے نام سے روزے رکھنا:

(۴۱) **سوال**: مسلمان کا مندروں یا عیسائی گرجا گھروں یا سکھ گردواروں میں وہاں کی مخصوص شرائط کی پابندی کرتے ہوئے جانا اور حاجت براری کے لئے وہاں کی مورتیوں سے مانگنا اور منت نذر ونیاز پیش کرنا اور دیوتا کے نام سے روزے رکھنا؛ شریعت اسلامیہ میں کیا حکم رکھتا ہے؟ اور ایسا کرنے والے مسلمان کے بارے میں شرعی کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد حسین مظاہری، بستی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ افعال کے مرتکب کو خارج از اسلام قرار دیا جائے گا، اگر وہ مسلمان کہلاتا ہے اور یہ افعال کرتا ہے تو وہ مسلمان نہیں، مرتد ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید (۱۴۱۰/۹/۲۶ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

جاندار کی تصویر کی شکل میں قرآن کریم لکھنا:

(۴۲) **سوال**: اگر کوئی عاقل بالغ اور تعلیم یافتہ مومن مسلم مرد قرآن مجید کی سورہ بقرہ، سورہ نساء،

---

(۱) ﴿مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ إِيْمَانِهٖٓ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْإِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾ (سورة النحل، آية:۱۰۶)

قال تعالیٰ: ﴿وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ﴾ (سورة آل عمران:۸۵)

وقال تعالیٰ: ﴿إِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْإِسْلَامُ﴾ (آل عمران: ۱۹)

سورہ کہف، سورہ مریم، ودیگر سورتوں کی لکھائی اس طرح کرتا ہے جیسے جاندار کی تصویر ہوتی ہے اس کا ایک نمونہ بھی ارسال ہے وہ اس کو طبع کرا کر اس کی تقسیم کرنے کا مرتکب ہے تو کیا یہ شرعاً جائز ہے؟ اس کا کرنے والا مومن رہے گا، یا مرتد ہوگیا یا صرف گنہگار ہوگا؟ براہِ کرم شرع کی روشنی میں جواب سے نوازیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: شوکت علی خاں، دہلی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سورہ فیل کا جو مصور خاکہ آپ نے تحریر سوال کے ساتھ ارسال کیا ہے اس کو دیکھا تو تعجب ہوا کہ تجارت کے فروغ یا نفس امارہ کی خوشنودی کے لئے کوئی نام کا مسلمان شیطان کا آلہ کار بن کر اسلامی اقدار سے نیچے بھی گر سکتا ہے اور یہ صورت تصحیف کی بھی ہے اور تحریف کی بھی ہے اور جاندار کی صورت میں آیات قرآنی لکھنا، قرآن کی عظمت کے خلاف ہے؛ بلکہ توہین آمیز عمل ہے جس نے ایسا کیا یا کر رہا ہے، اگر وہ دانستہ طور پر ایسا کر رہا ہے، تو شرعی اعتبار سے وہ اسلام سے خارج ہے۔ توبہ واستغفار اور تجدید ایمان اس پر ضروری ہے اور تجدید نکاح بھی ضروری ہے۔ مسلمانوں کو مذکورہ خاکوں کا خریدنا، اپنے پاس رکھنا بھی قطعاً ناجائز ہے اور اگر وہ قرآن کریم کی عظمت وتقدس کا قائل ہے اور دل سے اسے اللہ کا کلام ولائق احترام سمجھتا ہے، پھر بھی اس نے غفلت میں یا اسے ایک اچھا نمونہ سمجھ کر ایسا کیا ہے، تو وہ دائرۂ ایمان سے تو خارج نہیں؛ لیکن غلطی پر ہے اور گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے، اس پر توبہ واستغفار لازم ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید (۱۴۱۲/۱۰/۱۶ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) قال في الإتقان وقال أشهب: سئل مالك هل يكتب المصحف على ما أحدثه الناس من الهجاء؟ فقال: لا إلا على كتبة الأولىٰ. (الإتقان، "النوع السادس والسبعون: مرسوم الخط": ج۴،ص:۱۶۸؛ بحواله: إمداد الأحكام، كتاب العلم: ج۱،ص:۲۴۰)

اسلام کے قوانین کوتوڑ مروڑ کر پیش کرنا اور دوسروں کو گمراہ کرنا:

(۴۳) **سوال**: دین اسلام کا علم رکھنے والا، دین اسلام کے قوانین کو توڑ مروڑ کر پیش کرے، اور سیدھے سادھے لوگوں کو گمراہ کرے اور عقل سلیم رکھنے والے جان بوجھ کر گمراہ کرنے والوں کا ساتھ دیں تو اس کو اور اس کا ساتھ دینے والے کو شریعت کیا کہتی ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: نعمت اللہ
مومن پورہ، ناگپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسا کرنے والا سخت گناہگار ہے اور اعانت علی المعصیت کا شکار ہے، اس پر توبہ لازم ہے۔[1]

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہٗ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۸/۷/۱۴۱۴ھ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ نہ ماننے والے کا حکم:

(۴۴) **سوال**: ایک شخص نے مجمع میں کہا کہ ہمارے فیصلہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی آئیں تب بھی ہم نہیں مانیں گے۔ ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے؟

ایک فیصلہ مدرسہ کی بابت شرعی طور پر طے ہوگیا مگر بعض مانتے ہیں اور بعض نہیں مانتے جو لوگ

---

(۱) من اعتقد الحرام حلالاً أو على القلب يكفر، أما لو قال لحرام هذا حلال لترويج السلعة أوبحكم الجهل لا يكون كافراً. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بالحلال والحرام": ج۲،ص:۲۸۴)
﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ﴾ (سورة ق:۸۱)

مذکورہ شخص کے ساتھ ہیں ان کے لئے کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اکرام الدین، میرٹھ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ شخص کا اگر عقیدہ ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ نہیں مانتا تو وہ اسلام سے خارج ہوگیا اس کا تعاون کرنے والے بھی سخت گناہ گار ہوں گے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾[1] پس اس شخص کے لئے تجدید ایمان اور تجدید نکاح ضروری ہے۔ لیکن اگر مراد یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی آئیں تو بھی میں آپ لوگوں کا یہ فیصلہ نہیں مانوں گا، تو وہ خارج از اسلام نہیں ہے تاہم اس طرح کے جملوں سے احتراز اور توبہ استغفار لازم ہے۔[2]

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہٗ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۴/۸/۱۲ھ)

عورت کا مسلمان ہونے کے باوجود مندر جانا اور اپنے کو ہندو ظاہر کرنا:

(۴۵) **سوال:** ایک بیوہ ہندو تھی زید نے دو شخصوں کے سامنے اس کو مسلمان کر کے اس سے نکاح پڑھوالیا؛ لیکن اب بھی بدنامی سے بچنے کے لئے مندر جاتی ہے اور گھر میں نماز پڑھتی ہے،

---

(۱) سورة المائده: ۲.
(۲) ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝﴾ (سورة النساء: آية، ٦٥)
وإذا قال الرجل لغيره: حكم الشرع في هذه الحادثة كذا فقال الغير: "من برسم كار مى كنم نه بشرع" يكفر عند بعض المشائخ. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهنديه، "كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بالعلم والعماء": ج ۲، ص: ۲۸۳)

گویا برادری کے ڈر سے اسلام چھپا رکھا ہے، تو نکاح درست ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: اکرام الحق، سیتامڑھی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ عورت نے جب کہ اسلام قبول کرلیا، تو وہ مسلمان ہوگئی مندر جانے کی وجہ سے وہ کافر نہیں ہوگی[1] (اگر وہ مورتی کی پوجا نہیں کرتی) البتہ گناہگار ضرور ہے۔ ایسی مسلمان گناہگار عورت سے جو نکاح گواہوں کی موجودگی میں ہوا وہ صحیح ہوگیا اور اگر وہ پوجا کرتی ہے، تو مسلمان نہیں ہے اور اس سے کیا ہوا نکاح باقی نہیں رہا۔[2]

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی غفرلہٗ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۲/۷/۱۴۱۴ھ)

غصہ کی حالت میں کلمات کفر کہنے والا کافر ہے کہ نہیں؟

(۴۶) **سوال:** غصہ کی حالت میں چونکہ عقل مغلوب ہوجاتی ہے اگر غصہ کی حالت میں کلمہ کفر نکل جاوے تو کہنے والا کافر ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: مستقیم، دہرادون

---

(۱) ﴿مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾ (سورة النحل، آية:۱۰۶)

ومنها أن لا تكون المرأة مشركة إذا كان الرجل مسلماً فلا يجوز للمسلم أن ينكح المشركة. (الكاساني، بدائع الصنائع، ''كتاب النكاح: فصل أن لا تكون المرأة مشركة إذا كان الرجل مسلماً'': ج۲،ص:۲۷۰)

(۲) قال: والكافر إذا صلى بجماعة أو أذّن في مسجد أو قال: أنا معتقد حقيقة الصلاة في جماعة يكون مسلما لأنه أتى بما هو من خاصيّة الإسلام كما أن الإتيان بخاصيَّة الكفر، يدل على الكفر فإن من سجد لصنم أو تزيا بزنارٍ أو لبس قلنسوة المجوس يحكم بكفره. (عبد الله ابن محمد، الاختيار لتعليل المختار، ''فصل فيما يصير به الكافر مسلماً'': ج۴،ص:۱۵۰)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر غصہ جنون کے درجہ تک تھا تو کہنے والا کافر نہیں ہوگا اور اگر جنون کے درجہ میں نہیں تھا تو کافر ہوجائے گا۔[1] تاہم وہ کلمات کفر کیا ہیں ان کی وضاحت بھی ضروری ہے بلا تحقیق کسی کو کافر نہیں کہنا چاہئے۔[2]

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۷/۸:۱۴۱۴ھ)

قرآن وپاروں کے اوراق کو کوڑے میں ڈالنے والے کا حکم:

(۴۷) **سوال:** اوراق قرآن و پارے وقاعدے کو کوڑے کباڑ میں ڈالنا کفر حکمی ہے جس سے تمام اعمال ضبط ہوجاتے ہیں بار بار سمجھانے اور ڈانٹ ڈپٹ کرنے کے باوجود بھی وہ اس سے نہ رکے، تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد سلیمان، سہارنپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر کوئی شخص منع کرنے کے باوجود ایسا کرے تو گناہ کبیرہ کا مرتکب ہونے کی وجہ سے فاسق ہے اور اس پر مصر ہو تو توہین کلام اللہ کی وجہ سے کفر

---

(۱) وشرائط صحتها، العقل، فلا تصح ردة المجنون ولا الصبي الذي لا يعقل، أما من جنونه ينقطع فإن ارتد حال الجنون لم تصح، وإن ارتد حال إفاقته صحت. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهنديه، "كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين": ج۲،ص:۲۶۶)

(۲) في الفتاوىٰ الصغرىٰ: الكفر شيء عظيم فلا أجعل المؤمن كافراً متى وجدت رواية أنه لا يكفر إلخ. (ابن عابدين، الدر المختار مع الرد، " كتاب الجهاد: باب المرتد، مطلب: ما يشك أنه ردة لا يحكم بها": ج۶،ص:۳۵۸)

ہے۔عیاذ باللہ۔[۱]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۷/۲/۱۲ھ)

اشعار ذیل موجب کفر ہیں یا نہیں؟

(۴۸) **سوال:** ایک شاعر محمد علوی نے اپنی شاعری کا ایک مجموعہ بنام ''چوتھا آسمان'' کے صفحہ نمبر:۱۱۹/میں دو اشعار قابل اعتراض لکھیں ہیں، وہ یہ ہیں:

اگر تجھ کو فرصت نہیں تو نہ آ — مگر ایک اچھا نبی بھیج دے
بہت نیک بندے ہیں اب بھی تیرے — کسی پہ تو یا رب وحی بھیج دے

ان اشعار میں شاعر ''محمد علوی'' نے کفر یا ارتداد کا گناہ کیا ہے یا نہیں؟ ایسے اشعار کو لکھنے والے، شائع کرنے والے اور پڑھنے والے، شرعاً گناہ گار ہیں یا نہیں؟ ان پر کیا حکم لگتا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: حاجی محمد عثمان، حیدرآباد

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مسئول عنہا میں شاعر ''محمد علوی'' کا مقصد معلوم ہوئے بغیر ان پر کفر کا فتویٰ نہیں لگایا جا سکتا، اس لئے کہ شرعی ضابطہ ہے کہ اگر کسی شخص کے کلام میں ننانویں احتمال کفر کے ہوں اور ایک احتمال نفیٔ کفر کا ہو تو بھی کفر کا فتویٰ وفیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔

''إذا كان في المسئلة وجوه توجب التكفير، ووجد واحد يمنعه فعلى

---

(۱) ويكفر إذا أنكر آية من القرآن أو سخر بآية منه، (ابن نجيم، البحر الرائق، ''كتاب السير: باب أحكام المرتدين: ج۵،ص:۲۰۵)

إذا صار المصحف خلقاً فينبغي أن يلف في خرقة طاهرة ويدفن في مكان طاهر. (سراج الدين أبو محمد، الفتاوى السراجيه، ''كتاب الكراهة والاستحسان: باب القرآن'': ج۲،ص:۳۲۸)

ويكفر إذا أنكر آية من القرآن. (ابن نجيم، البحر الرائق، ''كتاب السير: ..... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر.....

المفتي أن يميل إلى الوجه الذي يمنع التكفير تحسيناً للظن بالمسلم''[۱]

مذکورہ فی السوال اشعار میں کفریہ بات کہی گئی ہے؛ اس لئے کہ قرآن کریم کی آیت ''ولكن رسول الله وخاتم النبيين'' سے یہ کلام (دواشعار) معارض ہیں اوراس قسم کے کلام سے کفر یا گناہِ کبیرہ لازم آتا ہے؛ پس مقصد شاعر معلوم ہونے کے بعد ہی صریح بات کہی جاسکتی ہے؛ لہٰذا مقصد معلوم کرکے تحریر فرمائیں؛ نیز اس قسم کے محتمل کلام کی اشاعت اوراسے پڑھنا درست وجائز نہیں ہے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۲/۱۶/ ۱۴۱۵ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

پوجا کرنے والا مسلمان ہے یا کافر؟
اور کیا ایسے شخص کو مسجد، یا وقف کا ممبر ومتولی بنایا جاسکتا ہے؟

(۴۹) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایسا جس نے دین سے اظہار بیزاری کیا ہے اور ارتداد اختیار کیا ہے؛ چنانچہ اس کا کہنا یہ ہے کہ آپ لوگ مجھے مسلمان کہتے کیوں ہیں میرے پاس جو دینی کتابیں تھیں وہ میں نے واپس کردی ہیں اوراس نے شادی بھی غیر مسلم عورت سے کی ہے اوراسی حالت پر بدستور قائم ہے اور یوں کہتا ہے کہ میرے مرنے کے بعد مجھے دفن مت کرنا؛ بلکہ جلانا غرضیکہ پورے طور پر غیر مسلموں کی راہ اختیار کرلی ہے نماز روزہ کا تو ذکر ہی کیا؟ گھر میں مندر بنا کر وہ اور سب لوگ پوجا کرتے ہیں۔ اور دین کی دشمن جماعت سے اس کا

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا.....باب أحكام المرتدين": ج۵،ص:۲۰۵)

ومن جحد القرآن أي كله أو سورة منه، أو آية قلت: وكذا كلمة أو قراء ة متواترة، أو زعم أنها ليست من كلام الله تعالىٰ كفر. (أبوحنيفة رحمه الله، شرح الفقه الأكبر، "فصل في القراء ة والصلاة": ص: ۲۷۸)

(۱)ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الجهاد، باب المرتد، مطلب: ما يشك أنه ردة لا يحكم بها": ج۶،ص:۳۵۸.

(۲)إذا كان في المسألة وجوه توجب الكفر ووجه واحد يمنع، فعلى المفتي .....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر.....

تعلق ہے اوراس کے دونوں لڑکے بھی اسی طرح کا عمل کرتے ہیں اوران کے نام بھی غیر مسلموں کی طرح ہیں۔ اورایک لڑکے نے اپنی شادی بھی غیر مسلم عورت سردارنی سے کی ہے اور وہ عورت بھی گردوارہ بنا کر بچوں کے ساتھ گھر میں ہی پوجا پاٹ کرتی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ ایسا شخص مسلمان ہے یا کافر؟ اور کیا ایسے شخص کو کسی مسجد یا دینی ادارہ کا یا وقف علی اللہ کا ممبر ومتولی بنایا جاسکتا ہے یا نہیں؟ شریعت مطہرہ کی روشنی میں جواب مرحمت فرما کر ممنون فرمائیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: فرقان احمد خاں صاحب، پرانی دہلی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قرآن کریم کی متعدد آیتوں میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ جو شخص صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے وہ مسلمان ہے اور جو اللہ کے علاوہ کس کی پوجا کرے وہ دائرۂ اسلام سے خارج اور کافر ہے[1] اور سوال میں صراحت ہے کہ مذکورہ شخص اوراس کے اہل خانہ مندر میں غیر اللہ کی پوجا کرتے ہیں؛ اس لئے بشرط صحتِ سوال مذکورہ شخص دائرۂ اسلام سے خارج اور کافر ہے۔[2] اور سوال میں مذکور دیگر فسقیہ اعمال اس کے مؤید ہیں۔ اور اسلام میں فتاویٰ کی جن کتابوں کو معتبر ومعتمد تسلیم کیا جاتا ہے ان میں اس بات کی صراحت ہے کہ جو شخص دائرۂ اسلام سے خارج اور کافر ہو یا فسق و فجور میں مبتلا ہو وہ مسلمانوں کے اوقاف کا متولی وذمہ دار نہیں ہوسکتا[3]؛ اس لئے بشرط صحتِ سوال مذکورہ شخص کو مسلمانوں کے اوقاف کا متولی یا ذمہ دار بنایا جانا شرعاً ناجائز وحرام ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۹/۱۰/۵ھ)

الجواب صحیح:

خورشید عالم

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا.....أن يميل إلىٰ ذلك الوجه، كذا في الخلاصة. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بتلقين الكفر": ج۲،ص:۲۹۳)

(۱) ﴿وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ﴾ (سورہ بنی اسرائیل:۲۳) بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

کفریہ منتر کا وظیفہ پڑھنا:

(۵۰)**سوال**: اگر کوئی مسلمان کفریہ منتر کے ذریعہ وظیفہ کرے تو یہ جائز ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد اقتدار، محی الدین پور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کفریہ منتر پڑھنا حرام ہے اور کفر تک پہونچانے والا ہے؛ اس لئے ایسے کلمات سے احتراز اور اپنے ایمان کی حفاظت از حد لازمی اور ضروری ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۳۹/۶/۳۰ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان قاسمی

محمد عمران گنگوہی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا.....﴿فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا﴾ (سورة الكهف:۱۱۰)

(۲)﴿وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ﴾ (سورة البينه:۵)

قال: والكافر إذا صلى بجماعة أو أذّن في مسجد أو قال: أنا معتقد حقيقة الصلاة في جماعة يكون مسلما لأنه أتى بما هو من خاصيّة الإسلام كما أن الإتيان بخاصيَّة الكفر يدل على الكفر، فإن من سجد لصنم أو تزيا بزنارٍ أو لبس قلنسوة المجوس يحكم بكفره. (عبد اللّٰه بن محمد، الاختيار لتعليل المختار، "فصل فيما يصير به الكافر مسلماً": ج۴،ص:۱۵۰)

(۳)وينزع وجوباً بزازية لو الواقف درر فغيره أولى غير مأمون أو عاجزا أو ظهر به فسق إلخ. (ابن عابدين، الدر المختار مع ردالمحتار، "كتاب الوقف: مطلب: يأثم بتولية الخائن": ج۶،ص:۵۷۸)

وإن كا غير مأمون أخرجها من يده وجعلها في يد من يثق بدينه إلخ. (ابن نجيم، البحر الرائق، "كتاب الوقف": ج۵،ص:۴۰۰)

(۱)فما يكون كفراً بالاتفاق يوجب احتياط العمل كما في المرتدِّ، وتلزم إعادة الحجِّ إن كان قد حج، ويكون وطؤه حينئذٍ مع إمرأته زناً، والولد الحاصل منه في هذه الحالة ولد الزِّنا، ثم إن أتى بكلمة الشهادةِ على وجه العادة لم ينفعه ما لم يرجع عما قاله لأنه بالإتيان بكلمة الشهادة لا يرتفع الكفر، وما كان في كونه كفراً اختلاف يؤمر قائله بتجديد النكاح وبالتوبة والرجوع عن ذلك احتياطا، وما كان خطأ من الألفاظ لا يوجب الكفر فقائله مومن على حاله ولا يؤمر بتجديد النكاح ولكن يؤمر بالاستغفار بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر.....

اللہ کا ہوا کو حکم دینا اور ہوا کا انکار کرنے کا عقیدہ رکھنا:

(۵۱)**سوال**: اگر کوئی یہ عقیدہ رکھے کہ ''اللہ تعالیٰ نے ہوا کو حکم دیا کہ فلاں طرف چلی جا اور ہوا نے منع کر دیا تو''(۱) کیا ایسا کہنا اور ایسا یقین رکھنا کہ ایسا ہوسکتا ہے صحیح ہے یا نہیں؟(۲) ایسا کہنے والا اور ماننے والا مسلم ہوسکتا ہے؟(۳) کیا کسی موقع پر ایسے انسان کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں؟(۴) اگر کوئی ایسے شخص کو مسلم جانے اس کا یہ عقیدہ جاننے کے بعد بھی کہ ہوا اللہ کا کہنا نہیں مانتی ہے تو کیا وہ شخص مسلم رہے گا؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد نجم الدین، محی الدین پور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسا کہنا یا عقیدہ رکھنا حرام ہے، ایسا شخص ایمان سے خارج ہوجاتا ہے، اس کے پیچھے نماز نہیں ہوگی، ایسے شخص پر توبہ اور تجدید ایمان لازم ہے۔[۱] اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف کرنے کی ان کے اندر قطعاً استطاعت نہیں ہے۔ اور اگر عقیدہ درست ہو؛ لیکن زبان سے یوں ہی کہہ دیا تو بھی گناہ ہے، لیکن ایمان سے خارج نہیں ہوگا۔[۲]

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۱/۸:۱۴۳۹ھ)

.....بقیہ حاشیہ پچھلے صفحہ کا..... والرجوع عن ذلك، هذا إذا تكلم الزوج فإن تكلمت الزوجة ففيه اختلافٌ في إفساد النكاح، وعامَّة علماءِ بخاري على إفساده لكن يجبر على النكاح ولو بدينارٍ وهذا بغير الطلاق. (عبد الرحمن بن محمد، مجمع الأنهر في شرح ملتقي الأبحر، "كتاب السير والجهاد: باب المرتد، ألفاظ الكفر أنواع": ج۲،ص:۵۰۱)

وفي البحر: والحاصل أن من تكلم بكلمة الكفر هازلا أو لاعباً كفر عند الكلِّ، ولا اعتبار باعتقادة، ومن تكلم بها خطأً أو مكرهاً لا يكفر عند الكل، ومن تكلم بها عالماً عامداً كفر عند الكل، ومن تكلم بها اختياراً جاهلاً بأنها كفرٌ ففيه اختلاف، والذي تجود أنه لا يفتى بتكفير مسلمٍ أمكن حمل كلامه على محملٍ حسن أو كان في كفره اختلاف. (ابن عابدين، رد المحتار علي الدر المختار، "كتاب الجهاد: باب المرتد، مطلب: ما يشك أنه ردة لا يحكم بها: ج۶،ص:۳۵۸)

(۱)الرجل إذا ابتلىٰ بمصيبات متنوعة فقال: أخذت مالي وأخذت ولدي وأخذت كذا وكذا بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر.....

اے اللہ! مجھے ہی تکلیف دینا تھا:

(۵۲)**سوال**: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر کسی شخص کے سامنے کوئی پریشانی پیش آئے اور وہ اس پریشانی کی حالت میں کہتا ہے کہ: اے اللہ! تم کو مجھے ہی تکلیف دینا تھا: تو کیا ایسے الفاظ کے استعمال کی وجہ سے اس شخص کو دوبارہ نکاح پڑھوانا پڑے گا اور پہلا نکاح کیا ختم ہوجائے گا؟ اس مسئلہ کا جواب مرحمت فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اکبر علی، دیوریا

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ صورت میں اس شخص پر توبہ اور استغفار لازم ہے، اس کلمہ کی وجہ سے وہ شخص کافر نہیں ہوگا۔

''وما كان خطأ من الألفاظ ولا يوجب الكفر فقائله مؤمن على حاله ولا يؤمر بتجديد النكاح ولكن يؤمر بالاستغفار الرجوع عن ذلك.[1] قال رجل: يا رب أين ستم مبسند. قال بعضهم: يكفر والأصح أنه لا يكفر الخ''.[2]

لیکن ایسے الفاظ کا استعمال کرنا غلط ہے، پریشانی کی حالت میں بھی صبر کے دامن کو تھامے رکھنا ایک مؤمن کی شان ہے؛ لہٰذا احتیاط کے طور پر تجدید نکاح بھی کر لینا چاہئے۔

''وما فيه خلاف يؤمر بالاستغفار والتوبة وتجديد النكاح، وفي الشامي:

.....بقیہ حاشیہ پچھلے صفحہ کا..... فماذا تفعل وما بقي لم تفلعه وما أشبه هذا من الألفاظ فقد كفر، كذا في المحيط. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، قبيل ما يتعلق بتلقين الكفر'': ج۲،ص:۲۸۶)

تثبت (أي الردة بالشهادة) ويحكم بها حتي تبين زوجته منه ويجب تجديد النكاح. (زين الدين ابن نجيم، البحر الرائق، ''كتاب السير: باب أحكام المرتدين، توبة الزنديق'': ج۵،ص:۲۱۳)

(۲) قال في البحر: والحاصل أن من تكلم بها مخطئاً أو مكرهاً لا يكفر عند الكلِّ. (ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، ''كتاب الجهاد: باب المرتد، مطلب: ما يشك أنه ردة لا يحكم بها'': ج۶،ص:۳۵۸)

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاوى الهندية، ''كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بتلقين الكفر'': ج۲،ص:۲۹۳)

(۲) أيضاً: ''منها ما يتعلق بالإيمان والإسلام'': ج۲،ص:۲۷۰.

وتجديد النكاح أي احتياطاً كما في الفصول العمادية الخ"[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۵/۴: ۱۴۴۲ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی
محمد اسعد جلال، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

کیا ایک روٹی کا دو ہو جانے والا واقعہ درست ہے؟

(۵۳) **سوال**: ایک شخص نے اپنی بیوی کی بیماری سے تنگ آ کر یہ کہا کہ جا کر مرجا، یہ عورت کسی تالاب میں ڈوبنے گئی، ڈوبنے والی تھی کہ ایک شخص بزرگ کی شکل میں نکلے اور اس نے پوچھا، تو اس عورت نے پورا واقعہ سنایا، پھر بزرگ نے تالاب کے اندر سے ایک روٹی لا کر دی اور فرمایا کہ اس کو چائے کا ایسا پانی جس میں چائے کو چینی میں پکایا گیا ہو، اس میں ڈال کر جمعہ کے روز مغرب کے بعد رکھ دینا اور پھر دوسرے جمعہ کو کھولنا دو روٹی ہو جائیں گی۔ ایک روٹی کسی ضرورت مند کو دیدینا بغیر کسی لالچ کے اور وہ چائے کا پانی جس میں روٹی ڈالی گئی تھی اسے استعمال کرنا، تم شفایاب ہو جاؤ گی؛ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور وہ عورت تندرست ہوگئی۔ یہ عمل کیسا ہے؟ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے یا من جانب شیطان ہے، اسے کیا جائے یا نہیں اور دوا کے طور پر استعمال جائز ہے یا نہیں؟ "بینوا توجروا"

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شاہد میرٹھ، متعلّم دارالعلوم دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسا بھی ہوتا رہا ہے کہ بعض ناعاقبت اندیش یا فرق ضالہ سے تعلق رکھنے والے افراد ایسے واقعات اور کہانیاں گڑھ کے پیش کر دیتے ہیں، جو سنہرے نظر آتے ہیں؛ لیکن براہِ راست عقائد پر ان کی زد پڑتی ہے جیسا کہ ایک نصیحت بھی سالہا سال سے چلی آ رہی

(۱) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الجهاد: باب المرتد، مطلب: الإسلام بالفعل كالصلاة بجماعة": ج۶، ص:۳۶۷۔

ہے اور لوگ چھپوا چھپوا کر تقسیم کرتے ہیں؛ لیکن وہ ایک یہودی کی ایجاد ہے جس نے مسلمانوں کے عقائد خراب کرنے کے لئے خواب گھڑا۔ سوال میں تحریر کردہ صورت اس سے ملتی جلتی ہے جس پر یقین نہیں کیا جاسکتا ہے کہ یہ صورت حال واقعی من گھڑت ہے۔ رہی روٹی سے شفا ہوجانے کی بات تو اس میں بڑا دخل قوت ارادی کو بھی ہوتا ہے، یقین کے ساتھ یہ کہنا کہ یہ روٹی ہی باعث شفا بنی مشکل ہوگا اور شرعی ضابطہ اس کی اجازت نہیں دیتا کہ اس پر عمل کیا جائے، بلکہ اس کو پھیلنے سے روکا جائے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید (۱۴۰۹/۴/۲۰ھ)
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

ٹائی لگانا:

(۵۴) **سوال**: گلے میں ٹائی لٹکانا جو یہود ونصاریٰ کا شعار ہے کیسا ہے جب کہ فتاویٰ رشیدیہ میں اس کے لٹکانے کو کفر کہا گیا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالمجید ڈار، کشمیری

---

(۱) نیز ایسی باتوں کی اشاعت نہ کی جائے اس سے فتنہ کا اندیشہ ہے اور ہر وہ چیز جس میں فتنہ کا اندیشہ ہو وہ قابل اشاعت نہیں ہے، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک باب قائم کیا ہے ''باب من خص بالعلم قوماً دون قوم كراهية أن لا يفهموا'' اس باب کے تحت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ایک اثر کو نقل کیا ہے ''وقال علي -رضي الله عنه- حدثوا الناس بما يعرفون أتحبون أن يكذب الله ورسوله'' (أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب العلم: باب من خص بالعلم قوماً دون قوم'': ج۱،ص:۲۴،رقم:۱۲۷)

وقال العيني: أي كلموا الناس بما يعرفون أي بما يفهمون والمراد كلموهم علي قدر عقولهم وفي كتاب العلم لآدم بن أبي إياس عن عبد الله بن داود عن معروف فما آخره ودعوا ما ينكرون أي ما يشتبه عليهم فهمه.

أن يكذب: وذلك لأن الشخص إذا سمع مالا يفهمه ومالا يتصور إمكانه يعتقد استحالته جهلا فلايصدق وجوده فإذا أسند إلى الله ورسوله يلزم تكذيبها. (بدر الدين العيني، عمدة القاري شرح صحيح البخاري، ''باب من خص بالعلم قوما دون قوم كراهية أن لا يفهموا'': ج۲،ص:۲۰۴)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ٹائی عیسائیوں کے مذہبی شعار کی حیثیت سے وجود میں آئی تھی پھر عیسائی اس کو پوری دنیا میں عام کرنے میں کامیاب ہوگئے اور بلاتفریقِ مذہب اکثریت نے اس کا استعمال شروع کردیا، ہوتے ہوتے وہ ایک فیشن بن گیا، آج بہت سے ٹائی لگانے والوں کو یہ بھی معلوم نہیں کہ یہ کس کی ایجاد اور کس کا شعار ہے؛ لہٰذا ٹائی کے استعمال کرنے والوں کے احوال وکوائف سے ٹائی کا حکم مختلف ومتعدد ہوجاتا ہے۔

(۱) کوئی شخص یہ جانتا ہے کہ یہ عیسائیوں کا مذہبی شعار ہے اور جس عقیدہ کی بنا پر انہوں نے اس کو شعار بنایا اس عقیدہ کو بھی یہ شخص درست سمجھتا ہے اور اسی کے اثبات کے طور پر یہ شخص ٹائی استعمال کرتا ہے تو یہ شخص خارج از اسلام ہے۔

(۲) کوئی شخص یہ سمجھے کہ یہ آج بھی عیسائیوں کا شیوہ ہے اور ان کی مشابہت کو باعث فخر سمجھ کر اس کو استعمال کرتا ہے ایسا شخص کراہت تحریمی کا مرتکب ہے۔

(۳) کوئی شخص یہ جانے کہ یہ ان کا شعار تھا؛ لیکن اب ان کے شعار کے ساتھ مخصوص نہیں رہا؛ بلکہ ایک فیشن ہے اور صرف فیشن کے طور پر استعمال کرے، ان کے عقیدے سے بیزار ہو، تو جائز ہے لیکن ترک اولیٰ ہے۔

(۴) کوئی شخص یہ نہ جانے کہ یہ کس کا شعار تھا؟ کیوں تھا؟ بس دیکھا دیکھی ویسے ہی استعمال کرتا ہے، تو اس کے لئے اس کا استعمال جائز ہے؛ لیکن خلاف اولیٰ ہے، پس بہتر یہ ہے کہ اس کا استعمال ترک کردے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۳/۲/۲ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: (من تشبّہ بقومٍ فھو منھم) رواہ أحمد، وأبو داود.
(وعنہ): أي عن ابن عمر (قال: قال رسول اللّٰہ -صلی اللّٰہ علیہ وسلم- (من تشبّہ بقومٍ): أي من شبَّہ نفسہ بالکفار مثلاً في اللباس وغیرہ أو بالفساق أو الفجار أو بأھل التصوف، .....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

کفریہ کلمات بولنے والے کو کافر قرار دینا:

(۵۵)**سوال**: اگر کوئی شخص کفریہ کلمات بولتا ہو تو اسے کافر کہا جائے گا یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد امتیاز علی، جبل پور (ایم. پی)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: فقہاء کے کلام میں صراحت ہے کہ اگر کسی کے کلام میں ننانوے احتمال کفر کے ہوں اور ایک احتمال ایمان واسلام کا ہو، تو ایک احتمال کو ترجیح دی جائے گی، اگر کسی درجہ میں بھی اسلام کا پہلو سامنے رہے، تو اس کو ہی اختیار کیا جائے، حدیث شریف سے بھی اس کی نزاکت معلوم ہوتی ہے کہ کفر ایسی چیز ہے، اگر کسی نے کسی کو کافر کہہ دیا، تو یا تو وہ کافر ہے، جس کو کافر کہا گیا ہے اور اگر وہ کافر نہیں ہے، تو یہ کفر قائل کی طرف لوٹ جائے گا؛ اس لئے کسی کو کافر کہنے سے قبل خود اسی سے اس کے عقیدے کی وضاحت طلب کر لینی بہتر ہے۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۳/۲/۲۸ھ)

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا.....والصلحاء الأبرار (فهو منهم): أي في الإثم والخير. قال الطيبي: هذا عامٌ في الخلق والخُلُق والشعارِ، ولما كان الشعارُ أظهر في التشبه ذكِرَ في هذ الباب قلت: بل الشعار هو المراد بالتشبُّه لا غير فإنَّ الخُلْق الصوري لا يتصوّرُ في التشبّه، والخلق المعنويِّ لا يقال في التشبُّهِ بل هو التخلُّقُ، هذا وقد حكي حكاية غريبةً ولطيفةً عجيبةً، وهي أنَّهُ لما اغرق اللّٰه -سبحانهُ- فرعونَ وآله لم يغرق مسخرتهُ الذي كان يحاكي بسيدنا موسىٰ -عليه الصلاة والسلام- في لبسه وكلامه ومقالاته، فيضحك فرعون وقومُهُ من حركاته وسكناته؛ فتضرع موسىٰ إلي ربه: يا ربِّ! هذا كان يؤذي أكثر من بقية آلِ فرعون، فقال الرَّبُّ تعالىٰ: ما أغرقنا؛ فإنه كان لابساً مثل لباسِك، والحبيبُ لا يعذبُ من كان على صورة الحبيب، فانظر من كا متشبهاً بأهل الحق على قصد الباطل حصل له نجاة صوريَّةٌ، وربما أدت إلى النجاةِ المعنوية، فكيف بمن تشبَّهُ بأنبيائه و أوليائهِ على قصدِ التشرف والتعظيم. (ملا علي قاري، مرقاة المصابيح شرح مشكاة المصابيح، "كتاب اللباس: الفصل الثاني": ج۸،ص:۲۲۲،رقم:۴۳۴۷)

(۱)عن عبد اللّٰه بن دينار أنه سمع ابن عمر -رضي اللّٰه عنهما- يقول: قال رسول اللّٰه .....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

سرسوتی کی مورتی کے سامنے جھکنا:

(۵۶)**سوال**: ایک عالم دین جومشہور ہیں ان کا نجی اپنی ادارت میں رسالہ بھی شائع ہوتا ہے ابھی حال ہی میں ایک ہندی اخبار پانچ جنے کی اشاعت مؤرخہ ۲۱/نومبر ۱۹۹۰ء میں ایک فوٹو شائع ہوا ہے جس میں مولانا موصوف کوسرسوتی کی مورتی کے سامنے جھکتے ہوئے اور پھول چڑھاتے ہوئے اور اس کے برابر ایک شخص سے تلک لگاتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔اور لباس بھی اس وقت مولانا موصوف کا اس انداز کا تھا کہ جس سے مذہب باطل کی تائید ہوتی ہے۔تو کیا اسلام میں ایسی رواداری جائز ہے؟ اور کیا اس جیسے عمل سے اسلام سے خارج نہیں ہوتا؟ ایسے شخص کا شرعی حکم کیا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد اکرام باری، مرادآباد

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر مذکورہ فی السوال باتیں صحیح اور سچ ہیں تو مذکورہ شخص فاسق فاجر ہے قطعی طور پر لائق اتباع نہیں ہے۔جیسی رواداری سوال میں مذکور ہے اسلام میں ایسی رواداری کی ہرگز اجازت نہیں ہے۔اور اگر اس نے واقعۃً غیر اللہ کے سامنے سر جھکایا اور اس کو سجدہ کیا تو پھر وہ اسلام سے خارج ہوگیا ہے۔تجدید ایمان اور تجدید نکاح اس پر لازم ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۹/۹/۷ھ)

الجواب صحیح:

خورشید عالم

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

.....بقیہ حاشیہ پچھلے صفحہ کا.....صلى الله عليه وسلم: أيما إمرئ قال لأخيه: يا كافر فقد باء بها أحد هما إن كان كما قال و إلا رجعت عليه: (أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب الإيمان: باب بيان حال إيمان من قال لأخيه": ج۱، ص:۷۹، رقم:۶۰)

قال في البحر: والحاصل أن من تكلم بكلمة الكفر هازلاً أو لاعباً كفر عند الكل، ولا اعتبار باعتقاده كما صرّحَ به في الخانية، و من تكلم بها مُخطِئاً أو مكرهاً لا يكفر عند الكل، ومن تكلم بها عامداً عالماً كفر عند الكلِّ، ومن تكلم بها اختياراً جاهلاً بأنها كفرٌ ففيه اختلافٌ. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الجهاد: باب المرتد، مطلب: ما يشك أنه ردة لا يحكم بها": ج۶، ص:۳۵۸)

(۱)ويكفر بوضع قلنسوة المجوس علي رأسه علي الصحيح إلا لضرورة .....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

ہنوداور مسلمان کوایک ہی سمجھنا کیسا ہے؟

(۵۷)**سوال**: مبلغ صاحب نے تقریر میں کہا کہ ہنوداور مسلمان میں کوئی فرق نہیں یہ عقائد جاہلانہ کی وجہ سے فرق کرتے ہیں اورواعظ یہ شعر پڑھتا ہے کہ:

نہ جا جاہل کی باتوں پر اگر تو دُھن کا پکا ہے
اسی پتھر کا بت خانہ اسی پتھر کا مکہ ہے
(نعوذ باللہ)

ایسے واعظ کا شرعاً کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالجلیل، مظفرنگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اسلام اور کفر دونوں الگ الگ چیزیں ہیں اور ایک دوسرے کی ضد ہیں، مذکورہ الفاظ کفریہ ہیں اور ایسا اعتقاد رکھنے والا کافر اور مرتد ہے۔[1] اس شخص کی

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا.....دفع الحرِّ والبرد وبشد الزنار في وسطه إلا إذا فعل ذلك خديعةً في الحرب وطليعة المسلمين. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنوع، ومنها: ما يتعلق بتلقين الكفر": ج۲،ص:۲۸۷)

ومن هزل بلفظ كفر إرتد و إن لم يعتقد للاستخفاف فهو ككفر العناد.

قوله (من هزل بلفظ كفر) أي تكلم به باختياره غير قاصد معناه، وهذا لا ينافي مأمر من أن الإيمان هو التصديق فقط أو مع الإقرار: لأن التصديق وإن كان موجوداً حقيقة لكنه زائل حكما: لأن الشارع جعل بعض المعاصي إمارة علي عدم وجوده كالهزل المذكور، وكما لو سجد لصنم أو وضع مصحفاً في قاذورة فإنه يكفر وإن كان مصدقاً: لأن ذلك في حكم التكذيب كما أفاده في شرح العقائد، وأشار إلي ذلك بقوله: للاستخفاف، فإن فعل ذلك استخفافاً واستهانة بالدين فهو أمارة عدم التصديق.(ابن عابدين،رد المحتار علي الدر المختار، "كتاب الجهاد: باب المرتد": ج٦،ص:٣٥٦)

قال: والكافر إذا صلى بجماعة أو أذّن في مسجد أو قال: أنا معتقد حقيقة الصلاة في جماعة يكون مسلما لأنه أتى بما هو من خاصيّة الإسلام كما أن الإتيان بخاصيَّة الكفر، يدل على الكفر فإن من سجد لصنم أو تزيا بزنارٍ أو لبس قلنسوة المجوس يحكم بكفره. (عبد اللّٰه ابن محمد، الاختيار لتعليل المختار، "فصل فيما يصير به الكافر مسلماً": ج ٤، ص: ١٥٠)

(۱)ومن أعتقد أن الإيمان والكفر واحدٌ فهو كافر. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، و منها: ما يتعلق بالإيمان": ج۲،ص:۲۷۰)

کفریہ باتوں کو نہ سنا جائے اور نہ ان کو قبول کیا جائے اگر وہ اپنی جہالت کی وجہ سے ایسی غلطی کرتا ہے، تو حقیقت اس کے سامنے آشکارا کی جائے اس پر تجدید ایمان اور توبہ لازم ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۹/۶ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

مدعی رسالت اور دعویٰ خداوندی کے قائل کا حکم:

(۵۸)**سوال**: ایک شخص یحییٰ خاں ہے جو اپنے آپ کو کبھی تو مسیح موعود کہتا ہے، پھر رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور اپنے نام کا کلمہ بھی بنا رکھا ہے ''**لا إله إلا الله يحيىٰ عين الله**'' اور ایک کتاب بھی لکھی ہے اس کا نام رکھا ہے۔ ''فرمان بالمقابل قرآن'' پھر اپنے بارے میں اللہ ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اور کہتا ہے کہ قرآن میں غلطی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کو لہو ولعب کرنے والا کہتا ہے، ایسا شخص کافر مرتد ہے یا نہیں؟ اس کے ساتھ میل جول رکھنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: معین الدین قاسمی، متعلّم دارالعلوم دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ شخص کافر ومرتد ہے اس کے ساتھ مسلمانوں کو ملنا اور اس سے محبت رکھنا، اس کی اعانت کرنا حرام ہے اور جو لوگ اس کو بزرگ اور واجب التعظیم سمجھیں اور اس کی تصدیق کریں وہ بھی کافر ہیں۔[2] ''**قال الله تعالىٰ**: ﴿وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ إِنِّيْ إِلٰهٌ مِّنْ

(۱) أن ما يكون كفراً اتفاقاً يبطل العمل والنكاح، وما فيه خلاف يؤمر بالاستغفار والتوبة وتجديد النكاح. (ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، "كتاب الجهاد: باب المرتد، مطلب: الإسلام يكون بالفعل كالصلاة بجماعة": ج۶،ص:۳۶۷)

(۲) ومن هنا ينص الفقهاء على أن من أدّى أنه شريك لمحمد صلى الله عليه وسلم في الرسالة أو قال: بجواز اكتسابها بتصفية القلب وتهذيب النفس فهو كافرٌ، وكذا إن ادّعى أنه يوحي إليه وإن لم يدّعي النبوة. قال قاضي عياضٌ: لا خلاف في تكفير مدّعي الرسالة. (وزارة الأوقاف والشئون الإسلاميه- الكويت- الموسوعة الفقهية، "حكم من أدعى النبوة أو صدق مدعيا لها": ج۴۰،ص:۳۹) .....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِى الظّٰلِمِيْنَ ۝۲۹﴾ (۱)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۶/۱۴ھ)

مرشد کو خدا اور رسول کہنا، قیامت کا انکار کرنا:

(۵۹) **سوال:** ایک شخص اپنے مرشد کو خدا اور رسول کہتا ہے تو اس کا کیا حکم ہے اور قیامت کے بارے میں کہتا ہے کہ ساری مخلوقات مٹی میں مل جائیں گی قیامت کوئی چیز الگ سے نہیں ہے اور فاتحہ خوانی بھی کرتا ہے کھانا سامنے رکھ کر، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نور کہتا ہے۔ انسان نہیں مانتا۔

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالمؤمن، ہریدوار

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جو شخص مرشد کو رسول اور خدا کہتا ہے وہ کافر و مرتد ہے (۲) اور انکار حشر ونشر اور حساب وکتاب بھی کفر ہے اور توبہ سے انکار کرنا بھی مسلمان کا کام نہیں ہے۔ (۳)

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا.....وفي البحر: والحاصل أن من تكلم بكلمة الكفر هازلا أو لاعباً كفر عند الكلِّ ولا اعتبار باعتقاده ..... ومن تكلم بها عالماً عامداً كفر عندالكُلِّ. (ابن عابدين، رد المحتار علي الدر المختار، "كتاب الجهاد: باب المرتد، مطلب: ما يشك أنه ردة لا يحكم بها": ج۶،ص:۳۵۸)

رجل كفر بلسانه طائعاً وقلبه مطمئنٌ بالإيمان يكون كافرا ولا يكون عند اللّٰه مؤمناً كذا في فتاوى. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بتلقين الكفر": ج۲،ص:۲۹۳)

(۱) سورة الأنبياء: ۲۹.

(۲) ومن تكلم بها عالماً عامداً كفر عند الكل. (ابن عابدين، رد المحتار علي الدر المختار، "كتاب الجهاد: باب المرتد": ج۶،ص:۳۵۸)

(۳) رجل كفر بلسانه طائعاً وقلبه مطمئن بالإيمان يكون كافرا، ولا يكون عند اللّٰه مؤمناً، كذا في فتاوىٰ قاضي خان. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بتلقين الكفر": ج۲،ص:۲۹۳)

اور کھانے کو سامنے رکھ کر فاتحہ پڑھنا بھی خلاف سنت اور بدعت ہے [۱] آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بشر ہونا قرآن سے ثابت ہے، اللہ تعالیٰ کے ذاتی نور میں کسی کی شرکت نہیں اور اللہ کے نور کا تجزیہ کرنا بھی شرک اور کفر ہے۔ [۲]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۰/۲/۳ھ)

غم کے موقعہ پر زبان سے غلط الفاظ نکالنے کا حکم:

(۶۰) **سوال:** بہشتی زیور میں لکھا ہے کہ اگر عورت کا بچہ مرجائے اور وہ اس کے غم میں کہتی ہے کہ اللہ کو اسی کو مارنا تھا دوسرا کوئی نہیں تھا۔ یا عورت کسی کام کے نہ ہونے پر یوں کہدے کہ میں نماز نہیں پڑھوں گی تو ان کلمات کے کہنے سے کیا نکاح ختم ہوجائے گا؟ تجدید نکاح ضروری ہوگا ان کلمات پر مجھ کو بھی تعجب ہے۔ کیا واقعی ایسا ہے جب کہ ان معمولی باتوں کو لوگ رات دن کہتے ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالواجد، کرناٹک

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ اور ان جیسے جملوں میں کہیں تو اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی ہے اور کہیں دین کی توہین ہے اور لوازمات دین پر عقیدہ کا انکار ہے [۳] اور ان چیزوں سے

---

(۱) واعلم أن النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام وما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها إلى ضرائح الأولياء الكرام تقربا إليهم فهو بالإجماع باطل وحرام. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصوم: باب ما يسفد الصوم وما لا يفسده، مطلب: في النذر الذي يقع للأموات من أكثر": ج۳،ص:۴۲۷)

(۲) ﴿قُلْ إِنَّمَآ أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَآ إِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَّاحِدٌ﴾ (سورة الكهف:۱۱۰)

(۳) وفي البحر: والحاصل أن من تكلم بكلمة الكفر هازلا أو لاعباً كفر عند الكلِّ. (ابن عابدين، الدر المختار مع ردالمحتار، "كتاب الجها: باب المرتد": ج۶،ص:۳۵۸)

رجل كفر بلسانه طائفاً وقلبه مطمئن بالإيمان يكون كافرا ولا يكون عند الله مؤمناً، كذا في فتاوىٰ قاضي خان. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، ومنها: ما يتعلق بلقين الكفر": ج۲،ص:۲۹۳)

آدمی ایمان سے خارج ہوجاتا ہے اور نکاح بھی ٹوٹ جاتا ہے اس لئے تجدید ایمان وتجدید نکاح ضروری ہے[۱] ورنہ وہی حکم ہوگا جو لگایا گیا ہے۔ یہ مسائل صحیح ہیں اگر کہیں دشواری پیش آئے تو کسی اچھے عالم سے سمجھ لیا جائے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۰/۵/۲۲ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

سجدہ میں شیخ عبدالقادر کے نام کے وظیفہ پڑھنا:

(۶۱) **سوال**: کہیں کہیں سجدوں میں ذکر واذکار کے ساتھ ''**یا شیخ سید عبدالقادر شیئاً للّٰہ**'' پڑھتے ہیں، ان کا پڑھنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محی الدین، کشمیر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس قسم کے وظائف کہ جن میں غیر اللہ سے مدد طلب کی جائے حرام ہیں ان سے بچنا چاہئے ایسا کرنے والے سخت گنہگار ہیں۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۰۷/۶/۱۹)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) تثبت (أي الردة بالشهادة) ويحكم بها حتي تبين زوجته منه ويجب تجديد النكاح. (ابن نجيم، البحر الرائق شرح كنز الدقائق، ''كتاب السير: باب أحكام المرتدين، توبةالزنديق'': ج۵،ص:۱۳۷)

(۲) ﴿وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ط﴾ (سوره يونس:۱۸)
﴿وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ط﴾ (سوره الزمر:۳)
؟عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: كان المشركون يقولون: لبيك لا شريك لك، قال: فيقول رسول الله صلى الله عليه وسلم: (ويلكم قد قد) فيقولون: إلا شريكاً هو لك، .....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

حضور ﷺ کے بارے میں غیر محتاط جملے استعمال کرنا:

(۶۲)**سوال**: ایک اہل حدیث مولوی نے یہ کہا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی دوغلی پالیسی کبھی اختیار نہیں کی ہوگی کہ حالت قیام میں ہاتھ سینے پر بھی باندھے ہوں اور ناف پر بھی دونوں طرح کا عمل نہیں کیا ہوگا تو ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد مظہر قاسمی کلکتہ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ شخص پر توبہ لازم ہے، بظاہر جملۂ مذکورہ سے مسلکی تشدد معلوم ہوتا ہے، نہ کہ اہانت؛ اس لئے کفر عائد نہیں ہوا؛ البتہ غیر محتاط وغیر مہذب جملہ بولنے کی وجہ سے توبہ واستغفار لازم ہے۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہٗ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۴/۸ھ)

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا..... تملكه ومامالك. (أخرجه مسلم، في صحيحه، "باب التلبية وصفتها ووقتها": ج۲، ص:۸۴۱، رقم:۱۱۸۵)؟

ويكفر بقوله أرواح المشايخ حاضرة تعلم. (عبد الرحمن بن محمد، مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر، "كتاب السير والجهاد، ألفاظ الكفر أنواع": ج۲،ص:۵۰۵)

وأعلم أن النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام وما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها إلى ضرائح الأولياء الكرام تقربا إليهم فهو بالإجماع باطل وحرام. (ابن عابدين، الدر المختارمع رد المحتار، "كتاب الصوم: باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، مطلب: في النذر الذي يقع للأموات من أكثر": ج۳،ص:۴۲۷)

(۱)إن ما يكون كفراً اتفاقاً يبطل العمل والنكاح، وما فيه خلاف يؤمر بالاستغفار والتوبة الخ.اهـ. (ابن عابدين، ردالمحتار على الدر المختار، "كتاب الجهاد: باب المرتد، مطلب: الإسلام يكون بالفعل كالصلوة بجماعة": ج۶،ص:۲۳۰)

عن أبي هريرة، رضي الله عنه، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال: .....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

بت کی پوجا کرنا، کھانا چڑھانا کفر ہے:

(۶۳)**سوال**: زید کے بچے پیدا ہونے کے بعد مرجاتے تھے، کسی کے کہنے پر اس نے ماتا کی پوجا کی اور بت کے سامنے کھانا پکا کر تقسیم کیا، اس میں شوہر، بیوی دونوں شریک تھے تو وہ مسلمان رہے یا نہیں اور ان کے نکاح کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اسلم، نیپال

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس فعل کی وجہ سے وہ میاں، بیوی اور بت کی پوجا کی ترغیب دینے والا یہ تینوں دائرۂ اسلام سے خارج ہوگئے۔ ایمان ونکاح دونوں کی تجدید ان پر لازم ہے۔[1]

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی غفرلہٗ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عارف قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۰/۲/۱۸ھ)

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا..... إني لا أقول إلا حقا! قال بعض أصحابه: فإنك تداعنا يا رسول اللّٰه! -صلى اللّٰه عليه وسلم- فقال: إني لا أقول إلا حقّاً. (أخرجه أبو عبد اللّٰه أحمد بن حنبل، في مسنده: ج۱۴،ص:۱۸۵،رقم: ۸۴۸۱)

(۱)تثبت (أي الردة بالشهادة) ويحكم بها حتي تبين زوجته منه ويجب تجديد النكاح. (ابن نجيم، البحر الرائق شرح كنز الدقائق، "كتاب السير: باب أحكام المرتدين، توبة الزنديق": ج۵،ص:۲۱۳)

إن رجلا قال: يا رسول اللّٰه -صلى اللّٰه عليه وسلم- نسلِّم عليك كما يسلم بعضنا على بعض أفلا نسجد لك قال: لا ولكن أكرموا نبيكم وأعرفوا الحق لأهله فإنه لا ينبغي أن يسجد لأحد من دون اللّٰه. (جلال الدين السيوطي، الدر المنثور: ج۲،ص:۲۵۰؛سورة آل عمران:۷۹)

من سجد للسلطان على وجه التحية أو قبّل الأرض بين يديه لا يكفر ولكن يأثم لارتكابه الكبيرة هو المختار قال الفقيه أبو جعفر رحمه اللّٰه تعالىٰ: إن سجد للسلطان بنية العبادةِ أو لم تحضره النيةُ فقد كفر. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب الكراهية، الباب الثامن والعشرون في ملاقاة الملوك": ج۵،ص:۴۲۵)

کلمہ طیبہ کوتبدیل کرنے والا کافر ہے کہ نہیں؟

(۶۴)**سوال**: معلوم ہوا ہے کہ شیعوں نے کلمہ کی ترتیب بدل رکھی ہے، مثلاً ''لا إلٰه إلا الله عليٌّ رسول الله'' وغیرہ تو یہ کلمہ کا پڑھنے والا کافر ہوجائے گا یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: سعیدالحق زیدی بڑا امام باڑہ، سہارنپور

الجواب وبالله التوفيق: کافر تو نہیں ہے، لیکن کلمہ کی اصل ترکیب کو بگاڑنا گناہ کبیرہ ہے، قصداً ایسا نہ کرنا چاہئے۔ اور اگر اس کا اعتقاد بھی یہی ہے، تو کافر ہوجائے گا۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۲۰/۲/۲۰ھ)

الجواب صحیح:

خورشید عالم

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

ایمان رہے یا جائے تعزیہ ضرور بنائیں گے کہنے والے کا حکم:

(۶۵)**سوال**: تعزیہ بنانے کی اعانت پر کسی کو مجبور کرنا اور یہ کہنا کہ ایمان رہے یا جائے ہم ضرور

---

(۱)فما يكون كفراً بالاتفاق يوجب احتياط العمل كما في المرتدِّ، وتلزم إعادة الحج إن كان قد حج، ويكون وطوئه حينئذٍ مع إمرأته زنا، والولد الحاصل منه في هذه الحالة ولد الزنا، ثم إن أتي بكلمة الشهادة على وجه العادة لم ينفعه ما لم يرجع عما قاله، لأنه بالإتيان بكلمة الشهادة لا يرتفع الكفر، وما كان في كونه كفراً اختلاف من الألفاظ لا يوجب الكفر، قائله مؤمن على حاله ولا يؤمر بتجديد النكاح ولكن يؤمر بالاستغفار والرجوع عن ذلك، هذا إذا تكلم الزوج، فإن تكلمّت الزوجة ففيه اختلاف في إفساد النكاح؟ وعامة علماء بخاري على إفساده، لكن يجبر على النكاح ولو بدينارٍ وهذا بغير الطلاق. (عبد الرحمن بن محمد، مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر، ''كتاب السير والجهاد، باب المرتد، الصبي العاقل إذا إرتد'': ج۲،ص:۵۰۱)

وفي البحر: والحاصل أن من تكلم بكلمة الكفر هازلا أو لاعباً كفر عند الكل ولا اعتبار باعتقاده ..... ومن تكلم بها خطأ أو مكرها لا يكفر عند الكل، ومن تكلم بها عالماً عامداً كفر عند الكل، ومن تكلم بها اختياراً جاهلاً بأنها كفرٌ ففيه اختلاف والذي تحرّر أنه لا يفتي بكفر مسلم أمكن حمل كلامه على محملٍ حسنٍ أو كان في كفره اختلاف. (ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، ''كتاب الجهاد: باب المرتد، مطلب: ما يشك أنه ردة لا يحكم بها'': ج۶،ص:۳۵۸)

تعزیہ بنائیں گے ایسے آدمی کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: فخر الدین، چاند مسجد، سہارنپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسے شخص کو اپنے ایمان ونکاح کی تجدید کرنی چاہئے[۱] اور کثرت سے توبہ واستغفار کرنی چاہئے۔[۲]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عارف قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۰/۱/۱۹ھ)

کفریہ، شرکیہ افعال سے توبہ کرنے والے کا حکم:

(۶۶) **سوال:** ایک شخص کفریہ وشرکیہ افعال انجام دیتا تھا بعد میں اس نے توبہ کرلی، توبہ کے بعد کیا یہ شخص مسلمان ہے اور مسلمانوں کو اس کے ساتھ کیا معاملہ کرنا چاہئے؟

فقط: والسلام

المستفتی: ننھے میاں، راجستھان

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بشرط صحت سوال چوں کہ مذکورہ شخص نے کفریہ وشرکیہ افعال سے توبہ کرلی ہے؛ اس لئے مذکورہ شخص مسلمان ہے۔ قرآن کریم میں ہے ﴿إِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَأَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَأَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَأُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾[۳]

(۱) وإذا قال الرجل لغيره: حكم الشرع في هذه الحادثة كذا: فقال ذلك الغير (من برسم کارمی کنم نہ بشرع) يكفر (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهنديه: "كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بالعلم والعلماء": ج۲،ص:۲۸۳)

(۲) عن ابن عمر -رضي الله عنه- عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إن الله يقبل توبة العبد مالم يغرغر. (أخرجه الترمذي، في سننه، "أبواب الدعوات، باب أن الله تقبل توبة العبد مالم يغرر": ج۲،ص:۱۹۴)

(۳) سورة النساء:۱۴۶.

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''التائب من الذنب کمن لا ذنب لہٗ''[۱] لہٰذا سچی توبہ، آئندہ ایسا نہ کرنے کا عزم اور تجدید ایمان اور تجدید نکاح سب کچھ ہو جانے کے بعد مسلمانوں کو اس کے ساتھ ایک مسلم جیسا برتاؤ لازم ہے اور چوں کہ یہ کفریہ اعمال برسرعام ہوئے تھے، تو اب ان کو لازم ہے کہ توبہ کا اعلان بھی برسرعام کرے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۰/۳/۷ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

سجدہ تعظیمی شرک ہے کہ نہیں؟

(۶۷) **سوال**: زید کا عقیدہ ہے کہ سجدہ تعظیمی شرک نہیں ہے۔ اگر شرک ہوتا تو حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ نہ کرایا جاتا تو ایسے شخص کی امامت کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالستار قاسمی، دارالعلوم دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: غیر اللہ کو سجدہ کرنا تعظیماً حرام ہے شرک نہیں ہے تاہم ایسا عقیدہ رکھنا درست نہیں ہے۔[۳] حضرت آدم علیہ السلام یا حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ کرانے کا حکم اس شریعت میں منسوخ ہو چکا ہے۔ نیز حضرت آدم علیہ السلام کو ملائکہ نے جو سجدہ کیا وہ اللہ جل شانہٗ کے حکم سے کیا، یہ ایسا ہے جیسے اس امت کو بیت اللہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کا حکم دیا

---

(۱) عن أبي عبيدة بن عبد الله عن أبيه رضي الله عنهما، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: التائب من الذنب كمن لا ذنب له. (أخرجه، ابن ماجه في سننه، "أبواب الدعوات، باب ذكر التوبة": ج۲،ص:۳۱۳،رقم:۴۲۵۰)

(۲) ﴿وَهُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوْ عَنِ السَّيِّئَاتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ﴾ (سورة الشوریٰ:۲۵)

(۳) إذا سجد لإنسان سجدة تحية لا يكفر، كذا في السراجيه. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهنديه، ''كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بتلقين الكفر'': ج۲،ص:۲۹۰)

إذا سجد لإنسان سجدةتحيه لا يكفر. (أبو محمد، الفتاوىٰ السراجيه، ''كتاب السير'': ج۲،ص:۳۱۰)

اوراگر حضرت آدم علیہ السلام کی تعظیم ہی مقصود ہو اس سجدے سے تو یہ حکم بھی منسوخ ہوگیا؛ کیوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ نے فرمایا: ''**لو كنت آمراً أحداً أن يسجد لغير الله لأمرت المرأة أن تسجد لزوجها**''[1] اس لئے ایسا عقیدہ رکھنے والے کو امام بنانا جائز نہیں ہے۔

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عارف قاسمی
رکن دارالافتاء دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۰/۳/۷ھ)

ڈاڑھی کا مذاق بنانے والے کا حکم:

(۶۸) **سوال:** ایک شخص ڈاڑھی ٹوپی والے کی توہین کرتا ہے، ڈاڑھی کا گویا کہ سنت کا مذاق اڑاتا ہے، کیا ایسا شخص کافر ہوگا یا نہیں؟ ایسے شخص کے نکاح کا کیا حکم ہے؟ اس سے تعلق اور رشتہ داری باقی رکھی جائے گی یا نہیں؟ بالتفصیل جواب مرحمت فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شعیب، ہردوئی

الجواب وباللہ التوفیق: ڈاڑھی تمام انبیائے کرام علیہم الصلوات والتسلیمات کی سنت، مسلمانوں کا قومی شعار اور مرد کی فطری اور طبعی چیزوں میں سے ہے۔

''**عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: عشر من الفطرة قص الشارب واعفاء اللحية، والسواك، واستنشاق الماء، وقص الأظفار، وغسل البراجم، ونتف الابط، وحلق العانة، وانتقاص الماء، قال زكريا: قال مصعب ونسيت العاشرة إلا أن تكون المضمضة**''.[2] ''**عن أبي هريرة رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: (جزوا الشوارب وارخوا**

(۱) أخرجه ابن ماجة، في سننه، ج۴،ص:۳۵۳،رقم:۱۸۵۳.
(۲) أخرجه مسلم، في صحيحه، ''باب خصال الفطرة'':ج۱،ص:۲۲۳،رقم۲۶۱.

اللحی خالفوا المجوس''.[۱]

نیز نصوص سے ثابت شدہ ایک اہم سنت کے ساتھ استہزاء اور مذاق اڑانا درحقیقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ استہزاء ہے؛ کیوں کہ سنت کسی بندے کی ایجاد نہیں ہوتی؛ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ہوتی ہے اور نبی کے ساتھ استہزاء صریح کفر ہے۔

''**استخف بالقرآن أو بالمسجد أو بنحوه مما يعظم في الشرع أو عاب شيأ من القرآن كفر**''[۲] ''**رجل كفر بلسانه طائعا وقلبه مطمئن بالإيمان يكون كافرا ولا يكون عند الله مؤمنا، كذا في فتاوى**''[۳] ﴿**قُلْ أَبِا اللّٰهِ وَأٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيْمَانِكُمْ**﴾[۴]

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ دیجئے کیا اللہ، اس کی آیات اور اس کے رسول کے ساتھ ہی تمہاری ہنسی اور دل لگی ہوتی ہے، تم بہانے نہ بناؤ یقیناً تم اپنے ایمان لانے کے بعد کافر ہو چکے ہو۔ الغرض مذکورہ شخص نے جو کچھ کہا یا کیا وہ موجب کفر ہے، اس پر ضروری ہے کہ توبہ کر کے تجدید ایمان ونکاح بھی کرے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۴۲/۵/۴ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی، محمد اسعد جلال، محمد عمران گنگوہی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) قد سبق تخريجه، "باب خصال الفطرة": ج۱،ص:۲۲۲، رقم ۲۶۰.

(۲) عبدالرحمن بن محمد، مجمع الأنهر، "كتاب السير والجهاد، باب المرتد، ثم إن ألفاظ الكفر أنواع": ج۲،ص:۵۰۷.

(۳) أيضا.

(۴) جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بتلقين الكفر": ج۲،ص:۲۹۳.

(۵) سورة التوبة:۶۵-۶۶.

کیا غیر مسلم کے جنازے اوراس کی تیرہویں میں شرکت موجبِ کفر ہے؟

(۶۹)**سوال**: اگر کوئی مسلمان کسی کافر کی میت میں شریک رہا ہو، اوراس کے گھر تیرہویں میں کھانا کھلانے میں شریک رہا ہوتو کیا وہ مسلمان رہتا ہے یا کافر ہوجاتا ہے؟ کیا اس کے لئے تجدید ایمان وتجدید نکاح لازم ہے؟ قرآن حدیث کی روشنی میں مدلل جواب تحریر فرمائیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: مولوی محمد سفیان صاحب، وڈالا ممبئی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بشرط صحت سوال غیر مسلم کے مرنے اوراس کی تیرھویں میں شریک ہونے سے مذکورہ شخص ایمان سے خارج نہیں ہوتا؛ البتہ گناہگار ہوتا ہے۔[1]

نوٹ: ہاں کوئی مصلحت پیش نظر نہ ہوتو ان کی رسموں میں شرکت نہیں کرنی چاہئے؛ اس لئے کہ ان کی رسموں میں شرکت باعث گناہ ہے، اوران کی رسوم وعقائد کو دل سے برا سمجھنا چاہئے؛ اس لئے کہ ان کے باطل عقائد کو صحیح سمجھنے اوران کی غیر شرعی رسموں پر رضامندی سے ایمان ہی خطرہ میں پڑ جاتا ہے۔

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۵/۱۸ھ)

---

(۱) و إذا مات الكافر قال لوالده أو قريبه في تعزيته أخلف الله عليك خيرا منه وأصلحك أي أصلحك بالإسلام ورزقك ولدا مسلما لأن الخيرية به تظهر، كذا في التبيين. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "الباب الخامس عشر في الكسب": ج۵،ص:۳۴۸)

جار يهودي أو مجوسي مات ابن له أو قريب ينبغي أن يعزبه ويقول أخلف الله عليك خيرا منه وأصلحك وكان أصلحك الله بالإسلام. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع": ج۹،ص:۵۵۷)

ولا نكفر مسلما بذنب من الذنوب وإن كانت كبيرة إذا لم يستحلها ولا نزيل عنه اسم الإيمان. (أبو حنيفة -رحمه الله- شرح الفقه الأكبر، "الكبيرة لا تخرج المؤمن عن الإيمان":ص:۱۱۷)

غیروں جیسا نام رکھنے سے کیا ایمان سے خارج ہوجاتا ہے؟

(۷۰)**سوال**: اگر کوئی مذہب اسلام کا ماننے والا مسلمان بندہ اپنا نام بدل کر غیر مسلموں کا نام رکھ لے تو کیا وہ اسلام سے خارج ہوگیا؟

فقط: والسلام
المستفتی: امام الدین، آسام

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس صورت میں وہ اسلام سے خارج نہیں ہوا، اگر اسلامی ناموں کو برا اور غیروں کے ناموں کو اچھا سمجھ کر ایسا کرتا ہے تو اندیشہ کفر ہے اور اگر ایسا مصلحت کی وجہ سے کیا ہے تو گنجائش ہے مگر ناموں کے معنی اچھے ہونے چاہئے تاہم اس سے گریز ہی کریں اس میں تشبیہ بالغیر معلوم ہورہا ہے، بعض علماء تو کفر ہی کے قائل ہیں۔[1]

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہٗ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۰/۴/۲۴ھ)

قرآن یا حدیث مذاقاً بگاڑ کر پڑھنا کیسا ہے؟

(۷۱)**سوال**: آج کل طلباء میں عام طور پر یہ بات پائی جارہی ہے کہ ''لاحول ولاقوۃ الا باللّٰہ'' صحیح سے نہیں پڑھتے ہیں، جب کہ ٹھیک سے پڑھنے کا علم ہے؛ لیکن مذاقاً اور ضحکاً پڑھ کر اڑا دیتے ہیں الفاظ یہ ہیں: ''لا حول ولا کتاً'' قوۃ کی جگہ، اور ''باللّٰہ'' کی جگہ ''بلی'' ادا

---

(۱) ثم إن كانت نية القائل الوجه الذي يمنع التكفير فهو مسلم، وإن كانت نيته الوجه الذي يوجب التكفير لا تنفعه فتوى المفتي و يؤمر بالتوبة والرجوع عن ذلك وبتجديد النكاح بينه وبين إمرأته، كذا في المحيط. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهنديه،''كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بتلقين الكفر'': ج۲،ص:۲۹۳)

ولا نكفر مسلماً بذنب من الذنوب إن كانت كبيرة إذا لم يستحلها إلا نزيل عنه إسم الإيمان. (أبو حنيفة رحمه اللّٰه، شرح الفقه الأكبر، ''الكبيرة لا تخرج المؤمن عن الإيمان'':ص:۱۱۷)

کرتے ہیں، سننے میں برا اور قبیح معلوم ہوتا ہے، ایسا پڑھنا کیسا ہے؟ اس کا بروز قیامت مواخذہ ہوگا یا نہیں کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عرفان احمد، باندہ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسا کرنا سخت گناہ ہے مواخذہ ہوگا۔ اور اگر مقصد استہزاء ہو تو کفر عائد ہوجائے گا۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید (۱۹/۷/۱۴۱۰ھ)
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فتویٰ کا انکار کرنا کیسا ہے؟

(۷۲) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین کہ مفتیان دین جو شرعی مسائل پر فتوے صادر فرماتے ہیں ان پر آمنا وصدقنا کہنا ہر مسلمان کا ایمان ہے؛ لیکن برعکس اس کے اگر کوئی فردِ واحد یا کچھ اشخاص مفتیان دین کے فتوے کو جھٹلاتے ہیں یا ان کے منکر ہیں تو ایسے مسلم اشخاص کی شرعی پوزیشن کیا ہے؟ ازراہِ مہربانی صحیح پوزیشن سے آگاہ کریں عنایت ہوگی؟

فقط: والسلام
المستفتی: حافظ عبدالستار، میرٹھ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: فتوے میں شرعی مسئلہ کی وضاحت ہوتی ہے، اگر اس سے انکار کرنے والے کا منشاء اور غرض یہ ہے کہ فتوی کچھ بھی ہو یعنی شرعی مسئلہ کچھ ہو اس پر عمل نہیں کریں گے؛ بلکہ اپنی رائے کو مقدم سمجھتے ہیں تو فقہاء نے تصریح کی ہے کہ ایسی صورت میں منکر پر کفر عائد

---

(۱) وكذا قولهم بكفره: إذا قرأ القرآن في معرض الناس.
كما إذا اجتمعوا فقرأ: ﴿فَجَمَعْنَا هُمْ جَمْعًا﴾ وكذا إذا قرأ ﴿وَكَأْساً دِهَاقاً﴾ عند رؤية كأس وله نظائر كثيرة في ألفاظ التكفير كلها ترجع إلى قصد الاستخفاف به. (شرح الحمودي على الأشباه والنظائر، "الفن الأول: القاعدة الثانية الأمور بمقاصدها": ج۱،ص:۱۰۵)

ہوجاتا ہے۔''کما صرح به في العالمگیریة''[۱] اوراگر منشاء یہ ہو کہ سوال، واقعہ کے خلاف لکھ کر فتویٰ حاصل کیا گیا ہے، یا مسئلہ غلط لکھا گیا ہے، تو خلاف بولنے والے پر ضروری ہوتا ہے کہ واقعہ کی صحت کو واضح کرے یا فتوے کی غلطی کو کتاب وجزئیات سے ثابت کرے، بغیر ثبوت کے اگر کوئی انکار کرتا ہے، تو اس کی بات قابل توجہ نہیں؛ بلکہ وہ خاطی، اور گنہگار ہے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید (۱۹/۱۱/۱۴۱۰ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

اللہ ورسول کی توہین کرنے والے کا حکم:

(۷۳) **سوال**: جو اللہ اور اس کے رسول کی توہین کرے یا صحابہ کرامؓ کی تکفیر کرے ایسے شخص کے بارے میں شرعی کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: جابر علی قسیم، منگلور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس کو خارج از اسلام قرار دیا جائے گا۔[۳]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید (۹/۱۰/۱۴۱۰ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) رجل عرض عليه خصمه فتوى الأئمة فردّها، وقال: ''چه بار نامه فتوی آوردہ'' قيل: يكفر، لأنه رد حكم الشرع. (جماعة من علماء الهند، الفتاوى الهندية، ''كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بالعلم والعلماء'': ج۲،ص:۲۸۳)

(۲) إذا جاء أحد الخصمين إلى صاحبه بفتوى الأئمة، فقال صاحبه: ليس كما أفتوه أو قال: لا نعمل بهٰذا كان عليه التعزير، كذا في الذخيره. (أيضا:ص:۲۸۴)

(۳) ﴿وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ط قُلْ أَبِا اللّٰهِ وَأٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ﴾ (سورة التوبه:۶۵)

قال البيضاوي: (قد كفرتم) قد أظهر ثم الكفر بإيذاء الرسول والطعن فيه.....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

نماز پڑھنے یا نہ پڑھنے سے کیا ہوتا، ایسا کہنا کیسا ہے؟

(۷۴)**سوال**: ایک شخص کو نماز کی دعوت دی گئی اس کے جواب میں اس نے یہ الفاظ کہے کہ ''نماز پڑھنے یا نہ پڑھنے سے کیا ہوتا ہے'' اس کا کیا شرعی حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ادریس علی، آسام

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ جملہ اگر عیاذاً باللہ نماز کا مذاق اڑانے کے لئے کہا تو ایمان سے خارج ہے اور اگر مذاق اڑانے کے لئے نہیں کہا، تب بھی ایسا جملہ کہنا گناہ کبیرہ ہے توبہ و استغفار لازم ہے ایسے شخص کو مناسب طریقہ پر نصیحت کی جانی چاہئے۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۹/۱۱/۱۲ھ)

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا..... (عبد اللّٰہ بن عمر البیضاوي:''سورة التوبة:٦٥'':ج۳،ص:۱۵۵)
﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَأَعَدَّلَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا﴾(سورة الأحزاب:۵۷)
قال ابن تيمية: إن المسلم يقتل إذا سب من غير استتابة وإن أظهر التوبة بعد أخذه كما هو مذهب الجمهور. (ابن تيمية، ''الصارم المسلول على شاتم الرسول، المسألة الثالثة، فصل: دليل أن المسلم الساب يقتل بغير استتابة'':ص:۲۵۷)
قال ابن عابدين: إن من تكلم بكلمة الكفر هازلا أو لاعبا كفر عند الكلِّ ولا اعتبار باعتقاده. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الجهاد: باب المرتد، مطلب: ما يشك أنه ردة لا يحكم بها'':ج٦،ص:۳۵۸)
(۱)أو قال: ''نماز کردہ ونا کردہ یکے است'' أو قال: ''چنداں نماز کردم مرا دل بگرفت'' أو قال: ''نماز چیزے نیست کہ اگر بماند کندہ شود'' فهٰذا كله كفر، كذا في خزانة المفتيين. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهنديه،''كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، وموجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بالصلاة، والصوم، والزكاة'':ج۲،ص:۲۸۰)
ولو قيل لرجل: صلّ فقال: ''تو چندیں گاہ نماز کردے'' أو قال: ''چندین گاہ نماز کردم چہ.....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر.....

ایک مسلم کا تلک لگا کر ہون، یگ کرنا:

(۷۵)**سوال**: زید غیر اسلامی رسومات کا ارتکاب کرتا ہے مثلاً تلک وغیرہ لگا کر غیر مسلموں کے مذہبی میلہ میں جاتا ہے اور ہون یگ کرتا ہے جس کی صورت یہ ہے کہ ایک گڈھے میں آگ جلائی جاتی ہے اور آگ کے اردگرد بیٹھ کر ایسے منتر پڑھے جاتے ہیں جو خالص غیر اسلامی ہیں اور ساتھ ساتھ آگ میں گھی اور میوے ڈالے جاتے ہیں اور یہ غیر مسلموں کے دعا کا خاص طریقہ ہے، اس طرح آگ کی پوجا کی جاتی ہے، شریعت زید پر کیا حکم لگاتی ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: وکیل احمد، جمنا نگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: غیر اللہ کی پوجا جائز نہیں، بالکل حرام ہے اور غیر اللہ کی پوجا سے آدمی خارج از اسلام ہوجاتا ہے؛ لہٰذا بشرط صحت سوال اگر مذکورہ شخص نے ایسا کیا، تو وہ خارج از اسلام ہے، اس پر تجدید ایمان وتوبہ لازم ہے۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۰/۷/۱۴۳۰ھ)

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا..... برسرآوردم ''کفر. (الفتاویٰ السراجیه، ''کتاب السیر: باب ألفاظ الکفر'': ج۲،ص:۳۰۷)
الهازل أو المستهزي إذا تكلم بكفر استخفافاً استهزاء ومزاحاً يكون كفراً عند الكل وإن كان اعتقاده خلاف ذلك. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بتلقين الكفر'': ج۲،ص:۲۸۷)
(۱)يكفر بوضع قلنسوة المجوس على رأسه على الصحيح -إلى- وبخروجه إلى نيروز المجوس لموافقته معهم فيما يفعلون في ذلك اليوم. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بتلقين الكفر'': ج۲،ص:۲۸۷)
لو وضع قلنسوة المجوسي على رأسه أو تزنربز نار النصارى أو ربط الصليب يكفر، لو علق البائرة على وسطخ لا يكفر. (أبو محمد، الفتاویٰ السراجيه، ''كتاب السير: باب ألفاظ الكفر، فصل:'': ج۲،ص:۳۱۰)

دیوالی دسہرا وغیرہ منانا:

(۷۶)**سوال**: ایک مسلم شخص ہندوانہ رسم پوجا، دسہرا اور دیوالی خوب بڑھ چڑھ کر مناتا ہے، تو کیا وہ اب بھی مسلمان ہی ہے ایسے شخص کے متعلق کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمود حسن، کرناٹک

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر مذکورہ شخص نے غیر اللہ کی پوجا کی ہو، تو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی عبادت حرام ہے اور مسلمان اسلام سے خارج ہو جاتا ہے؛ اس لئے بشرط صحت سوال مذکورہ شخص (جو پوجا پاٹ دسہرا و دیوالی پر ہندوؤں سے بھی آگے بڑھ چڑھ کر کرتا ہے) ایمان سے خارج ہو گیا ہے، پھر سے ایمان قبول کرے اس کی نماز جنازہ یا مسلم قبرستان میں تدفین درست نہیں إلا یہ کہ وہ پھر سے ایمان لے آئے (اور آئندہ ایسا نہ کرے)۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۳۰/۱۱/۳۰ھ)

مختلف عقائد کے حامل شخص کا حکم:

(۷۷)**سوال**: ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم شرعی ہے جو مندرجہ ذیل باتیں کرتا ہے؟
(۱) موجودہ مساجد ضرار کی شاخیں ہیں۔
(۲) جبرئیل فرشتہ نہیں؛ بلکہ قوتوں میں سے ایک نفسیاتی قوت ہے۔

---

(۱)وقال غيره من مشائخنا رحمهم الله تعالىٰ: إذا سجد واحد لهؤلاء الجبابرة فهو كبيرة من الكبائر وهل يكفر؟ قال بعضهم: يكفر مطلقا، وقال أكثرهم: هذا على وجوه إن أراد به العبادة يكفر، وإن أراد به التحية لم يكفر ويحرم عليه ذلك وإن لم تكن له إرادة الكفر عند أكثر أهل العلم. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بتلقين الكفر": ج۲،ص:۲۹۲)

(۳) کہ قرآن پاک تلاوت کرنا شرک اور بت پرستی ہے۔
(۴) اس دور میں قرآنی اور اسلامی قانون ناکام ہے۔
(۵) حیات عیسیٰ علیہ السلام ایک من گھڑت کہانی ہے۔
(۶) جہنم ایک نفسیاتی کیفیت ہے خارج میں اس کا کوئی وجود نہیں۔
(۷) قرآن میں جنت ودوزخ کا تصور صرف عربوں کے لئے تھا۔
(۸) نزول عیسیٰ اور ظہور مہدی اسلامی عقیدہ نہیں ہے۔
ایسا شخص فاسق ہے یا کافر اور خارج از ایمان ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد مرتضیٰ، مظفر نگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ عقائد قرآن وحدیث کے صریح خلاف ہیں اور اگر مذکورہ شخص واقعۃً ایسے عقائد رکھتا ہے تو وہ خارج از اسلام ہے اس پر تجدید ایمان ضروری ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۵/۱/۱۴۳۱ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) وإنَّ محمدعبده ورسوله وأمينه على وحيه صلى اللّٰه عليه وسلم ..... وإن الجنة حق وإن النار حق وإن ميزان حق وإن الحساب حق وإن الصراط حقٌّ وإن الساعة آتية لاريب فها وإن اللّٰه يبعث من في القبور. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب الشروط: الفصل العشرون في الوصية": ج٦،ص:٣٥٦)
وفي البحر: والحاصل أن من تكلم بكلمة الكفر هازلا أو لاعبا كفر عند الكلِّ ولا اعتبار باعتقاده ..... ومن تكلم بها عالما عامداً كفر عند الكلِّ. (ابن عابدين، رد المختار على الدر المختار، كتاب الجهاد: باب المرتد، مطلب: ما يشك أنه ردة لا يحكم بها": ج٦،ص:٣٥٨)
رجل كفر بلسانه طائعا وقلبه مطمئنٌ بالإيمان يكون كافراً ولا يكون عند اللّٰه مؤمناً كذا في فتاوى قاضي خان، (جماعة من علماء الهند، الفتاوى الهندية "كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بتلقين الكفر": ج ٢،ص:٢٩٣) وكذا الرجل إذا ابتلى بمصيبات متنوِّعة فقال أخذت مالي وأخذت ولدي وأخذت كذا وكذا فما ذا نفعل و ما ذا بقي لم تفعله و ما أشبه هذا من الألفاظ فقد كفر، كذا في المحيط. (أيضا:، "ومنها ما يتعلق بالحلال والحرام": ج٢،ص:٢٨٣)

قرآن کریم کی بے حرمتی کرنے والا کافر ہے:

(۷۸)**سوال**: ایک بھائی نے دوسرے بھائی سے لڑتے ہوئے فضائل اعمال اور قرآن کریم وغیرہ کو گھر سے باہر پھینک دیا، اور اس کی بے حرمتی کی، لوگوں نے کہا: کہ تم نے ایسا کیوں کیا؟ پھر کہا کہ قرآن کی بے حرمتی اور بھی کروں گا، بعض گاؤں کے لوگوں کا کہنا ہے کہ اس کو گاؤں سے باہر نکال کر سنگسار کر دیا جائے: یہ کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: سید محمد اکبر ہمدانی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ شخص اپنے مذکورہ قول وفعل کی وجہ سے اسلام سے خارج ہوگیا ہے، اس سے اسلامی تعلق باقی رکھنا درست نہیں اور ضروری ہے کہ ہر طرح سے رابطہ منقطع کرلیا جائے۔ تاہم اگر وہ توبہ کرلے اور اگر شادی شدہ ہے، تو اپنے نکاح کی تجدید کرے تو اس کے ساتھ مسلمانوں جیسا معاملہ کیا جائے گا۔[۱]

"إذا أنكر آية القرآن أو استخف بالقرآن أو بالمسجد، أو بنحوه مما يعظم في الشرع، أوعاب شيئاً من القرآن ..... أو سخر بآية منه كفر"[۲]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۳۱/۱/۲۶ھ)

---

(۱)إذا أنكر الرجل آية من القرآن أو تسخر بآية من القرآن، وفي "الخزانة": أو عاب كفر، كذا في التاتار خانية. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بالقرآن": ج۲،ص:۲۷۹)

(۲)عبد الرحمن بن محمد، مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر، كتاب السير والجهاد: باب المرتد، ثم إن ألفاظ الكفر أنواع": ج۲،ص:۵۰۷)

گانا سننے سے ایمان باقی رہتا ہے یا نہیں؟

(۷۹)**سوال**: ایک آدمی ڈانس دیکھتا ہے اور گانا سنتا ہے، ساتھ ساتھ اس کو حرام بھی سمجھتا ہے، جب سنتا ہے تو اس کا دل حرام پہ نہیں رہتا کیا اس صورت میں اس کا نکاح وایمان باقی ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اختر، دہلی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ صورت میں ایمان ونکاح باقی ہے۔[1] البتہ یہ عمل فوراً ترک کرکے توبہ کرنی چاہئے،[2] حرام کو بار بار کرنے سے ایمان میں خطرہ ضرور پیدا ہوجاتا ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۷/۷/۱۴۳۴ھ)

الجواب صحیح:
محمد عمران گنگوہی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

غلط کو صحیح کہنے سے ایمان رہا یا نہیں؟

(۸۰)**سوال**: کوئی انسان غلط کو صحیح کہتا ہے؛ لیکن اس کا دل کہتا ہے کہ غلط ہے کیا ایسی صورت میں ایمان ونکاح پر کوئی فرق تو نہیں پڑتا؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اختر، چنئی

---

(۱) ولا نكفر مسلما بذنب من الذنوب وإن كانت كبيرة إذا لم يستحلها، ولا نزيل عنه إسم الإيمان، ويجوز أن يكون مؤمناً فاسقاً غير كافر. (أبو حنيفة -رحمه الله-، شرح الفقه الأكبر، "الكبيرة لا تخرج المؤمن عن الإيمان": ص:۱۱۷)

(۲) والفسق ليس في معنى الكفر فلا يلحق به في الإحباط. (أبو حنيفة -رحمه الله-، شرح الفقه الأكبر، "مسألة في التوبة وشرائطها وفيها أبحاث جليلة": ص:۲۶۱)

والكبيرة لا تخرج العبد المؤمن من الإيمان ولا تدخل له في الكفر. (علامه سعد الدين تفتازاني، شرح العقائد النسفية، "مبحث الكبيرة": ص:۱۰۶)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ صورت میں ایمان ونکاح پر کوئی اثر نہیں پڑا[۱]، ایمان ونکاح باقی ہے[۲]۔ تاہم یہ روش ترک کردینی چاہئے، ورنہ یہ صورت ایمان کے لئے ضرور خطرہ بن سکتی ہے، گناہ تو ہے ہی۔

الجواب صحیح:
محمد عارف قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۳۴/۷/۱۷ھ)

حرام کو حلال کہنے سے ایمان جاتا رہتا ہے؟

(۸۱) **سوال:** ایک شخص ٹخنہ سے نیچے پائجامہ رکھتا ہے اس کو حرام بھی جانتا ہے اور کسی نے بتایا کہ حرام کو حلال بولنے سے ایمان چلا جاتا ہے، کیا ایسی صورت میں ایمان ونکاح پر کوئی فرق پڑے گا؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد افتخار، جوجھار پور، سنت کبیر نگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر عقیدہ حرام کو حلال سمجھنے کا نہ تھا، اور ایسے ہی حرام کو حلال کہہ دیا تو ایمان ونکاح باقی ہے؛ لیکن ٹخنوں سے نیچے پائجامہ کرنا مکروہ تحریمی ہے، اس سے اجتناب کریں۔[۳]

الجواب صحیح:
محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی
محمد اسعد جلال قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۳۴/۷/۱۷ھ)

---

(۱) ولا نكفر مسلما بذنب من الذنوب وإن كانت كبيرة إذا لم يستحلها، ولا نزيل عنه إسم الإيمان، ويجوز أن يكون مؤمناً فاسقاً غير كافر. (أبو حنيفة -رحمه اللّٰه-، شرح الفقه الأكبر، "الكبيرة لا تخرج المؤمن عن الإيمان": ص:۱۱۷)

والكبيرة لا تخرج العبد المؤمن من الإيمان ولا تدخله في الكفر. .....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر.....

احکام شرعیہ کا استہزا کرنا کیسا ہے؟

(۸۲)**سوال**: اگر کوئی شخص احکام وارکان شرعیہ میں سے کسی رکن یا حکم کا انکار یا استہزا کرے، تو اس کے متعلق کیا حکم ہوگا اور اگر کوئی ایسا شخص ہو جو عقیدہ تو درست رکھتا ہو مگر عمل نہ کرتا ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبداللہ، علی گڑھ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: احکام شرعیہ کے مکلّف انسان اور جنات ہیں، عقیدہ شرعیہ جن کا دین میں ہونا معروف ہو اور وہ اصول دین میں سے ہو، اس میں سے کسی عقیدہ کا انکار موجب کفر ہے، مثلاً: نماز کی فرضیت کا کوئی انکار کردے، اسی طرح شریعت کے کسی حکم کا مذاق واستہزاء بھی کفر کا باعث ہے[۱] اور کسی فرض وواجب کے بارے میں اگر عقیدہ درست ہو؛ لیکن عمل نہ کرے تو ایسا شخص فاسق ہو جاتا ہے، ایمان سے خارج نہیں ہوتا۔[۲]

الجواب صحیح:
محمد خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۷/۸/۲۲ھ)

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا.....(علامه سعد الدين تفتازاني، شرح العقائد النسفية، "مبحث الكبيرة": ص:۱۰۶)

(۲)الأصل أن من اعتقد الحرام حلالا فإن كان حراما لغيره كمال الغير لا يكفر، وإن كان لعينه فإن كان دليله قطعيا كفر وإلا فلا. (ابن نجيم، البحر الرائق، "كتاب السير: باب أحكام المرتدين": ج۵،ص:۲۰۶)

(۳)﴿يَاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ أَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ تَبْتَغِيْ﴾ (سورة تحريم:۱)

وما كان خطأ من الألفاظ ولا يوجب الكفر، فقائله مؤمنٌ على حاله ولا يؤمر بتجديد النكاح والرجوع عن ذلك كذا في المحيط. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بتلقين الكفر": ج۲،ص:۲۹۳)

عن عبد الرحمن عن أبيه، قال: سألت أبا سعيد الخدريّ عن الإزار فقال: على الخبير سقطت، قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إزارة المسلم إلى نصف الساق ولا حرج -أو لا جناح- فيما بينه وبين الكعبين، ما كان أسفل من الكعبين فهو في النار، من جرَّ إزاره بطرا لم ينظر اللّٰه إليه. (أخرجه أبوداود، في سننه، "كتاب اللباس: باب في قدر موضع الإزار": ج۲،ص:۵۶۶،رقم:۴۰۹۵).....صفحہ ہذا کے حواشی آئندہ صفحہ پر.....

چیچک کو دیوی سمجھنا:

(۸۳)**سوال**: چیچک کو لوگ مرض اور بیماری نہیں سمجھتے؛ بلکہ اس کو دیوی تصور کر کے اس کا نام تعظیم کے ساتھ لیتے ہیں اور ہندو عورتوں کو جمع کر کے دریا کے کنارے گانا بجانا اور چڑھاوا چڑھاتے ہیں کیا ایسے لوگ کافر ومرتد ہوں گے یا فاسق وفاجر مسلمان؟

فقط: والسلام
المستفتی: شمیم احمد، کشمیر

..... گذشتہ صفحہ کے حواشی.....(۱)و إذا قال الرجل لغيره: حكم الشرع في هذه الحادثة، كذا فقال ذلك الغير: "من برسم کار میکنم نہ بشرع" يكفر عند بعض المشايخ رحمهم الله تعالىٰ، وفي "مجموع النوازل" قال رجل لإمرأته: ما تقولين أيش حكم الشرع فتجشأت جشاءً عاليا فقالت: "اینک شرع را" فقد كفرت وبانت من زوجها، كذا في المحيط.

رجل عرض عليه خصمه فتوى الأئمة فردها، وقال "چہ بارنامہ فتوی آوردہ" قيل يكفر؛ لأنه ردّ حكم الشرع وكذا لو لم يقل شيئاً لكن ألقى الفتوى على الأرض، وقال "این چہ شرع است" كفر.

رجل استفتى عالماً في طلاق إمرأته فأفتاه بالوقوع فقال المستفتي "من طلاق ملاق چہ دانم مادر بچگان باید کہ بخانہ من بود" أفتى القاضي الإمام علي السغدي بكفره كذا في الفصول العماديَّة. إذا جاء الخصمين إلى صاحبه بفتوى الأئمة فقال صاحبه: ليس كما أفتوه أو قال لا نعمل بهٰذا كان عليه التعزير، كذا في الذخيرة. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بالعلم والعلماء": ج۲،ص:۸۳-۲۸۴)

هي فرض عين على كل مكلف ويكفر جاحدها لثبوتها بدليل قطعيٍّ وتاركها عمداً مجانةً أي تكاسلاً فاسقٌ. (ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، "كتاب الصلوٰة": ج۲،ص:۴)

(۲) لو قال لمريض صلِّ، فقال: والله لا أصلي أبداً، ولم يصلي حتى مات يكفر، وقول الرجل: لا أصلي يحتمل أربعة أوجه: أحدها: لا أصلي لأني صليت، والثاني: لا أصلّي بأمرك، فقد أمرني بها من هو خيرٌ منك، والثالث: لا أصلي فسقا مجانة، فهٰذه الثلاثة ليست بكفر. والرابع: لا أصلي إذ ليس يجب عليّ الصلاة، ولم أؤمر بها يكفر، ولو أطلق وقال: لا أصلي لا يكفر لاحتمال هذه الوجوه. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها ما يتعلق بالصلاة والصوم والزكاة": ج۲،ص:۲۸۰)

إذا كان في المسالة وجوه توجب الكفر، ووجه واحدٌ يمنع، فعلى المفتي أن يميل إلى ذلك الوجه، كذا في "الخلاصة في البزّازية" إلا إذا صرّح بإرادة توجب الكفر، فلا ينفعه التأويل حينئذٍ كذا في البحر الرائق، ثم إن كانت نية القائل الوجه الذي يمنع التكفير فهو مسلم، .....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جومسلمان ایسا عقیدہ رکھتے ہیں اور پھر اس کے لئے مذکورہ عمل کرتے ہیں وہ فاسق و فاجر ہیں کافر ومرتد ان کو نہ کہا جائے؛ کیونکہ فقہاء نے تکفیر کرنے میں احتیاط کرنے کو فرمایا ہے؛ لیکن تجدید نکاح کرلینا ان کے لئے بہتر ہے۔ جب تک وہ ان رسوم شرکیہ سے توبہ نہ کرے اس سے تعلقات ختم کردیئے جائیں۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۸/۲/۱۲ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

غیراللہ کوسجدہ تعظیمی کرنا:

(۸۴) **سوال:** غیراللہ کوسجدہ تعظیمی کرنا کیسا ہے؟ اورسجدہ تعظیمی کرنے والے کا حکم کیا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: جعفر احمد، نور باغ، علی گڑھ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اکراماً سجدہ تعظیمی بھی

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا.....وإن كانت نيته الوجه الذي يوجب التكفير لا تنفعه فتوى المفتي، ويؤمر بالتوبة والرجوع عن ذلك وبتجديد النكاح بينه وبين إمرأته، كذا في المحيط. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجباب الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بتلقين الكفر": ج۲،ص:۲۹۳)

(۱) ما كان في كونه كفرا اختلافٌ فإن قائله يؤمر بتجديد النكاح و بالتوبة والرجوع عن ذلك بطريق الاحتياط، وما كان خطأ من الألفاظ ولا يوجب الكفر، فقائله مؤمنٌ على حاله، ولا يؤمر بتجديد النكاح والرجوع عن ذلك، كذا في المحيط. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بتلقين الكفر": ج۲،ص:۲۹۳)

إن ما يكون كفراً اتفاقاً يبطل العمل والنكاح، وما فيه خلاف يؤمر بالاستغفار والتوبة و تجديد النكاح، وظاهره أنه أمر احتياطي. (ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، "كتاب الجهاد: باب المرتد، مطلب: الإسلام يكون بالفعل كالصلاة بجماعة": ج۶،ص:۳۶۷)

وإذا وصف اللّٰه تعالىٰ بها فهي نفي العجز عنه ومحال أن يوصف غير اللّٰه بالقدرة المطلقة. (أبو القاسم الحسين بن محمد، المفردات في غريب القرآن، "قدر": ج۱،ص:۳۹۵)

غیر اللہ کو حرام ہے۔ اختلاف صرف اس میں ہے کہ سجدہ تعظیمی کا مرتکب کافر ہوجاتا ہے یا نہیں؛ لہٰذا سجدہ تعظیمی فسق ہے؛ لیکن موجب کفر نہیں ہے اور بعض کے نزدیک موجب کفر بھی ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۰/۷/۱۴۲۴ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

اپنے آپ کو کافر کہنا:

(۸۵) **سوال**: اگر کسی شخص نے یہ کہا کہ ہم تو کافر ہیں، تو ایسا شخص مسلمان ہے کہ نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: شریف الرحمٰن، گورکھپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب اس شخص نے یہ کلمہ کہا کہ ہم کافر ہیں معاذ اللہ تو وہ شخص کافر ہوگیا پس اگر وہ توبہ اور تجدید ایمان نہ کرے تو مسلمان اس کے مرنے جینے میں شریک نہ ہوں۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۷/۱۲/۱۴۲۰ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) عن الحسن قال بلغني: أن رجلا قال: يا رسول اللّٰه عليه نسلم عليك كما يسلم بعضنا على بعض، أفلا نسجد لك؟ قال: لا، ولكن أكرموا نبيكم وأعرفوا الحق لأهله فإنه لا ينبغي أن يسجد لأحد من دون اللّٰه. (جلال الدين سيوطي، الدر المنثور "ماكان لبشر أن يؤتيه اللّٰه الكتاب" "سورة آل عمران:۷۹": ج۱،ص:۵۸۲)
إن السجدة لا تحل لغير اللّٰه. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح "كتاب النكاح: باب عشرة النساء وما لكل واحدة من الحقوق، الفصل الثاني": ج۶،ص:۳۶۹،رقم:۳۲۵۵)
من سجد للسطان على وجه التحية أو قبل الأرض بين يديه لا يكفر، ولكن يأثم لارتكابه الكبيرة هو المختار قال الفقيه: وإن سجد للسطان بنية العبادة أو لم تحضره النية فقد كفر. .....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر.....

سب مذاہب کو برحق کہنا اور گنپتی پوجا کرنا کیسا ہے؟

(۸۶)**سوال**: ایک مسلمان کہتا ہے اور یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ دنیا میں جتنے مذاہب ہیں، سب برحق ہیں سب کی اصل اور حقیقت ایک ہے، سب خدا تک پہونچانے والے ہیں، صرف نام الگ الگ ہیں اور ایک شخص گنپتی پوجا کے لئے چندہ دیتا ہے اور عملاً پوجا پاٹ میں شریک رہتا ہے اور گنپتی مورتی کے پاس بیٹھ کر قرآن خوانی کرتا ہے۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں اس کی وضاحت فرمادیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: اقبال احمد مسجد، دہرادون

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بشرط صحت سوال ہر وہ شخص جس کے یہ نظریات وعقائد اور اعمال ہیں دائرۂ ایمان سے خارج اور مرتد ہے۔[1]

الجواب صحیح:

خورشید عالم

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۲۱/۶/۲۷ھ)

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا.....(جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب الكراهية: الباب الثامن: والعشرون في ملاقاة الملوك": ج۵،ص:۴۲۵)

(۲)قال في البحر: والحاصل أن من تكلم بكلمة الكفر هازلا أو لا عبا كفر عند الكل، ولا اعتبار باعتقاده، كما صرح به في الخانية، ومن تكلم بها مخطئاً أو مكرهاً لا يكفر عند الكل، ومن تكلم بهاعامداً عالماً كفر عند الكل. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الجهاد: باب المرتد، مطلب: ما يشك أنه ردة لا يحكم بها": ج۶،ص:۳۵۶)

مسلم قال: أنا ملحد يكفر، ولو قال: ما علمت أنه كفر لا يعذر بهذا. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجباب الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بتلقين الكفر: ج۲،ص:۲۸۹)

تثبت (أي الردة بالشهادة) ويحكم بها حتى تبين زوجته منه ويجب تجديد النكاح. (ابن نجيم، البحر الرائق، "كتاب السير: باب أحكام المرتدين": ج ۵، ص: ۲۱۳)

(۱) ﴿إِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَاللّٰهِ الْإِسْلَامُ قف﴾(سورة آل عمران:۱۹).....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

فرشتے آئیں یانہ آئیں ٹی وی چلے گا:

(۸۷)**سوال**: جماعت والے ایک شخص سے ملاقات کے لئے گئے جہاں ٹی وی چل رہا تھا، انہوں نے کہا کہ اس کو بند کردو ورنہ رحمت کے فرشتے نہیں آئیں گے، گھر والے نے جواب میں کہا: کہ فرشتے آئیں یانہ آئیں یہ تو چلے گا، فرشتے کیا کرلیں گے؟ اس سے اس کے ایمان پر اثر پڑا ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: بدر عالم مالکی، کشمیر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: فرشتوں کی توہین کفر ہے اور سوال میں مذکور جملہ فرشتوں کی اہانت پر مشتمل ہے؛ اس لئے اس جملہ سے مذکورہ شخص دائرۂ اسلام سے خارج ہوگیا، اس پر قبول اسلام اور توبہ لازم ہے۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۲/۸/۱۷ھ)

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا.....﴿وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ﴾(سورة آل عمران:۸۵)

قال أبو حفص -رحمه اللّٰه- من نسب اللّٰه تعالىٰ إلى الجور فقد كفر. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، منها: ما يتعلق بذات اللّٰه تعالىٰ وصفاته":ج۲،ص:۲۵۹)

فما يكون كفرا بالاتفاق يوجب احباط العمل كما في المرتد. (عبدالرحمن، مجمع الأنهر، "كتاب السير والجهاد: باب المرتد، الصبي العاقل إذا ارتد":ج۲،ص:۵۰۱)

الحاصل أن من تكلم بكلمة الكفر هازلاً أو لاعباً كفر عندالكل. (ابن عابدين، رد المحتار مع الدر المختار، "كتاب الجهاد: باب المرتد، مطلب: ما يشك أنه ردة لا يحكم بها":ج۶،ص:۳۵۸)

(۱)من هزل بلفظ كفر إرتد وإن لم يعتقد للاستخفاف فهو ككفر العناد. (ابن عابدين، رد المحتار مع الدر المختار، "كتاب الجهاد: باب المرتد":ج۶،ص:۳۵۶)

رجل كفر بلسانه طائعاً وقلبه مطمئن بالإيمان يكون كافراً ولا يكون عند اللّٰه مؤمناً، .....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر.....

قرآنی آیات کاانکارکرنا:

(۸۸)**سوال**:ایک عالم قرآن پاک کی تین آیتوں کا انکار کرتا ہے''وإن كادوا ليفتنونك سے ثم لا تجد لك علينا نصيراً تک'' ایسے شخص کا کیاحکم ہے۔

فقط:والسلام
المستفتی:شمش الدین،پنجاب

الجواب وباللّٰہ التوفیق:اگرکوئی مسلمان قرآن کریم کی کسی ایک آیت کا بھی انکار کردے،تو وہ مرتد ہے،جس کی سزا شریعت اسلامیہ میں یہ ہے کہ اگر وہ اسی انکار پر رہے،تو اس کو لازماً قتل کردیا جائے،لیکن اس سزا کے نفاذ کے لئے اسلامی حکومت واقتدار شرط ہے،جو یہاں پر موجود نہیں؛اس لئے یہ سزا یہاں پر نہیں دی جاتی،یہاں پر ضروری ہے کہ اس کو سمجھایا جائے اس کے شکوک وشبہات کو دور کیا جائے،اگر اس کے باوجود وہ نہ مانے،تو اس سے تعلقات ختم کردیئے جائیں،جذبات میں کوئی غیر شرعی یا غیر قانونی اقدام نہ کیا جائے۔[1]

فقط:واللہ اعلم بالصواب
کتبہ:محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۳/۱۲/۲۹ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا.....كذا في فتاوى قاضي خان. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بتلقين الكفر":ج۲،ص:۲۹۳)

إن ما يكون كفرا اتفاقاً يبطل العمل والنكاح، وما فيه خلاف يؤمر بالاستغفار والتوبة وتجديد النكاح وظاهره أنه أمر احتياطي. (ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، "كتاب الجهاد: باب المرتد، مطلب: الإسلام يكون بالفعل كالصلوة بجماعة":ج۶،ص:۳۶۷)

(۱) إذا أنكر آية من القرآن أو استخف بالقرآن أو بالمسجد، أو بنحوه مما يعظم في الشرع، أو عاب شيئاً من القرآن كفر. (عبد الرحمن، مجمع الأنهر، في شرح الملتقى الأبحر، "كتاب السير والجهاد: باب المرتد، ثم إن ألفاظ الكفر أنواع":ج۲،ص:۵۰۷)

فما يكون كفرا بالاتفاق يوجب إحباط العمل كما في المرتد. (أيضاً:، "الصبي العاقل إذا ارتد": ج۲،ص:۵۰۱)

من جحد القرآن أي كله أو سورة منه أو آية قلت: وكذا كلمة أو قرأة متواترة أو زعم أنها ليست من كلام اللّٰه تعالىٰ كفر. (أبو حنيفة -رحمه اللّٰه-، شرح الفقة الأكبر، "فصل: فيما يتعلق بالقرآن والصلاة":ص:۲۷۹)

نماز پڑھنے سے انکار کرتے ہوئے کہا نماز سے کیا ہوتا ہے؟

(۸۹)**سوال**: زینب سے گھر والوں نے نماز پڑھنے کو کہا، تو جواب دیا کہ میں نماز نہیں پڑھوں گی نماز پڑھنے سے کیا ہوتا ہے؟ گھر والوں نے کئی بار سمجھایا، مگر وہ یہی جواب دیتی ہے، تو زینب اسلام سے خارج ہوئی یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد جسیم الدین مظاہری، سہارنپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ فی السوال جملہ کی وجہ سے زینب گناہ کبیرہ کی مرتکب ہوئی ہے؛ لیکن آئندہ ہرگز ایسا جملہ استعمال نہ کرے اور جو گناہ ہوا ہے اس سے توبہ واستغفار کرے؛ لیکن وہ اسلام سے خارج نہیں ہوئی[1]۔

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۵/۲۷ھ)

---

(۱)وما كان خطأً من الألفاظ ولا يوجب الكفر، فقائله يقر على حاله، ولا يؤمر بتجديد النكاح ولكن يؤمر بالاستغفار والرجوع عن ذلك. (ابن عابدين، الدر المختار مع الرد، "كتاب الجهاد: باب المرتد، مطلب جملة من لا يقتل إذا ارتد": ج٦،ص:٣٨١؛وجماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بتلقين الكفر": ج٢،ص:٢٩٣)

(ويكون الكفر) يقول المريض: لا أصلي أبداً جوابا لمن قال له صل، وقيل: لا، وكذا قوله لا أصلي حين أمر بها وقيل: إنما يكفر إذا قصد نفي الوجوب وفيه وبترك الصلاة متعمداً غيرنا للقضاء وغير خائف من العقاب وبصلوته. (ابن نجيم، البحر الرائق، "كتاب السير: باب أحكام المرتدين": ج٥،ص:٢٠٥-٢٠٦)

وقول الرجل: لا أصلي، يحتمل أربعة أوجه: أحدهما: لا أصلي لأني صليت، والثاني: لا أصلي بأمرك، فقد أمرني بها من هو خير منك، والثالث: لا أصلي فسقاً مجانة، فهذا الثلاثة ليست بكفر، والرابع: لا أصلي إذ ليس يجب عليّ الصلاة، ولم أومر بها، يكفر، ولو أطلق، وقال: لا أصلي، لا يكفر لاحتمال هذه الوجوه. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب الطهارت: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بالصلاة والصوم والزكوة": ج٢،ص:٢٨٠)

شرکیہ الفاظ کا استعمال:

(۹۰) سوال: میرا سوال عقیدہ کے بارے میں ہے۔ ''لا إله إلا الله'' یہ کلمہ طیبہ ہے۔ وسوسہ آنے کے وقت میں کلمہ طیبہ کو پڑھتا ہوں۔ ایک بار کلمہ طیبہ پڑھ رہا تھا، تو طلاق کا وسوسہ آ گیا، اس کے بعد یعنی ''لا إله إلا الله'' کے بعد میں نے ''إلا الزوجة'' یا تو ''إلا الزوج إلا الزوجه'' بڑھا دیا۔ یہ قصداً تھا؛ لیکن مجھے اللہ رب العزت کے ساتھ شرک کا کوئی ارادہ بھی نہیں۔ (معاذ اللہ) غالب گمان کے مطابق۔ ''لا إله إلا الله'' اور ''إلا الزوج'' ان دونوں کے درمیان تھوڑا سا وقفہ ہے۔ کیا میرا ایمان سلب ہو گیا؟ اسی طرح سوچ سوچ کر میرے منہ سے ''لا إله إلا الله إلا الزوج'' نکل گیا۔ مجھے شرک کا کوئی تھوڑا سا خیال بھی نہیں۔ ''معاذ الله''

فقط: والسلام
المستفتی: منظور عالم، کشمیر

الجواب وبالله التوفيق: بشرط صحت سوال، اس سے ایمان سلب نہیں ہوا؛ البتہ اس طرح کے وساوس سے احتیاط ضروری ہے، وسوسہ کی طرف بالکل دھیان نہ دیں، ذہنی الجھنوں سے دور رہنے کے اسباب اختیار کریں۔[1]

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی غفرلہ، امانت علی قاسمی
محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۰/۲۶: ۱۴۴۰ھ)

---

(۱) الخاطئ إذا أجرى على لسانه كلمة الكفر خطأً بأن كان يريد أن يتكلّم بما ليس بكفر فجرى على لسانه كلمة الكفر خطأً، لم يكن ذلك كفرا عند الكل. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بتلقين الكفر": ج۲،ص:۲۸۷)
وما كان خطأً من الألفاظ ولا يوجب الكفر، فقائله يقرّ على حاله، ولا يؤمر بتجديد النكاح ولكن يؤمر بالاستغفار والرّجوع عن ذلك. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الجهاد: باب المرتد، مطلب جملة من لا يقتل إذا ارتد": ج۶،ص:۳۸۱)

انبیاء کا تقابل کرتے ہوئے کسی عالم کی منقبت:

(۹۱)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں:

ہمارے ایک مربی ومشفق عالم باعمل کا انتقال ہوگیا ہے اور میں نے جوش عقیدت ومحبت میں آپ کی شان میں چند کلمات لکھے، جن پر ہمارے بعض احباب کا کہنا ہے کہ ایسا لکھنا جائز نہیں حرام ہے، تم نے کفر شرک والا کام کیا ہے، وہ کلمات یہ ہیں ''یعقوب علیہ السلام نے ﴿إِنَّمَآ أَشْكُوا۟ بَثِّي وَحُزْنِيٓ إِلَى ٱللَّهِ﴾ (سورة يوسف:۸۶) کی دھیمی دھیمی صدا بلند کی، ایوب علیہ السلام نے ﴿رَبَّهُۥٓ أَنِّي مَسَّنِيَ ٱلضُّرُّ وَأَنتَ أَرْحَمُ ٱلرَّٰحِمِينَ ۝٨٣﴾ (سورة الأنبياء:۸۳) کا ورد کیا، آدم ثانی سیدنا نوح علیہ السلام نے ﴿رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى ٱلْأَرْضِ مِنَ ٱلْكَٰفِرِينَ دَيَّارًا ۝٢٦﴾ (سورة نوح:۲۶) کا نعرہ لگا کر ظالمین کی صفوں کو درھم برھم کر دیا۔

مگر یہ انسان عجیب وغریب تھا، جس کی زبان پر نہ رنجوری کا شکوہ، نہ دشمنوں کے لئے دعاء بد، نہ خلوتوں میں خدائے قہار کے سامنے شر پسندوں کی شکایت؛ بلکہ صبر ورضا کا پیکر، سکوت کا لق ودق صحراء، سوز وساز کا خاموش دریا، بن کر اپنے قلب پر آلام واحزان کا بوجھ لیے ہوئے دنیا سے چلا گیا۔ ﴿فإنا لله وإنا إليه راجعون﴾

تو شرع کی روشنی میں کہاں تک میرے لیے ان الفاظ کا لکھنا درست ہے۔ یا اس کا کیا حکم ہے بالبسط جواب تحریر فرمائیں نوازش ہوگی۔

فقط: والسلام

المستفتی: نظام الدین خاں، پرتا بگڑھی

الجواب وبالله التوفيق: قانون قدرت ہے کہ انبیاء کی جماعت سخت ترین امتحانوں میں بھی مبتلا کی جاتی ہے۔ پھر امتحان کی بھی اقسام ہیں، ہر نبی کو حق تعالیٰ اپنی حکمت اور اس کی استعداد کے موافق جس قسم کے امتحان میں چاہے مبتلا کرتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ ''عن مصعب بن سعد عن أبيه قال: قلت يا رسول الله: أي الناس أشد بلاءً؟ قال: الأنبياء ثم الأمثل

فالأمثل''۔[۱] اللہ تعالیٰ نے یعقوب علیہ السلام کے دل میں یوسف علیہ السلام کی مافوق العادت محبت ڈالدی، یوسف علیہ السلام کو دردناک طریقے سے ان سے جدا کیا گیا، مفسرین لکھتے ہیں: کہ یعقوب علیہ السلام نہ کسی مخلوق کے سامنے حرف شکایت زبان پر لاتے تھے، نہ کسی سے انتقام لیتے، نہ غصہ کرتے، نہ غم کی بات منہ سے نکلتی، انتہائی غم اور تکلیف کے باوجود ادائے فرض وحقوق میں کوئی خلا نہ پڑنے دیا۔ ان کا دل جتنا فراق یوسف میں روتا تھا، اس سے زیادہ خدا کے حضور میں گڑگڑاتے تھے۔ اسی درد میں یہ کلمات زبان سے ادا ہوئے۔ ﴿إِنَّمَآ أَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ إِلَى اللّٰهِ﴾[۲]، اس کی تفسیر میں موضح القرآن میں لکھا ہے۔ کیا تم مجھ کو صبر سکھاؤ گے؟ بے صبر وہ ہے جو مخلوق کے آگے خالق کے دیے ہوئے درد کی شکایت کرے۔ میں تو اسی سے کہتا ہوں جس نے درد دیا اور پھر فرمایا: ﴿وَأَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَاتَعْلَمُوْنَ﴾[۳] اور جانتا ہوں اللہ کی طرف سے جو تم نہیں جانتے؛ لہٰذا یعقوب علیہ السلام کے ان الفاظ کو جو کہ قرآن پاک میں بیان کیے۔ اپنے مضمون کے استدلال میں ذکر کرنا، ظاہر کرتا ہے کہ آپ ترجمہ سے واقف نہیں، حدیث وتفسیر پر بھی آپ کی نظر نہیں۔ ایوب علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ہر طرح کی آسائش وآرام دیا تھا اور وہ بڑے شکر گزار بندے تھے، لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو آزمائش میں ڈالا، تو جیسے نعمت میں شاکر تھے، بلاء ومصیبت میں بھی شکر گزار رہے۔ اور کسی سے شکوہ نہ کیا اللہ ہی سے ان الفاظ میں اظہار عاجزی کے ساتھ دعا کی ﴿إِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ أَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ﴾[۴] اس لئے آپ کا اس واقعہ کو بھی استدلال میں یا اپنی بات کی تقویت میں لانا آپ کی لاعلمی کا پتہ دیتا ہے۔ جب نوح علیہ السلام نے سیکڑوں سال قوم کو سمجھایا اور وہ راہ راست پر نہ آئی اور بالکل مایوس ہوگئے اور اللہ کی طرف سے وحی کے ذریعہ بتلادیا گیا کہ جو ایمان لاچکے ان کے سوا کوئی اور شخص تمہاری قوم میں سے ایمان نہیں لائے گا، تو کفر اور نافرمانوں کے مٹانے کے لئے اللہ سے التجا کرنی چاہئے تھی کہ قوم میں کفر نہ پھیلے، بلکہ مٹ جائے۔

---

(۱)أخرجه الترمذي، في سننه، ''أبواب الزهد عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ما جاء في الصبر على البلاء: ج۲،ص:۶۵،رقم:۲۳۹۸.

(۲)سورة يوسف:الآية:۸۶. (۳)أيضاً:. (۴)سورة الأنبياء:۸۳.

قرآن پاک میں ہے۔﴿وَأُوْحِيَ إِلٰى نُوْحٍ أَنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ إِلَّا مَنْ قَدْ أٰمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ﴾[1]

ترجمہ: اور وحی بھیجی گئی نوح کے پاس کہ جو ایمان لا چکے ہیں (ان کے سوا) کوئی اور شخص تمہاری قوم میں سے ایمان نہیں لائے گا، سو جو کچھ یہ کر رہے ہیں اس پر غم مت کرو۔﴿وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا﴾[2] (اور ہمارے حکم سے) کشتی تیار کرلو﴿وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا إِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ﴾[3] اور مجھ سے کافروں کے بارے میں کوئی گفتگو مت کرنا، وہ سب غرق کیے جائیں گے، تو نوح علیہ السلام نے جو کچھ کیا اور کہا وہ حکم خداوندی کے تحت تھا اور سفارش اور قوم کے لئے دعا کرنے سے روک دیا گیا تھا، تو مذکورہ انبیاء علیہم السلام نے جو کچھ کہا اور کیا وہ سب رضائے الٰہی اور اس کے حکم کے تحت تھا، وہ صبر وتحمل کا پیکر اور دوسروں کے لئے عملی نمونہ تھے۔

آپ کی تحریر سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ آپ مذکورہ عالم کو انبیاء علیہم السلام پر فوقیت دے رہے ہیں۔ اگر آپ کے کلام اور تحریر میں تاویل کی گنجائش نہ ہوتی، تو جو احباب آپ کے کہہ رہے ہیں صحیح ہو جاتا۔

لیکن یہ ضرور کہا جائے گا۔ کہ آپ کا طرز تحریر غلط اور بالکل غلط ہے؛ بلکہ اس کو جرءت جاہلانہ اور عامیانہ سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ اور یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ چاپلوسی پر مبنی ہے جو کہ شرعاً ممنوع ہے جس سے احتراز ضروری ہے۔[4]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید (۲۷/۱/۱۴۱۰ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)سورة هود:الآية:۳۶. (۲)أيضاً:الآية:۳۷. (۳)أيضاً:.

(۴)﴿ولا تغلوا في دينكم﴾(سورة النساء:۱۷۱)

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يا أيها الناس قولوا بقولكم ولا يستهو ينّكم الشيطان، أنا محمد بن عبد الله ورسول الله، والله ما أحب أن ترفعوني فوق ما رفعني الله الخ. (أخرجه أحمد، في مسنده"مسند أنس بن مالك رضي الله عنه": ج۳،ص:۱۵۳،رقم:۱۳۵۳۰)

کسی صاحب ایمان کو کافر کہنا:

(۹۲)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرح متین: ایک شخص ایک مسلمان کو کافر کہتا ہے کیا کسی ایمان والے کو کافر کہنا درست ہے؟ ایسے شخص کے بارے میں شریعت اسلامیہ کیا حکم دیتی ہے؟ دلائل کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: اخلاق کریم، بستی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بغیر کسی دلیل اور ثبوت کے کسی صاحب ایمان پر کفر کا حکم لگانا گناہ کبیرہ اور دین وایمان کے فساد کا باعث ہے، لہٰذا ایسے شخص کو چاہئے کہ علی الاعلان اپنی اس غلطی کا اقرار کرے اور توبہ واستغفار کرے اور آئندہ ایسے الفاظ کا استعمال نہ کرے۔ بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اپنے مسلمان بھائی کو کافر کہا تو ان دونوں میں سے ایک پر کفر لوٹ گیا یعنی یا تو کہنے والا خود کافر ہو گیا یا وہ شخص جس کو اس نے کافر کہا ''**عن أبي هريرة -رضي اللّٰه عنه- أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، قال: إذا قال الرجل لأخيه: ياكافر فقد باء به أحدهما.**[1] **وما كان خطأ من الألفاظ ولا يوجب الكفر فقائله مومن على حاله ولا يؤمر بتجديد النكاح ولكن يؤمر بالاستغفار والرجوع عن ذلك**[2]**. وذهب جمهور المحققين إلى أن الإيمان هو التصديق بالقلب، وإنما الإقرار شرط لإجراء الأحكام في الدنيا**''.[3]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۵/۴/۱۴۴۲ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی
محمد اسعد جلال، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب الأدب، باب من كفر أخاه بغير تأويل فهو كما قال'': ج۲،ص:۹۰۱،رقم ۶۱۰۴.
(۲)ابن عابدين، الد المختار مع رد المحتار، ''كتاب الجهاد: باب المرتد، مطلب جملة من لا يقتل إذا ارتد'': ج۶،ص:۳۹۱.
(۳) أبو حنيفة -رحمه اللّٰه-، شرح الفقه الأكبر، ''بحث في الإيمان هو التصديق والإقرار'':ص:۱۴۳.

ماتھے پر قشقہ لگانا:

(۹۳)**سوال**: غیر مسلموں کے یہاں عام طور پر اور تہوار کے موقعہ پر خاص طور پر ماتھے پر قشقہ لگانے کا رواج ہے، بعض مرتبہ مسلم لیڈران غیر مسلموں کے مذہبی میلوں اور جلوسوں میں سیاسی مصلحت کے پیش نظر اپنے ماتھے پر قشقہ لگاتے ہیں، یہ درست ہے یا نہیں ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: عبداللہ راشد، ہردوئی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس سلسلے میں مفتی کفایت اللہ صاحب کی تحریر بہت کافی وشافی ہے، وہ لکھتے ہیں:

چندن کا قشقہ لگانا اگر چہ ہندوؤں کا قومی اور مذہبی شعار ہے لیکن اس میں شبہ ضرور ہے کہ آیا یہ فعل ان کا ایسا مذہبی شعار ہے جو مستلزم کفر ہو یا نہیں جو لوگ اسے شعار کفر قرار دیں وہ ان لوگوں کی تکفیر کریں گے، لیکن مجھے تامل ہے میرے خیال میں یہ شعار کفر نہیں اگر چہ کافروں کا شعار ہے، اس کی مثال ڈاڑھی منڈانا، الٹی طرف گریبان بنانا ہے یا انگریزی ٹوپی پہن لینا ہے کہ یہ قوم کفار کے قومی شعار ہیں، لیکن شعار کفر نہیں ہے، اسی طرح چندن کو بھی خیال کرتا ہوں ورنہ کم از کم اس میں شبہ ضرور ہے اور شبہ کی حالت میں تکفیر کی جرأت نہیں کرسکتا۔[۱]

ماتھے پر چندن کا قشقہ لگانا غیر مسلموں کی تہذیب ہے اور یہ ان کا قومی شعار ہے، اس لئے مسلمانوں کے لئے چندن کا قشقہ لگانا درست نہیں ہے، حدیث میں غیر کی مشابہت اختیار کرنے اور غیر کی جماعت کو بڑھانے سے منع کیا گیا ہے ”من تشبه بقوم فهو منهم“[۲] اس لئے اس عمل کی اجازت نہیں دی جاسکتی ہے، مسلمانوں کو غیر مسلموں کے ساتھ اتحاد ویگانگت پیدا کرنے کی اجازت ہے، لیکن ایسا اتحاد کہ اسلام مغلوب ومظلوم ہوجائے اور اسلامی تہذیب کی خلاف ورزی کرکے غیروں کے قومی شعار کو اپنایا جائے درست نہیں ہے۔

---

(۱) مفتی کفایت اللّٰہ، کفایت المفتي: ج۱۳،ص:۱۸۰)

(۲) أخرجه أبو داود، في سننه، ”كتاب الباس: باب في لبس الشهرة“: ج۲،ص:۵۵۹،رقم:۴۰۳۱.

البتہ اگر کوئی شخص ماتھے پر چندن کا قشقہ لگائے تو اس کی تکفیر کی جائے گی یا نہیں؟ اس سلسلے میں مفتی صاحب کا بیان بہت واضح ہے، میرے خیال سے اگر وہ بغیر دباؤ کے لگانے کو غلط سمجھے، لیکن اپنی سیاسی مجبوری سمجھ کر لگالے تو اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی، لیکن اگر اسے اپنی رضا اور خوشی سے لگائے اور بجائے اپنے عمل پر نادم ہونے کے اس پر خوش ہو اور اس کے جواز کے حیلے بیان کر رہا ہو تو ایسے شخص کو اپنے ایمان کی خیر منانی ہوگی، اس لئے کہ رضا بالکفر بھی کفر ہے اور معصیت کو حلال سمجھنا بھی کفر ہے۔[۱]

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی، محمد اسعد جلال
محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

مجسموں پر گل پوشی کرنا:

(۹۴) **سوال**: ہندوستان میں مختلف سیاسی رہنماؤں کے مجسمے بنے ہوئے ہیں اور ان کی یوم پیدائش اور یوم وفات پر ان کی گل پوشی کا اہتمام کیا جاتا ہے، سوال یہ ہے کہ مجسموں کی گل پوشی درست ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اسرائیل، مرزاپور

الجواب وباللہ التوفیق: اس سلسلے میں کفایت المفتی میں درج ہے: گرنتھ صاحب کو سجدہ کرنا یا پھول چڑھانا مسلمانوں کے لئے حرام ہے، اسلام نے دوسرے مذاہب کے پیشواؤں کی توہین کرنے اور ان کو برا کہنے سے منع کیا ہے، ان کی تعظیم کا حکم نہیں دیا ہے، خصوصا ایسی تعظیم جو عبادت کے درجے تک پہونچی ہو کسی طرح جائز اور مباح نہیں ہوسکتی ہے۔[۲]

---

(۱) من اعتقد الحرام حلالاً أو على القلب يكفر. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بالحلال والحرام": ج۲،ص:۲۸۴)
(۲) مفتی کفایت اللہ، کفایت المفتی: ج۱۳،ص:۱۷۱.

اسلام میں مجسموں کی حیثیت بت کی ہے اور بت کی تعظیم کفر ہے، یہ ایک متفقہ مسئلہ ہے، اب یہاں دیکھنا ہے مجسموں پر ہار ڈالنا کیا کوئی قانونی مجبوری ہے یا باہمی رواداری ہے، اگر کوئی قانونی یا سیاسی مجبوری ہو، تو ناجائز اور غلط سمجھتے ہوئے ہار ڈالا جاسکتا ہے، جب کہ اس پر توبہ واستغفار بھی کرنا چاہئے اور اگر یہ کوئی قانونی مجبوری نہیں ہے تو محض اپنے آپ کو سیکولر دکھانے کے لئے حرام کاموں پر جرأت نہیں کرنی چاہئے اور اگر کوئی شخص مجسموں پر ہار ڈالتا ہے اسے غلط سمجھتے ہوئے تو اس کا یہ عمل غلط ہوگا، لیکن اس کی بنا پر اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی اور اگر اس کا یہ عمل مجسموں کی تعظیم کے پیش نظر ہو تو بت کی تعظیم کی وجہ اس کا یہ عمل دائرہ کفر میں آئے گا، جب کہ غالب گمان یہ ہے کہ سیاسی لیڈران اپنے سیکولر کردار کو ظاہر کرنے کے لئے ایسا کرتے ہیں، مجسموں کی تعظیم کے پیش نظر ایسا نہیں کرتے ہیں۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: امانت علی قاسمی

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی

محمد اسعد جلال، محمد عمران گنگوہی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

سیاسی مفاد کی خاطر مورتی کے سامنے ہاتھ جوڑنا:

(۹۵) **سوال**: ایک مسلمان شخص اپنے سیاسی مفاد کی خاطر غیر ملحدوں کے ہمراہ مندر میں جاتا ہے اور مورتی کے سامنے پھول وغیرہ ڈال کر ہاتھ جوڑتا ہے اور وہ ظاہر میں صرف غیر مسلموں کو دکھانے کے لئے ایسا کرتا ہے؛ لیکن دل میں مورتی کو گالیاں دیتا ہے اور زبان سے استغفار اور تیسرا کلمہ پڑھتا رہتا ہے اس کا یہ عمل کیسا ہے حرام ہے یا کفر ہے؟ کیا اس طرح عمل کرنے والے کا نکاح فاسد ہوجاتا ہے اور اس کو اپنی بیوی سے دوبارہ نکاح کرنا ضروری ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: صغیر احمد انواری، راجستھان

---

(۱) إذا سجد واحد لهؤلاء الجبابرة فهو كبيرة من الكبائر وهل يكفر؟ قال بعضهم: يكفر مطلقا، وقال أكثرهم: هذا على وجوه إن إراد به العبادة يكفر وأن أراد التحية لم يكفر، ويرحم عليه ذلك. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بتلقين الكفر": ج۲،ص:۲۹۲)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ شخص کے لئے جائز نہیں کہ مندر میں جا کر مورتیوں کے سامنے ہاتھ جوڑے خواہ سیاست میں کیوں نہ ہو؛ اس لئے کہ یہ بظاہر غیر اللہ کی پوجا اور عبادت ہے اور جیسے کہ حقیقتاً غیر اللہ کی پوجا جائز نہیں ظاہراً بھی جائز نہیں نیز یہ کہ کس کس کے سامنے یہ شخص اس عمل کے سیاسی ہونے کی تشریح کرے گا، لوگ تو ظاہر حال کے دیکھنے کے مکلّف ہیں ہر طرف سے یہ شخص متہم ہوگا اور چونکہ یہ شخص شرعاً کافر نہیں ہوا اس لئے تجدید نکاح لازم نہیں ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۶/۳/۱ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

غلطی سے کوئی کفریہ کلمہ زبان سے نکل جائے

(۹۶) **سوال:** حضرات مفتیان کرام عرض ہے کہ اگر کسی شخص نے انجانے میں غلطی سے کوئی کفریہ کلمہ زبان سے ادا کر دیا تو کیا وہ کافر ہو جائے گا؟ یا وہ مسلمان ہی ہے؟ تشفی بخش جواب دے کر احسان فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد نہال خان، پالی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر غلطی اور انجانے سے کوئی کفریہ کلمہ زبان سے نکل جائے تو اس کفریہ کلمہ کی وجہ سے وہ شخص کافر نہیں ہوگا، مسلمان ہی ہے جیسا کہ فتاویٰ ہندیہ میں ہے: ''وما کان

---

(۱) الكفر شيء عظيم فلا أجعل المؤمن كافراً حتى وجدت رواية أنه لا يكفر ..... إلى قوله ..... لا يفتي بكفر مسلم أمكن حمل كلامه على محمل حسن. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الجهاد: باب المرتد، مطلب: ما يشك أنه ردة لا يحكم بها'': ج۶، ص:۳۵۸)

إذا كانت في المسألة وجوهٌ توجب الكفر، ووجه واحدٌ يمنع، فعلى المفتي أن يميل إلى ذلك الوجه: كذا في الخلاصة. .....ثم إن كان كانت نية القائل الوجه الذي يمنع التكفير فهو مسلم. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، ومنها: ما يتعلق بتلقين الكفر'': ج۲، ص:۲۹۳)

خطأ من الألفاظ لا يوجب الكفر فقائله مومن على حاله ولا يؤمر بتجديد النكاح''[۱] اوراس شخص پر مذکورہ صورت میں تجدید نکاح بھی لازم نہیں ہے؛ لیکن ایسے الفاظ جو کفریہ ہوں ان کا استعمال کرنا بہت غلط ہے آئندہ احتیاط کرنی ضروری ہے اوراس شخص پر توبہ اور استغفار لازم ہے۔ ''ولكن يؤمر بالاستغفار والرجوع عن ذلك''[۲]''ومن تكلم بها مخطئاً أو مكرها لا يكفر عند الكل''.[۳]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۵/۴:۱۴۴۲ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی، محمد عمران گنگوہی، محمد اسعد جلال

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

میں مسجد پر پیشاب کردوں اورسورکاٹ کرڈالدوں کہنے والے کاحکم:

(۹۷)**سوال**: ایک شخص نے مسجد کے متعلق کہا کہ مسجد کیا ہماری سسری ہے میں تو مسجد پر پیشاب کردوں اورسورکاٹ کرڈالدوں اس صورت میں اس شخص کے کہنے کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد صدیق، سہارنپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس شخص کے یہ کلمات، کفریہ کلمات ہیں، توبہ کرنا، تجدید اسلام اورتجدید نکاح کرنا لازم ہے جب تک وہ توبہ نہ کرے اس سے قطع تعلق رکھیں۔[۴]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۲۰/۱۱/۸ھ)

الجواب صحیح:

خورشید عالم

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بتلقين الكفر'': ج۲،ص:۲۹۳. .....بقیہ حواشی آئندہ صفحہ: پر.....

قرآن شریف کوگالی دینا:

(۹۸)**سوال**: ایک شخص نے قرآن شریف کوسخت گالی دی ہے اور پھر توبہ کرنے سے بھی انکار کردیا، تواس کی سزا کیا ہے؟ وہ مسلمان رہا یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: جمیل احمد سیفی، مظفرنگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قرآن شریف کوگالی دینا کفر ہے۔''العیاذ باللّٰہ'' پس اس شخص سے جب وہ توبہ بھی نہیں کرتا، مرتدین اور کفار جیسا معاملہ کیا جائے اور اس سے قطع تعلق کرلیا جائے۔[1] ''قال اللّٰہ تبارك وتعالی: ﴿وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ أَنْ إِذَاسَمِعْتُمْ أٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُبِهَا وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ ۖ إِنَّكُمْ إِذًا مِّثْلُهُمْ ۗ إِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعًا ۝﴾[2]

فقط: واللّٰہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۱۰/۸ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

.....بقیہ حواشی گذشتہ صفحہ کے.....(۲)أیضاً:

(۳)ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختار، ''کتاب الجهاد: باب المرتد، مطلب: ما یشك أنه ردة لا یحکم بها'': ج۶،ص:۳۵۸.

(۴)تثبت (أي الردة بالشهادة) ویحکم بها حتی تبین زوجته منه ویجب تجدید النکاح. (ابن نجیم، البحر الرائق، ''کتاب السیر: باب أحکام المرتدین'': ج۵،ص:۲۱۳)

ما کان في کونه کفراً اختلاف فإن قائله یؤمر بتجدید النکاح وبالتوبة والرجوع عن ذلك بطریق الاحتیاط. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیة، ''کتاب السیر: الباب التاسع: في أحکام المرتدین، موجبات الکفر أنواع، ومنها: ما یتعلق بتلقین الکفر'': ج۲،ص:۲۹۳)

وفي البحر: والحاصل أن من تکلم بکلمة الکفر هازلاً أو لاعباً کفر عند الکل ولا اعتبار باعتقاده. (ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختار، ''کتاب الجهاد: باب المرتد، مطلب: ما یشك أنه ردة لا یحکم بها'': ج۶،ص:۳۵۸).....بقیہ حواشی آئندہ صفحہ پر.....

قرآن پاک کا پھینکنا:

(۹۹)**سوال**: زیداور ہندہ دونوں میں نااتفاقی ہے۔شوہر نہ تو بیوی کوخرچہ دیتا ہے، نہ حقوق ادا کرتا ہے اوراوپر سے مارتا ہے۔ایک دفعہ وہ قرآن پاک پڑھ رہی تھی شوہر نے اس سے قرآن شریف لے کر پھینک دیا،تواس شخص کے لئے کیا حکم ہے؟

فقط:والسلام

المستفتی:حافظ محمد انتصار، پورقاضی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگراس نے استخفاف اوراستہزا کے طور قرآن کو پھینکا ہے،تواس کا یہ امر موجب کفروارتداد ہے۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط:واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہٗ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۸/۲۹ھ)

.....بقیہ حواشی گذشتہ صفحہ کے.....إذا أنكر آية من القرآن واستخف بالقرآن أو بالمسجد، أو بنحوه مما يعظم في الشرع، أو عاب شيئاً من القرآن كفر. (عبد الرحمن بن محمد، مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر، "كتاب السير والجهاد: باب المرتد، ثم إن ألفاظ الكفر أنواع":ج۲،ص:۵۰۷)

(۱) إذا أنكر آية من القرآن واستخف بالقرآن أو بالمسجد، أو بنحوه مما يعظم في الشرع، أو عاب شيأ من القرآن كفر. (عبد الرحمن بن محمد، مجمع الأنهر، "كتاب السير والجهاد: باب المرتد، ثم إن ألفاظ الكفر أنواع":ج۱،ص:۵۰۷)

إذا أنكر الرجل آية من القرآن، أو تسخر بآية من القرآن، وفي "الخزانة": أو عاب كفر. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بالقرآن":ج۲،ص:۲۷۹)

(۲)سورة النساء:۱۴.

(۱) إذا أنكر آية من القرآن أو استخف بالقرآن أو بالمسجد، أو بنحوه مما يعظم في الشرع، أو عاب شيأ من القرآن كفر. (عبد الرحمن بن محمد، مجمع الأنهر، "كتاب السير والجهاد: باب المرتد، ثم إن ألفاظ الكفر أنواع":ج۱،ص:۵۰۷)

تثبت (أي الردة بالشهادة) ويحكم بها حتى تبين زوجته منه ويجب تجديد النكاح. (زين الدين ابن نجيم، البحر الرائق، "كتاب السير: باب أحكام المرتدين":ج۵،ص:۲۱۳)

یہ کہنا کہ ہم قرآن وحدیث کونہیں مانتے ہیں:

(۱۰۰)**سوال**: سکریٹری صاحب کا بھری مجلس میں کہنا کہ ہم علماء کرام، قرآن وحدیث کو کچھ نہیں جانتے۔ یہ کہنے سے ان کے ایمان میں فرق آیا یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: عبداللہ، دہرادون

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسے افراد کے بارے میں فقہاء نے تصریح کی ہے کہ وہ اسلام سے خارج ہوجاتے ہیں۔ کفران پر لازم آجاتا ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۲/۱۰/۲۳ھ)

پیروں سے مدد مانگنا کیسا ہے؟

(۱۰۱)**سوال**: اقبال نامی شخص کہتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے زمانے میں صحابہ کرامؓ کو دیا بھی ہے اور کچھ لیا بھی ہے؛ لیکن اللہ تعالیٰ کو لیتے اور دیتے ہوئے کس نے دیکھا ہے؟ اس لیے جو بھی کچھ مانگنا ہو صحابہ کرامؓ سے مانگا جائے؛ لیکن اب ان سب کا زمانہ نہیں رہا اس لئے جو بھی مانگنا ہو مزاروں پر جاکر پیروں سے مانگا جائے، اس لیے بابا صاحب اپنی زندگی میں لیتے تھے اور مرنے کے

---

(۱) إذا أنكر آية من القرآن أو استخف بالقرآن أو بالمسجد، أو بنحوه مما يعظم في الشرع، أو عاب شيأ من القرآن كفر. (عبد الرحمن بن محمد، مجمع الأنهر، "كتاب السير والجهاد: باب المرتد، ثم إن ألفاظ الكفر أنواع": ج۱،ص:۵۰۷)

إذا أنكر الرجل آية من القرآن، أو تسخر بآية من القرآن، وفي "الخزانة": أو عاب كفر. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بالقرآن": ج۲،ص:۲۷۹)

بعد دیتے ہیں، تو کیا ایسا عقیدہ رکھنے والے کا ایمان باقی رہا یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: عظمت علی، متعلم دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اللہ تعالیٰ کی مقدس ذات کے علاوہ سب کے لئے فنا ہے اور سب اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں رزاق بھی صرف اسی کی ذات ہے، اپنی زندگی میں جو لین دین کرتا ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر نہیں ہوتا، تو انتقال کے بعد کوئی کسی کو اور کس طرح دے سکتا ہے۔ قرآن کریم میں واضح طور پر ہے کہ ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾[1] ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں ''أدعوني أستجب لكم''[2] مجھ سے مانگو میں تمہاری دعائیں قبول کرتا ہوں ﴿هُوَ الرَّزَّاقُ﴾[3] وہ ہی ہے جو رزق دیتا ہے، اس کے باوجود غیر اللہ سے مانگنا اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ کو مددگار حقیقی یقین کرنا، اللہ تعالیٰ سے نہ مانگنے اور اس کے نہ دینے کا عقیدہ رکھنا کفریہ عقیدہ ہے اور ایسا شخص خارج از ایمان ہے[4] البتہ اگر رزاق حقیقی اللہ تعالیٰ کو مانا جائے اور کسی ولی یا بزرگ کا وسیلہ اختیار کیا جائے تو یہ درست ہے۔[5]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۳۰/۴/۲۵ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)(الفاتحه:۴)قال ابن عباس -رضي اللّٰه عنه-: معناه نعبدك ولا نعبد غيرك وإياك نستعين أي نعبدك مستعين بك. (محمد ثناء اللّٰه پاني پتي، تفسير مظهري: ج۱،ص:۸)

(۲)قال ابن جزير: إن اللّٰه واسع بإحاطة توره ووجوده الأشياء كلها منها مشارق الأرض ومغاربها إحاطة غير متكفية ولا مدركاً. (محمد ثناء اللّٰه پاني پتي-رحمه اللّٰه-، تفسير مظهري: ج۱،ص:۱۱۷)

(۳)﴿إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُوْ الْقُوَّةِ الْمَتِيْنِ﴾ (سورة الزاريات:۶۰)قال صاحب مظهري: إن اللّٰه هو الرزاق لجميع خلقه مستغن عنه. (محمد ثناء اللّٰه پاني پتي-رحمه اللّٰه-، تفسير مظهري: ج۹،ص:۹۲)

(۴) (قوله باطل وحرام) لوجوه: منها أنه نذر لمخلوق والنذر للمخلوق لا يجوز لأنه عبادة والعبادة لا تكون لمخلوق. ومنها أن المنذور له ميت والميت لا يملك. ومنه أنه إن ظن أن الميت يتصرف في الأمور دون اللّٰه تعالىٰ واعتقاده ذلك كفر. وأيضاً: والنذر الذي يقع..... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر.....

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا..... من أكثر العوام بأن يأتي إلى قبر بعض الصلحاء ويرفع ستره قائلاً يا سيدي فلان إن قضيت حاجتي فلك مني من الذهب مثلاً كذا باطل إجماعاً. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصوم: باب ما يسفد الصوم وما لا يفسده، مطلب: في النذر الذي يقع للأموات من أكثر": ج۳،ص: ۴۲۷)

(۵) عن أنس بن مالك أن عمر بن الخطاب رضي الله عنه: كان إذا قحطوا استسقىٰ بالعباس بن عبد المطلب، فقال: اللّٰهم إنا كنا نتوسل إليك بنبينا فتسقينا، وأنا نتوسل إليك بعم نبينا فأسقنا، قال: فيسقون. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الاستسقاء: باب سؤال الناس الإمام الاستسقاء إذا قحطوا": ج۱، ص:۱۳۷،رقم:۱۰۱۰)

ويستفاد من قصة العباس استحباب الاستشفاع بأهل الخير والصلاح وأهل بيت النبوة. (أحمد بن علي بن حجر، فتح الباري شرح صحيح البخاري، "قوله باب سؤال الناس الإمام الاستسقاء": ج۲،ص:۴۹۷)

ومن أداب الدعاء تقديم الثناء على اللّٰه والتوسل بنبي اللّٰه، ليستجاب الدعاء. (الشاه ولي اللّٰه الدهلوي، حجة اللّٰه البالغة، "الأمور التي لا بد منها في الصلاة": ج۲،ص:۴۴)

أن التوسل النبي صلى اللّٰه عليه وسلم جائز في كل حال قبل خلقه وبعد خلقه في مدت حياته في الدنيا وبعد موته فى مدة البرزخ. (السبكي، شفاء السقام:ص:۳۵۸)

لأن الميت لا يسمع بنفسه. (أبو حنيفة -رحمه اللّٰه- شرح الفقه الأكبر، "مسألة في أن الدعاء للميت ينفع": ص:۲۲۶)

﴿إِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ﴾(سورة الحج:۷۳)

﴿قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ج لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ﴾(سورة السباء:۲۲)

﴿قُلْ أَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ إِنْ أَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖٓ أَوْ أَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ط قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ط عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ﴾(سورة الزمر:۳۸) أي: لا تستطيع شيئاً من الأمر. (ابن كثير، تفسير ابن كثير:ج۷،ص:۱۰۰)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بابُ العقائد

فصل اوّل: قضاء وقدر

فصل ثانی: انبیائے کرام سے متعلق عقائد

فصل ثالث: علم غیب کا بیان

فصل رابع: صحابہ کرام سے متعلق عقائد کا بیان

فصل خامس: حشر ونشر کا بیان

فصل سادس: جنات وفرشتوں سے متعلق عقائد کا بیان

فصل سابع: توسل کا بیان

فصل ثامن: اسلامی عقائد

فصل اول

قضاء وقدر

تقدیر کی تعریف:

(۱) **سوال**: تقدیر کیا ہے؟ جب اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کی تقدیر لکھدی اس کے مطابق وہ اچھے، برے اعمال کرتا ہے تو برے اعمال کرنے پر سزا کا مستحق کیوں ہوتا ہے؟

فقط والسلام

المستفتی: مدرسہ صولتیہ، علی گنج لکھنؤ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: تقدیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو پیدا کر کے اچھے برے کام کرنے کا اختیار دیدیا ہے، اپنی مرضی سے اچھا کام کریں یا برا کام کریں؛ لیکن چوں کہ اللہ تعالیٰ کو پہلے سے علم ہے کہ کیا کرے گا اس لئے اس کو پہلے سے ہی لکھ دیا، بندہ کسی کام پر مجبور نہیں ہے۔ لہٰذا جب انسان خود کو مارنے کی سعی وکوشش کرتا ہے تو چوں کہ یہ کوشش اس نے اپنے اختیار سے کی اس لئے سزا کا مستحق ہوگا، ہر گناہ واچھائی کا یہی معاملہ ہے کہ سعی بندہ کرتا ہے، جیسی وہ کوشش کرتا ہے ویسا ہی نتیجہ اللہ مرتب فرمادیتے ہیں۔ اور اس سعی پر اس کو گناہ یا ثواب ملتا ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۲۰:۲/۵ھ)

الجواب صحیح:

خورشید عالم

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) وللعباد أفعال اختيارية يثابون بها ويعاقبون عليها إن كانت معصية لا كما زعمت الجبرية أنه لا فعل للعبد أصلاً. (علامه تفتازانی، شرح عقائد، ''مبحث: الأفعال كلها بخلق الله والدليل عليها'':ص:۸۱)

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: خرج علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم ونحن نتنازع في القدر، فغضب حتى إحمر وجهه حتى كأنما فُقِئ في وجنتيه حب الرمان، فقال: أ بهذا أمرتم أم بهذا أرسلت إليكم؟ إنما هلك من كان قبلكم حين تنازعوا في هذا الأمر عزمت عليكم أن لاتنازعوا فيه. (ملا على قارى مرقاة المفاتيح، ''كتاب الإيمان: باب الإيمان بالقدر، الفصل الثاني'':ج۱،ص:۲۷۷رقم:۹۸)

کیا دعاء سے تقدیر بدل سکتی ہے؟

(۲)**سوال**: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ ذیل کے بارے میں:

کیا دعاء سے تقدیر بدل سکتی ہے؟ جواب مفصل اور مدلل مطلوب ہے۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد عرفان، ممبئی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: تقدیر کی بحث وتحقیق میں زیادہ پڑنے کی ضرورت نہیں؛ بلکہ بچنا چاہئے۔[۱] مختصراً سمجھ لیجئے کہ تقدیر کی دو قسمیں ہیں، تقدیر معلق اور تقدیر مبرم۔ تقدیر مبرم میں کوئی تبدیلی ممکن نہیں البتہ تقدیر معلق میں اس کا امکان ہے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی

محمد عمران گنگوہی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

قضاء اور قدر سے متعلق سوال کرنا کیسا ہے؟

(۳)**سوال**: سلام مسنون!

حضرات مفتیان کرام: قضاء اور قدر کے مابین فرق کیا ہے؟ نیز قضاء وقدر میں غور وفکر کرنا کیسا ہے؟ ہمارے امام صاحب اس بارے میں بحث ومباحثہ کرنے سے منع کرتے ہیں کیا ان کا منع کرنا صحیح ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد جاوید علی، بہار

---

(۱)عن أبي هريرة رضي الله عنه، قال: خرج علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم ونحن نتنازع في القدر، فغضب حتى إحمر وجهه حتى كأنما فُقِئ في وجنتيه حب الرمان، فقال: أ بهذا أمرتم أم بهذا أرسلت إليكم؟ إنما هلك من كان قبلكم حين تنازعوا في هذا الأمر عزمت عليكم أن لاتنازعوا فيه. (ملا على قارى مرقاة المفاتيح، "كتاب الإيمان: باب الإيمان بالقدر، الفصل الثاني": ج۱،ص:۲۷۷،رقم:۹۸)

(۲)المعلق والمبرم كل منهما مثبت في اللوح غير قابل للمحو، نعم المعلق في الحقيقة مبرم بالنسبة إلى علمه تعالىٰ. (أيضاً: "الفصل الأول": ج۱،ص:۲۴۰،رقم:۷۹)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قضاء کے معنی فیصلہ کرنا، ادا کرنا، اور انجام دینا ہے۔اس سے مراد وہ اصول اور قوانین فطرت ہیں جن کے تحت یہ کارخانۂ قدرت وجود میں لایا گیا، قدر اور تقدیر کے معنی ہیں اندازہ کرنا، طے کرنا اور مقرر کرنا ہے [۱] جن امور کا اللہ تعالیٰ ازل میں فیصلہ کر چکا ہے اور جن پر اللہ تعالیٰ کا حکم لگ چکا اسی کو شریعت میں قضاء وقدر سے بھی تعبیر کرتے ہیں، تقدیر کا عقیدہ یہ ہے کہ دنیا میں جو کچھ اب تک ہوا ہے اور آئندہ ہونے والا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے اندازے اور فیصلۂ ازل کے مطابق ہے، ہر چیز اسی کے ارادہ اور حکم کے تحت وقوع پزیر ہوتی ہے، اس کی مرضی ومشیت کے خلاف ایک پتہ تک نہیں ہل سکتا ہے، ہر چیز کو اللہ تعالیٰ نے ہی پیدا کیا اور اسی کے قبضہ قدرت میں ہے، نیز قضاء وقدر میں فرق یہ ہے کہ احکام اجمالیہ کلیہ جو ازل میں ہیں وہ قضاء ہے اور احکام جزئیہ تفصیلیہ ہیں جو کلی کے موافق ہوں وہ قدر ہے، قضاء اور قدر ''سر من أسرار اللّٰہ'' میں سے ہیں جس کی پوری حقیقت کی اطلاع نہ کسی مقرب فرشتہ کو دی گئی اور نہ کسی نبی اور رسول کو؛ اس لئے اس میں زیادہ بحث ومباحثہ اور غور وفکر کرنا عام آدمی کے لئے درست نہیں، حدیث پاک میں اس پر بحث ومباحثہ کرنے سے سخت ممانعت آئی ہے۔

''عن أبي هريرة رضي اللّٰہ عنه، قال: خرج علينا رسول اللّٰہ صلى اللّٰہ عليه وسلم ونحن نتنازع في القدر فغضب حتى إحمر وجهه حتى كأنما فقيء في وجنتيه الرمان، فقال: أ بهذا أمرتم أم بهذا أرسلت إليكم؟ إنما هلك من كان قبلكم حين تنازعوا في هذا الأمر عزمت عليكم ألا تنازعوا فيه'' [۲]

جہاں تک قرآن وحدیث میں اجمالاً مذکور ہے اسی پر ایمان لانا چاہئے کما حقہ اس کو سمجھنا انسانی طاقت وعقل سے باہر ہے، اسی کی طرف حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اشارہ فرمایا: جب ایک سائل نے

(۱) راغب أصفهاني، المفردات: ج۱،ص:۶۰۴،۷۰۴

(۲) أخرجه الترمذي، في سننه، ''أبواب القدر، باب ما جاء من التشديد في الخوض في القدر، باب منه'': ج۴،ص:۴۴۳،رقم:۲۱۳۴)

(۳) أيضاً:، رقم:۲۱۳۳.

ان سے اس بارے میں دریافت کیا۔

''سأل (رجل) علي بن أبي طالب رضي الله عنه، فقال: أخبرني عن القدر؟ قال: طريق مظلم لا تسلكه، وأعاد السوال، فقال: بحر عميق لا تلجه، فأعاد السوال، فقال: سر الله قد خفي عليك فلا تفتشه ولله در من قال''[1] لہٰذا اس کے بارے میں بحث ومباحثہ سے پرہیز کرنا چاہئے۔

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۵/۴/۱۴۴۲ھ)

تقدیر اعمال خیر سے بدل جاتی ہے یا نہیں؟

(۴) **سوال:** تقدیر پہلے لکھی ہوئی ہے یا لکھی جاتی ہے اور لکھی ہوئی تقدیر اعمال خیر سے بدل جاتی ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد طاہر حسن، باغپت

الجواب وباللہ التوفیق: اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا علم ہے انسان کے بارے میں پہلے ہی سے معلوم ہے کہ فلاں انسان کب برا کام کرے گا کب نیکی کرے گا کب توبہ کرے گا کس عمل پر اس کو اچھا بدلہ دینا ہے اور کس پر اس کو سزا دینی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہر بات ازل ہی سے ہے، اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے ہر عمل کو اپنے علم کی وجہ سے پہلے ہی لکھ دیا ہے اب وہ جو بھی کرے گا وہ اس

(۱) ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، "كتاب الإيمان: باب الإيمان بالقدر، الفصل الأول": ج۱، ص:۲۴۰، رقم:۷۹.
وعن عائشة رضي الله عنها، قالت: سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: من تكلم في شيء من القدر سئل عنه يوم القيامة، ومن لم يتكلم فيه لم يسأل عنه، رواه ابن ماجه. (أيضاً:، الفصل الثالث": ج۱، ص:۲۹۳، رقم:۱۱۴)

لکھے ہوئے کے مطابق کرے گا، اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس کو لکھے ہوئے کے مطابق عمل کرنے پر مجبور کیا گیا ہے؛ بلکہ مطلب یہ ہے کہ عمل کرنے میں وہ آزاد ہے جو چاہے اپنے اختیار سے کرے؛ لیکن جو بھی وہ عمل کرے گا وہ پہلے سے اللہ کے علم میں ہے۔ اس کو لکھ دیا گیا ہے۔ جیسے کہ خالد نے مثلاً کل اپنے اختیار سے سفر کیا اخبار والوں کو اس کا سفر معلوم ہو گیا انہوں نے اخبارات میں شائع کر دیا کہ کل خالد سفر کرے گا انہوں نے اپنے علم کی وجہ سے لکھ دیا اس کا مطلب یہ نہیں ہے۔ کہ کل خالد جو سفر کرے گا وہ اخبارات میں شائع ہونے کی وجہ سے مجبور ہو کر کرے گا سفر اس کا اپنے اختیار سے ہوگا البتہ اگر کوئی حادثہ پیش آجائے تو سفر نہیں بھی ہو سکتا اخبارات کی خبر خلاف واقعہ ہو سکتی ہے۔ جس کی وجہ ان کے علم کی کمی ہے۔ ان کو حادثہ کا ہونا یا نہ ہونا معلوم نہیں اس لئے وہ اس کی خبر نہیں دے سکتے اللہ تعالیٰ کو وہ حادثہ بھی معلوم ہے بہر حال تقدیر پہلے سے لکھی ہوئی ہے اس میں شک نہیں کرنا چاہئے نیز مسئلہ ذرا باریک ہے۔ اور غور طلب ہے۔ اور سمجھنے کا ہے اس لئے اس میں زیادہ بحث نہیں کرنی چاہئے۔ قرآن کریم میں ﴿مَآ أَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِيْ أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ أَنْ نَّبْرَأَهَا﴾[1] دوسری جگہ ہے: ﴿إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ﴾[2]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۴/۸ھ)

---

(۱) سورة الحديد:۲۲.

(۲) سورة القمر:۴۹.

عن عائشة رضي الله عنها، قالت: سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: من تكلم في شيء من القدر سئل عنه يوم القيامة، ومن لم يتكلم فيه لم يسأل عنه، رواه ابن ماجه. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، "كتاب الإيمان: باب الإيمان بالقدر، الفصل الثالث": ج۱،ص:۲۹۳،رقم:۱۱۴)

کیاماں کے پیٹ میں بچہ کے جنتی یا دوزخی ہونے کے بارے میں لکھدیا جاتا ہے؟

(۵)**سوال**: ایک شخص نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ماں کے پیٹ میں بچہ کے لئے جنتی دوزخی ہونا لکھ دیتے ہیں اور وہ بچہ اس لکھے ہوئے کے مطابق آخر میں جنتی ہونے یا دوزخی ہونے کے کام ضرور کرتا ہے۔ اس آدمی سے کہا گیا کہ ایسا مت کہو بلکہ بات یوں ہے کہ تقدیر دو قسم کی ہوتی ہے ایک تو نہیں بدلتی اور دوسری بدلتی ہے کہ ہر سال اللہ تعالیٰ شب برات میں فیصلہ کرتے ہیں ہر ایک کے اعمال کے مطابق، حکم شریعت کیا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: امیر تحسین، مظفر نگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بچہ جب رحم مادر میں ہوتا ہے تو حسب وضاحت مفسرین و متکلمین اس کے شقی وسعید یعنی جنتی وجہنمی ہونے کے متعلق لکھ دیا جاتا ہے اور اسی کے مطابق ہوتا ہے اس کا مطلب یہ نہیں کہ بندہ کو مجبور محض کر دیا جاتا ہو کہ وہ جو چاہے کرے جہنمی ہی ہوگا اس کا عمل کارآمد نہ ہوگا بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آئندہ جو کام ہوگا اللہ تعالیٰ کو اس کے بارے میں پورا علم ہے کہ بندہ دنیا میں کیا کرے گا۔

اچھے کام کرے گا یا برے کام کرے گا اس کا علم خدا تعالیٰ کو بدرجہ اتم ہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اختیار دیا ہے کہ وہ جو چاہے کرے اپنی عقل وسمجھ سے برے کام کرے یا بھلے، جنت حاصل کرنے کے لئے عبادت وریاضت کرے یا جہنم کی طرف لے جانے والے کفر وشرک یا گناہ کا ارتکاب کرے بندہ کو اس میں پورا اختیار ہے وہ جو بھی کرنے کا ارادہ کرے گا اس کو اس کے لئے سہل کر دیا جائے گا لیکن بندہ اپنے اختیار سے اچھا برا جو بھی کرے اللہ تعالیٰ کو اس کا علم پہلے سے ہے؛ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کو پہلے ہی لکھ دیا اور اللہ تعالیٰ کے علم میں جہل وخطاء کا شائبہ بھی ممکن نہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے باخبر ہوتے ہوئے جو لکھ دیا ہے وہی ہوگا الحاصل بندہ مجبور محض نہیں یہ معمولی وضاحت آپ کے سمجھنے کے لیے کر دی گئی ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تقدیر کے مسئلہ پر بہت زیادہ تفصیل کو

پسند نہیں فرمایا ہے اور اگر آپ طالب علم ہیں تو معتبر کتابوں کا مطالعہ کریں۔[۱]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہٗ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۹/۶/۱۴۱۷ھ)

❀ ❀ ❀

(۱)سأل (رجل) علي بن أبي طالب، فقال: أخبرني عن القدر؟ قال: طريق مظلم لا تسلكه وأعاد السوال، فقال: بحر عميق لا تلجه، فأعاد السوال، فقال: سر الله قد خفي عليك فلا تفتشه ولله در من قال. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، "كتاب الإيمان: باب الإيمان بالقدر، الفصل الأول": ج۱،ص:۲۴۰،رقم:۷۹)

وعن سهل بن سعد رضي الله عنه، قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: إن العبد ليعمل عمل أهل النار، وإنه من أهل الجنة، ويعمل عمل أهل الجنة، وإنه من أهل النار، وإنما الأعمال بالخوا تيم، متفق عليه. (أيضاً:": ج۱،ص:۲۵۰رقم:۸۳)

وعن ابن مسعود رضي الله عنه، قال: حدثنا رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، وهو الصادق المصدوق: إن خلق أحدكم يجمع في بطن أمه أربعين يوما نطفة، ثم يكون علقة مثل ذلك، ثم يكون مضغة مثل ذلك، ثم يبعث الله إليه ملكا بأربع كلمات: فيكتب عمله، وأجله، ورزقه، وشقيّ، أو سعيد، ثم ينفخ فيه الروح، فوالذي لا إله غيره إن أحدكم ليعمل بعمل أهل الجنة حتى ما يكون بينه وبينها إلا ذراع، فيسبق عليه الكتاب، فيعمل بعمل أهل النار فيدخلها. وإن أحدكم ليعمل بعمل أهل النار حتى ما يكون بينه وبينها إلا ذراع فيسبق عليه الكتاب، فيعمل بعمل أهل الجنة فيدخلها، متفق عليه. (أيضاً: ج۱،ص:۲۴۵،رقم:۸۲)

فصل ثانی

انبیاء کرام سے متعلق عقائد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی سن کر انگوٹھے چومنا:

(۶) **سوال**: ہمارے یہاں جو شخص آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی سن کر انگوٹھے نہیں چومتا اس کو مسلمانوں سے علیحدہ کر دیا جاتا ہے اور لوگ کہتے ہیں کہ یہ مسلمان نہیں ہے جب کہ وہ شخص نمازوں کا پابند اور تلاوت قرآن کا پابند ہے رمضان کے روزے اور زکوٰۃ فطرہ وغیرہ سب ادا کرتا ہے ان کا یہ کہنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد یعقوب، جانی پور، جموں

الجواب وباللّٰہ التوفیق: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی آئے تو درود پڑھنا ضروری ہے۔ انگوٹھے چومنے کا کوئی ثبوت شریعت میں نہیں ہے، جو کوئی انگوٹھے چومتا ہو اور کوئی غلط عقیدہ رکھتا ہو اس پر اس طریقہ کا چھوڑنا اور توبہ کرنا لازم ہے پس صورت مسئولہ میں مذکورہ شخص کو کافر کہنا بالکل غلط ہے۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۳/۵/۸ھ)

---

(۱) يستحب أن يقال عند سماع الأولىٰ من الشهادة: صلى الله عليك يا رسول الله، وعند الثانية منها: قرت عيني بك يا رسول الله، ثم يقول: اللّٰهم متعني بالسمع والبصرة بعد وضع ظفري الإبهامين على العينين ..... أيضاً: ثم قال: ولم يصح في المرفوع من كل هذا شيئ. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب الأذان، مطلب في كراهة تكرار الجماعة في المسجد، تتمة": ج۲،ص:۶۸)
عن عائشة -رضي الله عنها- قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس فيه فهو رد. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الصلح: باب إذا اصطلحوا على صلح جور فهو مردود": ج۱،ص:۳۷۱،رقم:۲۶۹۷).....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر.....

محسن انسانیت کا لفظ حضور کے علاوہ کسی اور کے لیے استعمال کرنا:

(۷)**سوال**: ''محسن انسانیت'' کا لفظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی اور کے لئے استعمال کرنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد قاسم قاسمی، کشمیر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ''محسن انسانیت'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کے لئے استعمال نہیں کرنا چاہئے؛ البتہ اگر کوئی آدمی کسی دوسرے کے لئے تاویلاً بول دے تو گنجائش ہے اس لئے مطعون نہ کیا جائے۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۳/۴/۸ھ)

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا.....وقال القاري في مرقاة المفاتيح: هذا الحديث عماد في التمسك بالعروة الوثقىٰ، وأصل في الاعتصام بحبل اللّٰه الأعلى، ورد للمحدثات والبدع والهوى، وقد أنشد في هذا المعنى. (ملا علي قاري، مرقاة الفاتيح، "كتاب الإيمان: باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول": ج۱،ص:۳۳۶،رقم:۳۳۶)

(۱) ﴿إِنَّمَآ أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾(سوره كهف:۱۱۰)

ألا أيها الناس إنما أنا بشر. الحديث، رواه مسلم. (مشكوٰة المصابيح، "كتاب الفتن، باب مناقب أهل بيت النبي صلى اللّٰه عليه وسلم": ج۲،ص:۵۶۸)

عن أبي أمامة رضي اللّٰه عنه، عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: إن اللّٰه فضلني على الأنبياء. (أخرجه الترمذي، في سننه، "أبواب السير: باب ما جاء في الغنيمة": ج۱،ص:۲۸۳،رقم:۱۵۵۳)

وأفضل الأنبياء -عليهم السلام- محمد عليه السلام. (علامه سعد الدين تفتازاني، شرح العقائد النسفية، "أفضل الأنبياءؑ محمد -ﷺ-:ص:۱۴۰)

لا يبلغ ولي درجة الأنبياء عليهم. (علامه سعد الدين تفتازاني، شرح العقائد النسفية، "مبحث لا يبلغ ولي درجة الأنبياءؑ":ص:۱۶۴)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اُمی کہنا:

(۸)**سوال**: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علوم شرائع ملنے کے باوجود امی کہنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالحمید، کشمیر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: امی کے معنیٰ انپڑھ کے نہیں ہیں؛ بلکہ امی اس کو کہتے ہیں جس نے کسی شخص سے لکھنا پڑھنا نہ سیکھا ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے بذاتِ خود علم عطاء فرمایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سے لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا؛ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو امی کہنا درست ہے۔[1] البتہ اگر کسی جگہ پر لوگ اس کا مفہوم نہ جانتے ہوں اور اس کے معنی ان پڑھ اور جاہل کے سمجھتے ہوں یا یہ کلمہ استخفاف کے طور پر بولا جاتا ہو تو وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ لفظ استعمال نہیں کرنا چاہئے۔

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۳/۳/۵ھ)

کسی کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ابن اللہ کہہ کر انکار کرنا:

(۹)**سوال**: زید نے کسی موقع پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ابن اللہ کہا اب علانیہ انکار کرتا

---

(۱) ﴿اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْإِنْجِيْلِ ۡ يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ؕ﴾(سورة الأعراف:۱۵۷)

الأمي يعني محمدا صلى الله عليه وسلم منسوب إلى الأم يعني هو على ما ولدته أمه لم يكتب ولم يقرأ. (محمد ثناء الله، تفسير مظهري"سورة الأعراف :۱۵۷": ج۳،ص:۴۴۲)

أيضاً: رسول الله صلى الله عليه وسلم أعلم الخلق قاطبة بالعلوم ..... ما لم يصل إلى سرادقات ساحته أحد من الخلائق لا ملك مقرب ولا نبي مرسل ولقد أعطي علم الأولين والآخرين الخ. (خليل أحمد سهارنفور، المهند على المفند:ص:٦٦)

ہے تو زید کے لئے کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: سعود الحق، مظفر نگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مسئولہ میں زید نے اگر اعتقاداً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ابن اللہ کہا تھا تو وہ مرتد ہوگیا اور اس کی بیوی نکاح سے خارج ہوگئی تھی[1] لیکن چونکہ اب وہ اپنے قول کا منکر ہے۔ اور یہ انکار توبہ اور اپنے قول سے رجوع ہے۔ اس لئے اس سے کچھ تعرض نہ کیا جائے اور حسب ضرورت اس کو سمجھایا جائے اگر اس کے ذہن میں کوئی خلجان ہو تو تسلی بخش جواب دیا جائے البتہ تجدید نکاح ضروری ہے۔

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۹/۶ھ)

حضرت ابراہیم علیہ السلام رسول تھے کہ نبی؟

(۱۰) **سوال:** ابراہیم علیہ السلام رسول تھے یا نبی؟

فقط: والسلام
المستفتی: مولوی تسلیم الدین، ہزاری باغ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نبی اور رسول کی مشہور تعریف یہ ہے کہ: رسول خاص ہے

---

(۱) شهدوا على مسلم بالردة وهو منكر لا يتعرض له، لا لتكذيب الشهود العدول بل لأن إنكاره توبة ورجوع يعني فيمتنع القتل فقط، وتثبت بقية أحكام المرتد. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الجهاد: باب المرتد، مطلب: جملة من لا يقتل إذا ارتد": ج۶،ص:۳۹۰)

وفي البحر: والحاصل أن من تكلم بكلمة الكفر هازلا أو لا عبا كفر عند الكل ولا اعتبار باعتقاده ..... ومن تكلم بها عالما عامداً كفر عند الكل. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الجهاد: باب المرتد، مطلب: ما يشك أنه ردة لا يحكم بها": ج۶،ص:۳۵۸)

اور نبی عام ہے، ہر رسول نبی ہوتا ہے، ہر نبی کا رسول ہونا ضروری نہیں ہے،[۱] اس کے علاوہ کلام پاک کے بہت سے مواقع میں بہت سے انبیاء کرام کو رسول کے خطاب سے منسوب کیا ہے، جس نے امت بنائی اور امت سازی سے کام لیا وہ رسول کی فہرست میں ہیں ان سب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی ہیں۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح: سید احمد علی سعید

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک کے ساتھ ''سیدنا'' کا استعمال:

(۱۱)**سوال:** آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کے ساتھ سیدنا کا استعمال کرنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: مولوی ابراہیم، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایک حدیث شریف میں وارد ہے کہ: میں اولاد آدم کا سردار ہوں اور مجھے کوئی فخر نہیں ہے؛ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے لفظ سیدنا کا استعمال کرنا درست ہے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۲۱/۱/۲۱ھ)

الجواب صحیح:

خورشید عالم

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) الرسول إنسان بعثه اللّٰه تعالیٰ إلی الخلق تبلیغ الأحکام وقد یشترط فیه الکتاب بخلاف النبي فإنه أعم. (علامه سعد الدین تفتازاني، شرح العقائد النسفیة، ''النوع الثاني: خبر الرسول المؤید بالمعجزة'' :ص:۱۶)

(۲)﴿أَلَمْ يَأْتِهِمْ نَبَأُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ۙ وَقَوْمِ إِبْرٰهِيْمَ وَأَصْحٰبِ مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكٰتِ ؕ أَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝﴾(سورة التوبة:۷۰)

(۱) عن أبي هریرة -رضي اللّٰه عنه- قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: .....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر.....

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کا ایمان:

(۱۲)**سوال**: کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے والدین کو قبروں سے زندہ کر کے ان کو کلمہ پڑھایا اور پھر قبروں میں واپس کر دیا کیا یہ واقعہ صحیح ہے یا آپ کے والدین کے ایمان میں اختلاف ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد نعیم، ایڈیٹر تعمیر ملت

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے ایمان وعدم ایمان کے بارے میں رجحانات مختلف ہیں نیز کوئی صحیح روایت اس مسئلہ میں نہیں ملتی؛ اس لئے مختار مسلک توقف کا ہے کہ یہ مسئلہ ایمانیات واعمال سے متعلق نہیں ہے، آخرت میں اس کے بارے میں کسی سے کوئی سوال نہ ہوگا؛ اس لئے اس کی تحقیق نہ کرتے ہوئے خاموشی اختیار کی جائے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۸/۲/۱۹ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا.....أنا سيد ولد آدم يوم القيامة (وفي النووي على مسلم) ولا فخر إلخ. (أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب الفضائل: باب تفضيل نبينا -صلى الله عليه وسلم-": ج۲،ص:۲۴۵،رقم:۲۲۷۸)
وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا يقل أحدكم أسق ربك أطعم ربك وضئ ربك، ولا يقل أحدكم ربي وليقل سيدى مولاي، ولا يقل أحد كم عبدي أمتي وليقل فتاي فتاتي وغلامي. (أخرجه مسلم، في صحيحة، "كتاب الألفاظ: باب حكم إطلاق لفظة العبد والأمة": ج۲،ص:۲۳۸،رقم:۲۲۴۹)

(۱) فقد صرح النووي والفخر الرازي بأن من مات قبل البعثة مشركاً فهو في النار، وعليه حمل بعض المالكية ما صح من الأحاديث في تعذيب أهل الفترة بخلاف من لم يشرك منهم ولم يوجد بل بقي عمره في غفلة من هذا كله ففيهم الخلاف، وبخلاف من اهتدى منهم بعقله كقس بن ساعدة وزيد بن عمرو بن نفيل فلا خلاف في نجاتهم. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب النكاح: باب نكاح الكافر، مطلب: في الكلام على أبوي النبي وأهل الفترة": ج۳،ص:۱۸۵)
وليست من المسائل التي يضر جهلها أو يسأل عنها في القبر أو في الموقف، فحفظ اللسان عن التكلم فيها إلا بخيرٍ أولى وأسلم. (أيضا:ص:۳۵۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سات زمینوں کے لئے بعثت:

(۱۳)**سوال**: کیا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہے کہ ''سات زمینوں کے لئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آئے ہیں اور کیا اس اثر کو کہیں حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا ہے؟ جب کہ ﴿وما أرسلنك إلا رحمة للعالمين ﴾ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں عموم معلوم ہوتا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد عبداللہ، معرفت: حضرت مہتمم صاحب

الجواب وباللّٰہ التوفیق: درمنثور وبیہقی وغیرہ میں حضرت ابن عباسؓ کے اس اثر کو مکمل بیان کیا گیا ہے اور حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''تحذیر الناس'' میں اس پر تفصیل کے ساتھ کلام فرمایا ہے جس کے مطالعہ کے بعد ان شاء اللہ تعالیٰ کوئی اعتراض باقی نہ رہے گا۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۸/۶/۱۶ھ)

الجواب صحیح:

خورشید عالم

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

انبیاء ورسل کی تعداد:

(۱۴)**سوال**: انبیاء اور رسولوں کی تعداد کتنی ہے؟ اور اس کا حوالہ کہاں ملے گا؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد انعام، مرادآباد

---

(۱) أخبرنا أحمدبن يعقوب الثقفي، ثنا عبيد بن غنام النخعي، أنبأ علي بن حكيم، ثنا شريك، عن عطاء بن السائب، عن أبي الضحى،عن إبن عباس رضي الله عنهما، أنه قال: ﴿اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ﴾ قال سبع أرضين في كل أرض نبي كنبيكم و آدم كآدم، ونوح كنوح، وإبراهيم كإبراهيم، وعيسىٰ كعيسىٰ. (المستدرك على الصحيحين للحاكم، "كتاب التفسير: تفسير سورة الطلاق" :ج۲، ص:۵۳۵،رقم:۳۸۲۲؛هكذا في الأسماء والصفات للبيهقي، "باب بدأ الخلق":ج۲،ص:۱۶۸)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صحیح تعداد اللہ ہی کو معلوم ہے، بعض شراح حدیث اور فقہاء نے لکھا ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار تعداد انبیاء کی اور تین سو تیرہ کی تعداد رسولوں کی ہے [۱] لیکن اس پر اکتفاء کر لینا کہ یہ ٹھیک تعداد ہے درست نہیں ہے؛ اس لئے یوں کہنا چاہئے کہ ہم تمام انبیاء اور رسولوں پر ایمان لاتے ہیں اور آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ [۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید صاحب
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۳/۱۲/۱۶ھ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں غیر شرعی عقائد:

(۱۵) **سوال:** اگر کسی شخص کے عقائد یہ ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مختار کل ہیں، علام الغیوب ہیں، حاضر و ناظر ہیں بشر نہیں؛ بلکہ نور ہیں کیا ایسے شخص کو مسلمان کہنا درست ہے اور اس کی بیوی اس کے نکاح سے خارج ہوگئی یا نہیں؟ اور ایسے شخص کو سلام کرنا جائز ہے یا نہیں اور اگر سلام کرے تو کیا جواب دینا واجب ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: نظر محمد، مظفر نگر

---

(۱) عن أبي ذر رضي اللّٰه عنه، قال: قلت: يا رسول اللّٰه كم المرسلون؟ قال: ثلاث مأة وبضعة جما غفيراً، وفي رواية عن أبي أمامة، قال أبو ذر: قلت: يا رسول اللّٰه! كم وفاء عدة الأنبياء؟ قال: مأة ألف وأربعة وعشرون ألفاً الرسل من ذلك ثلاث مأة وخمسة عشر جما غفيراً. (مشكوٰة المصابيح، "كتاب الفتن: باب بدأ الخلق وذكر الأنبياء -عليهم السلام-": ج۱،ص:۵۱۱)

(۲) إن عدد هم ليس بمعلوم قطعاً، فينبغي أن يقال: آمنت بجميع الأنبياء أولهم آدم وآخرهم محمد صلى اللّٰه عليه وسلم معراج، فلا يجب اعتقاد أنهم مأة ألف وأربعة وعشرون ألفا، وأن الرسل -عليهم السلام- منهم ثلاث مأة وثلاثة وعشرون لأنه خبر آحاد. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، مطلب في عدد الأنبياء والرسل عليهم السلام": ج۲،ص:۲۴۲)

إن النبي عليه السلام سئل عن عدد الأنبياء، فقال مأة ألف وأربعة وعشرون ألفاً والأولىٰ أن لا يقتصر على عدد في التسمية فقد قال اللّٰه تعالىٰ منهم من قصصنا عليك ومنهم من لم نقصص عليك. (علامه سعد الدين تفتازاني، شرح العقائد النسفية، "أول الأنبياء آدم عليه السلام وآخرهم محمد صلى اللّٰه عليه وسلم": ص:۱۳۸)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ صورت میں ایسے شخص کو گمراہ قرار دیا جائے گا؛ لیکن اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی تاوقتیکہ صدفی صد اس کی کفریہ باتیں سامنے نہ آجائیں، البتہ کفر تک پہونچنے کا اندیشہ ضرور لاحق ہوسکتا ہے۔[1]

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران غفرلہٗ دیوبند
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۰۸/۶/۱۴ھ)

رسل سے مراد کون ہیں؟

(۱۶)**سوال:** قرآن شریف میں رسولوں کے قتل کے متعلق جو آیتیں نازل ہوئی ہیں تو کیا ان رسولوں سے وہی رسول مراد ہیں جو علماء اہل سنت نے اپنی اصطلاح میں بتایا ہے یا ان رسولوں سے مراد انبیاء کرام ہیں۔

فقط والسلام
المستفتی: نثار احمد رونق، سلطان پور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: رسول عام ہے جس میں نبی بھی آتے ہیں ویسے جن

---

(۱)﴿وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ إِلَّا هُوَ ط﴾(سورة الالانعام:۵۹)
﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللّٰهُ ط﴾(سورة النمل:۶۵)
﴿عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ أَحَدًا ۝ إِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ﴾ (سورة الجن: ۲۶)
ولعل الحق أن يقال: إن علم الغيب المنفي عن غيره جل وعلا هو ما كان لشخص لذاته أي بلا واسطة في ثبوته له. (علامه آلوسي، روح المعاني، (تابع) "سورة النمل":ج۱۰،ص:۱۸)
عن عائشة رضي اللّٰه عنها، قالت: (من حدثك أن محمداً صلى اللّٰه عليه وسلم رأي ربه، فقد كذب، وهو يقول): ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارَ﴾ [سورة الإنعام: ۱۰۳] (ومن حدثك أنه يعلم الغيب، فقد كذب، وهو يقول: لا يعلم الغيب إلا اللّٰه. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب التوحيد، باب قول اللّٰه تعالىٰ: عالم الغيب فلا يظهر على غيبه أحداً": ج ۲، ص: ۱۰۹۸، رقم: ۷۳۸۰)

نبیوں کا قتل ہوا، ان میں کوئی مشہور رسول نہیں ہیں۔[۱]

الجواب صحیح:
محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد واصف غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۰۸/۱۰/۱۴ھ)

کیا حضرات انبیاء علیہم السلام اور شہداء قبروں میں زندہ ہیں؟

(۱۷)**سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

کیا حضرات انبیاء علیہم السلام اور شہداء اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں؟ اور کیا حضرات انبیاء علیہم السلام سے قبروں کے فرشتے (منکر نکیر) سوال وجواب کریں گے؟ یا مذکورہ حضرات بغیر سوال وجواب کے ہی رہیں گے؟ اس بارے میں اہل سنت والجماعت کا کیا عقیدہ ہے؟ مدلل ومفصل جواب مرحمت فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عمیر، محی الدین پور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حضرات انبیاء علیہم السلام بشمول سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے پردہ فرما گئے، لیکن وہ حضرات اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں جیسے شہداء اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ ﴿وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أَمْوَاتٌ ؕ بَلْ أَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝۱۵۴﴾[۲] حدیث پاک میں سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ

(۱) ﴿يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝۶۷﴾(سورة المائده:۶۷)
﴿وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ﴾ ولعل الحق أن قصد حفظ النفس معه لاينافي مقامهم. وفي الكشاف أنه عليه السلام فرق أن يقتل قبل أداء الرسالة وظاهره أنه وإن كان نبياً غير عالم بأنه يبقى حتى يؤدي الرسالة وإليه ذهب بعضهم لاحتمال أنه إنما أمر بذلك بشرط التمكين مع أن له تعالىٰ نسخ ذلك قبله. (علامه الآلوسي، روح المعاني، "سورة الشعراء:۱تا۲۲": ج۸،ص:۶۶)
(۲) سورة البقرة:۱۵۴.

علیہ وسلم نے فرمایا:

''أكثروا الصلوٰة عليّ يوم الجمعة فإنه مشهود تشهده الملائكة، وإن أحدا لن يصلي علي إلا عرضت علي صلاته حتى يفرغ منها، قال: قلت: وبعد الموت؟ قال: وبعد الموت إن اللّٰه حرم على الأرض أن تأكل أجساد الأنبياء فنبي اللّٰه حي يرزق''.[1]

مجھ پر جمعہ کے دن کثرت سے درود پڑھا کرو کیونکہ اس دن فرشتے جمع ہوتے ہیں اور جب تم میں سے کوئی شخص مجھ پر درود پڑھتا ہے، تو اس درود کو مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے سوال کیا کہ موت کے بعد بھی؟ فرمایا: ہاں! موت کے بعد بھی؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء علیہم السلام کے جسم مبارک کو کھانا حرام کر دیا ہے۔

''إنه (النبي -صلى اللّٰه عليه وسلم-) اجتمع مع الأنبياء وأن الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون''[2] انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں باحیات ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور ان سے منکر نکیر سوال بھی نہیں کرتے ہیں یہی اہل سنت والجماعت کا عقیدہ بھی ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۲/۵/۴ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کیا حضرت ایوب علیہ السلام کے بدن پر کیڑے ہو گئے تھے؟

(۱۸) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

---

(۱) أخرجه ابن ماجه، في سننه، "أبواب ما جاء في الجنائز: باب ذكر وفاته ودفنه صلى اللّٰه عليه وسلم": ج۱،ص:۱۱۸،رقم:۱۶۳۷.

(۲) ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، "كتاب الإيمان، باب الإيمان بالقدر، الفصل الأول": ج۱،ص:۲۴۲،رقم:۸۱)
وصح خبر "الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، "كتاب الصلاة: باب الجمعة، الفصل الثالث": ج۳،ص:۴۱۵،رقم:۱۳۶۶)

حضرت ایوب علیہ السلام جب بطور آزمائش بیماری کے اندر مبتلا کئے گئے تو ان کے بدن کے اندر کیڑے ہوگئے اگر کوئی کیڑا نیچے گر جاتا تو اس کو اٹھا کر وہیں رکھ دیتے کیا یہ روایت صحیح ہے اگر صحیح ہے، تو براہ کرم حوالہ تحریر فرمادیں عین نوازش ہوگی؟

فقط: والسلام
المستفتی: توقیر عالم، ہریدوار

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حضرت ایوب علیہ السلام کے جسد مبارک میں کیڑے پڑنے کی روایات معتبر نہیں ہیں، جن روایات وآثار سے کیڑے پڑنے اور جسد اطہر میں پھوڑے پھنسی وغیرہ کا ثبوت ہوتا ہے ان پر محققین نے رد کیا ہے، کیونکہ انبیاء علیہ السلام کو بشری بیماری لاحق ہونا تو ثابت ہے؛ لیکن ایسی بیماری کا لاحق ہونا جس سے انسانی طبیعت نفرت کرتی ہو نصوص شرعیہ کے خلاف ہے؛ بلکہ صحیح روایات اور آیت قرآنی سے صرف اتنی بات ثابت ہوتی ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کو ایک شدید قسم کا مرض لاحق ہوا تھا۔ حضرت مفتی محمد شفیع صاحب نے معارف القرآن میں لکھا ہے: قرآن میں اتنا تو بتلایا گیا ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کو ایک شدید قسم کا مرض لاحق ہوگیا تھا لیکن اس مرض کی نوعیت نہیں بتائی گئی احادیث میں بھی اس کی کوئی تفصیل آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہیں ہے۔ البتہ بعض آثار سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے جسم کے ہر حصہ پر پھوڑے نکل گئے تھے یہاں تک کہ لوگوں نے گھن کی وجہ سے آپ کو کوڑی پر ڈال دیا تھا، لیکن بعض محقق مفسرین نے ان آثار کو درست تسلیم کرنے سے انکار کیا ہے ان کا کہنا ہے کہ انبیاء علیہم السلام پر بیماریاں تو آسکتی ہیں، لیکن انہیں ایسی بیماریوں میں مبتلا نہیں کیا جاتا جن سے لوگ گھن کرنے لگیں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۳/۴/۱۴۴۱ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی
محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) مفتی محمد شفیع عثماني صاحب رحمة اللّٰه عليه، معارف القرآن: ج۷،ص:۵۲۲.
قال: أهل التحقيق أنه لا يجوز أن يكون بصفة يستقذره الناس عليها .....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر.....

آپ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں آپ کی روح جسم سے نہیں نکلی کہنا کیسا ہے؟

(۱۹) **سوال**: ایک شخص کا عقیدہ ہے، وہ کہتا ہے کہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں، آپ کی روح جسم سے نہیں نکلی، وہ کہتا ہے کہ آپ کی نبوت ذاتی اوروں کی عارضی، آپ کی اصلی اوروں کی طفیلی، آپ ابوالانبیاء سب نبیوں کے باپ ہیں، ایسا عقیدہ رکھنا کیسا ہے؟ اس کا ثبوت حدیث سے دیجئے۔

فقط: والسلام
المستفتی: ظہورالاسلام، سنبھل

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس کے لئے حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''آب حیات'' اور حضرت مولانا محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''انبیاء کی حیات'' کا مطالعہ فرمائیں۔[1] نیز حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی متعدد تصانیف میں یہ مسئلہ موجود

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا.....لأن فی ذلك تنفيرا فأما الفقر والمرض وذهاب الأهل فيجوز أن يمتحنه اللّٰه تعالى بذلك''.

وفي هداية المريد للفاني أنه يجوز على الأنبياء عليهم السلام كل عرض بشرى ليس محرما ولا مكروها ولا مباحا مزريا ولا مزمنا ولا مما تعافه الأنفس ولا مما يؤدي إلى النفرة ثم قال بعد ورقتين: واحترزنا بقولنا ولا مزمنا ولا مما تعافه الأنفس عما كان كذلك كالإقعاد والبرص والجذام والعمى والجنون، وأما الإغماء، فقال النووي: لا شك في جوازه عليهم لأنه مرض بخلاف الجنون فإنه نقص، وقيد أبو حامد الإغماء بغير الطويل وجزم به البلقيني، قال السبكي: وليس كإغماء غيرهم لأنه إنما يستر حواسهم الظاهرة دون قلوبهم لأنها معصومة من النوم الأخف، قال: ويمتنع عليهم الجنون وإن قل لأنه نقص ويلحق به العمى ولم يعم نبي قط، وما ذكر عن شعيب من كونه كان ضريرا لم يثبت، وأما يعقوب فحصلت له غشاوة وزالت اه.

وفرق بعضهم في عروض ذلك بين أن يكون بعد التبليغ وحصول الغرض من النبوة فيجوز وبين أن يكون قبل فلا يجوز، ولعلك تختار القول بحفظهم بما تعافه النفوس ويؤدي إلى الاستقدار والنفرة مطلقا، وحينئذ فلا بد من القول بأن ما ابتلى به أيوب عليه السلام لم يصل إلى حد الاستقذار والنفرة كما يشعر به ما روي عن قتادة ونقله القصاص في كتبهم، وذكر بعضهم أن دائه كان الجدري ولا أعتقد صحة ذلك والله تعالى أعلم. (علامه آلوسي، روح المعاني: ''سورة ص:۳۷تا۴۵''، ج۷،۳۰۵)

(۱) حضرة الرسالة صلى اللّٰه عليه وسلم حي في قبره الشريف وحيوته صلى اللّٰه عليه وسلم دنيوية من غير تكليف وهي مختصة به صلى اللّٰه عليه وسلم وبجميع الأنبياء صلوات اللّٰه عليهم. (خليل احمد سهارنفوري، المهند على المفند: ص:۱۳).....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر.....

ہے جمال قاسمی میں بھی ایک مکتوب میں نہایت واضح طور پر مثال دے کر ادلۂ نقلیہ اور عقلیہ سے اس کو ثابت کیا ہے۔

الجواب صحیح:
محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد واصف قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۰۸/۱۰/۱۴ھ)

حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ:

(۲۰) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:
جو غیر مقلدین حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ مٹی میں مل گئے (**نعوذ باللہ من ذلك**) اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے دعا مانگنے کے منکر ہیں اور اسے شرک قرار دیتے ہیں، اسی طرح بعض صحابہ کرام کے عمل کو حجت نہیں مانتے ہیں ان کے بارے میں یوں کہتے ہیں کہ وہ ہوتے کون ہیں تو ایسے لوگوں سے سلام وکلام کرنا ان کی دعوت قبول کرنا ان کے ساتھ شادی بیاہ کرنا اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے شریعت کی روشنی میں رہنمائی فرمائیں؟۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شعیب، مرزاپور

الجواب وباللہ التوفیق: (۱) اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حیات برزخی ثابت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبر اطہر میں اپنے جسد مبارک کے ساتھ تشریف فرما ہیں۔ الحاوی للفتاوی میں اس کی تفصیل موجود ہے۔

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا.....﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أَمْوَاتًا ؕ بَلْ أَحْيَآءٌ عِنْدَرَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۝۱۶۹﴾ (سورة آل عمران:۱۶۹)

فذهب جماعة من العلماء إلى أن هذه الحيوة مختص بالشهداء، والحق عندي عدم اختصاصها بهم بل حيوة الأنبياء أقوى منهم وأشد ظهورا آثارها في الخارج حتى لا يجوز النكاح بأزواج النبي -صلى الله عليه وسلم- بعد وفاته بخلاف الشهيد. (محمد ثناء الله، تفسير مظهري، "سورة بقرة :۱۵۴": ج۱،ص:۱۷۰)

عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من صلى علي عند قبري سمعته، ومن صلى علي نائيا أبلغته. (أبوبكر البيهقي، "شعب الإيمان، الخامس عشر: باب في تعليم النبي -صلى الله عليه وسلم- وإجلاله وتوقيره": ج۲،ص:۲۱۸، رقم:۱۵۸۳)

''حياة النبي صلى الله عليه وسلم في قبره هو وسائر الأنبياء معلومة عندنا علما قطعيا لما قام عندنا من الأدلة في ذلك وتواترت (به) الأخبار، وقد ألف البيهقي جزئا في حياة الأنبياء في قبورهم، فمن الأخبار الدالة على ذلك ما أخرجه مسلم عن أنس أن النبي صلى الله عليه وسلم ليلة أسري به مر بموسى عليه السلام وهو يصلي في قبره، وأخرج أبو نعيم في الحلية عن ابن عباس أن النبي صلى الله عليه وسلم مر بقبر موسى عليه السلام وهو قائم يصلي فيه، وأخرج أبو يعلى في مسنده، والبيهقي في كتاب حياة الأنبياء عن أنس أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون، وأخرج أبو نعيم في الحلية عن يوسف بن عطية قال: سمعت ثابتا البناني يقول لحميد الطويل: هل بلغك أن أحدا يصلي في قبره إلا الأنبياء؟ قال: لا، وأخرج أبو داود والبيهقي عن أوس بن أوس الثقفي عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: من أفضل أيامكم يوم الجمعة فأكثروا علي الصلاة فيه، فإن صلاتكم تعرض علي، قالوا: يا رسول الله وكيف تعرض عليك صلاتنا وقد أرمت؟ يعني: بليت، فقال: إن الله حرم على الأرض أن تأكل أجسام الأنبياء، وأخرج البيهقي في شعب الإيمان، والأصبهاني في الترغيب عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من صلى عليّ عند قبري سمعته ومن صلى علي نائيا بلغته.

''وأخرج البخاري في تاريخه عن عمار سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول: إن لله تعالىٰ ملكا أعطاه أسماع الخلائق قائم على قبري فما من أحد يصلي علي صلاة إلا بلغتها، وأخرج البيهقي في حياة الأنبياء، والأصبهاني في الترغيب عن أنس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من صلى على مائة في يوم الجمعة وليلة الجمعة، قضى الله له مائة حاجة سبعين من حوائج الأخرة وثلاثين من حوائج الدنيا، ثم وكل الله بذلك ملكا يدخله عليَّ في قبري كما يدخل عليكم الهدايا''[1]

(۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنا احادیث سے ثابت ہے؛

(۱) الحاوي للفتاوىٰ، ''أنباء الأذكياء بحياة الأنبياء'': ج۲،ص:۱۷۸.

بلکہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح دعا مانگنے کی ترغیب وتعلیم دی ہے، اس لیے آپ کے وسیلے سے دعا مانگنے کا انکار اور اسے شرک قرار دینا غلط ہے۔

''عن عثمان بن حنيف، أن رجلا ضرير البصر أتى النبي صلى الله عليه وسلم فقال: أدع الله أن يعافيني قال: إن شئت دعوت، وإن شئت صبرت فهو خير لك. قال: فادعه، قال: فأمره أن يتوضّأ فيحسن وضوئه ويدعو بهذا الدعاء: اللهم إني أسألك وأتوجه إليك بنبيك محمد نبي الرحمة، إني توجهت بك إلى ربي في حاجتي هذه لتقضى لي، اللهم فشفعه في قال أبو عيسىٰ هذا حديث حسن صحيح غريب''.[1]

ومن أداب الدعاء تقديم الثناء على الله والتوسل بنبي الله، ليستجاب الدُّعَاء،[2] وقال الشوكاني في'' تحفة الذاكرين'': وفي الحديث دليل على جواز التوسل برسول الله صلى الله عليه وسلم إلى الله عز وجل، مع اعتقاد أن الفاعل هو الله سبحانه وتعالى، وأنه المعطى والمانع، ما شاء الله كان، وما لم يشأ لم يكن''[3]

(۳) صحابہ کرام تمام کے تمام عادل اور معیار حق ہیں، صحابہ کرام نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جس قدر دین برحق سیکھا وہ دوسروں کو اسی طرح پہنچایا اس میں اپنی طرف سے اضافہ نہیں کیا، کوئی حکم نہیں بدلا، کوئی بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف غلط منسوب نہیں کی جس بات کو صحابہ کرام نے یہ فرمایا کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے وہ بالکل صحیح ہے اس کو صحیح ماننا لازم ہے، صحابہ کرام پر اگر اعتماد نہ ہو اور ان کے نقل دین کو حق تسلیم نہ کیا جائے تو پھر سارے دین سے اعتماد ختم ہو جائے گا اور صحیح دین دوسرے تک پہونچانے کی صورت نہیں رہے گی جیسا کہ روافض نے صحابہ کرام پر اعتماد نہیں کیا تو ان کے نزدیک نہ احادیث قابل اعتماد ہیں اور نہ قرآن پر ان کو اعتماد ہے، ان کے پاس دین برحق پہنچنے کی کوئی صورت نہیں ہے اور وہ اس نعمت الٰہی اور ذریعہ نجات سے محروم ہیں لہٰذا

---

(۱) أخرجه الترمذي، في سننه، ''أبواب الدعوات، باب ما جاء في جامع الدعوات، باب منه'': ج۲،ص: ۱۹۸، رقم: ۳۵۷۸.

(۲) الشاه ولي الله، حجة الله البالغة: ج۲،ص: ۱۰.

(۳) علامه شوكاني، تحفة الذاكرين، ''باب: صلاة الضرر والحاجة'': ج۱،ص: ۲۱۲.

نقل دین میں صحابہ معیار حق ہیں جن حضرات کے یہ خیالات ہیں وہ غلط ہیں ان کو اس سے توبہ کرنا چاہیے تاہم وہ مسلمان ہیں ان کو سلام کرنا، ان کی دعوت قبول کرنا، ان کے پیچھے نماز پڑھنے کی گنجائش ہے اگرچہ کراہت ضرور ہے اسی طرح نکاح بھی درست ہے تاہم اگر مصلحت نکاح کے خلاف ہو تو احتراز بہتر ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۱/۴/۱۶ھ)

الجواب صحیح:
محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

آپ صلی اللہ علیہ وسلم مٹی سے ہیں یا نور سے؟

(۲۱) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مبارک مسئلہ کے بارے میں: ہمارے علاقہ میں ملاؤں کا گروہ ہے، ایک گروہ کہتا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مٹی کے بنے ہوئے ہیں۔

ایک گروہ کہتا ہے حضرت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نور کے بنے ہوئے ہیں ایک گروہ کہتا ہے۔ جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نور کہے وہ گمراہ ہے، اور ایک گروہ کہتا ہے جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلہ کو مٹی کا کہے وہ گمراہ ہے اکثر جھگڑا فساد برپا ہوتا ہے۔

کیا سچ ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نور کے بنے ہوئے ہیں؟

کیا سچ ہے کہ اللہ رب العالمین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسم کو مٹی سے بنایا؟

مہربانی کر کے قرآن وحدیث، اجماع وقیاس سے بحوالہ جواب دے کر دونوں جہاں میں خوب ثواب اور نیکی حاصل کریں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عبداللہ الہ آبادی

---

(۱) ويكف عن ذكر الصحابة إلا بخير لما ورد عن الأحاديث الصحيحة في مناقبهم، ووجوب الكف عن الطعن فيهم كقوله عليه السلام: لا تسبوا أصحابي فلو أن أحدكم أنفق مثل أحد ذهبا ما بلغ مد أحد هم ولا نصيفه إلخ. (علامه سعد الدين تفتازاني، شرح العقائد النسفية، "مبحث يجب الكف عن الطعن في الصحابة"، ص:۱۶۱)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سرورِ کائنات جناب محمد رسول اللہ علیہ وسلم اولادِ آدم سے ہیں اور جس طرح آدم علیہ السلام باعتبار تخلیقی عناصر بشر ہیں اور بشری صفات کھانے پینے سونے جاگنے نکاح وطلاق بیماری وصحت وغیرہ امور سے بے نیاز اور بری نہیں تھے اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم بشر اور مذکورہ صفات سے متصف تھے۔ اور یہ صفات بشریہ نبوت کے منافی نہیں ہیں، ان کو نبوت کے منافی سمجھنا درست نہیں ہے۔ البتہ بشر ہونے کے باوجود حق جل مجدہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت سی خصوصیات سے نوازا، اپنا حبیب اور خلیل بنایا، قرآن پاک آپ پر نازل فرمایا، ہر قسم کے گناہوں سے آپ کو معصوم رکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ واہل بیت کو وہ درجہ دیا کہ پیغمبروں کے بعد کسی کو نہیں ملا، اور اپنی رضاء اور نجات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں منحصر کر دیا، چنانچہ انسان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت پر عمل کرنے سے گمراہی کی تاریکیوں سے نکل کر صراط مستقیم کی روشنی میں آجاتا ہے پھر نافرمانی کی ہلاکتوں سے بچ کر جہنم سے نجات اور جنت میں دخول کی سعادت حاصل کرتا ہے، اس لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صفت نورانیت سے بھرپور متصف ہیں۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۳۷/۵/۲۴ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی

محمد عمران گنگوہی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ﴿قُلْ إِنَّمَآ أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰى إِلَيَّ أَنَّمَآ إِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَّاحِدٌ﴾ (سورة كهف:۱۱۰)

﴿ذٰلِكَ بِأَنَّهٗ كَانَتْ تَّأْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالُوْٓا أَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا فَكَفَرُوْا وَتَوَلَّوْا وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ﴾ (سورة التغابن:٦)

عن أم سلمة رضى اللّٰه تعالىٰ عنها قالت: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إنكم تختصمون إليّ وإنما أنا بشر. (أخرجه الترمذي، في سننه، "أبواب الأحكام، باب ما جاء في الشديد على من يقضى له الخ": ج۱،ص:۲۴۸،رقم:۱۳۳۹)

وقد أرسل اللّٰه تبارك وتعالىٰ رسلا من البشر إلى البشر مبشرين لأهل الإيمان والطاعة بالجنة والثواب، ومنذرين لأهل الكفر والعصيان بالنار والعقاب. (علامه سعد الدين تفتازاني، شرح العقائد النسفية، "محبث النبوّات":ص:۱۳۳)

کیا انبیاء معصوم ہیں؟

(۲۲)**سوال**: میں نے سنا ہے کہ نبی معصوم ہوتے ہیں، تو اس معصوم ہونے میں نبی کا کیا کمال ہے جب کہ ان کو اللہ بچاتے ہیں جیسے کہ فرشتوں کا گناہوں سے بچنا کوئی کمال کی بات نہیں؛ کیونکہ ان کے اندر گناہ کی قوت ہی نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: آفتاب، بندی پور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: انبیاء کے معصوم ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ ان کے اندر گناہ کی بالکلیہ صلاحیت نہیں ہوتی ہے۔ انبیاء کرام بشر ہوتے ہیں اور ان کے اندر بھی بشری تقاضے ہوتے ہیں، مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسا نظام ہے کہ ان کی گناہوں سے حفاظت ہوتی ہے۔ اور انبیاء کرام گناہوں سے بچنے میں بے اختیار نہیں ہیں؛ بلکہ بااختیار ہیں، اور اپنے اختیار سے گناہوں سے بچنا یقیناً کمال ہے۔[1]

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۵/۷: ۱۴۳۷ھ)

توحید کا اقرار اور رسالت کا انکار کرنے والے کا حکم:

(۲۳)**سوال**: کیا فرماتے ہیں ایسے شخص کے بارے میں جس نے ''لاإله إلاالله''

---

(۱) إن الأنبياء معصومون. (علامه سعد الدين تفتازاني، شرح العقائد النسفية، "أول الأنبياء آدم -عليه السلام- وآخرهم محمد -صلى الله عليه وسلم-": ص:۱۳۹)

والأنبياء عليهم الصلاة والسلام كلهم منزهون عن الصغائر والكبائر والكفر والقبائح ..... أي جميعهم الشامل مرسلهم ومشاهير هم وغيرهم أولهم آدم عليه الصلاة والسلام على ما ثبت بالكتاب والسنة وإجماع الأمة ..... منزهون أي معصومون من جميع المعاصي. (أبو حنيفة -رحمه الله-، شرح الفقه الأكبر، "بحث في أن الأنبياء منزهون عن الكبائر والصغائر": ص:۹۹)

کہا ہے اور ''محمد رسول اللہ'' نہیں کہا اس سے انکار کرتا ہے، تو کیا وہ شخص ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہے گا یا سزا بھگتنے کے بعد جنت میں داخل کر دیا جائے گا؟ ایک مفتی صاحب کا کہنا ہے کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں ہی رہے گا؟ نیز وہ شخص غیر مسلم بھی ہے، اس کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: انیس احمد خاں، فیض آباد

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ شخص مسلمان نہیں ہے تاوقتیکہ ''محمد صلی اللہ علیہ وسلم'' کی رسالت کا اقرار نہ کرلے؛ پس ایسا شخص دائمی دوزخ کا مستحق ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۰/۴/۲۹ھ)

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ تھا یا نہیں؟

(۲۴) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیانِ کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں؟

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہیں تھا یہ لوگوں کا عقیدہ ہے، حقیقت کیا ہے؟ براہِ کرم

---

(۱) ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ۝۱۳۶﴾ (سورة النساء:۱۳۶)

﴿اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ قف لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ قف وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۗ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝۲۸۵﴾ (سورة البقرة:۲۸۵)

وعن أبي سعيد الخدري -رضي الله عنه- قال: لقيه رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وأبو بكر وعمر رضي الله عنهما -يعني ابن صيّاد- في بعض طرق المدينة، فقال له رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أتشهد أني رسول الله؟ فقال هو: أتشهد أني رسول الله؟ فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: آمنت بالله وملائكته وكتبه ورسله، ما ذا ترى؟ قال: أرى عرشاً على الماء. فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم- ترى عرش إبليس على البحر وما ترى؟ قال: أرى صادقين وكاذباً، أو كاذبين وصادقاً، فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: ''لبّس عليه فدعوه'' رواه مسلم. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ''كتاب الفتن: باب قصة ابن صياد، الفصل الأول'': ج۱،ص:۱۵۵،رقم:۵۴۹۵)

جواب سے نوازیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد افسر علی، مؤمن آباد

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس مسئلے میں اختلاف ہے، مگر تحقیق یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ بشر تھے، مثل دوسرے انسانوں کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ماں باپ سے پیدا ہوئے تھے، آپ کھاتے پیتے اور شادیاں کرتے تھے، اور انسانی زندگی کی ضروریات آپ کو بھی ہوتی تھیں؛ اس لئے آپ کا سایہ ہوتا تھا؛ لیکن دھوپ کی وجہ سے بسا اوقات آپ کے اوپر ابر سایہ کرتا تھا، اس لئے آپ کا سایہ محسوس ہی نہیں تھا جس کو لوگ عدم سایہ سمجھ کر نور مجسم کے قائل ہو گئے، جو خلاف حقیقت ہے ایسے لوگوں کے اعتقاد کو ختم کرنے کے لئے قرآن پاک میں فرمایا گیا۔ ﴿قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يُوْحٰى إِلَيَّ﴾[1] آپ لوگوں سے فرما دیجئے کہ میں بھی تم جیسا انسان ہوں، فرق یہ ہے کہ میرے پاس وحی آتی ہے تمہارے پاس وحی نہیں آتی، اس سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سراپا نور مجسم نہیں تھے؛ بلکہ آپ انسان ہی تھے؛ بلکہ دوسرے انسانوں کی طرح بشر تھے، لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال کو دیکھ کر لوگ دنگ رہ جاتے تھے، اور نور مجسم ہونے کا شبہ ہونے لگتا تھا کہ دنیا میں آپ جیسا حسین وجمیل انسان نہ آپ سے پہلے پیدا ہوا اور نہ ہی آپ کے بعد قیامت تک ایسا حسین وجمیل انسان پیدا ہوگا جیسا کہ شمائل ترمذی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۲/۱۲/۷ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) سورۃ الکہف: ۱۱۰
(۲) فبینما أنا یوما بنصف النهار، إذا أنا بظل رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم مقبلٌ،..... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر.....

غیر پیغمبر کو علیہ السلام کہنا یا لکھنا:

(۲۵)**سوال**: غیر پیغمبر کے لئے علیہ السلام کہنا یا لکھنا جائز ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد عمیر انصاری، ہردوئی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: غیر نبی کے لئے علیہ السلام کہنا یا لکھنا درست نہیں ہے۔ یہ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ خاص ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۸/۷/۱۴۴۱ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان قاسمی، امانت علی قاسمی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا..... قال عفان: حدثينه حمادٌ، عن شميسة، عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم، ثم سمعته بعد يحدثه عن شميسة، عن عائشة، عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم، وقال: بعد في حج أو عمرة، قال: ولا أظنه إلا قال: في حجة الوداع (أخرجه أحمد بن حنبل،فی مسند ہ :ج۴۱،ص:۴۶۳،رقم:۲۵۰۰۳)

عن أنس بن مالك رضي اللّٰه عنه، قال: صلى بنا رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ذات يوم صلاة الصبح ثم مد يده ثم أخرها فلما سلم قيل له يا رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم لقد صنعت في صلاتك شيئاً لم تصنعه في غيرها ..... أيضا ..... قال: حتى لقد رأيت ظلي وظلكم فأومأت إليكم أن استأخروا. (ابن قيم الجوزية، حادي الأروح إلى بلاد الإفراح، "الباب الأول في بيان وجود الجنة الآن":ج۱،ص:۲۱)

فلما كان شهر ربيع الأول، دخل عليها، فرات ظله. (أخرجه أحمد بن حنبل، في مسنده :ج۴۴،ص:۴۳۶)

حتى رأيت ظلي وظلكم إلخ. (محمد بن اسحاق بن خزيمة، صحيح ابن خزيمة، "كتاب الصلاة: باب الرخصة في تناول المصلي الشيء":ص:۲۰۷،رقم:۸۹۲)

(۱) وأما السلام فنقل اللقاني في شرح جوهرة التوحيد عن الإمام الجويني أنه في معنى الصلاة، فلا يستعمل في الغائب ولا يفرد به غير الأنبياء فلا يقال عليٌّ عليه السلام، وسواء في هذا الأحياء والأموات إلا في الحاضر إلخ. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الخنثىٰ: مسائل شتىٰ": ج۱۰،ص:۴۸۳)

قال القاضي عياض: الذي ذهب إليه المحققون وأميل إليه ما لنا له مالك وسفيان واختاره غير واحد من الفقهاء والمتكلمين أنه يجب تخصيص النبي صلى اللّٰه عليه وسلم وسائر الأنبياء -عليهم السلام- بالصلاة والتسليم. (أيضاً: ص:۴۸۴)

أنه قوله عليٌّ عليه السلام من شعار أهل البدعة لا يستحسن فی مقام المرام. (أبو حنيفة رحمه اللّٰه، شرح الفقه الأكبر:ص:۱۶۷)

اللہ اور رسول کا زبانوں کا جاننا:

(۲۶)**سوال**: کیا اللہ تعالیٰ سب زبانوں کو جانتے ہیں، نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی سب زبانوں کو جانتے ہیں۔ تفصیل سے بتائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شعیب، مرزاپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اللہ تعالیٰ تمام زبانوں کے خالق ہیں، اس لئے ہر طرح کی زبان کا پورا علم اللہ تعالیٰ رکھتے ہیں۔[1] لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام زبانیں نہیں بولتے تھے۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۶/۸: ۱۴۳۹ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

کیا سرزمین ہند پر کوئی نبی آیا؟

(۲۷)**سوال**: دنیا میں اللہ نے حضور سے پیش تر زمین کے ہر گوشہ میں انبیاء علیہ السلام کو روانہ کیا ہے اور تبلیغ اسلام ہوئی ہے، اگر یہ بات حق ہے تو کیا آپ اس بات کو منظور کرتے ہیں کہ ہند کی سرزمین پر انبیاء علیہ السلام آئے ہیں یا نہیں، آئے ہیں تو کون ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: سید احتشام علی، حیدرآباد

---

(۱) ﴿وَمِنْ أٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ أَلْسِنَتِكُمْ وَ أَلْوَانِكُمْ ؕ﴾ (سورة الروم:۲۲)

(۲) عن زيد بن ثابت -رضي الله عنه- قال: قال لي النبي صلى الله عليه وسلم: إني أكتب إلى قوم فأخاف أن يزيدوا عليّ أو ينقصوا فتعلم السريانية فتعلمتها في سبعة عشر يوماً. (ابن حجر عسقلاني، الإصابة في تمييز الصحابة، زيد بن ثابت": ج۲،ص:۲۳)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کتب تفاسیر اور احادیث کی صحیح روایات سے ثابت ہے کہ ہر خطہ زمین کے بسنے والوں کی ہدایت اور عقائد کی درستگی اور اصلاح حال کے لئے انبیاء کرام مبعوث ہوئے ہیں تو ہندوستان کیوں محروم رکھا جاتا ہے اولیاء عارفین و اصحاب کشف نے بعض مقامات پر نور کی روشنی محسوس کر کے بتلایا بھی ہے کہ یہاں نبی کی قبر معلوم ہوتی ہے یا یہ کہ یہاں نبی کا آنا محسوس ہوتا ہے۔ بعض مفسرین کتب نے یہ بھی لکھا کہ ذوالکفل جن کا تذکرہ قرآن پاک میں ہے نبی تھے جنہوں نے بخارا کابل سے لے کر مغربی ہندوستان اور چین کے علاقہ تک تبلیغ کی۔ رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں یہود ونصاریٰ توریت وانجیل کی روشنی میں جن انبیاء اور رسل کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوالات کرتے تھے۔ انہی کے نام قرآن پاک میں موجود ہیں ورنہ انبیاء علیہم السلام کی تعداد مفسرین نے ایک لاکھ سے زائد لکھی ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۲۳/۷/۱۴۰۷ھ)

---

(۱) ﴿إِنَّآ أَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۚ وَإِنْ مِّنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ﴾ (سورة الفاطر:۲۴)

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُوْلًا أَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ﴾ (سورة النحل:۳۶)

﴿وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا﴾ (سورة الإسراء:۱۵)

﴿ذٰلِكَ أَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّأَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ﴾ (سورة الانعام:۱۳۱)

﴿وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ﴾ (سورة النساء:۱۶۴)

وعن الإمام أحمد عن أبي أمامة قال أبو ذرٍّ: قلت يا رسول اللّٰه كم وفاء عدة الأنبياء -عليهم السلام-؟ قال: مائة ألف وأربعة وعشرون ألفا الرسل من ذلك ثلاث مائة وخمسة عشر جما غفيراً. (ملا علي قاری، مرقاة المفاتيح، "كتاب أحوال القيامة، باب بدؤ الخلق وذكر الأنبياء -عليهم السلام-، الفصل الثالث": ج ۱۰، ص:۴۱۷، رقم:۵۷۳۷)

إن عدد دهم ليس بمعلوم قطعاً، فينبغي أن يقال: آمنت بجميع الأنبياء أولهم آدم وآخرهم محمد -صلى اللّٰه عليه وسلم- معراج، فلا يجب اعتقاد أنهم مأة ألف وأربعة وعشرون ألفا، وأن الرسل منهم ثلاث مأة وثلاثة وعشرون لأنه خبر آحاد. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، مطلب في عدد الأنبياء والرسل -عليهم السلام-": ج۲، ص:۲۴۲)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم افضل ہیں یا مسجد افضل ہے؟

(۲۸)**سوال**: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ اور فضیلت زیادہ ہے یا مسجد شریف کی فضیلت اور مرتبہ زیادہ ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: حافظ محمد اکبر، سرینگر کشمیر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد پر فضیلت حاصل ہے قرآن کریم میں ہے: ''ولقد کرمنا بني آدم'' اور احادیث سے بھی یہ ہی مستفاد ہوتا ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۶/۷/۲۶ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

یا محمد، یا رسول اللہ کہنا:

(۲۹)**سوال**: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ''یا محمد'' اور ''یا رسول اللّٰہ'' پکارنا

(۱) ﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيٓ أٰدَمَ﴾ [الإسراء:۷۰] الأولىٰ أن يقال: عوام المؤمنين أفضل من عوام الملائكة، وخواصّ المؤمنين أفضل من خواصّ الملائكة قال تعالى: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ أُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۚ﴾ وفي قوله: إن البشر أفضل من الملك، بمعنى: أن هذا الجنس لما وجد فيهم الأكمل من الرسل، أو الأكمل أفضل من هذ الجنس لعدم وجودهم فيهم فتأمل. (رواه ابن ماجه) قلت: وحديث ''المؤمن أعظم حرمة من الكعبة''. في ابن ماجه بسند عن بن عمر أن النبي -صلى اللّٰه عليه وسلم- قال ونظر إلى الكعبة: (لحرمة المؤمن أعظم عند اللّٰه حرمة منك) وهو بعض حديث طويلٍ. (ملا علي قاري، ''كتاب أحوال القيامة وبدء الخلق، باب بدء الخلق وذكر الأنبياء، الفصل الثالث'' :ج۱۰،ص:۴۱۲،رقم:۵۷۳۳)

أجمعت الأمة على أن الأنبياء أفضل الخليقة و أن نبيّنا -عليه الصلاة والسلام- أفضلهم و أن أفضل الخلائق بعد الأنبياء الملائكة الأربعة وحملة العرش والروحانيون ورضوان ومالك؛ وأن الصحابة والتابعين والشهداء والصالحين أفضل من سائر الملائكة. واختفلوا بعد ذلك، فقال الإمام: سائر الناس من المسلمين افضل من سائر الملائكة وقالا:سائر الملائكة أفضل اهـ. ملخصا. ..... وحاصله أنه قسم البشر إلى ثلاثة أقسام: خواص كالأنبياء وأوساط كالصالحين من الصابحة وغيرهم وعوام كباقي الناس. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، مطلب في عدد الأنبياء والرسل -عليهم السلام-'':ج۲،ص:۲۴۲)

کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد جمال صاحب، بہار

الجواب وباللّٰہ التوفیق: لفظ ''یا'' اس کے لئے استعمال ہوتا ہے جو سامنے موجود ہو اسی لئے روضۂ اطہر پر اس کا استعمال درست ہے کہ وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں اور جہاں موجود نہیں وہاں لفظ ''یا'' کا استعمال درست نہیں ہے جو لوگ ہر جگہ لفظ ''یا'' سے پکارتے ہیں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر جگہ موجود مانتے ہیں جب کہ یہ درست نہیں ہے ہر جگہ موجود ہونا صرف اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہے۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شفاعت کا حق:

(۳۰) **سوال:** اذان کے بعد کی دعاء کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

---

(۱) وعن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه، قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من صلى على عند قبري سمعته ومن صلى عليّ نائيا أ بلغته. (رواه البيهقي في شعب الإيمان، (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ''كتاب الصلاة: باب الصلاة على النبي صلى اللّٰه عليه وسلم، الفصل الثالث'': ج۳،ص:۱۷،رقم:۹۳۴)
وعن ابن مسعود قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: (إن للّٰه ملائكةً سياحين في الأرض يبلغوني من أمتي السلام). رواه النسائي والدارمي، (أيضاً: الفصل الثاني '': ج۳،ص:۹،رقم:۹۲۴)
حياة النبي صلى اللّٰه عليه وسلم في قبره هو وسائر الأنبياء معلومة عندنا علما قطعياً لما قام عندنا من الأدلّة في ذلك وتواترت [به] الأخبار، وقد ألف البيهقى جزء اً في حياة الأنبياء في قبورهم، فمن الأخبار الدّالة وعلى ذلك ما أخرجه مسلم عن أنس: أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم ليلة أسري به مر بموسىٰ عليه السلام وهو يصلي في قبره. (عبد الرحمن بن أبي بكر، الحاوي للفتاوى: ج۲،ص:۱۷۸)
عن عمرو بن شرجيل رضي اللّٰه عنه، قال: قال عبد اللّٰه: قال رجل: يا رسول اللّٰه أي الذنب أكبر عند اللّٰه؟ قال: أن تدعوا للّٰه ندا وهو خلقك. (أخرجه مسلم، في صحيحه، ''كتاب الإيمان، باب بيان كون الشرك أقبح الذنوب'' :ج۱،ص:۶۳،رقم:۸۳)
ويكفر بقوله: أرواح المشائخ حاضرة تعلم. (إبراهيم بن محمد، مجمع الأنهر شرح ملتقى الأبحر، ''كتاب السير والجهاد: ثم إن ألفاظ الكفر أنواع'': ج۲،ص:۵۰۵)
وعلى ما ذكرنا يكون الواقف مستقبلاً وجهه -عليه الصلاة والسلام- وبصره فيكون أولىٰ، ثم يقول في موقفه: السلام عليك يا رسول اللّٰه إلخ. (ابن الهمام، فتح القدير، ''كتاب الحج: مسائل منثورة'' :ج۳،ص:۱۶۹)

جس نے یہ دعاء پڑھی اس پر میری شفاعت واجب ہوگئی جب کہ قرآن پاک میں ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کو شفاعت کے لئے چنے گا وہی شفاعت کر سکے گا؟

فقط: والسلام
المستفتی: اے آر وو ہرا، بنگلور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے ذریعہ مطلع کر دیا تھا کہ ایسے مقامات پر شفاعت کا حق آپ کو ہوگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بیان فرمادیا﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝﴾[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۸/۲۲ھ)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت:

(۳۱)**سوال:** حضرت موسیٰ نبی تھے یا نہیں؟ اور کس قوم کی طرف بھیجے گئے تھے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد تحسین صاحب، کشمیر

---

(۱) سورة النجم:۳-۴.

عن أبي موسىٰ الأشعري، قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: خيّرت بين الشفاعة، وبين أن يدخل نصف أمتي الجنة، فأخرت الشفاعة، لأنها أعم وأكفى، أترونها للمتقين؟ لا، ولكنها للمذنبين، الخطّائين المتلوّثين. (أخرجه ابن ماجه، في سنه، "أبواب الدعوات، باب ذكر الشفاعة": ج۲،ص:۳۱۹،رقم:۴۳۱۱)

عبد الرحمن بن عمرو الأوزاعي قال: مررت بجدك عبد الواحد بن عبد اللّٰه بن بسر، وأنا غازٍ وهو أمير على حمص، فقال لي: يا أبا عمروٍ، ألا أحدثك بحديثٍ يسرك، فو اللّٰه لربما كتمته الولاة؟ قلت: بلى. قال: حدثني أبي عبد اللّٰه بن بسرٍ قال: بينما نحن بفناء رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يوما جلوساً إذ خرج علينا مشرق الوجه يتهلل، فقمنا في وجهه، فقلنا: سرك اللّٰه يا رسول اللّٰه، إنه ليسرنا ما نرى من إشراق وجهك، فقال رسول صلى اللّٰه عليه وسلم: إن جبريل أتاني آنفاً، فبشرني أن اللّٰه أعطاني الشفاعة، وهي في أمتي للمذنبين المثقلين. (سليمان بن أحمد، المعجم الأوسط: ج۵،ص:۳۰۳-۳۰۴،رقم:۵۳۸۲)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حضرت موسیٰ نبی تھے بنی اسرائیل کی طرف بھیجے گئے تھے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۱۱/۱۸ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کیا رحمۃ للعالمین کی صفت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے؟

(۳۲) **سوال:** کیا رحمۃ للعالمین کی صفت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے یا دیگر انبیاء کرام، اولیاء اور علماء کے لئے بولا جا سکتا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: شہباز احمد، جموکشمیر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: رحمۃ للعالمین یہ صفت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی خاص صفت نہیں ہے جس کا اطلاق کسی دوسرے پر نہ ہو سکے فتاویٰ رشیدیہ میں ہے کہ لفظ رحمۃ للعالمین صفت خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی نہیں ہے؛ بلکہ دیگر انبیاء اولیاء اور علماء بھی موجب رحمت عالم ہوتے ہیں مگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس صفت میں سب سے اعلیٰ ہیں لہٰذا اگر دوسرے پر اس لفظ کو بتاویل بول دیا جائے، تو جائز ہے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۲/۳/۱۲ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِأٰيٰتِنَا إِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَائِهٖ فَقَالَ إِنِّيْ رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝﴾ (سورة زخرف:۴۶)
﴿وَإِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ وَقَدْ تَّعْلَمُوْنَ أَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ ط﴾ (سورة الصف:۵)

(۲) ﴿وَمَآ أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝﴾ بما ذكر وبأمثاله من الشرائع والأحكام وغير ذلك مما هو مناط لسعادة الدارين. (علامه آلوسي، تفسير روح المعاني، "سورة الأنبياء:۱۰۷": ج۹،ص:۹۹)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بدتر کہنے والا کافر ہے:

(۳۳)**سوال**: ایک شخص میرے پاس آیا اور کہا کہ مولانا اسماعیل شہید کی کتاب تقویۃ الایمان میں ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو بڑے چار سے بھی بدتر ہیں حالانکہ کتاب کے اندر ایسا نہیں ہے مگر اس سے قطع نظر دریافت کرتا ہوں کہ ایسا کہنے والے کا ایمان باقی رہا یا ختم ہوگیا؟

فقط: والسلام

المستفتی: حافظ طاہر حسن جنید، ہریانہ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان عالی میں مذکورہ جملہ بولنا رسول خدا کی توہین کرنا ہے اور اہانت رسول کفر ہے بس ایسا جملہ بولنے والا شرعاً کافر ہوجاتا ہے۔ اس کو چاہئے کہ ایمان قبول کرے اور ہمیشہ ہمیشہ توبہ واستغفار کرتا رہے اور مولانا اسماعیل شہیدؒ کی کتاب میں یا کسی تحریر میں ایسا جملہ نہیں ہے جو شخص ان کی طرف ایسی باتوں کو منسوب کرتا ہے وہ بہتان طراز اور گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے۔(۱)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۴/۳ھ)

❀ ❀ ❀

(۱)﴿إِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُّقَتَّلُوْٓا أَوْ يُصَلَّبُوْٓا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيْهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ ط ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَاب ٌ عَظِيْمٌ ۝ إِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ أَنْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ ج فَاعْلَمُوْٓا أَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝﴾(سورة المائده:۳۳،۳۴)

والحاصل أن من تكلم بكلمة الكفر هازلاً أو لا عباً كفر عند الكل. (ابن نجيم، البحر الرائق، "كتاب السير: باب أحكام المرتدين":ج۵،ص:۲۱۰)

وقال مع ذلك: إن الأنبياء -عليهم السلام- عصواً فكافر، ..... ولو قال: "محمد درویشک بود" أو قال: "جامد پیغمبر ربماک بود" أو قال: قد كان طويل الظفر، فقد قيل: يكفر مطلقاً، وقد قيل يكفر إذا قال على وجه الإهانة. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، "كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بتلقين الكفر":ج۲،ص:۲۷۶)

فصل ثالث

علم غیب کا بیان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر وناظر سمجھنا:

(۳۴)**سوال**: کچھ لوگ بعد نماز جمعہ اور بعد نماز تراویح اجتماعی طریقہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت لمبا چوڑا اسلام پڑھتے ہیں یہ کیسا ہے؟ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر ناظر جان سکتے ہیں یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبداللہ، گورکھپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ہر جگہ حاضر وناظر ہونا خدا تعالیٰ کی صفت ہے جس میں کوئی مخلوق (خواہ عام انسان ہوں یا انبیاء علیہ السلام ہوں) اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک نہیں ہے۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر وناظر جاننا گویا اس صفت میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کرنا ہے جو جرأت اور جسارت بیجا ہوگی اور بسا اوقات اس سے شرک تک پہونچ سکتا ہے، پس ایسے مسلمانوں کے غلط عقائد سے ہر مسلمان کو پرہیز کرنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے خصوصی اوصاف میں کسی کو شریک کرنے سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔[1] باقی رہا سلام پڑھنا اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر ناظر جان کر سلام پڑھا جائے، تو مطلقاً جائز نہیں؛ البتہ اس عقیدے کے بغیر اگر پڑھا جائے تو انفرادی اور اجتماعی طور پر درود شریف پڑھنا جائز ہے اور ثواب کا باعث ہے؛ البتہ اجتماعی ہیئت پر درود شریف پڑھنے کو لازم اور ضروری سمجھنا درست نہیں ہے۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۱/۳/۳ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) ﴿إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ۝﴾ (سورة النساء:۳۳)..... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر.....

غیب کی خبر دینا:

(۳۵)**سوال**: ہمارے گاؤں میں ایک شخص عدد کا حساب لگا کر غیب کی باتوں کی خبر دیتا ہے بہت سے لوگ اس کے معتقد ہو گئے ہیں تو ایسے شرکیہ افعال سے وہ شخص کافر ہو گیا یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبداللطیف، کانپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسا شخص فاسق تو یقیناً ہے اور گناہ گار ہے جب تک وہ صراحتاً علم غیب کا دعویٰ نہ کرے اس وقت اس کی تکفیر نہیں کرنی چاہئے۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۳/۱۲ھ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عالم الغیب ہونے کا عقیدہ:

(۳۶)**سوال**: کوئی شخص سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں حاضر و ناظر ہونے کا عقیدہ رکھے یا ان کے مختار کل و عالم الغیب ہونے کا عقیدہ رکھے تو وہ کیسا ہے؟ کیا قرآن وحدیث میں

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا.....﴿إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ بَصِيرٌ ۝١٩﴾(سورة الملك :١٩)
﴿وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ إِلَّا هُوَ ط﴾(سورة الأنعام: ٥٩)

(۲)ولعل الحق أن يقال: إن علم الغيب المنفي عن غيره جل وعلا هو ما كان للشخص لذاته أي لا واسطة في ثبوته له. (علامه آلوسي، روح المعاني، (تابع) "سورة النمل": ج۱۰،ص:۱۸)

عن أنس بن مالك رضي اللّٰه عنه، أكثروا من الصلوٰة علي في يوم الجمعة وليلة الجمعة فمن فعل ذلك كنت له شهيدا أو شافعا يوم القيامة. (أخرجه البيهقي، في سننه: ج۳،ص:۱۰۲)

(۱)﴿وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ إِلَّا هُوَ ط﴾(سورة الأنعام:۵۹)
﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللّٰهُ ط﴾(سورة النمل:٦٥)

وما كان خطأ من الألفاظ ولا يوجب الكفر، فقائله مؤمن على حاله ولا يؤمر بتجديد النكاح والرجوع عن ذلك، كذا في المحيط. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بتلقين الكفر": ج۲،ص:۲۹۳)

اس قسم کی کوئی بات ہے یا مذکورہ باتوں کے عقیدے کا کوئی ثبوت ہے وضاحت سے جواب عنایت فرمائیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: مجیب الرحمٰن، بھاگلپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ ﴿وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ، وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ﴾ (الآیۃ) دوسر جگہ ارشاد باری ﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ﴾ (الآیۃ) جس کا واضح مقصد یہ ہے کہ عالم الغیب درحقیقت اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اس کے سواء کوئی بھی عالم غیب ہوتا تو آپ اپنے لئے اچھائیاں جمع کرتے اور آپ کو کوئی تکلیف نہ پہونچتی۔ حالانکہ آپ کو زہر بھی دیا گیا اور آپ کو تیر مار کر لہولہان بھی کیا گیا۔ دندان مبارک بھی شہید ہوا جس کا آپ کو پہلے سے علم نہیں تھا۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جو علم دیا گیا وہ اللہ تعالیٰ نے دیا اور بتلایا آپ کو ذاتی طور پر اس کا علم نہیں ہوا اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب نہیں ہیں؛ کیونکہ یہ صفت خاص خداوند قدوس کی ہے اس لئے یہ عقیدہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب ہیں کھلی ہوئی بدعت اور گمراہی ہے مسلمانوں کو ایسے عقیدے سے باز رہنا چاہئے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہٗ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۴/۵/۱۴ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

قرآن میں حاضر وناظر کا بیان:

(۳۷) **سوال:** اللہ تعالیٰ کا حاضر وناظر ہونا قرآن کریم کی کس آیت سے ثابت ہے؟ جب

(۱) ﴿وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ إِلَّا هُوَ﴾ (سورة الأنعام:۵۹)
﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللّٰهُ﴾ (سورة النمل:۶۵)
﴿عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ﴾ (سورة الجن:۲۷)
ولعل الحق أن يقال: إن علم الغيب المنفي عن غيره جل وعلا هو ما كان للشخص لذاته أي لا واسطة في ثبوته له. (علامه آلوسي، روح المعاني، (تابع) "سورة النمل": ج۱۰، ص:۱۸)

کہ لفظ حاضر وناظر عربی ہے تو قرآن میں کس جگہ حاضر وناظر ہے یا اگر نہیں ہے، تو کیوں نہیں ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: مولانا نثار احمد، سلطان پور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حاضر وناظر کے الفاظ تو واقعی عربی زبان کے ہیں، مگر یہ ضروری نہیں کہ قرآن پاک نے عربی زبان کے تمام ہی الفاظ کو ذکر کیا ہو، بلکہ اس کے قریب قریب الفاظ ہیں جن کو قرآن پاک نے استعمال کیا ہے، قرآن پاک میں ہے ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝﴾ جن سے خدا کا حاضر وناظر ہونا ثابت ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿يَّسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ إِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ ۭ﴾ (الآیة) دوسری آیت۔ ﴿عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۝﴾ (الآیة) اس طرح کی آیت کا مفہوم اللہ تعالیٰ کے حاضر وناظر ہونے کو بیان کرتا ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۰/۶/۹ھ)

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

کیا حضور ﷺ کو ہر چیز کا علم حاصل تھا؟

(۳۸) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان کرام:

ہمارے ایک دوست ہیں ان کا ماننا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ کو ہر چیز کا علم حاصل تھا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم علم غیب جانتے تھے؟ ایسے شخص کا عقیدہ مذہب اسلام اور شریعت مطہرہ کی نظر میں کیسا

---

(۱) فاللّٰہ تعالیٰ أعلم بجميع الموجودات لا يعزب عن علمه مثقال ذرة في العلويات والسفليات، وأنه تعالیٰ يعلم الجهر والسر وما يكون أخفى من المغيبات إلخ. أيضاً. (أبو حنيفة -رحمه اللّٰه- شرح الفقه الأكبر، "بحث في شرح الصفات الذاتية وبيان مسمياتها": ص :۳۴)

﴿وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ إِلَّا هُوَ ۭ﴾ (سورة الأنعام:۵۹)

﴿يَعْلَمُ السِّرَّ وَأَخْفٰى ۝﴾ (سورة طٰه:۷)

﴿عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝﴾ (سورة الأنعام:۱۵۴)

﴿بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ﴾ (سورة البقرة:۲۸۲)

ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل جواب تحریر فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد ذاکر حسین، بھتورا، مدھوبنی (بہار)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جمیع ما کان وما یکون یعنی ہر چیز کا علم یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے جس میں کوئی بھی مخلوق بشمول انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیم اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ شریک نہیں ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو علم دیا گیا تھا وہ اللہ تعالیٰ نے عطا کیا تھا ذاتی علم نہیں تھا؛ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب نہیں ہیں؛ کیونکہ عالم الغیب ہونا یہ خدا تعالیٰ کی خاص صفت ہے؛ لہٰذا ایسا عقیدہ رکھنے والا گمراہ اور کھلی ہوئی بدعت میں ہے اس طرح کے عقیدہ سے بچنے کی سخت ضرورت ہے ﴿وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ إِلَّا هُوَ﴾ (۱) ﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللّٰهُ﴾ (۲) ﴿إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا﴾ (۳) ﴿عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ﴾ (۴)

الجواب صحیح:

محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی

محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۴۲/۶/۲۴ھ)

---

(۱)سورة الأنعام: ۵۹. (۲)سورة النمل: ٦٥.

(۳)سورة الأحزاب: ۵۵. (۴)سورة الجن:۲۷.

ولعل الحق أن يقال: إن علم الغيب المنفي عن غيره جل وعلا هو ما كان للشخص لذاته أي لا واسطة في ثبوته له. (علامه آلوسي، روح المعاني، (تابع) "سورة النمل": ج۱۰،ص:۱۸)

فاللّٰه تعالىٰ أعلم بجميع الموجودات لا يعزب عن علمه مثقال ذرة في العلويات والسفليات، وأنه تعالىٰ يعلم الجهر والسر وما يكون أخفى من المغيبات إلخ. أيضاً. (أبو حنيفة -رحمه اللّٰه- شرح الفقه الأكبر، "بحث في شرح الصفات الذاتية وبيان مسمياتها": ص :۳۴)

کیا قیامت کا علم حضور کو بھی تھا؟

(۳۹)**سوال**: کیا قیامت کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی تھا یا صرف اللہ تعالیٰ کو ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: فضل رب خان، بلیاوی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قیامت کا علم اللہ کے لیے مخصوص ہے، یہ علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نہیں دیا گیا۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۴/۱/۱۵ھ)

❀ ❀ ❀

(۱) ﴿إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ ۭ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّا ذَا تَكْسِبُ غَدًا ۭ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوْتُ ۭ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۝﴾(سورة اللقمان:۳۴)
﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللّٰهُ ۭ﴾(سورة النمل:۶۵)
﴿فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ أَحَدًا ۝ إِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ﴾(سورة الجن:۲۶-۲۷)

فصل رابع

صحابہ کرام سے متعلق عقائد کا بیان

صحابہ کو گالی دینے والے مسلمان ہیں کہ نہیں؟

(۴۰)**سوال**: جولوگ صحابہؓ کو گالیاں دیتے ہیں ایسے لوگ مسلمان ہیں یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: قاری احسان الحق، کیرانہ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جولوگ صحابہؓ کی مذمت کرتے ہوں، گالیاں دیتے ہوں، ''عیاذا باللّٰہ'' جب کہ اللہ تعالیٰ صحابہؓ کی تعریف فرماتے ہیں اوران سے اپنے راضی ہونے کا اعلان فرماتے ہیں تو ایسے لوگ فاسق وفاجر اور کفر کے قریب ہیں۔[۱]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۰/۷/۱۴۱۹ھ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق شیعہ حضرات کے عقائد:

(۴۱)**سوال**: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں شیعہ حضرات کے ان عقائد کا

---

(۱)وسب أحد من الصحابة وبغضه لا يكون كفرا، لكن يضلل إلخ. وذكر في فتح القدير أن الخوارج الذين يستحلون دماء المسلمين وأموالهم، ويكفرون الصحابة، حكمهم عند جمهور الفقهاء وأهل الحديث حكم البغاة. وذهب بعض أهل الحديث إلى أنهم مرتدون. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الجهاد: باب المرتد، مطلب هم: في حكم سب الشيخين": ج٦،ص:٣٧٧)

عن أبى سعيد الخدري -رضي الله عنه- قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: لا تسبوا أصحابي فلو أن أحدكم أنفق مثل أحد ذهبا ما بلغ مد أحدهم ولا نصيفه، متفق عليه. (مشكوة المصابيح،"كتاب الفتن: باب مناقب الصحابة": ج٢،ص:٥٥٣)

کیا حکم ہے؟

(۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی الوہیت کا قائل ہونا ان کو حاجت روا مشکل کشا تسلیم کرنا۔

(۲) عقیدہ رسالت کے ساتھ عقیدہ امام لازم وملزوم ہیں بغیر امامت کے رسالت کا مشن ادھورا ہے، حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اقوال ائمہ دونوں ایک ہی حیثیت رکھتے ہیں۔

(۳) قرآن کے بارے میں ان کا یہ عقیدہ ہے کہ نعوذ باللہ اس میں تحریف کردی گئی ہے ان کے پاس اس بارے میں تین ہزار سے زائد روایات موجود ہیں۔ ان عقائد کی روشنی میں کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: شہزاد علی، مظفر نگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شیعہ حضرات میں جو لوگ یا جماعتیں مذکورہ نظریات رکھتی ہیں وہ سب اسلام سے خارج ہیں۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۹/۲/۲۶ھ)

خطبہ میں خلفاء راشدین واہل بیت کا تذکرہ:

(۴۲) **سوال:** خطبہ میں خلفائے راشدین اور اہل بیت، حضرت حسین رضی اللہ عنہ، حضرت

(۱) نعم لا شك في تكفير من قذف السيدة عائشة – رضى الله تعالى عنها – أو أنكر صحبة الصديق، أو اعتقد الألوهية في عليّ، أو أن جبريل غلط في الوحي، أو نحو ذلك من الكفر الصريح المخالف للقرآن. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الجهاد: باب المرتد مطلب مهم: في حكم سب الشيخين'': ج٦،ص:٣٧٨)

ويجب إكفار الروافض في قولهم: برجعة الأموات إلى الدنيا وبتناسخ الأرواح وبانتقال روح الإله إلى الأئمة وبقولهم: في خروج إمام باطن وبتعطيلهم الأمر والنهي إلى أن يخرج الإمام الباطن وبقولهم: إن جبريل -عليه السلام- غلط في الوحي إلى محمد -صلى الله عليه وسلم- دون علي بن أبي طالب -رضي الله عنه- وهؤلاء القوم خارجون عن ملة الإسلام، وأحكامهم أحكام المرتدين، كذا في الظهيرية. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية،''كتاب السير: الباب التاسع: أحكام المرتدين، ومنها: ما يتعلق بالأنبياء عليهم الصلاة والسلام'': ج٢،ص:٢٧٧)

حسن رضی اللہ عنہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت عباس رضی اللہ عنہ، وغیرہم کے ذکر آنے کی وجہ کیا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: نعیم الدین، سنت کبیر نگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: خلفاء راشدین واہل بیت کی فضیلت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، ان کی فضیلت کے بیان کے لئے حدیث کی کتابوں میں مستقل ابواب ہیں؛ اس لئے خطبہ میں ان کا تذکرہ افضل ومستحب ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی فضیلت بیان فرمائی ہے تو امت بھی اس کا اظہار کرے اور ان کے لئے دعا کرے۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عارف قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۷/۶/۱۴۱۷ھ)

کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نشہ کی حالت میں مغرب کی نماز پڑھائی؟

(۴۳) **سوال:** ایک مولوی صاحب نے فرمایا: کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ شراب نوشی کرتے تھے اور نشہ کی حالت میں مغرب کی نماز پڑھائی تو سورۂ کافرون غلط پڑھ دی گئی تھی یہ واقعہ صحیح ہے یا گھڑا ہوا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: ذاکر حسین، نینی تال

---

(۱) وذكر الخلفاء الراشدين رضوان الله تعالىٰ عليهم أجمعين مستحسن بذلك جرى التوارث، كذا في التنجيس. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب الصلوٰت: الباب السادس عشر: في صلاة الجمعة ومن الستحب'': ج۱،ص:۲۰۸)

عن سعد بن أبي وقاص رضي الله عنه، قال: لما نزلت هذه الآية ﴿ندع أبنائنا وأبنائكم﴾ دعا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- علياً وفاطمة وحسناً وحسيناً فقال: أللهم هٰؤلاء أهل بيتي، رواه مسلم. (مشكوٰة المصابيح، ''كتاب الفتن: باب مناقب أهل بيت النبي صلى الله عليه وسلم'': ج۲،ص:۵۶۸،رقم:۶۱۳۵)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: یہ واقعہ شراب کی حرمت سے پہلے کا ہے [۱] اس کو مطلقاً بیان کرنا درست نہیں اگر کہیں بیان کریں تو پوری وضاحت کے ساتھ بیان کریں۔ مولوی صاحب کو آئندہ ایسی باتوں سے پرہیز لازم ہے اگر کوئی صحیح روایت نہ ہو تو ان پر توبہ استغفار لازم ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے ''عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من كذب علي متعمداً فليتبوأ مقعده من النار ''[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۰/۶/۱۴۱۷ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

حضرت عمر کے کسی بیٹے کا زنا کرنا اور اس پر حد جاری کرنا:

(۴۴) **سوال:** حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب خلیفہ وقت تھے، ان کے لڑکے نے کسی عورت سے زنا کیا، اس سے حمل رہ گیا اور بچہ پیدا ہوا، جب بچہ پیدا ہوا تو اس بچہ کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس لے جایا گیا، تو انہوں نے حکم دیا کہ ان کو سو کوڑے مارے جائیں، تو کوڑے مارتے وقت بیچ میں وہ مر گیا، پھر مرنے کے بعد باقی ماندہ کوڑے پورے کئے گئے یہ واقعہ صحیح ہے یا غلط؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد بنیامین، مظفر نگر

---

(۱) وفي بعض الروايات أن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قدم المدينة وهم يشربون الخمر ويأكلون الميسر فسألوه عن ذلك، فأنزل الله تعالى هذه الآية، فقال قوم: ما حرما علينا فكانوا يشربون الخمر إلى أن صنع عبد الرحمن بن عوف طعاما فدعا أناسا من الصحابة وأتاهم بخمر فشربوا وسكروا وحضرت صلاة المغرب فقدموا علياً كرم الله تعالى وجهه فقرأ ﴿قُلْ يَآ يُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ (الكافرون:۱) ..... فانطلق سعد إلى النبي صلى الله عليه وسلم وشكا إليه الأنصار فقال: أللهم بين لنا رأيك في الخمر بيانا شافيا فانزل الله تعالىٰ ﴿إنما الخمر والميسر﴾ إلى قوله تعالىٰ ﴿فهل أنتم منتهون﴾ و ذلك بعد غزوة الأحزاب بأيام، فقال عمر رضي الله عنه: انتهينا يا رب إلخ. (علامه آلوسي، روح المعاني، ''تحت قوله تعالىٰ: ﴿يسئلونك عن الخمر والميسر﴾ (سورة البقرة:۲۱۹'': ج۲، ص:۱۶۹)

(۲) أخرجه المسلم، في صحيحه، ''كتاب الإيمان: باب تغليظ الكذب على رسول الله صلى الله عليه وسلم: ج۱، ص:۷، رقم:۳.

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ واقعہ غلط ہے اسرائیلی روایات میں اس کا ذکر ہے جو کہ قابل اعتبار نہیں۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۲۰/۱/۱۴۱۱ھ)

خلفاء راشدین وحضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے والے کا حکم:

(۴۵) **سوال:** خلفاء راشدین اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے والا کافر ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: عبدالجلیل، ہرسولی، مظفرنگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: خلفاء راشدین کو سب وشتم کرنے والوں کو بعض علماء نے کافر کہا ہے بہرحال ایسا شخص فاسق وفاجر ضرور ہے،[2] بالخصوص حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت

---

(۱) ذكر ابن الجوزي بعد قصة طويلة: "هذا حديث موضوع":
كيف روي ومن أي طريق نقل؟ وضعه جهال القصاص ليكون سببا في تبكية العوام والنساء، فقد أبدعوا فيه وأتوا بكل قبيح ونسبوا إلى عمر ما لا يليق به، ونسبوا الصحابة إلى ما لا يليق بهم، وكلماته الركيكة تدل على وضعه، وبعده عن أحكام الشرع يدل على سوء فهم واضعه وعدم فقهه.
هذا الذي ذكره محمد بن سعيد في الطبقات وغيره. وليس بعجيب أن يكون شرب النبيذ متأولا فسكر عن غير اختيار، وإنما لما قدم على عمر ضربه ضرب تأديب لا ضرب حد، ومرض بعد ذلك لا من الضرب ومات، فلقد أبدوا فيه القصاص وأعادوا. وفي الإسناد الأول من هو مجهول ثم هو منقطع. (جمال الدين عبدالرحمن بن علي بن محمد الجوزي، الموضوعات: ج۳،ص:۲۷۵)

(۲) ﴿لَوْلَآ إِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِأَنْفُسِهِمْ خَيْرًا ۙ وَّقَالُوْا هٰذَا إِفْكٌ مُّبِيْنٌ ۝﴾ (سورة النور:۱۲)

لگانے والا بالاتفاق کافر ہے؛ کیوں کہ اس سے نص قطعی کا انکار لازم آتا ہے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عارف قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۰/۳/۲۷ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

یزید بن معاویہ کے بارے میں علماء دیوبند کا موقف:

(۴۶) **سوال**: یزید بن معاویہ کے بارے میں علماء دیوبند کا کیا عقیدہ ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد صفوا، بندی پور

الجواب وباللہ التوفیق: علمائے دیوبند یزید کے بارے میں خاموشی اختیار کرتے ہیں کہ یہی احوط ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی موقف بیان کیا گیا ہے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۶/۲۷: ۱۴۴۱ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
امانت علی قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) عن أبي سعيد الخدري رضي اللّٰه عنه، قال: قال النبی صلی الله علیه وسلم: لا تسبوا أصحابي فلو أن أحدكم أنفق مثل أحد ذهبا ما بلغ مد أحدهم ولا نصيفه، متفق عليه. (مشكوة المصابيح، "كتاب الفتن: باب مناقب الصحابة": ج۲، ص:۵۵۳، رقم:۶۰۰۷)

وذكر الخلفاء الراشدين رضوان اللّٰه تعالىٰ عليهم أجمعين مستحسن بذلك جرى التوارث، كذا في التنجيس. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب الصلوٰت: الباب السادس عشر: في صلاة الجمعة، ومن المستحب": ج۱، ص:۲۰۸)

وسب أحد من الصحابة وبغضه لا يكون كفراً، لكن يضلل الخ. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الجهاد: باب المرتد، مطلب مهم: في حكم سب الشيخين": ج۶، ص:۳۷۷)

ثم لا شك في تكفير من قذف السيدة عائشة رضي اللّٰه عنها، أو أنكر صحبة الصديق أو اعتقد الألوهية في عليّ. (أيضا: ج۶، ص:۳۷۸)

(۲) فتاوی رشیدیہ: ص:۷۶..... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر.....

کس صحابی نے حضور کا پیشاب پیا تھا؟

(۴۷)**سوال**: امام صاحب نے اپنے بیان میں کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیشاب کسی صحابی نے پی لیا جس کی وجہ سے اس صحابی کے بدن سے پوری زندگی خوشبو مہکتی رہی، تو کیا یہ درست ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: حافظ محمد اسلام، میرٹھ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کسی صحابی کے بارے میں ایسی کوئی روایت ہمیں نہیں ملی کہ کسی صحابی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیشاب پی لیا ہو، البتہ حضرت برکتہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں سیرت کی بعض کتابوں میں یہ منقول ہے کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیشاب پیا۔[۱] لیکن معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی حضرت برکتہ رضی اللہ عنہا نے پانی سمجھ کر پی لیا تھا، بعد میں معلوم ہوا کہ پیشاب ہے۔ بول و براز کو زمین کا نگل جانا یہ تفسیر خازن میں مذکور ہے، لیکن غیر محقق ہے، تھوک کا صحابہ کا ہاتھ پر لینا بھی ثابت نہیں، ہاں اگر کبھی اتفاقاً کسی صحابی کے ہاتھ پر تھوک پڑ جاتا، تو وہ اس کو اپنے جسم اور چہرے پر تبرکاً مل لیتے[۲] جان بوجھ کر صحابہؓ ایسا کرتے ہوں یہ ثابت نہیں۔

''إن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم كان له قدح من عيدان يبول فيه ثم يوضع تحت سريره، فجاء ت إمرأة يقال لها بركة جاءت مع أم حبيبة من الحبشة فشربته بركة فسألها، فقالت شربته، فقال: لقد حضرتني من النار بحضار أو قال حبته أو هذا معناه''[۳]

''عن أم أيمن رضي اللّٰه عنها، قالت: قام رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا.....وينبغي أن لا يسأل الناس عما لاحاجة إليه ..... إلى غير ذلك مما لا تجب معرفته ولم يرد التكليف به. (ابن عابدين، ''كتاب الخنثىٰ: مسائل شتى'' :ج۱۰،ص:۴۸۵)

وهل يجوز لعن يزيد حكى القاضي ثناء اللّٰه في مكتوباته إن للعماء فيه ثلاثة مذاهب الأول المنع كما قاله الإمام أبو حنيفة في الفقه الأكبر. (هامش بذل المجهود، ''كتاب الأدب، باب اللعن'' :ج۱۹،ص:۱۴۸)

(۱) اصح السیر :ص:۵۶۱

(۲) (اصح السیر :ص:۱۷۲

(۳) الطبراني، المعجم الكبير :ج۲۴،ص:۱۸۹؛ والسنن الكبرىٰ للبيهقي :ج۷،ص:۶۷.

من الليل إلى فخارة في جانب البيت، فبال فيها فقمت من الليل، وأنا عطشانة فشربت ما فيها، وأنا لا أشعر فلما أصبح النبي صلى الله عليه وسلم قال: يا أم أيمن -رضي الله عنها- قومي فأهريقي ما في تلك الفخارة، قلت: قد والله شربت ما فيها، فضحك رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى بدت نواجذه ثم قال أما إنك لا تتجعين بطنك أبداً ،[1] وقد تكاثرت الأدلة على طهارة فضلاته وعد الأئمة ذلك في خصائصه ''[2]

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان قاسمی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۶/۷:۱۴۱۶ھ)

کیا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دیا گیا تھا اور کس نے دیا تھا؟

(۴۸) **سوال:** حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے متعلق بتائیں کہ کیا انہیں زہر دے کر مارا گیا تھا؟ اور اگر زہر دے کر مارا گیا تھا، تو ان کو زہر کس نے دیا تھا؟

فقط: والسلام
المستفتی: امام الدین، آسام

الجواب وباللہ التوفیق: یہ صحیح ہے کہ ان کو زہر دیا گیا تھا جو ان کے انتقال کا سبب بنا، ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی بیوی سے زہر دلوایا گیا تھا۔[3]

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۴/۴/۱۴۱۰ھ)

---

(۱) الطبراني، المعجم الكبير، ''ما اسندت أم أيمن'': ج۲۵،ص:۸۹

(۲) ابن حجر العسقلاني، فتح الباري، ''باب: قوله باب الماء'': ج۱،ص:۲۷۲.

(۳) عن عمير بن إسحاق قال: دخلت أنا ورجل على الحسن بن علي نعوده ..... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے کون سی خلافت چلی:

(۴۹)**سوال**: حضرت رسول کریم ﷺ کی نبوت کے تیس سال بعد تک خلافت راشدہ رہی، جو حضرت حسن رضی اللہ عنہ پر ختم ہوگئی اور ابن معاویہ پر چلی گئی، وہ بھی تیس سال رہی بادشاہت کی شکل میں، اس کے بعد خلافت عباسیوں میں چلی گئی جو عباسیہ کہلائی، تو جب خلافت راشدہ امام حسن پر ختم ہوگئی اور خود امام حسن نے حضرت معاویہ کو خلافت دے کر بیعت کی، تو امام حسین رضی اللہ عنہ سے کون سی بیعت اور کون سی خلافت چلی۔ اور آج کون سی خلافت جاری ہے۔ جو عوام کو دھوکے میں ڈال رکھا ہے اور جن لوگوں نے پیری ومریدی کو اپنا ذریعۂ معاش بنا رکھا ہے۔ اسلام کی روح مسلمانوں کے اندر سے نکال دی اور اپنا سلسلۂ نسب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جوڑ رکھا ہے، عوام کو پھر دھوکا ہو جاتا ہے۔ جواب سے نواز کر شکریہ کا موقع دیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد صدیق صاحب، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: خلافت سے مراد یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اور صحیح اعتبار سے خلافت راشدہ کا دور حضرت حسن رضی اللہ عنہ پر ختم ہوگیا۔ اس کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت، خلافتِ راشدہ کا دور نہیں؛ بلکہ ملوکیت کا دور ہے اور بنی امیہ کے دور سے تعبیر کیا جاتا ہے، بنو امیہ کے بعد بنو عباس کا دور آیا، جن کی حکومت ہلاکو خان کے حملہ کے بعد معتصم باللہ پر ختم ہوگئی۔ یہ امراء کے ادوار، خلافت راشدہ نہیں؛ بلکہ ادوار ملوکیت ہیں[1]۔ دوسرا دور جو

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا..... فجعل يقول لذلك الرجل: سلني قبل أن لا تسألني قال: ما أريد أن أسئلك شيئاً يعافيك اللّٰه، قال: فقام فدخل الكنيف ثم خرج إلينا ثم قال: خرجت إليكم حتى لفظت طائفة من كبدي أقلبها؛ لهذا العود لقد سقيت السم مرارا ما شيئ أشد من هذه المرأة. (ابن عساكر، تاريخ إبن عساكر: ج۱۳،ص:۲۵۲)

(۱)عن سفينة قال: سمعت النبي صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: ألخلافة ثلثون سنة ثم تكون ملكا. (مشكوة المصابيح، ''كتاب الفتن: باب مناقب الصحابة'': ج ۲،ص: ۵۶۰، رقم: ۲۱۹۱۹؛ مسند أحمد بن حنبل، مسند الأنصار، حديث: أبي عبد الرحمن سفية مولىٰ رسول اللّٰه -صلى اللّٰه عليه وسلم-)

خلافت کا چلتا ہے وہ خلافت راشدہ کا نہیں ہے، بلکہ وہ تصوف کا درجہ ہے، جو حضرت علی رضی اللہ عنہ تک پہونچتا ہے اور یہی خلافت پیری ومریدی کے سلسلہ کو قائم کرتی ہے؛ لیکن پیر ہونے یا پیر کا خلیفہ ہونے کے لئے شرائط ہیں جو ان شرائط پر پورا اترتا ہو وہ ہی پیر ہوگا اور جو ان شرائط کو پورا نہیں کرتے اور خود کو پیر کہتے ہیں وہ دنیاداری میں مبتلا ہو کر ریاکاری کرتے ہیں، حقیقت میں وہ نہ تو پیر ہیں اور نہ ہی ان کی خلافت صحیح ہے، ان سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۰/۵/۱۷ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

❀ ❀ ❀

فصل خامس

حشر ونشر کا بیان

قبر میں سوال وجواب اور روح کا جسم سے تعلق:

(۵۰)**سوال**: (۱) تدفین کے لمحات کے بعد سوال وجواب شروع ہوتا ہے؟ (۲) قبر میں میت کے اندر روح کتنی دیر کے بعد ڈالی جاتی ہے؟ (۳) لیٹے لیٹے سوال ہوتا ہے یا بیٹھا کر؟ (۴) جب منکر نکیر چلے جاتے ہیں تو کیا میت میں روح باقی رہتی ہے؟ (۵) اگر جسم میں روح ہے ہی نہیں تو میت کو عذاب وثواب کا علم کیسے ہوگا؟

فقط: والسلام
المستفتی: ضیاء الحسن، سیتامڑھی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: تدفین سے فراغت کے بعد جب لوگ واپس ہوجاتے ہیں تو فوراً منکر نکیر آکر سوال وجواب کرتے ہیں[۱] البتہ رمضان المبارک اور یوم جمعہ[۲] میں انتقال کرنے والوں کا حساب وکتاب مؤخر کردیا جاتا ہے۔ پھر اس کے بعد سوال وجواب ہوتے ہیں یا نہیں اس کی وضاحت نہیں ہے۔

سوال وجواب کے وقت ظاہر ہے کہ پوری روح جسم میں ڈال کر زندہ کردیا جاتا ہے کہ پوری سوجھ بوجھ اور سمجھداری کے ساتھ جواب دے سکے، اس کے بعد مومن کی روح اعلیٰ علیین میں اور کافر کی روح سجین میں پہونچادی جاتی ہے۔ مگر روح کا تعلق جسم کے ساتھ اس طرح رہتا ہے جس طرح آسمان سے سورج کی کرنیں دنیا کی چیزوں پر پڑتی ہیں اور ان میں اس کے اثرات ظاہر ہوتے ہیں اسی اثر کی وجہ سے جسم کو عذاب کی تکلیف اور انعام کی راحت محسوس ہوتی ہے۔[۳]

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۳/۱۲/۲۸ھ)

(۱)عن عثمان بن عفان -رضي الله عنه- كان النبي صلى الله عليه وسلم .....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر.....

مُردوں کو زندہ کرنے کا عقیدہ:

(۵۱)**سوال**: مُردوں کو زندہ کیا، زندوں کو مرنے نہ دیا۔ اس سچائی کو دیکھیں ابن مریم۔ ایسا عقیدہ کسی بندہ کے لئے شرک ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شاہد اعظم نگر، بریلی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس کلام کو احیاء موتی کے مقصد کے لئے استعمال نہ کیا جائے، اس لئے کہ متکلم کا مقصد یہ نہیں ہوتا۔ مراد یہ ہے کہ جن لوگوں کے دل مر گئے بدعقیدگی میں مبتلا ہو کر ان کو راہِ راست پر لے آئے۔ یہ مقصد مستحسن ہے اور متکلم کا منشاء بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ اسی سے ملتا ہوا شعر ہے:

آناں کہ خاک را بنظر کیمیا کنند
آیا بود کہ گوشہ چشم بما کنند

اس کے جواب میں شاہ عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ان کے بارے میں آپ کیا

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا..... إذا فرغ من دفن الميت وقف عليه، فقال: استغفروا لأخيكم واسألو الله له بالتثبيت فإنه الآن يسئل. (أخرجه أبوداود، في سننه، "كتاب الجنائز: باب الاستغفار عند القبر للميت في وقت الانصراف": ج۲،ص:۴۵۹،رقم:۳۲۲۱)

(۲) ثم ذكر أن من لا يسأل ثمانية! ..... ومنهم ..... والميت يوم الجمعة أو ليلتها. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب: ثمانية لا يسألون في قبورهم": ج۳،ص:۸۱)

عذاب القبر حق وسؤال منكر ونكير وضغطة القبر حق، ..... ويرفع عنه يوم الجمعة وشهر رمضان. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة: باب الجمعة، مطلب: ما اختص به يوم الجمة": ج۳،ص:۴۴)

(۳)وسؤال منكر ونكير وهما ملكان يدخلان القبر فيسئلان العبد إلخ. (علامه تفتازاني، شرح العقائد النسفية "بحث عذاب القبر": ص:۹۸)

وأعلم أن أهل الحق اتفقوا على أن الله تعالىٰ يخلق في الميت نوع حياة في القبر قدر ما يتألم، أو يتلذذ ..... وكلامه (أبي حنيفة) هنا يدل على إعادة الروح، إذ جواب الملكين فعل اختياري فلا يتصور بدون الروح. (أبو حنيفة -رحمه الله- شرح الفقه الأكبر، بحث في أن عذاب القبر حق، وبيان أن الروح تعاد للميت": ص:۱۷۲)

إن عذاب القبر حق، سواء كان مؤمناً أو كافراً أو مطيعاً أو فاسقاً. (أيضاً:)

کہیں گے۔ پس کلام کے کہنے والے کی اصل منشاء اور مقصد معلوم ہونے کے بعد ہی کوئی حکم لگانا چاہئے اور توجیہ القول بمالا یرضی قائلہ کا مرتکب ہوکر گناہگار نہ ہونا چاہئے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۵/۹/۳ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

رمضان وجمعہ میں انتقال کرنے والے سے قبر میں سوالات کا نہ ہونا:

(۵۲)**سوال**: اگر رمضان المبارک میں کسی مسلم فاسق یا فاجر، حقوق العباد ضائع کرنے والے، یا سودخور کا انتقال ہوجائے تو اس سے قبر کے اندر سوالات کیے جائیں گے یا نہیں؟ اگر سوالات کیے جائیں گے یا نہیں کیے جائیں گے اس کا تعین عید تک ہے یا قیامت تک۔ ایک مفتی صاحب عیدگاہ میں بیان کرتے ہیں اگر رمضان میں کسی کا انتقال ہوجائے تو اس سے قیامت تک حساب وسوالات نہیں ہوں گے؟

اگر کسی مسلم فاسق فاجر حقوق العباد ضائع کرنے والے یا سودخور کا جمعہ کے دن انتقال ہوجائے ان سے بھی قبر کے اندر سوالات ہوں گے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عباس قاسمی، راجستھان

الجواب وباللّٰہ التوفیق: رمضان المبارک اور جمعہ کے فضائل میں یہ بات وارد

---

(۱)إذا كان في المسئلة وجوه توجب الكفر، ووجه واحد يمنع، فعلى المفتي: أن يميل إلىٰ ذلك الوجه، كذا في "الخاصة". (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بتلقين الكفر": ج۲،ص:۳۹۳)

إذا أنكر آية من القرآن أواستخف بالقرآن أو بالمسجد، أو بنحوه مما يعظم في الشرع ..... كفر. (عبد الرحمن بن محمد بن سليمان، مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر، "كتاب السير والجهاد: ثم إن ألفاظ الكفر أنواع": ج۲،ص:۵۰۷)

ولا نكفر مسلماً بذنب من الذنوب وإن كانت كبيرة إذا لم يستحلها ولا نزيل عنه اسم الإيمان ونسميه مؤمناً حقيقة. (أبو حنيفة -رحمه اللّٰه- شرح الفقه الأكبر، "بحث في أن الكبيرة لا تخرج المؤمن عن الإيمان": ص:۱۱۷)

ہے کہ ان ایام میں جن کا انتقال ہوان سے سوالات نہیں ہوتے؛ لیکن یہ وضاحت نہیں کہ کب تک نہیں ہوتے یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی پر ہے جس کی وضاحت نہیں ہے۔ البتہ رحمت خداوندی سے امید کی جانی چاہئے کہ قیامت تک سوالات نہیں ہوں گے تاہم غضب الٰہی سے بھی ڈرنا چاہئے کہ کب سوالات ہوجائیں۔

''عن عبد الله بن عمرو، رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما من مسلم يموت يوم الجمعة أو ليلة الجمعة إلا وقاه الله فتنة القبر''[۱]

''ويرفع عنه العذاب يوم الجمعة وشهر رمضان بحرمة النبي صلى الله عليه وسلم لأنه مادام في الأحياء لا يعذبهم الله تعالىٰ بحرمته فكذلك في القبر يرفع عنهم العذاب يوم الجمعة وكل رمضان بحرمته''[۲] قال إبن عابدين والمؤمن المطيع لا يعذب بل له ضغطة يجد هول ذلك وخوفه والعاصي يعذب ويضغط ليكن ينقطع عنه العذاب يوم الجمعة وليلتها، ثم لا يعود وإن مات يومها أو ليلتها يكون العذاب ساعة واحدة وضغطة القبر ثم يقطع''[۳]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۳۴/۱۱/۲۸ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)أخرجه الترمذی، في سننه، ''أبواب الجنائز، باب ماجاء فيمن يموت يوم الجمعة'': ج۱،ص:۲۰۵،رقم:۱۰۷۴.

(۲) أبو حنيفة -رحمه الله- شرح الفقه الأكبر، ''بحث في أن عذاب القبر حق''ص:۱۷۲.

(۳)ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب الجمعة، مطلب ما اختص به يوم الجمعة'': ج۳،ص:۴۴.

ثم ذكر أن من لا يسأل ثمانية! ..... ومنهم ..... والميت يوم الجمعة أو ليلتها. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب: ثمانية لا يسألون في قبورهم'': ج۳،ص:۸۱)

عذاب القبر حق وسؤال منكر ونكير وضغطة القبر حق، ..... ويرفع عنه يوم الجمعة وشهر رمضان. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب الجمعة، مطلب: ما اختص به يوم الجمة'': ج۳،ص:۴۴)

قیامت کے منکر کا حکم اور ''آواگون'' کے عقیدے کا حکم:

(۵۳)**سوال**: زید کہتا ہے کہ قیامت نہیں آئے گی جب ظلم بڑھ جاتا ہے تو ظلم کرنے والے ختم ہوجاتے ہیں اور نیک انسان بچ جاتے ہیں (بس یہی قیامت ہے) اور یہ شخص آواگون کو بھی مانتا ہے ایسے آدمی کے پاس آنا جانا کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد احمد صاحب، ہریدوار

الجواب وبا اللّٰہ التوفیق: قیامت برحق ہے اس کا منکر کافر ہے ﴿اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا ۚ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۫ أَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ ۝﴾[1] اور آواگون کا عقیدہ بھی کفریہ عقیدہ ہے، اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو ایسے عقیدوں سے پرہیز کرنے کی توفیق عطا فرمائے مسلمانوں کو چاہئے کہ ایسے غلط عقیدے اور کفریہ عقائد رکھنے والے حضرات کو سمجھائیں کہ وہ اس سے باز آجائیں، باز نہ آنے پر ان سے ربط ختم کردیا جائے تاکہ ان کو عبرت ہوجائے۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۵/۹/۵ھ)

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ﴿إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا ۭ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۭ إِنَّهٗ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالْقِسْطِ ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّ عَذَابٌ أَلِيْمٌ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ۝﴾(سورة یونس:۴)

﴿ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ۝﴾(سورة المؤمن:۱۶)

والحساب والميزان والجنة والنار حق كله وكذا الصراط والحوض وغيرهما من مواقف القيامة. (أبو حنيفة -رحمه الله- شرح الفقه الأكبر، "بحث في أن الله تعالىٰ واحد لا من طريق العدد":ص:۳۰)

من أنكر القيامة أو الجنة أو النار أو الميزان أو الصراط أو الصحائف المكتوبة فيها أعمال العباد يكفر، ولو أنكر البعث فكذلك. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجباب الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بيوم القيامة وما فيها:ج۲،ص:۲۸۵)

إذا أنكر آية من القرآن أواستخف بالقرآن أو بالمسجد، أو بنحوه مما يعظم في الشرع يكفر. (عبد الرحمن بن محمد بن سليمان، مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر، "كتاب السير والجهاد: ثم إن ألفاظ الكفر أنواع":ج۲،ص:۵۰۷)

ارتداد کی حالت میں مرنے والے شخص کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا؟

(۵۴) **سوال**: بندہ ناچیز کے رشتہ داروں میں ایک شخص ایسا ہے جو اسلام سے پھر گیا ہے، عمر دراز ہے، دیہات کا رہنے والا ہے، اپنے بھائی کے گھر رہتا ہے، ان کے نام کھیت زمین مکان وغیرہ ہیں؛ اگر ان کا بھائی اس لیے ان کو کھانا دے کہ وہ اپنی جائیداد اس کے نام کردیں تو یہ کیسا ہے اگر وہ آدمی کافروں کے یہاں مرجاتا ہے تو کیا حکم ہے اور اگر مسلمانوں کے یہاں اس کا انتقال ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد نعیم، مہتاب پور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ شخص کو اسلام کی اہمیت بتلائی جائے اور اس کو اگر شک وشبہ ہے تو اس کو دور کرنے کی کوشش کی جائے اور اس نیت سے اس کو کھانا وغیرہ دیا جائے عجیب نہیں کہ وہ پھر سے مسلمان ہوجائے۔

اگر وہ کفر کی حالت میں مرجائے تو پھر اس کا مال ورثہ کے درمیان تقسیم کیا جائے گا اور اگر وہ اسی حالت میں مرے تو کافروں کے ہی حوالہ کیا جائے؛ لیکن پہلے اس کی پوری صورت حال لکھ کر معلوم کرلیا جائے کہ وہ واقعۃً خارج از اسلام ہے یا نہیں؟[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۶/۱/۱۴ھ)

---

(۱)عن ابن عباس رضي اللّٰه عنه، قال: قال رسول اللّٰه -صلى اللّٰه عليه وسلم: من بدل دينه فاقتلوه. (أخرجه ابن ماجه، في سننه، "باب المرتد عن دينه": ج۲،ص:۱۸۲،رقم:۲۵۳۵)

ومنها أنه يستحب أن يستتاب ويعرض عليه الإسلام لاحتمال أن يسلم، لكن لا يجب؛ لأن الدعوة قد بلغته فإن أسلم فمرحبا وأهلا بالإسلام، وإن أبى نظر الإمام في ذلك فإن طمع في توبته،أو سأل هو التأجيل أجله ثلاثة أيام وإن لم يطمع في توبته، ولم يسأل هو التأجيل قتله من ساعته. (الكاساني، بدائع الصنائع، "كتاب السير: فصل في، بيان أحكام المرتدين": ج۶،ص:۱۱۸)

قیامت کے روز ساری مخلوق کو کہاں جمع کیا جائے گا؟

(۵۵)**سوال**: قیامت کے روز اللہ پاک ساری مخلوق کو کس میدان میں جمع فرمائیں گے۔ اس میدان کا نام کیا ہے اور وہ میدان کون سے ملک کا ہے۔ جواب عنایت فرمائیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: دلشاد احمد، کیرانہ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ میدان عرفات میں جمع کیا جائے گا اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ وہ میدان کون سا ہے اور کہاں ہوگا۔ البتہ بعض علماء نے مسند احمد وغیرہ سے سیدہ میمونہ بنت سعد رضی اللہ عنہا کی حدیث نقل فرمائی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شام حشر ونشر کی سرزمین ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۲/۷/۱۱ھ)

کیا ہر آدمی سے قبر میں نکیرین سوال وجواب کرتے ہیں؟

(۵۶)**سوال**: کیا ہر آدمی سے مرنے کے بعد نکرین قبر میں سوال وجواب کرتے ہیں یا کچھ لوگ اس سے مستثنیٰ بھی ہیں اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ جمعہ کے دن مرنے والے اور شہید وغیرہ کا حساب آخرت میں ہوگا تو قبر میں حساب وکتاب اور آخرت کے حساب وکتاب سے کیا مراد ہے؟

---

(۱) قال أبو ذر -رضي اللّٰه عنه-: يا رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فأين أنام، هل لي من بيت غيره؟ فجلس إليه رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، فقال له: كيف أنت إذا أخرجوك منه؟ قال إذاً الحق بالشام فإن الشام أرض الجهرة، وأرض المحشر، وأرض الأنبياء. (أخرجه أحمد بن حنبل، في مسنده، "حديث أسماء بنت يزيد": ج۴۵،ص:۵۶۸،رقم:۲۷۵۸)

نکرین کا قبر میں سوال وجواب، حساب وکتاب میں داخل ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد امیر الدین، نئی مسجد، گورکھپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حساب وکتاب تو آخرت میں ہوگا قبر میں دو امور ہیں سوال وجواب اور فتنۂ قبر اس کو عذاب قبر بھی کہہ سکتے ہیں، جہاں تک سوال وجواب کی بات ہے اس کے بارے میں بعض فقہاء نے کہا ہے کہ ہر ذی نفس سے سوال ہوگا، لیکن یہ قول مرجوح ہے۔ شارح بخاری شریف علامہ قسطلانی اور شارح جامع صغیر علقمہ کی تحقیق یہ ہے کہ کچھ مستثنیات بھی ہیں جن سے سوال نہیں ہوگا؛ علامہ سیوطی نے بھی ان کو بیان کیا ہے جن سے سوال نہیں ہوگا۔

مثلاً: (۱) شہیدوں سے اور جو اسلامی حکومت کی سرحد کی فوجی حفاظت پر مامور ہیں۔ (۲) طاعون کی بیماری میں مبتلا ہوکر جو مرے۔ (۴) طاعون کا مرض جب پھیل رہا ہو اور وہ دوسری جگہ منتقل نہ ہو۔ اور انہی ایام میں اس کا انتقال ہو جائے۔

(۵) صدیقین سے۔ (۶) جمعہ کے دن یا رات میں جس کا انتقال ہو۔ (۷) اطفال۔ (۸) جو ہر رات میں سورہ ملک پڑھتا ہو اور بعض نے سورہ سجدہ کا اضافہ کیا ہے۔ رمضان میں مرنے والا اور انبیاء علیہم السلام، فتنۂ قبر اور عذاب قبر کے بارے میں وارد ہے۔

''**قال علیه الصلوٰة والسلام: ما من مسلم یموت یوم الجمعة أو لیلة الجمعة إلا وقاه اللّٰه فتنة القبر الخ**''[1] مصنف بن عبدالرزاق اور مسند دیلمی میں حضرت علی کرم اللہ وجہ سے روایت ہے ''**من مات لیلة الجمعة أو یوم الجمعة دفع اللّٰه عنه عذاب القبر**''[2]

معلوم ہوا کہ جس کا انتقال جمعہ کی رات یا جمعہ کے دن ہوا ہو اس کو عذاب بھی نہیں ہوگا۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۲/۱۰/۱۶ھ)

---

(۱) أخرجه الترمذي، في سننه، "أبواب الجنائز: باب ما جاء في من یموت ..... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر.....

صور کی شکل وصورت کیا ہوگی؟

(۵۷)**سوال**: ہمارے علاقے میں ایک مولانا صاحب آئے تھے، انہوں نے وعظ میں فرمایا کہ قیامت میں صور پھونکا جائے گا تو ہم نے ان سے پوچھا کہ صور کی شکل وصورت کیا ہوگی تو وہ اس کو بتلا نہ سکے، آپ تحریر فرمادیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالوحید صاحب، قطر

الجواب وبا اللّٰہ التوفیق: صور نور کا بنا ہوا ایک سینگ ہے، جس میں پھونک ماری جائے گی۔ ترمذی شریف میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ ایک اعرابی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور دریافت فرمایا ''ما الصور'' صور کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''قرنٍ ینفخ فیه'' ایک سینگ ہے کہ جس میں پھونک ماری جائے گی۔[1] امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک معنی نرسنگھا ہے۔[2]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۸/۱۲/۲۰ھ)

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا.....يوم الجمعة": ج۱،ص:۲۰۵، رقم:۱۰۷۴.

(۲)محمد السخاوي، مقاصد حسنه: ج۱،ص:۶۷۲، رقم:۱۱۷۷.

ثم ذكر أن من لا يسأل ثمانية: الشهيد، والمرابط، والمطعون، والميت زمن الطاعون بغيره إذا كان صابرا محتسبا، والصديق، والأطفال، والميت يوم الجمعة أو ليلتها، والقارئ كل ليلة تبارك الملك وبعضهم ضم إليها السجدة. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب: ثمانية لا يسألون في قبورهم": ج۳،ص:۸۱)

(۱)فقد أخرجه الترمذي عن عبد الله بن عمرو بن العاص -رضي الله عنهما- قال: جاء أعرابي إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقال: ما الصور؟ قال قرن ينفخ فيه. (أخرجه الترمذي، .....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر.....

کسی کے جسم میں ولی کی روح کا داخل ہونا:

(۵۸)**سوال**: ہماری بستی میں محمد عبدالوہاب صاحب ہیں، ان کا عقیدہ یہ ہے کہ آدمی کے جسم میں کسی ولی کی روح داخل ہوجاتی ہے، اوران سے بات چیت کرنا اوران کی حاجت کی پیشین گوئی کرنا۔اس کے متعلق آپ کا سنی عقیدہ کیا ہے؟ ایسے لوگوں کے ہاتھ کا ذبیحہ حلال ہے یا حرام؟

فقط: والسلام

المستفتی: ملا محمد شریف، بارہ بنکی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مرنے کے بعد آدمیوں کی جگہ علیین ہے یا سجین ہے، نیک لوگوں کی روحیں علیین میں رہتی ہیں اور بدکاروں کی روحیں سجین میں رہتی ہیں [1] ان مقررہ جگہوں سے روحوں کی دنیا میں واپسی نہیں ہوتی ہے۔

حدیث شریف میں آتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شہید فی سبیل اللہ شہادت کے قیام ومرتبہ کو دیکھنے کے بعد دوبارہ دنیا میں لوٹنے کی تمنا کرتا ہے کہ پھر لڑ کر اور شہید ہوکر دوبارہ شہادت کا مرتبہ حاصل کروں؛ لیکن شہید کو بھی دنیا میں دوبارہ واپسی کی اجازت نہیں ملتی، یہ جوگا ہے بگا ہے کچھ لوگوں کے حالات اور واقعات سننے میں آتے ہیں ان کو اگر جسمانی مرض اور بیماری کی کوئی قسم نہ مان لی جائے، تو ان کا حاصل یہ ہے کہ شیطان جس کو انسان کے بدن میں خون کی طرح دوڑنے تک کی قدرت دی گئی ہے وہ بسا اوقات لوگوں کو گمراہ کرنے اور بدعقیدگی میں مبتلا کرنے کے لیے ایسا کرتا ہے کہ کسی میں سرایت کر گیا اور کسی مشہور بزرگ کے حوالے دینے لگا یا کسی پر سوار ہوگیا، اور برے آدمی کا حوالہ دینے لگا، اور پیشین گوئی کرنے لگا، جس سے سادہ لوحوں کو دھوکہ ہوجاتا ہے اور ذہنی خلفشار یا بدعقیدگی میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔عبدالوہاب صاحب بھی ایسی ہی کوئی بات سن کر یا کوئی چیز دیکھ کر غلط فہمی میں مبتلاء معلوم ہوتے ہیں، ان کو مذکورہ صورت حال اگر بتلائی جائے تو وہ

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا..... في سننه، "أبواب الزهد عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ما جاء في الصور": ج۲،ص:۶۹،رقم:۲۴۳۰)

(۲)عن عبد الله بن عمرو -رضي الله عنه- قال: قال أعرابي: يا رسول الله ما الصور؟ قال: قرن ينفخ فيه. (أحمد بن حنبل، في مسنده، عبد الله بن عمرو - رضي الله عنه-: ج۱۱،ص:۵۳،رقم:۶۵۰۷)

''إن شاء اللّٰه'' اپنی سوچ کی اصلاح کریں گے۔

ایسا سمجھنے والے کے لئے عقیدہ کی تعبیر صحیح نہیں ہے؛ کیونکہ عقیدہ تو شرعی بنیاد پر ہوتا ہے، جب کہ اس کے لئے کوئی مذہبی اور شرعی بنیاد ہی نہیں؛ بلکہ یہ تو محض سنی سنائی بات ہے جس کو سن کر یاد دیکھ کر متعین کرنا چاہئے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد واصف غفرلہ
نائب مفتی وقف دارالعلوم دیوبند
(۱۴۰۶/۶/۱۰ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

شب جمعہ مردوں کی روحوں کا اپنے گھر آنا:

(۵۹) **سوال:** بعض حضرات سے سنا ہے کہ شب جمعہ مردوں کی روحیں اپنے اپنے گھروں میں آتی ہیں یہ کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: مولوی عطاء الرحمٰن، سہارنپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ باتیں غلط ہیں، شریعت میں ان کی کوئی اصل نہیں

---

(۱) ﴿اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا ج فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْأُخْرٰى إِلٰى أَجَلٍ مُّسَمًّى ط إِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَأٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝﴾ (سورة الزمر: ۴۲)

قال: أما عليون فالسماء السابعة فيها أرواح المؤمنين، وأما سجين فالأرض السابعة السفلىٰ وأرواح الكفار تحت جسد إبليس. (ابن قيم الجوزي، "كتاب الروح، المسألة الخامسة عشرة، فصل: أرواح المؤمنين عند اللّٰه تعالىٰ": ص: ۱۱۹)

عن مسروق قال: سألنا عبد اللّٰه عن أرواح الشهداء؟، ولولا عبد اللّٰه لم يحدثنا أحد، قال: أرواح الشهداء عند اللّٰه يوم القيامة في حواصل طير خضر، لها قناديل معلقة بالعرش، تسرح في الجنة شاء ت، ثم ترجع إلى قناديلها فيشرف عليهم ربهم فيقول: ألكم حاجة؟ تريدون شيئا؟ فيقولون: لا، إلا أن نرجع إلى الدنيا فنقتل مرة أخرى. (عبد اللّٰه بن عبد الرحمن: سنن دارمي، "كتاب الجهاد: باب أرواح الشهداء": ج۱، ص: ۱۷۹، رقم: ۲۴۵۴)

ہےاور حدیث میں ایسی کوئی روایت نہیں ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۳/۲۸ھ)

عالم برزخ کسے کہتے ہیں؟

(۶۰) **سوال:** حضرات مفتیان کرام: عرض ہے کہ متعدد علماء اور امام صاحب کی تقریروں میں بار بار عالم برزخ کے بارے میں سنتا ہوں، یہ عالم برزخ کیا ہے؟ یہ زمانہ انسان کو کب پیش آئے گا؟ براہ کرم مدلل جواب عنایت فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد راشد، دہلی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: انسانی زندگی کے تین ادوار ہیں: حیات دنیوی، حیات برزخی اور حیات اخروی، مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے، یعنی قیام قیامت تک کا زمانہ عالم برزخ کہلاتا ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد ہے: ﴿وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ إِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝﴾[2] اوران کے آگے اس دن تک ایک پردہ ہے جس دن وہ قبروں سے اٹھائے جائیں گے:

---

(۱) ﴿كَلَّآ إِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ ۝﴾
﴿كَلَّآ إِنَّ كِتٰبَ الْأَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ ۝﴾ (سورة المطففين: ۷اور۱۸)
قال صاحب المظهري: أن مقر أرواح المؤمنين في علين أو في المساء السابعة ونحو ذلك كما مر، ومقر أرواح الكفار في سجين. (قاضي ثناء اللّٰه -رحمه اللّٰه- التفسير المظهري، "سورة المطففين: آية: ۲۶": ج۱۰،ص:۱۹۶)
حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اشرف الجواب میں لکھا ہے کہ: مردے کی روح دنیا میں واپس نہیں آتی ہے۔ (اشرف علی تھانویؒ، اشرف الجواب، ص:۱۵۶)
(۲) سورة المؤمنون:۲۳.

"قال ابن الكثير: البرزخ المقابر لا هم في الدنيا ولا هم في الآخرة فهم مقيمون إلى يوم يبعثون"[۱]

صاحب روح المعانی نے لکھا ہے: "وذهب بعضهم إلى أن الأجل الأول ما بين الخلق والموت، والثاني ما بين الموت والبعث"[۲] عالم برزخ مرنے سے لے کر قیامت تک کا وقفہ ہے؛ اسی کو عالم قبر بھی کہا جاتا ہے، دنیا میں جس طرح کے اعمال ہوں گے اسی طرح عالم برزخ کی زندگی میں سزا اور جزا ہوگی، اللہ تعالیٰ نے اس عالم کو انسانوں سے مخفی رکھا ہے۔

"قال: محمد بن كعب البرزخ ما بين الدنيا والآخرة ليسوا مع أهل الدنيا يأكلون ويشربون ولا مع أهل الآخرة يجازون بأعمالهم"[۳]

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
امانت علی قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۶/۳: ۱۴۴۱ھ)

قبر میں عذاب وثواب صرف روح کو ہوگا یا روح اور جسم دونوں کو؟

(۶۱) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین، مفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

قبر میں ہونے والا عذاب وثواب صرف روح یا صرف جسم کو ہوتا ہے یا دونوں کو؟ اس مسئلہ میں اہل سنت والجماعت کا عقیدہ کیا ہے؟ براہ کرم مدلل جواب تحریر فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اسجد صدیقی، دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: قبر میں عذاب وثواب کے سلسلے میں علماء کی مختلف رائے

(۱) ابن كثير، تفسير ابن كثير، "سورة المؤمنون :۱۰۰": ج۳، ص:۲۳۲.
(۲) علامه آلوسي، روح المعاني، "سورة الأنعام:۱-۶": ج۴، ص:۱۲۷.
(۳) ابن كثير، تفسير ابن كثير، "سورة المؤمنون :۱۰۰": ج۳، ص:۲۳۲.

ہیں، بعض کے نزدیک عذاب وثواب صرف جسم یا صرف روح کو ہوتا ہے؛ جبکہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے: قبر کی زندگی میں عذاب یا نعمتیں جسم اور روح دونوں کو ملتی ہیں:

''محله الروح والبدن جميعا باتفاق أهل السنة، وكذا القول في النعيم ''(۱)

ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے استاذ علامہ ابن تیمیہؒ سے قبر کی زندگی کے متعلق سوال کیا: تو انھوں نے جواب دیا عذاب اور ثواب روح اور جسم دونوں کو ہوتا ہے اور یہی اہل سنت والجماعت کا عقیدہ بھی ہے۔

''وقد سئل شيخ الإسلام عن هذه المسألة، قال: العذاب والنعيم على النفس والبدن جميعا باتفاق أهل السنة ''(۲)

''واختلف فيه أنه بالروح أو بالبدن أو بهما وهو الأصح منهما إلا أنا لا نؤمن بصحته ولا نشتغل بكيفيته ''(۳)

''فيعذب اللحم متصلاً بالروح والروح متصلا بالجسد ''(۴)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
امانت علی قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۶/۳: ۱۴۴۱ھ)

قبر میں انسانی کیفیت کیسی ہوگی؟

(۶۲) **سوال:** کیا فرماتے ہیں حضرات علماء دین اور مفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

سوال یہ ہے کہ جس طرح دنیا میں لوگ سمجھ بوجھ رکھتے ہیں، کیا قبر میں بھی اسی طرح سمجھ بوجھ اور عقل وشعور رکھیں گے یا وہاں کوئی اور کیفیت ہوگی؟ کیا اس سلسلے میں قرآن وحدیث میں کوئی نص موجود

(۱) جلال الدين، سيوطي، شرح الصدور، ''فصل في فوائد ما هو عذاب القبر ومتى يرفع'' :ص:۳۵۰.
(۲) ابن قيم، الروح، ''قول السائل هل عذاب القبر على النفس والبدن الخ'' :۵۹.
(۳) أبو حنيفة -رحمه الله- شرح الفقه الأكبر، ''مبحث في أن عذاب القبر حق وبيان أن الأرواح تعاد للميت'':ص:۱۷۴.
(۴) علامه سعد الدين تفتازاني، شرح العقائد النسفية، ''مبحث عذاب القبر'' :ص:۹۸.

ہے؟ اگر ہے، تو برائے کرم مطلع فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ابرار خان، پالی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حدیث کی متعدد کتابوں میں نصوص مذکور ہیں کہ جس طرح انسان دنیا میں سمجھ بوجھ عقل وشعور رکھتا ہے، ایسے ہی عالم برزخ وقبر میں اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی عقل وشعور لوٹا دے گا: مسند احمد میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت نقل کی ہے:

''عن عبد اللّٰہ بن عمرو رضي اللّٰہ عنهما أن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم ذکر فتاني القبر، فقال عمر بن الخطاب رضي اللّٰہ عنه: وأترد علینا عقولنا یا رسول اللّٰہ -صلی اللّٰہ علیه وسلم-، فقال: نعم کهیئتکم الیوم، قال: فبفیه الحجر ''.(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۶/۳:۱۴۴۱ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
امانت علی قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

کیا عذاب قبر برحق ہے؟

(۶۳) **سوال:** حضرت مفتی صاحب! سلام مسنون:

آج جمعہ کی نماز سے قبل ہمارے امام صاحب نے تقریر کے درمیان بیان کیا کہ قبر میں اگر بندہ منکر نکیر کا صحیح جواب نہیں دے گا، تو اس پر ایسے زہریلے سانپ اور بچھو کو مسلط کئے جائیں گے جو اگر دنیا میں پھونک ماردیں، تو دنیا جل کر راکھ ہوجائے، گویا وہ ایٹم بم سے بھی زیادہ طاقت ور ہے؟ پھر زمین ربڑ کی طرح سکڑ جائے گی وغیرہ وغیرہ پوچھنا ہے کہ کیا یہ بات صحیح ہے؟ کیا اس سلسلے میں کچھ نصوص موجود ہیں؟ براہ کرم مدلل جواب عطا فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد قمر الاسلام، شریف نگر مرادآباد

(۱) محمد ابن حبان، في صحیح ابن حبان، "ذکر الأخبار بأن الناس یسألون في قبورهم": ج۷، ص:۳۸۴، رقم:۳۱۱۵.

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال مذکور میں امام صاحب کی بات بالکل صحیح ہے، عذاب قبر برحق ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے:

''ویسلط علیه عقارب وثعابین لو نفخ أحدهم في الدنیا ما أنبتت شیئاً تنهشه وتؤمر الأرض فتضم حتی تختلف أضلاعه ''(۱)

جو شخص قبر میں منکر نکیر کا صحیح جواب نہیں دے گا اس پر ایسے بچھو اور سانپ مسلط کر دئے جاتے ہیں کہ اگر ان میں سے کوئی ایک بھی زمین میں پھونک مار دے تو زمین کے تمام نباتات جل کر راکھ ہو جائیں، پھر زمین کو حکم دیا جاتا ہے اور وہ سکڑ جاتی ہے حتی کہ اس کے دونوں پہلو ایک دوسرے میں دھنس جاتے ہیں۔

''یکفر بإنکار رؤیة اللّٰه تعالیٰ عز وجل بعد دخول الجنة، وبإنکار عذاب القبر ''(۲)

فتاوی تاتارخانیہ میں ہے عذاب قبر کا منکر کافر ہے؛ کیونکہ یہ قرآن کریم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے علاوہ امت مسلمہ کے قطعی عقیدے کی تکذیب کرنا ہے۔

''عذاب القبر وقد ورد الشرع به، قال اللّٰه تعالیٰ: النار یعرضون علیه غدوا وعشیا: واشتهر عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم والسلف الصالح الاستعاذة من عذاب القبر وهو ممکن فیجب التصدیق به ''(۳)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۶/۳:۱۴۴۱ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
امانت علی قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

(۱)طبراني، المعجم الأوسط: ج۵،ص:.....،رقم:۴۶۲۹.

(۲)جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیة، ''کتاب السیر: الباب التاسع في أحکام المرتدین، موجبات الکفر أنواع، ومنها: ما یتعلق بیوم القیامة وما فیها'': ج۲،ص:۲۸۵.

(۳)محمد بن محمد الغزالي، إحیاء علوم الدین، ''الفصل الثالث: من کتاب قواعد العقائد، الرکن الرابع في السمعیات وتصدیقه علیه السلام'': ج۱،ص:۱۱۴.

فصل سادس

جنات وفرشتوں سے متعلق عقائد کا بیان

کراماً کاتبین کے بارے میں:

(۶۴)**سوال**: کراما کاتبین فرشتوں سے کیا مراد ہوتا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد عبداللہ، امریکہ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کراما کاتبین انسانوں کے اعمال لکھنے والے فرشتے ہیں، قرآن میں ہے (تم پر نگہبان فرشتے مقرر ہیں۔ (جو) بہت معزز ہیں، (تمہارے اعمال نامے) لکھنے والے ہیں۔ وہ ان (تمام کاموں) کو جانتے ہیں جو تم کرتے ہو)۔

حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''کراماً کاتبین دو فرشتے ہیں ان میں سے ایک اس (انسان) کے دائیں طرف ہوتا ہے جو نیکیاں تحریر کرتا ہے اور ایک اس کے بائیں طرف ہوتا ہے جو برائیاں لکھتا ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۱/۷/۱۴۴۱ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی

امانت علی قاسمی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)قوله تعالیٰ: ﴿وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ۝ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ۝ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝﴾ يعني وإن عليكم ملائكة حفظة كراماً فلا تقابلو هم بالقبائح، فإنهم يكتبون عليكم جميع أعمالكم. .....

عن مجاهد عن ابن عباس رضي الله عنهما، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أكرموا الكرام الكاتبين الذين لا يفارقونكم إلا عند إحدى حالتين الجنابة، والغائط. ورواية آخر: لايفارقونكم إلا عند إحدى ثلاث حالات: الغائط والجنابة، والغسل. (ابن كثير، تفسير ابن كثير، "سورة الإنفطار :۱۲": ج۴،ص:۴۱۷)

(۲)عن ابن جريج رحمه الله تعالىٰ، قال: ملكان أحدهما عن يمينه يكتب الحسنات وملك عن يساره يكتب السيئات فالذي عن يمينه يكتب بغير شهادة من صاحبه، والذي عن يساره لا يكتب إلا عن شهادة صاحبه إلخ. (أبو محمد عبد الله الأصبهاني، العظمة: ج۳،ص:۹۹۹،رقم:۵۱۹)

کیا فرشتے کھاتے ہیں؟

(۶۵)**سوال**: کیا فرشتے کھاتے پیتے ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عمیر، مرزاپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: فرشتے نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں، وہ تمام بشری تقاضوں سے پاک ہوتے ہیں۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱/۸:۱۴۳۹ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

حضرت جبرئیل کون ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کو کیسے پیدا کیا؟

(۶۶)**سوال**: حضرت جبرئیل کون ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کو کیسے پیدا کیا ان میں توالد وتناسل کا کیا طریقہ ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: مقبول احمد، کشمیر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حضرت جبرئیل اللہ تعالیٰ کے مقرب فرشتے ہیں[2] اور

---

(۱)﴿هَلْ أَتٰكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ إِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ ۝ إِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ط قَالَ سَلٰمٌ ج قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ۝ فَرَاغَ إِلٰى أَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ ۝ فَقَرَّبَهٗٓ إِلَيْهِمْ قَالَ أَلَا تَأْكُلُوْنَ ۝﴾(سورة الذٰريات:۲۴-۲۷)
عن ابن عباس ﴿وَعَلَّمَ أٰدَمَ الْأَسْمَآءَ كُلَّهَا﴾ قال علمه أسماء ولده إنسانا إنسانا والدواب، فقيل: هذا الحمار، هذ الجمل، هذا الفرس، وقال: أيضاً: هي هذه الأسماء التي يتعارف بها الناس: إنسان ودابة، وسماء، وأرض، وسهل، وبحر، وجمل، وحمار، وأشباه ذلك من الأمم وغيرها. (ابن كثير، تفسير ابن كثير، "سورة البقرة:۳۱": ج۱،ص:۷۰)
(۲)﴿وَمَا مِنَّا إِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ ۝﴾(سورة الصافات:۱۶۴)
﴿ذُوْمِرَّةٍ ط فَاسْتَوٰى ۝ وَهُوَ بِالْأُفُقِ الْأَعْلٰى ۝﴾(سورة الصافات:۱۶۴)

فرشتوں کو اللہ تعالیٰ نے نور سے پیدا فرمایا ہے ان میں توالد وتناسل کا وہ طریقہ نہیں ہے جو دنیا میں رائج ہے۔ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے بغیر ماں باپ کے پیدا فرمایا ہے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۱۲/۶ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

جن کی شہادت مقبول ہوگی کہ نہیں؟

(۶۷)**سوال**: اگر جن بصورت انسان کسی معاملہ میں شہادت دے تو اس کے مطابق حاکم کو فیصلہ کرنا درست ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: مقبول احمد، بنگلہ دیش

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر جن بصورت انسان آجائے اور حاکم یا قاضی کو بالکل اس کا علم نہ ہوسکے کہ یہ جن ہے، اور قاضی اس کی شہادت پر فیصلہ کردے، تو قاضی علم نہ ہونے کی وجہ سے معذور ہوگا، ماخوذ نہ ہوگا۔اور فیصلہ اس کا نافذ ہوگا۔[۲]

البتہ اگر کسی طرح اس کا جن ہونا محقق ہوجائے، تو پھر اس کی شہادت شرعاً مقبول نہ ہوگی۔[۳]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۱/۷/۲۱ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)ولا يوصفون بذكورة ولا أنوثة إذ لم يرد بذلك نقل ولا دل عليه عقل. (علامه سعد الدين تفتازاني، شرح العقائد النسفية، ''مبحث الملائكة عباد الله تعالى'': ص:۱۴۱)

(۲)والطريق فيما يرجع إلى حقوق العباد المحضة عبارة عن الدعوى والحجة وهي أما البينة أو الإقرار أو اليمين أو النكول عنه أو القسامة أو علم القاضي إلخ. (ابن عابدين، .....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر.....

فرشتے انسانوں کی طرح نماز پڑھتے ہیں؟

(۶۸)**سوال**: فرشتے انسانوں کی طرح نماز پڑھتے ہیں یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: منتظر الاسلام، سہارنپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ ساتویں آسمان پر ہیں اور سب فرشتے اس کے لیے نماز پڑھتے ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرشتوں کی نماز کیسی ہوتی ہے؟ تو اس پر حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا: کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے میرا سلام فرمادیجئے اور بتلادیجئے کہ آسمان دنیا کے فرشتے اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتے رہیں گے اور بس ''سبحان ذي الملك والملكوت'' پڑھتے رہیں گے اور دوسرے آسمان والے فرشتے رکوع میں رہیں گے اور ''سبحان ذي العزة والجبروت'' پڑھتے رہیں گے اور تیسرے آسمان کے فرشتے حالت قیام میں رہیں گے اور کہتے رہیں گے ''سبحان الحي الذي لايموت''[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۴/۲۸ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

دوزخ کے منتظم فرشتے:

(۶۹)**سوال**: دوزخ پر منتظم فرشتے کتنے ہیں اور ان کا سردار کون ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: مولوی دلشاد احمد، گنگوہ

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا..... الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب القضاء، مطلب: الحكم الفعلي'': ج۸،ص:۲۳)

(۳)﴿وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ ۚ فَإِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَأَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ﴾ (سورة البقره:۲۸۲)

(۱) علاء الدين بن حسام الدين، الهندي، كنز العمال، ''كتاب العظمة: من قسم الأفعال'': ج۱۰،ص:۱۶۵،رقم:۲۹۸۱۹.

الجواب وباللّٰہ التوفیق: دوزخ کے لئے انیس فرشتے مقرر ہیں اوران کا سردار مالک ہے۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۲/۱۵ھ)

کیا فرشتے کی لمبائی چوڑائی عام انسانوں کی طرح ہے؟

(۷۰)**سوال:** حضرات مفتیان عظام: میں ایک مسجد میں امامت کرتا ہوں ایک شخص میرے پاس آج بعد نماز فجر آکر کے سوال کرتا ہے کہ امام صاحب یہ بتایئے کہ فرشتہ کی لمبائی چوڑائی ہم انسانوں کی طرح ہے یا فرشتے کی قد وقامت انسانوں سے الگ ہے؟ مدلل ومکمل جواب عنایت فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شاکر علی، ممبئی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: انسانوں اور جنوں کی طرح فرشتے بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کی مخلوق ہیں، تمام فرشتوں کی لمبائی چوڑائی قد وقامت کے بارے میں تو تفصیلات قرآن وحدیث میں نہیں بتائی گئی ہیں؛ البتہ بعض فرشتوں سے متعلق احادیث میں قد وقامت کی طرف اشارہ ملتا ہے: امام ابوداؤد نے لکھا ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اجازت ملی ہے کہ میں عرش کے اٹھانے والے فرشتوں میں سے ایک فرشتے کا حال بیان کروں جو عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اس کے کان کی لو سے اس کے مونڈھے تک کا فاصلہ سات سو برس کی مسافت ہے: ''**عن جابر بن عبد اللّٰہ -رضي اللّٰہ عنہ- عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال: أذن لي أن أحدث عن ملك من ملائكة اللّٰہ من حملة العرش أن**

(۱) ﴿سَأُصْلِيهِ سَقَرَ ۝ وَمَآ أَدْرٰكَ مَا سَقَرُ ۝ لَا تُبْقِي وَلَا تَذَرُ ۝ لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ۝ عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ۝﴾ (المدثر: ۲۶-۳۰)

ما بين شحمة أذنه إلى عاتقه مسيرة سبع مائة عام ''[۱]

امام بخاری حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں: اللہ تبارک وتعالیٰ کے ارشاد ﴿فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰى﴾ (سورۃ نجم:) کے متعلق عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا، تو انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام کو اپنی اصل ہیئت اور صورت میں دیکھا، تو ''**ست مائة جناح**'' ان کے چھ سو بازو تھے ''**قال حدثنا ابن مسعود رضي الله عنه: أنه رأي جبريل له ست مأئة جناح ''**[۲]

اسی طرح امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام کو باریک ریشمی جوڑا پہنے ہوئے دیکھا آسمان وزمین کی ساری جگہیں ان کے وجود سے بھر گئی تھی۔ ''**قال: رأى رسول الله عليه وسلم جبريل في حلة من رفرف قد ملأ ما بين السماء والأرض. قال أبو عيسى: هذا حديث حسن صحيح ''**[۳]

''**وفي مسند الإمام أحمد عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه، قال: (رأى رسول الله صلى الله عليه وسلم جبريل في صورته وله ستمائة جناح، كل جناح منها قد سد الأفق يسقط من جناحه من التهاويل والدرر والياقوت ما الله به عليم ''**[۴]

مذکورہ حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو اصلی صورت میں دیکھا ان کے چھ سو پرتے، ہر ایک ایسا، جس نے آسمان کے کنارے پُر کردئے تھے، ان سے زمرد موتی اور مروارید جھڑ رہے تھے۔

خلاصہ یہ ہے کہ سوال مذکور کی پوری حقیقت کی اطلاع نصوص میں موجود نہیں ہے؛ اس لیے

---

(۱)أخرجه أبوداود، في سننه، ''كتاب السنة، باب في الجهيمة'': ج۲،ص:۶۵،رقم:۴۷۲۷.

(۲)أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب بدء الخلق، باب إذا قال أحدكم آمين والملائكة في السماء'': ج۱،ص:۴۵۸،رقم:۴۸۵۶.

(۳)أخرجه الترمذي، في سننه، ''أبواب التفسير: باب ومن سورة والنجم'': ج۲،ص:۱۶۴،رقم:۳۲۸۳.

(۴)أخرجه أحمد بن حنبل، في مسنده، ''باب مسند عبد الله بن مسعود رضي الله عنه'': ج۶،ص:۲۹۴،رقم:۳۷۴۸.

اس طرح کی بحث ومباحثہ اور غور فکر میں نہیں پڑنا چاہئے، جہاں تک قرآن وحدیث میں مذکور ہے اسی پر ایمان لانا چاہئے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۲/۵/۴ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
امانت علی قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

ابلیس کا جنت میں دوبارہ دخول ہوا کہ نہیں؟

(۷۱) **سوال:** ابلیس کا دخول ثانی جنت میں ہوا ہے یا نہیں؟ اگر ہوا، تو کس انداز میں ہوا؟ ابلیس نے آدم وحوا کو بہکایا، ''حیاۃ الحیوان'' میں لکھا ہے کہ ابلیس جنت میں جایا کرتا تھا اور بہکایا کرتا تھا؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالرب قاسمی، غازی پور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: معتبر کتب تفاسیر میں متعدد اقوال منقول ہیں، ابلیس دوبارہ جنت میں داخل نہیں ہوا؛ بلکہ ابلیس نے باہر ہی رہتے ہوئے حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام کے دل میں وسوسے ڈالے، شیطان اس طرح وسوسے ڈالنے پر قادر ہے، جس کی وجہ سے کھانے کا عمل سرزد ہوا، ایک قول یہ بھی ہے کہ سانپ کے منھ میں بیٹھ کر گیا اور سانپ مور کی ٹانگوں میں لپٹ گیا اس طرح اندر داخل ہوا اور ایک قول یہ ہے کہ اندر داخل نہیں ہوا، جنت کے کنارے پر آدم وحوا سے اس نے باہر سے بات کی یہی قول قوی معلوم ہوتا ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۲/۶/۳۰ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) إن إبليس أراد أن يدخل الجنة ليوسوس آدم وحواء فمنعته الخزنة فأتته الحية ..... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر.....

جنات کی عمر، خوراک کیا ہے؟ اور وہ زمین میں کس جگہ رہتے ہیں؟

(۷۲) **سوال**: جنات کی عمر زیادہ سے زیادہ کتنی ہوسکتی ہے؟ اور جنات کی کیا خوراک ہے اور وہ زمین میں کس جگہ رہتے ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: دلشاد احمد، کیرانہ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جنات کی زیادہ سے زیادہ عمر تو اللہ ہی کے علم میں ہے، البتہ اتنا جان لینا کافی ہے کہ جنات کی عمریں بڑی لمبی ہوتی ہیں، جنات پہاڑ اور سمندر میں رہتے ہیں، اگر چہ زمینوں پر جس پر انسان آباد ہیں آجاتے ہیں اس میں بھی ان کے لیے رکاوٹ نہیں ہے۔ اور ان کی خوراک لید اور ہڈی وغیرہ ہیں۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۲/۷/۲ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فرشتوں کی پیدائش کس چیز سے ہوئی ہے؟

(۷۳) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا..... وكانت صديقة لإبليس (وكانت من أحسن الدواب لها أربع قوائم كقوائم البعير وكانت من خزان الجنة)، فسألها إبليس أن تدخله في فمها فأدخلته فمرت به على الخزنة وهم لا يعلمون فأدخلته الجنة، ..... وقال الحسن: إنما رأهما على باب الجنة لأنهما كانا يخرجان منها. (أبو محمد حسين بن مسعود البغوي، تفسير البغوي، سورة البقره: ۳۶، ج۱،ص:۱۰۵؛التفسير المظهري:۳۶؛ج۱،ص:۶۶)

دخل الجنة في فم الحية وهي ذات أربع كا لبختية. (أبو عبد اللّٰه محمد بن أحمد، تفسير القرطبي، ''سورة البقره: ۳۶''؛ج۱،ص:۲۱۴)

(۱) فسألوني الزاد فزودتهم العظم والبعر فلا يستطيبن أحدكم بعظم ولا بعر. (أبو عبد اللّٰه محمد بن أحمد القرطبي، تفسير القرطبي، ''سورة الجن: ۳'' :ج۲۰،ص:۵)

بعض لوگ سوال کرتے ہیں کہ فرشتے کس چیز سے پیدا ہوئے؟ کیا انسانوں کی طرح ان کی پیدائش ہے یا الگ؟ قرآن وحدیث سے جواب مکمل ومدلل ارسال فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد دلشاد، حیدآباد

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جمہور علماء کے مطابق ملائکہ وہ لطیف نورانی اجسام ہیں جنہیں اپنی لطافت ونورانیت کے باعث مختلف شکلیں بدلنے پر قدرت حاصل ہوتی ہے۔ ''**فذهب أكثر المسلمين إلى أنها أجسام لطيفة قادرة على التشكل بأشكال مختلفة**''[1]

فرشتے اللہ تبارک وتعالیٰ کی نورانی مخلوق ہیں، لہٰذا ان کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا غلط ہے کہ ان کی پیدائش انسانوں کی طرح ہوتی ہے، نیز فرشتے نور سے پیدا کئے گئے ہیں، مسلم شریف کی روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''**خلقت الملائكة من نور وخلق الجان من مارج من نار، وخلق آدم مما وصف لكم**''[2]

فرشتوں کو نور سے پیدا کیا گیا، جنات کو آگ کے شعلہ سے اور آدم علیہ السلام کو اس شئی سے پیدا کیا گیا ہے جس کی صفت اللہ تعالیٰ نے تمہیں بیان فرمائی ہے (یعنی خاک سے)۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۵/۴/۱۴۴۲ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
امانت علی قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فرشتوں کی عبادت:

(۷۴) **سوال:** کیا فرشتے بھی عبادت کرتے ہیں جس طرح انسان اللہ تعالی کی عبادت کرتے ہیں، بعض لوگوں کو کہتے ہوئے سنا کہ فرشتے عبادت نہیں کرتے ہیں اس لیے کہ مکلّف تو

(۱) ناصر الدين عبد الله، تفسير البيضاوي، ''سورة البقرة: ۳۰'': ج۲،ص:۱۸۲.
(۲) أخرجه مسلم، في صحيحه، ''كتاب الزهد والرقائق، باب في أحاديث متفرقة'' :ج۲،ص:۴۱۳،رقم:۲۹۹۶.

صرف انسان اور جنات ہیں فرشتے مکلّف نہیں ہیں ان کی بات کہاں تک درست ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: ابو ہریرہ، سنت کبیر نگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: یہ بات صحیح نہیں ہے کہ فرشتے اللہ تعالی کی عبادت نہیں کرتے ہیں؛ بلکہ فرشتوں کوتو اللہ تعالی نے اپنی عبادت کے لئے ہی پیدا کیا ہے، فرشتے ہر وقت اللہ تعالی کی عبادت میں لگے رہتے ہیں؛ اللہ تعالی کی بالکل نافرمانی نہیں کرتے ہیں، بلکہ نافرنی فرشتوں کی طبیعت اور خلقت میں ہے ہی نہیں ﴿لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ﴾[1] فرشتے اللہ تعالی کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کام کرتے ہیں جن کا ان کو حکم دیا جاتا ہے۔ فرشتے تمام قسم کی عبادت انجام دیتے ہیں، قرآن وحدیث میں ان کی مختلف عبادت کا تذکرہ ہے، مختلف خدمتوں اور اللہ تعالیٰ کے احکامات وتعلیمات کو نافذ کرنے میں لگے ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی تعلیمات اور احکامات کی بالکل مخالفت نہیں کرتے ہیں، فرشتوں کی عبادت کا یہ بھی حصہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے آگے نہیں بڑھتے ہیں اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے امر پر کوئی اعتراض کرتے ہیں؛ بلکہ جو اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا سے کر گزرتے ہیں، ﴿لا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ﴾[2] فرشتے باتوں میں بھی اللہ تعالیٰ سے سبقت نہیں کرتے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرتے ہیں۔ خاص طور پر فرشتوں کی جن عبادتوں کا تذکرہ ہے، اس میں تسبیح ہے، فرشتے کثرت سے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں ﴿يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لا يَفْتُرُوْنَ﴾[3] فرشتے رات دن اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے ہیں اور وہ نہیں تھکتے۔ اسی طرف فرشتے صف لگا کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں؛ اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے فرمایا کہ اس طرح صف لگاؤ جس طرح صحابہؓ صف لگاتے ہیں صحابہؓ نے پوچھا کہ صحابہؓ کس طرح صف لگاتے ہیں تو آپ نے فرمایا صفوں کو مکمل کرتے ہیں اور مل مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔[4] اللہ تعالیٰ نے ساتویں آسمان پر ایک کعبہ بنایا ہے جس کو بیت المعمور کہا جاتا ہے، مشہور

---

(۱) التحریم: ٦. (۲) الانبیاء: ۲۷. (۳) الانبیاء: ۲۰.

(۴) أخرجه ابن ماجه، في سننه، "باب إقامة الصفوف": ج۲، ص: ۱۲۸، رقم: ۹۹۱.

روایت معراج کے سلسلے میں ہے کہ آپ نے فرمایا پھر مجھے ساتویں آسمان پر بیت المعمور لے جایا گیا یہ وہ جگہ ہے جہاں روزانہ ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں اور جو ایک مرتبہ داخل ہوتا ہے اس کو دوبارہ موقع نہیں ملتا ہے اس کے ضمن میں ابن کثیر نے لکھا ہے کہ فرشتے بیت المعمور میں عبادت کرتے ہیں اور طواف کرتے ہیں جس طرح خانہ کعبہ کا مسلمان طواف کرتے ہیں۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: امانت علی قاسمی

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴/۶: ۱۴۴۲ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فرشتوں کی تعداد:

(۷۵) **سوال**: فرشتوں کی تعداد کتنی ہے؟ کیا فرشتوں کو شمار کیا جا سکتا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: فیروز احمد، بھٹنی، گورکھپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: فرشتوں کی تعداد بے شمار ہے لیکن ان کی صحیح تعداد کا علم اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو نہیں ہے ﴿وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ ؕ﴾[۲] اور آپ کے پروردگار کی فوج کا کسی کو علم نہیں ہے سوائے آپ کے رب کے۔ ترمذی کی روایت میں ہے کہ آسمان چرچراتا ہے اور اس کا حق ہے کہ چرچرائے کیوں کہ وہاں تو چار انگلی کی جگہ نہیں ہے مگر یہ کہ کوئی نہ کوئی فرشتہ وہاں سجدے میں پڑا ہے[۳] بیت المعمور کے متعلق حدیث میں ہے کہ ہر روز ستر ہزار فرشتے وہاں نماز پڑھتے ہیں اور جو ایک دفعہ نماز پڑھ لیتا ہے پھر اس کی دوبارہ باری نہیں آتی ہے[۴] بعض

---

(۱) تفسیر ابن کثیر، في ضمن آية، والبيت المعمور": ج۷، ص:۴۲۹.

(۲) سورة المدثر:۳۱.

(۳) أخرجه الترمذي، في سننه، "باب قول النبي صلى الله عليه وسلم لو تعلمون ما أعلم لضحكتم قليلا": ج۲، ص:۱۸۸، رقم:۲۳۱۲.

(۴) أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب بدء الخلق: باب ذكر الملائكة": ج۱، ص:۴۵۵، رقم:۳۲۰۷.

روایات میں ہے کہ ہر انسان کے ساتھ دو فرشتے اس کا نامہ اعمال لکھنے کے لئے مقرر ہیں، حضرت عبداللہ بن مسعود کی حدیث ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز جہنم کو لایا جائے گا اس کی ستر ہزار لگام ہوں گی اور ہر لگام پر ستر ہزار فرشتے ہوں گے جو اسے کھینچ رہے ہوں گے [1]۔ غور کریں تو فرشتوں کی کثرت کا اندازا نہیں لگا سکتے ہیں، ہر نطفہ پر فرشتہ مقرر ہے، ہر انسان کی نگرانی کے لئے فرشتہ متعین ہے، ہر انسان کے نامہ اعمال لکھنے کے لئے فرشتے مقرر ہیں اس لئے یہی کہا جا سکتا ہے کہ فرشتوں کی تعداد بہت ہے؛ لیکن ان کی صحیح تعداد کا علم اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو نہیں ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴/۶: ۱۴۴۲ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فرشتوں پر ایمان کا مطلب:

(۷۶) **سوال**: ایمان لانے کے لیے اللہ تعالی کے ساتھ فرشتوں پر بھی ایمان لانا ضروری ہے، سوال یہ ہے کہ فرشتوں پر ایمان لانے کا مطلب کیا ہے، یعنی فرشتوں کے تعلق سے ہمیں کیا اعتقاد رکھنا چاہیے؟

فقط: والسلام
المستفتی: ارشاد احمد، جھارکھنڈ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: فرشتوں پر ایمان کا مطلب ہے کہ اس بات کا عقیدہ رکھا جائے کہ فرشتے اللہ تعالی کی مخلوق ہیں، جن کو اللہ تعالی نے نور سے پیدا کیا ہے، وہ نہ مذکر ہیں نہ مؤنث، نہ کھاتے ہیں اور نہ ہی پیتے ہیں، شادی بیاہ نہیں کرتے، ان میں توالد وتناسل کا سلسلہ نہیں چلتا ہے، بشری ضرورتوں سے پاک ہیں، وہ ہر وقت اللہ تعالی کی عبادت واطاعت میں لگے رہتے ہیں، نہ تھکتے ہیں اور نہ ہی اکتاتے ہیں، وہ اللہ تعالی کی ذرہ برابر نافرمانی نہیں کرتے، ان کے اعمال

---

(۱) أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب الجهاد والسير: باب من حدث بمشاهده في الحرب": ج۲، ص: ۶۶۱، رقم: ۲۸۲۴.

لکھے نہیں جاتے اس لئے کہ وہ خود لکھتے ہیں، ان کا حساب نہیں ہوگا؛ اس لئے کہ وہ حساب لیتے ہیں ان کے اعمال تولے نہیں جاتے اس لئے کہ وہ صرف نیکی کرتے ہیں کوئی گناہ نہیں کرتے ہیں۔ بندوں میں اور فرشتوں میں یہی فرق ہے کہ انسان نیکی اور برائی دونوں کرتے ہیں، جبکہ صرف نیکی کرتے ہیں برائی کا ان سے صدور نہیں ہوتا ہے، ان کی صحیح تعداد کا علم اللہ کے علاوہ کسی کو نہیں ہے۔ فرشتوں پر ایمان لانا ایمان کے لئے ضروری ہے اس کے بغیر ایمان معتبر نہیں ہے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ قف﴾[1]

پیغمبر ایمان لائے اس پر جو ان کے پروردگار کی جانب سے ان پر نازل ہوا ہے اور مومنین بھی یہ سب ایمان رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے پیغمبروں پر۔

سورۃ نساء میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ۝۱۳۶﴾[2]

جو انکار کرے اللہ تعالیٰ کا اور فرشتوں کا اور ان کتابوں کا اور ان کے رسولوں کا اور قیامت کے دن کا تو وہ بہت بڑی گمراہی میں جا گرا۔

اور سورہ بقرہ میں ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ج﴾[3]

بلکہ اصل نیکی یہ ہے کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ پر، قیامت کے دن پر، فرشتوں پر، کتابوں پر اور نبیوں پر ایمان لائے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴/۶/۱۴۴۲ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

(۱)سورۃ البقرۃ:۲۸۵. (۲)سورۃ النساء:۱۳۶. (۳)سورۃ البقرۃ:۱۷۷.

مشہور چار فرشتے اوران کے کام:

(۷۷)**سوال**: مشہور چار فرشتے کون کون ہیں اوران کے کیا کام اور ذمہ داریاں ہیں قرآن وحدیث کی روشنی میں واضح فرمائیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد علی، بھوپال

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مشہور چار فرشتے یہ ہیں حضرت جبرئیل، حضرت میکائیل، حضرت اسرافیل، حضرت عزرائیل، ہمیں ان فرشتوں کے تمام کاموں کا تو علم نہیں البتہ اللہ تعالیٰ نے جن کاموں کی صراحت قرآن وحدیث میں کی ہے اس کا مختصر تذکرہ یہاں کیا جاتا ہے۔

حضرت جبرئیل:

آپ کو روح القدس اور روح الامین بھی کہا جاتا ہے، قرآن کریم میں اللہ تعالی نے متعدد مقامات پر حضرت جبرئیل کی تعریف وتوصیف بیان فرمائی ہے:

﴿إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۝١٩ ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِى الْعَرْشِ مَكِيْنٍ ۝٢٠ مُّطَاعٍ ثَمَّ أَمِيْنٍ ۝٢١﴾(۱)

بے شک یہ قرآن ایک معزز فرشتے کا لایا ہوا کلام ہے، قوت والا ہے اور عرش والے کے پاس بڑے مرتبے والا ہے، وہاں وہ سردار اور امانت دار ہے۔

ان کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ نبی اور رسول تک اللہ تعالی کا پیغام پہچاتے ہیں، یہ بندوں اور رب کے درمیان واسطہ بنتے ہیں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿وَإِنَّهُ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝١٩٢ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْأَمِيْنُ ۝١٩٣ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ۝١٩٤ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ۝١٩٥﴾(۲)

اور بے شک یہ قرآن پروردگار کا نازل کیا ہوا ہے، اس کو تمہارے دل پر روح الامین نے صاف عربی زبان میں نازل کیا ہے تاکہ تم ڈرانے والوں میں سے ہوجاؤ۔

واقعہ معراج جس کی تفصیل مشہور ہے اس سفر کا آغاز مسجد حرام سے اور اختتام ملأ اعلی میں

(۱) سورة التكوير: ۱۹-۲۱. (۲) سورة الشعراء: ۱۹۲-۱۹۵.

سدرۃ المنتہی پر ہوا تھا اس سفر میں آپ کے رفیق حضرت جبرئیل ہی تھے انہی کی معیت میں سفر کا زیادہ حصہ طے ہوا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل کو دو مرتبہ اصلی صورت میں دیکھا تھا ایک مرتبہ بعثت کے ابتدائی دور میں اور دوسری مرتبہ معراج کی رات سدرۃ المنتہی کے پاس۔

حضرت میکائیل:

حضرت میکائیل کے ذمہ بارش اور روزی پہچانے کا کام ہے ان کا شمار بھی مقرب فرشتوں میں ہوتا ہے، ان کے ساتھ بہت سے مددگار فرشتے ہیں جو بارش اور ہواؤں کو اللہ تعالی کے حکم سے مختلف سمتوں میں لے جاتے ہیں علامہ ابن کثیر نے حضرت میکائیل کے متعلق لکھا ہے:

اور میکائیل علیہ السلام بارش اور اگنے والی چیزوں پر مقرر ہیں جن دونوں سے رزق پیدا ہوتا ہے اور حضرت میکائیل کے مددگار ہیں جو اللہ کے حکم سے حضرت میکائیل کی رہنمائی میں کام کرتے ہیں مثلا ہواؤں کا رخ بدلتے ہیں، اسی طرح بادلوں کا بھی رخ بدلتے ہیں اپنے رب کی مرضی کے مطابق اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ آسمان سے بارش کا کوئی قطرہ نہیں گرتا ہے مگر اس کے ساتھ ایک فرشتہ ہوتا ہے جو زمین میں مقررہ جگہ تک اس کو پہچا دیتا ہے۔[۱]

حضرت اسرافیل:

حضرت اسرافیل کی ذمہ داری صور پھونکنا ہے، یہ ایک بار قیامت کے قریب اللہ کے حکم سے صور پھونکیں گے تو سب لوگ ہلاک ہو جائیں گے، پھر دوبارہ پھونکیں گے تو سب لوگ زندہ ہو جائیں گے اور میدان حشر کی طرف دوڑیں گے جہاں ان کے اعمال کا حساب ہوگا۔ قرآن کریم میں نفخ صور (صور پھونکنے) کا تذکرہ ہے البتہ حضرت اسرافیل علیہ السلام کا نام کہیں نہیں آیا ہے ہاں حدیث میں ان کے نام کی صراحت ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حضرت اسرافیل علیہ السلام جب سے صور پھونکنے پر مقرر ہوئے ہیں تب سے تیار ہیں، عرش کے اردگرد اس خوف سے نظر کر رہے ہیں کہ نظر جھپکنے سے پہلے حکم نہ دے دیا جائے اس کی دونوں آنکھیں گویا چمکدار ستارے ہیں[۲] آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی فرشتہ کے بارے میں فرماتے تھے میں کیسے خوش رہ سکتا ہوں جبکہ سینگ والا اپنا صور منہ میں رکھے ہوئے ہیں اور

(۱)ابن کثیر، البدایة والنهایة، "باب ذکر خلق الملائکة": ج۱،ص:۴۶.

(۲)أخرجه الحاکم، فی مستدرکه، ج۳،ص۱۱۴

اپنی پیشانی جھکائے ہوئے ہیں اور منتظر ہیں کہ کب حکم ملے کہ صور پھونک دوں صحابہؓ نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں کیا کہنا چاہئے آپ نے فرمایا یوں کہو ''حسبنا الله و نعم الوكيل على الله توكلنا''(۱)

حضرت عزرائیل:

موت یعنی روح قبض کرنے کا کام ان کے سپرد ہے، قرآن کریم میں ملک الموت ذکر کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ يَتَوَفّٰكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ إِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ۝﴾(۲)

ان سے کہو موت کا وہ فرشتہ جو تم پر مقرر کیا گیا ہے تم کو پورا کا پورا اپنے قبضہ میں لے لے گا پھر تم لوگ اپنے پروردگار کی طرف لوٹا دئے جاؤ گے۔

حضرت عزرائیل کے دو فرشتے معاون ہیں رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿حَتّٰٓى إِذَا جَآءَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ ۝﴾(۳)

یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت آجاتا ہے تو اس کی جان ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے قبض کر لیتے ہیں اور وہ کوتاہی نہیں کرتے ہیں۔

قرآن کریم میں موت کے ان فرشتوں کو النازعات اور الناشطات کہا گیا ہے۔ النازعات سے مراد وہ فرشتے ہیں جو کافروں کی روح انتہائی سختی اور عذاب دے کر کھینچتے ہیں اور الناشطات سے مراد وہ فرشتے ہیں جو اہل ایمان اور متقی حضرات کی روح انتہائی نرمی اور محبت سے کھینچتے ہیں۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: امانت علی قاسمی

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴/۶/۱۴۴۲ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

(۱)أخرجه الترمذي، في سننه، ''أبواب الزهد، باب ما جاء في شأن الصور'': ج۲،ص:۶۹، رقم:۲۴۳۱)

(۲)سورة السجدة:۱۱. (۳)سورة الأنعام:۶۱.

کیا جنات اور ابلیس فرشتوں میں سے ہے؟

(۷۸)**سوال**: کیا جنات اور ابلیس فرشتوں میں سے ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: لئیق احمد، بہرائچ

الجواب وباللہ التوفیق: جنات فرشتے نہیں ہیں؛ اس لئے کہ فرشتے نور سے پیدا ہوئے ہیں اور جنات کی پیدائش آگ سے ہوئی ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ﴾[1]

اور جنات کو ہم نے آگ سے پیدا کیا ہے۔

فرشتے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتے ہیں ہر وقت اطاعت میں لگے رہتے ہیں؛ جبکہ جنات میں فرماں بردار اور نافرمان دونوں ہوتے ہیں جنات کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَّأَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَمِنَّا الْقٰسِطُوْنَ ط فَمَنْ أَسْلَمَ فَأُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ۝ وَأَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ۝﴾[2]

ہم میں بعض مسلمان ہو گیے ہیں اور ہم میں سے اب بھی کچھ ظالم ہیں، چنانچہ جو اسلام لا چکے ہیں انہوں نے ہدایت ڈھونڈ لی ہے اور رہے وہ لوگ جو ظالم ہیں تو وہ جہنم کا ایندھن ہیں۔

فرشتے کھاتے پیتے نہیں ہیں؛ جبکہ جنات کھاتے پیتے ہیں۔ حدیث میں ہے کہ جنات کا وفد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تھا تو آپ نے ان سے فرمایا جس ہڈی پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا ہو اس پر پہلے سے زیادہ گوشت تم پاؤ گے جو تمہاری غذا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنات فرشتے نہیں ہیں، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ بیان کیا ہے کہ تمام فرشتوں نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا سوائے ابلیس کے، تو یہاں ابلیس کا استثناء اس لئے نہیں تھا کہ ابلیس فرشتوں میں سے ہے؛ بلکہ اس لیے تھا کہ اس وقت ابلیس فرشتوں کے ساتھ تھا۔ سورہ کہف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ إِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِأٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا إِلَّآ إِبْلِيْسَ ط كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ أَمْرِ رَبِّهٖ ط﴾[3]

(۱)سورۃ الحجر: ۲۷. (۲)سورۃ الجن: ۱۴-۱۵. (۳)سورۃ الکھف: ۵۰.

اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو تمام فرشتوں نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے وہ جنات میں سے تھا پس اس نے اپنے پروردگار کے امر سے نافرمانی کی۔

اللہ تعالی نے ابلیس کی نافرمانی کی وجہ اس کا جنات میں سے ہونا بیان کیا ہے، اگر وہ فرشتوں میں سے ہوتا تو اللہ تعالی کی نافرمانی نہیں کرتا اس لئے ابلیس اور جنات یہ فرشتوں میں سے نہیں ہیں۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴/۶/۱۴۴۲ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

منکر نکیر:

(۷۹)**سوال**: منکر نکیر کیا یہ دو فرشتے ہیں اور ان کا کیا کام ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عمران، جوجھار پور، سنت کبیر نگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آدمی کے مرنے کے بعد دو فرشتے اس کی قبر میں آتے ہیں اور چند سوالات کرتے ہیں یہ منکر نکیر ہیں، ان کو منکر نکیر اس لئے کہا جاتا ہے کہ انہوں نے ہنسنے، مسکرانے سے اور انسانوں پر ترس کھانے سے انکار کر دیا ہے۔ حدیث میں کہ جب کسی بندۂ مؤمن کا انتقال ہوتا ہے اور اس کے رشتہ دار اس کو قبر میں دفن کر کے چلے جاتے ہیں، تو اس کے پاس دو سیاہ نیلی فام فرشتے آتے ہیں، ان میں سے ایک کو منکر اور دوسرے کو نکیر کہا جاتا ہے اور اس سے سوال کرتے ہیں کہ تم اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو بندہ مومن کہے گا کہ یہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ منکر نکیر اس کی تصدیق کریں گے تم نے صحیح جواب دیا پھر اس کی قبر ہر طرف سے ستر ہاتھ کشادہ کر دی جاتی ہے اور قیامت تک کے لئے ہر طرح کی راحتوں اور روشنیوں سے قبر کو بھر دیا جاتا ہے وہ شخص کہتا ہے مجھے اپنے رشتہ داروں میں جانے دو تا کہ میں اپنی سرگزشت سنا سکوں تو وہ فرشتے کہتے ہیں اس طرح سو جا جس طرح ایک دلہن سو جاتی ہے اس کو اس کے محبوب شوہر کے

علاوہ کوئی بیدار نہیں کرتا ہے اسی طرح تمہیں بھی کوئی بیدار نہیں کرے گا اور اگر کافر یا منافق بندہ ہوتا ہے تو ہر سوال کے جواب میں ہائے ہائے کرتا ہے اور کہتا ہے میں تو اس طرح زندگی گزار رہا تھا جس طرح میں نے لوگوں کو زندگی گزارتے دیکھا مجھے کچھ بھی نہیں معلوم پس قبر اس کے لئے اتنی تنگ ہوجائے گی کہ ایک پسلی دوسری پسلی میں گھس جائے گی۔

''والمنكر مفعول من أنكر بمعنى نكر إذا لم يعرف أحدا ، النكيرفعيل بمعنى مفعول من نكر بالكسر إذا لم يعرفه أحد كلاهما ضد المعروف، سميا بهما لأن الميت لم يعرفهماو لم ير صورة مثل صورتهما'' [1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: امانت علی قاسمی

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴/۶/۱۴۴۲ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

❀ ❀ ❀

(۱) ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ''كتاب الإيمان، باب إثبات عذاب القبر، الفصل الثاني'' :ج۱،ص:۳۲۰،رقم:۱۳۰.

فصل سابع

توسل کا بیان

کیا علماء اپنی قبروں میں زندہ ہیں؟ اوران کے وسیلے سے دعاء مانگنا کیسا ہے؟

(۸۰)**سوال**: علماء کرام وبزرگان دین بھی اپنی قبروں میں زندہ رہتے ہیں یا نہیں؛ اوران کی قبروں کی زیارت کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اوران کی قبروں کے پاس کھڑے ہوکر دعاء مانگنا جائز ہے یا نہیں؟ کہ اے اللہ میں تیرا گناہ گار ہوں یہ تیرے برگزیدہ بندے ہیں ان کے صدقے میں دعاء قبول فرما اور مجھے اس مصیبت سے نجات دے، اور کیا یہ کہنا درست ہے ''اے فلاں بزرگ میں گناہ گار ہوں آپ اپنے رب سے میرے لئے اس چیز کی دعا کر دیجئے'' یہ طریقہ صحیح ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد قمر الدین صاحب، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور شہداء کرام کے علاوہ کا قبروں میں زندہ رہنا ثابت نہیں[۱]؛ لہٰذا ان کے وہاں زندہ رہنے کا عقیدہ درست نہیں، ایصال ثواب یا بزرگانِ دین کے وسیلہ سے دعاء جائز ہے؛[۲] لیکن ان سے مانگنا یا یہ درخواست کہ تم ہمارے لئے دعاء مانگو اس کی گنجائش نہیں، وہ تو خود ہی مرے ہوئے ہیں ان کو خطاب سے کوئی فائدہ نہیں۔[۳]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۰/۷/۱۴۲۳ھ)

الجواب صحیح:

خورشید عالم

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) عن أبي الدرداء، -رضي اللّٰه عنه- قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: أكثروا الصلاة عليّ يوم الجمعة، فإنه مشهود تشهده الملائكة، وإنّ أحداً لن يصلي عليّ، ..... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر.....

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا..... إلا عرضت عليّ صلاته حتى يفرغ منها، قال:قلت وبعد الموت؟ قال: وبعد الموت، إن الله حرم على الأرض أن تأكل أجساد الأنبياء فنبيّ الله حي يرزق. (أخرجه ابن ماجه، في سننه، ''كتاب الجنائز: باب ذكر وفاته صلى الله عليه وسلم'': ج۱،ص:۵۲۴،رقم:۱۶۳۷)

عن أنس -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الأنبياء أحياء يصلون في قبورهم. (أبو بكر أحمد، مسند البزار مسند أبي حمزه :ج۱۳،ص:۶۲،رقم:۶۳۹۱)

﴿وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أَمْوَاتٌ ط بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝﴾(سورة البقرة:۱۵۴)

حياة الأنبياء والشهداء وسائر الأولياء فحياة برزخية لا يعلم حقيقتها إلا الله وليست كالحياة التي كانت لهم في الدنيا. (فتاویٰ اللجنة الدائمة:ج۱،ص:۱۴۴)

(۲)عن عثمان بن حنيف: أن رجلا ضرير البصر أتي النبي صلى الله عليه و سلم، فقال: أدع الله أن يعافيني، قال: إن شئت دعوت وإن شئت صبرت فهو خير لك، قال: فأدعه قال فأمره أن يتوضأ فيحسن وضوئه ويدعو بهذا الدعاء: أللهم إني أسألك وأتوجه إليك بنبيك محمد نبي الرحمة إني توجهت بك إلى ربي في حاجتي هذه لتقضي لي، اللهم فشفعه في. قال هذا حديث حسن صحيح غريب. (أخرجه الترمذي، في سننه، ''أبواب الدعوات، باب ما جاء في جامع الدعوات، باب منه'':ج۲،ص:۱۹۸،رقم:۳۵۷۸)

عن أنس بن مالك أن عمر بن الخطاب رضي الله عنه: كان إذا قحطوا استسقىٰ بالعباس بن عبد المطلب، فقال: اللّٰهم إنا كنا نتوسل إليك بنبينا فتسقينا وأنا نتوسل إليك بعم نبينا فأسقنا، قال: فيسقون. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب الاستسقاء: باب سؤال الناس الإمام الاستسقاء إذا قحطوا'':ج۱،ص:۱۳۷،رقم:۱۰۱۰)

ويستفاد من قصة العباس استحباب الاستشفاع بأهل الخير والصلاح وأهل بيت النبوة. (أحمد بن علي بن حجر، فتح الباري شرح صحيح البخاري، ''قوله باب سؤال الناس الإمام الاستسقاء'' :ج۲،ص:۴۹۷)

ومن أداب الدعاء تقديم الثناء على الله والتوسل بنبي الله، ليستجاب الدعاء. (الشاه ولي الله الدهلوي، حجة الله البالغة، ''الأمور التي لا بد منها في الصلاة'':ج۲،ص:۴۴)

أن توسل النبي صلى الله عليه وسلم جائز في كل حال قبل خلقه وبعد خلقه في مدة حياته في الدنيا وبعد موته في مدة البرزخ. (السبكي، شفاء السقام:ص:۳۵۸)

(۳)لأن الميت لا يسمع بنفسه. (أبو حنيفة -رحمه الله- شرح الفقه الأكبر، ''مسألة في أن الدعاء للميت ينفع'':ص:۲۲۶)

﴿إِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ط﴾(سورة الحج:۷۳)

﴿قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ج لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ۝﴾(سورة السباء:۲۲)

﴿قُلْ أَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ إِنْ أَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖٓ أَوْ أَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ط قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ط عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۝﴾(سورة الزمر:۳۸)أي: لا تستطيع شيئاً من الأمر. (ابن كثير، تفسير ابن كثير :ج۷،ص:۱۰۰)

بزرگوں کو مختار سمجھ کر ان کو وسیلہ بنانا:

(۸۱) **سوال**: بزرگوں کو مختار سمجھ کر ان سے سوال کرنا شرعاً کیسا ہے؟ اور ان کو وسیلہ بنانا کیسا ہے؟ اور ''المستغاث یا رسول اللہ'' کہنا کیسا ہے؟ اور اللہ تعالیٰ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چار یاروں کے وسیلہ سے دعا مانگنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: اعجاز الحسن، سوپول

الجواب وباللّٰہ التوفیق: غیر اللہ کو مختار سمجھ کر اس سے سوال کرنا اور بلا واسطہ اس کے لئے استغاثہ واستعانت وغیرہ کے الفاظ استعمال کرنا شرعاً جائز نہیں ہے، ہاں! توسل شرعاً جائز ہے کہ استغاثہ واستعانت اللہ تعالیٰ سے ہی ہے اور کسی اللہ کے نیک بندے یا کسی نیک عمل کو وسیلہ بنالیا جائے اگر کسی کو صرف وسیلہ بنایا جائے، تو جائز ہے؛ لیکن پختہ عقیدے کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہی کو رزاق وغیرہ مانا جائے، اور اسی کو مددگار مانا جائے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۸/۴/۲۰ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ﴿قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ۝۲۲﴾ (سورة السباء:۲۲)
﴿إِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ط﴾ (سورة الحج:۷۳)
﴿قُلْ أَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ إِنْ أَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖٓ أَوْ أَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ط قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ط عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۝۳۸﴾ (سورة الزمر:۳۸). أي: لا تستطيع شيئاً من الأمر. (ابن كثير، تفسير ابن كثير :ج۷،ص:۱۰۰)
ومن آداب الدعاء تقديم الثناء على اللّٰه والتوسل بنبي اللّٰه، ليستجاب الدعاء. (الشاه ولي اللّٰه الدهلوي، حجة اللّٰه البالغة، "أبواب الصلاة: الأمور التي لا بد منها في الصلاة": ج۲،ص:۴۴)
إن الناس قد أكثروا من دعاء غير اللّٰه تعالىٰ من الأولياء الأحياء منهم .....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر.....

نبی اور غیر نبی کے وسیلے سے دعاء کرنا:

(۸۲)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین، مفتیان کرام: ہمارے یہاں مسجد میں دعاء کے اخیر میں کہا جاتا ہے کہ ''یا اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور بزرگان دین کے صدقہ طفیل اور وسیلہ سے ہماری دعاء کو قبول فرما'' تو وسیلے سے دعاء مانگنا جائز ہے یا نہیں؟ بالتفصیل جواب مرحمت فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شعیب، ہردوئی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے دعاء مانگنا حدیث اور اجماع سے ثابت ہے: ''**ویستفاد من قصة العباس رضي اللّٰه عنه: استحباب الاستشفاع بأهل الخير والصلاح وأهل بيت النبوة**''[1] حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے استسقاء کے لئے دعاء مانگی تھی کہ ''اے اللہ ہم تیرے پیغمبر علیہ السلام کے وسیلہ سے دعاء مانگا کرتے تھے، تو بارش عطا فرماتا تھا اب ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے دعاء مانگتے ہیں ہماری دعاء قبول فرما اور بارش عطاء فرما؛ چنانچہ دعاء کے بعد بارش ہوئی، جیسا کہ امام بخاری نے نقل کیا ہے، ''**عن أنس بن مالك، أن عمر بن الخطاب رضي اللّٰه عنه، كان إذا قحطوا استسقىٰ بالعباس بن عبد المطلب، فقال: اللّٰهم إنا كنا نتوسل إليك بنبينا صلى اللّٰه عليه وسلم فتسقينا وإنا نتوسل إليك بعم بنبينا فأسقنا، قال: فيسقون**''[2] مذکورہ حدیث پاک سے واضح ہوگیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے اور غیر نبی جو اللہ کے محبوب ومقبول بندے ہوں ان کے توسل اور وسیلہ سے دعاء مانگنا نہ صرف جائز ہے، بلکہ مستحسن اور اجابت دعاء میں مؤثر ہے۔ ''**ومن آداب الدعاء تقديم**

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا..... والأموات وغيرهم، مثل يا سيدي فلان أغثني وليس ذلك من التوسل المباح في شيء ..... وقد عده أناس من العلماء شركا. (علامه آلوسي، روح المعاني: ج۴،ص:۱۸۸)

(۱) ابن حجر، فتح الباري، ''كتاب الاستسقاء: باب سوال الناس الإمام الاستسقاء'' :ج۲،ص:۴۹۷.

(۲) أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب الاستسقاء: باب سؤال الناس الإمام الاستسقاء إذا قحطوا'': ج۱،ص:۱۳۷،رقم:۱۰۱۰.

الثناء على الله والتوسل بنبي الله، ليستجاب الدعاء ''[۱]

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
امانت علی قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۵/۴/۱۴۴۲ھ)

وسیلہ کی شرعی حیثیت:

(۸۳) **سوال:** کیا توسل ذات الانبیاء والاربعاء وغیرہ ذلک ثابت ہے؟ نیز کتاب، سنت، اجماع اور قیاس ادلہ اربعہ شرعیہ سے محکم طریقہ پر مدلل ثبوت دے کر جزاء خیر حاصل فرمائیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: مولانا رفاقت علی صاحب، بلند شہر

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ وسیلہ جائز اور درست ہے، اگر چہ اس میں علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے اختلاف کیا ہے جن پر فقہ کا غلبہ ہوگیا تھا جس کی وجہ سے ابن قیم بہت سے مسائل میں اہل سنت والجماعۃ کے خلاف چلے گئے ہیں؛ اس لئے ابن قیم اور ان کی نسبت کا اختلاف حجت نہیں ہوگا جمہور علماء جواز کے قائل ہیں پس جمہور کا قول معتبر ہوگا۔ جیسا کہ روح المعانی اور فتح الباری کی عبارت میں اس کی تصریح موجود ہے۔

''ففيه جعل الدعاء وسيلة وهو جائز بل مندوب. ويحسن التوسل والاستغاثه بالنبى صلى الله عليه وسلم إلى ربه ولم يكن أحد من السلف والخلف حتى جاء ابن تيميه فانكر ذلك وعدل الصراط المستقيم وابتدع مالم يقله وصار بين الأنام مثله انتهى. في صحيح البخاري عن أنس -رضي الله عنه- أن عمر بن الخطاب -رضي الله عنه- كان إذا قحطوا استسقٰى باالعباس فقال اللهم إنا كنا نتوسل إليك بنبينا صلى الله عليه وسلم فتسقينا وأنا نتوسل إليك بعم نبينا فأسقنا الخ، أما الأول: فلقول

(۱) الشاه ولي الله الدهلوي، حجة الله البالغة، "الأمور التي لا بد منها في الصلوٰة": ج۲،ص:۴۴.

عمر -رضي اللّٰه عنه- فيه كنا نتوسل بنبيك، وأما الثاني: فلقوله أنا نتوسل بعم بنبيك لما قيل: أن هذ التوسل ليس من باب الأقسام بل هو من جنس الاستشفاع وهو أن يطلب من الشخص الدعاء والشفاعة ويطلب من اللّٰه تعالىٰ أن يقبل دعائه وشفاعته ويؤيد ذلك أن العباس -رضي اللّٰه عنه- كان يدعوا وهم يومنون لدعائه حتى سقوا الخ''.

پس جمہور کے قول پر عمل کرتے ہوئے جواز توسل ہی راجح ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۷/۷/۱۴۱۱ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

کسی نبی ورسول وصحابی کو وسیلہ بنانا:

(۸۴) **سوال**: وسیلہ بنانا کسی نبی رسول یا صحابی کو ان کی حیات میں یا بعد وفات کیسا ہے؟ بعض حضرات اس کو بدعت بتاتے ہیں آپ اس کا شرعی حکم بیان فرما کر مشکور فرمائیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد راشد، میوایم پی

---

(۱) علامه محمود آلوسي، روح المعاني: ج۶، ص:۱۲۶-۱۲۷.

عن أنس بن مالك أن عمر بن الخطاب رضي اللّٰه عنه: كان إذا قحطوا استسقىٰ بالعباس بن عبد المطلب، فقال: اللّٰهم إنا كنا نتوسل إليك بنبينا فتسقينا وأنا نتوسل إليك بعم نبينا فأسقنا، قال: فيسقون. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب الاستسقاء: باب سؤال الناس الإمام الاستسقاء إذا قحطوا'': ج۱، ص:۱۳۷، رقم:۱۰۱۰)

ومن آداب الدعاء تقديم الثناء على اللّٰه والتوسل بنبي اللّٰه، يستجاب الدعاء. (الشاه ولي اللّٰه الدهلوي، حجة اللّٰه البالغة، ''الأمور التي لا بد منها في الصلاة'': ج۲، ص:۴)

إن التوسل بالنبي صلى اللّٰه عليه وسلم جائز في كل حال قبل خلقه وبعد خلقه في مدة حياته في الدنيا وبعد موته في مدة البرزخ. (السبكي، شفاء السقام: ص:۳۵۸)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ودیگر انبیاءؑ وصحابہؓ ودیگر علماء و صلحاء کو (ان کی زندگی میں یا بعد وفات) وسیلہ بنا کر ان کا واسطہ دے کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنا شرعاً جائز اور باعث قبولیت ہے۔

ایک روایت میں کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نابینا صحابی کو اپنے وسیلہ سے دعاء کرنے کی تلقین فرمائی اور کتب حدیث بخاری وغیرہ کی روایات سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو استسقاء کے لئے وسیلہ بنانا بھی ثابت ہے؛ لیکن اس سے یہ بات ہرگز لازم نہیں آتی کہ بعد وفات انبیاء یا صلحاء کو وسیلہ بنانا جائز نہیں، احناف وجمہور علماء محدثین کا یہی مسلک ہے۔ معارف القرآن، امداد الفتاویٰ، شرح فقہ اکبر وغیرہ اور حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے مشکلات القرآن میں طبرانی وبیہقی کے حوالہ سے روایات نقل کی ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام نے عرش الٰہی پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لکھا ہوا دیکھا، تو آپ کے وسیلہ سے دعاء کی، تو اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت متوجہ ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے حضرت آدم علیہ السلام کو یہ کلمات (**ربنا ظلمنا أنفسنا الخ**) عطا فرمائے۔ مشکلات القرآن۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۸/۳/۳ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

❀ ❀ ❀

(۱)"عن عثمان بن حنيف، أن رجلا ضرير البصر أتى النبي صلى الله عليه وسلم فقال: أدع الله أن يعافيني قال: إن شئت دعوت، وإن شئت صبرت فهو خير لك. قال: فادعه، قال: فأمره أن يتوضأ فيحسن وضوئه ويدعو بهذا الدعاء: اللهم إني أسألك وأتوجه إليك بنبيك محمد نبي الرحمة، إني توجهت بك إلى ربي في حاجتي هذه لتقضى لى، اللهم فشفعه في: (أخرجه الترمذي، في سننه، "أبواب الدعوات عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ما جاء في جامع الدعوات باب منه": ج۲،ص:۱۹۸)

بينما ثلاثة نفر يتماشون أخذهم المطر فأوؤا إلى غار في الجبل فقال بعضهم لبعض أنظروا أعمالا عملتموها صالحة لله فادعوا لله بها لعله يفرجها عنكم. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الحرث والمزارعة، باب إذا زرع بمال قوم بغير إذنهم": ج۱،ص:۳۱۳)؛ كذا في فتح القدير، "كتاب الحج": ج۳،ص:۱۸۱)

فصل ثامن

اسلامی عقائد

امام ابوحنیفہ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہما کو بددین کہنا:

(۸۵) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء اسلام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

کوئی شخص سیدنا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو گمراہ اور بددین کہے یا کسی صحابی کی توہین کرے، وہ شخص کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: سراج الدین، دہلی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جو شخص ایسا عقیدہ رکھتا ہو اور ائمہ دین خصوصاً امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو مذکورہ الفاظ سے تعبیر کرتا ہو یا کسی صحابی کی توہین کرتا ہو، تو وہ شخص مبتدع فاسق اور مستحق تعزیر ہے ''عزّر كل مرتكب منكر أو موذي مسلم بغير حق بقول أو فعل''[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۸/۲/۱۵ھ)

---

(۱) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الحدود: باب التعزير، مطلب: التعزير قد يكون بدون معصية'': ج۶،ص:۱۱۳.

ويخاف عليه الكفر إذا شتم عالماً أو فقيها من غير سبب. (جماعة من علماء الهند، التفاوىٰ الهندية، ''كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجباب الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بالعلم والعلماء'': ج۲،ص:۲۸۲)

ومن بغض عالماً من غير سبب ظاهر خيف عليه الكفر. (إبراهيم بن محمد، .....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر.....

موجودہ یہود ونصاریٰ اہل کتاب ہیں کہ نہیں اوران کا ذبیحہ حلال ہے کہ نہیں؟

(۸۶)**سوال**: (۱) وہ یہود ونصاریٰ جو اپنے معاشرے میں یہودی یا نصرانی سمجھے جاتے ہوں اور وہ خود اپنے یہودی یا نصرانی ہونے کا اقرار کرتے ہوں اوران کی جانب سے کبھی کوئی ایسی خبر علی الاعلان ظاہر نہیں ہوئی ہو کہ جس سے ان کا منکر خدا ہونا یا اپنی کتاب تورات وانجیل یا اپنے نبی موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام کی نبوت کا منکر ہونا معلوم ہوتا ہو، کیا ان کو اہل کتاب قرار دینے کے لئے یہ مذکورہ امور کافی ہوں گے یا کچھ اور خبریں ان کو اہل کتاب قرار دینے کے لئے ضروری ہوں گی، اگر ہوں گی، تو ان کی وضاحت فرمائی جائے؟

(۲) اگر یہود ونصاریٰ کہلانے والوں میں ایک طبقہ ایسا بھی ہو کہ جو منکر خدا، منکر تورات وانجیل اور منکر نبوت موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام ہیں، تو کیا وہ اہل کتاب شمار کئے جائیں گے؟ اگر نہیں، تو کیا ان کی وجہ سے پوری قوم پر منکر خدا اور رسول ہونے کا حکم لگا کر ان کو اہل کتاب سے خارج کرنا صحیح ہوگا، اگر صحیح نہیں ہوگا، تو ان اہل کتاب کا ذبیحہ حلال قرار دیا جائے گا اور مسلمانوں کے لئے ان کا کھانا جائز ہوگا؟ یا حلت ذبیحہ کی اس کے علاوہ کچھ اور شرائط بھی ہوں گی؟

(۳) اگر بالتحقیق یہ معلوم ہو جائے کہ یہ یہود ونصاریٰ منکر خدا، رسول اور کتاب نہیں ہیں اور اس کی تحقیق کرنا دشوار بھی نہیں ہے اور ذبیحہ کے سلسلے میں یہ بھی معلوم ہو جائے کہ انہوں نے حلوق پر بطریق شرعی ذبحہ کیا ہے (کیونکہ ان کی شریعت میں بھی ذبح کے احکام وشرائط وہی ہیں کہ جو شریعت اسلام میں ہیں)، لیکن یہ معلوم کرنا ممکن نہ ہو کہ انہوں نے بوقت ذبح اللہ کا نام لیا ہے یا نہیں، تو کیا ان کا خدا اور رسول اور کتاب کا مقر ہونا اور بطریقِ شرعی حلوق پر ذبح کرنا اس یقین کا قرینۂ قویہ قرار دیا

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا.....مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر، "كتاب السير والجهاد: باب المرتد، ثم إن ألفاظ الكفر أنواع": ۲،ص:۵۰۹)

وسب أحد من الصحابة وبغضه لا يكون كفراً، لكن يضل الخ، وذكر في فتح القدير أن الخوارج الذين يستحلون دماء المسلمين وأموالهم ويكفرون الصحابة حكمهم عند جمهور الفقهاء وأهل الحديث حكم البغاة، وذهب بعض أهل الحديث إلى أنهم مرتدون. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الجهاد: باب المرتد، مطلب مهم: في حكم سب الشيخين": ج۶،ص:۳۷۷)

جاسکتا ہے کہ بوقت ذبح انہوں نے اپنی مذہبی تعلیم کے مطابق خدا کا نام بھی ضرور لیا ہوگا اور اس قرینہ کی بنیاد پر ان کے ذبیحہ پر حلت کا حکم لگایا جائے گا یا نہیں؟ جیسا کہ وہ شخص کہ جس کا مسلمان ہونا معروف ہو اور اس نے ذبح بھی بطریق شرعی حلقوم پر کیا ہو، لیکن بوقت ذبح اللہ کا نام لینا معلوم نہ ہو، تو اس کا مسلمان ہونا اور بطریقِ شرعی ذبح کرنا اس کا قرینہ قویہ قرار دیا جاتا ہے کہ اس نے اللہ کا نام ضرور لیا ہوگا اور اس کے ذبیحہ کو حلال قرار دیا جاتا ہے۔

جب کہ اللہ کا نام حلت کی شرائط میں شمار کیا جاتا ہے جس کی بظاہر وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ اگر احکام دینیہ کا اہل کتاب کے قلب میں کوئی اقدام ہوتا، تو وہ ذبح میں طریقِ شرعی کی بھی رعایت نہ کرتا جو حلت کی لازمی شرائط میں سے ہے یہاں بظاہر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اگر اس قرینہ قویہ کا اعتبار نہ کیا جائے، تو اہل کتاب کے بارے میں تو کیا خود ذبح کرنے والے مسلمان کے بارے میں بھی حتماً یہ معلوم کر لینا کہ اس نے بوقت ذبح خدا کا نام لیا ہے یا نہیں؟ تقریباً ناممکن ہے اگر اہل کتاب کے بارے میں بوقت ذبح خدا کے نام لینے کا قطعی علم ضروری قرار دیا جائے جو بات دشوار؛ بلکہ ناممکن ہے، تو یورپ اور امریکہ میں مرنے والے مسلمانوں کے لئے غیر معمولی مشکلات پیدا ہو جائیں گی کیا اس کو عموم بلوی قرار دے کر اس پر کوئی حکمِ سہولت مرتب ہوسکتا ہے؟

(۴) یورپ کے مسلم معاشرے میں بوقت میل ملاقات اخلاقی طور پر کھانے پینے کی تواضع اور دعوتوں میں اول تو یہ تحقیق ممکن نہیں ہوسکے گی کہ ان سے مسلمان یہ سوال کرے کہ آپ کے یہاں پکا ہوا گوشت حلال بھی ہے یا نہیں؟ دوسرے یہ پوچھنا باعث نزاع بھی بن سکتا ہے کیونکہ مسلمان سمجھ کر بھی اہل کتاب ذبیحہ حلال سمجھ کر ہی لاتے اور کھاتے ہیں تو کیا وہاں کھانا یا ان کی دعوت قبول کرنا جائز ہوگا، اگر نہیں ہوگا، تو وہاں کے مسلم معاشرے کو محفوظ رکھنے کا طریقہ کیا ہوگا؟

(۵) نیز کیا اس مسئلے میں یہ پہلو بھی قابل التفات ہوسکتا ہے کہ بعض حضرات تابعین نے اہل کتاب کے متروک التسمیہ ذبیحہ کو بلکہ مسیح علیہ السلام کے نام پر ذبح کردہ جانور کو یہ فرما کر حلال قرار دیا ہے کہ یہ عمل ان جہلا کا ہے اور یہ جہلا اہل کتاب بھی عام اہل کتاب میں ہی شامل سمجھے جائیں گے؛ لہٰذا جیسے عام اہل کتاب کا ذبیحہ حلال ہے ان کا بھی حلال ہوگا اور ان جہلا کے اکثر عمل سے کہ جو ان کے مذہب کے

خلاف ہے اہل کتاب کا ذبیحہ اوران کی عورتوں سے نکاح کی حلت حرمت میں تبدیلی نہیں ہوگی۔

فقط: والسلام

المستفتی: معرفت حضرت مولانا محمد سالم صاحب قاسمی

صدر مہتمم دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱،۲) جو لوگ اللہ کے وجود کے قائل اور حضرات موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام کو نبی اور تورات وانجیل کو اللہ کی کتاب مانتے ہوں وہ اہل کتاب میں داخل ہیں؛ اگرچہ انہوں نے اپنے دین کو بدل ڈالا ہے، تورات وانجیل میں تحریف کردی ہے، تثلیث وغیرہ جیسے مشرکانہ عقائد اختیار کرتے ہیں، مگر یہ آج نہیں، نزول قرآن کے زمانہ میں بھی ان کا یہی حال تھا، قرآن پاک میں ہے۔ ﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ﴾ [1] نیز فرمایا: ﴿اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ [2] نیز ایک آیت میں فرمایا: ﴿وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ۨ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ﴾ [3] قرآن پاک نے مذکورہ تحریفات کے باوجود ان کو اہل کتاب قرار دیا تو وہ سب اہل کتاب ہی مانے جائیں گے۔

البتہ وہ لوگ جو محض قومی طور پر مسیحی یا عیسائی کہلاتے ہیں، مگر وہ خدا ہی کے وجود کے قائل نہیں تو کسی پیغمبر کے یا رسول کے تو وہ کیا قائل ہوں گے؛ جیسا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے قبیلۂ بنی تغلب کے نصاریٰ کے ذبیحہ کو یہ کہہ کر حرام قرار دیا تھا کہ یہ لوگ دین نصرانیت میں سوائے شراب نوشی کے اور کسی چیز کو نہیں مانتے، تو ایسے یہودی یا عیسائیوں کو جو صرف نام کے یہودی اور عیسائی ہیں اہل کتاب نہیں کہا جائے گا کہ وہ کتاب نازل کرنے والے کو نہیں مانتے، تو پھر اہل کتاب کیسے ہوسکیں گے اور ظاہر ہے کہ اس قسم کے افراد کی وجہ سے پوری قوم کو جو کہ اللہ کو مانتے اور انجیل وتورات کو خدا کی کتاب مانتے ہیں، عیسائیت یا یہودیت اور اہل کتاب ہونے سے خارج کرنا کسی طرح صحیح نہیں ہے ان کے ذبائح کو حلال اور ان کی عورتوں سے نکاح کے جواز پر امام تفسیر ابن کثیر نے علمائے امت کا

(۱) سورة التوبه:۳۴. (۲) سورة التوبه:۳۱. (۳) سورة التوبه:۳۰.

اجماع نقل کر کے فرمایا ہے: ''لأنهم يعتقدون تحريم الذبح لغير الله ولا يذكرون على ذبائحهم إلا إسم الله وإن اعتقدوا فيه تعالى ماهو منزه عنه تعالىٰ وتقدس ''.[۱]

(۳،۴،۵) قرآن وسنت وکلام فقہاء کی روشنی میں واضح ہوتا ہے کہ ذبیحہ کے لئے متعدد شرائط ہیں، ذبح کی دوصورتیں ہیں: اختیاری اور اضطراری، اختیاری کے لئے یہ تین شرطیں ہیں: (۱) ذابح کا مسلمان یا کتابی ہونا (۲) بوقت ذبح اللہ کا نام لینا (۳) شرعی طریقے پر حلقوم اور سانس کی نالی کا کاٹ دینا ''وتشترط التسمية حال الذبح أو الرمي لصيد أو الإرسال أو حال وضع الحديد لحمار الوحش،[۲] وأيضاً: وشرط كون الذابح مسلما حلالا أو كتابيا ذميا وحربياً ولا تحل ذبيحة غير كتابي من وثني ومجوسي ومرتد. وأيضا: قال وذكاة الاختيار ذبح بين الحلق واللبة وعروقه الحلقوم كله وسطه أو اعلاه أو أسفله وهو مجرى النفس على الصحيح ''[۳]۔ بہرصورت ذبح کے صحیح ہونے کے لئے سب سے پہلی اور اہم شرط یہ ہے کہ اس پر اللہ کا نام لیا جائے چنانچہ حکم ربانی ہے ﴿وَ لَا تَأْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهٗ لَفِسْقٌ﴾[۴] اور سورہ حج میں ہے ﴿وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْأَنْعَامِ﴾[۵] اور اہل کتاب کے ذبیحہ کے بارے میں فرمایا گیا ﴿وَطَعَامُ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ﴾[۶] کہ جو لوگ کتاب دئے گئے ہیں ان کا ذبیحہ تم کو حلال ہے اور تمہارا ذبیحہ ان کے لئے حلال ہے۔

قرآن کریم کی مذکورہ آیتوں میں اس شرط کو بہ تکرار ذکر فرمایا ہے کہ اس جانور کا گوشت کھا سکتے ہو جس کے ذبح کے وقت اللہ کا نام لیا گیا ہو۔ اور وہ جانور حرام ہے جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ﴾ إلى آخر الآية﴾[۷] اب ذبح کے وقت اللہ کا نام نہ لینے کی دوصورتیں ہوسکتی ہیں ایک تو یہ کہ ذبح کے وقت اللہ کا

(۱) ابن كثير، تفسير القرآن العظيم، ''سورة المائدة، الآية: ۵''؛ ج۲،ص:۱۹.
(۲) ابن عابدين، حاشيه رد المحتار على الدر المختار، ''باب مسائل شتى'': ج۶،ص:۷۴۹.
(۳) ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، ''باب جنابة البهيمة'': ج۶،ص:۲۹۴.
(۴) سورة الإنعام:۱۲۱. (۵) سورة الحج:۳۴.
(۶) سورة المائده:۵. (۷) سورة المائده:۳.

نام لینا بھول گیا، دوسرے یہ کہ قصداً اللہ کا نام نہیں لیا۔ پس اگر ذبح کے وقت اللہ کا نام لینا بھول گیا۔ ایسی صورت میں ذبیحہ حلال ہے درمختار میں ہے ''فإن تركها ناسيا حل'' ''وقال في رد المحتار: ذكر في البدائع أنه لم يجعل ظنه الأجزاء عن الثانية عذراً كالنسيان لأنه من باب الجهل بحكم الشرع وذلك ليس بعذر بخلاف النسيان كمن ظن أن الأكل لا يفطر الصائم''[1] اور وہ صورت کہ عمداً وقصداً ذبح کے وقت تسمیہ کو ترک کر دیا تو اس صورت میں علامہ شامی نے لکھا ہے کہ ذبیحہ حلال نہیں ہوگا ''ولا تحل ذبيحة من تعمد ترك التسمية مسلما أو كتابيا لنص القرآن ولانعقاد الاجماع''[2] نیز امام بخاری نے آیت پاک ﴿وَ لَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهٗ لَفِسْقٌ ؕ وَإِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ إِلٰٓى أَوْلِيٰٓئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ ۚ وَإِنْ أَطَعْتُمُوْهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ ۝﴾[3] سے ثابت کیا ہے کہ جس جانور کے ذبح پر اللہ کا نام قصداً چھوڑ دیا جائے وہ حرام ہے، بھول کر اگر رہ جائے تو وہ معاف ہے؛ کیونکہ قرآن کریم نے اس کو ''لفسق'' کہا ہے اور بھولنے والے کو فاسق نہیں کہا جاتا اس کے بعد آیت کا آخری جملہ ﴿وإن الشياطين الخ﴾ نقل فرمایا ہے اس جملے کے نقل کرنے کا مقصد حافظ حدیث امام ابن حجر نے فتح الباری شرح بخاری میں یہ ذکر کیا ہے ''فكأنه يشير بذلك إلى الزجر عن الاحتجاج لجواز ترك التسميه بتأويل الأية وحملها على غير ظاهرها''[4] گویا کہ امام بخاری آیت کے اس جملہ سے اس طرف اشارہ کر رہے ہیں کہ اس میں ان لوگوں کو زجر وتنبیہ مقصود ہے جو آیت مذکورہ میں ظاہر کے خلاف تاویل کر کے بسم اللہ کے ترک کرنے کو جائز قرار دیتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ صحابہؓ تابعین اور ائمہ مجتہدین سے لے کر متأخرین فقہاء تک سبھی اس مسئلہ میں متفق ہیں کہ جان بوجھ کر کوئی شخص ذبیحہ پر اللہ کا نام لینا چھوڑ دے تو اس کو ذبیحہ نہیں مردار کہا جائے گا۔ امام یوسفؒ نے اس پر اجماع امت نقل کیا ہے کذا فی الہدایۃ۔

اسلاف امت میں سے بعض علماء نے اہل کتاب کے ایسے ذبائح کی اجازت دیدی ہے جس

(۱) ابن عابدين، حاشيه ابن عابدين، ''كتاب الذبائح'': ج۹،ص:۴۳۵.
(۲) ''أيضاً'': ج۶،ص:۲۹۹. (۳) سورة الأنعام:۱۲۱.
(۴) ابن حجر العسقلاني، فتح الباري شرح بخاري، '' كتاب الذبائح والصيد، باب التسمية على الذبيحة'': ج۹،ص:۶۳۱.

پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا یا غیر اللہ کا نام لیا گیا، ان کے نزدیک بھی اصل مذہب اہل کتاب کا یہی ہے کہ یہ چیزیں ان کے مذہب میں بھی ہیں مگر ان حضرات نے غلط کار عوام کو بھی اس حکم میں شامل رکھا جو اصل اہل کتاب کا حکم ہے؛ چنانچہ ابن عربی نے احکام القرآن میں لکھا ہے کہ میں نے استاذ ابوالفتح مقدسی سے سوال کیا کہ موجودہ نصاریٰ جو غیر اللہ کے نام پر ذبح کرتے ہیں مثلاً مسیح یا عزیر کا نام بوقت ذبح لیتے ہیں تو ان کا ذبیحہ کیسے حلال ہوسکتا ہے؟ لیکن جمہور صحابہؓ وتابعین اور ائمہ مجتہدین نے اس پر نظر فرمائی کہ اہل کتاب کے جاہل عوام جو غیر اللہ کے نام یا بغیر کسی نام کے ذبح کرتے ہیں یہ اسلامی حکم کے خلاف ہے؛ اس لئے ان کے عمل کا احکام پر کوئی اثر نہیں ہونا چاہئے، انہوں نے یہ فیصلہ دیا کہ ان لوگوں کا ذبیحہ طعام اہل کتاب میں داخل نہیں؛ اس لئے اس کے حلال ہونے کی کوئی وجہ نہیں اور ان کے غلط عمل کی وجہ سے آیات قرآنی میں نسخ یا تخصیص کا قول اختیار کرنا کسی طرح صحیح نہیں؛ اس لیے تمام ائمہ تفسیر ابن جریر، ابن کثیر، ابن حبان وغیرہ اس پر متفق ہیں کہ سورۂ بقرہ اور سورۂ انعام کی آیات میں کوئی نسخ واقع نہیں ہوا ہے۔ یہی جمہور صحابہؓ اور تابعین کا مذہب ہے؛ پس وہ مسلمان جس نے حلال جانور کو حلقوم پر بطریق شرعی ذبح کیا ہو، لیکن یہ معلوم ہو کہ اس نے بوقت ذبح اللہ کا نام نہیں لیا تو اگر بھول گیا، تو ذبیحہ اس کا حلال ہے۔ ایسے ہی اہل کتاب کا ذبیحہ بھی حلال ہے اور اگر یہ معلوم ہو کہ اس نے بوقت ذبح جان بوجھ کر اللہ کا نام نہیں لیا، تو اس کا ذبیحہ حلال نہیں ہے۔ ایسے ہی کتابی کا ذبیحہ بھی حلال نہیں ہوگا، لیکن اگر یہی نہیں معلوم کہ اس نے اللہ کا نام لیا ہے یا نہیں، تو اس کی تحقیق ضروری ہے۔ یہ سمجھتے ہوئے کہ ہر مسلمان ذبح کے طریقہ کو جانتا ہے ایسے ہی ہر کتابی ذبح کے طریقہ کو جانتا ہے اور یہ بھی کہ اللہ کا نام لینا چاہئے اس نے بھی لیا ہوگا، ایسے ذبیحہ کے گوشت کی حلت کا ہی حکم ہوگا اور اگر ایسا جاہل ہے کہ اس کو اپنے مسئلہ کا ہی علم نہیں تو لاعلمی کو عذر نہیں قرار دیا جائے گا اور اس کے ذبیحہ کو حلال نہیں کہا جائے گا۔ اگرچہ صاحب بزازیہ نے اس کو بھی عامی کے حکم میں رکھا ہے؛ لیکن شامی میں اس پر اشکال کیا ہے اور بدائع کی جو عبارت پہلے ہم نے نقل کی ہے اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ یہ عذر معتبر نہیں اور اس کا ذبیحہ حلال نہیں۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید (۱۰/۲/۱۴۰۷ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

حضرت خضر نبی تھے یا ولی؟

(۸۷)**سوال**: حضرت خضر پیغمبر ہیں یا اولیاء میں سے ہیں لوگ ان کے بارے میں جو کہتے ہیں کہ حضرت خضر اب تک زندہ ہیں اور قیامت تک زندہ رہیں گے اور بہت سی تقریروں میں بھی بیان کرتے ہیں کہ وہ زندہ ہیں اور قیامت تک زندہ رہیں گے یہ صحیح ہے یا غلط؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد بنیامین، مظفر نگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نبی ہیں، ان کو عمر طویل دی گئی ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعزیت کے لئے آنا بھی روایات سے معلوم ہوتا ہے۔ ان کی حیات کب تک ہے اس کو اللہ ہی جانتا ہے۔[1]

فقط واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۲۰/۱/۱۴۱۱ھ)

صحابی کن حضرات کو کہا جائے گا؟

(۸۸)**سوال**: آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت جو صحابہؓ شرعاً نابالغ تھے

---

(۱) والصحيح أنه نبي، وجزم به جماعة. وقال الثعلبي: هو نبي على جميع الأقوال معمر محجوب عن الأبصار، وصححه ابن الجوزي، أيضاً: في كتابه، لقوله تعالىٰ: حكاية عنه ﴿وما فعلته عن أمري﴾ (سورة الكهف: ۸۲) فدل على أنه نبي أوحى إليه، ولأنه كان أعلم من موسىٰ في علم مخصوص، ويبعد أن يكون ولي أعلم من نبي وإن كان يحتمل أن يكون أوحي إلى نبي في ذلك العصر يأمر الخضر بذلك، ولأنه أقدم على قتل ذلك الغلام، وما ذلك إلا للوحي إليه في ذلك لأن الولي لا يجوز له الإقدام على قتل النفس، بمجرد ما يلقى في خلده، لأنه خاطره ليس بواجب العصمة. (العيني،عمدة القاري، "كتاب العلم: باب ما ذكر في ذهاب موسىٰ عليه السلام": ج۲،ص:۸۵)

وأيضاً: النوع الثالث في نبوته: فالجمهور على أنه نبي وهو الصحيح، لأن أشياء في قصته تدل على نبوته. (أيضاً: "باب طو فان من السبيل": ج۱۵،ص:۲۹۹،رقم:۲۰۴۳)

کیاان کوصحابی کہا جائے گا؟

فقط: والسلام

المستفتی: مطلوب حسن، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت جوصحابہؓ نابالغ تھے وہ بھی صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمرہ میں داخل ہیں ان کوبھی صحابی ہی کہا جائے گا۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۴/۲۲ھ)

بانی اسلام کون ہے؟

(۸۹)**سوال:** زید کا کہنا ہے کہ لفظ ''بانی اسلام'' صرف اللہ تعالیٰ کو کہا جاسکتا ہے جب کہ بکر کا دعویٰ کہ بانی اسلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی کہہ سکتے ہیں اور عمر کا کہنا ہے کہ حقیقی ومجازی معنی کے اعتبار سے لفظ بانی اسلام اللہ جل جلالہ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونائبین رسول کو بھی کہا جاسکتا ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ مندرجہ بالا فریقوں میں کس کا قول صحیح ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: نثار احمد رونق، سلطان پور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بانی اسلام حضرت آدم علیہ السلام ہیں، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ تکمیل اسلام ہوئی ہے۔ ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ

---

(۱) من لقي النبي صلى الله عليه وسلم مؤمنا به ومات على الإيمان، (سيد عميم الإحسان، قواعد الفقه:ص:۳۴۶)

ومن صحب النبي صلى الله عليه وسلم أو رآه من المسلمين فهو من أصحابه. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب المناقب: باب فضائل أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم'' :ج۱،ص:۵۱۵،رقم:۳۶۴۹)

عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ الخ ﴾(الآیہ)[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد واصف غفرلہٗ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۰۸/۱۰/۱۴ھ)

الجواب صحیح:

محمد عمران دیوبندی غفرلہٗ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کیا کسی عورت کے نبیہ ہونے کا ثبوت ملتا ہے؟

(۹۰)**سوال**: قصص القرآن جلد چہارم میں مولانا حفظ الرحمٰن صاحب نے تحریر فرمایا ہے: کہ عورتوں کے نبی ہونے کا ثبوت ملتا ہے جیسے کہ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے متبعین حضرت مریم، حضرت سارہ، حضرت ام موسیٰ، حضرت آسیہ کو نبی ثابت کرتے ہیں۔ مولانا کی اس تحریر کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد عمران، سیتاپوری

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کوئی عورت نبیہ ہوئی ہے یا نہیں اس بارے میں مفسرین ومحدثین کے درمیان اختلاف ہے، بعض حضرات حضرت مریم علیہا السلام کو اور بعض حضرات دوسری بعض عورتوں کی نبوت کے قائل ہیں، لیکن جمہور مفسرین وعلماء کے نزدیک کوئی عورت نبوت یا رسالت سے سرفراز نہیں ہوئی اور یہ ہی قول راجح ہے۔[2] لہٰذا اصح قول کے موافق مذکورہ فی السوال یا اس کے علاوہ کوئی عورت نبیہ نہیں ہوئی ہے ہاں مذکورہ عورتوں کی ولایت میں کوئی شبہ نہیں۔[3]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۸/۷/۱۶ھ)

الجواب صحیح:

خورشید عالم

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)سورۃ المائدہ:۳.

(۲)معارف القرآن: ج۶، ص:۸۲.

.....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر.....

قرآن کریم پر دوسری کتابوں کو ترجیح دینا:

(۹۱)**سوال**: قرآن کریم میں غور وفکر کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ اگر کوئی شخص قرآن کے بجائے دوسری کتاب کو اس پر ترجیح دے تو اس کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام

منیر عالم خاں، محلّہ کرشناپوری، مظفرنگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ہر انسان عقل کی روشنی میں غور وفکر کا مالک ہے، تمام انسانوں پر غور وفکر لازم ہے[۱] اور سبق لینا ضروری ہے، الا یہ کہ وہ مکلّف نہ ہو جیسے مجنون و بچے وغیرہ اگر کوئی بات شبہ کی معلوم ہو تو کسی مقامی عالم سے حل کرلیں،[۲] قرآن پر ترجیح سے کیا مراد ہے؟ واضح کریں، اگر مراد یہ ہے کہ قرآن کمتر وغیر درست ہے اور دسری کوئی کتاب درست اور اس سے بہتر ہے تو یہ اعتقاد کفر کو پہنچے گا۔[۳]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۲۰/۲/۱۷ھ)

الجواب صحیح:

خورشید عالم

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا.....(۲) ﴿وَمَآ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ إِلَيْهِمْ فَسْئَلُوْٓا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾(سورة النحل:۴۳)

﴿وَمَآ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ إِلَيْهِمْ مِّنْ أَهْلِ الْقُرٰى أَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اتَّقَوْا أَفَلَا تَعْقِلُوْنَ﴾(سورة یوسف:۱۰۹)

(۱)﴿فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِيْٓ أُوْحِيَ إِلَيْكَ إِنَّكَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ وَإِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ وَسَوْفَ تُسْئَلُوْنَ﴾(سورة الزخرف: ۴۳-۴۴)

﴿كِتٰبٌ أَنْزَلْنٰهُ إِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُوا الْأَلْبَابِ﴾(سورة ص:۲۹)

(۲)﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ﴾(سورة القمر:۵۲)

(۳)في خزانة الفقه) لو قيل لم لا تقرأ القرآن فقال: ''بیزار شدم از قرآن'' یکفر. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية،''كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها ما يتعلق بتلقين الكفر'': ج۲،ص:۲۷۹)

قرآن کی منکرہ مسلمان ہے کہ نہیں؟

(۹۲)**سوال**: میرے شوہر قرآن کی آیات پڑھ کر مجھ کو سمجھا رہے تھے انہوں نے مجھ سے پوچھا: کہ کیا میں قرآن کو مانتی ہوں، مگر اس وقت میں بہت غصہ میں تھی؛ اس لئے میں نے قرآن کو ماننے سے انکار کردیا، یہ بات میرے شوہر نے تین دفعہ معلوم کی، میں نے تینوں دفعہ قرآن کو ماننے سے انکار کردیا۔ جب میرا غصہ ٹھنڈا ہوا، تو میرے شوہر نے پھر معلوم کیا، اس وقت میں نے کہا کہ میں قرآن کو مانتی ہوں، میں نے غصہ کی حالت میں زبانی طور پر قرآن کو ماننے سے انکار کیا تھا: مگر میرے دل کا حال تو خدا ہی خوب جانتا ہے۔ میں دل سے قرآن کو مانتی ہوں، تو کیا میں اسلام میں باقی ہوں یا باہر ہوگئی اور میرا نکاح باقی ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: مسماۃ پروین طلحہ، پنجاب

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مسئولہ میں مذکورہ عورت مرتد ہوگئی تھی پھر جب اس نے قرآن کریم کو ماننے کا اقرار کرلیا تو اسلام میں داخل ہوگئی لیکن اس پر تجدید نکاح وتوبہ واستغفار لازم ہے۔[۱] ''من هزل بلفظ الكفر ارتد و إن لم يعتقده للاستخفاف''[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۹/۱۱/۱۷ھ)

الجواب صحیح:

خورشید عالم

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)أنكر آية من القرآن أو سخر بآية منه كفر. (بزازية،''كتاب الفاظ تكون إسلاماً أو كفراً أو خطأً'': ج۳،ص:۱۹۱)
إذا أنكر الرجل آية من القرآن أو تسخر بآية من القرآن. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بتلقين الكفر'': ج۲،ص:۲۷۹)
(۲)ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الجهاد: باب المرتد'': ج۶،ص:۳۵۶.

تورات اور انجیل کی زبان:

(۹۳)**سوال**: توراۃ اور انجیل کس زبان میں تھی؟

فقط: والسلام
المستفتی: مولوی حکیم محمد قاسم، دہلی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: توراۃ اور انجیل کی زبان عبرانی تھی۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۲/۸ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

انسان کو اپنی موت کے بعد کیسا محسوس ہوتا ہے؟

(۹۴)**سوال**: انسان کو اپنی موت یعنی دم اخیر کے بعد کیسا محسوس ہوتا ہے کہ اس کی موت واقع ہوگئی؟

فقط: والسلام
المستفتی: سید حبیب احمد سوائے، مادھو پور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سکرات موت کا تو مرتے وقت انسان کو علم ہوتا ہے، موت واقع ہوجانے کے بعد کوئی علم اس کو نہیں ہوتا۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید (۱۴۱۶/۱/۶ھ)
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) وبالجملة كان لسان اليهود العبراني، والتوراة والإنجيل كلاهما كانا بالعبري، أما التوراة العبرية فتوجد اليوم أيضاً: ولا يوجد أصل الإنجيل العبري. (علامه أنوار شاه الكشميري، فيض الباري، "كتاب بدء الوحي هل التسمية جزء من كل سورة": ج۱،ص:۱۰۵)

.....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر.....

کیا اولیاء کی کرامات ہوتی ہیں؟

(۹۵)**سوال**: کیا اولیاء اللہ کی کرامات ہوتی ہیں، ان کی شریعت میں کیا حیثیت ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: مولوی قاری محمد ارشاد صاحب، کرناٹک

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بیشک کرامات اولیاء حق ہیں؛ مگر یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ شرارتِ شیطان بھی حق ہے۔ اور بزرگانِ دین کی کرامت اور شیطان کی شرارت میں امتیاز کرنا ہر کس وناکس کا کام نہیں ہے، اس لئے پوری ہوشیاری اور شرعی روشنی میں جانچ کر دیکھنا چاہئے کہ واقعی اولیاء کی کرامت ہے یا شیطان کی شرارت ہے۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۸/۷/۵ھ)

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا.....﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ط فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ط وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝﴾(سورة الإبراهيم:۴)

(۲) قال عبد اللّٰه بن مسعود رضي اللّٰه عنه: دخلت على رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، وهو يوعك، فقلت: يا رسول اللّٰه إنك لتوعك وعكا شديداً، قال: أجل إني أوعك كما يوعك رجلان منكم، فقلت: ذلك بأن لك أجرين، فقال: أجل ذلك كذلك. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب المرضىٰ، باب أشد الناس بلاء الأنبياء -عليهم السلام- ثم الأمثل فالأمثل": ج۲،ص:۸۴۳)

(۱) وكرامات الأولياء حق، والولى هو العارف باللّٰه تعالىٰ وصفاته حسب ما يمكن المواظب على الطاعات المجتنب عن المعاصي المعرض عن الانهماك في اللذات والشهوات، وكرامته ظهور أمر خارق من قبله غير مقارن لدعوى النبوة فما لا يكون مقرونا بالإيمان والعمل الصالح يكون استدراجا. (علامه سعد الدين تفتازاني، شرح العقائد النسفية، "مبحث كرامات الأولياء حق" :ص:۱۴۴)

الكرامة خارق للعادة إلا أنها غير مقرونة بالتحدي وهو كرامة للولي. (أبو حنيفة رحمه اللّٰه، شرح الفقه الأكبر، "مبحث في أن خوارق العادات للأنبياء -عليهم السلام- والكرامات للأولياء حق":ص:۹۵)

یا محی الدین وظیفہ پڑھنا:

(۹۶)**سوال**: ہمارے یہاں لوگ رات کو ''یا محی الدین'' ایک ہزار مرتبہ اس عقیدے کے ساتھ پڑھتے ہیں کہ عدد مکمل ہونے پر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی حاضر ہوجاتے ہیں، کیا کسی روح کے سلسلہ میں حاضر ہونے کا عقیدہ شرعاً جائز ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شمش الدین، مدراسی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کسی کی روح کے حاضرِ مجلس ہونے کا عقیدہ رکھنا جائز نہیں ہے اور مذکورہ وظیفہ پڑھنا بھی جائز نہیں ہے۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۸/۸/۲۵ھ)

کیا کافروں کے معصوم بچے بغیر حساب وکتاب جنت میں جائیں گے؟

(۹۷)**سوال**: جب حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے معصوم بچے جنت میں بغیر حساب وکتاب کے داخل ہوں گے اور وہ اپنے والدین کی سفارش بھی کریں گے تو کیا یہ ہی حال کافروں کے معصوم بچوں کے بارے میں ہے کہ وہ بغیر حساب وکتاب کے جنت میں داخل ہوسکتے ہیں اور اپنے

---

(۱) وليست من المسائل التي يضر جهلها أو يسئل عنها في القبر أو في الموقف فحفظ اللسان عن التكلم فيها إلا بخير أولىٰ وأسلم. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب النكاح: باب نكاح الكافر، مطلب في الكلام على أبوي النبي صلى الله عليه وسلم وأهل الفترة'' :ج۴،ص:۳۵۰)
مردے کی روح دنیا میں واپس نہیں آتی (تھانوی، اشرف الجواب:ص:۱۵۶)
ويكفر بقوله أرواح المشائخ حاضرة تعلم. (إبراهيم بن محمد، مجمع الأنهر، ''كتاب السير والجهاد، ثم إن ألفاظ الكفر أنواع'':ج۲،ص:۵۰۴)

کافر والدین کی سفارش کریں گے یا نہیں؟ اور ان کی سفارش والدین کے حق میں قبول ہوگی یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد عبدالوہاب، پہانی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مشرکین کے وہ بچے جو قبل از بلوغ دنیا سے رخصت ہوجاتے ہیں ان کے ساتھ آخرت میں اللہ تعالیٰ کا کیا معاملہ فرمائیں گے اس بارے میں فقہاء کے تین اقوال ہیں:

(۱) یہ کہ اطفال مشرکین جہنم میں جائیں گے اس لئے کہ بچے والدین کے تابع ہیں۔

(۲) اطفال مشرکین جنت میں جائیں گے اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے تو وہ بھی فطرت اسلام پر پیدا ہوئے ہیں اور قبل از بلوغ دنیا سے رخصت ہوگئے اور کوئی گناہ بھی ان سے سرزد نہیں ہوا امام محمدؒ کا بھی یہی رجحان ہے انہوں نے فرمایا کہ: ''**إن اللّٰہ لا یعذب أحداً بلا ذنب. الشامی.**

(۳) امام اعظم ابوحنیفہؒ کی طرف ایک تیسرا قول منسوب ہے کہ امام صاحب نے اس بارے میں توقف اختیار کیا ہے یعنی کوئی تشریح اس کی نہیں فرمائی لیکن صحیح امام اعظمؒ کے نزدیک یہ ہے کہ اللہ رب العزت زیادہ بہتر جانتے ہیں کہ کون بچہ جنت میں جائے گا اور کون بچہ دوزخ میں جائے گا (**أللّٰہ أعلم بما کانوا عاملین**) کہ اللہ رب العزت کو آئندہ کا علم ہے کہ کون بچہ ایسا ہے کہ اگر وہ زندہ رہتا تو اسلام لے آتا اور کون سا بچہ زندہ رہتا تو اسلام نہ لاتا پس جو بچے اللہ کے علم کے مطابق اگر زندہ رہتے اور اسلام لے آتے وہ جنت میں جائیں گے اور جو بچے اللہ تعالیٰ کے علم کے مطابق اگر زندہ رہتے تو کفر پر برقرار رہتے وہ بچے جہنم میں جائیں گے خلاصہ یہ کہ اللہ رب العزت کی مشیت پر موقوف ہے کہ اللہ رب العزت کو آئندہ کا بھی پورا علم ہے اسی کے اعتبار سے جنت اور جہنم کا فیصلہ ہوگا پس کوئی فیصلہ کن بات اس بارے میں نہیں کہی جاسکتی یہ امام اعظمؒ کا مسلک ہے اور یہی ''**أقرب إلی الصواب**'' معلوم ہوتا ہے چونکہ یہ مسئلہ از قبیل عبادات نہیں ہے اور انسان کا کوئی عمل اس پر موقوف

نہیں؛ اس لئے اس میں امام اعظمؒ کا قول ہی قابل اختیار معلوم ہوتا ہے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۶/۲/۹ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

جوعورت بغیر شادی کیے مرجائے وہ جنت میں کس کے ساتھ ہوگی؟

(۹۸)**سوال**: اگر کوئی عورت بغیر شادی کیے مرگئی تو مرنے کے بعد اس کا کیا ہوگا؟ کیا اس کو یہ حق ہوگا کہ جس کو چاہے جنت میں اپنا شوہر منتخب کرلے۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد صفوا، محی الدین پور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جنت کے صحیح احوال کا علم اللہ رب العزت کو ہی ہے۔ اس لئے حتمی طور پر کوئی بات نہیں کہی جاسکتی ہے۔ البتہ بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ ایسی عورت کو اختیار دیا جائے گا اور جس کے ساتھ رہنا چاہے وہ رہ سکتی ہے۔ ﴿ولهم مايشتهون﴾۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۳۸:۵/۲۳ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)وقد اختلف في سؤال أطفال المشركين وفي دخولهم الجنة أو النار، فتردد فيهم أبو حنيفة وغيره، وقد وردت فيهم أخبار متعارضة فالسبيل تفويض أمرهم إلى اللّٰه تعالىٰ وقال محمد بن الحسن: اعلم أن اللّٰه لا يعذب أحداً بلا ذنب. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب: في أطفال المشركين": ج۳،ص:۸۲)

لا يحكم بأن أطفالهم في النار البتة بل فيه خلاف، قيل: يكونون خدام أهل الجنة وقيل: إن كانوا قالوا بلى يوم أخذ العهد عن اعتقاد ففي الجنة وإلا ففي النار إلخ. (ابن الهمام، فتح القدير، "كتاب الصلاة: فصل في الصلاة على الميت": ج۲،ص:۱۳۸)

(۲)إني سمعت أبا الدرداء يقول: سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم .....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر.....

جنت کی حوروں کی تفصیل:

(۹۹)**سوال**: جنت کی حوروں کی تفصیل بیان فرمائیں۔تبلیغی حضرات کہتے ہیں کہ حوروں کے سینے ابھرے ہوں گے اور ہر ایک کو ستر ستر حوریں ملیں گی۔کیا یہ صحیح ہے۔تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد اسرائیل، محی الدین پور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال میں حور کی جو تفصیل ذکر کی گئی ہے وہ درست ہے، جنتی حوروں کے سینے ابھرے ہوئے ہوں گے۔[۱] یہ قرآن میں ہے اور حدیث میں آتا ہے کہ شہید کو جو انعام دیا جائے گا اس میں ایک یہ ہے کہ ستر حوروں سے اس کی شادی کرائی جائے گی۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: امانت علی قاسمی

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۴/۷:۱۴۴۱ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا..... يقول: أيما امرأة توفي عنها زجها، فتزوجت بعده فهي لآخر أزواجها، وما كنت لاختارك على أبي الدرداء. (سليمان بن أحمد الطبراني، المعجم الأوسط :ج۳،ص:۲۷۵،رقم:۳۱۳۰)

في الغرائب ولو ماتت قبل أن تتزوج تخبير أيضاً أن نصيب بآدمي زوجت منه وإن لم ترض فاللّٰه يخلق من الحور العين فيزوجها منه واختلف الناس في المرأة التي يكون بها زوجان في الدنيا لا بهما تكون في الآخرة قيل تكون لآخر هما وقيل تخير فتتحار أيهما شاء. (مجموعة الفتاوى: ج ۳،ص: ۱۰، بحواله محمودية:ج۳،ص:۴۱۳)

(۱) ﴿وكواعب أترابا﴾ الكواعب: جمع كاعبة، وهي الناهدة، يقال: كعبت الجارية تكعب تكعيبا وكعوبا، ونهدت تنهد نهودا، والمراد أنهم نساء كواعب تكعبت ثديهن وتفلكت، أي: صارت ثديهنّ كالكعب في صدورهن. (محمد بن على، فتح القدير :ج۲،ص:۹۴۰)

(۲)قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: للشهيد عند اللّٰه ست خصال: يغفر له في أول دفعة، ويرى مقعده من الجنة، ويجار من عذاب القبر، ويأمن من الفزع الأكبر، ويوضع على رأسه تاج الوقار، الياقوتة منها خير من الدنيا وما فيها، ويزوج اثنتين وسبعين زوجة من الحور العين، ويشفع في سبعين من أقاربه، قال أبو عيسىٰ: هذا حديث صحيح غريب. (أخرجه الترمذي، في سننه، "أبواب فضائل الجهاد: باب ما جاء أي الناس أفضل، باب منه":ج۱،ص:۲۹۵،رقم:۱۶۶۳)

جنت میں حوروں کا مقام:

(۱۰۰)**سوال**: ایک خاتون نے اسلام قبول کر کے ایک شخص سے شادی کر لی اور اسلام سے بہت مانوس ہوگئی اس عورت کو معلوم ہوا کہ مرنے کے بعد جنت میں مردوں کو ستر ستر حوریں ملیں گی اور وہ ان سے پورا لطف اور پوری لذت اٹھائیں گے اور یہ تمام لذتیں بیوی کی موجودگی میں اٹھائی جائیں گی ان خاتون کا کہنا ہے کہ دنیاوی زندگی میں عورت مرد کی وجہ سے ہر تکلیف اٹھاتی ہے جیسے کہ دردزہ اور بچوں کی پرورش اور مرنے کے بعد اگر جنت میں جگہ مل گئی تو وہاں ستر ستر سوکنیں ہوں گی جس طرح مرد یہ برداشت نہیں کرسکتا کہ اس کی بیوی کسی اور مرد کے ساتھ لذت اٹھائے یا کسی اور مرد کے ساتھ اٹھے بیٹھے ہنسی مذاق کرے تو عورت بھی برداشت نہیں کرسکتی کہ اس کا مرد اس کے علاوہ کسی دوسرے کے ساتھ رہے اور وہ صرف اس کا ہی خاوند نہ رہ کر اور عورتوں کا خاوند کہلائے۔ ان خاتون کو سمجھانے کے لئے کہا گیا کہ جو آپ کا دنیا میں اصل خاوند ہوگا جنت میں بھی اصل خاوند وہی ہوگا اور حوریں تو خادمہ بن کر رہیں گی جو مقام جنت میں جنتی عورت کا ہوگا وہ مقام حوریں حاصل نہیں کرسکتی تو خاتون نے سوال کیا کہ کیا میرا شوہر جنت میں میرے علاوہ کسی اور پر نظر نہیں رکھے گا میں تو یہ ہی چاہتی ہوں کہ میں جس مرد کی بیوی دنیا میں ہوں اور دنیا میں اس کے ساتھ تمام تکالیف اٹھا رہی ہوں تو جنت میں جا کر میری جگہ کوئی اور نہ لے میرے خاوند کا جسم کسی اور جسم سے نہ ملے کیا اللہ تعالیٰ خواتین کی یہ خواہش پوری کر دیں گے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عقیل الرحمٰن قریشی، سہارنپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جنت میں حوریں ملیں گی ان کی سردار وہ بیوی ہوگی جو دنیا میں رہی نیز وہاں پر خواہشات نفسانی جس طرح دنیا میں ہوتی ہیں اس طرح نہیں ہوں گی، سوکن کے خلاف جو جذبہ ہوتا ہے وہ بھی نہ رہے گا شوہر بیوی ایک ساتھ رہیں گے بس اصولی طور پر یہ بات یاد رکھیں کہ جنت میں ہر خواہش پوری ہوگی اور جنت کے احوال کو دنیا پر قیاس کرنا درست نہیں ہے۔[1]

(۱)عن أم سلمة رضي الله عنها، قلت: يا رسول الله وبما ذاك؟ قال: .....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر.....

(۱)﴿وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ﴾[۱] ہم نے ان کا نکاح بڑی بڑی آنکھوں والی سے کردیا ہیں۔

(۲)﴿إِنَّ أَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِيْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ﴾[۲] جنتی لوگ آج کے دن اپنے مشغلوں میں ہشاش بشاش ہوں گے۔

(۳)﴿أُدْخُلُوا الْجَنَّةَ أَنْتُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ﴾[۳] تم اور تمہاری بیویاں جنت میں داخل ہوجاؤ۔

(۴)''وقال النبي صلى الله عليه وسلم أدنىٰ أهل الجنة الذي له ثمانون ألف خادم وإثنتان وسبعون زوجة''[۴]

(۵)''وقال لعائشة فأنت زوجتي في الدنيا والآخرة''.

(۶)''و ما في الجنة أعزب''.

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۶/۸/۲ھ)

اسلامی عقائد کو جاہلانہ عقائد سے تعبیر کرنا:

(۱۰۱)**سوال:** ایک شخص وعظ کررہے تھے جس میں ہندو مسلمان سب شریک تھے انہوں

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا.....''بصلاتهن وصيامهن وعبادتهن الله ألبس الله وجوههن النور وأجسادهن الحرير بيض الألوان خضر الثياب صفراء الحلى مجامرهن الدر وأمشاطهن الذهب يقلن: ألا نحن الخالدات فلا نموت أبدا، ألا ونحن الناعمات فلا نبؤس أبدا، ألا ونحن المقيمات فلا نظعن أبدا، ألا ونحن الراضيات فلا نسخط أبدا، طوبى لمن كنا له وكان لنا'' قلت: يا رسول الله المرأة منا تتزوج زوجين والثلاثة والأربعة ثم تموت فتدخل الجنة ويدخلون معها من يكون زوجها؟ قال:''يا أم سلمة إنها تخير فتختار أحسنهم خلقا فتقول: أي رب إن هذا كان أحسنهم معي خلقا في دار الدنيا فزوجنيه يا أم سلمة ذهب حسن الخلق بخير الدنيا والآخرة. (سليمان بن أحمد الطبراني، المعجم الكبير: ج۲۳،ص:۳۶۷،رقم:۸۷۰)

(۱)سورة الطور:۲۰. (۲) سورة يٰسٓ:۵۵.
(۳)سورة الزخرف:۷۰. (۴) مشكوٰة:ج۲،ص:۴۹۹.

نے مسلمانوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ ہندو اور مسلمان میں کوئی فرق نہیں ہے۔ یہ لوگ اپنے عقائد جاہلانہ سے آپس میں تفریق ڈالتے رہتے ہیں۔

نہ جا جاہل کی باتوں پر اگر تو دھن کا پکا ہے
اسی پتھر کا بت خانہ اسی پتھر کا مکہ ہے

اذان وناقوس میں کوئی فرق نہیں، قرآن اور وید کے حکموں میں بھی کوئی فرق نہیں ہے۔ تو ایسے شخص کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عطاء الرحمٰن، سہارنپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: یہ کفر کے کلمات ہیں، ایسا اعتقاد رکھنے والا اور اس کی تعلیم دینے والا مسلمان نہیں ہے کافر ومرتد ہے[1]، مسلمانوں کو اس کی مکاریوں سے احتراز لازم ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۰/۱۱/۷ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

❀ ❀ ❀

(۱)﴿وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ۚ قُلْ أَبِاللّٰهِ وَأٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ۝﴾(سورة التوبة:٦٥)
وإذا قال الرجل لغيره: حكم الشرع في هذه الحادثة كذا، فقال ذلك الغير: ''من برسم کار می کنم نہ بشرع'' يكفر. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: مايتعلق بالعلم والعلماء'': ج۲،ص:۲۸۳)
والاستهزاء بأحكام الشرع كفرٌ، كذا في ''المحيط''. (أيضا: ''ومنها: ما يتعلق بتلقين الكفر'': ج۲،ص:۲۹۱)
ومن اعتقد أن الإيمان والكفر واحدٌ فهو كافر، كذا في الذخيرة. (أيضا: ''ومنها: ما يتعلق بالإيمان والإسلام'': ج۲،ص:۲۷۰)
إذا أنكر آية من القرآن أواستخف بالقرآن أو بالمسجد، أو بنحوه مما يعظم في الشرع، أو عاب شيئاً من القرآن كفر. (عبد الرحمن بن محمد، مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر، ''ألفاظ الكفر أنواع'': ج۲،ص:۵۰۷)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بابُ البدعاتُ وَالرّسوم

فصل اوّل: مروّجہ فاتحہ خوانی

فصل ثانی: میلاد و مروّجہ صلاۃ وسلام

فصل ثالث: نذر و نیاز سے متعلق رسومات

فصل رابع: مزارات اور قبروں سے متعلق رسومات

فصل خامس: میت اور ایصال ثواب سے متعلق رسومات

فصل سادس: نکاح کی رسومات

فصل سابع: مخصوص ایام کی رسومات

فصل ثامن: اغلاط العوام

فصل تاسع: متفرقات بدعت

فصل اوّل

مروّجہ فاتحہ خوانی

فاتحہ کا مروجہ طریقہ صحیح ہے کہ نہیں؟

(۱)**سوال**: فاتحہ کا صحیح طریقہ کیا ہے؟ کیوں کہ بعض لوگ ایسا کرتے ہیں کہ کھانا یا مٹھائی وغیرہ سامنے رکھ کر اس پر فاتحہ پڑھتے ہیں، کیا یہ صحیح ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: حافظ محمد عرفان، دہرادون

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مروجہ فاتحہ تو وہ ہے جو آپ نے سوال میں تحریر کی ہے، جس کا التزام بدعت ہے اور بدعت گمراہی ہے؛ کیونکہ ایسا مروجہ طریقہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت نہیں ہے۔[۱]

شرعی طریقہ یہ ہے کہ کھانا وغیرہ کچھ بھی سامنے نہ رکھا جائے؛ بلکہ سورۂ فاتحہ پڑھ کر میت کو ایصال ثواب کردیا جائے اور اگر کھانے کا بھی ثواب پہونچانا ہے، تو الگ سے کھانا کھلا کر یا کسی غریب کو دے کر اس کا ثواب الگ سے میت کو پہونچا دیا جائے۔[۲]

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۴/۸/۶ھ)

---

(۱)من أصر على أمر مندوب وجعله عزماً ولم يعمل بالرخصة فقد أصاب منه الشيطان من الإضلال. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، "كتاب الصلاة: باب الدعاء في التشهد": ج۳،ص:۲۶،رقم:۹۴۶)

(۲)إن القرآن بالأجرة لا يستحق الثواب لا للميت ولا للقاري. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الإجارة: باب الإجارة الفاسدة، مطلب: تحرير مهم في عدم جواز الاستئجار على التلاوة": ج۹،ص:۷۷) والحاصل أن اتخاذ الطعام عند قراء ة القرآن لأجل الأكل يكره. .....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر.....

مروجہ قرآن خوانی کا حکم کیا ہے؟

(۲)**سوال**: کیا مروجہ قرآن خوانی بدعت ہے، جب کہ علماء بذات خود اس میں شرکت کرتے ہیں اور قرآن خوانی کے لئے طلباء مدارس کو گھروں میں بھیجتے ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: مشتاق احمد، بارہ بنکی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قرآن کریم پڑھ کر مرحومین کو ایصال ثواب کرنا شرعاً جائز اور درست ہے، اس سے مرحومین کو فائدہ بھی حاصل ہوتا ہے؛ مگر اس پر علماء محدثین وفقہاء کا اتفاق ہے کہ قرآن پاک کی تلاوت پر اجرت لینا ناجائز اور حرام ہے۔ جس کی وجہ سے خود قاریوں کو ثواب نہیں ملتا، تو وہ دوسروں کو کیسے ایصال ثواب کریں گے؛ اس لئے یہ بدعت سیئہ بھی ہے اور شرعاً ناجائز بھی، اس طرح مقصد تو فوت ہو ہی گیا اور تلاوت پر اجرت کا گناہ بھی ہوا، ہاں اگر کچھ لوگ صرف اللہ کے لئے قرآن پاک پڑھ کر ایصال ثواب کردیں، تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے؛ بلکہ جائز اور مستحسن ہے۔[1]

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۶/۶/۱۹ھ)

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا.....(ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب: في كراهة الضيافة من أهل الميت": ج۳،ص:۱۴۸)

فللإنسان أن يجعل ثواب عمله لغيره عند أهل السنة والجماعة صلوٰة كان أو صوماً أو حجاً أو صدقة أو قراءة للقرآن أو الأذكار أو غير ذلك من أنواع البر ويصل ذلك إلى الميت وينفعه. (ابن نجيم، البحر الرائق، "كتاب الحج: باب الحج عن الغير": ج۳،ص:۱۰۵؛ وابن الهمام، فتح القدير، "كتاب الحج: باب الحج عن الغير": ج۳،ص:۱۳۱)

(۱) فالحاصل أن ما شاء في زماننا من قراءة الأجزاء بالأجرة لا يجوز: لأن فيه الأمر بالقراءة وإعطاء الثواب للآمر والقراءة لأجل المال، فإذا لم يكن للقاري ثواب لعدم النية الصحيحة فأين يصل الثواب إلى المستأجر، ولو لا الأجرة ما قرأ أحد لأحد في هذا الزمان، بل جعلوا القرآن العظيم .....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

کسی میت یا بزرگ کی فاتحہ دلانا:

(۳)**سوال**: کسی میت یا بزرگ کی فاتحہ دلانا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: غلام احمد، لکھیم پور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مروجہ فاتحہ رسم وبدعت ہے، جسے ترک کرنا واجب ہے۔[۱] بقدر گنجائش مالی صدقہ کرکے یا غرباء کو کھانا کھلا کر، میت کو ثواب پہونچانا چاہئے جو جائز اور امر مستحسن ہے۔[۲]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۱۲/۱۷ھ)

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا.....مكسباً ووسيلة إلى جمع الدنيا. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، مطلب: تحرير مهم في عدم جواز الاستئجار على التلاوة" :ج۹،ص: ۷۷)

فللإنسان أن يجعل ثواب عمله لغيره عند أهل السنة والجماعة صلوٰة كان أو صوماً أو حجاً أو صدقة أو قراءة للقرآن أو الأذكار أو غير ذلك من أنواع البر ويصل ذلك إلى الميت وينفعه. (ابن نجيم، البحر الرائق، "كتاب الحج: باب الحج عن الغير" :ج۳،ص: ۱۰۵؛ ابن الهمام، فتح القدير، "كتاب الحج: باب الحج عن الغير" :ج۳،ص:۱۳۱)

إن القرآن بالأجرة لا يستحق الثواب لا للميت ولا للقاري. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الإجارة: باب الإجارة الفاسدة، مطلب: تحرير مهم في عدم جواز الاستئجار على التلاوة" :ج۹،ص:۷۷)

والحاصل أن اتخاذ الطعام عند قراءة القرآن لأجل الأكل يكره. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب: في كراهة الضيافة من أهل الميت" :ج۳،ص:۱۴۸)

(۱) عن عائشة -رضي الله عنها- قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد. (أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب الأقضيه: باب نقض الأحكام الباطلة" :ج۲،ص:۷۷،رقم:۱۷۱۸)

فالحاصل أن ما شاء في زماننا من قراءة الأجزاء بالأجرة لا يجوز: لأن فيه الأمر بالقراءة وإعطاء الثواب للآمر والقراءة لأجل المال، فإذا لم يكن للقاري ثواب لعدم النية الصحيحة فأين يصل الثواب إلى المستأجر، ولو لا الأجرة ما قرأ أحد لأحد في هذا الزمان، بل جعلوا القرآن العظيم .....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر.....

فاتحہ خوانی کے بعد مٹھائی کی تقسیم:

(۴)**سوال**: فاتحہ خوانی کے بعد مٹھائی کی تقسیم کو لازمی سمجھا جاتا ہے اور مسجد میں نمازیوں کو بھی مٹھائی بھیجی جاتی ہے، اس مٹھائی کا کھانا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ناصر حسن، الہ آباد

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مروّجہ فاتحہ بدعت ہے؛ اس لئے اس کی مٹھائی وغیرہ میں شرکت درست نہیں۔[۱]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۵/۵/۱۹ھ)

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا.....مكسباً ووسيلة إلى جمع الدنيا. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، مطلب: تحرير مهم في عدم جواز الاستئجار على التلاوة'' :ج۹، ص:۷۷)

(۲)فللإنسان أن يجعل ثواب عمله لغيره عند أهل السنة والجماعة صلوٰة كان أو صوماً أو حجاً صدقة أو قراءة للقرآن أو الأذكار أو غير ذلك من أنواع البر ويصل ذلك إلى الميت وينفعه. (ابن نجيم، البحر الرائق، ''كتاب الحج: باب الحج عن الغير'' :ج۳،ص:۱۰۵،ابن الهمام، فتح القدير، ''كتاب الحج: باب الحج عن الغير'' :ج۳،ص:۱۳۱)

(۱) عن عائشة -رضي الله عنها- قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد. (أخرجه مسلم، في صحيحه، ''كتاب الأقضيه: باب نقض الأحكام الباطلة'' :ج۲،ص:۷۷،رقم:۱۷۱۸)

فالحاصل أن ما شاء في زماننا من قراءة الأجزاء بالأجرة لا يجوز: لأن فيه الأمر بالقراءة وإعطاء الثواب للامر والقراءة لأجل المال، فإذا لم يكن للقاري ثواب لعدم النية الصحيحة فأين يصل الثواب إلى المستأجر، ولو لا الأجرة ما قرأ أحد لأحد في هذا الزمان، بل جعلوا القرآن العظيم مكسباً ووسيلة إلى جمع الدنيا. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الإجارة : باب الإجارة الفاسدة، مطلب: تحرير مهم في عدم جواز الاستئجار على التلاوة'' :ج۹،ص:۷۷)

اعلان کر کے فاتحہ خوانی اور تعزیت:

(۵)**سوال**: یہاں گجرات کے بعض علاقوں میں جب باہر ملکوں سے موت کی خبر آتی ہے، تو فاتحہ خوانی کے لئے اعلان کرا کر، لوگوں کو جمع کر کے، ایک خاص طریقہ سے امام یا موذن سے فاتحہ پڑھواتے ہیں، جب کسی کو آتا دیکھتے ہیں، تو الفاتحہ زور سے پکارتے ہیں، اس طرح ایصال ثواب کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: نذیر احمد، کشمیری

الجواب وباللّٰہ التوفیق: موت کی خبر پر اعلان کر کے فاتحہ خوانی کے لئے لوگوں کو جمع کرنے کی رسم اور اس کا التزام خلاف سنت اور مکروہ ہے[۱]، ہاں اہل میت اپنے خاص اعزاء واقرباء کو خبر دے کر دعاء مغفرت اور ایصال ثواب کی درخواست کریں اور وہ لوگ کچھ پڑھ کر یا خیرات کر کے ثواب پہونچائیں اور دعائے مغفرت کریں اور دیگر رسوم کی قید کے بغیر اہل میت کے پاس آ کر تعزیت کریں یعنی تسلی دیں، مثلاً: یہ کہیں کہ "**أعظم اللّٰہ أجرك وأحسن عزائك وغفر لميتك** "یہ صورت جائز ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے بیٹے کے انتقال پر خط سے تعزیت فرمائی تھی۔[۲]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۱/۲۰ھ)

---

(۱)من أصر على أمر مندوب وجعله عزماً ولم يعمل بالرخصة فقد أصاب منه الشيطان من الإضلال، فكيف من أصر على بدعة أو منكر. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، "كتاب الصلاة: باب الدعاء في التشهد، الفصل الأول": ج۳،ص:۲۶،رقم:۹۴۶)

عن جرير بن عبد اللّٰه قال: كنا نرى الاجتماع إلى أهل الميت وصنعة الطعام من النياحة. (أخرجه ابن ماجه، في سننه، "أبواب ما جاء في الجنائز: باب ما جاء في النهي عن الاجتماع ..... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر.....

جنوں پر فاتحہ پڑھ کر ایصال ثواب:

(۶)**سوال**: یہاں پر لوگ چنوں اور کھانوں پر فاتحہ پڑھ کر تقسیم کرتے ہیں اور پھر ان کے کھانے کو ثواب سمجھتے ہیں تو یہ کھانا کن آدمیوں کے لئے جائز ہے یہ صدقہ ہے یا کیا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: شریف احمد، ہریدوار

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نفس قرأت قرآن کریم کے ذریعہ ایصال ثواب مستحسن ہے[۱]؛ لیکن چنوں اور دانوں پر فاتحہ کا التزام بلاشبہ بدعت ہے، ان کا ترک لازم ہے، پڑھے ہوئے چنے اگر نذر ومنت کے ہوں، تو مالداروں کو ان کا کھانا جائز نہیں ہے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۱/۴/۱۰ھ)

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا..... إلى أهل الميت"؛ ج۱،ص:۱۱۶)

عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد. (أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب الأقضيه: باب نقض الأحكام الباطلة"؛ ج۲،ص:۷۷،رقم:۱۷۱۸)

(۲) كتب النبي صلى الله عليه وسلم إلى معاذ بن جبل لما مات ولده سلام الله عليك فإني أحمد الله الذي لا إله إلا هو أمل بعد فأعظم الله لك الأجر وأهلك الصبر ورزقني وإياك الشكر ثم إن أنفسنا وأموالنا وأهلينا وأولادنا من مواهب الله المستودعة وعواريه المستردة الخ. (الصغوري، نزهة المجالس ومنتخب النفائس، "فصل في الصبر"؛ ج۱،ص:۷۴)

(يكره) اتخاذ الدعوة لقراءة القرآن وجمع الصلحاء والقرآن للختم أو لقراءة سورة الأنعام الخ. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب: في كراهة الضيافة من أهل الميت"؛ ج۳،ص:۱۴۸)

(۱)من صام أو صلى أو تصدق وجعل ثوابه لغيره من الأموات والأحياء جاز وثوابها إليهم عند أهل السنة والجماعة. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب: في القرأة للميت وإهداء ثوابها له"؛ ج۳،ص:۱۵۲)

فالحاصل أن ما شاء في زماننا من قراءة الأجزاء بالأجرة لا يجوز: لأن فيه .....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

بوقت فاتحہ میت کے ساتھ ماں کا نام لینا:

(۷)**سوال**: ہمارے یہاں لوگ فاتحہ اس طرح کرتے ہیں کہ جب بخشنے کی باری آتی ہے، تو ماں کا نام میت کے ساتھ لیتے ہیں، مثلاً: احمد ابن فاطمہ کو بخشا جائے، یہ کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: فیروز عالم، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مروجہ فاتحہ کا التزام بدعت ہے[۱]؛ البتہ سورۂ فاتحہ یا کسی اور سورۃ کو پڑھ کر ایصال ثواب کردیا جائے،[۲] اس میں مردے کا نام کافی ہے، ماں باپ کا نام لینا ضروری نہیں ہے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو سب کا علم ہے۔ تاہم نام لے بھی لیا تو کوئی حرج نہیں ہے۔[۳]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۳/۳/۲۵ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا.....الأمر بالقراءة وإعطاء الثواب للآمر والقراءة لأجل المال، فإذا لم يكن للقاري ثواب لعدم النية الصحيحة فأين يصل الثواب إلى المستأجر، ولو لا الأجرة ما قرأ أحد لأحد في هذا الزمان، بل جعلوا القرآن العظيم مكسباً ووسيلة إلى جمع الدنيا. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، مطلب: تحرير مهم في عدم جواز الاستئجار على التلاوة": ج۹،ص:۷۷)

(۲) أشرف علي تهانوي -رحمة الله عليه-، إمداد الفتاویٰ: ج۵،ص:۳۶۳)

(۱) عن عائشة -رضي الله عنها- قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد. (أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب الأقضية: باب نقض الأحكام الباطلة": ج۲، ص:۷۷،رقم:۱۷۱۸)

(يكره) اتخاذ الدعوة لقراءة القرآن وجمع الصلحاء والقرآن للختم أو لقراءة سورة الأنعام الخ. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب: في كراهة الضيافة من أهل الميت": ج۳،ص:۱۴۸)

(۲)للإنسان أن يجعل ثواب عمله لغيره صلاة أو صوماً أو صدقة أو غيرها. (أيضاً: مطلب: في القراءة للميت وإهداء ثوابها له": ج۳،ص:۱۵۱)

(۳)﴿إِنَّهُ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ﴾(سورة الفاطر:۳۸)

مسجد میں قرآن خوانی کرنے کا حکم:

(۸)**سوال**: کیا مسجد میں قرآن خوانی کرنا بدعت ہے، نیز جمعہ کے لئے مائک پر اعلان کر کے لوگوں کو بلانا جائز ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: ظاہر حسن، گوالیر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مروجہ قرآن خوانی خود بدعت ہے[۱]، البتہ اگر بلاالتزام واہتمام کچھ حضرات بغیر لالچ طعام وغیرہ کے محض اخلاصِ قلب کے ساتھ قرآن پاک پڑھ کر ایصال ثواب کردیں تو مضائقہ نہیں[۲]، جمعہ کے لئے بلانے کا التزام بھی نہ کرنا چاہئے کہ اذانِ جمعہ اس کے لئے کافی ہے۔[۳]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۰/۲/۱۷ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فاتحہ کے لئے کونسا وقت بہتر ہے؟

(۹)**سوال**: کس دن فاتحہ کے لئے قبر پر جانا بہتر ہے؟ اور کیا ایک جگہ کھڑے ہوکر سب عزیزوں وامت کے مسلمانوں کو ثواب پہونچایا جاسکتا ہے؛ کیونکہ دیگر عزیزوں کی قبریں بھی یہیں

---

(۱) (یکره) اتخاذ الدعوة لقراءة القرآن وجمع الصلحاء والقرآن للختم أو لقراءة سورة الأنعام الخ. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب: في كراهة الضيافة من أهل الميت": ج۳،ص:۱۴۸)

(۲) للإنسان أن يجعل ثواب عمله لغيره صلاة أو صوماً أو صدقة أو غيرها. (أيضاً: مطلب: في القراءة للميت وإهداء ثوابها له": ج۳،ص:۱۵۱)

(۳) لا ينبغي لأحد أن يقول لمن فوقه في العلم والجاه حان وقت الصلاة سوى المؤذن، لأنه استفضال لنفسه، قلت: وهذا خاص بالتثويب للأمير ونحوه على قول أبي يوسف رحمه اللهٰ فافهم. (أيضاً: "باب الأذان، مطلب: في أول من بنى المنائر للأذان": ج۲،ص:۵۶)

ہیں، مگر شناخت نہیں ہوتی کہ کہاں کہاں پر ہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: سید حبیب احمد، سوائے، مادھو پور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جمعرات، جمعہ، ہفتہ اور پیر کے دن قبرستان جانا افضل ہے اور کسی بھی دن کسی بھی وقت جانا جائز ہے[۱] اور شامی میں ان ایام کو افضل لکھا ہے، ایک جگہ کھڑے ہو کر سب کو ایصال ثواب کیا جا سکتا ہے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید (۱۴۱۶/۱/۶ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

❀ ❀ ❀

(۱) إلا أن الأفضل يوم الجمعة والسبت والإثنين والخميس. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: مطلب في زيارة القبور": ج۳،ص:۱۵۰)

(۲) سئل ابن حجر المكي عما لو قرأ لأهل المقبرة الفاتحة هل يقسم الثواب بينهم أو يصل لكل منهم ثواب ذلك كاملاً فأجاب بأنه أفتى جمع بالثاني وهو اللائق. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب: في القراءة للميت وإهداء ثوابها له": ج۳،ص:۱۵۳)

فصل ثانی

میلاد ومروّجہ صلاۃ وسلام

مجلس میلاد:

(۱۰)**سوال**: برکت کے لیے مجلس میلاد کی منت کرنا اور میلاد کی منت ماننا کیسا ہے؟ اور اس کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کھڑے ہوکر سلام اور درود پڑھتے ہیں یہ کیسا ہے؟ میلاد کے ختم پر مٹھائی تقسیم کرتے ہیں جس میں خواتین بھی ہوتی ہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد عرفان، میرٹھ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مجلس میلاد منعقد کرنے کی منت ماننا کسی بھی صورت میں درست نہیں ہے اور ایسی منت واجب بھی نہیں ہوگی، اور اگر منت مان کر مروجہ طریقہ کے مطابق مجلس میلاد منعقد کی جائے گی، تو اس میں بدعت کا گناہ لازم آئے گا جس سے پرہیز کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے تاکہ اس کی آخرت درست ہوجائے۔ چونکہ عام طور پر مجلس میلاد میں موضوع روایات پڑھی جاتی ہیں اور رسوم کی ادائیگی کی جاتی ہے، اگر یہ چیزیں باعث ثواب یا کم از کم جائز ہوتی تو عاشق رسول صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین اس پر عمل کر کے نمونہ پیش کرتے، مگر باوجودیکہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کے رگ وریشہ میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا، کبھی کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے ایسے مروجہ طریقہ پر میلاد نہیں پڑھا، پھر ہم کس شمار میں ہیں؛ اس لئے مروجہ میلاد بدعت ہے۔

البتہ بغیر منت مانے اور رسم ورواج سے بالاتر ہوکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات ولادت

کوصحیح صحیح روایتوں کے ساتھ بیان کریں جس میں قیام اور شیرنی وغیرہ نہ ہو،تو باعث ثواب ہے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۲/۱/۱۴۱۱ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

صلوٰۃ وسلام پڑھنا، انگوٹھے چومنا اور نماز کے بعد مصافحہ کا التزام:

(۱۱)**سوال**: ہمارے یہاں کچھ لوگ اذان ہونے کے بعد ''الصلوٰۃ والسلام علیك یا رسول اللّٰہ'' کہہ کر پکارتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک آنے پر انگوٹھے چومتے ہیں اور آنکھوں پر پھیرتے ہیں۔ نماز کے بعد مصافحہ کو ضروری سمجھتے ہیں اور اپنے آپ کو اہل سنت والجماعت کہتے ہیں ان کا یہ عمل کیسا ہے؟ کیا ان کو اہل سنت والجماعت کہا جاسکتا ہے؟ ان کی امامت کیسی ہے؟ ہم نے جو نمازیں ان کے پیچھے پڑھ لی ہیں ان کا کیا کیا جائے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبیداللہ خان، بمبئی

---

(۱)﴿لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ﴾(سورة الفتح:۹)

المولد الذي شاع في هذا العصر وأحدثه صوفي في عهد سلطان أربل ولم يكن له أصل من الشريعة الغراء. (علامه أنور شاه الكشميري، العرف الشذي، ''أبواب العيدين، باب ما جاء في التكبير في العيدين'': ج۱،ص:۵۶۸)

الاحتمال بذكر الولادة الشريفة إن كان خاليا من البدعات المروجة فهو جائز بل مندوب كسائر أذكاره صلى الله عليه وسلم. (أشرف علي تهانوي -رحمه الله- إمداد الفتاویٰ: ج۶،ص:۳۲۷)

وأقبح منه النذر بقراءة المولد في المنابر. (أيضاً:)

ومع اشتماله على الغناء واللعب وإيهاب ثواب ذلك إلى حضرة المصطفىٰ صلى الله عليه وسلم. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصوم: باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، مطلب في النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام'': ج۳،ص:۴۲۷)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ تمام امور کا رواج اور التزام بدعت ہے، اور شرعاً ان کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ جو لوگ ان کاموں کے مرتکب ہیں وہ اپنے آپ کو سنی یعنی اہل سنت والجماعت کہتے ہیں؛ حالانکہ وہ بدعتی ہیں، سنی نہیں ہیں؛ کیونکہ اہل سنت وہ لوگ ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں اور اجماع امت پر عمل پیرا ہیں۔ جس امام میں واقعۃً یہ مذکورہ فی السوال تمام امور پائے جاتے ہیں اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ اہل سنت کو چاہئے کہ وہ اپنی مساجد میں نماز پڑھیں، اگر نظم نہ ہو، تو نظم کیا جائے، ہاں اگر کبھی اس امام کے پیچھے نماز پڑھ لی، تو نماز ہوجاتی ہے، ترک جماعت نہ کریں اور جس طرح بھی ہوسکے صحیح نظم کریں۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۸/۱۰/۹ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

میلاد اور قیام کرنا کیسا ہے؟

(۱۲)**سوال:** بعض جگہوں پر یہ رسم ہے کہ چند آدمی مل کر میلاد کرتے ہیں یعنی کہ وعظ ونصیحت کی باتیں ہوتی ہیں مگر دوران تقریر قیام کرتے ہیں یعنی مجموعی طور پر کھڑے ہوکر کچھ پڑھتے ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شاہ عالم، کٹیہاری

---

(۱)عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس فيه فهو رد. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الصلح: باب إذا اصطلحوا على صلح جور": ج۱،ص: ۳۷۱،رقم:۲۶۹۷)

بعد وضع ظفري الإبهامين على العينين (إلى ما قال) ولم يصح في المرفوع من كل هذا شيء. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب الأذان، مطلب في كراهة تكرار الجماعة في المسجد": ج۲،ص:۶۸)

تكره المصافحة بعد أداء الصلاة بكل حال لأن الصحابة ماصافحوا بعد أداء الصلاة. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الحظر والإباحة: باب الاستبراء وغيره": ج۹،ص:۵۴۷)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: میلاد مروجہ اوراس میں قیام کا کوئی شرعی ثبوت نہیں یہ ایجاد ہی ۶۰۰ھ کی ہے، اس سے قبل مروجہ میلاد کا وجود بھی نہیں تھا۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۲۸/۵/۱۴۰۷ھ)

اذان کی شہادتین پر انگوٹھا چومنا:

(۱۳)**سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:

(۱) زید جو کہ مبتدع ہے اور اذان کے فوراً بعد مصلے پر قرآن لے کر بیٹھ جاتا ہے اور اس کو سنت سمجھتا ہے (۲) اذان واقامت میں اشہدان لا الہ پر اپنے انگوٹھوں کو چومتا ہے یہ عمل کرنا کیسا ہے؟ مفصل جواب عنایت فرمائیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: مرزا ایوب بیگ، آندھرا پردیش

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱) زید کا مذکورہ عمل اچھا اور مستحسن ہے اگر وہاں بیٹھ کر تسبیحات یا قرآن پاک پڑھتا ہو؛ لیکن اس کو ضروری اور سنت سمجھنا صحیح نہیں ہے۔[2]

---

(۱)ألمولد الذي شاع في هذا العصر وأحدثه صوفي في عهد سلطان أربل ولم يكن له أصل من الشريعة الغراء. (علامه أنور شاه الكشميري، العرف الشذي، "أبواب العيدين، باب ما جاء في التكبير في العيدين": ج۱،ص:۵۶۸)

عن أبي أمامة -رضي الله عنه-، قال: خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم متكأً علىٰ عصاً فقمنا له، فقال: لاتقوموا كما يقوم الأعاجم يعظم بعضها بعضا. (مشكوة المصابيح، "كتاب الآداب: باب القيام الفصل الثاني": ص:۴۰۳)

(۲)عن عائشة رضي الله عنها قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس فيه فهو رد. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الصلح: باب إذا اصطلحوا على صلح جور": ج۱،ص: ۳۷۱،رقم:۲۶۹۷)

(۲) یہ فعل بدعت ہے صحابۂ کرام یا اسلاف واکابر سے ثابت نہیں، البتہ اگر علاجاً ایسا کوئی کرے، تو گنجائش ہے کہ انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر پھیرنے سے آنکھوں کی بیماری سے حفاظت ہوتی ہے۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہٗ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۰۶/۱۲/۲۹ھ)

نماز جمعہ کے بعد مسجد میں بلند آواز سے سلام پڑھنا:

(۱۴)**سوال:** مسجد میں جمعہ کی نماز کے بعد دس یا بیس آدمی مل کر امام صاحب کے ساتھ بلند

---

(۱)يستحب أن يقال عند سماع الأولىٰ من الشهادة، صلى الله عليك، يا رسول الله وعند الثانية منها: قرت عيني بك يا رسول الله، ثم يقول: اللهم متعني بالسمع والبصر بعد وضع ظفري الإبهامين على العينين. ..... و في كتاب الفردوس من قبل ظفري إبهامه عند سماع أشهد أن محمداً رسول الله في الأذان أنا قائده ومدخله في صفوف الجنة، وتمامه في حواشي البحر للرملي عن المقاصد الحسنة للسخاوي، وذكر ذلك الجراحي وأطال، ثم قال: ولم يصح في المرفوع من كل هذ شيء. (وحكي الخطاب في شرح مختصره خليل حكاية أخرىٰ غير ماهنا، وتوسع في ذلك ولا يصح شيء من هذا في المرفوع كما قال المؤلف: بل كله مختلف موضوع. (شمس الدين محمد السخاوي، المقاصد الحسنة: ج۱،ص:۶۰۶، وابن عابدين، الد المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب الأذان، مطلب في كراهة الجماعة في المسجد'': ج۱،ص:۳۹۸)

من قال حين يسمع المؤذن أشهد أن محمد رسول الله: مرحباً بحبيبي وقرة عيني محمد بن عبد الله صلى الله عليه وسلم، ثم يقبل إبهاميه ويجعلهما على عينيه لم يرمد أبداً. (شمس الدين محمد السخاوي، المقاصد الحسنة: ج۱،ص:۶۰۵)

مسح العينين بباطن أنملتي السبابتين بعد تقبيلهما عندسماع قول المؤذن أشهد أن محمدا رسول الله، مع قوله: أشهد أن محمدا عبده ورسوله، رضيت بالله ربا، وبالإسلام دينا، وبمحمد صلى الله عليه وسلم نبيا، ذكره الديلمي في الفردوس من حديث أبي بكر الصديق أنه لما سمع قول المؤذن أشهد أن محمد رسول الله قال هذا، وقبل باطن الأنملتين السبابتين ومسح عينيه، فقال صلى الله عليه وسلم: من فعل مثل ما فعل خليلي فقد حلت عليه شفاعتي، ولا يصح. (شمس الدين، المقاصد الحسنة: ج۱،ص:۶۰۴)

آواز سے سلام پڑھتے ہیں جیسے میلاد والے پڑھا کرتے ہیں کیا یہ درست ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: نعیم احمد، دہلی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: یہ کہیں سے ثابت نہیں ہے، یہ طریقہ بدعت ہے جس کا ترک کرنا ضروری ہے۔[1]

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۶/۳/۱۶ھ)

مروجہ میلاد کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

(۱۵)**سوال:** مروجہ میلاد کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہؓ کے

---

(۱)عن ابن مسعود -رضي اللّٰه عنه- أنه أخرج جماعة من المسجد يهللون ويصلون على النبي صلى اللّٰه عليه وسلم. وقال لهم: ما أراكم إلا مبتدعين. (ابن عابدين، الدر المختار، مع رد المحتار، "كتاب الحظر والإباحة: باب الاسبراء وغيره، فصل في البيع": ج۹،ص:۵۷۰)

﴿إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۭ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾(سورة الأحزاب:۵۶)

عن أبي هريرة -رضي اللّٰه عنه- عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: لا تختصوا ليلة الجمعة بقيام من بين الليالي، ولا تخصوا يوم الجمعة بصيام من بين الأيام إلا أن يكون في صوم يصومه أحدكم. (أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب الصوم: باب كراهة فراد يوم الجمعة بصوم لا يوافق عادته": ج۱،ص:۳۶۱،رقم:۱۱۴۴)

وكذا في الشامي: هل يكره رفع الصوت بالذكر والدعاء؟ قيل نعم. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الحظر والإباحة، باب الاستبراء وغيره، فصل في البيع": ج۹،ص:۵۷۰)

فإذا ندب الشرع مثلا إلى ذكر اللّٰه، فالتزم قوم الاجتماع عليه على لسان واحد وصوت، أو في وقت معلوم مخصوص عن سائر الأوقات – لم يكن في ندب الشرع ما يدل على هذا التخصيص الملتزم، بل فيه ما يدل على خلافه، لأنه التزام الأمور غير اللازمة شرعاً أن تفهم التشريع، وخصوصا مع من يقتدى به في مجامع الناس كالمساجد. (علوي بن عبد اللّٰه السقاف، كتاب الاعتصام، "الباب الرابع: في مأخذ أهل البدع بالاستدلال، فصل من صور ابتاع الزائغين للمتشبهات، ومنها: تحريف الأدلة عن مواضعها": ج۱،ص:۳۲۴)

دور میں میلاد ہوتا تھا کہ نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ہاشم، منی پوری

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مجلس میلاد نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مبارک میں ہوئی نہ ہی صحابہ رضی اللہ عنہم اور نہ ہی تابعینؒ کے دور میں ہوئی، اس کا نہ شریعت اسلامیہ میں کہیں وجود ملتا ہے اور نہ ہی یہ کوئی شرعی ضرورت ہے؛ اس لئے مروجہ مجلس میلاد واجب الترک بدعت ہے اس سے بچنا ضروری ہے۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

قرآن خوانی ومیلاد پر نذرانہ دینا:

(۱۶)**سوال:** اگر کوئی آدمی گھر میں خیر و برکت کے لئے چند مولوی صاحبان کو بلا کر قرآن خوانی اور میلاد شریف پڑھائے تو یہ شریعت کے اعتبار سے کیسا ہے؟ اور قرآن ومیلاد پڑھنے والے

---

(۱)﴿لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ط﴾(سورة الفتح:۹)

المولد الذي شاع في هذا العصر وأحدثه صوفي في عهد سلطان أربل ولم يكن له أصل من الشريعة الغراء. (علامه أنور شاه الكشميري، العرف الشذي، "أبواب العيدين، باب ما جاء في التكبير في العيدين": ج۱،ص:۵۶۸)

الاحتمال بذكر الولادة الشريفة إن كان خاليا من البدعات المروجة فهو جائز بل مندوب كسائر أذكاره صلى الله عليه وسلم. (أشرف علي تهانوي -رحمه الله- إمداد الفتاویٰ: ج۶،ص:۳۲۷)

وأقبح منه النذر بقراءة المولد في المنابر. (أيضاً:)

ومع اشتماله على الغناء واللعب وإيهاب ثواب ذلك إلى حضرة المصطفىٰ صلى الله عليه وسلم. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصوم: باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، مطلب في النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام": ج۳،ص:۴۲۷)

مولویوں کونذرانے کے طور پر کچھ روپیہ دینا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ابوطاہر، بنگالی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر خیر و برکت کے لئے قرآن کریم پڑھوا دیا جائے، تو باعث ثواب ہے اور اگر بغیر کسی شرط کے لازم نہ سمجھ کر کوئی ہدیہ قاری کو دیدیا جائے، تو شرعاً کوئی وجہ ممانعت نہیں؛ لیکن تلاوت قرآن کریم پر اجرت لینا ناجائز اور حرام ہے، لہٰذا اگر اجرت کے طور پر کچھ دیا جائے خواہ مشروط ہو یا معروف ہو، تو ناجائز ہوگا۔ (۱)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۶/۲/۶ھ)

درود وسلام سے کیا مراد ہے؟

(۱۷)**سوال:** کتابوں میں پڑھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجو تو کون سا سلام بھیجیں اور درود کونسا بھیجا جائے اور درود سے کیا مراد ہے اور بعض لوگوں کو ہم نے عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقعہ پر سلام کھڑے ہوکر پڑھتے ہوئے دیکھا ہے کہ ''**یا نبي سلام علیك،**

(۱) قال الإمام النووي في الأذكار: اختلف العلماء في وصول ثواب قراءة القرآن، فالمشهور من مذهب الشافعي وجماعة أنه لا يصل، وذهب أحمد بن حنبل وجماعة من العلماء وجماعة من أصحاب الشافعي إلى أنه يصل، فالاختيار أن يقول القاري بعد فراغه: اللهم أوصل ثواب ما قرأته إلى فلان، والله أعلم. (الأذكار للنووي، ''كتاب أذكار المرض والموت وما يتعلق بهما، باب ما ينفع الميت من قول غيره'': ص:۲۵۲)

كل مباح يؤدي إلى زعم الجهال سئية أمره ووجوبه فهو مكروه. (تنقيح الفتاوى الحامدية، ''مسائل وفوائد شتى من الحظر والإباحة'': ج۲، ص:۳۳۳)

إن القرآن بالأجرة لا يستحق الثواب لا للميت ولا للقارئ. وقال العيني في شرح الهداية: ويمنع القارئ للدنيا، والآخذ والمعطي آثمان. فالحاصل أن ما شاع في زماننا من قراءة الأجزاء بالأجرة لا يجوز لأن فيه الأمر بالقراءة وإعطاء الثواب للآمر والقراءة لأجل المال؛ فإذا لم يكن للقارئ ثواب لعدم النية الصحيحة فأين يصل الثواب إلى المستأجر ولو لا الأجرة ما قرأ أحد لأحد في هذا الزمان بل جعلوا القرآن العظيم مكسباً ووسيلة إلى جمع الدنيا -وإنا إليه راجعون-أهـ. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الإجارة: باب الإجارة الفاسدة، مطلب: تحرير مهم في عدم جواز الاستئجار عل التلاوة'': ج۹، ص:۷۷)

یا رسول سلام علیك ''یہ ہی پڑھنا چاہئے یا اس میں کچھ تفصیل ہے بیان فرما کر مشکور ہوں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عباس، بجنور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجنے سے مراد یہ ہے کہ ان کے لئے رحمت کی دعاء کی جائے اس کا کوئی طریقہ متعین نہیں، صلی اللّٰہ علیه وسلم، ''یا اللّٰھم صل وسلم علی حبیبك خیر الخلق ''وغیرہ کلمات استعمال کر لئے جائیں۔[1] حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب بنا کر اور حاضر سمجھ کر سلام بھیجنے کا جو خاص طریقہ رائج ہے، شرعاً درست نہیں ہے؛ البتہ اگر روضہ اقدس پر ہو، تو مخاطب بنا کر سلام بھیجا جا سکتا ہے۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۷/۱/۱۴۱۷ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کھانے پر فاتحہ، درود وسلام پڑھنا:

(۱۸)**سوال:** بدعتی عورت کھانے پر فاتحہ پڑھتی ہے اور سلام ودرود پڑھتی ہے، یہ کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالعزیز، سکروڈوی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مروجہ فاتحہ خوانی اور اس کو بعض اوقات لازم سمجھنا، نیز

(۱)عن کعب بن عجرة فقال: ألا أهدی لك هدية سمعتها من النبي صلی اللّٰه علیه و سلم؟ فقلت بلی فأهدها لي فقال سألنا رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه و سلم فقلنا یا رسول اللّٰه کیف الصلاة علیکم أهل البیت فإن اللّٰه قد علمنا کیف نسلم علیکم؟ قال (قولوا اللّٰهم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی إبراهیم وعلی آل إبراهیم إنك حمید مجید. اللهم بارك علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی إبراهیم وعلی آل إبراهیم إنك حمید مجید)(أخرجه البخاري، في صحیحه، "کتاب الأنبیاء علیهم السلام: باب یزفون النسلان في المشي": ج۱،ص:۱۷۷،رقم:۳۳۷۰)

(۲)وعلی ما ذکرنا یکون الواقف مستقبلا وجهه علیه الصلوة والسلام وبصره فیکون أولیٰ ثم یقول في موقفه: السلام علیك یا رسول اللّٰه، السلام علیك یا خیر خلق اللّٰه، السلام علیك یا خیرة اللّٰه من جمیع خلقه السلام علیك یا حبیب اللّٰه الخ. (ابن الهمام، فتح القدیر، "کتاب الحج: خاتمه، المقصد الثاني: زیارة قبر النبي صلی اللّٰه علیه وسلم": ج۳،ص:۱۶۹)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر مروجہ سلام پڑھنا جس میں غیر شرعی طریقہ بھی اختیار کیا جاتا ہے ان چیزوں کا خیر القرون میں کوئی ثبوت نہیں ہے [۱] اگر میت کو ثواب ہی پہونچانا ہے تو نماز پڑھ کر، قرآن پڑھ کر روزہ رکھ کر یا صدقہ وغیرہ دے کر میت کو ثواب پہونچا دیا جائے۔ [۲] مزید تفصیل کے لیے اصلاح الرسوم مؤلفہ حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا مطالعہ کریں۔

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

جلوس محمدی ومدح صحابہؓ کی حیثیت:

(۱۹) **سوال:** شیعوں کے جلوس کی مخالفت کرتے ہوئے اہل سنت کا جلوس محمدیؐ اور مدح صحابہؓ کے لیے جلوس نکالنا جس میں خرافات بھی ہوتی ہیں یہ کیسا ہے؟ جب کہ شیعہ وسنی کا ٹکراؤ ہو جاتا ہے اور بعض مرتبہ پتھراؤ بھی ہو جاتا ہے۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد رضوان، ہریدوار

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شیعہ جو کچھ کرتے ہیں وہ کرتے ہی ہیں، لیکن جلوس محمدی

---

(۱) ومنها أي من القصص المختلفة الموضوعة ما يذكرونه من أن النبي يحضر بنفسه في مجالس وعظ مولده عند ذكر مولده وبنوا عليه القيام عند ذكر المولد تعظيما وإكراما. وهذا أيضا من الأباطيل لم يثبت ذلك بدليل ومجرد الاحتمال والإمكان خارج عن حد البيان. (محمد عبد الحي، الآثار المرفوعة في الأخبار الموضوعة، "ذكر بعض القصص المشهورة": ج۱،ص:۴۶)

(۲) الأصل أن كل من أتى بعبادة ما له جعل ثوابها لغيره، صلاة أو صوما أو صدقة أو قراء ة أو ذكراً أو طوافاً أو حجاً أو عمرة. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الحج: باب الحج عن الغير": ج۴،ص:۱۰)

والأصل فيه أن الإنسان له أن يجعل ثواب عمله لغيره صلاة أو صوما أو صدقة أو قراء ة قرآن أو ذكرا أو طوافا أو حجا أو عمرة أو غير ذلك عند أصحابنا للكتاب والسنة. (ابن نجيم، البحرا الرئق، "كتاب الحج: باب الحج عن الغير": ج۳،ص:۱۰۵)

الأصل في هذا الباب أن الإنسان له أن يجعل ثواب عمله لغيره صلاة أو صوماً أو صدقة أو غيرها عند أهل السنة والجماعة. (ابن الهمام، فتح القدير، "كتاب الحج: باب الحج عن الغير": ج۳،ص:۱۳۱)

اور مدح صحابہؓ وغیرہ کا ہمارے یہاں بھی کوئی ثبوت نہیں ہے۔ بدعات وخرافات کی مخالفت اس لیے ہوتی ہے تاکہ وہ ختم ہو اور اگر ایک منکر سے متعدد منکرات پیدا ہو رہے ہوں، تو اس کو دانش مندی نہیں کہہ سکتے ہیں؛ اس لیے باہمی مشورے سے ایسی صورتیں اختیار کی جائیں کہ فتنہ فساد قطعاً نہ ہو، سنجیدہ علماء باہمی مشورے سے کوئی لائحہ عمل علاقے کی نزاکت کو دیکھ کر طے کریں۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۵/۴/۱۸ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

"یا نبی سلام علیك" آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر جان کر پڑھنا:

(۲۰)**سوال**: مروجہ میلاد کے موقعہ پر "یا نبي سلام علیك" پڑھا جاتا ہے، بعض لوگ اس عقیدہ سے پڑھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا رہے ہیں اور بعض لوگ اس طرح کے عقیدہ کے بغیر پڑھتے ہیں اور یہ کلمات گانے کے طرز پر پڑھتے ہیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: ابوالحسن، آسام

الجواب وباللّٰہ التوفیق: "یا نبي سلام علیك" پڑھنے والے اس عقیدہ سے پڑھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ تشریف لاتے ہیں جہاں پر پڑھا جاتا ہے اور یہ گمان

---

(۱)عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس فيه فهو رد. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الصلح: باب إذا اصطلحوا على صلح جور": ج۱،ص: ۳۷۱،رقم:۲۶۹۷)

المولود الذي شاع في هذا العصر وأحدثه صوفي في عهد سلطان أربل ولم يكن له أصل في الشريعة الغراء. (علامه أنور شاه الكشميري، العرف الشذي، "أبواب العيدين، باب ما جاء في التكبير في العيدين": ج۱،ص:۵۶۸)

وهو أيضاً: بدعة لم يرد فيه شيء به على أن الناس إنما يفعلون ذلك تعظيماً له صلى اللّٰه عليه وسلم فالعوام معذورون لذلك بخلاف الخواص. (أحمد بن محمد، الفتاوى الحديثية: ج۱،ص:۵۸)

شریعت اسلامیہ کے خلاف ہے۔لہٰذا اس گمان کے ساتھ پڑھنا ممنوع ہے۔اور جس کا یہ گمان نہ ہو اس کو بھی نہیں پڑھنا چاہئے اس لیے کہ اس صورت میں ان سے تشبہ ہے۔نیز گانے کی صورت بنانا خود مذموم ہے اس لیے اس طرح کا طریقہ اختیار نہیں کرنا چاہئے۔رہا نفس درود شریف تو شرعی حدود میں رہ کر پڑھنا چاہئے بہت ہی اجر وثواب کا ذریعہ ہے۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۹/۱/۱۴۲۵ھ)

---

(۱)رجل تزوج بامرأة بغير شهود، فقال الرجل للمرأة: ''خدا را وپیغمبر را گواه کردیم'' قالوا: يكون كفرا، لأنه اعتقد أن رسول الله صلى الله عليه يعلم الغيب، وهو ما كان يعلم الغيب حين كان في الأحياء فكيف بعد الموت. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بالأنبياء -عليهم السلام-'': ج۲،ص:۲۷۹)

وعلى ما ذكرنا يكون الواقف مستقبلاً وجهه -عليه الصلاة والسلام- وبصره فيكون أولىٰ، ثم يقول في موقفه: السلام عليك يا رسول الله إلخ. (ابن الهمام، فتح القدير، ''كتاب الحج: مسائل منثورة'' :ج۳،ص:۱۶۹)

وعن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من صلى على عند قبري سمعته ومن صلى عليّ نائيا أبلغته، رواه البيهقي في شعب الإيمان. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ''كتاب الصلاة: باب الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم، الفصل الثالث'': ج۳،ص:۱۷،رقم:۹۳۴)

ومنها أي من القصص المختلفة الموضوعة ما يذكرونه من أن النبي يحضر بنفسه في مجالس وعظ مولده عند ذكر مولده وبنوا عليه القيام عند ذكر المولد تعظيما وإكراما. وهذا أيضا من الأباطيل لم يثبت ذلك بدليل ومجرد الاحتمال والإمكان خارج عن حد البيان. (محمد عبد الحي، الآثار المرفوعة في الأخبار الموضوعة، ''ذكر بعض القصص المشهورة'': ج۱،ص:۴۶)

جرت عادة كثير من المحبين إذا سمعوا بذكر وضعه صلى الله عليه وسلم إن يقيموا تعظيماً له صلى الله عليه وسلم، وهذا القيام، بدعة لا أصل لها. (محمد بن يوسف، سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد، 'تنبيهات'': ج۱،ص:۳۴۴)

درود شریف پڑھتے وقت انگلیوں کا چومنا:

(۲۱)**سوال**: درود شریف پڑھتے وقت، انگلیوں کو چومنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: حافظ فضل رب خاں، بلیاوی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: درود شریف پڑھتے ہوئے انگلیوں کو چوم کر آنکھوں پر رکھنا بدعت ہے، جس کا ترک کرنا ضروری ہے۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۴/۱/۱۵ھ)

مسجد میں میلاد کرنا:

(۲۲)**سوال**: کیا مسجد کے اندر میلاد شریف ہوسکتا ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: حافظ محمد شاہد حسین صاحب، بریلی

---

(۱)مسح العينين بباطن أنملتي السبابتين بعد تقبيلهما عندسماع قول المؤذن أشهد أن محمدا رسول الله، مع قوله: أشهد أن محمدا عبده ورسوله، رضيت بالله ربا، وبالإسلام دينا، وبمحمد صلى الله عليه وسلم نبيا، ذكره الديلمي في الفردوس من حديث أبي بكر الصديق أنه لما سمع قول المؤذن أشهد أن محمد رسول الله قال هذا، وقبل باطن الأنملتين السبابتين ومسح عينيه، فقال صلى الله عليه وسلم: من فعل مثل ما فعل خليلي فقد حلت عليه شفاعتي، ولا يصح. (شمس الدين، المقاصد الحسنة :ج۱،ص:۶۰۴)

و في كتاب الفردوس من قبل ظفري إبهامه عند سماع أشهد أن محمداً رسول الله في الأذان أنا قائده ومدخله في صفوف الجنة، وتمامه في حواشي البحر للرملي عن المقاصد الحسنة للسخاوي، وذكر ذلك الجراحي وأطال، ثم قال: ولم يصح في المرفوغ من كل هذا شيء. (وحكي الخطاب في شرح مختصره خليل حكاية أخرىٰ غير ماهنا، وتوسع في ذلك ولا يصح شيء من هذا في المرفوع كما قال المؤلف: بل كله مختلف موضوع. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب الأذان، مطلب في كراهة الجماعة في المسجد'': ج۱،ص:۳۹۸)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: رائج پابندیوں کے ساتھ مروجہ میلاد مسجد اور غیر مسجد کہیں بھی درست نہیں ہے،[۱] البتہ مستند اور درست حدیثوں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک بلا کسی دن کی خصوصیت کے مستحب اور باعث ثواب ہے۔[۲]

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد واصف غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۰۶/۶/۲۳ھ)

صلوٰۃ وسلام میں خطاب کا صیغہ:

(۲۳) **سوال:** صلی اللہ علیک یارسول اللہ وسلم علیک یا حبیب اللہ یا خلیل اللہ یا ذبیح اللہ۔ اس قسم کے بہت سے الفاظ پڑھتے ہیں، یہ سب الفاظ پڑھنا ٹھیک ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: اسلام الدین، نیپال

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ الفاظ کے ساتھ درود پڑھنا ثابت نہیں ہے اور حرف ندا مخاطب (جو سامنے موجود ہو) کے لیے استعمال ہوتا ہے؛ اس کے لیے مذکورہ طریقہ کی بجائے صرف درود پڑھیں جو کہ نماز میں پڑھا جاتا ہے۔ اس کی بہت فضیلت مروی ہے اور بہت زیادہ ثواب

---

(۱) عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس فيه فهو رد. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الصلح: باب إذا اصطلحوا على صلح جور": ج۱،ص: ۳۷۱، رقم: ۲۶۹۷)

المولود الذي شاع في هذا العصر وأحدثه صوفي في عهد سلطان أربل ولم يكن له أصل في الشريعة الغراء. (علامه أنور شاه الكشميري، العرف الشذي، "أبواب العيدين، باب ما جاء في التكبير في العيدين": ج۱،ص: ۵۶۸)

(۲) ويستحب أن يقال عند سماع الأولىٰ من الشهادة صلى اللّٰه عليه وسلم إلخ. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب الأذان، مطلب في كراهة تكرار الجماعة في المسجد": ج۲،ص: ۶۸)

ملتا ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۸/۷/۱۴۰۸ھ)

مجالس میں صلوٰۃ وسلام پڑھنا:

(۲۴)**سوال**: بعض مقامات پر خصوصاً ربیع الاولیٰ کے ماہ میں مولود شریف کے نام سے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا عربی میں نسب نامہ اور بعض کرامات وغیرہ مجالس میں پڑھتے ہیں اور درمیان میں خوب زور زور سے نعت خوانی بھی ہوتی ہے اور آخر میں صلوٰۃ وسلام پڑھا جاتا ہے اور سلام پڑھنے کے وقت سب لوگ کھڑے ہوجاتے ہیں اور پڑھنے والا سبھی کو کھڑے ہونے کا حکم دیتا ہے اور جو کھڑا نہیں ہوتا اس کو برا ہی نہیں، بلکہ بے دین سمجھا جاتا ہے۔ از روئے شریعت اس قسم کی مولود اور اعمال کی گنجائش ہے یا نہیں؟ اس قسم کے مولود کو عبادت اور نیک عمل میں شمار کیا جائے گا کہ نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: غلام نبی قاسمی، کشمیر

---

(۱)عن كعب بن عجرة فقال: ألا أهدى لك هدية سمعتها من النبي صلى الله عليه و سلم؟ فقلت بلى فأهدها لي فقال سألنا رسول الله صلى الله عليه و سلم فقلنا يا رسول الله كيف الصلاة عليكم أهل البيت فإن الله قد علمنا كيف نسلم عليكم؟ قال (قولوا اللّهم صل على محمد وعلى آل محمد كما صليت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم إنك حميد مجيد اللهم بارك على محمد وعلى آل محمد كما باركت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم إنك حميد مجيد). (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الأنبياء -عليهم السلام-: باب يزفون النسلان في المشي": ج۱،ص:۱۷۷،رقم:۳۳۷۰)

وعلى ما ذكرنا يكون الواقف مستقبلا وجهه عليه الصلوة والسلام وبصره فيكون أولىٰ ثم يقول في موقفه: السلام عليك يا رسول الله، السلام عليك يا خير خلق الله، السلام عليك يا خيرة الله من جميع خلقه، السلام عليك يا حبيب الله الخ. (ابن الهمام، فتح القدير، "كتاب الحج: خاتمه، المقصد الثاني: زيارة قبر النبي صلى الله عليه وسلم": ج۳،ص:۱۶۹)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات کا پڑھنا اور سننا باعث ثواب؛ بلکہ رحمت وبرکت ہے۔ خواہ حالات صغرسنی کے ہوں، بعثت سے قبل کے ہوں یا بعد کے لیکن مذکورہ طریقہ درست نہیں ہے اگر مذکورہ فی السوال طریقہ باعث ثواب ہوتا تو صحابہ کرامؓ تابعینؒ، تبع تابعینؒ اور ائمہ عظامؒ اس کی پابندی کرتے اور کبھی بھی اس کو ترک نہ کرتے، لیکن ایسا نہیں ہوا۔ بلکہ مروجہ میلاد ۶۰۰ھ کی ایجاد ہے اور مبتدعین نے اس کو شروع کیا جس میں ضعیف اور موضوع روایات بھی پڑھی جاتی ہیں؛ حالانکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جس نے میرے اوپر جھوٹ بولا اس کو چاہئے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں تلاش کرے اس لئے صحابہ کرامؓ بھی روایات میں بہت احتیاط سے کام لیتے تھے۔ دوسرے یہ گا گا کر پڑھتے ہیں نعت خوانی بھی ساز پر ہوتی ہے اور سلام پڑھتے وقت کھڑا ہونا اور کھڑے ہونے کی تاکید کرنا جو کھڑا نہ ہو اسے برا بھلا کہنا امور ممنوعہ ہیں شریعت میں ان کی نہ کوئی نظیر ہے نہ حقیقت؛ اس لیے ایسے طریقہ سے اجتناب کرنا چاہئے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۰۸/۵/۲۵ھ)

درگاہ پر میلاد:

(۲۵) **سوال:** درگاہ پر میلاد کی کیا نوعیت ہے؟ فرض، سنت یا واجب یا مباح ہے؟ جو حکم بھی صادر فرمائیں اگر درگاہ پر جلسہ سیرت النبی کرادیں تو اس سے یہ مقصد حاصل ہوجائے گا۔ کیا

---

(۱) عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس فيه فهو رد. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الصلح: باب إذا اصطلحوا على صلح جور": ج۱،ص:۳۷۱،رقم:۲۶۹۷)

المولود الذي شاع في هذا العصر وأحدثه صوفي في عهد سلطان أربل ولم يكن له أصل في الشريعة الغراء. (علامه أنور شاه الكشميري، العرف الشذي، "أبواب العيدين، باب ما جاء في التكبير في العيدين": ج۱،ص:۵۶۸)

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں اس کا رواج تھا؟ اس کی ابتداء کب سے ہوئی؟ جواب عنایت فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: ایس اے قادر، بمبئی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نہ فرض ہے نہ سنت نہ واجب نہ ہی مباح۔ یہ بدعت ۶۰۰ھ میں ایجاد ہوئی اور بدعت کا ترک باعث ثواب ہے۔ جلسہ سیرت النبی کر سکتے ہیں۔[1]

فقط واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۰۸/۱۲/۲۰ھ)

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسے کو روکنا کیسا ہے؟

(۲۶) **سوال:** کیا کسی بھی مکتبہ فکر کے مسلمانوں کو سیرت النبی جلسہ منعقد کرنے کا حق حاصل ہے، کسی جماعت نے مخالفت کی اور جلسہ نہ ہونے دیا اور جلسہ کو روکنا ثواب بتلایا اور جلسہ کرنے والے کو گمراہ بتلایا۔ ایسے لوگوں پر توبہ لازم ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: ساجد نقشبندی، جامع مسجد، دہلی

---

(۱) المولود الذي شاع في هذا العصر وأحدثه صوفي في عهد سلطان أربل ولم يكن له أصل في الشريعة الغراء. (علامه أنور شاه الكشميري، العرف الشذي، "أبواب العيدين، باب ما جاء في التكبير في العيدين": ج۱،ص:۵۶۸)

الاحتفال بذكر الولادة الشريفة إن كان خاليا من البدعات المروجة فهو جائز. (اشرف علي تهانوی رحمه الله، امداد الفتاوی: ج۶،ص:۳۲۷)

عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس فيه فهو رد. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الصلح: باب إذا اصطلحوا على صلح جور": ج۱،ص:۳۷۱،رقم:۲۶۹۷)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی اور سیرت کا بیان کرنا اور سننا باعث برکت وخیر ہے، دین میں پختگی، عقائد کی درستگی، معاشرہ وسماج کی درستگی کا ذریعہ ہے؛ مگر شرط یہ ہے کہ صحیح مستند حالات بیان کیے جائیں اور ان پر عمل کرنے کی ترغیب دی جائے تو ایسا جلسہ کرنے یا اس مقصد کے لئے کسی اجتماع کو روکنا غلط ہے۔ اس قسم کے اجتماعات یا جلسے جائز ہیں، البتہ یہ بھی ضروری ہے کہ ان جلسوں میں کسی کی مخالفت یا تنقید اور دشنام طرازی اور گروہ بندی کا ذریعہ نہ بنایا جائے کہ یہ باعثِ افتراق وانتشار ہوجائے گا، اس صورت میں اس کو سیرت النبی کا نام دینا بھی غلط ہوگا اور وہ ناجائز بھی ہوگا اور اس کو رد کردینا بھی ضروری ہوگا۔ [1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۰۹/۱۲/۵ھ)

❀ ❀ ❀

(۱) الاحتفال بذكر الولادة الشريفة إن كان خاليا من البدعات المروجة فهو جائز. (أشرف علي تهانوي، -عليه الرحمة- إمداد الفتاوى: ج٦،ص:٣٢٧)

ومنها أي من القصص المختلفة الموضوعة ما يذكرونه من أن النبي يحضر بنفسه فى مجالس وعظ مولده عند ذكر مولده وبنوا عليه القيام عند ذكر المولد تعظيما وإكراما. وهذا أيضا من الأباطيل لم يثبت ذلك بدليل ومجرد الاحتمال والإمكان خارج عن حد البيان. (محمد عبد الحي، الآثار المرفوعة في الأخبار الموضوعة، "ذكر بعض القصص المشهورة": ج١،ص:٤٦)

المولود الذي شاع في هذا العصر وأحدثه صوفي فى عهد سلطان أربل ولم يكن له أصل في الشريعة الغراء. (علامه أنور شاه الكشميري، العرف الشذي، "أبواب العيدين، باب ما جاء في التكبير في العيدين" :ج١،ص:٥٦٨)

فصل ثالث

نذر و نیاز سے متعلق رسومات

فاتحہ پڑھنا، نیاز کرنا، کونڈے بھرنا:

(۲۷)**سوال**: کھانے پر فاتحہ وغیرہ پڑھنا اور نیاز کرنا اور کونڈے وغیرہ بھرنا جائز ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شریف، کیرانہ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مروجہ فاتحہ خوانی، نیاز اور کونڈے وغیرہ بھرنا بدعت ہے اور ناجائز امور ہیں۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۰/۱/۱۰ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

پیر کے نام پر بچے کے بال نہ کٹوانا:

(۲۸)**سوال**: بعض ایسی جگہوں پر جہاں دینی تعلیم نہیں ہے وہاں پر لوگوں نے یہ دستور بنا رکھا ہے کہ بچوں کے سر کے بال نہیں کاٹتے اور کسی بزرگ کے نام پر بچوں کے سر پر چوٹی رکھتے ہیں اور پھر کچھ مدت کے بعد اس بچہ کو مزار پر لے جا کر خوشیاں مناتے ہیں اور تعلق داروں اور رشتہ داروں

---

(۱) تعیین فاتحہ بر شیرینی از طعام دریں شبہات از احادیث وروایات کتب معتبرہ ثابت نہ شدہ۔ (مأۃ مسائل: ص:۱۰۸)
يكره اتخاذ الدعوة لقرأة القرآن وجمع الصلحاء والقراء للختم أو لقراءة سورة الأنعام والإخلاص. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب في كراهة الضيافة من أهل الميت": ج۳،ص:۱۴۸))

کو بھی ساتھ لے جاتے ہیں اور مزار پر کھانا پکا کر کھلاتے ہیں یہ کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اکرام، سہارنپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ طریقہ غیر اسلامی ہے، اہل سنت والجماعت کے عقیدے اور طریقہ کے خلاف اور بدعت ہے، اسلامی طریقہ تو یہ ہے کہ ساتویں دن بچے کا عقیقہ کیا جائے یعنی اللہ کے نام پر قربانی بچے کی طرف سے کی جائے اور اس کے بال کٹوا کر اس کے وزن کے مطابق چاندی غرباء پر تقسیم کی جائے اس کے علاوہ مذکورہ فعل مشرکانہ ہے جو بالکل بے اصل ہے طریقۂ سنت کو چھوڑ کر دوسرا طریقہ اختیار کرنا بدعت اور باعث گناہ ہے ایسی غلط باتوں اور رسموں سے ہر مسلمان پر پرہیز کرنا لازم ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۸/۶/۲۰ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

نذر پوری ہونے پر یا میت کی طرف سے کھانا کھلانا:

(۲۹) **سوال:** بعض جگہ دستور ہے کہ جب کھانا کھانے والا کھانے کے لیے سامنے آتا ہے تو کھانا کھلانے والا یہ کہتا ہے کہ میں فلاں میت کی طرف سے کھانا کھلا رہا ہوں یا یہ کہتا ہے کہ میرا فلاں کام ہو گیا اس لئے کھانا کھلا رہا ہوں اس لئے کچھ فاتحہ وغیرہ ضروری سمجھ کر ایسا کرنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شاہ عالم، کٹیہاری

---

(۱) وأما النذر الذي ينذره أكثر العوام على ما هو مشاهد كأن يكون لإنسان غائب أو مريض، أو له حاجة ضرورية فيأتي بعض الصلحاء فيجعل ستره على رأسه فهذا النذر باطل بالإجماع. (ابن نجيم، البحر الرائق، "كتاب الصوم: باب ما يلزم الوفاء به": ج۲،ص:۶۹۳)

إن النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام وما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها إلى ضرائح الأولياء الكرام تقرباً إليهم فهو بالإجماع باطل. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصوم: باب ما يفسد الصوم ومالا يفسده، مطلب في النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام": ج۳،ص:۴۲۷)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ جملہ امور بدعت میں داخل ہیں اور نذر کا کھانا صرف غرباء کو کھلانا چاہئے اس پر مروجہ فاتحہ وغیرہ بدعت ہے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۲۸/۵/۱۴۰۷ھ)

میلاد کی نذر ماننا اور مجلس میلاد منعقد کرنا:

(۳۰) **سوال:** (۱) کسی نے نذر مانی کہ میرا فلاں کام ہوگیا تو میلاد شریف کروں گا۔ تو اس نذر کا پورا کرنا واجب ہے یا نہیں؟

(۲) میلاد شریف کی مجلس منعقد کرنا درست ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد ظفیر الدین

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مروجہ میلاد (جس میں التزام قیام وشیرینی کی تقسیم اور غیر صحیح روایات کا بیان ہوتا ہے) کا پڑھنا نہ تو فرض ہے نہ واجب نہ مسنون ومستحب ہے بلکہ بدعت ہے، اس سے پرہیز ہر مسلمان کے لئے لازم اور ضروری ہے۔[۲]

---

(۱) یکره اتخاذ الدعوة لقرأة القرآن وجمع الصلحاء والقراء للختم أو لقراء ة سورة الأنعام والإخلاص. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب في كراهة الضيافة من أهل الميت": ج۳،ص:۱۴۸)

كذا في مأة مسائل: ص:۱۰۸.؛ كذا في فتاوى رشيديه: ص:۹۳.

(۲) لا يجوز ما يفعله الجهال بقبور الأولياء والشهداء من السجود والطواف حولها واتخاذ السرج والمساجد عليها ومن الاجتماع بعد الحول كالأعياد ويسمونه عرسا. (محمد ثناء الله -رحمه الله- تفسير مظهري، "سورة آل عمران: ۶۴": ج۲،ص:۶۸)

آنچہ بر قبور اولیاء عمارت ہائے رفیع بنامی کنند و چراغاں روشن کنند وازیں قبیل ہر چہ می کنند حرام است یا مکروہ۔

ترجمہ: وہ جو کچھ اولیاء کرام کی قبروں پر کیا جاتا ہے کہ اونچی اونچی عمارتیں بناتے ہیں اور چراغ روشن کرتے ہیں اور اس قسم کی جو چیز بھی کرتے ہیں حرام ہے، یا مکروہ۔ (قاضی ثناء اللہ، مالا بدمنہ: ص:۷۸)

البتہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اگر صحیح روایات پڑھی جائیں اور کوئی قیام وغیرہ کی رسمیں نہ کی جائیں اور اس خاص وقت کی تعیین دائمی طور پر نہ کی جائے تو میلاد باعث ثواب ہے۔[۱]

پس میلاد کی نذر ماننے سے میلاد کرانا ضروری نہیں ہے اگر مروجہ طریقہ پر میلاد کرائی جائے گی، تو نیکی برباد اور گناہ لازم آئے گا، اس رقم کو جو میلاد پر خرچ کرنے کا ارادہ ہو غرباء ومساکین اور ضرورت مندوں پر خرچ کردے کہ اس کا ثواب اس کو مل جائے گا۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۴/۱/۶ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

اولیاء کرام کے نام پر پالتو جانور کا کھانا حلال ہے کہ نہیں؟

(۳۱) **سوال**: کچھ لوگ اولیاء کرام کے نام پر جانور پالتے ہیں جیسے غوث اعظم کا بکرا یا مرغا ہے، ایسے جانوروں کا کھانا حلال ہے یا حرام ہے۔

فقط: والسلام
المستفتی: مولوی محمد نعیم قاسمی، جموں کشمیر

الجواب وباللہ التوفیق: کسی پیر یا بزرگ کے نام پر جانور پالنے کا مقصد ہوتا ہے

---

(۱) الاحتال بذكر الولادة الشريفة إن كان خاليا من البدعات المروجة فهو جائز بل مندوب كسائر أذكاره صلى الله عليه وسلم. (امداد الفتاوی: ج۶، ص:۳۲۷)

(۲) المولد الذي شاع في هذا العصر وأحدثه صوفي في عهد سلطان أربل ولم يكن له أصل من الشريعة الغراء. (علامه أنور شاه الكشميري، العرف الشذي، "أبواب العيدين، باب ما جاء في التكبير في العيدين": ج۱، ص:۵۶۸)

وأقبح منه النذر بقراءة المولد في المقابر. (أيضاً:)

ومع اشتماله على الغناء واللعب وإيهاب ثواب ذلك إلى حضرة المصطفىٰ صلى الله عليه وسلم. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصوم: باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، مطلب في النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام": ج۳، ص:۴۲۷)

کہ اس کو اسی کے نام پر ذبح کیا جائے گا تو اگر اس کو پیر یا بزرگ ہی کے نام پر ذبح کیا جائے تو ﴿ما أهل به لغير الله﴾ کے نام پر ذبح کیا ہوا ہے اور اگر پیر یا بزرگ کا نام دینے سے مقصد یہ ہو کہ فلاں کو اس کا ثواب پہونچے، لیکن ذبح اللہ ہی کے نام پر ہو تو اس کا کھانا درست ہے اور ذبح جائز ہے، البتہ یہ طریقہ کہ فلاں کے نام کا جانور ہے پہلی صورت کی نشاندہی کرتا ہے؛ اس لئے اس طریقہ کو اختیار کرنا درست نہیں۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۶/۱۴ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کسی امام یا بزرگ کے نام سے نذر ونیاز کرنے کا حکم:

(۳۲) **سوال**: کسی بزرگ یا ولی اللہ کے نام سے نذر ونیاز کرنے کا کیا حکم ہے؟ کیا شریعت اسلامیہ میں ایسا کرنا جائز ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: الطاف، کھنڈوا، ایم پی

الجواب وباللہ التوفیق: شریعت اسلامیہ میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے مروجہ نذر

---

(۱) لعن الله من ذبح لغيره الله. (أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب الأضاحي، باب تحريم الذبح" :ج۲، ص:۱۶۱، رقم:۱۹۷۸)

ولم يكن له أصل من الشريعة الغراء. (علامه أنور شاه الكشميري، العرف الشذي، "أبواب العيدين، باب ما جاء في التكبير في العيدين": ج۱، ص:۵۶۸)

قال العلماء: لو أن مسلما ذابح ذبيحة ..... وقصد بذبحها التقرب إلى غير الله صار مرتداً فذبيحته مرتد. (امام طبري، جامع البيان: ج۲، ص:۱۲۰)

وأما النذر الذي ينذره أكثر العوام على ما هو مشاهد كأن يكون لإنسان غائب أو مريض، أو له حاجة ضرورية فيأتي بعض الصلحاء فيجعل ستره على رأسه ..... إلى..... فهذا النذر باطل بالإجماع. (ابن نجيم، البحر الرائق، "كتاب الصوم: قبيل باب الاعتكاف": ج۲، ص:۲۹۸)

ونیاز کرنا بدعت ہے اور یہ ناجائز امور میں سے ہے اس طرح کے کام سے بچنا ضروری ہے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۹/۱ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

بانجھ عورت کا دیوی کو مرغ بھینٹ کرنا:

(۳۳)**سوال**: ایک عامل بانجھ عورت سے بچہ ہونے کے لئے دیویوں کی بھینٹ میں مرغ چڑھواتا ہے یہ کیسا ہے اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: ماسٹر نسیم اختر، دہلی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ صورت حرام وگناہ کبیرہ ہے اس کو چھوڑنے کے بعد توبہ واستغفار لازم ہے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۵/۱۲ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ولم يكن له أصل من الشريعة الغراء. (علامه أنور شاه الكشميري، العرف الشذي، "أبواب العيدين، باب ما جاء في التكبير في العيدين": ج۱،ص:۵۶۸)

وهو أيضاً: بدعة لم يرد فيه شيء به على أن الناس إنما يفعلون ذلك تعظيماً له صلى الله عليه وسلم فالعوام معذورون لذلك بخلاف الخواص. (أحمد بن محمد، الفتاوى الحديثية: ج۱،ص:۵۸)

وأعلم أن النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام وما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها إلى ضرائح الأولياء الكرام تقربا إليهم فهو بالإجماع باطل وحرام. (ابن عابدين، الد المختار مع رد المحتار، "كتاب الصوم: باب ما يفسد الصوم ومالا يفسده، مطلب في النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام": ج۳،ص:۴۲۷)

وأما النذر الذي ينذره أكثر العوام على ما هو مشاهد كأن يكون .....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر.....

منت مانی کہ میرا کام ہوگیا تو میں میلاد کروں گا:

(۳۴)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:

زید نے منت مانی کہ اگر میرا فلاں کام ہوگیا، تو میں میلاد کروں گا اور ہمارے یہاں میلاد کا طریقہ ہے کہ ایک مجلس منعقد کی جاتی ہے اور تلاوت ونعت خوانی کے بعد مولوی صاحب اپنی باتیں بتاتے ہیں پھر اس کے بعد مٹھائیاں تقسیم کی جاتی ہیں تو ایسی منت ماننا اور یہ مروّجہ طریقہ درست ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: عبدالسلام صاحب، کلکتہ

الجواب وبا اللّٰہ التوفیق: صورت مسئولہ میں میلاد کی منت درست نہیں؛ اس لئے اس منت کا پورا کرنا زید پر ضروری نہیں بلکہ اگر زید نے مروجہ طریقہ پر میلاد کرایا تو مرتکب بدعت ہوگا۔ اس سے پرہیز اولیٰ ہے؛ البتہ علماء وصلحاء سے وعظ کہلوانا اور نعت پڑھوانا اس میں اجر وثواب ہے اس میں بھی مٹھائی وغیرہ کا رواجی انتظام نہ کیا جائے تاکہ جو حضرات اس میں شریک ہوں وہ اخلاص کے ساتھ اللہ کے لئے شریک ہوں مٹھائی یا کسی قسم کے کھانے کا لالچ نہ ہو اس سے ثواب ختم ہوجائے گا۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۵/۳/۶ھ)

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا..... لإنسان غائب أو مريض، أو له حاجة ضرورية فيأتي بعض الصلحاء فيجعل ستره على رأسه ..... إلى..... فهذا النذر باطل بالإجماع. (ابن نجيم، البحر الرائق، ''كتاب الصوم: قبيل باب الاعتكاف'': ج۲،ص:۲۹۸)

(۲) ﴿مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيْرَةٍ وَّ لَا سَآئِبَةٍ وَّ لَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ ۙ وَّ لٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ وَأَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ﴾ (سورة المائده:۱۰۳)

عن عائشة قالت: قال رسول الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد. (مشكوٰة المصابيح، ''كتاب الإيمان: باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول'': ج۱،ص:۲۷)

(۱)لا يلزم النذر إلا إذا كان طاعة وليس بواجب وكان من جنسه واجب .....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر.....

مزاروں پر بکرا ذبح کرنا:

(۳۵)**سوال**: ہمارے امام صاحب کہتے ہیں کہ مزاروں پر جانا منع ہے اگر کسی نے یہ کہا کہ میں مزار پر جا کر بکرے کی نیاز کروں گا اور بکرا ''بسم اللّٰہ، اللّٰہ أکبر'' کہہ کر ذبح کروں گا۔ امام صاحب کہتے ہیں کہ یہ جانور بھی حرام ہے۔ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ مردہ ولی ہو یا بزرگ کوئی بھی وہ مردہ ہی ہے زندہ نہیں ہے امام صاحب درست کہتے ہے یا نہیں؟ شرعی مسئلہ کیا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: شفیق احمد، ہرپالی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مزارات پر جانا، اور آیات قرآنی پڑھ کر میت کو ثواب پہنچانا، اور دعائے مغفرت کرنا، بلا شبہ جائز ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی جنت البقیع میں تشریف لے جاتے، اور ایصال ثواب، دعاء مغفرت فرماتے تھے؛ البتہ مزارات پر جا کر خلاف شریعت امور کرنا اور رونا، یا صاحب مزار سے امداد طلب کرنا جائز نہیں ہے، مگر توسل کی اجازت ہے، اور حضرت ابوبکر وعمر اور دوسرے اکابر صحابہؓ سے بھی ثابت ہے کہ انہوں نے دعاء میں وسیلہ اختیار کیا جہاں تک نیاز کی بات ہے تو اس کا ثبوت نہیں ملتا ہے بلا شبہ یہ بدعت ہے، اور اگر مزار ہی پر جا کر ایصال ثواب کی نیت سے بکرا ذبح کر کے کھانا وغیرہ بنا کر فقراء کو تقسیم کر دیا جائے تو مباح ہے، ممنوع نہیں لیکن مزار ہی پر جا کر ایسا کرنے کو اگر ضروری سمجھا جائے گا تو بدعت میں شمار ہوگا، جو بکرا ذبح کیا جاتا ہے وہ اللہ ہی کے نام ذبح کرتا ہے، اور ایصال ثواب کے لئے ذبح کرتا ہے؛ اس لئے اس بکرے کے گوشت کو کھانا بھی جائز ہے مگر صرف غرباء کا حق ہے، جو صاحب نصاب ہو ان کے لئے اس کا کھانا مناسب نہیں، اور اگر نذر مانی گئی ہو تو اس صورت میں صاحب نصاب کو کھانا بھی

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا.....على التعيين فلا يصح النذر بالمعاصي ولا بالواجبات إلخ. (ابن نجيم، الأشباه والنظائر، ''كتاب الصوم: الفن الثاني'': ج۲،ص:۷۱)

واعلم أنهم صرحوا بأن شرط لزوم النذر ثلاثة كون المنذور ليس بمعصية وكونه من جنسه واجب إلخ. (ابن نجيم البحر الرائق، ''كتاب الصوم: فصل ومن نذر صوم يوم النحر'': ج۲،ص:۵۱۴)

جائز نہیں ہوگا۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۰/۴/۱۸ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

عورتوں کا قبرستان جانا اور کچھ چڑھاوا چڑھانا:

(۳۶)**سوال**: عورتوں کا قبرستان یا کسی ولی کے مزار پر جانا اور وہاں جا کر کوئی کھانے وغیرہ کی چیزیں چڑھانا اور یا کوئی غلاف چادر وغیرہ چڑھانا اور وہاں جا کر چراغ وغیرہ جلانا اور چڑھی ہوئی چیز کا کھانا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: قاری عبدالشکور، سہارنپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عورتوں کے قبرستان میں جانے کی ابتداءً ممانعت کی گئی تھی بعد میں اجازت دیدی گئی جس کی تصریح حدیث بخاری شریف میں موجود ہے؛ اس لئے عورتوں

---

(۱)واعلم أن النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام وما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها إلى ضرائح الأولياء الكرام تقربا إليهم فهو بالإجماع باطل وحرام. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصوم: باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، مطلب في النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام": ج۳،ص:۴۲۷)

عن عائشة -رضي الله عنها- قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم كلما كان ليلتها من رسول الله تعالىٰ عليه وسلم يخرج من آخر الليل إلى البقيع فيقول السلام عليكم دار قوم مؤمنين إلخ. (أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب الجنائز: فصل في التسليم عن أهل القبور والدعاء والاستغفار لهم" :ج۱،ص:۳۱۳)

إن الاراقة لم تعقل قربة بنفسها وإنما عرفت قربة بالشرع والشرع ورد بها في مكان مخصوص، أو زمان مخصوص فيتبع مورد الشرع فيتقيد كونها قربة بالمكان الذي ورد الشرع بكونها قربة فيه. (الكاساني، بدائع الصنائع،"كتاب الحج": ج۲،ص:۴۳۵)

کا قبرستان میں جانا تو جائز ہے،(۱) لیکن وہاں جا کر نوحہ وگریہ وزاری بالکل منع اور ناجائز ہے، قبرستان میں جانے کی اجازت بھی اس صورت میں ہے کہ کوئی خطرہ نہ ہو اور محرم ساتھ ہو۔ اور غلاف یا چادر کا چڑھانا جائز نہیں ہے (۲) رات کو فاتحہ پڑھنے کے لئے آنے والوں کی سہولت کے پیش نظر روشنی کے لئے چراغ بھی جلایا جاسکتا ہے کسی اور وجہ سے نہیں جو چیز قبر پر چڑھائی گئی ہو اس کا کھانا بھی درست نہیں۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۰۸/۶/۲۶ھ)

---

(۱)(قوله وقيل تحرم على النساء إلخ)قال الرملي أما النساء إذا أردن زيارة القبور إن كان ذلك لتجديد الحزن والبكاء والندب على ما جرت به عادتهن فلا تجوز لهن الزيارة، وعليه حمل الحديث (لعن الله زائرات القبور)، وإن كان للاعتبار والترحم والتبرك بزيارة قبور الصالحين فلا بأس إذا كن عجائز ويكره إذا كن شواب كحضور الجماعة في المساجد. (ابن نجيم، البحر الرائق، كتاب الجنائز: فصل: السلطان أحق بصلاته" :ج۲،ص:۳۴۲)

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: كنت نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها. (أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب الجنائز: فصل في الذهاب إلى زيارة القبور" :ج۱،ص:۳۱۴)

عن أبي هريرة رضي الله عنه،: أن رسول الله صلى الله عليه و سلم لعن زوارات القبور [ص: ۳۶۳]) وفي الباب عن ابن عباس، وحسان بن ثابت: (هذا حديث حسن صحيح) وقد رأى بعض أهل العلم أن هذا كان قبل أن يرخص النبي صلى الله عليه و سلم في زيارة القبور، فلما رخص دخل في رخصته الرجال والنساء، وقال بعضهم إنما كرهت زيارة القبور للنساء لقلة صبرهن وكثرة جزعهن. (أخرجه الترمذي، في سننه، "أبواب الجنائز: باب ما جاء في كراهية زيارة القبور للنساء" :ج۱،ص:۲۰۳،رقم:۱۰۵۶)

(۲) وشر الأمور محدثاتها وكل بدعة ضلالة، وفي رواية: وشر الأمور مجدثاتها، وكل محدثة بدعة. (أخرجه أحمد، في مسنده :ج۲۳،ص:۲۴۱،رقم:۱۴۹۸۳)

تكره الستور على القبور. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "فصل في اللبس" :ج۶،ص:۳۶۳)

وقولهم أولى بالاتباع حيث أصبح مثل تلك المسامحات والتعلات مثار اللبدع المنكرة والقبر السائرة، فترى العامة يلقون الزهور على القبور. (معارف السنن، "باب التشديد من البول" :ج۱،ص:۲۶۵)

عن ابن عباس رضي الله عنهما، قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم زائرات القبور، والمتخذين عليها المساجد والسروج. (أخرجه أبوداود، في سننه، "كتاب الجنائز: باب زيارة النساء القبور" : ج۲،ص:۲۱۸،رقم:۳۲۳۶)

پیپل کے درخت پر مٹھائی اور مرغہ کا چڑھاوا:

(۳۷)**سوال**: ہمارے قصبہ میں ایک قدیم پیپل کا درخت ہے، لوگوں کا کہنا ہے کہ اس جگہ پر ایک پیر صاحب (اللہ کا ایک ولی) کی قبر ہے۔ اس درخت کے پاس کچھ لوگ منت کی شیرنی اور مٹھائی وغیرہ تقسیم کرتے ہیں ایسے ہی زندہ یا پکے ہوئے مرغے کا چڑھاوا بھی چڑھاتے ہیں۔ از روئے شریعت ایسا کرنے کا والا گناہگار ہوگا یا نہیں؟ مدلل جواب دے کر ممنون فرمائیں؟

فقط والسلام
المستفتی: اہلیان بستی پالی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بشرطِ صحت سوال صورت مسئولہ میں مزاروں پر یا درخت وغیرہ پر غیر اللہ کے نام پر مٹھائیاں، شیرنی یا مرغہ وغیرہ چڑھانا سخت گناہ ہے، غیر اللہ کے نام پر مذکورہ فعل کا ارتکاب حرام اور ناجائز ہے اس طرح کے چڑھاوے سے غیر اللہ سے مدد اور نصرت مانگنا ہوا جو بالاجماع باطل ہے اور اہل سنت والجماعت کے عقیدے اور طریقے کے خلاف بھی ہے؛ اس لئے ایسی غلط باتوں سے پرہیز کرنا اور بچنا ہر مسلمان پر لازم ہے۔

''واعلم ان النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام وما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها إلى ضرائح الأولياء الكرام تقربا إليهم فهو بالإجماع باطل وحرام''[1]. **''ومنه أنه إن ظن أن الميت يتصرف في الأمور دون اللّٰه تعالىٰ واعتقاده ذلك كفر ''**[2]**لا يجوزما يفعله الجهال بقبور الأولياء من السجود والطواف حولها واتخاذ السرج والمساجد عليها ''**[3]

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، ندوی، محمد عارف قاسمی
امانت علی قاسمی، محمد اسعد جلال، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۵/۴:۱۴۴۲ھ)

(۱) ابن عابدين، الدر الختار مع رد المحتار، ''كتاب الصوم: مطلب في النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام'': ج۲،ص:۴۳۹. (۲) ''أيضاً'':
(۳) ثناء اللّٰه پاني پتي رحمه اللّٰه، تفسير مظهري، ''سورة آل عمران :۶۴'': ج۲،ص:۶۸.

بچہ کی پیدائش پر مسجد میں لانا اور مسجد کے طاق بھرنا:

(۳۸)**سوال**: کسی گھر میں جب کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کو نہلا دھلا کر مسجد میں لاتے ہیں اور گل گلے وغیرہ لاکر مسجد کی طاق بھرتے ہیں مسجد کے مؤذن فاتحہ کردیتے ہیں اور وہ حضرات اس کو خود کھاتے ہیں، مسجد کے حضرات بھی کھاتے ہیں یہ کیسا ہے؟

کسی کی شادی سے دو دن پہلے یا ایک دن قبل گل گلے پکتے ہیں اور عورتیں گاتی بجاتی ہیں اور فجر کی نماز سے پہلے مسجد کے طاق بھرتے ہیں اور یہ نمازیوں کو تقسیم ہوتے ہیں یہ کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: حافظ محمد احمد، کانپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ فی السوال رسوم کی شریعت میں کوئی اصل نہیں ہے؛ اس لئے یہ رسمیں بدعت ہوکر واجب الترک ہیں، ایسے گلگلوں کا کھانا ان کو تقسیم کرنا وغیرہ غیر شرعی رسم میں شرکت کرنا ہے اور ﴿تَعَاوَنُوْا عَلَى الْإِثْمِ﴾ میں داخل ہوکر یہ بھی درست نہیں۔ ایسی رسوم میں شرکت نہ کی جائے اور ائمہ ومؤذنین وغیرہ نمازیوں کو چاہئے کہ ایسی رسوم کو ختم کرنے کی کوشش کریں۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۸/۵/۶ھ)

الجواب صحیح:

خورشید عالم

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) وشر الأمور محدثاتها وكل بدعة ضلالة، وفي رواية: وشر الأمور مجدثاتها، وكل محدثة بدعة. (أخرجه أحمد، في مسنده: ج۲۳،ص:۲۴۱،رقم:۱۴۹۸۳)

وقولهم أولى بالاتباع حيث أصبح مثل تلك المسامحات والتعلات مثار اللبدع المنكرة والقبر السائرة، فترى العامة يلقون الزهور على القبور. (علامه أنور شاه الكشميري، معارف السنن، "باب التشديد من البول": ج۱،ص:۲۶۵)

أنكر الخطابي ومن تبعه وضع الجريد اليابس وكذلك ما يفعله أكثر الناس من وضع ما فيه رطوبة من الرياحين والبقول ونحو هما على القبور ليس بشيء. (أبو محمد بن محمود بن أحمد، العيني، عمدة القاري، "باب ما جاء في غسل البول": ج۳،ص:۱۲۱)

.....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر.....

منت اور چڑھاوا:

(۳۹)**سوال**: منت ماننا اور چڑھاوے چڑھانا کیسا ہے؟ منت کا صندل کیا ہوتا ہے؟ زائرین اگر منت کا صندل کریں تو کیا یہ جائز ہے؟ اس کا ثبوت کیا ہے اور شریعت میں کیا درجہ ہے؟

فقط: والسلام
ایس اے قادر، بمبئی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نذر اور منت جو شرعی طریقہ پر ہو جائز و درست ہے۔ صندل کی منت غیر شرعی اور ناجائز ہے اور مزاروں پر چڑھاوے چڑھانا بھی جائز نہیں ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۰۸/۱۲/۲۰ھ)

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا.....وأخرجه الشموع إلى رأس القبور في الليالي الأول بدعة كذا في السراجية: ج۵، ص:۳۳۱)

ولم يكن له أصل من الشريعة الغراء. (علامه أنور شاه الكشميري، العرف الشذي، "أبواب العيدين، باب ما جاء في التكبير في العيدين": ج۱،ص:۵۶۸)

بفعل النساء من نذرالزيت لسيدي عبد القادر يوقد في المنارة جهة المشرق فهو باطلٌ، واقبح منه النذر بقراءة المولد في المنابر ومع اشتماله على الغناء واللعب وإيهاب ثواب. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصوم: باب الاعتكاف": ج۲،ص:۴۴۰)

(۱) ومنها أن يكون قربة فلا يصح النذر بما ليس بقربة رأسا كالنذر بالمعاصي بأن يقول للّٰه عز شأنه علي أن أشرب الخمر أو أقتل فلانا أو أضربه أو أشتمه ونحو ذلك لقوله عليه الصلاة والسلام لا نذر في معصية اللّٰه تعالىٰ وقوله من نذر أن يعصي اللّٰه تعالىٰ فلا يعصه ولأن حكم النذر وجوب المنذور به ووجوب فعل المعصية محال وكذا النذر بالمباحات من الأكل والشرب والجماع ونحو ذلك لعدم وصف القربة لاستوائهما فعلاً وتركاً. (الكاساني، بدائع الصنائع، "فصل وأما شرائط الركن فأنواع": ج۵،ص:۸۲)

ويكره إتخاذ الضيافة من الطعام من أهل الميت لأنه شرع في السرور لا في الشرور، وهي بدعة مستقبحة: وروى الإمام أحمد وابن ماجه بإسناد صحيح عن جرير بن عبد اللّٰه قال: "كنا نعد الاجتماع إلى أهل الميت وصنعهم الطعام من النياحة". اهـ. وفي البزازية: ويكره اتخاذ الطعام في اليوم الأول والثالث وبعد الأسبوع ونقل الطعام إلى القبر في المواسم، واتخاذ الدعوة لقرائة القرآن وجمع الصلحاء والقراء للختم أو لقرائة سورة الأنعام أو الإخلاص. (ابن عابدين، الدر المختار .....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر.....

نذر و نیاز کرنا، بچہ کی پیدائش پر چھٹّی کرنا، شادی سے ایک دن قبل دعوت کرنا، سال گرہ منانا:

(۴۰)**سوال**: مکان دکان بنانے پر نیاز کرنا، بچہ ہونے پر چھٹی کرنا اور برادری کو شادی سے ایک دن پہلے کھانا کھلانا کیسا ہے؟ ویسے بھی سال گرہ منانا کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: مولانا محمد عابد، امام مسجد بلاور، ضلع بجنور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نیاز کے دو طریقے ہیں ایک یہ کہ کسی بزرگ یا میت کے نام پر کھانا وغیرہ پکا کر کھلایا جائے اس سے اس کا تقرب مقصود ہو تو یہ ناجائز اور حرام ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ کھانا وغیرہ صرف اللہ کے نام پر پکایا جائے اور غرباء کو کھلایا جائے اور اس کا ثواب کسی میت یا مردہ کو بخش دیں یہ جائز ہے۔ پہلی صورت میں وہ کھانا حرام اور دوسری صورت میں جائز ہے۔ اگر کھانا نذر کا ہو تو صرف غرباء کے لئے جائز ہوگا۔[1] چھٹی کی دعوت کو لازم سمجھنا اور اس میں طرح طرح کی رسمیں بالکل درست نہیں، البتہ بچہ کی خوشی پر کسی بھی روز دعوت مسنون ہے؛ اس لئے عقیقہ کرنا جائز ہے۔ شادی کے پہلے دن حسب موقع وحسبِ ضرورت دعوت کرنا درست ہے جب کہ کوئی غیر شرعی امر نہ ہوتا ہو، البتہ شادی کے بعد کی دعوت ولیمہ مسنون ہے۔ سالگرہ پر کیک وغیرہ کاٹنا

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا.....مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب في كراهة الضيافة، من أهل الميت": ج۳،ص:۱۴۸)

ومنها الوصية من الميت باتخاذ الطعام والضيافة يوم موته أو بعده وبإعطاء دراهم لمن يتلو القرآن لروحه أو يسبح أو يهلل له وكلها بدع منكرات باطلة، والمأخوذ منها حرام للآخذ، وهو عاص بالتلاوة والذكر. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الإجارة: باب إجارة الفاسدة، مطلب: تحرير مهم في عدم جواز الاستئجار على التلاوة": ج۹،ص:۷۸)

(۱) واعلم أن النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام وما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها إلى ضرائح الأولياء الكرام تقربا إليهم فهو بالإجماع باطل وحرام ما لم يقصدوا صرفها لفقراء الأنام. (ابن عابدين، الد المختارمع رد المحتار، "كتاب الصوم: باب ما يفسد الصوم ومالا يفسده، مطلب: في النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام": ج۳،ص:۴۲۷)

غیر قوموں کے طریقہ کو اختیار کرنا ہے جو جائز نہیں؛ البتہ اگر پیدائش کے دن یا کسی بھی دن اللہ تعالیٰ کی نعمت پر اس کا شکر ادا کیا جائے اور احباب وغرباء کی دعوت بھی ہو، تو کوئی حرج نہیں ہے؛ لیکن اس کو مروجہ سالگرہ کا رنگ نہ دیا جائے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۰/۴/۱۴۲۰ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

مزار کا چڑھاوا کیا مدرسہ میں استعمال کیا جاسکتا ہے؟

(۴۱) **سوال**: مزار پر چڑھائے گئے روپئے پیسے اور مٹھائیاں، مدارس کے اخراجات اور طلبہ کے لیے استعمال کرنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: مولوی سجاد حسین، منڈھالہ، بجنور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مزار پر جو کچھ چڑھایا گیا خواہ وہ از قبیلِ رقوم ہو یا مٹھائی وغیرہ ہوں وہ سب غیر اللہ کے نام پر ہے، جو قرآن کریم کی آیت ﴿وما أهل لغير الله به﴾ میں داخل ہے[۲]؛ اس لئے وہ مال حرام ہے اور جب مال حرام ہوا تو اس کو اپنی یا مدرسہ کی ضروریات میں صرف کرنا نیز مدرسہ کے بچوں پر صرف کرنا بھی ناجائز وحرام ہی ہے۔[۳]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۷/۱۲/۱۴۱۵ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من أحدث في أمرنا هذا ما ليس فيه فهو ردٌّ. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا على صلح جور": ج۱،ص:۳۷۱،رقم:۲۶۹۷)

(۲) ﴿وَ مَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ﴾ (سورة البقرة:۱۷۳)

.....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر.....

امام جعفر رحمۃ اللہ علیہ کے کونڈوں کی کیا حیثیت ہے؟

(۴۲)**سوال**: امام جعفر رحمۃ اللہ علیہ کے کونڈوں کی کیا حیثیت ہے اور اس کی نیاز کرنے کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: الطاف حسین، گجرات

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایصال ثواب اور صدقہ کرنے کے لئے، وقت، تاریخ اور طریقہ اپنی طرف سے متعین کرنا بدعت ہے اس لئے یہ طریقہ بھی بدعت و ناجائز ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱:۹/۱ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا.....(۳)﴿وَلَا تَأْكُلُوٓا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ﴾(سورة البقرة:۱۸۸)
واعلم أن النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام وما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها إلى ضرائح الأولياء الكرام تقربا إليهم فهو بالإجماع باطل وحرام ما لم يقصدوا صرفها لفقراء الأنام. (ابن عابدين، الد المختارمع رد المحتار، "كتاب الصوم: باب ما يفسد الصوم ومالا يفسده، مطلب: في النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام": ج۳،ص:۴۲۷)
(۱)عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من أحدث في أمرنا هذا ما ليس فيه فهو ردٌّ. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الصلح: باب إذا اصطلحوا على صلح جور": ج۱،ص:۳۷۱،رقم:۲۶۹۷)
ولم يكن له أصل من الشريعة الغراء. (علامه أنور شاه الكشميري، العرف الشذي، "أبواب العيدين، باب ما جاء في التكبير في العيدين": ج۱،ص:۵۶۸)
وهو أيضاً: بدعة لم يرد فيه شيء به على أن الناس إنما يفعلون ذلك تعظيماً له صلى الله عليه وسلم فالعوام معذورون لذلك بخلاف الخواص. (أحمد بن محمد، الفتاوى الحديثية: ج۱،ص:۵۸)
واعلم أن النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام وما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها إلى ضرائح الأولياء الكرام تقربا إليهم فهو بالإجماع باطل وحرام. (ابن عابدين، الدر المختارمع رد المحتار، "كتاب الصوم: باب ما يفسد الصوم ومالا يفسده، مطلب في النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام": ج۳،ص:۴۲۷)

قبر پر چادر چڑھانے کی منت ماننا:

(۴۳)**سوال**: آج کل کاروباری اعتبار سے بہت پریشان ہوں گھر میں بیماریاں ہیں، ان پریشانیوں کی وجہ سے میں نے منت مانی کہ اگر یہ پریشانیاں دور ہو جائیں تو فلاں بزرگ کی قبر پر چادر چڑھاؤں گا کیا ایسی منت ماننا اور اس کو پورا کرنا درست ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ارشد عادل، سہارنپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر ایسے کام کی منت مانی جائے جو بذات خود معصیت ہو تو وہ منت منعقد ولازم نہیں ہوتی اور مذکورہ فی السوال منت (چادر چڑھانا وغیرہ) بذات خود معصیت ہے؛ اس لئے یہ منت منعقد ولازم نہیں ہوگی، بلکہ ایسا کرنا بدعت وباعث گناہ ہوگا اور یہ سمجھنا کہ اس منت کو پورا نہ کرنے کی وجہ سے کوئی پریشانی آرہی ہے غلط ہے۔ گناہوں کے کام چھوڑ کر نیک کام کرنے کی پابندی کی جائے تو ان شاء اللہ پریشانیاں دور ہوں گی کوئی خاص پریشانی ہو تو کسی قریبی بزرگ سے مل کر مسئلہ حل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۲:۵/۳ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) واعلم أن النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام وما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها إلى ضرائح الأولياء الكرام تقربا إليهم فهو بالإجماع باطل وحرام. (ابن عابدين، الد المختارمع الرد المحتار، "كتاب الصوم: باب ما يفسد الصوم ومالا يفسده، مطلب في النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام": ج۳،ص:۴۲۷)

لا يلزم النذر إلا إذا كان طاعة وليس بواجب وكان من جنسه واجب على التعيين فلا يصح النذر بالمعاصي ولا بالواجبات إلخ. (ابن نجيم، الأشباه والنظائر: ج۱،ص:۱۴۴)

واعلم أنهم صرحوا بأن شرط لزوم النذر ثلاثة كون المنذور ليس بمعصية كونه من جنسه واجب. (ابن نجيم، البحر الرائق، "كتاب الصوم: فصل في النذر": ج۲،ص:۵۱۴)..... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر.....

کاروبار میں ترقی کے لئے نذر و نیاز کرنا:

(۴۴)**سوال**: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام، علمائے عظام: کاروبار میں ترقی کے لئے نذر و نیاز کرنا چادر چڑھانا مٹھائیاں وشیرینی تقسیم کرنا از روئے شریعت کیسا ہے؟ اس سے کاروبار میں ترقی ہوگی یا نہیں؟ ایسا کرنے کی وجہ سے احقر گنہگار تو نہیں ہو رہا ہے؟ مفصل جواب تحریر فرمائیں نوازش ہوگی۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد علاؤالدین، بھتورا، مدھوبنی (بہار)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ طریقہ غیر اسلامی ہے، شریعت اسلامیہ میں اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے ''من أحدث في الإسلام رأيا لم يكن له من الكتاب والسنة سند ظاهر وخفي ملفوظ أو مستنبط فهو مردود''[۱] اور یہ فعل اہل سنت والجماعت کے عقیدے وطریقہ کے خلاف بھی ہے اور ہر وہ فعل جو خلاف شرع ہو وہ ناجائز ہے ''قال الكشميري -رحمه اللّٰه- : ولم يكن له أصل من الشريعة الغراء''[۲] ''واعلم أن النذر الذي يقع للأموات من أكثرا العوام وما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها إلى ضرائح الأولياء الكرام تقربا إليهم فهو بالاجماع باطل وحرام''[۳] الغرض نذر و نیاز کرنا، قبروں پر چادر چڑھانا مٹھائیاں اور شیرنی وغیرہ تقسیم کرنا بدعت ہے، یہ فعل غیر اللہ سے مدد اور

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا.....ومنها أن يكون قربة فلا يصح النذر بما ليس بقربة رأسا كالنذر بالمعاصي بأن يقول للّٰه عز شأنه علي أن أشرب الخمر أو أقتل فلانا أو أضربه أو أشتمه ونحو ذلك لقوله عليه الصلاة والسلام: لا نذر في معصية اللّٰه تعالىٰ وقوله: من نذر أن يعصي اللّٰه تعالىٰ فلا يعصه ولأن حكم النذر وجوب المنذور به ووجوب فعل المعصية محال وكذا النذر بالمباحات من الأكل والشرب والجماع ونحو ذلك لعدم وصف القربة لاستوائهما فعلاً وتركاً. (الكاساني، بدائع الصنائع، "فصل وأما شرائط الركن فأنواع": ج۵،ص:۸۲)

(۱)ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، "كتاب الإيمان: باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول": ج۱،ص:۳۳۶،رقم:۱۴۰.

(۲) علامه أنور شاه الكشميري، العرف الشذي، "أبواب العيدين، باب ما جاء في التكبير في العيدين": ج۱،ص:۵۶۸.

(۳) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصوم: باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، مطلب في النذر الذي يقع للأموات من أكثرا العوام": ج۳،ص:۴۲۷.

نصرت مانگنا ہوا؛ جو بالاجماع باطل ہے، اور کاروبار میں ترقی کے لئے مذکورہ رقم آپ غرباء پر تقسیم کردیں کاروبار میں ترقی اور ثواب بھی حاصل ہوگا ''إن شاء اللّٰه'' ﴿إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ﴾[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۶/۲۴: ۱۴۴۲ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی
محمد اسعد جلال، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

انبیاء اولیا کی قبروں پر نذر ونیاز پیش کرنا:

(۴۵) **سوال**: انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ یا کسی مرد صالح کے قبر پر حاضری دینا، منت ماننا، نذر ونیاز پیش کرنا، طواف کرنا، چومنا، ان سے براہِ راست حاجت چاہنا، عرس وغیرہ کرنا، اور عرس وغیرہ میں شرکت کرنا، اور ان سے کچھ مانگنا جائز ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد حسین مظاہری

الجواب وباللّٰه التوفیق: قبروں کی زیارت وایصال ثواب جائز ہے، فقہاء نے اس کو مستحب بھی کہا ہے، شامی میں ہے ''وبزيارة القبور أي لابأس؛ بل ندب'' بلکہ فقہاء لکھتے ہیں کہ ہر ہفتہ جانا مناسب ہے اور جمعہ کے دن، اور بعض روایات کے اعتبار سے جمعرات اور جمعہ کا دن افضل ہے، بعض نے پیر اور ہفتہ کا دن ''أي يوم السبت والإثنين'' بھی شامل کیا ہے۔ ابن ابی شیبہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال شہداء احد کے مزارات پر تشریف لے جاتے تھے۔ غرض ایصال ثواب کے لئے قبور پر جانا اور کھڑے ہوکر زیارت کرنا اور دعا کرنا ثابت ہے۔ ''كذا في الشامي: والسنة زيارتها قائماً أو الدعا وعقدها قائماً كما كان النبي صلى اللّٰه عليه وسلم في الخروج إلى البقيع''.[2]

(۱) سورة التوبة: ۶۰.
(۲) ابن عابدين، الدر المختار، مطلب في زيارة القبور: ج۲، ص: ۲۴۲.

لیکن وہاں جا کر نذر ونیاز مروجہ جائز نہیں، نیز طواف کرنا قطعاً ناجائز وحرام ہے، اوران سے حاجت چاہنا ہی قطعاً ناجائز، بلکہ یہ فعل کفر ہے اورعرس کے بارے میں حرمت کی تصریح ہے، جیسا کہ درمختار میں ہے:

''من المنكرات الكثيره كإيقاد الشموع والقناديل التي توجد في الأفراح، وكدق الطبول، والغناء وبالأصوات الحسان، واجتماع النساء والمردان، وأخذ الأجرة على الذكر وقراءة القرآن وغير ذلك. مما هو مشاهد في هذه الأزمان وماكان كذلك فهو شك في حرمته''[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۰/۹/۲۶ھ)

❀ ❀ ❀

(۱) ابن عابدين، الدر المختار، مطلب في الثواب على المصيبة: ج۲،ص:۲۴۱.

واعلم أن النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام وما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها إلي ضرائح الأولياء الكرام تقربا إليهم فهو بالإجماع باطل وحرام. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصوم: باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، مطلب فى النذر الذي يقع للأموات من أكثرا العوام" :ج۳،ص:۴۲۷)

قوله: (باطل وحرام) لوجوه منها: أنه نذر لمخلوق والنذر للمخلوق لا يجوز لأنه عبادة والعبادة لا تكون لمخلوق ومنها: أن المنذور له ميت والميت لا يملك ومنها: أنه إن ظن أن الميت يتصرف في الأمور دون الله تعالىٰ واعتقاده ذلك كفر. (''أيضاً'')

فصل رابع

مزارات اور قبروں سے متعلق رسومات

مزار پر حاضر ہونا:

(۴۶)**سوال**: حضرت صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر زیارت کی غرض سے حاضری ہوئی تو میں نے خدا سے دعاء کی کہ میرے بیٹے کا داخلہ فلاں جگہ ہو جائے اور خیال پیدا ہوا کہ اگر داخلہ ہو گیا، تو مزار پر دوبارہ شکریہ ادا کرنے کے لئے حاضری دوں گا۔ یہ عمل کیسا ہے؟ شرعی اعتبار سے غلط ہے یا درست ہے اور ایسی صورت میں حاضری ضروری ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: بدرالاسلام، کیرانہ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ صورت میں نہ کوئی نذر ہوئی اور نہ ہی وہاں جانا ضروری ہے۔ بلکہ ایسا کرنا گناہ ہے۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۸/۸/۳۰ھ)

---

(۱)إن النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام وما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها إلى ضرائح الأولياء الكرام تقرباً إليهم فهو بالإجماع باطل. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، " كتاب الصوم: باب ما يفسد الصوم ومالا يفسده، مطلب في النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام" :ج۳،ص:۴۲۷)

فهذا النذر باطل بالاجماع. (ابن نجيم، البحر الرائق، "كتاب الصوم: فصل في العوارض": ج۲،ص:۲۹۸)

منها: أنه نذر لمخلوق والنذر للمخلوق لا يجوز؛ لأنه عبادة والعبادة لا تكون لمخلوق ..... يا الله إني نذرت لك إن شفيت مريضي أورددت غائبي أو قضيت حاجتي أن أطعم الفقراء الذين بباب السيدة نفيسة الخ. (أيضاً:)

پیر کا اپنے شجرہ نسب کو اپنے مرید کی قبر میں رکھوا دینا کیسا ہے؟

(۴۷)**سوال**: ایک صاحب کسی پیر سے مرید ہوئے، اس پیر نے ان کو اپنا شجرہ دیا اور کہا کہ جب تمہارا انتقال ہو تو اپنے لوگوں سے کہہ کر اپنی قبر میں سرہانے رکھوا دینا اور اگر بھول جائیں تو کسی دوسرے کی قبر میں رکھوا دیں اور اس سے یہ کہدیں کہ فلاں کو پہونچا دیں اس پر عمل کرنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد جابر حسین، بیگوسرائے

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ صورت کی شرعاً کوئی اصل واہمیت نہیں ہے؛ اس لئے اس پر عمل کرنا ناجائز ہے۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۸/۱/۲۵ھ)

اولیاء اللہ کی قبروں کی زیارت اور فاتحہ کے لئے عرس میں جانا:

(۴۸)**سوال**: اولیاء اللہ کی قبروں کی زیارت اور فاتحہ کے لیے عرس کو جانا درست ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: سمیع اللہ خاں، سیتاپور

---

(۱)﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی﴾(سورة بني إسرائيل:۱۵)
عن عائشة -رضي الله عنها-، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد. (أخرجه مسلم، في صحيحة، "كتاب الأقضية: باب نقض الأحكام": ج۲،ص:۷۷،رقم:۱۷۱۸)
ولم يكن له أصل من الشريعة الغراء. (علامه أنور شاه الكشميري، العرف الشذي، "أبواب العيدين، باب ما جاء في التكبير في العيدين": ج۱،ص:۵۶۸)

الجواب وبا اللّٰہ التوفیق: اولیاء اللہ اور اپنے بزرگوں احباب واقارب کی قبروں پر جانا اور فاتحہ پڑھنا اور پڑھ کر صاحب قبر کو ثواب پہونچانا بلاشبہ جائز ہے [۱] لیکن عوام میں مروجہ فاتحہ وعرس کا طریقہ جس میں بدعت اور ناجائز امور بھی ہوتے ہیں اس کی نیت سے جانا درست نہیں ہے۔ [۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۳۰/۲/۱۴۰۷ھ)

بوقت تدفین بیری کی ٹہنی لگانا:

(۴۹) **سوال:** بعض مقامات پر جو رواج ہے کہ کسی کے انتقال کے بعد اس کی قبر پر جس وقت کہ لاش کو قبر میں رکھتے ہیں اس وقت ایک بیری کی ٹہنی بشکل مسواک جانب قبلہ لگاتے ہیں اس عقیدہ سے کہ مردہ اس کے سہارے اٹھ کر بیٹھتا ہے یا جب مسواک کی ضرورت پڑتی ہے تو مسواک کرتا ہے اور ایک عقیدہ یہ بھی ہے کہ جب تک وہ ٹہنی خشک نہ ہوگی عذاب میں تخفیف ہوتی رہے گی اور اس کو لگانا ضروری قرار دیتے ہیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: شمیم اختر، دیناجپوری

---

(۱) عن ابن مسعود رضي اللّٰه عنه، أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: كنت نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها فإنها تزهد في الدنيا وتذكر الآخرة. (مرقاة المفاتيح، شرح مشكوٰة المصابيح، "كتاب الجنائز: باب زيارة القبور": ج۴، ص:۲۲۰، رقم:۱۷۶۹)

وأما الأولياء فإنهم متفاوتون في القرب من اللّٰه تعالىٰ، ونفع الزائرين بحسب معارفهم وأسرارهم، قال ابن حجر في فتاويه: ولا تترك لما يحصل عندها من منكرات ومفاسد كاختلاط الرجال بالنساء وغير ذلك. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب في زيارة القبور": ج۳، ص:۱۵۰)

(۲) عن عائشة رضي اللّٰه عنها، قالت: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد. (أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب الأقضية: باب نقض الأحكام": ج۲، ص:۷۷، رقم:۱۷۱۸)

الجواب وبا الله التوفيق: بیری کی لکڑی کا قبر کے اندر رکھنا ثابت نہیں اس کو ضروری سمجھنا بدعت ہے نیز یہ خیال بھی صحیح نہیں کہ مردہ اس کے سہارے سے اٹھ کر بیٹھتا ہے یا یہ کہ مسواک کرتا ہے یہ من گھڑت باتیں ہیں،[1] البتہ تدفین سے فارغ ہونے کے بعد قبر پر تھوڑی دیر میت کے لئے دعائے مغفرت کرنی چاہئے جو ثابت ہے۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۸/۴/۱۴۰۷ھ)

عرس کے موقعہ پر فاتحہ خوانی کے بعد شیرینی یا کھانا تقسیم کرنا:

(۵۰) **سوال:** کسی بزرگ یا ولی کی تاریخ انتقال پر ہر سال اس بزرگ کے مزار پر جمع ہونا اور اس دن کو بزرگ کا یوم عرس کہنا اور قرآن خوانی یا فاتحہ وغیرہ کے بعد شیرنی یا کھانا تقسیم کرنا اور مزار کے قریب چراغ جلانا اور قبر پر چادر چڑھانا شرعاً درست ہے یا نہیں اور وہ شیرینی کھانا جائز ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: سمیع اللہ خاں، سیتاپور

الجواب وباللّٰه التوفيق: مسلمانوں کے لئے وہی عمل باعث خیر و برکت اور باعث نجات ہوگا جو کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے اربعہ یا ان صحابۂ کرامؓ سے ثابت ہو جنہوں نے قرآن اور حدیث اور فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا اسوہ بنایا اور عمل کیا اور اسی کے مطابق

---

(۱)عن عائشة -رضي الله عنها-، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد. (أخرجه مسلم، في صحيحة، "كتاب الأقضية: باب نقض الأحكام الباطلة": ج ۲،ص: ۷۷، رقم: ۱۷۱۸؛مشكوة المصابيح، "كتاب الإيمان: باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول":ص:۲۷،رقم:۱۴۰) من عمل عملاً ليس عليه أمرنا فهو رد. ("أيضاً")

(۲)عن عثمان رضي الله عنه كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا فرغ من دفن الميت وقف عليه فقال: استغفروا لأخيكم ثم سلوا له بالتثبيت فإنه الآن يسأل، رواه أبو داود. (مشكوة المصابيح، "كتاب الإيمان: باب إثبات عذاب القبر، الفصل الأول": ج۱،ص:۲۶رقم:۱۳۳)

اسلاف واکابر نے عمل کیا۔[۱]

جن امور کا ذکر کیا گیا ہے ان میں سے کسی ایک طریقہ کو ان حضرات نے اختیار نہیں کیا یہ سب بہت بعد کی ایجادات ہیں اور ان پر عمل بلاشبہ بدعت ہے[۲] اور بدعت کو ضلالت سے تعبیر کیا گیا ہے اس لئے ترک ضروری ہے۔[۳]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۰۷/۲/۳۰ھ)

عرس کی شرعی حیثیت:

(۵۱) **سوال**: عرس کی شرعی حیثیت کیا ہے اور کس طرح منانا چاہئے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد عطاء اللہ، سکروڈوی

الجواب وبا اللّٰہ التوفیق: عرس ایک بدعت واضحہ ہے جس کو سلطان اربل نے ۶۰۰ھ میں ایجاد کیا، اور اس میں بعد میں جو شرعی قباحتیں داخل کر لی گئیں مثلاً گانا بجانا، عورتوں مردوں

---

(۱) لا يجوز ما يفعله الجهال بقبور الأولياء والشهداء من السجود والطواف حولها واتخاذ السرج والمساجد عليها ومن الاجتماع بعد الحول كالأعياد ويسمونه عرسا. (محمد ثناء اللّٰه، پاني پتي، تفسير مظهري، "سورة آل عمران:۶۴": ج۲،ص:۶۸)

(۲) أنكر الخطابي ومن تبعه وضع الجريد اليابس، وكذلك ما يفعله أكثر الناس من وضع ما فيه رطوبة من الرياحين والبقول ونحوهما على القبور ليس بشيء. (العيني، عمدة القاري، "باب ما جاء في غسل البول": ج۳،ص:۱۲۱)

ومن المنكرات الكثيرة كإيقاد الشموع والقناديل التي توجد في الأفراح، وكدق الطبول، والغناء بالأصوات الحسان، واجتماع النساء والمردان، وأخذ الأجرة على الذكر وقراءة القرآن، وغير ذلك. (ابن عابدين، "كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب في كراهة الضيافة من أهل الميت": ج۳،ص:۱۴۹)

(۳) وشر الأمور محدثاتها وكل محدثة بدعة، وكل بدعة ضلالة. (أخرجه ابن ماجه، في سننه، "باب اجتناب البدع والجدل": ج۱،ص:۱۸؛ مشكوة المصابيح، "كتاب الإيمان: باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول": ج۱،ص:۲۷)

کا اختلاط اور دیگر خرابیاں ان کی وجہ سے اس کو ناجائز ہی کہا جائے گا۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۰۹/۵/۲۳ھ)

بکرے کی رقم کا مزار پر چڑھانا:

(۵۲)**سوال**: زید نے خاص قسم کا ایک بکرا پالا تھا جب وہ مزار پر چڑھانے کی غرض سے لے جارہا تھا تو عمر نے اس سے وہ بکرا خرید لیا اور عمر نے کہا کہ یہ قیمت لے جا کر مزار پر چڑھا دے کیا عمر کے لئے یہ بکرا خریدنا اور اس کا گوشت کھانا جائز ہے اور قیمت مزار پر چڑھانا جائز ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: مولوی محمد نعیم قاسمی، کشمیر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر عمر نے بکرا خرید کر اللہ کے نام پر ذبح کیا تو اس کا کھانا

---

(۱) لا يجوز ما يفعله الجهال بقبور الأولياء والشهداء من السجود والطواف حولها واتخاذ السرج والمساجد عليها ومن الاجتماع بعد الحول كالأعياد ويسمونه عرسا. (محمد ثناء اللّٰه، پاني پتي، تفسير مظهري، "سورة آل عمران:۶۴": ج۲،ص:۶۸)

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنه قال: (لعن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم زائرات القبور والمتخذين عليها المساجد والسرج). (العيني، عمدة القاري شرح صحيح البخاري، "باب زيارة القبور": ج۱۲،ص:۲۷۵)

ويكره عند القبر ما لم يعهد من السنة والمعهود منها ليس إلا زيارته والدعاء عنده قائما، كذا في البحر الرائق. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب الصلاة: الباب الحادي والعشرون: في الجنائز، الفصل السادس في القبر والدفن": ج۱،ص:۲۲۸)

ولا يمسح القبر ولا يقبله ولا يمسه فإن ذلك من عادة النصارى كذا في شرح الشرعة. (أحمد بن محمد بن إسماعيل الطحطاوي، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، "كتاب الصلاة: باب أحكام الجنائز، فصل في زيارة القبور": ج۱،ص:۶۲۱)

والمستحب في زيارة القبور أن يقف مستدبر القبلة مستقبلا وجه الميت وأن يسلم ولا يمسح القبر ولا يقبله ولا يمسه فإن ذلك من عادة النصارى كذا في شرح الشرعة. (أحمد بن محمد بن إسماعيل الطحطاوي، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، "كتاب الصلاة: باب أحكام الجنائز، فصل في زيارة القبور": ج۱،ص:۶۲۱)

بلا شبہ درست ہے،[۱] لیکن یہ کہنا کہ یہ رقم وہاں چڑھا دینا جائز نہیں، فروخت کرنے والا اس رقم کا مالک ہے جو چاہے کرے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۶/۱۴ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

بزرگ کے مزار پر ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھنا:

(۵۳) **سوال**: کسی بزرگ کے مزار پر ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: شریف الحسن، گنج مرادآباد

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مزار پر ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھنا مباح ہے، مگر بہتر یہ ہے کہ یا تو مزار کی طرف منہ کر کے بغیر ہاتھ اٹھائے فاتحہ پڑھے، یا قبلہ رخ کھڑے ہو کر ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھے۔ فاتحہ سے مراد یہ ہے کہ ایصال ثواب کی غرض سے کچھ قرآن پاک پڑھ کر اس کا ثواب بخش

(۱) وأعلم أن المدار على القصد عند إبتداء الذبح فلا يلزم أنه لو قدم للضيف غيرها أن لا تحل. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الذبائح": ج۹،ص:۴۴۹)

(ذبح لقدوم الأمير) ونحوه كواحد من العظماء (يحرم) لأنه أهل به لغير الله (ولو) وصلية (ذكر اسم الله تعالى). ("أيضاً")

(ولو) ذبح (للضيف) (لا) يحرم لأنه سنة الخليل وإكرام الضيف إكرام الله تعالىٰ. والفارق أنه إن قدّمها ليأكل منها كان الذبح لله والمنفعة للضيف أو للوليمة أو للربح، وإن لم يقدّمها ليأكل منها بل يدفعها لغيره كان لتعظيم غير الله فتحرم. ("أيضاً")

(۲) والنذر للمخلوق لا يجوز لأنه عبادة والعبادة لا تكون للمخلوق، أيضاً: فما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت وغيرها وينقل إلى ضرائح الأولياء تقربا إليهم فحرام بإجماع المسلمين. (ابن نجيم، البحر الرائق، "كتاب الصوم: باب الاعتكاف": ج۲،ص:۳۲۱)

عن ثابت عن أنس رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا عَقْر في الإسلام. قلت كان أهل الجاهلية يعقرون الإبل على قبر الرجل الجواد يقولون نجازيه على فعله لأنه كان يعقرها في حياته فيطعمها الأضياف فنحن نعقرها عند قبره لتأكلها السباع والطير فيكون مطعما بعد مماته كما كان مطعما في حياته. (أبو سليمان، معالم السنن، "ومن باب كراهية الذبح عند الميت": ج۱،ص:۳۱۵)

دے۔اور میت کے لئے دعاء مغفرت کرے، صاحب قبر سے مرادیں مانگنا یا حاجتیں طلب کرنا ناجائز ہیں۔[۱]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۶/۲۸ھ)

مزار کو پختہ کرنا اور اس پر قوالی وعرس کا حکم:

(۵۴) **سوال:** ایک قدیم مزار جو کہ شاہ ولایت کے نام سے مشہور ہے کسی زمانہ میں یہاں پر قوالیاں ہوتی تھیں۔ پھر یہ خستہ حالت میں ہوگیا، قوالی وعرس وغیرہ کے پروگرام بند ہوگئے اور یہاں پر اس کے بڑے احاطہ میں دینی مدرسہ قاسم ہوگیا یہ جائیداد وقف ہے، اب کچھ عرصہ سے اس محلّہ کے چند مسلمان لوگوں نے اس کی مرمت کی، قبر کو سیمنٹ کرکے پانی اکٹھا کرنے کی جگہ بنائی جو کہ خستہ حالت میں پہلے بھی تھی اس قبر کے پانی کو تبرک کے طور پر استعمال کرتے ہیں اس میں مسلم وغیر مسلم لوگوں سے عوامی چندہ لیا گیا اور اب ایسا لگتا ہے کہ قوالی وعرس کا پروگرام پھر دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔ آپ سے التماس ہے کہ شرعی حکم فرمائیں کہ اس میں کیا صحیح کیا گیا اور کیا غلط کیا گیا مزار بنانا، ٹوٹ جانے پر پختہ کرانا، قوالی کرانا، عرس کرانا شرعی اعتبار سے کیسا ہے؟ شرعی روشنی میں دلائل کے ساتھ اس کا جواب عنایت فرمایا جائے تاکہ دوسروں کو سمجھایا جاسکے۔

فقط: والسلام
المستفتی: حافظ شمش الحق، مظفرنگر

---

(۱) وإذا أراد الدعاء يقوم مستقبل القبلة كذا في خزانة الفتاوى. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب الكراهية: الباب السادس عشر في زيارة القبور": ج۵،ص:۴۰۴)
وفي حديث ابن مسعود رضي الله عنه، رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم في قبر عبد الله ذي النجادين الحديث وفيه فلما فرغ من دفنه استقبل القبلة رافعاً يديه أخرجه أبو عوانه في صحيحه. (ابن حجر العسقلاني، فتح الباري، "كتاب الدعوات: قوله باب الدعاء مستقبل القبلة": ج۱۱،ص:۱۶۵،رقم:۶۳۴۳)

الجواب وبا الله التوفيق: قبر کو پختہ بنانا یا قبر بنا کر اس کو پختہ کر دینا یا قبر کے اوپر گنبد بنانا یعنی مزار کی تمام شکلیں شریعت اسلامی میں ناجائز وممنوع ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ''**عن جابر رضي الله عنه، قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم أن تجصص القبور وأن يكتب عليها وأن يبنى عليها وأن توطأ**''[1] ایک حدیث میں ہے کہ اگر کوئی قبر اونچی ہو (قبر پر عمارت بنی ہو خواہ کسی بھی طرح کی ہو) اس کو برابر کر دیا جائے۔ ''**أن لا تدع قبراً مشرفا إلاسويته ولا تمثالا إلا طمسته. قال ابن الهمام: الحديث محمول على ماكانوا يعفلونه فى تعليته القبور بالبناء**''[2] پس مزار بنانا قطعاً جائز نہیں، پھر ایک ناجائز چیز اگر ختم ہو جائے، تو اس کو دوبارہ زندہ کرنا بدرجہ اولی ناجائز اور سخت گناہ ہے۔

نیز مزار پر قوالی کرنا یا کرانا یا عرس ومیلہ لگانا شرعاً بالکل ناجائز ہے۔ علامہ پانی پتیؒ نے تفسیر مظہری میں لکھا ہے کہ ''**لا يجوز ما يفعله الجهال بقبور الأولياء والشهداء من السجود والطواف حولها و اتخاذ السرج والمساجد عليها ومن الاجتماع بعد الحول كالأعياد ويسمونه عرساً**''[3] اس سے مزاروں پر تمام خرافات کی ممانعت ظاہر ہوتی ہے نیز علامہ ابن عابدینؒ اپنے مشہور فتاویٰ شامی میں ارشاد فرماتے ہیں کہ قبور پر چراغ روشن کرنا وغیرہ سب ناجائز ہیں۔[4]

نیز مذکورہ چیزوں میں سے کسی چیز کی اصل نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ملتی ہے نہ صحابہ حضراتؓ کے دور میں ملتی ہے اور نہ ہی ان چیزوں میں کوئی دینی فائدہ ہے، بلکہ عظیم نقصان

---

(۱) أخرجه الترمذي، في سننه، ''أبواب الجنائز: باب ما جاء في كراهية تجصيص القبور والكتابة'': ج۱، ص:۲۰۳، رقم:۱۰۵۲.

(۲) هامش الترمذی

(۳) محمد ثناء الله، پاني پتي، التفسير المظهري، ''سورة آل عمران:۶۴'': ج۲، ص:۶۸.

(۴) من المنكرات الكثيرة كإيقاد الشموع والقناديل التى توجد في الأفراح، وكدق الطبول، والغناء بالأصوات الحسان، واجتماع النساء والمردان، وأخذ الأجرة على الذكر وقرائة القرآن، وغير ذلك. (ابن عابدين، ''كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب في كراهة الضيافة من أهل الميت'': ج۳، ص:۱۴۹)

ہے؛ اس لئے مزار بنانا، قوالیاں کرنا اور عرس منانا[۱] وغیرہ بدعت سیئہ ہے جو شرعاً ناجائز اور حرام ہے اس کو ختم کرنا لازم اور ضروری ہے[۲] حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے ''**إیاکم ومحدثات الأمور فإنها ضلالة**''[۳] نیز مزار پر پانی جمع کرنا، اس کو تبرک سمجھنا اور اس سے تبرک حاصل کرنا یہ سب بدعت سیئہ ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے اور شرعاً حرام ہے اس طرح کی بدعات کو مٹانا لازم ہے۔[۴]

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۶/۴/۱۳ھ)

قبروں پر کتبے لگانا:

(۵۵) **سوال:** عوام کی دلی خواہش ہے کہ قبروں کے نشانات جلد ہی مٹ جائیں اکثر قبریں کسمپرسی کی حالت میں پڑی رہتی ہیں۔ دوسری طرف کتبہ لگانے کو منع کیا جاتا ہے مگر دیوبند میں اکثر علماء کی قبروں پر کتبے لگے ہوئے ہیں اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: مولوی محمد ارشد اعزازی، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بلاضرورت قبروں پر کتبے لگانا ممنوع ہے۔ البتہ اگر قبر کی بے حرمتی کا اندیشہ ہو یا کوئی ایسا عالم ہو جسے لوگ تلاش کریں، تو مباح ہے۔[۴] عالمگیری میں ہے کہ

---

(۱) محمد ثناء اللّٰه پاني پتي، التفسير المظهري، ''سورة آل عمران :۶۴'': ج۲،ص:۶۸.
(۲) وينقل إلى ضرائح الأولياء تقرباً إليهم فحرام بإجماع المسلمين. (ابن نجيم، البحر الرائق، ''كتاب الصوم: باب الاعتكاف'': ج۲،ص:۳۲۱)
(۳) أخرجه الترمذي، في سننه، ''أبواب العلم، باب الأخذ بالسنة واجتناب البدع'' :ج۲،ص:۹۶،رقم:۲۶۷۶)
(۴) و إن احتيج إلى الكتابة حتى لا يذهب الأثر ولا يمتهن فلا بأس، فأما الكتابة .....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر.....

علماء کی قبروں پر کتبے لگانا شرعاً جائز ہے۔ تاہم ضرورت سے زیادہ لکھنا جائز نہیں ہے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۶/۸/۹ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

پختہ قبر کو ہموار کرنا:

(۵۶)**سوال**: زید کی دکان کے صحن میں ایک کچی قبر تھی لوگوں نے اس کو پختہ کرا دیا ہے ظاہر ہے کہ ایسا کرنے سے آئندہ اس پر چراغ بھی جلے گا اور بہت سی بدعات بھی ہوں گی تو کیا زید پر اس قبر کو ہموار کر دینا واجب ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد رضاء اللہ، دربھنگہ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: زید اس قبر کو ہموار یعنی برابر کرا سکتا ہے اس کے لیے ایسا کرنا درست ہے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۰/۱۲/۲۹ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا.....بغير عذر فلا. (أحمد بن محمد، حاشية الطحطاوي، "فصل في حملها ودفنها": ص:۶۱۲)

(۱) أنه يكره كتابة شيء عليه من القرآن أو الشعر أو إطراء مدح له ونحو ذلك. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب في دفن الميت": ج۳،ص:۱۴۴)

(۲) عن جابر رضي الله عنه، قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يجصص القبر، وأن يقعد عليه، وأن يبنى عليه. (أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب الجنائز: باب النهي عن تجصيص القبر والبناء عليه": ج۱،ص:۳۱۲، رقم:۹۷۰)

ويخير المالك بين إخراجه ومساواته بالأرض كما جاز زرعه والبناء عليه إذا بلي وصار تراباً. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب في دفن الميت": ج۳،ص:۱۴۵)

قبروں ومزاروں پر چڑھاوے کا حکم کیا ہے؟

(۵۷)**سوال**: قبروں ومزاروں پر چڑھاوا چڑھانا کیسا ہے اور اس چڑھاوے کا مالک کون ہے اور اس کا مصرف کیا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اشرف، کشمیری

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قبروں ومزاروں پر چڑھاوا ناجائز ہے[1] غیر اللہ کے نام پر جو چڑھاوا چڑھایا گیا ہے وہ مال حرام ہے جس کے مالک چڑھاوا چڑھانے والے ہی ہوتے ہیں اور مال حرام کا حکم یہ ہے کہ جن کا مال ہو انہیں کو واپس کرنا ضروری ہے اگر واپسی دشوار ہو تو غرباء پر بلانیت کے تصدق کر دیا جائے، مذکورہ صورت میں بھی رقم کا بلانیت ثواب تصدق واجب ہے۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۵/۲۹ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

مزارات پر چڑھاوے کی رقم کا مصرف کیا ہے؟

(۵۸)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں: نذرانے وغیرہ جو کہ مزاروں پر چڑھائے جاتے ہیں اور خاصی ایک رقم اکٹھی ہو جاتی ہے اس رقم کا مصرف کیا ہے؟ کچھ حضرات کا کہنا ہے کہ مسجد میں لگا دیں، بلکہ دیگر بعض حضرات جہاد میں خرچ کرنے کو کہتے ہیں زید کہتا ہے کہ ''ماأهل به لغير الله'' میں داخل ہو کر یہ حرام ہے۔ ہاں معطیان توبہ کرلیں اور

---

(۱) ﴿وَمَآ أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ﴾ (سورة البقرة:۱۷۳)
ولا بأس بزيارة القبور ولو للنساء وقيل تحرم عليهن والأصح أن الرخصة ثابتة لهن بحر. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب في زيارة القبور'': ج۳،ص:۱۵۰)
(۲) وإلا تصدقوا بها لأن سبيل الكسب الخبيث التصدق إذا تعذر الرد على صاحبه. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الحظر والإباحة: باب الاستبراء وغيره، فصل في البيع'': ج۹،ص:۵۵۳)

اجازت دیدیں تو درست ہے، بکر کہتا ہے یہ ناممکن ہے؛ اس لیے کہ دینے والے مختلف مقامات کے ہیں اور ان میں یہ بھی ہے کہ صحیح العقیدہ لوگ بھی نہیں۔ دوسرے یہ کہ معطیان نے متولی مزار کو مالک بنایا ہے بہرحال اس رقم کو جائز اور مناسب طریقہ پر خرچ کرنے کی شکل بیان فرمائیے۔

فقط: والسلام

المستفتی: اصغر حسین، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مزارات پر جو چیزیں شیرنی وغیرہ چڑھائی جاتی ہیں وہ غیر اللہ کے نام پر ہونے کی وجہ سے حرام وناجائز ہوں گی[1] بہتر یہ ہے کہ ان چیزوں کو مالکوں کو واپس کردیا جائے؛ لیکن اگر مالکوں کا پتہ نہ چل سکے تو ان چیزوں کو بدرجہ مجبوری غیر مسلموں کو فروخت کردی جائے اور اس کی قیمت کسی غریب کو بلا نیت ثواب دیدیں یا یہی سامان غریبوں کو دیدیں۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۴/۱۱/۱۵ھ)

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

قبر میں کنکریاں رکھنا:

(۵۹) **سوال:** ہمارے علاقہ میں دستور ہے کہ جس قدر قرآن شریف میت کے لئے دفن سے پہلے پڑھے جاتے ہیں اس قدر کنکریاں قبر میں رکھتے ہیں تاکہ منکر نکیر کو میت بتلا سکے کہ دیکھو مجھے

---

(۱) ﴿وَ مَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ﴾ (سورة البقرة:۱۷۳)

إن النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام وما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها إلى ضرائح الأولياء العظام تقرباً إليهم فهو بالاجماع باطل وحرام. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصوم: باب ما يفسد الصوم ومالا يفسده، مطلب في النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام": ج۳،ص:۴۲۷)

(۲) وإلا تصدقوا بها لأن سبيل الكسب الخبيث التصدق إذا تعذر الرد على صاحبه. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الحظر والإباحة: باب الاسبراء وغيره، فصل في البيع": ج۹،ص:۵۵۳)

اس قدر قرآن بخشے گئے ہیں یہ شرعاً کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ابرار سیفی، رائے پور اسٹیٹ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کنکریوں کے رکھنے کا شرعاً کوئی ثبوت نہیں ہے یہ بدعت اور جہالت کی باتیں ہیں اس سے کچھ نفع نہیں ہے۔[۱]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۰/۱۱/۹ھ)

تدفین کے بعد ستر قدم پیچھے ہٹ کر دعاء مغفرت کرنا:

(۶۰) **سوال:** بعض علاقہ میں میت کو دفن کرنے کے بعد ستر قدم پیچھے ہٹ کر میت کے لیے دعاء مغفرت کرتے ہیں یہ کیا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالغفور، ہریدوار

الجواب وباللّٰہ التوفیق: یہ بدعت اور مذموم و ناجائز ہے؛ البتہ دفن کے بعد تھوڑی دیر ٹھہر کر انفرادی طور پر میت کے لئے منکر نکیر کے سوالات کے جوابات دینے میں ثابت قدمی اور مغفرت کے لئے دعاء کرنی چاہئے۔[۲]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد. (أخرجه مسلم، في صحيحة، "كتاب الأقضية: .....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر.....

پیر کی طرف سے دیئے ہوئے تصدیق نامہ وغیرہ کو قبر میں رکھنا:

(۶۱)**سوال**: ایک آدمی ہے وہ کسی پیر سے مرید ہے پیر صاحب اپنے مرید کو مرید ہونے کی وجہ سے تصدیق نامہ دیتے ہیں (کاغذ پتر دیتے ہیں) جب یہ مرید مرجاتا ہے تو ان کے گھر کے لوگ پیر صاحب کے دیئے ہوئے کاغذ، پگڑی اور کتاب وغیرہ ان کی قبر میں رکھتے ہیں اور لوٹا وغیرہ بھی رکھتے ہیں یہ سب قبر میں رکھنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: مختار احمد، بھوجپوری

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ''قال في رد المحتار: قال في الحلية: ويكره أن يوضع تحت الميت في القبر مضربة أو مخدة أو حصير أونحو ذلك. ولذا عبر بلا يجوز ''[1] مذکورہ بالا عبارت سے یہ مسئلہ واضح ہوگیا کہ قبر میں میت کے ساتھ کسی چیز کا رکھنا ناجائز اور مکروہ تحریمی ہے۔ ان رسومات سے بچنا ہر مسلمان کے لئے لازم اور ضروری ہے۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۵/۳/۲۹ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا..... باب نقض الأحكام": ج۱،ص:۷۷،رقم:۱۷۱۸)
يكره إلقاء الحصير في القبر. (مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح، "فصل في حملها ودفنها": ج۱،ص:۲۲۶)
(۲)عن عثمان رضي اللّٰه عنه قال: كان النبي صلى اللّٰه عليه وسلم إذا فرغ من دفن الميت وقف عليه فقال: استغفروا لأخيكم ثم سلوا له بالتثبيت فإنه الآن يسأل. رواه أبو داود. (مشكوة المصابيح، "كتاب الإيمان، باب إثبات عذاب القبر، الفصل الأول": ۲۶،رقم:۱۳۳)
وعن عبد اللّٰه بن عمر رضي اللّٰه عنهما، قال: سمعت النبي صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: إذا مات أحدكم فلا تحبسوه وأسرعوا به إلى قبره وليقرأ عند رأسه فاتحة البقرة وعند رجليه بخاتمة البقرة. (مشكوة المصابيح، "كتاب الجنائز: باب البكاء على الميت": ج۱،ص:۱۴۹،رقم:۱۷۱۷)
ويستحب ..... بعد دفنه لدعاء وقراءة بقدر ما ينحر الجزور ويفرق لحمه إلخ. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب في دفن الميت": ج۳،ص:۱۴۳)
(۱) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: .....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر.....

بزرگ کے مزار پر چادر وغیرہ چڑھانا:

(۶۲)**سوال**: کسی بزرگ کے مزار پر چادر یا دیگر چیزیں چڑھانا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: رحیم الدین متعلم مدرسہ ہذا

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کے نام پر دینا، کسی مزار یا کسی خاص مقام پر یا کسی خاص شخصیت کے نام پر نذر و نیاز کرنا، یا مرغ و بکرے وغیرہ چڑھانا یہ سب حرام ہے خواہ اس جانور کو ذبح کرتے وقت بسم اللہ ہی کیوں نہ پڑھ لی جائے؛ اس لیے کہ اس میں اللہ سے بڑھ کر دوسروں (مخلوق) کی تعظیم لازم آتی ہے شامی میں ہے ''**ذبح لقدوم الأمير و نحوه كواحد من العظماء يحرم لأنه أهل به لغير اللّٰه تعالىٰ**''[۱] قبر پر چادر وغیرہ چڑھانے کی حرمت بھی نص قطعی سے ثابت ہے نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے کہ ''**إن اللّٰه لم يأمرنا أن نكسو الحجارة والطين**''[۲] نیز غیر اللہ سے مرادیں مانگنا بھی حرام ہے اور اگر کوئی غیر اللہ کو قادر مطلق سمجھ کر اس سے مانگے تو وہ کافر ہے۔[۳]

الجواب صحیح:
محمد خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۵/۹/۲۶ھ)

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا..... باب صلاة الجنازة، مطلب في دفن الميت'': ج۳،ص:۱۳۹۱.

(۲) وكره أن يكون تحت رأس الميت في القبر مخدة ونحوها، هكذا ذكره ''المرغيناني'' وكره ابن عباس رضي اللّٰه عنه أن يلقى تحت الميت شيء في قبره. (العيني، البناية شرح الهداية، ''كتاب الجنائز: كيفية الدفن'': ج۳،ص:۲۹۵)

قال الترمذي: وقد روي ابن عباس أنه كره أن يلقى تحت الميت في القبر شيء وإلى هذا ذهب بعض أهل علم، قال الباني: صحيح. (أخرجه الترمذي، في سننه، ''أبواب الجنائز: الثوب الواحد يلقى تحت الميت في القبر'': ج۱،ص:۲۰۳،رقم:۱۰۴۸)

(۱) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الذبائح'': ج۹،ص:۴۴۹.

ولو ذبح لأجل قدوم الأمير أو قدوم واحد من العظماء وذكر إسم اللّٰه يحرم أكله لأنه ذبحها لأجله تعظيما له. (ابن نجيم، البحر الرائق، ''ما يقوله عند الذبح'': ج۸،ص:۱۹۲).....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر.....

چڑھاوے کی رقم کا مسجد یا مدرسہ میں لگانا:

(۶۳)**سوال**: چڑھاوے کی رقم کو مسجد یا مدرسہ میں لگانے کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: رحیم الدین متعلم مدرسہ ہذا

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب چڑھاوے وغیرہ کا سارا مال بالیقین حرام ہے، تو اس کو خود کھانا یا اپنی ذات پر یا مدرسہ یا مسجد میں استعمال کرنا بھی ناجائز وحرام ہی ہے؛ بلکہ اسے صدقہ کردے۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۵/۹/۲۶ھ)

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا.....(۲) أخرجه المسلم، في صحيحه، "كتاب اللباس: باب تحريم تصوير صورة الحيوان": ج۲،ص:۲۰۰،رقم:۲۱۰۷.

(۳)﴿وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَالَا يَنْفَعُكَ وَلَايَضُرُّكَ ج فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝﴾(سورة يونس:۱۰۶) ﴿وَإِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗ ۚ إِلَّا هُوَ﴾ (سورة يونس:۱۰۸)

وأعلم أن الأمة لو اجتمعت على أن ينفعوك بشيء لم ينفعوك إلا بشيء قد كتبه الله لك. (أخرجه الترمذي، في سننه، "أبواب الزهد": ج۲،ص:۲۸،رقم:۲۵۱۶)

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الله طيب لا يقبل إلا الطيب. (مشكوة شريف،"كتاب البيوع: باب الكسب وطلب الحلال": ج۱،ص:۲۴۱)

وحرام مطلقاً على الورثة) أي سواء علموا أربابه أولا، فإن علموا أربابه ردوه عليهم، ولا تصدقوا به كما قدمناه آنفاً من الزيلعي. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار،"كتاب الحظر والإباحة: باب الاستبراء وغيره": ج۹،ص:۵۵۴)

(وقوله: لو بماله الحلال) قال تاج الشريعة: أما لو انفق في ذلك ما لا خبيثاً ومالا سببه الخبيث والطيّب فيكره لأن الله تعالىٰ لا يقبل إلا الطيّب، فيكره تلويث بيته بمالا يقبله. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار،"كتاب الصلوٰة: باب ما يفسد الصلاة وما لا يكره فيها، مطلب كلمة لا بأس دليل أن على أن المستحب غيره": ج۲،ص:۴۳۱)

عرس میں شرکت اور مزار کے غسل کے پانی کو متبرک سمجھنا:

(۶۴)**سوال**: عرس وغیرہ میں شریک ہونا، اور مزار کے غسل کے پانی کو پینا، اور تبرک کے طور پر استعمال کرنا، قوالی کرنا، فاتحہ کرنا، اور مزارات کی چادر کو تبرک سمجھ کر چومنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: حامد علی خاں، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مسئولہ میں جن چیزوں کا ذکر ہے ان کی شریعت میں کوئی اصل نہیں ہے؛ بلکہ یہ سب چیزیں بدعت اور باعث شرک ہیں اس لیے شریعت نے ایسی چیزوں کی قطعاً اجازت نہیں دی ہے۔ مزارات پر عرس و دیگر تقریبات عرس میں شریک ہونا شرعاً جائز نہیں۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۷/۵/۲ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

تدفین کے وقت قبر اور مردہ پر کیوڑہ چھڑکنا:

(۶۵)**سوال**: تدفین کے وقت کیوڑہ گلاب مردے پر چھڑکنا یا قبر پر ڈالنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ساجد، سیتامڑھی

---

(۱)ومن جملة ما أحدثوه من البدع مع اعتقادهم أن ذلك من أكبر العبادات وأظهر الشعائر ما يفعلونه في شهر ربيع الأول من المولد وقد احتوى على بدع ومحرمات جملة. (موسوعة الرد على الصوفية، "البدع الحولية": ج۲۲،ص:۱۹۳)

وقد فصل صاحب الهداية فيها أن المغني للناس إنما لا يقبل شهادته لا يجمعهم على كبيرة والقرطبي على أن هذا الغناء وضرب القضيب والرقص حرام بالإجماع عند مالك وأبي حنيفة وأحمد رضي اللّٰه تعالىٰ عنهم في مواضع من كتابه إلخ. (جماعة من علماء الهند، فتاوىٰ بزازيه على هامش الهندية، "كتاب ألفاظ تكون إسلاماً أو كفراً أو خطأً: باب في المتفرقات": ج۶،ص:۳۴۹)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مردے کے اوپر گھر میں ڈالنا تو شرعاً درست ہے[۱] لیکن قبر پر یا قبر میں مردے پر ڈالنا اسراف محض ہونے کی وجہ سے شرعاً نادرست اور بدعت ہے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۷/۶/۱۶ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

بوقت تدفین اذان وتکبیر کہنا:

(۶۶) **سوال:** بعض لوگ قبرستان میں میت کو دفن کرتے وقت اذان اور تکبیر بلند آواز سے پڑھتے ہیں اس کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعاء مانگتے ہیں اس بارے میں تفصیل سے جواب عنایت فرمائیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شمیم احمد، بجنور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قبر پر اذان اور تکبیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت نہیں اگر یہ کام کرنا اچھا ہوتا تو حضرات صحابہؓ ضرور اس کام کو انجام دیتے پس ایسا کرنا بدعت اور گمراہی ہے اور دین کے اندر زیادتی ہے ہر مسلمان کو ایسی بدعات سے پرہیز کرنا واجب ہے۔[۳] البتہ قبر پر ہاتھ اٹھا کر دعاء کرنا ثابت ہے، لیکن قبر سامنے نہ ہو اور

---

(۱) قال ويكفيه من الطيب ما عمل له وهو البيت فنحن متبعون لا مبتدعون فحيث وقفنا سلفنا ووقفنا إلخ.
(حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، "كتاب الصلوٰة: فصل في حملها ودفنها" :ص:۶۰۸)
كذا في تاليفات رشيديه مع فتاویٰ رشيديه :ص:۲۴۰)

(۲) وذكر ابن الحاج في المدخل أنه ينبغي أن يجتنب ما أحدثه بعضهم من أنهم يأتون بماء الورد فيجعلونه على الميت في قبره فإن ذلك لم يرد عن السلف رضي اللّٰه عنهم فهو بدعة. (أيضاً:)

(۳) لا يسن الأذان عند إدخال الميت في قبره كما هو المعتاد ألأٰن وقد صرح ابن حجر في فتاويه بأنه بدعة. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب في دفن الميت": ج۳،ص:۱۴۱)

قبلہ کی طرف رخ کر کے ہاتھ اٹھائے تا کہ صاحبِ قبر سے مانگنے کا شبہ نہ ہو۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۵/۱/۷ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

قبرستان میں عورتوں کی قبروں پر پھول چڑھانا:

(۶۷) **سوال**: قبرستان جا کر عورتوں کی قبروں پر پھول چڑھانا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالقیوم، لکھیم پور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قطعاً جائز نہیں ہے،[۲] اس طریقہ کو چھوڑ کر توبہ واستغفار لازم ہے۔[۳]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۳/۸/۷ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) وإذا أراد الدعاء يقوم مستقبل القبلة. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب الكراهية: الباب السادس عشر في زيارة القبور": ج۵،ص:۴۰۴)

كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا فرغ من دفن الميت وقف على قبره وقال استغفروا لأخيكم واسألو الله له التثبيت فإنه ألأن يسئل. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب في دفن الميت": ج۳،ص:۱۴۳)

(۲) عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد. (أخرجه مسلم، في صحيحة، "كتاب الأقضية: باب نقض الأحكام": ج۲،ص:۷۷،رقم:۱۷۱۸)

ولم يكن له أصل من الشريعة الغراء. (علامه أنور شاه الكشميري، العرف الشذي، "أبواب العيدين، باب ما جاء في التكبير في العيدين": ج۱،ص:۵۶۸)

(۳) ﴿وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝۱۱۰﴾ (سورة النساء:۱۱۰)

مزارات کا طواف اوران کو بوسہ دینے والے کا حکم:

(۶۸)**سوال**: اولیاء کرام کے مزارات کا طواف اوران کی قبر کو بوسہ دینے والا شرعی حکم کے مطابق کیسا ہے؟ ایک مولانا صاحب ان کاموں کو ثواب بتلاتے ہیں۔ خیال رہے کہ ہمارے علاقہ میں اکثریت مولانا احمد رضا خاں صاحب کے ماننے والوں کی ہے۔

فقط: والسلام

المستفتی: حافظ طفیل احمد صاحب، پونہ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس کا جواب مولانا احمد رضا خان صاحب نے یہ دیا ہے کہ بلاشبہ غیر کعبہ کا طواف تعظیمی ناجائز ہے اور غیر خدا کو سجدہ ہماری شریعت میں حرام ہے اور بوسہ قبر میں علماء کا اختلاف ہے اور احوط منع ہے خصوصاً مزارات طیبہ اولیاء کرام کہ ہمارے علماء نے تصریح فرمائی کہ کم ازکم چار ہاتھ کے فاصلہ پر کھڑا ہو یہ ادب ہے پھر تقبیل کیونکر مقصود ہے؛ لہٰذا مذکورہ تمام امور بدعت سیئہ ہیں، جن کو ترک کردینا ضروری ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۹/۱/۱۸ھ)

الجواب صحیح:

خورشید عالم

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

عرس میں امام صاحب کی شرکت:

(۶۹)**سوال**: شہر پربھنی میں ایک درگاہ کا زبردست عرس ہوتا ہے جس میں لاکھوں مرد مسلم، غیر مسلم شریک ہوتے ہیں، تو سامان کی خرید وفروخت اور میلہ دیکھنے کے لئے شرعاً جاسکتے ہیں یا نہیں؟

ایک مسجد کے لوگ بڑی دھوم دھام سے نکلتے ہیں اس میں ڈھول تماشا ناچ وغیرہ سب کچھ ہوتا

---

(۱) احکام شریعت: ج۳، ص:۳،۴. بہار شریعت: ج۴، ص:۱۵۷.

عن عائشة رضي اللّٰه عنها، قالت: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس فيه فهو رد. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الصلح: باب إذا اصطلحوا على صلح جور": ج۱، ص:۳۷۱، رقم:۲۶۹۷)

ہے اس میں بعد نماز ظہر ہزاروں لوگ سلام پڑھتے ہیں اگر بتی عود اکثر جلاتے ہیں اس کام میں امام صاحب برابر شریک رہتے ہیں؛ حالانکہ مولانا عالم ہیں جب مولانا سے کہا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ میں دل سے برا مانتا ہوں نفرت کرتا ہوں؛ لیکن لوگوں کے اصرار پر مجبوراً شریک ہوجاتا ہوں اگر امامت اس مسجد سے چھوڑ دوں تو پھر کوئی دوسرا بدعتی امام مسجد پر قبضہ کرلے گا۔ تو امام صاحب کا یہ کہنا شرعاً درست ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: شیخ حسین صاحب، پربھنی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مروّجہ عرس اور مذکورہ سوال کا حکم تو عدم جواز ہی کا ہے اور اس کی اتباع نہیں کرنی چاہئے، منکرات پر عمل کرنا باعث گناہ ہے اور بعض صورتوں میں وہ منکرات میں شمار ہوتا ہے۔[1] ایسے مجامع کی رونق کے لیے شرکت کرنے کی بھی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

امام صاحب اگر دل سے برا جانتے ہیں جیسا کہ سوال میں مذکور ہے اور وہ شرکت کے لیے مجبور ہیں تو ان کے پیچھے پڑھی گئی نماز بلاشبہ ادا ہوگئی امامت کو صورت مسئول عنہا میں ناجائز کہنا درست نہ ہوگا؛ لیکن ان کے لئے یہ بھی ضروری ہوگا کہ اصلاح کی سعی کرتے رہیں مناسب وقت میں لوگوں کو سمجھاتے رہیں اور منکرات پر عمل کرنے کی دنیاء وآخرت میں ہونے والی خرابیوں سے آگاہ کرتے رہیں اور ایسا طریقہ اختیار کرنا جو کہ باعث فتنہ وفساد بن جائے اور نفرت کا اضافہ ہوجائے کہ اصل حکم سے ہی اعراض کرنے لگیں (جیسا کہ ہوتا ہے کہ نمازی آپ کی حق بات کو نہیں مانتے) تو اس طریقہ سے اسلام کا راستہ محدود ہوجاتا ہے اس لئے اس سے احتراز ہی کرنا ہوگا۔ نیز امام صاحب کے

---

(۱) ومن المنكرات الكثيرة كإيقاد الشموع والقناديل التي توجد في الأفراح، وكدق الطبول، والغناء بالأصوات الحسان، واجتماع النساء والمردان، وأخذ الأجرة على الذكر وقراءة القرآن، وغير ذلك. (ابن عابدين، "كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب في كراهة الضيافة من أهل الميت": ج۳،ص:۱۴۹)

وأعلم إن النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام وما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها إلى ضرائح الأولياء الكرام تقرباً إليهم فهو بالإجماع باطل. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصوم: باب ما يفسد الصوم ومالا يفسده، مطلب في النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام من شمع": ج۳،ص:۴۲۷)

عقائد اگر اسلام کے خلاف اور کفریہ ہوں تو ان کے پیچھے نماز نہیں ہوتی ہے اور جن کے اعمال فسقیہ ہوں ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے اور عقائد کا تعلق اگر چہ دل سے ہوتا ہے، لیکن ظاہری اعمال سے ہی باطن پر حکم لگایا جاتا ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۱/۳/۱۵ھ)

قبر پر اگربتی جلانا یا پھول چڑھانا:

(۷۰)**سوال**: قبروں پر اگربتی جلانا درست ہے یا نہیں؟ نئے زمانے میں آگ کو مکروہ سمجھتے ہوئے پھولوں کے ہار ڈالتے ہیں، تشفی بخش جواب عنایت فرمائیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد اظہار، سمستی پور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قبروں پر اگربتی جلانا یا پھول ڈالنا سنت سے ثابت نہیں ہے، اس لیے بدعت کہا جائے گا جو قابل ترک ہے، دفن کرنے کے بعد قبر پر انفرادی یا اجتماعی طور پر کچھ پڑھ کر ایصال ثواب کرنا جائز اور درست ہے؛ البتہ دعا کے لیے ہاتھ اٹھانا مناسب نہیں ہے کہ

(۱) ﴿وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ص وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾(سورة المائده:۲)

(وفاسق وأعمىٰ) ونحوه الأعشي، نهر، (إلا أن يكون) أي غير الفاسق (أعلم القوم) فهو أولى (ومبتدع) أي صاحب بدعة وهي اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول لا بمعاندة بل بنوع شبهة، وكل من كان من قبلتنا (لا يكفر بها) حتى الخوارج الذين يستحلون دمائنا وأموالنا وسب الرسول، وينكرون صفاته تعالى وجواز رؤيته لكونه عن تأويل وشبهة بدليل قبول شهادتهم، إلا الخطابية ومنا من كفرهم (وإن) أنكر بعض ما علم من الدين ضرورة (كفر بها) كقوله: إن اللّٰه تعالىٰ جسم كالأجسام وإنكاره صحبة الصديق (فلا يصح الاقتداء به أصلا. قال ابن عابدين: (قوله وهي اعتقاد إلخ) عزاه هذا التعريف في هامش الخزائن إلى الحافظ ابن حجر في شرح النخبة، ولا يخفى أن الاعتقاد يشمل ما كان معه عمل أو لا، فإن من تدين بعمل لا بد أن يعتقده. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: مطلب البدعة خمسة أقسام": ج۲،ص: ۲۹۸-۳۰۰)

اس میں اشتباہ ضرور ہے۔

اور اگر ہاتھ اٹھا کر دعاء ہی کرنی ہو تو قبلہ کی طرف منھ کر کے دعا کی جائے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۲/۱۱/۵ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

کسی بزرگ کی قیام گاہ کو بابرکت سمجھنا:

(۷۱) **سوال**: سید محمد شاہ علی حمدانی کی خانقاہ شریف ایک زیارت گاہ ہے (وہ یہاں دفن نہیں ہیں صرف قیام فرمایا تھا) اس جگہ کو بابرکت تصور کر کے یہاں مرد وعورت منت مانگتے ہیں، نذر ونیاز کرتے ہیں اور اس سے متصل مسجد شریف ہے جس میں نماز جمعہ پڑھنا زیادہ ثواب سمجھتے ہیں یہ کہاں تک درست ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محی الدین، کشمیر

الجواب وباللہ التوفیق: کسی بزرگ کے محض قیام پر وہاں ان کا مزار بنالینا سخت

---

(۱) فما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت وغيرها وينقل إلى ضرائح الأولياء تقربا إليهم فحرام بإجماع المسلمين. (ابن نجيم، البحر الرائق، "كتاب الصوم: باب الاعتكاف": ج۲،ص:۳۲۱)

ويستحب ..... بعد دفنه لدعاء وقراءة بقدر ما ينحر الجزور ويفرق لحمه. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب في دفن الميت": ج۳،ص:۱۴۳)

فقد يثبت أنه عليه الصلاة والسلام قرأ أول سورة البقرة عند رأس ميت وآخرها عند رجليه. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب في زيارة القبور": ج۳،ص:۱۵۱)

وإذا أراد الدعاء يقوم مستقبل القبلة كذا في خزانة الفتاوى. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب الكراهية: الباب السادس عشر في زيارة القبور": ج۵،ص:۴۰۴)

وفي حديث ابن مسعود رضي الله عنه، رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم في قبر عبد الله ذي النجادين الحديث وفيه فلما فرغ من دفنه استقبل القبلة رافعاً يديه أخرجه أبو عوانه في صحيحه. (ابن حجر العسقلاني، فتح الباري، "كتاب الدعوات: قوله باب الدعاء مستقبل القبلة": ج۱۱،ص:۱۶۵،رقم:۶۳۴۳)

گناہ ہے[۱] اور پھر وہاں پر چڑھاوے، نذر و نیاز وغیرہ بھی سخت گناہ ہیں[۲] البتہ اس جگہ پر جو مسجد ہے اس میں نماز پڑھنا درست ہے، لیکن وہ عام مسجد کی طرح ہے اس میں نماز پڑھنے پر کسی مخصوص ثواب کا استحقاق نہیں ہوگا؛ اس لیے کہ صرف تین مساجد کی فضیلت حدیث سے ثابت ہے ان کے علاوہ کسی بھی مسجد کی کوئی مخصوص فضیلت نہیں ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۰۷/۶/۱۹ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

قبروں پر پھول چڑھانا:

(۷۲) **سوال**: قبروں پر پھول چڑھانا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اقتدار، مرزاپور

الجواب وباللہ التوفیق: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور خیر القرون سے اس کا ثبوت نہیں ملتا کہ آپ نے سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر پر یا حضرت خدیجہ، حضرت زینب دختر رسول کی قبروں پر یا حضرات صحابہؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر یا حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ یا حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی قبروں پر پھول چڑھائے ہوں ان میں تو عشق و محبت حقیقی اور جبلّی تھی، وہ ثواب اور خیر کے

---

(۱) من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد. (مشكوٰة المصابيح، "كتاب الإيمان: باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول": ج۱،ص:۲۷،رقم:۱۴۰)

قال الكمال: لا يدفن صغير ولا كبير في البيت الذي مات فيه فإن ذلك خاص بالأنبياء عليه السلام بل يدفن في مقابر المسلمين. (أحمد بن محمد، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، "كتاب الصلوة: فصل في حملها ودفنها": ص:۶۱۲)

(۲) بعض لوگ کتاب اللہ کو نظر انداز کر کے صرف علماء و مشائخ ہی کو قبلۂ مقصود بنا لیتے ہیں اور ان کے متبع شریعت ہونے کی تحقیق نہیں کرتے ہیں یہ اصلی مرض یہود و نصاریٰ کا ہے۔ (مفتی محمد شفیع عثمانی، معارف القرآن، ج:۱،ص:۳۳۸)

کاموں میں سبقت بھی کرنے والے تھے پھر کیا وجہ ہے کہ انہوں نے قبروں پر پھول نہیں چڑھائے، بعض لوگ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں پر کھجور کی دو ٹہنیاں گاڑ دی تھیں، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ پھول ڈالے جاسکتے ہیں، اس میں پہلی بات تو یہ ہے کہ امت کو بھی قبر پر کھجور کی ٹہنی ہی گاڑنی چاہئے جو حدیث سے ثابت ہے، دوسری بات یہ ہے کہ جن کی قبروں پر کھجور کی ٹہنیاں گاڑی گئی اس میں ان دونوں میتوں کو عذاب ہو رہا تھا، حدیث کے الفاظ ہیں: ''**إني مررت بقبرين يعذبان فأحببت بشفاعتي أن يرفه ذاك عنهما مادام الغصنان رطبين** ''[1] کہ میں دو قبروں کے پاس سے گزرا ان دونوں میتوں کو عذاب ہو رہا تھا۔ میں نے اپنی شفاعت کے ذریعہ یہ پسند کیا کہ جب تک ٹہنیاں تر رہیں ان دونوں سے عذاب کی کمی ہو۔

اس صحیح روایت سے بصراحت معلوم ہوا کہ عذاب ہلکے ہونے کا اصل سبب آپ کی شفاعت تھی، ٹہنیاں تو صرف ایک علامت کے طور پر تھیں۔ اور اگر یہ مان لیا جائے کہ عذاب کے ہلکے ہونے کا اصل سبب ٹہنیوں کا سبز ہونا تھا، اور یہی چیز پھولوں میں بھی پائی جاتی ہے، تو اس سے صرف اتنا ثابت ہوسکتا ہے کہ جن کو قبروں میں عذاب ہو رہا ہو، جیسے گنہگار اور فاسق وفاجر لوگوں کی قبروں پر سبز شاخیں کھجور کی گاڑی جائیں، اولیاء اللہ کی قبروں کے ساتھ یہ معاملہ (نعوذ باللہ) رکھنے والوں کا کیا یہ عقیدہ ہوسکتا ہے؟ ہم تو اہل اللہ کو جنتی سمجھتے ہیں جو جنت کی ہواؤں اور خوشبوؤں سے معطر ہیں۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد واصف غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۰۶/۵/۲۸ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) أخرجه مسلم، في صحيحه، ''كتاب الزهد والرقاق، باب حديث جابر الطويل وقصة أبي اليسر'' :ج۲، ص:۴۱۹، رقم:۳۰۱۳.

(۲) إعلم أن النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام وما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها إلى ضرائح الأولياء الكرام تقرباً إليهم فهو باطل وحرامٌ. (أحمد بن محمد، حاشية طحطاوي على مراقي الفلاح،''كتاب الصوم: باب ما يلزم الوفاء به'': ج۱،ص:۶۹۳)

قبر پر پھول چڑھانا نادرست ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ: ص:۲۶۸)

تدفین کے بعد چالیس قدم ہٹ کر اذان دینا بدعت ہے:

(۷۳)**سوال**: دفن میت کے بعد چالیس قدم دور ہوکر اذان دینا کیسا ہے؟ اگر اذان دیدی گئی تو اذان سے عذاب میں تخفیف ہوگی یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: مولوی تسلیم الدین، ہزاری باغ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: دفن میت کے بعد اذان دینے کا ثبوت نہیں ہے، یہ عمل بدعت ہے؛ لہٰذا تخفیف عذاب کا سوال ہی نہیں ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۳/۶/۵ھ)

چالیس روز تک قبر کا پہرہ دینا:

(۷۴)**سوال**: پڑوس میں ایک شخص کا انتقال ہوگیا تھا، ایک دو نے کہا کہ قبر کا پہرہ ۴۰/دن تک دو اور کہا کہ ۴۰/دن تک حضرت علامہ انور شاہؒ کی قبر کا بھی پہرہ دیا گیا تھا، یہ واقعہ درست ہے یا نہیں؟ اور قبر کا پہرہ دے سکتے ہیں یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: دلشاد احمد، کیرانہ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: چالیس روز یا اس سے کم وبیش قبر کا پہرہ دینا، اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

---

(۱) لا يسن الأذان عند إدخال الميت في قبره لما هو المعتاد الآن وقد صرح ابن حجر في فتاواه بأنه بدعة. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب في دفن الميت": ج ۳،ص:۱۴۱؛ كذا في البحر الرائق: ج۲،ص:۲۳۵)

البتہ اگر کسی جگہ درندوں وغیرہ سے خوف ہو کہ لاش کو نقصان پہونچائیں گے، تو اس وقت اگر اس قسم کی حفاظت کردی جائے تو اس میں مضائقہ نہیں ہے؛[1] لیکن ہر ایک کے لئے اس کا التزام بدعت ہو جائے گا۔[2]

علامہ انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں یہ بات کہ ۴۰ر دن تک ان کی قبر کا پہرہ دیا گیا بالکل غلط اور فرضی کہانی ہے، ان کی تدفین کے وقت میں موجود تھا، اور بعد کے واقعات سے بھی واقف ہوں۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۳/۳/۲۳ھ)

قبروں پر سجدہ کرنا کیسا ہے؟

(۷۵) **سوال**: (۱) ایک شخص قبروں پر نذر و نیاز کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ہم تو ایصال ثواب کرتے ہیں؟

(۲) قبروں پر سجدہ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ہم تو سجدہ تعظیمی کرتے ہیں؟

(۳) قبروں پر دعاء کرتا ہے، اور کہتا ہے کہ ہم تو وسیلہ بناتے ہیں تو کیا ایسا شخص مشرک ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد ادریس، مظفر نگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: پہلا اور تیسرا عمل تو وہم ہے، اور دوسرا عمل یقینی طور پر

---

(۱) أما إذا أريد به دفع أذى السباع أو شيء آخر لا يكره. (أحمد بن محمد، مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح، "فصل في حملها ودفنها": ج۱،ص:۲۲۶)

(۲) عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد. (أخرجه مسلم، في صحيحة، "كتاب الأقضية: باب نقض الأحكام": ج ۲، ص: ۷۷، رقم: ۱۷۱۸)

بدعت وضلالت ہے،[۱] ایسے اعمال سے پرہیز کرنا ہر مسلمان پر ضروری ہے، اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق عمل کرنا ضروری ہے۔ ''کل بدعة ضلالة و کل ضلالة في النار''[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۱۰/۲۵ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

بزرگ کی یاد میں طاق بنانا اور چراغ جلانا:

(۷۶) **سوال**: ایک بزرگ ہمارے پاس رہتے تھے ان کا انتقال ہوگیا، وہ جس جگہ دفن ہوئے ہم نے ان کی یادگار میں ایک دیوار میں ایک طاق بنوایا ہے، اس کی زیارت بھی کرتے ہیں، اس میں چراغ بھی جلاتے ہیں، یہ فعل جائز ہے یا نہیں؟ جواب تحریر فرما کر مشکور ہوں۔

فقط: والسلام
المستفتی: شاہنواز، مظفر نگر

الجواب وباللہ التوفیق: بزرگوں سے محبت، دین کی علامت ہے، دینی تقاضا یہ ہے کہ اللہ والوں سے محبت کی جائے، اللہ والوں سے محبت، نیکی اس لیے ہے کہ ان سے تعلق اللہ کی وجہ سے ہے؛ لیکن وہ قابل محبت اور محبوب اس لیے بنتے ہیں کہ اللہ کو مانتے تھے اور اللہ کی مانتے تھے؛ اس لیے اللہ والوں سے سچی محبت یہی ہے کہ ان کے طریقے پر چلا جائے ان کی تعلیمات اور

---

(۱) عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لو كنت امر أحدا أن يسجد لأحد لأمرت المرأة أن تسجد لزوجها. (أخرجه الترمذي، في سننه، ''أبواب الرضاع، باب ما جاء في حق الزوج على المرأة'': ج۱،ص:۲۱۹،رقم:۳۲۵۵)

(۲) إن الناس قد أكثروا من دعاء غير الله تعالىٰ من الأولياء الأحياء منهم والأموات وغيرهم مثل يا سيدى فلان أغثني وليس ذلك من التوسل المباح. (علامه آلوسي، روح المعاني، ''سورة المائدة: ۲۷ إلى ۳۷'': ج ۲، ص: ۱۲۸)

ارشادات پر عمل کیا جائے[۱] یہ طاق وغیرہ بنوانا بطور یادگار جائز نہیں ہے آئندہ لوگ بدعتیں کرنے لگیں گے؛ بلکہ اپنے دل کے طاق میں ان کے طریقوں کو سجایا جائے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد واصف غفرلہ
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند
(۱۴۰۸/۲/۱۴ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند

درگاہ پر صندل نکالنا:

(۷۷) **سوال:** اللہ کے فضل وکرم سے خادم ایک درگاہ کا سجادہ نشین ہے اور چاہتا ہے کہ جو ذمہ داری مجھ پر ہے اسے بحسن وخوبی شریعت کے بتائے ہوئے طریقہ پر انجام دوں تاکہ آخرت کی پکڑ سے محفوظ رہوں، لہٰذا کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام مندرجہ ذیل مسائل کے متعلق:

بزرگانِ دین کے صندل کا کیا حکم ہے؟ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صندل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا صندل تابعین نے، تابعین کا صندل الیٰ آخرہ ان کے مقتداؤں نے نکالا تھا؟ سب سے پہلے کس کا صندل نکالا گیا، کس نے نکالا اور کب نکالا؟ اگر صندل کا نکالنا درست ہے تو شرعی اعتبار سے فرض، واجب، سنت، نفل، مستحب، مباح کیا ہے؟ اگر کوئی نہ نکالے تو اس پر کیا حکم ہوتا ہے؟ قرآن وحدیث میں صندل کا کیا طریقہ بیان کیا گیا ہے؟ کس طرح نکالیں؟ ''بینوا و توجروا''

فقط: والسلام
ایس اے قادری
بائیکلہ برج، بمبئی-۸

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آپ کا جذبہ اور فکر قابل ستائش اور صد تعریف ہے۔

---

(۱) ﴿فَبَشِّرْ عِبَادِ ۝ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ أَحْسَنَهٗ﴾ (سورة الزمر: ۱۷)

(۲) من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد. (مشكوٰة المصابيح، ''كتاب الإيمان: باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول'': ج۱، ص: ۲۷، رقم: ۱۴۰)

اتباع شریعت کا عزم کاش جملہ سجادہ نشینوں کے قلوب میں جاں گزیں ہوجائے اور یہ خانقاہیں سابق کی طرح اصلاح اور اشاعت دین اور معاشرہ میں سدھار کی خدمات انجام دیں۔

مندرجہ ذیل صندل کا شریعت میں کوئی وجود نہیں ہے، نہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ایسا کیا اور نہ تابعین و تبع تابعین نے، نہ اسلاف عظام و بزرگان دین نے ایسا کیا، یہ بدعت ہے اور بدعت کو ضلالت و گمراہی کہا گیا ہے۔[1] جمعہ کے خطبہ میں خطیب بھی یہی بتلاتا ہے۔ سرہند شریف میں بھی درگاہ ہے، وہاں سالانہ عرس کے موقع پر قرآن خوانی، نعت گوئی اور وعظ کے سواء اور کچھ نہیں ہوتا۔ ہزاروں افراد اس موقع پر جمع ہوتے ہیں اور ان کا وظیفہ بھی ہوتا ہے، نہ صندل، نہ قوالی، نہ گانا بجانا، یہ سب کے لئے ایک نمونہ ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید (۲۰/۱۲/۱۴۰۸ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

مزاروں پر متعدد غیر شرعی اعمال:

(۷۸) **سوال**: مزارات کا طواف کرنا اور عورتوں کا مزاروں پر جانا کیا حکم رکھتا ہے؟ اسی طرح مزاروں کے سجدے اور الٹے پیر واپس ہونا شریعت کی رو سے کیا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: ایس اے قادر، بمبئی

الجواب وباللہ التوفیق: عورتوں کے مزارات پر جانے کی، ان کی نوحہ وگریہ کرنے کی وجہ سے پہلے ممانعت تھی، بعد میں اجازت دیدی گئی تھی۔ بخاری شریف میں حدیث موجود ہے،

---

(۱) وأما أهل السنة والجماعة فيقولون في كل فعل وقول لم يثبت عن الصحابة رضي الله عنهم هو بدعة لأنه لو كان خيراً لسبقونا إليه، لأنهم لم يتركوا خصلة من خصال الخير إلا وقد بادروا إليها. (ابن كثير، تفسير ابن كثير، "سورة الأحقاف: ۱۰-۱۴": ج۷، ص:۲۵۶)

لیکن محرم کے ساتھ ہو، بے پردگی نہ ہو، مردوں سے اختلاط نہ ہو، ان شرائط کی پابندی ضروری ہے۔[۱]
مزارات کا طواف قطعاً ناجائز ہے اسی طرح سجدہ کرنا قطعاً جائز نہیں ہے کہ اس سے تو اندیشہ کفر ہے اور الٹے پاؤں واپس لوٹنا بھی بے اصل و بیجا احترام ہے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید (۱۴۰۸/۱۲/۲۰ھ)
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

جائے تدفین کے بارے میں وصیت پر عمل ضروری ہے یا نہیں؟

(۷۹) **سوال**: مرنے والے نے وصیت کی تھی کہ مجھ کو فلاں شہر میں دفن کیا جائے، تو اس

---

(۱) (قوله وقيل تحرم على النساء إلخ) قال الرملي أما النساء إذا أردن زيارة القبور إن كان ذلك لتجديد الحزن والبكاء والندب على ما جرت به عادتهن فلا تجوز لهن الزيارة، وعليه حمل الحديث، لعن الله زائرات القبور، وإن كان للاعتبار والترحم والتبرك بزيارة قبور الصالحين فلا بأس إذا كن عجائز ويكره إذا كن شواب كحضور الجماعة في المساجد. (ابن نجيم، البحر الرائق، "كتاب الجنائز: فصل السلطان أحق بصلاته، الصلاة على الميت في المسجد" :ج۲،ص:۳۴۲)
وقيل تحرم على النساء والأصح أن الرخصة ثابتة. (أيضاً:)
عن أنس بن مالك -رضي الله عنه-، قال: مر النبي صلى الله عليه وسلم بامرأة تبكي عند قبر، فقال: اتقى الله واصبري، قالت: إليك عني فإنك لم تصب بمصيبتي ولم تعرفه، فقيل: لها إنه النبي صلى الله عليه وسلم فأتت باب النبي صلى الله عليه وسلم فلم تجد عنده بوّابين، فقالت: لم أعرفك، فقال: إنما الصبر عند الصدمة الأولى. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الجنائز: باب زيارة القبور" :ج۱،ص:۱۷۱،رقم:۱۲۸۳)
أما على الأصح من مذهبنا وهو قول الكرخي وغيره من أن الرخصة في زيارة القبور ثابتة للرجال والنساء جميعا فلا إشكال. (ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، "حرم المدينة ومكة" :ج۲،ص:۶۲۹)
وفي السراج وأما النساء إذا أردن زيارة القبور إن كان ذلك لتجديد الحزن والبكاء والندب كما جرت به عادتهن فلا تجوز لهن الزيارة، وعليه يحمل الحديث الصحيح "لعن الله زائرات القبور" وإن كان للاعتبار والترحم والتبرك بزيارة قبور الصالحين من غير ما يخالف الشرع "فلا بأس به إذا كن عجائز" وكره ذلك للشابات كحضورهن في المساجد للجماعات اهـ. "العيني في شرح البخاري". (أحمد بن محمد، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح :ج۱،ص:۶۲۰)
(۲)ولم يكن له أصل من الشريعة الغراء. (علامه أنور شاه الكشميري، العرف الشذي، "أبواب العيدين، باب ما جاء في التكبير في العيدين": ج ۱، ص: ۵۶۸)

پر عمل کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اسجد میاں، بلی ماران، دہلی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ضروری نہیں ہے۔[۱]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۰/۱/۲۹ھ)

تدفین کے بعد دیر تک قبر کے پاس بیٹھنا:

(۸۰) **سوال:** لوگوں کا عقیدہ ہے کہ مرنے کے بعد قبر کے پاس کافی دیر تک بیٹھے رہتے ہیں کہ میت کو ایک دم اکیلے نہ چھوڑا جائے تو یہ عقیدہ کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اسجد میاں، بلی ماران، دہلی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: یہ عقیدہ درست نہیں ہے؛ البتہ تدفین کے بعد تھوڑی دیر ٹھہر کر قرآن کریم پڑھنا اور دعاء کرنا ثابت ہے۔[۲]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۰/۱/۲۹ھ)

---

(۱) والفتوى على بطلان الوصية بغسله والصلاة عليه ..... وكذا تبطل لو أوصي بأن يكفن في ثوب كذا أو يدفن في موضع كذا كما عزاه إلى المحيط. (ابن عابدين، الدر المختار مع در المختار، "كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب في دفن الميت": ج۳،ص:۱۴۴)

(۲) عن عثمان بن عفان قال: كان النبي صلى الله عليه وسلم، إذا فرغ .....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر.....

قبروں پر بیٹھنا اور نماز پڑھنا کیسا ہے؟

(۸۱)**سوال**: قبروں پر بیٹھنا یا نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: نعمت اللہ، ناگپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قبر پر بیٹھنا بے ادبی ہے اور قبر پر نماز مکروہ ہے بشرطیکہ قبر سطح زمین سے ابھری ہوئی ہو اگر سطح زمین کے برابر ہے، تو اس پر نماز مکروہ نہیں ہوگی۔[1]

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۸/۷/۱۴۱۴ھ)

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا..... من دفن الميت وقف عليه، فقال: (استغفروا لأخيكم، وسلوا له بالتثبيت فإنه الآن يسأل). (أخرجه أبوداؤد، في سننه، "كتاب الجنائز: باب الاستغفار عند القبر للميت في وقت الانصراف": ج۲،ص:۴۵۹،رقم:۳۲۲۱)

عن عبد الله بن عمر قال: سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول: (إذا مات أحد كم فلا تحبسوه، واسرعوا به إلى قبره وليقرأ عند رأسه فاتحة البقرة وعند رجليه بخاتمة البقرة). رواه البيهقي في شعب الإيمان. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، "كتاب الجنائز: باب دفن الميت، الفصل الثالث": ج۴،ص:۱۷۲،رقم:۱۷۱۷)

ويستحب ..... وجلوس ساعة بعد دفنه لدعاءٍ وقراءٍ بقدر ما ينحر الجزور ويفرق لحمه. (ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، "كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب في دفن الميت": ج۳،ص:۱۴۳)

(۱) ويكره أن يبنى على القبر أو يقعد أو ينام عليه أو يوطأ عليه أو تقضى حاجة الإنسان من بول أو غائط أو يعلم بعلامة من كتابة ونحوه. كذا في التبيين. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب الصلوة: الفصل السادس في القبر والدفن": ج۱،ص:۲۲۷)

ويكره أن يبنى على القبر مسجد أو غيره، كذا في السراج الوهاج. ("أيضاً": ج۱،ص:۲۲۸)

ولو بلى الميت وصار تراباً جاز، دفن غيره في قبره وزرعه والبناء عليه كذا في التبين. ("أيضاً:")

زمین بوسی، قدم بوسی، قبر چومنا، پیشانی رکھنا کیسا ہے؟

(۸۲)**سوال**: زمین بوسی وقدم بوسی یا قبر پر پیشانی رکھنا اور قبر کو چومنا جائز ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

نعمت اللہ ابن حاجی قمر الزماں صاحب، ناگپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قبر کو بوسہ دینا، زمین بوسی، قدم بوسی یہ چیزیں اکرام مسلم میں غلو ہونے کی وجہ سے بدعت وگمراہی ہے۔ مسلمانوں کو اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔[1]

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۲۸/۷/۱۴۱۴ھ)

جنازہ کا طواف کرنا، قبر کی مٹی اٹھا کر دینا:

(۸۳)**سوال**: ہمارے یہاں تدفین کے وقت امام صاحب ہر ایک کو مٹی اٹھا کر دیتے ہیں اس کے بغیر کوئی شخص قبر پر مٹی نہیں ڈال سکتا، نیز ہر ایک تدفین سے قبل جنازہ کا طواف کرتا ہے، کیا ایسا کرنا درست ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: عبدالوہاب، سہارنپور

---

(۱) ویکره عند القبر ما لم یعهد من السنة، والمعهود منها، لیس إلا زیارته والدعاء عنده قائماً، کذا في البحر الرائق. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیة، ''کتاب الصلوة: الفصل السادس في القبر والدفن والنقل من مکان إلی آخر'': ج۱،ص:۲۲۸)

ویکره النوم عند القبر وقضاء الحاجة، وکل ما لم یعهد من السنة، والمعهود منها لیس إلا زیارتها، والدعاء عندها قائماً کما کان یفعل صلی اللّٰه علیه وسلم في الخروج إلی البقیع. (ابن الهمام، فتح القدیر،''کتاب الصلوة: فصل في الدفن'': ج۲،ص:۱۵۰)

من أحدث فی أمرنا هذا ما لیس منه فهو رد. (مشکوٰة المصابیح،''کتاب الإیمان: باب الاعتصام بالکتاب والسنة، الفصل الأول'': ج۱،ص:۲۷،رقم:۱۴۰)

الجواب وبا اللّٰہ التوفیق: جنازہ کا طواف کرنا کھلی ہوئی بدعت ہے،[۱] نیز مٹی ہر شخص کو اپنے طور پر اٹھانی چاہئے[۲] امام صاحب کا یہ فعل کہ جب تک وہ مٹی اٹھا کر نہ دیں تو کوئی شخص خود اٹھا کر نہیں ڈال سکتا التزام مالا یلزم کے قبیل سے ہے اور بدعت ہے۔ ان تمام بدعات سے پرہیز مسلمان پر ضروری ہے۔[۳]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۰۹/۹/۸ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

قبرستان یا کسی مزار کی زیارت کی نیت سے سفر کرنا:

(۸۴) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کسی قبرستان یا کوئی خاص مزار کی زیارت کی نیت سے سفر کرنا جائز ہے یا نہیں؟ مثلاً خواجہ معین الدین چشتیؒ کے مزار پر یا صابر کلیریؒ کے مزار پر اس نیت سے جانا کہ وہاں جا کر فاتحہ پڑھوں گا یا صرف زیارت کروں گا ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ مع دلیل وضاحت فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد جاوید اسلم، لکھیم پور، متعلّم مدرسہ ہٰذا

---

(۱) لا يجوز ما يفعله الجهال بقبور الأولياء والشهداء من السجود والطواف حولها واتخاذ السرج والمساجد عليها ومن الاجتماع بعد الحول كالأعياد ويسمونه عرسا. (محمد ثناء اللّٰه، پاني پتي، تفسير مظهري، "سورة آل عمران:۶۴": ج۲،ص:۶۸)

(۲) ويستحب لمن شهد دفن الميت أن يحثو في قبره ثلاث حثيات من التراب بيديه جميعاً. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب الصلوة: الفصل السادس في القبر والدفن والنقل إلخ": ج۱،ص:۲۲۷)

(۳) وأما أهل السنة والجماعة فيقولون في كل فعل وقول لم يثبت عن الصحابة رضي اللّٰه عنهم هو بدعة لأنه لو كان خيراً لسبقونا إليه، لأنهم لم يتركوا خصلة من خصال الخير إلا وقد بادروا إليها. (ابن كثير، تفسير ابن كثير، "سورة الأحقاف:۱۰-۱۴": ج۷،ص:۲۵۶)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس کے لئے سفر کرنے میں شرعی قباحت نہیں ہے۔[۱] البتہ بزرگان دین کے جن مزارات پر اہل بدعت کا تسلط ہے اور وہاں بدعات وخرافات انجام دی جاتی ہوں وہاں زیارت کے لئے نہ جانا چاہئے، بلکہ اپنے مقام پر رہ کر ہی ایصال ثواب پر اکتفا کرنا چاہئے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

زیارتِ قبور اور عورتوں کا قبرستان جانے کا حکم:

(۸۵) **سوال:** قبروں کی زیارت اور قبرستان جانا جائز ہے یا نہیں؟ کیا عورتوں کو جانے کی اجازت ہے؟ شریعت کیا کہتی ہے؟ بعض علماء مثلاً ابن حزم نے تو واجب کہا ہے کہ زندگی میں ایک بار جانا واجب ہے، امام شعبیؒ نے منع فرمایا ہے۔ مدلل مفصل جواب عنایت فرمائیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: ماہ عالم، کانپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عینی ج۴ص۷۶، فتح الملہم ص۸۱۱ و بذل المجہود ج۲ص ۲۱۴ میں ہے کہ ابن حزم نے زیارت القبور کو زندگی میں ایک مرتبہ واجب کہا ہے؛ کیونکہ حضرت بریرہ

---

(۱) ذهب بعض العلماء إلى الاستدلال به على المنع من الرحلة لزيارة المشاهد وقبور العلماء والصالحين، وما تبين في أن الأمر كذلك، بل الزيارة مأمور بها لخبر: (كنت نهيتكم عن زيارة القبور ألا فزوروها). والحديث إنما ورد نهيا عن الشد لغير الثلاثة من المساجد لتماثلها، بل لا بلد إلا وفيها مسجد، فلا معنى للرحلة إلى مسجد آخر، وأما المشاهد فلا تساوي بل بركة زيارتها على قدر درجاتهم عند الله. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، "كتاب الصلاة: باب المساجد ومواضع الصلوة": ج۲،ص:۵۸۹،رقم:۶۹۳)
عن أبي هريرة، قال: زار النبي صلى النبي صلى الله عليه و سلم قبر أمه فبكى وأبكى من حوله فقال استأذنت ربي في أن أستغفر لها فلم يؤذن لي واستأذنته في أن أزور قبرها فأذن لي فزوروا القبور فإنها تذكر الموت. (أخرجه المسلم، في صحيحه، "كتاب الجنائز: فصل جواز زيارة قبور المشركين ومنه الاستغفار لهم": ج۱،ص:۳۱۴،رقم:۹۷۶)
(۲) وأما أهل السنة والجماعة فيقولون في كل فعل وقول لم يثبت عن الصحابة رضي الله عنهم هو بدعة لأنه لو كان خيراً لسبقونا إليه، لأنهم لم يتركوا خصلة من خصال الخير إلا وقد بادروا إليها. (ابن كثير، تفسير ابن كثير، "سورة الأحقاف:۱۰-۱۴": ج۷،ص:۲۵۶)

رضی اللہ عنہا کی روایت میں صیغہ امر ہے جو وجوب کے لئے ہے۔

''قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: نهيتكم عن زيارة القبور ألافزوروها ''(۱)

محی السنہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ عبدربہ رحمۃ اللہ علیہ اور مازنی رحمۃ اللہ علیہ نے مردوں کے لیے زیارت قبور کے لیے جواز پر تمام اہل علم اور ائمہ دین کا اتفاق نقل کیا ہے لیکن امام ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابن سیرین، امام نخعی اور امام شیبہ رحمہم اللہ سے مردوں کے لئے زیارت قبور کی کراہت نقل کی ہے۔ ان کی دلیل بھی مسلم کی روایت ہے جس میں ''نهيتكم'' فرما کر منع کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جن محدثین اور اہل علم کے یہاں مردوں کے لئے زیارت قبور کی اجازت ہے ان کے پاس دلیل میں بہت سی حدیثیں ہیں۔ مثلاً اوپر والی حدیث ہی ہے کہ ابتدائے اسلام میں منع فرمایا گیا، پھر اجازت دیدی گئی ہے۔ ایسے ہی مسلم میں روایت ہے ''قال كان النبي صلى الله عليه وسلم يعلمهم إذا خرجوا إلى المقابر السلام على الديار ''(۲) اور ابن ماجہ میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ''عن عائشة -رضي الله عنها- أن رسول الله صلى الله عليه وسلم رخص في زيارة القبور ''(۳) اس قسم کی بہت سی حدیثیں ہیں جن سے جواز ثابت ہے۔

ابن حزم نے جو واجب کہہ دیا تو وہ صحیح نہیں ہے؛ کیونکہ اصول میں یہ بات طے شدہ ہے کہ حکم نہی ممانعت کے بعد واجب کو ثابت نہیں کرسکتا صرف اباحت اور جواز ہی ثابت ہوسکتا ہے۔ امام نخعیؒ اور شعبیؒ نے جو مکروہ فرمایا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کو وہ تمام حدیثیں نہیں پہونچی جن سے ممانعت کے بعد جواز ثابت ہوتا ہے جیسا کہ علامہ عینی اور صاحب فتح الباری اور صاحب بذل نے فرمایا ہے۔ علامہ عینی کہتے ہیں کہ بہت سے لوگ بت پرستی چھوڑ کر اسلام میں داخل ہوئے اور وہ قبروں کا غیر ضروری احترام کرتے تھے؛ اس لیے ابتدائے اسلام میں زیارت قبور سے منع فرمایا گیا ہے جب اسلام کی محبت راسخ ہوگئی اور بت پرستی سے نفرت ہوگئی تو وہ حکم منسوخ ہوگیا۔(۴)

(۱) أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب الجنائز: فصل في جواز زيارة قبور المشركين": ج۱،ص:۳۱۴،رقم:۹۷۷)
(۲) قد سبق تخريجه.
(۳) أخرجه ابن ماجه، في سننه، "أبواب الجنائز: باب ما جاء في زيارة القبور": ج۱،ص:۱۱۲،رقم:۱۵۷۰.
(۴) إن زيارة القبور إنما كان في أول الإسلام عند قربهم بعبادة الأوثان واتخاذ القبور مساجد، فلما استحكم الإسلام وقوى في قلوب الناس وآمنت عبادة القبور والصلوٰة إليها نسخ النهي عن زيارتها الخ. (العيني، عمدة القاري، "باب قول النبي صلى الله عليه وسلم": ج۸،ص:۷۰)

حاصل یہ ہے کہ گاہے بگاہے عبرت اور موت کو یاد کرنے کے لئے قبرستان جانا جائز ہے، عورتوں کی زیارت قبور سے متعلق اہل علم میں اختلاف ہے: بعض اہل علم کے یہاں عورت کا قبرستان جانا مکروہ ہے۔ ان کی دلیل حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہے کہ آپ نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے ''لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم زوارات القبور''[۱] لیکن اکثر اہل علم نے کہا ہے کہ اگر فتنہ دین و دنیا نہ ہو تو عورتوں کو اجازت ہے۔ مسلم میں روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''كيف أقول يا رسول الله إذا زرت القبور؟ قال عليه السلام: قولي السلام على أهل الديار من المؤمنين والمسلمين'' [۲] ایسے ہی مسند حاکم میں روایت ہے کہ حضرت فاطمہؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کرتی تھیں۔[۳]

امام قرطبی نے کہا ہے کہ جن روایات میں ممانعت آئی ہے وہاں صیغہ مبالغہ کا ہے ''زوارات القبور'' یعنی جو بکثرت زیارت کرتی ہوں تو کثرت سے عورتوں کا جانا ممنوع ومکروہ ہے ورنہ اجازت ہے۔ یا عورتوں میں جزع وفزع کا معاملہ زیادہ ہے صبر کم ہے 'حقوق زوجیت بھی متاثر ہوتے ہیں[۴] اگر دینی اور دنیاوی فتنہ کا اندیشہ نہ ہو، تو شرعی حدود میں رہ کر زیارت قبور کی جاسکتی ہے؛ لیکن فی زمانہ عورتیں قبرستان میں جا کر بدعت کرتی ہیں، اور ایسی خرافات اور واہیات حرکتیں کرتی ہیں جن سے دین کو نقصان پہونچتا ہے، بے پردگی اور بے آبروئی کے اندیشے اپنی جگہ الگ ہیں؛ اس لئے انتظام اور احتیاط کی بات یہ ہی ہے کہ عورتوں کو قبرستان نہ جانے دیا جائے۔[۵]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد واصف غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۰۸/۲/۳ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) أخرجه ابن ماجه، في سننه، "أبواب الجنائز، باب ما جاء في النهي عن زيارة النساء القبور": ج۱،ص:۱۱۳،رقم:۱۵۷۴.
(۲) أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب الجنائز: فصل في جواز زيارة قبور المشركين": ج۱،ص:۳۱۴،رقم:۹۷۴.
(۳) أن الرخصة ثابتة للرجال والنساء لأن السيدة فاطمة رضي الله عنها ..... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر.....

شب برأت میں قبرستان جانا اور ہاتھ اٹھا کر دعاء کرنا:

(۸۶)**سوال**: شب برات میں قبرستان جا کر ایصال ثواب کرنا اور ہاتھ اٹھا کر دعاء کرنا یا بعد دفن ہاتھ اٹھا کر دعاء کرنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: انور حسین، ۲۴/ پرگنہ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس وقت میں ہاتھ اٹھا کر دعاء کرنا مکروہ ہے اس سے احتراز لازم ہے، اگر ہاتھ اٹھائے جائیں تو اس انداز پر کھڑے ہوں کہ قبر سامنے نہ پڑے اور کسی طرح کا تشبہ غیروں کے ساتھ نہ ہو۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۳/۴/۱۵ھ)

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا..... كانت تزور قبر حمزة كل جمعة وكانت عائشة رضي الله عنها تزور قبر أخيها عبد الرحمٰن بمكة كذا ذكره البدر العيني في شرح البخاري. (الطحطاوي، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، "كتاب الصلاة: فصل في زيارة القبور": ج۱،ص:۶۲۰)

(۴) الزيارة لقلة صبرهن وجزعهن. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، "باب زيارة القبور": ج۲،ص:۴۰۴)

(۵) وأما النساء إذا أردن زيارة القبور إن كان ذلك التجديد الحزن والبكاء والندب كما جرت به عادتهن لا تجوز لهن الزيارة. (الطحطاوي، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، "كتاب الصلاة: فصل في زيارة القبور": ج۱:۶۲۰)

(۱) وإذا أراد الدعاء يقوم مستقبل القبلة كذا في خزانة الفتاوى. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب الكراهية: الباب السادس عشر في زيارة القبور": ج۵،ص:۴۰۴)

وفي حديث ابن مسعود رضي الله عنه، رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم في قبر عبد الله ذي النجادين الحديث وفيه فلما فرغ من دفنه استقبل القبلة رافعاً يديه أخرجه أبو عوانه في صحيحه. (ابن حجر العسقلاني، فتح الباري، "كتاب الدعوات: قوله باب الدعاء مستقبل القبلة": ج۱۱،ص:۱۶۵،رقم:۶۳۴۳)

کچی قبروں کو پختہ کرنا کیسا ہے؟

(۸۷)**سوال**: ہمارے گاؤں میں ایک صاحب نے اپنے والدین کی قبروں کو پختہ کر دیا ہے، حالانکہ اس قبرستان میں اور بھی نیک اور صالح حضرات مدفون ہیں، لیکن ان کی قبریں ویسے ہی کچی ہیں جب کہ یہ حضرات اپنے والدین کی قبروں کو پکی کروا رہے ہیں ایسا کرنا شریعت مطہرہ کے رو سے کیسا ہے؟ از راہ کرم مکمل و مفصل جواب تحریر فرما کر اہلیان بستی پر کرم فرمائیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد انور اقبال، بھتورا، مدھوبنی (بہار)

الجواب وبا اللّٰہ التوفیق: پرانی یا نئی کوئی بھی قبر ہو اس کو پختہ کرنا اور مزار کی شکلیں بنانا شریعت اسلامیہ میں ناجائز اور ممنوع ہے، امام ترمذی نے رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے: ''**قال: نهى النبي صلى الله عليه وسلم أن تجصص القبور وأن يكتب عليها وأن يبنى عليها وأن توطأ**''[1] اس کی اصل نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور نہ ہی صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم کے دور میں ملتی ہے اس سے اگلی نسل میں بدعات وخرافات ظاہر ہونے کا قوی اندیشہ ہے؛ اس لئے اس طرح کی بدعت سے بچنا لازم ہے۔ ''**ولم يكن من هديه صلى الله عليه وسلم تعلية القبور ولا بناؤها بآجر ولا بحجر ولبن ولا تشييدها، ولا تطيينها ولا بناء القباب عليها فكل هذا بدعة مكروهة مخالفة لهديه صلى الله عليه وسلم الخ**''[2] اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہود ونصاریٰ پر لعنت فرمائی ہے جنہوں نے اپنے پیغمبروں اور صالحین کی قبروں کو مسجد بنالیا، ''**لعن الله اليهود اتخذوا قبور أنبيائهم مساجد**''[3]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۴۲/۶/۲۴ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان قاسمی، ندوی، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) أخرجه الترمذي، في سننه، ''أبواب الجنائز، باب ما جاء في كراهية تجصيص القبور والكتابة عليها'': ج۱،ص:۲۰۳،رقم:۱۰۵۲.

.....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر.....

تدفین کے بعد قبر پر اذان دینا:

(۸۸) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں: مُردے کے دفن کرنے کے بعد اس کی قبر پر اذان دے سکتے ہیں یا نہیں؟ جمشید پور میں بعض حضرات اس مسئلے میں الجھے ہوئے ہیں انہوں نے کہا ہے کہ اذان دینا جائز ہے۔ اگر یہ جائز ہے تو مدلل جواب دیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: جعفر خان، جمشید پور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اصولِ شریعت کی کتابوں میں جن مقامات اور صورتوں میں اذان کی اجازت دی گئی ہے، ان میں قبر پر اذان کے متعلق نہ جواز منقول ہے اور نہ استحباب منقول ہے، وجہ اس کی یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرامؓ وتابعین عظامؒ نے کبھی قبر پر اذان نہیں دی، اگر اس عمل (قبر پر اذان) میں ذرا سی بھی کوئی نیکی یا بھلائی ہوتی، تو وہ حضرات ضرور بالضرور اس عمل کو انجام دیتے، پس یہ عمل اور اس کا التزام بدعت ہی کہلائے گا،[1] اور اس کا ترک کرنا ہر مسلمان پر لازم اور ضروری ہو جائے گا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرامؓ کے خلاف کوئی راستہ اختیار کرنا کھلی ہوئی بدعت اور گمراہی ہے۔[2]

بقول شیخ سعدی علیہ الرحمہ:

خلاف پیمبر کسے رہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۴/۶/۲۸ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا.....(۲) ابن قیم، زاد المعاد، "فصل في تعلية القبور": ج۱،ص:۵۵۰.

(۳) أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الصلاة:، باب هل ينبش قبور مشركي الجاهلية": ج۱،ص:۶۱.

(۱) لا يسن الأذان عند إدخال الميت في قبره كما هو المعتاد الأٰن وقد صرح ابن حجر في فتاويه بأنه بدعة. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: .....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر.....

قبر پر ہاتھ اٹھا کر دعاء کرے یا بغیر ہاتھ اٹھائے؟

(۸۹)**سوال**: قبر پر کلام پاک پڑھ کر ہاتھ اٹھا کر اللہ سے یہ فریاد کرنا کہ یہ جو کچھ میں نے پڑھا ہے میرے فلاں عزیز کو بخش دے، مقصد ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ سے عرض کرنا ہے یا بغیر ہاتھ اٹھائے؟

فقط: والسلام

المستفتی: سید حبیب احمد، سوائے مادھو پور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بغیر ہاتھ اٹھائے دعا کرے اور قبر کی طرف پشت کر کے اور اگر قبلہ کی طرف منھ کر کے دعا کرے کہ قبر سامنے نہ ہو، تو ہاتھ اٹھا کر دعاء کر سکتا ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید (۱۴۱۶/۱/۶ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

مزار پر سجدہ کرنا:

(۹۰)**سوال**: میرے شوہر نے مزار پر سجدہ کیا ہے، تو میرا نکاح باقی ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد اقتدار، ہردوئی

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا..... باب صلاة الجنازة، مطلب في دفن الميت": ج۳،ص:۱۴۱)

(۲)عن عائشة -رضي الله عنها-، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد. (أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب الأقضية: باب نقض الأحكام": ج۲،ص:۷۷،رقم:۱۷۱۸)

ومن جملة ما أحدثوه من البدع مع اعتقادهم أن ذلك من أكبر العبادات وأظهر الشعائر ما يفعلونه في شهر ربيع الأول من المولد وقد احتوى على بدع ومحرمات جملة. (موسوعة الرد على الصوفية، "البدع الحولية": ج۲۲،ص:۱۹۳)

(۱) وفي حديث ابن مسعود رضي الله عنه، رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم في قبر عبد الله ذي النجادين الحديث وفيه فلما فرغ من دفنه استقبل القبلة رافعاً يديه أخرجه أبو عوانه في صحيحه. (ابن حجر العسقلاني، فتح الباري، "كتاب الدعوات: قوله باب الدعاء مستقبل القبلة": ج۱۱،ص:۱۶۵،رقم:۶۳۴۳)

ويكره النوم عند القبر وقضاء الحاجة وكل ما لم يعهد من السنة والمعهود منها ليس إلا زيارتها والدعاء عندها قائماً كما كان يفعل صلى الله عليه وسلم في الخروج إلى البقيع. (ابن الهمام، فتح القدير، "كتاب الصلوة: فصل في الدفن": ج۲،ص:۱۵۰)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مزار پر سجدہ تعظیمی بھی جائز نہیں ہے، یہ سخت گناہ ہے، تاہم آدمی ایمان سے خارج نہیں ہوتا ہے، اس لئے نکاح باقی ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲/۲۶: ۱۴۴۰ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی،
محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

وارث علی شاہ کے تعلق سے بدعات:

(۹۱) **سوال:** حضرت وارث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ ایک بڑے بزرگ گزرے ہیں، لوگ ان کے مزار کی تصویر کو گھر میں رکھتے ہیں اور اس پر غلاف ڈالے رہتے ہیں، اس پر پھول مالا لٹکاتے ہیں، بہت عقیدت سے ان کی تصویر کو سلام کرتے ہیں، میت کے پاس بجائے اللہ کے یا وارث یا وارث کا ورد کرتے ہیں، نماز پڑھتے وقت سر پر ہمیشہ پیلا کپڑا باندھتے ہیں، نماز کے بعد پانی پر دم کر کے بچوں کو پلاتے ہیں، جائے نماز کے داھنی طرف دیوار پر حضرت وارث صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تصویر کو غلاف سے ڈھکا رکھتے ہیں اور دوکان کی چابی مصلی پر رکھتے ہیں تاکہ تجارت میں برکت ہو، یہ لوگ اپنے کو وارثی کہتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ یہ طریقے درست ہیں یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: عین الحق، دربھنگہ

---

(۱) ﴿وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّ لَا سُوَاعًا ۙ وَّ لَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا ۚ﴾ (سورة نوح:۷۱)
عن الحسن قال: بلغني أن رجلا قال: يا رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم نسلّم عليك كما يسلّم بعضنا على بعض أفلا نسجد لك؟ قال: لا، ولكن أكرموا نبيكم وأعرفوا الحق لأهله فإنه لا ينبغي أن يسجد لأحد من دون اللّٰه. (جلال الدين السيوطي، الدر المنثور، ''سورة آل عمران:۷۹'': ج۱،ص:۵۸۲)
من سجد للسلطان علي وجه التحية أو قبّلَ الأرض بين يديه لا يكفر، ولكن يأثم لارتكابه الكبيرة هو المختار، قال الفقيه أبو جعفر رحمه اللّٰه تعالىٰ: وإن سجد للسطان بنية العباد أو لم تحضره النية فقد كفر. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب الكراهية: الباب الثامن والعشرون في ملاقاة الملوك'' :ج۵،ص:۴۲۵)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جو حالات آپ نے لکھے ہیں اور جو افعال وہ کرتے ہیں وہ کفریہ ہیں ایسا کرنا قطعاً اور کسی اعتبار سے بھی جائز نہیں ہے۔ ان کو سمجھایا جائے اور عقائد کی کتابیں ان کو دکھلائی جائیں، اگر وہ باز نہ آئیں اور توبہ واستغفار کر کے اپنے عقائد کو درست نہ کریں، تو ان سے اجتناب ضروری ہوگا۔ اپنے عقائد اور کردار کی حفاظت کے لئے ایسے لوگوں سے ترک تعلق شرعی حکم ہے۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۱/۱/۱۲ھ)

❀ ❀ ❀

(۱)أسماء رجال صالحين من قوم نوح، فلما هلكوا وحي الشيطان إلي قومهم أن انصبوا إلي مجالسهم التي كانوا يجلسون أنصاباً وسمَّوها بأسمائهم، ففعلوا، فلم تعبد، حتى إذا هلك أولئك وتنسخ العلم عبدت. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب السير: سورة نوح، باب وداً ولا سواعاً ولا يغوث": ج ۲،ص:۷۳۲،رقم:۴۹۲۰)

وأعلم أن النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام وما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها إلى ضرائح الأولياء الكرام تقربا إليهم فهو بالإجماع باطل وحرام.

قوله: (باطل وحرام) لوجوه منها: أنه نذر لمخلوق والنذر للمخلوق لا يجوز لأنه عبادة والعبادة لا تكون لمخلوق. ومنها: أن المنذور له ميت والميت لا يملك. ومنه: أنه إن ظن أن الميت يتصرف في الأمور دون اللّٰه تعالىٰ واعتقاده ذلك كفر. (ابن عابدين،الدر المختارمع رد المحتار، "كتاب الصوم: باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، مطلب: في النذر الذي يقع للأموات من أكثر": ج۳،ص:۴۲۷)

فصل خامس

میت اور ایصال ثواب سے متعلق رسومات

قرآن پڑھنے والوں کو اجرت دینا اور کھانا کھلانا:

(۹۲)**سوال**: کسی کو دو چار روپئے دے کر قرآن پڑھوا کر بخشوانا اور دعوت کھانے والوں کا فاتحہ پڑھنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: سمیع اللہ خاں، سیتاپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب روپیہ دے کر یا عوض میں کھانا کھلا کر قرآن پاک پڑھوایا گیا۔ تو پڑھنے والے کو ثواب نہیں ملا جب وہ ہی ثواب سے خالی رہا تو میت کو کس چیز کا ثواب پہنچائے گا۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۰۷/۲/۳۰ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) إن القرآن بالأجرة لا يستحق الثواب لا للميت ولا للقارئ. وقال العيني: في شرح الهداية: ويمنع القارئ للدنيا، والآخذ والمعطي آثمان. فالحاصل أن ما شاع في زماننا من قراءة الأجزاء بالأجرة لا يجوز؛ لأن فيه الأمر بالقراءة وإعطاء الثواب للآمر والقراءة لأجل المال؛ فإذا لم يكن للقارئ ثواب لعدم النية الصحيحة فأين يصل الثواب إلى المستأجر ولولا الأجرة ما قرأ أحد لأحد في هذا الزمان بل جعلوا القرآن العظيم مكسبا ووسيلة إلى جمع الدنيا ''إنا للّٰه وإنا إليه راجعون''. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الإجارة: باب الإجارة الفاسدة، مطلب: تحرير مهم في عدم جواز الاستئجار على التلاوة'': ج۹،ص:۷۷)

گیارویں وغیرہ پر دعوت کرنا:

(۹۳)**سوال**: گیارھویں وغیرہ مواقع پر لوگ بزرگوں کے لئے کھانا پکا کر کھلاتے ہیں، اس کی کیا حیثیت ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شاہد فاروق، سہارنپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایک صورت تو یہ ہے کہ کھانا کھلایا جائے اور ثواب کی نیت کسی پیر و بزرگ کے لئے کرلی جائے، اس کے جواز میں کوئی شبہ نہیں؛ لیکن مذکورہ صورت میں ۱۱/ تاریخ متعین کرنا، اس کے لیے رقم جمع کرنا، غرباء وفقراء کے بجائے ملنے جلنے والوں کو کھلانا، پیر اور مزار کا نام رکھنا اور متعین کرنا، یہ تمام اس بات کی علامات ہیں کہ اللہ کے نام کے بجائے پیر ہی کے نام پر سب کیا اور کھلایا جارہا ہے، اس لیے اس میں حصہ لینا یا وہ کھانا کھانا جائز نہیں ہے، اس سے بچنا ضروری ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۰/۴/۱۴۳۰ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)﴿إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ﴾(سورة التوبة:٦٠)
الوصية المطلقة لا تحل للغني لأنها صدقة، وهي على الغني حرام. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الوصايا: باب الوصية بالحدمة والسكنىٰ والثمرة، فصل في وصايا الذمي" :ج۱۰،ص:۴۰۶)
عن عائشة رضي اللّٰه عنها، قالت: قال رسول اللّٰه عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس فيه فهو رد. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الصلح: باب إذا اصطلحوا على صلح جور": ج۱،ص:۳۷۱،رقم:۲۶۹۷)
واعلم أن النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام وما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها إلى ضرائح الأولياء الكرام تقربا إليهم فهو بالإجماع باطل وحرام. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصوم: باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، مطلب فى النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام" :ج۳،ص:۴۲۷)
من تعبد للّٰه تعالى بشيء من هذه العبادات الواقعة في غير أزمانها فقد تعبد ببدعة حقيقية لا إضافية فلا جهة لها إلى المشروع بل غلبت عليها جهة الابتداع فلا ثواب فيها. (أبو اسحاق الشاطبي، الاعتصام:ج۲،ص:۲۶)
وشر الأمور محدثاتها، وكل بدعة ضلالة. وفي رواية: وشر الأمور محدثاتها، وكل محدثة بدعة. (أخرجه أحمد، في مسنده، "مسند جابر بن عبد اللّٰه رضي اللّٰه عنه" :ج۲،ص:۵۹۲،رقم:۸۶۷)

چالیسواں کا شرعی حکم:

(۹۴)**سوال**: ہمارے یہاں دستور ہے کہ اگر کسی شخص کا انتقال ہو جائے تو سوا مہینے کے بعد عام دعوت کرتے ہیں، تو شرعی نقطہ نظر سے یہ کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اسلم، کرناٹکی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوا مہینے پر دعوت وغیرہ کو امر شرعی سمجھنا تو بالکل بدعت اور گناہ ہے۔ اتفاقاً اگر دعوت وغیرہ ہو اور اس کو حکم شرعی اور لازم نہ سمجھا جائے؛ نیز خلاف شرع کسی چیز کا ارتکاب نہ ہو تو جائز ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲/۷/۱۴۲۷ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

انتقال کے بعد ایصال ثواب کے لئے نفل اور تسبیح پڑھنے کی تاکید:

(۹۵)**سوال**: اگر کسی کے گھر میں انتقال ہو جاتا ہے تو تبلیغی جماعت والے حاضرین کو ایک ایک تسبیح پڑھنے کے لیے دے کر اور دو رکعت نفل نماز پڑھوا کر میت کے لیے دعاء مغفرت کرتے

---

(۱) ویکره اتخاذ الضيافة من الطعام من أهل الميت لأنه شرع في السرور لا في الشرور، وهي بدعة مستقبحة. (ابن الهمام، فتح القدير، "كتاب الصلاة: فصل في الدفن": ج۲،ص:۱۵۱)

ويكره اتخاذ الطعام في اليوم الأول والثالث وبعد الأسبوع ونقل الطعام إلى القبر في المواسم. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب في كراهة الضيافة من أهل الميت": ج۳،ص:۱۴۸)

وشر الأمور محدثاتها، وكل بدعة ضلالة. وفي رواية: وشر الأمور محدثاتها، وكل محدثة بدعة. (أخرجه أحمد، في مسنده، "مسند جابر بن عبد الله": ج۲،ص:۵۹۲،رقم:۸۶۷)

عن معمر عن ليث عن سعيد بن جبير قال ثلاث من عمل الجاهلية النياحة، والطعام على الميت. (أخرجه عبد الرزاق الصنعاني، في مصنفه: ج۳،ص:۵۵۰،رقم:۶۶۶۴)

ہیں اور حاضرین کارجسٹر میں اندراج کرتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: مشیر احمد، بارہ بنکی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: گاہے گاہے ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے کہ مقصد ایصال ثواب ہے، مگر اس کا التزام کرنا بدعت ہوجائے گا، اسی طرح ناموں کا رجسٹر میں اندراج کرنا یہ بیجا رسم اور لغو ہے اور دو رکعت نفل پڑھنے کے لئے کہنا یہ بھی رسم بنائی گئی ہے، کوئی شخص اپنی خوشی سے جس طرح چاہے عمل کرکے ایصال ثواب کرسکتا ہے، کچھ لوگ بیشتر مسائل سے ناواقف ہوتے ہیں؛ لہٰذا ان کو چاہئے کہ علماء ومفتیان کرام سے مسائل معلوم کرکے عمل کیا کریں۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۴/۴/۱۰ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

موت کے تیسرے دن ایصال ثواب کے لئے مجلس منعقد کرنا:

(۹۶) **سوال:** ہمارے یہاں دستور ہے کہ موت کے تیسرے یا چوتھے روز گل بخشی کے نام سے صاحب خانہ مجلس منعقد کرتے ہیں جس میں قرآن خوانی کرکے میت کے لئے ایصال ثواب کیا جاتا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ ایک یا دو وقت کے کھانے کا انتظام کیا جاتا ہے، جسے پڑوسی رشتہ دار اور قرآن شریف پڑھنے والے ملا غریب ہوں یا مالدار سب مل کر کھاتے ہیں اور یہ رسم پورا کرنا وسعت

---

(۱) مردہ کو ثواب کھانے کا اور کلمہ، تہلیل اور قرآن کا پہونچانا ہر روز بغیر کسی تاریخ کے درست ہے مگر بہ قیودِ تاریخ معین کرکے کہ پیش وپیش نہ کریں اور اس کو ضروری جانیں تو بدعت ہے اور ناجائز ہے، جس امر کو شریعت نے مطلق فرمایا ہے اپنی عقل سے اس میں قید لگانا حرام ہے۔ (تالیفات رشیدیہ، ''کتاب البدعات'': ص:۱۵۲)

من أصر على أمر مندوب وجعله عزماً ولم يعمل بالرخصة فقد أصاب منه الشيطان من الاضلال فكيف من أصر على بدعة أو منكر. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ''كتاب الصلاة: باب الدعاء في التشهد'': ج۳، ص:۲۶، رقم:۹۴۶)

ہو یا نہ ہو ہر ایک کے لئے ضروری سمجھا جاتا ہے۔ برائے کرم واضح کریں کہ یہ رسم کیا ہے اور اس کا کھانا صاحب نصاب کے لئے کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: معرفت دفتر اہتمام دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: میت کے ایصال ثواب کے لئے قرآن پاک پڑھ کر میت کو ثواب بخشنے کے لئے شرعی طریقہ پر کوئی دن یا وقت مقرر نہیں ہے، بہتر یہ ہے کہ انتقال کے بعد ہی ایصال ثواب کا اہتمام کرلیں تاکہ میت سے سوال وجواب ہونے سے پہلے پہلے میت کے لئے ذخیرہ مغفرت ہوجائے، اس میں کسی خاص دن کو رواج بنا کر مقرر کرلینا خلاف شریعت اور بدعت کہلائے گا؛ بلکہ میت کے لیے کسی دن بھی ایصال ثواب کردیا جائے۔[۱] جو کھانا پڑھنے والوں، پڑوسیوں اور رشتہ داروں کے لئے بنایا جاتا ہے اور اس کو ضروری سمجھا جاتا ہے، خواہ کسی میں وسعت نہ ہو، یہ بھی رسم ورواج ہوکر بدعت بن جائے گا، یہ بھی قابل ترک ہے۔[۲] البتہ اگر کوئی شخص اپنے پیسے سے میت کے ایصال ثواب کے لئے کھانا بنادے تو اس کے مستحق غریب آدمی ہیں، مالداروں کے لئے اس کا کھانا جائز نہیں ہے۔ ایسے ہی میت کے گھر والے کا مہمانوں کے لئے کھانا بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔[۳]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۴/۸/۱۴ھ)

---

(۱) فللإنسان أن يجعل ثواب عمله لغيره عند أهل السنة والجماعة ..... ويصل ذلك إلى الميت وينفعه. (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، "كتاب الصلاة: فصل في حملها ودفنها": ص۶۲۱)

(۲) ويكره اتخاذ الضيافة من الطعام من أهل الميت لأنه شرع في السرور لا في الشرور، وهي بدعة مستقبحة. (ابن الهمام، فتح القدير، "كتاب الصلاة: فصل في الدفن": ج۲، ص:۱۵۱)

(۳) ﴿إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ﴾ (سورة التوبة:۶۰)

جنازہ کے ساتھ بلند آواز سے قرآنی آیات، درود شریف، نعت پڑھنا:

(۹۷)**سوال**: ہمارے گاؤں میں یہ طریقہ ہے کہ جنازہ کے ساتھ قرآن پاک کی آیات و درود شریف اور نعت بلند آواز سے پڑھتے ہیں یہ کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: صابر حسین، سہارنپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: یہ طریقہ سلف صالحین وصحابہؓ وتابعین سے ثابت نہیں ہے؛ لہٰذا بدعت ومکروہ ہے[1] اور تصریحات قواعد فقہ سے اس کی ممانعت معلوم ہوتی ہے، لہٰذا اس کو ترک کرنا لازم ہے۔ البتہ اگر کوئی خود بخود آہستہ آہستہ پڑھتا چلا جائے اور ایصال ثواب مقصود ہو تو درست ہے۔

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۰/۱۲/۲۹ھ)

میت پر پھول کی چادر ڈالنا:

(۹۸)**سوال**: ہمارے علاقے میں میت کے جنازے پر پھول کی چادر ثواب سمجھ کر ڈالتے ہیں اس کی کوئی اصل ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: ڈاکٹر وسیم الحق، منگلور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس کی کوئی اصل نہیں ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور

---

(۱) ومن هذ المعنى سميت البدعة بدعة فاستخراجها للسلوك عليها هو الابتداع وهيئتها هي البدعة، وقد يسمى العلم المعمول على ذلك الوجه بدعة، فمن هذا المعنى سمي العمل الذي لا دليل عليه في الشرع بدعة. (أبو إسحاق الشاطبي، الاعتصام: ج۱،ص:۲۳)

عن عائشة رضي الله عنها قالت: قال رسول الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس فيه فهو رد. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الصلح: باب إذا اصطلحوا على صلح جور": ج۱،ص:۳۷۱،رقم:۲۶۹۷)

نہ آپ کے اصحابؓ، تابعین، تبع تابعین اور ائمہ دین کے قول وعمل سے اس کی تائید ملتی ہے۔ اگر یہ صورت میت کے لئے مفید ہوتی، تو یہ حضرات اس سے دریغ نہ کرتے۔ لہٰذا جنازہ پر پھول کی چادر ثواب سمجھ ڈالنا مکروہ تحریمی ہے۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۷/۳ھ)

دسویں میں مرحوم کی شوق کی چیزیں بنوانا:

(۹۹) **سوال:** میت کو زندگی میں جس جس چیز کا شوق تھا، دسویں میں وہی پکاتے کھلاتے ہیں یہ کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: شریف احمد، ہریدوار

الجواب وباللّٰہ التوفیق: میت کے ایصال ثواب کے لیے قرآن پاک یا کلمہ طیبہ پڑھنا اور ایسا کھانا پکا کر غرباء اور مستحقین کو دینا اور یا کوئی نفلی کام میت کو ثواب پہونچانے کے لئے کرنا بہت اچھا ہے، مگر ان سب کاموں کے لیے رسمی طور سے جو لوگوں نے ایام اور اوقات کی تعیین اپنی طرف سے کر رکھی ہے کہ ان ایام اور اوقات میں لوگ اس رسم اور تعیین کی وجہ سے خود بخود ہی میت

---

(۱) حضرت شاه اسحاق دهلوي، مسائل أربعين :ص:۴۵.

وفي حق النساء بالحرير والإبريسم والمعصفر والمزعفر ويكره للرجال ذلك. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب الصلوٰة: الباب الحادي والعشرون: في الجنائز، الفصل الثالث في التكفين'': ج۱،ص:۲۲۲)

وعن عمران بن حصين أن نبي اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: لا أركب الأرجوان ولا ألبس المعصفر ولا ألبس القميص المكفف بالحرير، وقال: ألا وطيب الرجال ريح لا لون له وطيب النساء لون لا ريح له. رواه أبو داود. (مشكوٰة المصابيح، ''كتاب اللباس: الفصل الثاني'': ج۲،ص:۳۷۵،رقم:۴۳۵۴)

كل مباح يؤدي إلى زعم الجهال سيئة أمرا ووجوبه فهو مكروه. (تنقيح الفتاوىٰ الحامدية، ''مسائل وفوائد شتىٰ من الحظر والإباحة'': ج۲،ص:۳۳۳)

کے گھر پر جمع ہو جاتے ہیں پس ایسا کرنا بدعت ہے، بلکہ حدود شریعت میں رہ کر ایصال ثواب کا کام کہ جب بھی اتفاق ہو اور میسر آجائے کر دینا چاہئے۔ قرآن خوانی اور ایصال ثواب بھی جب موقع ہو کرنے میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ پڑھنے والے طعام یا شیرینی کے لالچ میں نہ آئیں، پڑھنے والے بھی اخلاص کے ساتھ پڑھیں اور میت سے تعلق رکھنے والا خود ہی پڑھ کر ایصال ثواب کر دے تو یہ سب سے بہتر اور افضل ہے۔ کھانا پکانے میں اور غرباء کو کھلانے میں رسم اور وقت کی تعیین رسمی طور پر نہ ہو اور کھانا میت کے مال سے نہ ہو؛ بلکہ اپنے طور پر ہو تو درست ہے اور میت کے مال سے اگر پکایا جائے، تو سبھی وارثوں کی اجازت حاصل کر لی جائے اور کوئی وارث مانع نہ ہو تب درست ہے اور میت کی پسند کا کھانا پکانا کہ زیادہ ثواب ہو اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے بے بنیاد بات ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۱/۳/۱۲ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

جنازے کے آگے چلتے ہوئے جہراً کلمہ پڑھنا:

(۱۰۰) **سوال**: بعض جگہوں پر یہ طریقہ رائج ہے کہ جنازہ کے آگے کچھ حضرات بلند آواز سے کلمہ طیبہ کی ضرب لگا کر چلتے ہیں اور کچھ جنازے کے پیچھے پیچھے چلتے ہیں تو یہ فعل کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبداللہ صاحب

الجواب وباللّٰہ التوفیق: میت کو آگے رکھا جائے اور لوگ اس کے پیچھے چلیں یہی مسنون ہے۔[2] میت کے ساتھ کلمہ طیبہ کی زور سے ضرب لگانا بدعت ہے؛ بلکہ آہستہ پڑھنا

(۱) فكم من مباح يصير بالتزام من غير لزوم والتخصيص من غير مخصوص مكروهاً. (مجموعه رسائل اللكنوي. (سباحة الفكر في الجهر بالذكر: ج۳،ص:۳۴)

مقرر کردن روز سوم وغیرہ بالتخصیص واوراضروری انگاشتن در شریعت محمدیہ ثابت نیست۔ (تالیفات رشیدیہ، "کتاب البدعات": ص:۱۴۲)

(۲) وندب المشي خلفها لأنها متبوعة. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب في حمل الميت": ج۳،ص:۱۳۶)

چاہئے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۱/۳/۳ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

عورت کے انتقال پر میکے والوں کی طرف سے کفن کو لازم سمجھنا:

(۱۰۱)**سوال**: کسی عورت کا انتقال ہوجاتا ہے اس کے کفن کا انتظام اس کے والد یا اس کے بھائی کی جانب سے ہوتا ہے، اس کو ضروری سمجھا جاتا ہے، یہاں تک کہ اس کی سسرال کی جانب سے کفن کا چرچا بھی نہیں ہوتا ہے، اس کے برادر وغیرہ ہی کے بھروسے پر چھوڑے رکھتے ہیں اور نہ لانے کی صورت میں ملامت کا اندیشہ بھی ہے؛ بلکہ یقینی ہے آیا یہ طریقہ درست ہے؟ اگر محض ثواب کی نیت سے ایسا کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد سلمان، متعلّم دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ فی السوال رسم وطریقہ بالکل غلط ہے، اولاً تو اصولی بات یہ ہے، جس کے ذمہ نان ونفقہ واجب ہوتا ہے اسی پر مرنے کے بعد کفن کا دینا بھی واجب ہوتا ہے۔

فتویٰ اس پر ہے کہ شوہر مالدار ہو یا غریب عورت نے مال چھوڑا ہو یا نہ چھوڑا ہو، کفن زوج ہی پر واجب ہوتا ہے۔ یہی مسلک ہے امام اعظم ابوحنیفہؒ اور امام ابی یوسفؒ کا، اور فتویٰ اسی پر ہے۔[2]

معلوم ہوا کہ شوہر کو مجبور کیا جائے گا کہ وہ کفن دے جس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر وہ کفن نہیں

---

(۱) على متبعي الجنازة الصمت ويكره لهم رفع الصوت بالذكر وقراءة القرآن. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب الصلاة: الباب الحادي والعشرون: في الجنائز، الفصل الرابع في حمل الجنازة": ج۱،ص:۲۲۳)

(۲) الذي اختاره في البحر لزومه عليه موسرا، أو لا لها مال، أو لا لأنه ككسوتها وهي واجبة عليه مطلقاً. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب في كفن الزوجة على الزوج": ج۳،ص:۱۰۱۰)

دے گا، تو گنہگار ہوگا؛ البتہ اگر اس کے پاس رقم نہ ہو، تو اسی کے اقارب سے لیا جائے اور اگر مرحومہ کے والد یا بھائی یا رشتہ دار اپنی مرضی سے دینا چاہیں تو ممانعت نہیں ہے؛ لیکن ان کو مجبور نہیں کیا جاسکتا اور لعنت ملامت تو اول درجے کی جہالت ہی ہے اور ناجائز بھی ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید (۱۷/۱۱/۱۴۱۲ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

کسی کے مرنے پر رسم کے تحت کھانے میں شرکت:

(۱۰۲)**سوال**: خالد کا انتقال ہوگیا، ان کے بیٹوں نے چالیسواں تیجہ وغیرہ تو نہیں کیا، لیکن عوام نے شرمندہ کیا تو اب اس وجہ سے انہوں نے ایک وقت اور ایک دن متعین کیا کہ فلاں تاریخ میں ہم گاؤں کو روٹی دیں گے۔ اس میں تمام مہمان مسلم وغیر مسلم قرب وجوار کے اکٹھا ہو رہے ہیں، کھانا کھائیں گے اور برکت کے لیے قرآن شریف بھی پڑھا جائے گا؛ بلکہ عین کھانے کے وقت کے لیے کہا گیا کہ مدرسہ کے طلباء ومدرسین، امام وغیرہ قرآن شریف پڑھیں گے، پہلے دعا کریں گے اس کے بعد کھانا شروع کیا جائے گا، اب فرمائیے کہ مدرسہ والوں کو اس دعوت میں جانا اور کھانا کھانا کیسا ہے اور یہ جائز ہے یا ناجائز ہے، نیز کھانا کھلانا کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد یاسین، نونابڑی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ صورت میں جو ایسے مواقع پر کھانا پکا کر کھلایا جاتا ہے، یہ سب رسم ورواج کے پیش نظر ہوتا ہے، جیسا کہ اوپر سوال سے ظاہر ہے کہ شرمندگی دور کرنے اور ناک رکھنے کے لئے ایسا کیا جارہا ہے؛ حالانکہ اسلام اس قسم کے رسم ورواج کو مٹانے کے لئے آیا تھا، تاکہ مسلمانوں کی اصلاح ہوجائے؛ پس ایسے رسم ورواج اور بدعات میں شرکت کرنے سے پرہیز کرنا ضروری ہے، اور اگر یہ کھانا میت کے ترکہ سے ہے تو کھانا پکانا ہی ناجائز ہوگا، اور اس کا کھانا

---

(۱) فعلى المسلمين أي العالمين به وهو فرض كفاية. (ابن عابدين، الدر المختار، ج۳،ص۲۰۱)

لو كفن الزوجة غير زوجها بلا إذنه، ولا إذن القاضي فهو متبرع. (''أيضاً'': ج۲،ص:۲۰۵)

بھی جائز نہیں ہوگا اس میں شرکت سے پرہیز ضروری ہے البتہ قرآن پاک پڑھ کر ایصال ثواب کردینے میں کوئی حرج نہیں درست اور جائز ہے۔خواہ مدرسہ میں ہو یا گھر پر ہو۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۰۸/۵/۱ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

میت کے گھر والوں پر گوشت کھانے کا حکم:

(۱۰۳)**سوال**: راجستھان کی بعض قوموں میں ایک روایت ہے کہ جب کسی گھر میں موت ہوتی ہے تو اس میت کے گھر والوں کے لیے گوشت کا کھانا اور اس کا پکانا قطعاً حرام قرار دیا جاتا ہے، ان کے یہاں ایک ٹائم روح کی فاتحہ کے نام سے مقرر ہوتا ہے، اس مقررہ وقت پر بھائی برادری کے لوگ اکٹھا ہوکر سوگ کے نام سے کچھ رقم جمع کرتے ہیں، اور اس سے کھانا دال وغیرہ پکایا جاتا ہے، اور گوشت علیحدہ پکایا جاتا ہے اور اس پکے ہوئے گوشت کو دال میں ملا دیتے ہیں اور سب مل کر اس کو کھاتے ہیں،

---

(۱)عن عائشة رضي الله عنها قالت: قال رسول الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس فيه فهو رد. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الصلح: باب إذا اصطلحوا على صلح جور": ج۱،ص:۳۷۱،رقم:۲۶۹۷)

ويكره اتخاذ الضيافة من الطعام من أهل الميت لأنه شرع في السرور لا في الشرور، وهي بدعة مستقبحة. (ابن الهمام، فتح القدير، "كتاب الصلاة: فصل في الدفن": ج۲،ص:۱۵۱)

ويكره اتخاذ الطعام في اليوم الأول والثالث وبعد الأسبوع ونقل الطعام إلى القبر في المواسم. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب في كراهة الضيافة من أهل الميت": ج۳،ص:۱۴۸)

عن قيس بن أبي حازم، عن جرير بن عبد الله البجلي، قال: كنا نرى الاجتماع إلى أهل الميت وصنعة الطعام من النياحة. (أخرجه ابن ماجه، في سننه، "أبواب ما جاء في الجنائز، باب ما جاء في النهي عن الاجتماع": ج۱،ص:۵۱۴،رقم:۱۶۱۲)

ويقرء من القرآن ما تيسر له من الفاتحة وأول البقرة إلى المفلحون، وآية الكرسي وآمن الرسول، وسورة يٰس، وتبارك الملك، وسورة التكاثر، والإخلاص إثنى عشر مرة أو إحدى عشر أو سبعاً أو ثلاثا، ثم يقول: اللهم أوصل ثواب ما قرأناه إلى فلان أو إليهم. (ابن عابدين، الدر المختار، "كتاب الصلاة: باب صلاة الجنائز، مطلب في زيارة القبور": ج۳،ص:۱۵۱)

اور میت کے گھر والوں کو کھلاتے ہیں، اس دن سے پھر گوشت حلال ہوجاتا ہے دریافت طلب بات یہ ہے کہ روح کی فاتحہ کے بارے میں دین متین میں کیا حقیقت ہے؟ اور گوشت جو کہ حلال تھا اس کو اپنے اوپر حرام قرار دینا کیسا ہے؟ کچھ لوگ جو اس کو منع کرتے ہیں تو قوم اس کو برادری سے باہر کردیتی ہے۔

فقط: والسلام

المستفتی: حاجی عبداللہ صاحب

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مردے کو ایصال ثواب کرنے کی شرعاً اجازت ہے؛ لیکن کوئی وقت مقرر کرنا، یا کھانے کی قسم مقرر کرنے کی شرعی اجازت نہیں ہے، جس کام کا آپ نے ذکر کیا ہے اس کی کوئی شرعی اصل نہیں ہے، یہ غلط اور بے اصل ہے، اس رواج کو توڑنا ضروری اور باعث ثواب ہے، مردے کو کچھ پڑھ کر ایصال ثواب کیا جائے، کسی مستحق کو کتابیں کپڑے وغیرہ دیدیئے جائیں، کسی بھوکے کو کھانا کھلا دیا جائے؛ ان سب کا ثواب مرحوم کو پہونچا دیا جائے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد واصف

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۰۸/۴/۳ھ)

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) فإن من صام أو صلى أو تصدق وجعل ثوابه لغيره من الأموات والأحياء جاز ويصل ثوابها إليهم عند أهل السنة والجماعة. كذا في البدائع، وبهذا علم أنه لا فرق بين أن يكون المجعول له ميتاً أو حيًا. (ابن نجيم، البحر الرائق، "كتاب الحج: باب الحج عن الغير": ج۳،ص:۱۰۶)

ويكره اتخاذ الضيافة من الطعام من أهل الميت لأنه شرع في السرور لا في الشرور، وهي بدعة مستقبحة. (ابن الهمام، فتح القدير، "كتاب الصلاة: فصل في الدفن": ج۲،ص:۱۵۱)

ويكره اتخاذ الطعام في اليوم الأول والثالث وبعد الأسبوع ونقل الطعام إلى القبر في المواسم. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب في كراهة الضيافة من أهل الميت": ج۳،ص:۱۴۸)

ويقرء من القرآن ما تيسر له من الفاتحة وأول البقرة إلى المفلحون، وآية الكرسي وآمن الرسول، وسورة يٰس، وتبارك الملك، وسورة التكاثر، والإخلاص إثنى عشر مرة أو إحدى عشر أو سبعاً أو ثلاثا، ثم يقول: اللهم أوصل ثواب ما قرأناه إلى فلان أو إليهم. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب صلاة الجنائز، مطلب في زيارة القبور": ج۳،ص:۱۵۱)

ایصال ثواب کے لئے چالیس دن تک مسجد میں کھانا پہونچانا:

(۱۰۴)**سوال**: میت کے ایصال ثواب کے لئے چالیس دن تک کھانا مسجد میں پہونچاتے ہیں امام صاحب اور مؤذن کے لیے اس کا کھانا کیسا ہے؟

فقط: والسلام

مولانا محمد عابد، بجنور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر صرف ثواب مقصود ہو تو درست ہے؛ لیکن چالیس روز کی قید درست نہیں ہے۔[۱] جب بھی موقع ہو اور دل چاہے کھانا دیتا رہے۔[۲]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۰/۴/۲۰ھ)

قرآن خوانی کا حکم:

(۱۰۵)**سوال**: قرآن خوانی کرا کر کھانے وغیرہ کا انتظام کیا جاتا ہے، یہ شرعاً درست ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: منصور احمد، نوگاؤں

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قرآن خوانی کے بعد کھانے کو ضروری سمجھنا اور التزام کرنا بدعت ہے۔ جیسا کہ آج کے زمانے میں رائج ہے کہ کھانا عرف میں اجرت کی طرح ہے، پس ایسا

---

(۱) ومنها التزام العبادات المعينة في أوقات معينة لم يوجد لها ذلك التعيين في الشريعة. (أبو إسحاق الشاطبي، كتاب الاعتصام: ج۱، ص:۲۶)

(۲) وذلك بأن يقيد إطلاقها بالرأي أو يطلق تقييدها وبالجملة فتخرج عن حدها الذي حد لها. (أيضاً: ج۲، ص:۳۰۹)

کرنا درست نہیں ہے [۱]، اس سے قرآن خوانی کا ثواب نہیں ملتا، کہ سبھی پڑھنے والے حضرات کھانے کے لالچ میں پڑھتے ہیں، جس سے خود ان کو ثواب نہیں ملے گا تو وہ دوسروں کو کیا ثواب بخشیں گیں [۲]، اس مروجہ قرآن خوانی سے تو بہتر یہ ہے کہ خود ہی الحمد شریف یا سورہ اخلاص وغیرہ پڑھ کر ایصال ثواب کردے یا صرف غریبوں کو کھانا ہی کھلادے اور ایصال ثواب کردے؛ البتہ اگر عرف میں کھانا اجرت نہ ہو تو پھر بغیر التزام وہ صورت بھی درست ہے۔

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۸/۱/۱۴۱۰ھ)

میت کے مرنے کے بعد ایصال ثواب کرنا:

(۱۰۶) **سوال:** میت کے مرنے کے بعد تیسرے دن چنے پڑھے جاتے ہیں تو اس کا پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اس کا اعلان کرنا مائک پر کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: ظاہر حسن، گوالیر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: میت کا تیجہ، دسواں وغیرہ کرنا التزام مالایلتزم کے قبیل سے ہو کر بدعت ہے، اس کو ترک کرنا چاہئے، ورنہ تو اس کا مرتکب گناہگار ہوگا اور اس میں چنے کا

---

(۱) فالحاصل أن اتخاذ الطعام عند قراءة القرآن لأجل الأكل يكره. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب في كراهة الضيافة من أهل الميت": ج۳،ص:۱۴۸)

(۲) إن القرآن بالأجرة لا يستحق الثواب لا للميت ولا للقاري. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الإجارة: باب الإجارة الفاسدة، مطلب في استئجار على المعاصي": ج۹،ص:۷۷)

ومنها التزام العبادات المعينة في أوقات معينة لم يوجد لها ذلك التعيين في الشريعة. (أبو إسحاق الشاطبي، كتاب الاعتصام: ج۱،ص:۲۶)

پڑھنا بھی رسم ورواج ہے کہ پھران کوتقسیم کیا جاتا ہے،غم کے موقع پرایسا عمل درست نہیں ہے [۱]؛ بلکہ بلاالتزام واہتمام وبلالالچ طعام وغیرہ خلوص دل سے اگر جمع ہوکر کچھ لوگ کلمہ طیبہ وغیرہ پڑھ کرایصالِ ثواب کردیں جس میں دن کی تعیین مروجہ طریقہ پر نہ ہوتو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

الجواب صحیح:
سیداحمدعلی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمدعمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۰/۲/۱۷ھ)

سوگ منانے کا طریقہ کیا ہے؟

(۱۰۷)**سوال:** سوگ منانے کا طریقہ کیا ہے؟ میت کے گھر والوں کو کس طرح سوگ منانا چاہئے کیا عام لوگوں کے سوگ میں اور گھر والوں کے سوگ میں کوئی فرق ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: سیدعبدالسلام، راجستھان

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کسی کے انتقال پرسوگ منانے کا مطلب یہ ہے کہ اظہار افسوس وغم کا کیا جائے اورتعزیت کرنے والوں کے لیے گھر پر بیٹھا جائے، میت بچہ ہو یا بڑا، عورت ہو یا مرد بس تین دن تک اجازت ہے، اس سے زیادہ سوگ کرنے کی اجازت نہیں، اس سوگ میں بھی رونا، پیٹنا، شور مچانا وغیرہ نہ ہونا چاہئے؛ البتہ شوہر کے انتقال پر بیوی چار ماہ دس دن (ایام عدت) تک سوگ مناتی ہے جو اس کے لیے ضروری ہے۔ [۲]

الجواب صحیح:
سیداحمدعلی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمدعمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۰۹/۹/۱۵ھ)

---

(۱)ومن البدع الإضافية التي تقرب من الحقيقة أن يكون أصل العبادة مشروعا ..... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر.....

بوقت تدفین دودھ بخشوانا، مہر معاف کرانا:

(۱۰۸)**سوال**: مرنے والا جب مرتا ہے تو جب اس کو غسل دے کر کفنا دیتے ہیں تو اس کی والدہ اور زوجہ میں سے جو زندہ ہوتی ہیں ان کو بلایا جاتا ہے، بیوی سے کہا جاتا ہے کہ تم اس کے کان میں کہہ دو کہ میں نے مہر جو میرا حق ہوتا تھا معاف کر دیا، خواہ اس نے زندگی میں معاف کئے ہوں یا نہ کئے ہوں اور والدہ سے کہا جاتا ہے کہ تم اس کے دودھ کو جو تم نے اس کو پلایا تھا معاف کر دو تو کیا یہ جائز ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: سعید احمد، امام مسجد گوپال مالا والی، بجنور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مہروں کی معافی کا تعلق دل اور زبان سے ہے، میت کے کان میں کہنا کوئی ضرری نہیں، محض رسم ورواج بنا رکھا ہے، اگر مہر اداء یا معاف نہیں کیا گیا تو اس صورت میں مہر شوہر کے ذمہ واجب الاداء ہے، اور شوہر کے ترکہ میں سے پہلے بیوی کو مہر اور دیگر قرض کی ادائیگی ہوگی اس کے بعد وراثت تقسیم ہوگی اور دودھ معاف کرنے کی بھی رسم ہے، اس کی کوئی اصل شریعت اسلامیہ میں نہیں ہے اور نہ ہی اس کی معافی ہی شرعاً ضروری ہے؛ بلکہ ایسا کرنا جس سے کہ عورت پر ایک قسم کا دباؤ ہو، جائز ہی نہیں ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۰۶/۱/۱۴ھ)

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا..... إلا أنه تخرج عن أصل شرعيتها بغير دليل توهما أنها باقية على أصلها تحت مقتضي الدليل، وذلك بأن يقيد إطلاقها بالرأي، أو يطلق تقييدها وبالجملة فتخرج عن حدها الذي حد لها، ومن ذلك قراءة القرآن بهيئة الاجتماع، وهذا كله إن فرضنا أصل العبادة مشروعاً، فإن كان أصلها غير مشروع فهي بدعة حقيقية مركبة. (أبو إسحاق الشاطبي، كتاب الاعتصام: ج۲،ص:۳۰۹)

(۲)وأحسن ذلك: تعزية رسول الله صلى الله عليه وسلم إن الله ما أخذ وله ما أعطى وكل شيء عنده بأجل مسمىٰ، حديث أسامة بن زيد. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية،''كتاب الصلوة: الباب الحادى والعشرون، في الجنائز، الفصل الخامس: في الصلاة على الميت'': ج۱،ص:۲۲۸).....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

میت کے گھر کھانا کھانا جائز ہے کہ نہیں؟

(۱۰۹)**سوال**: مرنے کے بعد مردے کے پیچھے جو کھانا فی سبیل اللہ کھلاتے ہیں، از روئے شرع کھانا کیسا ہے؟ جب کہ جو کھانا مردے کے پیچھے کھلاتے ہیں اس پر فاتحہ نہیں لگائی جاتی ہو اور نہ وقت مقررہ، مثلاً چالیسواں، فاتحہ خوانی کرنا جائز تصور کیا جاتا ہو، عوام نے فاتحہ خوانی اور تیجہ، چالیسواں ترک کردیا ہے اور ناجائز سمجھا جاتا ہے اور فی سبیل اللہ جو مردے کے پیچھے کھانا کھلایا جاتا ہے بیسویں، تیسویں وغیرہ کھلاتے ہیں۔ غرض فی سبیل اللہ کھانا کھلانے کی کوئی تاریخ مقرر نہیں ہے تو آیا یہ جائز ہے یا نہیں اور اس کا اصل طریقہ کیا ہے تاکہ جہالت دور ہو۔

فقط: والسلام

المستفتی: سید عبدالسلام، راجستھان

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قرونِ اولیٰ میں بھی میت کے ایصال ثواب کے لیے کھانا وغیرہ کھلایا جاتا تھا، مگر تیجہ، نواں، چالیسواں وغیرہ کی عرفی تعیین سے ہٹ کر کیف ما اتفق جب بھی انتظام ہوجاتا ہو ایصال ثواب کے لیے کھانا کھلایا جاتا تھا جس کے کھانے والے غرباء، فقراء، مساکین ہوتے تھے۔

چنانچہ میت کے ایصال ثواب کے لیے کوئی شخص بلا تعیین عرفی فقراء ومساکین کو کھانا کھلا

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا.....والجلوس للمصيبة ثلاثة أيام رخصة، وتركه أحسن كذا في معراج الدراية، وأما النوح العالي فلا يجوز، والبكاء مع رقة القلب لا بأس به. (''أيضاً'')

(۱)﴿وَأٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً﴾(سورة النساء:۴)

وتجب ..... عند وطء أو خلوة صحت من الزوج أو موت أحد هما أو تزوج ثانياً في العدة. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب النكاح: باب المهر'': ج۴،ص:۲۳۳)

وإذا تأكد المهر بما ذكر لا يسقط بعد ذلك، وإن كانت الفرقة من قبلها لأن البدل بعد تأكده لا يحتمل السقوط إلا بالإبراء. (''أيضاً:'')

والمهر يتأكد بأحد معان ثلاثة الدخول، والخلوة الصحيحة، وموت أحد الزوجين، سواء كان مسمى أو مهر المثل حتى لا يسقط منه شيء بعد ذلك إلا بالإبراء من صاحب الحق، كذا في البدائع. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب النكاح: الباب السابع في المهر، الفصل الثاني'': ج۱،ص:۳۷۰)

سکتا ہے[۱] (جو لوگوں نے اپنی طرف سے مقرر کرلیا ہے، شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے) شرط یہ ہے کہ میت کے تمام وارثین خوشی سے اس کی اجازت دیں اور کوئی وارث نابالغ بھی نہ ہو اگر نابالغ ہے تو میت کے ترکہ سے اس کا حصہ نکال کر بالغ ورثاء اپنی طرف سے کر سکتے ہیں کیوں کہ میت کے ترکہ میں وارثوں کا حق ہوجاتا ہے اور اگر میت نے اپنے لیے کھانا کھلانے کی وصیت زندگی میں کی تھی تو پھر ترکہ کے ایک ثلث یا اس سے کم میں بطور وصیت کھانا مستحقین کو کھلایا جاسکتا ہے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۰۹/۹/۱۵ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

کیا غسل کے بعد احوال برزخ شروع ہوجاتے ہیں؟

(۱۱۰)**سوال**: کیا غسل کے بعد احوال برزخ شروع ہوجاتے ہیں اور اگر ایسا ہے تو یہ چیز کیا میت کے چہرہ دیکھنے سے مانع ہے اور نماز جنازہ ادا کرنے کے بعد میت کا چہرہ دیکھا جاسکتا ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: کلیم سعادت، دیوبند

---

(۱)عن عائشة رضي الله عنها، أن رجلا أتى النبي صلى الله عليه وسلم، فقال: إن أمي افتلتت نفسها ولم توص وإني أظنها لو تكلمت لتصدقت فلها أجر إن تصدقت عنها ولي أجر؟ قال: نعم. (أخرجه ابن ماجه، في سننه، "أبواب الوصايا: باب من مات ولم يوص": ج۲،ص:۱۹۵،رقم:۲۷۱۶)

عن أبي هريرة رضي الله عنه، أن رجلا قال للنبي صلى الله عليه وسلم: إن أبي مات وترك مالا، ولم يوص، فهل يكفر عنه؟ قال: نعم. (أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب الوصية: باب وصول الصدقات إلى الميت": ج۲،ص:۴۱،رقم:۱۶۳۰)

(۲) ولو أوصى الميت بأن يتصدق عنه بكذا وكذا من ماله ولم يعين الفقير لا ينفرد به أحد الوصيتين عند أبي حنيفة ومحمد رحمهما الله تعالىٰ، وعند أبي يوسف رحمه الله تعالى ينفرد، وإن عين الفقير ينفرد به أحدهما عند الكل. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب الوصايا: الباب التاسع: في الوصي وما يملكه": ج۶،ص:۱۶۰)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس کا ثبوت نہیں کہ غسل کے بعد ہی احوال برزخ شروع ہوجاتے ہیں، بہرحال چہرہ دیکھ سکتے ہیں۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۹/۷/۱۴۰۹ھ)

کیا مردہ پہچانتا ہے کہ اس کی قبر پر کون آیا ہے؟

(۱۱۱) **سوال:** جب قبرستان ایصال ثواب کے لیے جاتے ہیں تو سلام کے وقت میں مردے کو معلوم ہوتا ہے کہ کون آیا ہے اس کی قبر پر اور کیا مردہ اس کو پہچانتا ہے کہ یہ فلاں رشتہ دار ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: سید حبیب احمد سوائے، مادھوپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قبر پر پہونچنے پر معلوم ہوتا ہے۔ نیز یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ

---

(۱) عن عائشة رضي الله عنها، قالت: رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقبل عثمان بن مظعون وهو ميت حتى رأيت الدموع تسيل. (أخرجه أبوداود، في سننه، "كتاب الجنائز: باب في تقبيل الميت" :ج۲، ص:۴۵۱، رقم:۳۱۶۳)

جابر بن عبد الله، قال: لما قتل أبي جعلت أبكي، وأكشف الثوب عن وجهه، فجعل أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم ينهوني والنبي صلى الله عليه وسلم لم ينه. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب المغازي: باب من قتل من المسلمين يوم أحد": ج۲،ص:۵۸۴، رقم:۴۰۸۰)

عن الزهري، قال: أخبرني أبو سلمة أن عائشة رضي الله عنها، زوج النبي صلى الله عليه وسلم أخبرته، قالت: أقبل أبو بكر رضي الله عنه على فرسه من مسكنه بالسنح حتى نزل، فدخل المسجد، فلم يكلم الناس حتى دخل على عائشة رضي الله عنها، فتيمم النبي صلى الله عليه وسلم وهو مسجي ببرد حبرة، فكشف عن وجهه، ثم أكب عليه، فقبله، ثم بكي. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الجنائز: باب الدخول على الميت بعد الموت": ج۲،ص:۷۱۱، رقم:۱۲۴۱)

کون رشتہ دار ہے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۶/۱/۶ھ)

قبر پر پہنچ کر وقفہ کے بعد قرآن کریم پڑھیں یا بغیر وقفہ کے؟

(۱۱۲)**سوال**: قبر پر پہونچ کر کچھ وقفہ لے کر کلام الٰہی پڑھا جائے یا وقفہ نہ لے کر پہونچتے ہی پڑھا جائے اور کیا قبر پر پہونچ کر سلام کرنا جائز ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: سید حبیب احمد سوائے، مادھو پور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قبر پر پہونچتے ہی فوراً پڑھنا شروع کردیں یا وقفہ سے پڑھیں دونوں صورتیں جائز اور درست ہیں اور سلام کرنا حدیث سے ثابت ہے۔ ''**السلام علیکم**

---

(۱)اعلم أن مسئلة سماع الموتى وعدمه من المسائل التى وقع الخلاف فيها بين الصحابة رضي اللّٰه تعالىٰ عنهم فهذا عبد اللّٰه بن عمر رضي للّٰه تعالىٰ عنهما يثبت سماع الموتىٰ وهذه أم المؤمنين عائشة رضي اللّٰه عنها تنفيه وإلى كل مالت طائفة من علماء الصحابة والتابعين. (أشرف علي تهانوي، أحكام القرآن: ج۱،ص:۱۶۳)

وقال ابن القيم رحمه اللّٰه: الأحاديث والأثار تدل على أن الزائر متى جاء علم به المزور سمع سلامه، وأنس به ورد عليه، وهذا عام في الشهداء، وغيرهم. وأنه لا توقيت في ذلك قال: وأصح من أثر الضحاك الدال على التوقيت. (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح ،''كتاب الصلوٰة: فصل في زيارة القبور'':ص:۶۲۰)

قوله وقال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ما من أحد يمر بقبر أخيه المؤمن كان يعرفه في الدنيا فيسلم عليه إلا عرفه ورد عليه السلام. (''أيضاً:''،ص:۶۲۱)

یا أهل القبور''۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۶/۱/۶ھ)

مالداروں کے لیے ایصال ثواب کے لیے تیار کیا گیا کھانا کھانا:

(۱۱۳)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: ہمارے یہاں میت کے ایصال ثواب کے لیے اجتماعی ختم شریف، تلاوت کلام اور ذکر واذکار پڑھا جاتا ہے جس کے لیے لوگوں کو دعوت دی جاتی ہے، خاص طور سے اہل خانہ اور کچھ احباب کو جو اکثر مال دار ہوتے ہیں اور ان کے لیے الگ سے اہتمام کیا جاتا ہے اور عام لوگوں کو نہیں بلایا جاتا ہے تو کیا ایسی صورت میں صاحب زکوۃ کے لیے وہ کھانا کھانا جائز ہے اور اگر کھلانے ولا صدقہ خیرات کی نیت سے کھلاتا ہے تو مالداروں کو کھلانا اور غرباء کو نظر انداز کرنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد غفران، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر گھر کے لوگ جمع ہوں اور ساتھ میں کوئی فرد یا چند افراد بھی جمع ہو کر تلاوت وغیرہ کریں اور یہ لوگ میت کے لیے ایصال ثواب کریں اور کسی کی طرح

---

(۱)مشکوٰۃ المصابیح، ''کتاب الجنائز: باب زیارة القبور، الفصل الثاني: ج۱،ص:۱۵۴،رقم:۱۷۶۵.

قوله ویقرأ یٰس لما ورد: من دخل المقابر فقرأ سورة یٰس خفف اللّٰه عنهم یومئذ وکان له بعدد من فیها حسنات. بحر وفي شرح اللباب ویقرأ من القرآن ما تیسر له من الفاتحة وأول البقرة إلی المفلحون إلخ. (ابن عابدین، الدر المختار، مع رد المحتار، ''کتاب الصلاة: باب صلاة الجنائز، مطلب في زیارة القبور'': ج۳،ص:۱۵۱)

عن أنس رضي اللّٰه عنه، أنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: من دخل المقابر فقرأ سورة یٰس یعني أهدی ثوابها للأموات خفف اللّٰه عنهم یومئذ العذاب ورفعه. (مراقي الفلاح مع حاشیة الطحطاوي، ''کتاب الصلاة: فصل في زیارة القبور'': ج۱،ص:۶۲۱)

اجرت وغیرہ کی کوئی بات نہ ہوتو درست ہے اور جو کھانا ان کے لیے تیار کیا گیا ہے اس کا کھانا درست ہے[۱] اور مالدار لوگ اجرت کے طور پر پڑھنے کے لیے نہیں آئے ہیں اور نہ ہی وہ کھانا صدقہ وخیرات کا ہے؛ بلکہ لوگ جمع ہیں تو کھانا بھی تیار کرلیا گیا ہے۔ ہاں اگر اکثر غرباء ہوتے تو شبہ ہوتا کہ کھانا صدقہ کے طور پر ہے یا پڑھنے والے اجرت کے طور پر پڑھ رہے ہیں۔ تاہم اس میں ثواب کی نیت معلوم نہیں ہوتی؛ بلکہ دکھاوا معلوم ہوتا ہے اس سے پرہیز ہی کرنا بہتر ہے۔[۲] ہاں اگر بطور اجرت ہے، جیسا کہ عام طور پر ایصال ثواب کے لیے قرآن خوانی کے موقع پر ہوتا ہے تو مالداروں کے لیے کھانا ناجائز ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۵/۵/۱۴۴۱ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) یکره اتخاذ الطعام في اليوم الأول والثالث وبعد الأسبوع ونقل الطعام إلى المقبرة في المواسم واتخاذ الدعوة بقراءة القرآن وجمع الصلحاء والقراء للختم أو لقراءة سورة الأنعام أو الإخلاص. قال البرهان الحلبي: ولا يخلو عن نظر لأنه لا دليل على الكراهة إلا حديث جرير المتقدم. (الطحطاوي على مراقي الفلاح، "كتاب الصلوٰة: فصل في حملها ودفنها: ص:۶۱۷)

(۲) والحاصل أن اتخاذ الطعام عند قرائة القرآن لأجل الأكل يكره. وفيها من كتاب الاستحسان: وإن اتخذ طعاما للفقراء كان حسنا. وأطال في ذلك في المعراج. وقال: وهذه الأفعال كلها للسمعة والرياء فيحترز عنها، لأنهم لا يريدون بها وجه الله تعالى. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب في كراهة الضيافة من أهل الميت": ج۳، ص:۱۴۸)

قال تاج الشريعة في شرح الهداية: إن القرآن بالأجرة لا يستحق الثواب لا للميت ولا للقارء. وقال العيني: في شرح الهداية: ويمنع القارئ للدنيا، والآخذ والمعطى آثمان. فالحاصل أن ما شاع في زماننا من قراءة الأجزاء بالأجرة لا يجوز؛ لأن فيه الأمر بالقراءة وإعطاء الثواب للآمر والقراءة لأجل المال؛ فإذا لم يكن للقارئ ثواب لعدم النية الصحيحة فأين يصل الثواب إلى المستأجر ولولا الأجرة ما قرأ أحد لأحد في هذا الزمان بل جعلوا القرآن العظيم مكسبا ووسيلة إلى جمع الدنيا "إنا لله وإنا إليه راجعون". (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الإجارة: باب الإجارة الفاسدة، مطلب: تحرير مهم في عدم جواز الاستئجار على التلاوة، مطلب في الاستئجار على المعاصي": ج۹، ص:۷۷).

ایصال ثواب کے لئے ختم قرآن اور تسبیحات کی مجلس کا حکم:

(۱۱۴)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

ہمارے علاقہ میں میت کے دفنانے کے دوسرے یا تیسرے دن گاؤں کے مدرسہ کے بچوں کو بلا کر باضابطہ قرآن خوانی کرائی جاتی ہے، اس میں آس پڑوس، رشتہ دار اور محلّہ کے لوگ بھی شرکت کرتے ہیں اس میں شیرنی تقسیم ہوتی ہے یا کھانے کی دعوت ہوتی ہے، معلوم یہ کرنا ہے کہ کیا اجتماعی مجلس قرآن خوانی کے لئے قائم کرنا درست ہے؟ اور قرآن خوانی کے بعد کھانے کی دعوت میں شریک ہونا از روئے شریعت جائز ہے یا نہیں؟ مکمل و مدلل جواب عنایت فرمائیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: ایس، ایم، رضی حیدر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: میت کے لئے ایصال ثواب کرنا بلا تعیینِ ایام شریعت مطہرہ میں جائز ہے اور مقصود بھی ہے؛ لیکن اس کے لئے ہر شخص اپنے اپنے مقام پر تلاوت کرسکتا ہے اور تسبیحات بھی پڑھ سکتا ہے اجتماعی طور پر مجلس لگانے کی ضرورت نہیں ہے، علامہ شاطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اجتماعی طور پر قرآن کی تلاوت کو بدعت کہا ہے:

''ومن البدع الإضافية التي تقرب من الحقيقة أن يكون الأصل العبادة مشروعا إلا أنها تخرج عن أصل شرعيتها بغير دليل توهما أنها باقية على أصلها تحت مقتضى الدليل وذلك بأن يقيد إطلاقها بالرأي أو يطلق تقييدها وبالجملة فتخرج عن حدها الذي حد لها ''[1]

مزید امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ آگے لکھتے ہیں: **''ومن ذلك قراء ة القرآن بهيئة الاجتماع''**[2] یہ سب رسم رواج کے طور پر کیا جاتا ہے جو کہ غیر مشروع ہے؛ اس لیے ایسے رسم ورواج

(۱) أبو إسحاق، الشاطبي، ''كتاب الاعتصام، البدع'': ج۱،ص:۱۱۵.

(۲) ''أيضاً'': ج۱،ص:۱۱۸.

اور بدعات میں شرکت کرنے سے آس پڑوس اور محلّہ وغیرہ کے سب ہی لوگوں کو پرہیز کرنا چاہئے۔

''وهذا كله إن فرضنا أصل العبادة مشروعا فإن كان أصلها غير مشروع فهي بدعة حقيقية مركبة''[۱] **''فالحاصل أن اتخاذ الطعام عند قراءة القرآن لأجل الأكل يكره''**[۲]

آج کل ایصال ثواب کے لئے خود ساختہ طور پر رسمیں گھڑ لی گئی ہیں شریعت کی نظر میں یہ بے اصل اور اکابر اسلاف سے یہ ثابت نہیں ہے **''من أحدث في أمرنا هذا ما ليس فيه فهو رد''**[۳] ایسے ہی قرآن خوانی ایصال ثواب کے لئے ہو، تو اس کی اجرت ممنوع ہے اور قرآن خوانی کے بعد کھانا کھلانا شیرنی وغیرہ تقسیم کرنا اجرت میں شمار ہوگا؛ اس لئے ایصال وثواب کے لئے اس طرح مجلس قائم کرنا دعوت کرنا بدعت اور ناجائز ہے، اس سے نہ پڑھنے والے کو ثواب ملتا ہے اور نہ ہی میت کو جیسا کہ علامہ حصکفیؒ نے لکھا ہے:

''إن القرآن بالأجرة لا يستحق الثواب لا للميت ولا للقاري''[۴] **''فالحاصل أن ما شاع في زماننا من قراءة الأجزاء بالأجرة لا يجوز''**[۵]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۶/۲۴: ۱۴۴۲ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی

محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) أبو إسحاق، الشاطبي، ''كتاب الاعتصام، البدع'': ج۱،ص:۱۲۲.

(۲) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب في كراهة الضيافة، من أهل الميت'': ج۳،ص:۱۴۸.

(۳) أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب الصلح: باب إذا اصطلحوا على صلح جور'': ج۱،ص:۳۷۱، رقم:۲۶۹۷.

(۴) أبو إسحاق الشاطبي، ''كتاب الاعتصام، ''البدع'': ج۱،ص:۱۱۵.

(۵) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الإجارة: باب الإجارة الفاسدة، مطلب: تحرير مهم في عدم جواز الاستئجار على التلاوة، مطلب في الاستئجار على المعاصي'': ج۹،ص:۷۷.

تیجہ یا چالیسواں کے موقعہ پر قرآن خوانی:

(۱۱۵)**سوال**: مرحوم کے ایصال ثواب کے لیے تیجہ یا چالیسواں میں قرآن خوانی کرنا اور اعزہ واقرباء کو جمع کرنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: غلام نبی، کشمیری

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قرآن خوانی وایصال ثواب بلاشبہ درست ہے اور اس کے لیے کوئی دن مقرر کر لینے میں بھی حرج نہیں تاکہ اعزاء واقرباء ایصال ثواب میں شریک ہوجائیں، لیکن کسی دن کی اس طرح تعیین درست نہیں ہے کہ تیسرا ہی دن ہونا ضروری ہے یا چالیسواں ہی ہونا ضروری ہے۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہٗ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۵/۳/۲۵ھ)

---

(۱) عن جرير بن عبد الله البجليِّ قال: كنا نعد الاجتماع إلى أهل الميت وصنيعة الطعام بعد دفنه من النياحة. (أخرجه أحمد، مسنده، مسند عبد الله بن عمرو رضي الله عنه :ج۱،ص:۵۰۵،رقم:۶۹۰۵)

ويكره اتخاذ الضيافة من الطعام من أهل الميت لأنه شرع في السرور لا في الشرور، وهي بدعة مستقبحة. (ابن الهمام، فتح القدير، "كتاب الصلاة: فصل في الدفن" :ج۲،ص:۱۵۱)

ويكره اتخاذ الطعام في اليوم الأول والثالث وبعد الأسبوع ونقل الطعام إلى القبر في المواسم. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب في كراهة الضيافة من أهل الميت": ج۳،ص:۱۴۸)

ومنها الوصية من الميت باتخاذ الطعام والضيافة يوم موته أو بعده وبإعطاء دراهم لمن يتلو القرآن لروحه أو يسبح أو يهلل له وكلها بدع منكرات باطلة، والمأخوذ منها حرام للآخذ، وهو عاص بالتلاوة والذكر. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الإجارة: باب الإجارة الفاسدة، مطلب: تحرير مهم في عدم جواز الاستئجار على التلاوة، مطلب في الاستئجار على المعاصي" :ج۹،ص:۷۸)

افطار کے موقعہ پر ضروری سمجھ کر اجتماعی دعاء کرنا کیسا ہے؟

(۱۱۶)**سوال**: افطار کے موقعہ پر ضروری سمجھ کر اجتماعی دعاء کرنا اور ایصال ثواب کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: شبیر موسیٰ پٹیل، بھروچ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: افطار کے وقت اس طرح اجتماعی دعاء وایصال ثواب کا ثبوت کہیں دیکھا نہیں [۱] اگر اتفاق سے اس طرح دعاء کی گئی تو کوئی حرج نہیں، لیکن اس کو سنت سمجھ کر اس کا التزام نہ کیا جائے۔ [۲]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۵/۱۰/۲۳ھ)

دن مقرر کر کے مسجد میں درود شریف کا اہتمام کرنا کیسا ہے؟

(۱۱۷)**سوال**: مساجد میں دن مقرر کر کے درود شریف کا اہتمام کرنا درست ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: شبیر موسیٰ پٹیل، بھروچ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: دن مقرر کر کے مسجد میں درود شریف پڑھنے کا التزام کرنا

---

(۱)عن عائشة رضي اللّٰه عنها، قالت: قال رسول اللّٰه عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس فيه فهو رد. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الصلح: باب إذا اصطلحوا على صلح جور": ج۱،ص:۳۷۱،رقم:۲۶۹۷)

(۲)من أحدث حدثا أو آوي محدثا فعليه لعنة اللّٰه والملائكة والناس أجمعين لا يقبل اللّٰه منه صرفاً ولا عدلاً. (فتاویٰ عزیزی فارسي، رساله بيع كنيزان :ص:۷۵؛بحواله كفايت المفتي:ج۲،ص:۲۹۷)

درست نہیں ہے[۱] اتفاقاً ایسا کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، بلکہ مستحب ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۵/۱۰/۲۳ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کیا تیجہ، دسواں، بیسواں جنتی ہونے کا ضامن ہے؟

(۱۱۸) **سوال**: اگر کوئی مسلمان مرجائے تو اس کے وارث تیجہ، دسواں، بیسواں، چالیسواں کرتے ہیں تو یہ عمل اس کے جنتی ہونے کا ضامن ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عین الحق، آسام

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مسئولہ میں مذکورہ تمام رواج اور رسمیں (دسواں بیسواں منانا اس میں گوشت وغیرہ کا اہتمام) شرعاً ناجائز ہیں ان کی کوئی اصل شریعت میں نہیں ہے نیز میت کے اعمال کی قبولیت اور عدم قبولیت سے اس کا کوئی تعلق نہیں میت کے جنتی یا دوزخی ہونے کا مدار اس کے اعمال اور عقیدے پر ہے ان برائیوں اور ناجائز امور میں حصہ نہ لیا جائے اور اس میں لوگوں کے برا بھلا کہنے اور طعن وتشنیع کی پروانہ کی جائے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۶/۸/۱۴ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) عن ابن مسعود رضي اللّٰہ تعالیٰ عنه أنه أخرج جماعة من المسجد يهللون ويصلون على النبي صلى اللّٰہ عليه وسلم جهراً وقال ما أراكم إلا مبتدعين. (ابن عابدين الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الحظر والإباحة: باب الاستبراء وغيره'': ج۹، ص:۵۷۰)..... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر.....

تیجہ ودسواں پر دعوت کا اہتمام:

(۱۱۹) **سوال**: تیجہ، دسواں رسم وغیرہ اور اس میں دعوت کا اہتمام کرنا اور عورتوں کے ساتھ شرکت کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالرحمٰن، پنجاب

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کسی کے انتقال پر تیجہ، دسواں ورسم اور اس کے بعد دعوت وغیرہ کا اہتمام، اس کے لئے مرد وعورتوں کا اجتماع، یہ سب بدعت وگمراہی ہے۔ جس سے بچنا لازم اور ضروری ہے جو حضرات اسے جلسہ تعزیت کہتے ہیں وہ سوچیں کہ کیا جلسہ تعزیت کے لیے وخاص تاریخ اور خاص وقت کی تعیین کو لازم سمجھنا اور اس کا التزام کہیں سے ثابت ہے، اگر بغیر کسی التزام دن ووقت جلسہ تعزیت ہو، تو اس کو کون منع کرتا ہے، لیکن غیر لازم کو لازم سمجھنا اور ان کو دین وشریعت کا کام سمجھ کر کرنا ان سب پر اصرار اس کی شریعت میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۴/۱۱/۲۸ھ)

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا.....عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال رسول الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس فيه فهو رد. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الصلح: باب إذا اصطلحوا على صلح جور": ج۱،ص:۳۷۱،رقم:۲۶۹۷)

(۲) يكره اتخاذ الطعام في اليوم الأول والثالث وبعد الأسبوع. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب في كراهة الضيافة من أهل الميت": ج۳،ص:۱۴۸)

كم من مباح يصير بالالتزام من غير لزوم والتخصيص من غير مخصص مكروه. (سباحة الفكر لعبد الحي: ص:۷۲)

(۱) عن جرير بن عبد الله البجليِّ قال: (كنا نعد الاجتماع إلى أهل الميت وصنيعة الطعام بعد دفنه من النياحة. (أخرجه أحمد، مسنده، "مسند عبد الله بن عمرو رضي الله عنه": ج۱،ص:۵۰۵،رقم:۶۹۰۵)

ويكره اتخاذ الضيافة من الطعام من أهل الميت لأنه شرع في السرور لا في الشرور، وهي بدعة مستقبحة. (ابن الهمام، فتح القدير، "كتاب الصلاة: فصل في الدفن": ج۲،ص:۱۵۱).....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

چالیسواں کے نام پر دعوت میں شرکت:

(۱۲۰)**سوال**: چالیسواں کے نام پر عام دعوت ہوتی ہے اگر کسی بڑے وبا اثر شخص کی جانب سے ہو، تو اس میں شرکت کرنا ضروری سمجھتے ہیں تو اس طرح کی دعوت میں شرکت کرنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: گلفام احمد، سہارنپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: چالیسواں وغیرہ جائز نہیں ہے اسی طرح کسی غیر ضروری دعوت کو ضروری سمجھنا بھی درست نہیں ایسی دعوتوں میں شرکت سے احتراز کیا جائے، خواہ کسی قابل احترام شخص کی طرف سے کیوں نہ ہو[1] یہ خلاف شرع اور بدعت ہے، البتہ اگر ایصال ثواب کی نیت سے دعوت ہو، تو غرباء کو قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۲۴/۶/۱۵ھ)

الجواب صحیح:

خورشید عالم

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

❀ ❀ ❀

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا.....ویکره اتخاذ الطعام في اليوم الأول والثالث وبعد الأسبوع ونقل الطعام إلى القبر في المواسم. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب في كراهة الضيافة من أهل الميت": ج۳،ص:۱۴۸)

ومنها الوصية من الميت باتخاذ الطعام والضيافة يوم موته أو بعده وبإعطاء دراهم لمن يتلو القرآن لروحه أو يسبح أو يهلل له وكلها بدع منكرات باطلة، والمأخوذ منها حرام للآخذ، وهو عاص بالتلاوة والذكر. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الإجارة: باب الإجارة الفاسدة، مطلب: تحرير مهم في عدم جواز الاستئجار على التلاوة، مطلب في الاستئجار على المعاصي": ج۹،ص:۷۸)

(۱)إن البدعة المذمومة هو الحدث في الدين من أن لا يكون في عهد الصحابة والتابعين ولا دل عليه دليل شرعي. (شرح المقاصد: ج۲،ص:۲۷۱)

(۲) ﴿إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ﴾ (سورة التوبه:۶۰)

فصل سادس

نکاح کی رسومات

شادی کی رسومات:

(۱۲۱)**سوال**: (۱) شادی کے موقع پر دلہا کو نوٹوں کا یا پھولوں کا ہار ڈالنا کیسا ہے؟

(۲) شادی، ولیمہ وغیرہ میں دعوت کھا کر کچھ ہدیہ وغیرہ دینا لینا کیسا ہے؟

(۳) بارات میں بندوق یا گولے وغیرہ چھوڑنا کیسا ہے؟

(۴) باجہ یا دیگر چیزیں بارات میں لیجانا کیسا ہے؟

(۵) بارات لے جا کر دلہن کے گھر کھانا کھانا کیسا ہے؟ (۱۵۲۷)

فقط: والسلام

المستفتی: عبداللہ، دیناجپوری

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱) نوٹوں کا ہار گلے میں ڈالنا غیروں کا طریقہ ہے، اس کو اختیار کرنا درست نہیں ہے اور مسرت وخوشی کے موقعہ پر پھولوں کا ہار ڈالنے میں مضائقہ نہیں؛ بشرطیکہ کسی غیر قوم کا شعار نہ ہو اور اس کو ضروری بھی نہ سمجھا جائے۔[1]

(۲) اگر اس کو لازم نہ سمجھا جائے تو درست ہے؛ بلکہ دینے والے ہدیہ کے طور پر دیدیا کریں تو اس میں ثواب بھی ہے؛ لیکن آج کل یہ ایک رسم بن چکی ہے اور خوشی سے نہیں دیا جاتا؛ بلکہ بعد میں اس کو اپنی شادی میں وصول کرنا مقصود ہوتا ہے اور نہ دینے پر ناگواری ہوتی ہے؛ اس لئے بچنا

---

(۱) عن ابن عمر رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (أخرجه أبو داود، في سننه، "كتاب الباس: باب في لبس الشهرة": ج۲،ص:۵۵۹،رقم:۴۰۳۱)

مسلم را تشبہ بکفار حرام است۔ (ثناء اللہ پانی پتی، مالا بدمنہ: ص:۱۳۳)

ضروری ہے۔[۱]

(۳) بغرض اعلان نکاح دف بجانا درست ہے[۲] باجہ وغیرہ درست نہیں ہے، یہ فضول خرچی واسراف ہے، شادی میں سادگی مطلوب ہے۔[۳]

(۴) قطعاً جائز نہیں ہے۔

(۵) کھانا کھانا جائز ہے؛ مگر استطاعت سے زیادہ لڑکی والوں پر بوجھ نہ رکھا جائے۔[۴]

مذکورہ امور اگر ثواب سمجھ کر کیے جاتے ہیں تو بدعت ہیں۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۶/۲۲ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

شادی میں بغرض ایصال ثواب قرآن پڑھنا:

(۱۲۲) **سوال**: ہمارے یہاں شادی بیاہ میں یہ طریقہ ہوگیا ہے کہ اپنے بزرگوں کی میت کے

---

(۱) ﴿وَمَآ أَتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَاْ فِيٓ أَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوا۟ عِنْدَ اللّٰهِ﴾ (سورة الروم:۳۹)

عن أبي حرة الرقاشي عن عمه رضي الله عنهما قال: قال رسول الله عليه وسلم: ألا لا تظلموا ألا لا يحل مال إمرئ إلا بطيب نفس منه. (مشكوٰة المصابيح، "كتاب البيوع: الفصل الثاني: باب الغصب والعارية": ج۱،ص:۲۵۵،رقم:۲۹۴۶)

(۲) أعلنوا هذا النكاح واجعلوه في المساجد واضربوا عليه بالدفوف. (أخرجه الترمذي، في سننه، "أبواب النكاح، باب ما جاء في إعلان النكاح": ج۲،ص:۳۹۰،رقم:۱۰۸۹)

(۳) عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال النبي صلى الله عليه وسلم: إن أعظم النكاح بركة أيسره مؤنة، رواه البيهقي في شعب الإيمان. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، "كتاب النكاح: الفصل الثالث": ج۶،ص:۲۵۰،رقم:۳۰۹۷)

(۴) لڑکی والے بغیر التزام کے اپنی مرضی سے کھانا دیدیں تو مباح ہے نہ دیں تو کوئی الزام نہیں ہے۔ (کفایۃ المفتی: ج۷،ص: ۴۷۱، فاروقیہ) جو لوگ لڑکی والے کے مکان پر مہمان آتے ہیں اور ان کا مقصود شادی میں شرکت کرنا ہے اور ان کو بلایا بھی گیا ہے، تو آخر وہ کھانا کہاں جا کر کھائیں گے، اپنے مہمان کو کھلانا تو شریعت کا حکم ہے۔ (فتاوی محمودیہ: ج۱۲،ص:۱۴۲)

ایصال ثواب کے لئے قرآن پڑھا جاتا ہے، جس میں عزیز دوست سبھی شریک ہوتے ہیں، مٹھائی تقسیم ہوتی ہے، شربت پلایا جاتا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: نوشاد عالم، پورنوی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس تقریب میں اگر رسم ورواج کا دخل نہ ہو اور ایصال ثواب کے لیے دعوت دے کر لوگوں کو جمع نہ کیا گیا ہو، بس لوگ جمع ہیں، مٹھائی شربت وغیرہ شادی کی وجہ سے ہے تو ایصال ثواب کے لیے تلاوت میں کوئی حرج نہیں ہے؛ البتہ اگر بطور رسم دعوت دے کر قرآن خوانی کے لیے جمع کیا گیا تو درست نہیں ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۸/۷/۱۴۱۹ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

رخصتی کے وقت اذان دینا:

(۱۲۳) **سوال:** رخصتی کے وقت اذان دینا درست ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: سید محمد عظیم، الہ آباد

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اذان اصل میں نماز وجماعت کا وقت ہو جانے کی اطلاع کے لیے ہے، فقہاء نے آگ لگ جانے یا غموں اور پریشانیوں کے دور کرنے کے لیے، اس کی اگرچہ

---

(۱) ویکره للقوم أن یقرؤوا القرآن جملة. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیة، "کتاب الکراهیة: الباب الرابع في الصلوٰة والتسبیح وقراءة": ج۵، ص:۳۶۶)

عن عائشة رضي اللّٰه عنها، قالت: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم من أحدث في أمرنا هذا ما لیس فیه فهو ردٌّ. (أخرجه البخاري، في صحیحه، "کتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا علی صلح جور": ج۱، ص:۳۷۱، رقم:۲۶۹۷)

اجازت دی ہے[۱]؛ لیکن رخصتی کے وقت کی کوئی نظیر نہیں، قطعاً غیر مشروع اور ناجائز ہے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۰۹/۱۱/۵ھ)

دولہا، دولہن کو بٹنا ملنا، اور مجمع عام میں دولہا سے کپڑے بدلوانا:

(۱۲۴)**سوال**: ہمارے اطراف میں شادی کے اندر دولہا، دولہن کو بٹنا ملتے ہیں؛ نیز محلّہ واطراف کی عورتیں محرم یا غیر محرم سبھی اس میں ملوث ہوتی ہیں، اس طرح دولہا، دولہن کو بٹنا ملنا کیسا ہے؟

نکاح خوانی کے وقت مجمع عام میں دولہا سے کپڑے بدلواتے ہیں، یہ نکاح سے پہلے ہوتا ہے۔ ایسا کرنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: مولوی محمد شمیم صاحب

الجواب وباللّٰہ التوفیق: یہ رسمیں ہیں ان سے پرہیز کرنا لازم ہے، کہ بسا اوقات ایسی رسموں میں بے پردگی اور سخت گناہ ہوجاتا ہے۔[۳] البتہ اگر دلہن خود سے یا اس کی کوئی بڑی اس کو بٹنا لگادیں کہ رنگ نکھر جائے اور دولہا کو پسند آجائے، تو اس میں مضائقہ نہیں[۴] نہ اس کام کے

(۱)رأيت في كتب الشافعية أنه قد يسن الأذان لغير الصلاة، كما في أذان المولود، والمهموم، والمصروع، والغضبان، ومن ساء خلقه. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الآذان": ج۲،ص:۸۲)

(۲)عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من أحدث في أمرنا هذا ما ليس فيه فهو ردٌّ. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا على صلح جور": ج۱،ص:۳۷۱،رقم:۲۶۹۷)

(۳)﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ﴾(سورة النور:۳۱)

(۴) قيل يا رسول الله أي النساء خير قال: التي تسره إذا نظر وتطيعه إذا أمر ولا تخالفه فيما يكره في نفسها وما له. (أخرجه أحمد، في مسنده، "مسند أبي هريرة -رضي الله عنه-: ج۱۵،ص:۳۶،رقم:۹۵۸۷) (شاملہ: ج۳۱،ص:۴۱۱،رقم:۹۶۵۸)

لیے عورتوں کو، محلّہ والوں کو، رشتہ داروں کو، اکٹھا کیا جائے، نہ کوئی شیرینی وغیرہ تقسیم کی جائے کہ اس میں نام وری بھی ہے اور رسم ورواج بھی، جس کی وجہ سے ایسا کرنا گناہ ہے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۴/۱/۵ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

شادی کے موقعہ پر روپیہ دینا:

(۱۲۵)**سوال**: لڑکی کی شادی میں لوگ دعوت کھانے میں روپیہ پیسہ دیتے ہیں، کیا یہ جائز ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: اختر حسین، سہارنپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بلا رسم ورواج کے خاموشی کے ساتھ اگر کسی موقع پر اس قسم کا ہدیہ بوقت شادی لڑکے یا لڑکی کو دیا جائے تو مضائقہ نہیں ہے، جب کہ حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ ''**تهادوا تحابوا**''[۲] کہ ہدیہ دے کر محبت اور تعلقات بڑھاؤ؛ لیکن اگر ہدیہ کے طور پر نہیں؛ بلکہ بدلہ کے طور پر دیا، جیسا کہ آج کل شادی میں رواج بن چکا ہے تو یہ جائز نہیں ہے۔[۳]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۴/۱/۱۵ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: المتباریان لا یجابان ولا یؤکل طعامها. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتیح، ''کتاب النکاح: باب الولیمة'': ج۵،ص:۲۱۱۰،رقم:۳۲۲۶)

(۲) أخرجه البخاري، في صحیحه، '' في الأدب المفرد'': ص:۵۹۴.

عن أبي حرة الرقاشي عن عمه رضي اللّٰہ عنهما قال: قال رسول اللّٰہ علیه وسلم: ألا لا تظلموا ألا لا یحل مال إمرئ إلا بطیب نفس منه. (مشکوٰة المصابیح،''کتاب البیوع: باب الغصب والعاریة، الفصل الثاني'': ج۱،ص:۲۵۵،رقم:۲۹۴۶)

(۳) لا یجوز لأحد من المسلمین أخذ مال أحد بغیر سبب شرعي. (ابن عابدین، الدر المختار مع رد المحتار، ''کتاب الحدود: باب التعزیر'': ج۶،ص:۱۰۶)

دلہا کے گلے میں سہرا، گجرا، مالا ڈالنے کی رسم:

(۱۲۶)**سوال**: دولہا کو تیار کرتے وقت اس کے گلے میں سہرا، گجرا اور مالا ڈالی جاتی ہے اور دولہا کو روپیہ دیا جاتا ہے۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد یوسف احسن، گجرات

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سہرے اور گجرے اور مالا یہ سبھی ہندوانہ اور کافرانہ رسمیں ہیں، جو بدعت اور باعث گناہ ہیں، ان سے ہر مسلمان کو پرہیز کرنا لازم ہے اور اس موقع پر جو ہدیہ دولہا کو دیا جاتا ہے وہ ان رسموں میں شامل ہے، شریعت کی نظر میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۴/۳/۱۳ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

شادی سے قبل ابٹن لگانا:

(۱۲۷)**سوال**: شادی سے ایک روز یا دو روز پہلے ہلدی یا بٹنا لڑکا یا لڑکی کو لگانا کیسا ہے؟ اگر جائز ہے تو کس کتاب سے ثابت ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ہاشم، دربھنگہ

---

(۱) عن ابن عمر رضي اللّٰه عنه، قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (أخرجه أبوداود، في سننه، "كتاب الباس: باب في لبس الشهرة": ج۲،ص:۵۵۹،رقم:۴۰۳۱)

عن ابن عمر رضي اللّٰه تعالىٰ عنهما، قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من تشبه بقومٍ أي من شبه نفسه بالكفار مثلاً في اللباس وغيره أو بالفساق أو الفجار أو بأهل التصوف والصلحاء الأبرار فهو منهم أي في الإثم والخير؛ و قال الطيبي: هذا عام في الخلق والخلق والشعار. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، "كتاب اللباس": ج۱۳،ص:۹۶،رقم:۴۳۴۷)

قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من تشبه نفسه بالكفار مثلاً في اللباس وغيره أو بالفساق والفجار فهو منهم أي في الإثم. (خليل أحمد سهارنفوري، بذل المجهود: ج۵،ص:۴۱)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: دولہا یا دولہن کو غیر محرم اگر ابٹن لگائیں تو جائز نہیں ہے؛ تاہم اگر دولہن کو اس کی محرم عورتیں، ماں، خالہ، پھوپھی، بہنیں ابٹن لگائیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔[1]

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۲/۵/۱۱ھ)

شادی میں گیت گانا:

(۱۲۸) **سوال:** شادی میں گیت گانا کیسا ہے، اگر جائز ہے، تو کس کتاب سے ثابت ہے، اگر جائز نہیں ہے، تو لوگ کیوں کرتے ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ہاشم، دربھنگہ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عام طور پر شادی کے موقعہ پر فلمی اور بے ہودہ گیت گائے جاتے ہیں، جو کہ ناجائز ہیں اور اگر خوشی کے اشعار ہوں، نامحرموں کا مجمع نہ ہو، آواز نامحرموں تک نہ جائے، تو جائز ہے۔[2]

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۲/۵/۱۱ھ)

---

(۱) وقال النبي صلى الله عليه وسلم: كل شيء يلهو به ابن آدم فهو باطلٌ. (أخرجه أحمد، في مسنده: ج۲۸، ص:۵۷۳، رقم:۱۷۳۳۸)

عن ابن عمر رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (أخرجه أبوداود، في سننه، "كتاب الباس: باب في لبس الشهرة": ج۲، ص:۵۵۹، رقم:۴۰۳۱)

والإسلام قد حرم على المرأة أن تكشف شيئاً من عورتها أمام الأجانب خشية الفتنة. (محمد علي الصابوني، روائع البيان: ج۲، ص:۱۷۳)

(۲) وقال النبي صلى الله عليه وسلم: كل شيء يلهو به ابن آدم فهو باطلٌ. ..... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر.....

شادی سے ایک یوم قبل میلاد کرنا:

(۱۲۹)**سوال**: لڑکے یا لڑکی کے گھر شادی سے ایک دو دن پہلے میلاد شریف ضرور کراتے ہیں، یہ کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد انصار، سہرساوی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مروجہ میلاد بدعت ہے، کہ اس میں بے بنیاد روایات پڑھی جاتی ہیں ایسی میلادوں سے پرہیز ضروری ہے۔[1]

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۲/۲/۱۸ھ)

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا..... (أخرجه أحمد، في مسنده: ج۲۸،ص:۵۷۳،رقم:۱۷۳۳۸)

"لقوله عليه الصلاة والسلام: كل لهو المسلم حرام". والإطلاق شامل لنفس الفعل، واستماعه كالرقص والسخرية والتصفيق وضرب الأوتار من الطنبور والبربط والرباب والقانون والمزمار والصنج والبوق، فإنها كلها مكروهة لأنها زي الكفار. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الحظر والإباحة: باب الاستبراء وغيره، فصل في البيع": ج۹،ص:۵۶۰)

السماع والقول والرقص الذي يفعله المتصوفة في زماننا حرام لا يجوز القصد إليه والجلوس عليه وهو والغناء والمزامير سواء. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب الكراهية: الباب السابع عشر في الغناء واللهو": ج۵،ص:۴۰۶)

وأما الغناء بذكر الفواحش والمنكرات من القول، فهو المحظور من الغناء. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح: ج۳،ص:۱۰۶۵،رقم:۱۴۳۲)

وأما الغناء المعتاد عن المشتهرين به الذي يحرك الساكن ويهيج الكامن الذي فيه وصف محاسن الصبيان والنساء ووصف الخمر ونحوها من الأمور المحرمة فلا يختلف في تحريمه. (العيني، عمدةالقاري: ج۶،ص:۲۷۱)

(۱) وشر الأمور محدثاتها، وكل بدعة ضلالة. وفي رواية: وشر الأمور محدثاتها وكل محدثة بدعة. (أخرجه أحمد، في مسنده، مسند جابر بن عبد الله -رضي الله عنه-: ج۲۲،ص:۲۳۷،رقم:۱۴۳۳۴)

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: وإياكم ومحدثات الأمور فإن كل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة. (أخرجه أبو داود، في سننه، "كتاب السنة: باب لزوم السنة": ج۲،ص:۶۳۵،رقم:۴۶۰۷).....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر.....

شادی پر گھر میں رنگ وروغن کرانا، تصاویر لگانا:

(۱۳۰)**سوال**: شادی کے موقع پر گھر میں رنگ، روغن کرنا اور تصاویر سے سجانا، کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد انصار، سہرسہ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شادی کے موقعہ پر گھر میں صفائی کرنا جائز ہے[1]؛ البتہ فوٹو وغیر مہذب تصاویر باعث گناہ ہے۔[2]

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۲/۲/۱۸ھ)

نکاح کے وقت پانچوں کلمے پڑھانا:

(۱۳۱)**سوال**: نکاح کے وقت پانچوں کلموں کا پڑھانا، یہ کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد انصار، سہرسہ

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا.....من أحدث في الإسلام رأيا لم يكن له من الكتاب والسنة سند ظاهر أو خفي ملفوظ أو مستنبط فهو مردود. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، "كتاب الإيمان: باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول": ج۱،ص:۳۳۶،رقم:۱۴۰)

ومن جملة ما أحدثوه من البدع مع اعتقادهم أن ذلك من أكبر العبادات وأظهر الشعائر ما يفعلونه في شهر ربيع الأول من المولد وقد احتوى على بدع ومحرمات جملة. (موسوعة الرد على الصوفية، "البدع الحولية": ج۲۲،ص:۱۹۳)

(۱)النظافة من الإيمان. (أخرجه الترمذي، في سننه، "أبواب الاستئذان والأدب، باب ما جاء في النظافة": ج۲،ص:۱۰۷،رقم:۲۷۹۹)

(۲)وظاهر الكلام النووي في شرح مسلم الإجماع على تحريم تصوير الحيوان، وقال: وسواء صنعه لما يمتهن أو لغيره فصنعته حرام بكل حال. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "فروع لا بأس بتكليم المصلي وإجابته برأسه": ج۱،ص:۶۴۷)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: خیر القرون میں نکاح کے وقت کلمہ پڑھوانا ثابت نہیں ہے، کلمہ تو ہر وقت پڑھنے کی چیز ہے، نکاح خواں کو چاہیے کہ لڑکے سے قبول کروائے، ایسے طریقہ پر کہ قریب بیٹھنے والے سن لیں تاکہ بوقت ضرورت نکاح کے لیے ان کی شہادت معتبر ہو سکے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۲/۲/۱۸ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

دولہن کی مانگ میں دولہا کا سندور بھرنا:

(۱۳۲)**سوال:** شادی کے موقع پر دولہا کو گھر میں لے جا کر پوچھتے ہیں، کہ بتا تیری بیوی کون سی ہے؟ پھر دولہن کی مانگ میں سندور دولہا سے ضروری بھرواتے ہیں۔ یہ شرعاً کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد انصار، سہرسہ

الجواب وبا اللّٰہ التوفیق: یہ غیر مسلموں کی رسمیں ہیں، بدعت اور گناہ ہیں، ان سے پرہیز لازم ہے۔[2] اور ایسے مواقع پر اکثر عورتیں غیر محرم کے سامنے آجاتی ہیں، جن کے دیکھنے کا

(۱) حدثنا محمد بن بشار ..... عن رجل من بني سليم قال خطبت إلى النبي صلى الله عليه وسلم: إمامة بنت عبد المطلب فانكحوني من غير أن يتشهد. (خليل أحمد سهارنپور، بذل المجهود، كتاب النكاح، باب: في خطبة النكاح: ج۳،ص:۲۴۶)

فكم من مباح يصير بالالتزام من غير لزوم والتخصيص من غير مخصص مكروهاً. (مجموعه رسائل اللكهنوي سباحة الكفر في الجهر بالذكر: ج۳،ص:۳۴؛ امداديه: ج۱،ص:۴۹۸)

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: وإياكم ومحدثات الأمور فإن كل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة. (أخرجه أبو داود، في سننه، "كتاب السنة: باب لزوم السنة": ج۲،ص:۶۳۵،رقم:۴۶۰۷)

(۲) في شرح الكرخي النظر إلى وجه الأجنبية الحرة ليس بحرام ولكنه يكره كغير حاجة وظاهره الكراهة ولو بلا شهوة قوله: (وإلا فحرام) أي إن كان عن شهوة حرم قوله (وأما في زماننا فمنع من الشابة) لا لإنه عورة بل لخوف الفتنة. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الحظر والإباحة، فصل في النظر والمس، مطلب في ستر العورة": ج۹،ص:۵۳۲)..... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر.....

گناہ علیحدہ ہے، ایسی رسموں سے ہر مسلمان پر پرہیز ضروری ہے۔[۱]

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۲/۲/۱۸ھ)

دولہا کی سلامی، سرمہ، تیل لگانا کیسا ہے؟

(۱۳۳)**سوال:** لڑکے کو منہ دکھائی کے لیے گھر میں بلانا، سالی وغیرہ کا سرمہ، تیل لگانا، پان کھلانا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد انصار، سہرساوی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس میں رسوم کی پابندی[۲] مزید براں غیر محرموں سے بے پردگی ہوتی ہے پس ایسا کرنا جائز نہیں ہوگا۔[۳]

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۲/۲/۱۷ھ)

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا.....ولا يحل له أن يمس وجهها ولا كفها وإن كان يأمن الشهوة وهذا إذا كانت شابة تشتهي فإن كانت لا تشتهي لا بأس بمصافحتها ومس يدها كذا في الذخيرة. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية،''كتاب الكراهية: الباب الثاني: فيما يحل للرجل النظر إليه'':ج۵،ص:۳۸۱)

(۱)عن ابن عمر رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (أخرجه أبو داود، في سننه، ''كتاب الباس: باب في لبس الشهرة'':ج۲،ص:۵۵۹،رقم:۴۰۳۱)

(۲) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: وإياكم ومحدثات الأمور فإن كل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة. (أخرجه أبو داود، في سننه، ''كتاب السنة: باب لزوم السنة'':ج۲،ص:۶۳۵،رقم:۴۶۰۷)

(۳)وفي كتاب الخنثىٰ من الأصل إن نظر المرأة من الرجل الأجنبي بمنزلة نظر الرجل إلى محارمه لأنه النظر إلى خلاف الجنس أغلظ. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار،''كتاب الحظر والإباحة: فصل في النظر والمس'':ج۹،ص:۵۳۳)

النظر إلى وجه الأجنبية إذا لم يكن عن شهوة ليس بحرام لكنه مكروه، كذا في السراجية. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية،''كتاب الكراهية: الباب الثاني: فيما يحل للرجل النظر إليه'':ج۵،ص:۳۷۹)

شادی کے موقعہ پر بے پردگی اور فحش گوئی:

(۱۳۴)**سوال**: شادی کے موقعہ پر گھر میں بہت سے اجتماع ہوتے ہیں، جن میں بے پردگی اور فحش گوئی کے ساتھ نمازیں فوت ہوجاتی ہیں، کیا ایسا اجتماع جائز ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عمر فاروق، سہرساوی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مسئولہ عنہا میں شادیوں کے موقعہ پر عورتوں کا اس قسم کا اجتماع نیک اعمال نماز وغیرہ سے روکنے والا اور بے پردگی وفحش گوئی (جو حرام ہے) تک پہونچا دینے والا ہے؛ اس لیے عورتوں کا مجمع حرام اور ناجائز ہوگا، جن سے ہر مسلمان عورت کے لئے پرہیز لازم ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۲/۲/۱۷ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

شادی پر پٹاخے اور آتش بازی:

(۱۳۵)**سوال**: بارات والوں کی طرف سے پٹاخے، آتش بازی چھوڑی جاتی ہے، اس کا شرعاً کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عمر فاورق، سہرسہ

---

(۱) في شرح الكرخي النظر إلى وجه الأجنبية الحرة ليس بحرام ولكنه يكره كغير حاجة وظاهره الكراهة ولو بلا شهوة قوله: (وإلا فحرام) أي إن كان عن شهوة حرام قوله (وأما في زماننا فمنع من الشابة) لا لأنه عورة بل لخوف الفتنة. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار،"كتاب الحظر والإباحة: فصل في النظر والمس": ج۹،ص:۵۳۲)

ولا يحل له أن يمس وجهها ولا كفها وإن كان يأمن الشهوة وهذا إذا كانت شابة تشتهي فإن كانت لا تشتهي لا بأس بمصافحتها ومس يدها كذا في الذخيرة. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية،"كتاب الكراهية: الباب الثاني: فيما يحل للرجل النظر إليه، وأما النظر إلى الأجنبيات": ج۵،ص:۳۸۱)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آتش بازی اور پٹاخے چھوڑنا اور نام ونمود کے لیے اپنی کمائی برباد کرنا، حرام کاموں میں لگانا، مال برباد اور گناہ لازم کا مصداق ہے مسلمانوں کو چاہئے کہ اپنی کمائی جائز کاموں میں خرچ کریں، البتہ نکاح کے اعلان کے لئے شرعی حدود میں گنجائش ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۲/۲/۱۸ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

سماجی بندھن کی وجہ سے دولہا دولہن کا ملاقات نہ کرنا:

(۱۳۶)**سوال:** پہلی شب میں دلہا، دلہن سے ملاقات نہیں کرسکتا یہ سماجی بندھن ہے۔ یہ شرعاً کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد طالب دارالعلوم دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نکاح کے بعد یہ بندھن درست نہیں ہے۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۶/۹ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ﴿وَالَّذِيْنَ إِذَآ أَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا﴾ (سورة الفرقان:٦٧)
﴿إِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا إِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ﴾ (سورة الإسراء:٢٧)
عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من أحدث في أمرنا هذا ما ليس فيه فهو ردٌّ. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا على صلح جور": ج۱، ص:۳۷۱، رقم:۲۶۹۷)

(۲) ﴿يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ أَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا﴾ (سورة المائده:٨٧)
عن ابن عباس رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لم نر للمتحابين مثل النكاح. (أخرجه ابن ماجه، في سننه، "أبواب النكاح، باب ما جاء في فضل النكاح": ج۲، ص:۲۶۸، ۱۸۴۷)

جہیز کی رونمائی کرنا:

(۱۳۷)**سوال**: شادی بیاہ میں لوگ سامان، جہیز کی رونمائی کرتے ہیں، یہ کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد طالب، متعلّم دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس رونمائی سے معاشرے پر غلط اثر پڑتا ہے؛ اس لئے اس کی نمائش درست نہیں ہے۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۶/۹ھ)

سمدھی ملن کی رسم کا حکم کیا ہے؟

(۱۳۸)**سوال**: شادی کے موقعہ پر ہماری برادری وعلاقہ میں سمدھی ملن کی رسم ہوتی ہے اور اس میں لڑکے کے والد کی طرف سے لڑکی کے والد سے مطالبہ ہوتا ہے، اس موقعہ پر بڑی بڑی رقمیں دی جاتی ہیں، جس کی وجہ سے غریب بچیوں کی شادی میں مشکلات پیش آتی ہیں، شریعت میں اس طرح کی رسموں کا کیا حکم ہے۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد حسیب اللہ، متعلم جامعہ ہذا

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سمدھی ملن کی رسم اور اس میں مطالبات سے معاشرہ پر انتہائی غلط اثر پڑتا ہے، شادیوں میں دشواری پیدا ہوتی ہے؛ نیز غیر لازم امور کو لازم سمجھا جاتا ہے؛

---

(۱) وعن جندب رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه عليه وسلم: من سمع الندبة ومن يرائى يرائي اللّٰه به، متفق عليه. (مشكوٰة المصابيح، "باب الرياء والسمعة، الفصل الأول": ج۲،ص:۴۵۴)

قال نبينا صلى اللّٰه عليه وسلم: لا يقبل اللّٰه عزوجل عملا فيه مثقال ذرة من رياء (اتحاف السادة المتقين، "كتاب ذم الجاه والرياء": ج۱۱،ص:۷۴)

اس لیے اس طرح کی رسم کی شرعاً کوئی گنجائش نہیں، شادی بغیر کسی رسم کے سادہ طریقہ پر کی جائے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۷/۱۱ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

تلک کی رسم کا حکم؟

(۱۳۹)**سوال**: ہمارے علاقہ میں شادی سے پہلے تلک کی رسم ہوتی ہے، جس میں دولہا ولڑکے والوں کی طرف سے مطالبات ہوتے ہیں اور بڑی بڑی رقمیں لی جاتی ہیں اس کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد حسیب اللہ متعلم دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال میں تلک کا لفظ ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں کوئی مشرکانہ ذہنیت کارفرما ہے۔ اگر ایسا ہے، تو اس کی قطعاً اجازت اور گنجائش نہیں ہے، ویسے دلہا کو بغیر کسی دکھلاوے کے کچھ دینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، شرط یہ ہے، اس کو رسم کی شکل نہ دی جائے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۷/۱۱ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ولو أخذ أهل المرأة شيئاً عند التسليم فللزوج أن يسترده لأنه رشوة. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، "كتاب النكاح: الباب السابع: في المهر، الفصل السادس عشر: في جهاز البيت": ج۱، ص:۳۹۳)
قال تعالى: ﴿وَلَا تَأْكُلُوٓا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ﴾ (سورة البقرة:۱۸۸)
عن أبي حرة الرقاشي عن عمه رضي الله عنهما قال: قال رسول الله عليه وسلم: ألا لا تظلموا ألا لا يحل مال إمرئ إلا بطيب نفس منه. (مشكوٰة المصابيح، "كتاب البيوع: الفصل الثاني: باب الغصب والعارية، الفصل الثاني": ج۱، ص:۲۵۵، رقم:۲۹۴۶)

(۲) لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي. ..... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر.....

شادی کے لیے کسی دن اور تاریخ کا خاص کرنا:

(۱۴۰)**سوال**: تقریبات کے لیے تاریخ ودن متعین کرنے کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: نثار احمد صدیقی، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: تقریبات کے لیے دن وتاریخ متعین کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے؛ لیکن اگر کسی دن یا تاریخ کو دیگر تاریخ کے مقابلہ میں باعث ثواب سمجھا جائے اور اس کا التزام کیا جائے جب کہ اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے، تو یہ بدعت ہوگا۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۲/۱/۱۰ھ)

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا..... (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الحدود: باب التعزير": ج۶،ص:۱۰۶)

أخذ أهل المرأة شيئا عند التسليم فللزوج أن يسترده لأنه رشوة. (ابن نجيم، البحر الرائق: ج۳،ص:۲۰۰)

ومن السحت: ما يأخذه الصهر من الختن بسبب بنته بطيب نفسه الخ. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "فرع يكره إعطاء مسائل المسجد إلا إذا لم": ج۶،ص:۴۲۴)

عن أبي حرة الرقاشي عن عمه رضي الله عنهما قال: قال رسول الله عليه وسلم: ألا لا تظلموا ألا لا يحل مال إمرئ إلا بطيب نفس منه. (مشكوٰة المصابيح، "كتاب البيوع: الفصل الثاني: باب الغصب والعارية، الفصل الثاني": ج۱،ص:۲۵۵، رقم:۲۹۴۶)

(۱) عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من أحدث في أمرنا هذا ما ليس فيه فهو ردٌّ. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا على صلح جور": ج۱،ص:۳۷۱، رقم:۲۶۹۷)

عن ابن أبي طالب رضي الله عنه قال: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ثلث يا علي ألا تؤخر هن: الصلوٰة إذا آنت، الجنازة إذا حضرت، والأيم إذا وجدت كفوءاً. (أخرجه الحاكم، في مستدركه: ج۲،ص:۱۷۶، رقم:۲۶۸۶)

لڑکی والوں کے یہاں کھانے کا حکم:

(۱۴۱)**سوال**: لڑکی والوں کے یہاں دعوت کا کھانا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عرفان قاسمی، بستی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس کھانے میں شرکت میں کوئی مضائقہ نہیں بشرطیکہ کسی غیر شرعی امر کا ارتکاب لازم نہ آئے۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۲/۶/۲۳ھ)

سلامی کی رسم میں ملنے والی رقم وتحائف کا حکم:

(۱۴۲)**سوال**: شادی سے قبل اور شادی کے بعد بہت سی رسوم ادا کی جاتی ہیں: ایک رسم تو یہ ادا کی جاتی ہے کہ دولہا شادی کے بعد سلام کرنے کے لیے اپنی سسرال جاتا ہے، دولہا کے سسرال والے دولہا کو سلام کرتے وقت روپے دیتے ہیں، کیا دولہا کو یہ روپے لینا درست ہے، جب کہ اس

---

(۱)وقال أنس رضي اللّٰه عنه: إذا دخلت على مسلم لا يتهم، فكل من طعامه واشرب من شرابه. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "باب من انتظر حتى تدفن": ج۱،ص:۸۲،رقم:۵۴۶۰)

عن أبي الزبير، عن جابر رضي اللّٰه عنه، قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إذا دعي أحدكم إلى طعام، فليجب، فإن شاء طعم، وإن شاء ترك. (أخرجه مسلم: في صحيحه، "كتاب النكاح: باب الأمر بإجابة الداعي إلى دعوة": ج۱،ص:۴۶۲،رقم:۱۴۳۰)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه، قال: الضيافة ثلاثة أيام فما سوى ذلك فهو صدقة. (أخرجه أبو داود، في سننه، "كتاب الأطعمة: باب ما جاء في الضيافة": ج۲،ص:۵۲۶،رقم:۳۷۴۹)

لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الحدود باب التعزير": ج۶،ص:۱۰۶)

موقع پر روپے دینے کا رواج عام ہوگیا ہے، ہر وہ پیسہ جو رسماً لیا دیا جاتا ہے، کیا اس کا لینا جائز ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد صدیق، پرتاپ گڈھ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: دولہا کا نکاح کے بعد سلامی کے لیے عورتوں میں جانا ایک رسم اور بدعت ہے، نیز غیر محرم عورتوں سے اختلاط ہوتا ہے، جو جائز نہیں؛ تاہم مذکورہ رسم ورواج کے تحت اگر پیسہ لیا گیا تو کوئی حرمت نہیں آئے گی۔ اس لیے اس کا استعمال جائز اور درست ہوگا، اگر ایسے موقع پر ہدیہ یا تحفہ کی نیت سے کچھ دیں تو گناہ نہ ہوگا۔[1]

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۴/۱۰/۱۵ھ)

مہر کی ادائیگی سے پہلے صحبت کرنے کو برا سمجھنا:

(۱۴۳) **سوال:** ہمارے یہاں انصار برادران میں یہ رسم ورواج ہے کہ مہر ادا کرنے سے پہلے بیوی سے صحبت کرنے کو معیوب اور ناجائز خیال کرتے ہیں اور کسی کے اندر اتنی وسعت مہر ادا کرنے کی نہ ہو، تو وہ اپنی بیوی سے صحبت سے پہلے مہر کو معاف کروا لیتے ہیں۔ قابل غور بات یہ ہے کہ بغیر مہر ادا کیے صحبت کرنا درست ہے یا نہیں اور اس طریقہ سے معاف کروانا کیسا ہے؟ معاف ہوجاتا ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد رفیع

---

(۱) عن أبي حرة الرقاشي عن عمه رضي الله عنهما قال: قال رسول الله عليه وسلم: ألا لا تظلموا ألا لا يحل مال امرئ إلا بطيب نفس منه. (مشكوٰة المصابيح، "كتاب البيوع: باب الغصب والعارية، الفصل الثاني": ج۱، ص:۲۵۵، رقم:۲۹۴۶)

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: وإياكم ومحدثات الأمور فإن كل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة. (أخرجه أبو داود، في سننه، "كتاب السنة: باب لزوم السنة": ج۲، ص:۶۳۵، رقم:۴۶۰۷)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: یہ رواج بالکل غیر شرعی اور خلاف شرع ہے کہ مہر ادا کرنے سے پہلے بیوی سے صحبت کرنے کو معیوب سمجھا جاتا ہے، اس رواج کا ختم کرنا اور عوام کو صحیح مسئلہ بتانا ضروری ہے، مہر کی دو صورتیں ہوتی ہیں۔[1] مہر معجّل اور دوسرا مہر مؤجل کہلاتا ہے، مہر مؤجل کی ادائے گی عرفاً طلاق کے بعد یا شوہر کے مرنے کے بعد اس کے ترکہ سے ہوتی ہے بہتر ہے کہ صحبت سے پہلے مہر ادا کرے اور مہر معجّل کا حکم یہ ہے کہ جب عورت مطالبہ کرے اور شوہر ادا نہ کرے تو بیوی شوہر سے کہہ سکتی ہے کہ جب تک آپ مہر ادا نہیں کریں گے ہمبستر نہیں ہونے دوں گی (وطی نہیں کرنے دوں گی)[2] اور پہلی رات میں بیوی سے مہر معاف کرانا شوہر کی زیادتی، ظلم اور بزدلی ہے، اگر بیوی دباؤ میں مہر معاف کردیتی ہے؛ اگر وہ دباؤ میں زبان سے کہہ دے کہ میں نے مہر معاف کردیا، تو مہر معاف نہیں ہوگا، ہاں! اگر بخوشی معاف کردے، تو معاف ہوجاتا ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند
(۳۰/۱۰/۱۴۱۴ھ)

بارات کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

(۱۴۴) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں:

---

(۱) ﴿وَ أٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ؕ فَإِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْٓئًا مَّرِيْٓئًا ۝﴾ (سورة النساء:۴)

(۲) (التمس ولو خاتما من حديد) يجب حملها على أنه المعجل، وذلك لأن العادة عندهم تعجيل بعض المهر قبل الدخول حتى ذهب بعض العلماء إلى أنه لا يدخل بها حتى يقدم شيئا لها تمسكا بمنعه صلى الله عليه وسلم عليا أن يدخل بفاطمة رضي الله عنها حتى يعطيها شيئا فقال: يا رسول الله ليس لي شيء فقال: أعطها درعك فأعطاها درعه. رواه أبو داود والنسائي، ومعلوم أن الصداق كان أربعمائة درهم وهي فضة، لكن المختار الجواز قبله لما روت عائشة رضي الله تعالى عنها قالت أمرني رسول الله صلى الله عليه وسلم، أن أدخل إمرأة على زوجها قبل أن يعطيها شيئا رواه أبو داود فيحمل المنع المذكور على الندب. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب النكاح: باب المهر": ج۴،ص:۲۳۱)

کیا بارات کی موجودہ رسم کا قرآن وسنت سے کوئی ثبوت ملتا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: میر احسن معرفت دفتر اہتمام دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بارات وغیرہ کی موجودہ رسمیں غیر شرعی ہیں۔ تاہم کچھ لوگوں کو نکاح کے موقع پر بھیجنا ثابت ہے، جن کی تعداد لڑکی والوں کی اجازت پر موقوف ہے، موجودہ طریقے پر ہجوم ثابت نہیں ہے۔[1]

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۴/۱۱/۱۶ھ)

جہیز اور نقد رقم کی فرمائش کرنا:

(۱۴۵) **سوال:** کیا لڑکی والوں سے جہیز کے نام پر سامان کی فرمائش کرنا اور نقد رقم مانگنا جائز ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد عبداللہ، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حدیث شریف میں ہے کہ کسی مسلمان کا مال زبردستی، بغیر رضامندی کے لینا حرام ہے؛ لہٰذا اگر لڑکی والوں سے بغیر رضامندی کے دباؤ بنا کر جہیز کا سامان

---

(۱) في حديث أنس رضي الله عنه خطبها على بعد أن خطبها أبو بكر رضي الله عنه ثم عمر رضي الله عنه ..... قال أنس رضي الله عنه ثم دعاني عليه الصلوٰة والسلام بعد أيام فقال أدع لي أبا بكر وعمر وعثمان وعبد الرحمن بن عوف وعدة من الأنصار جماعة بينهم له فلما اجتمعوا وأخذوا مجالسهم الخ.
(شرح الزقاني مع المواهب اللدنية، "ذكر تزويج على بفاطمة رضي الله عنهما": ج۲،ص:۳-۲)

یا نقد روپیہ لیا جائے تو وہ ناجائز اور حرام ہے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۴/۱۱/۱۶ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

نکاح سے قبل بابا کے مزار پر چادر چڑھانا:

(۱۴۶)**سوال**: زید کی شادی ہو رہی ہے، ہندہ کے ماں باپ کہتے ہیں کہ بابا کے مزار پر بغیر چادر چڑھائے نکاح نہیں کریں گے، پہلے چادر بعد میں نکاح، اگر ایسا کیا تو زید کے ولیمہ میں کھانا کھانا کیسا ہے؟ جب کہ چادر چڑھانا بدعت ہے اور ولیمہ کی دعوت قبول کرنا سنت ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد فاروق قاسمی، سیتاپوری

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قبر پر چادر چڑھانا بدعت، گناہ اور ناجائز ہے،[۲] ہندہ کے ماں باپ کا اس پر اصرار درست نہیں، شریعت وسنت کے پابند شخص کی بیٹی سے نکاح کرنا بہتر ہے؛ تاہم اگر ہندہ سے نکاح کرلیا اور ولیمہ میں ناجائز امور کا ارتکاب نہ ہو، تو دعوت ولیمہ میں شرکت درست ہے۔[۳]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عارف قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۱/۱۱/۱۶ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، ندوی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)﴿وَلَا تَأْكُلُوٓا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ﴾(سورة البقره:۱۸۸)
قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ألا لا تظلموا ألا لا يحل مال إمرئ إلا بطيب نفس منه. (مشكوٰة المصابيح،"كتاب البيوع: باب الغصب والعارية، الفصل الثاني":ج۱،ص:۲۵۵،رقم:۲۹۴۶)
(۲)وبالجملة هذه بدعة شرقية منكرة. (علامه أنور شاه الكشميري، معارف السنن:ج۱،ص:۲۶۵)
(۳) عن عائشة رضي اللّٰه عنها، قالت: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم من أحدث في أمرنا هذا ما ليس فيه فهو ردٌّ. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا على صلح جور": ج۱،ص:۳۷۱،رقم:۲۶۹۷)

شادی کے موقعہ پر بستی والوں کا مسجد میں رقم نہ دینے تک کھانا نہ کھانا:

(۱۴۷)**سوال**: شادی میں عام طور سے بارات جانے سے قبل یا لڑکی کے یہاں بارات آنے کے بعد جو اہل شادی اپنی اپنی بستی کو کھانا کھلاتے ہیں، بستی والوں نے یہ قانون بنایا ہے کہ ہم کھانا نہیں کھائیں گے؛ بلکہ اگر لڑکے کی شادی ہو، تو اہل شادی کھانا کھلانے کے عوض میں مسجد کو ۱۰۰۰/ایک ہزار روپے دیدیں اور لڑکی والے چھ سو روپے دیں، تو کیا از روئے شرع یہ جائز ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد غلام اکبر، دربھنگہ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بارات اور دیگر مہمانوں کو کھانا کھلانا لڑکی والے کے لئے جائز ہے۔ ضروری اور فرض نہیں؛ اس لیے اگر بارات اور مہمانوں کو کھانا نہ کھلایا جائے اور اس کی رقم مسجد میں خوشی اور رضامندی سے دیدی جائے تو جائز ہے۔ قانون بنا کر اس طرح جبر کرنا خلاف شرع ہے اور یہ قانون اس بات کو واضح کر رہا ہے کہ لڑکی والے یا لڑکے والے رقم دینے پر مجبور ہیں؛ اس لیے یہ جبر جائز نہیں اور ایسا قانون بنانا بھی جائز نہیں [۱] اور لڑکے کے لیے ولیمہ مسنون ہے، چندہ دینے سے ولیمہ کی سنت اداء نہیں ہوگی [۲]۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۵/۱/۳۰ھ)

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) عن أبي حرة الرقاشي عن عمه رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه عليه وسلم: ألا لا تظلموا ألا لا يحل مال امرئ إلا بطيب نفس منه. (مشكوٰة المصابيح، ''كتاب البيوع: باب الغصب والعارية، الفصل الثاني'': ج۱،ص:۲۵۵،رقم:۲۹۴۶)

(۲)إن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم رأى على عبد الرحمن بن عوف أثر صفرة، فقال: ما هذا قال: إني تزوجت إمرأة على وزن نواة من ذهب قال بارك اللّٰه لك أو لم ولو بشاة. (مشكوٰة المصابيح، ''كتاب النكاح: باب الوليمة، الفصل الأول'': ج۱،ص:۲۷۸،رقم:۳۲۱۰)

شادی کے موقع پر مختلف رسوم کو لازمی سمجھنا:

(۱۴۸)**سوال**: جو رسوم ہمارے یہاں شادی کے موقع پر ادا کی جاتی ہیں لڑکی والا گاؤں کے ذمہ داروں کو مشورہ کے لیے بلاتا ہے، پورے گاؤں کے لوگوں کو ایک وقت کا کھانا دینا پڑتا ہے اور لڑکی یا لڑکے کے والدین سے ہزار ڈیڑھ ہزار کی رقم لے کر مسجد میں دیتے ہیں، کیا اس کا لینا اور مسجد کی تعمیر میں لگانا درست ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد داؤد، سہرساوی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مسئولہ میں ایک بڑی تعداد کا کھانا بھی اپنے ذمہ ڈالنا جب کہ برداشت سے باہر ہو، شرعاً درست نہیں ہے۔[1] ان رسوم کو شرعی اور لازمی درجہ دیدینا تو قطعاً جائز نہیں ہے؛ نیز اگر چندہ کو لازم قرار دیا جائے کہ بہرصورت دینا ہی پڑے گا، تو شرعاً درست نہیں ہے اور اگر اپنی مرضی سے کوئی دیدے تو شرعاً کوئی مضائقہ نہیں ہے؛ نیز ترغیب دلانے میں بھی کوئی حرج نہیں اور جو رقم مسجد میں آئے اس کا استعمال مسجد میں شرعاً درست ہے؛ نیز اگر حسب وسعت مشورہ دہندگان کو کھانا وغیرہ دیا جائے تو اس کی بھی گنجائش ہے۔[2]

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۷/۵/۱۵ھ)

---

(۱)عن أبي حرة الرقاشي عن عمه رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه عليه وسلم: ألا لا تظلموا ألا لا يحل مال امرئ إلا بطيب نفس منه. (مشكوٰة المصابيح، "كتاب البيوع: باب الغصب والعارية، الفصل الثاني": ج ۱،ص:۲۵۵،رقم:۲۹۴۶)

(۲) عن عائشة رضي اللّٰه عنها، قالت: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم من أحدث في أمرنا هذا ما ليس فيه فهو ردٌّ. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا على صلح جور": ج ۱،ص:۳۷۱،رقم:۲۶۹۷).....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر.....

شادی کے موقعہ پر زیارت گاہ جانے کو ضروری سمجھنا:

(۱۴۹)**سوال**: کشمیر کے ہر گاؤں میں کسی نہ کسی بزرگ کی زیارت گاہ ہے۔ دولہا جب شادی کے لیے جاتا ہے، تو وہاں جانا، فاتحہ پڑھنا، سلام کرنا، ضروری سمجھا جاتا ہے، اسی طرح جب دلہن کو رخصت کرنے جاتا ہے، جب حاضری کو ضروری سمجھا جاتا ہے، اگر نہ جائے تو فتنہ فساد کا ڈر ہے، یہ کیسا ہے؟

فقط والسلام
المستفتی: محی الدین، کشمیر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شادی کے مواقع پر زیارت گاہوں اور قبرستان پر جانا اور اس کو ضروری سمجھنا التزام مالا یلزم کے قبیل سے ہے، جو بدعت اور گمراہی ہے۔ ایسے رسم ورواج قابل ترک ہیں، تاکہ بدعت وضلالت کے گناہ سے انسان بچ سکے۔ اور ایسی بدعات ورسم ورواج میں پڑ کر، نمازوں کو کھو بیٹھنا سخت ترین گناہ ہے۔[1]

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبند غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۰۷/۶/۱۹ھ)

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا.....عن أبي الزبير، عن جابر رضي الله عنهما، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا دعي أحدكم إلى طعام، فليجب، فإن شاء طعم، وإن شاء ترك. (أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب النكاح: باب الأمر بإجابة الداعي إلى دعوة": ج۱،ص:۴۶۲،رقم:۱۴۳۰)

عن نافع، قال: سمعت عبد الله بن عمر رضي الله عنهما، يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أجيبوا هذه الدعوة إذا دعيتم لها، قال: وكان عبد الله بن عمر يأتي الدعوة في العرس، وغير العرس، ويأتيها وهو صائم. ("أيضاً:")

عن أبي شريح الكعبي: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليكرم ضيفه جائزته يومه وليلته الضيافة ثلاثة أيام وما بعد ذلك فهو صدقة ولا يحل له أن يثوي عنده حتى يحرجه. (أخرجه أبو داود، في سننه، "باب ما جاء في الضيافة": ج۱،ص:۲،رقم:۳۷۴۸)

(۱) وبالجملة هذه بدعة شرقية منكرة. (علامه أنور شاه الكشميري، معارف السنن: ج۱،ص:۲۶۵)

وقال النبي صلى الله عليه وسلم: كل شيء يلهو به ابن آدم فهو باطلٌ. .....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر.....

شادی میں باجہ ورسومات کا حکم:

(۱۵۰)**سوال**: ایک شخص بیع نامہ تحریر کرنے کا کام کرتا ہے، جس میں جھوٹے، سچے بیع نامے تحریر کرتا ہے، ان کی لڑکی کی شادی ہے، جس میں سہرا، باجہ اور دیگر رسومات بھی ہوں گی، اس میں مجھ کو شرکت کرنا کیسا ہے؟ جب کہ ان کا اصرار ہے۔

فقط: والسلام
المستفتی: حافظ محمد شاہد حسین صاحب، مظفر نگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جن تقریبات میں گانے باجے ہوں، وہاں جانا گناہ ہے، اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے ﴿فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾[1] کہ معلوم ہوجانے کے بعد ظالموں کے ساتھ نہ بیٹھو اور فقہاء لکھتے ہیں ''إن الملاهي كلها حرام''[2] اور لکھتے ہیں ''ولو علم قبل الحضور لا يحضر'' یعنی اگر لہولعب اور گانے بجانے کی اطلاع پہلے ہوجائے، تو ایسی دعوت میں نہ جائے۔ اگر جائے گا، تو گنہگار ہوگا۔[3]

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد واصف غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۰۶/۶/۲۳ھ)

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا.....(أخرجه أحمد، في مسنده، ''حديث عقبة بن عامر الجهني عن النبي صلى الله عليه وسلم'': ج۱۲۸،ص:۵۷۳،رقم:۱۷۳۳۷)

وشر الأمور محدثاتها، وكل بدعة ضلالة. وفي رواية: وشر الأمور محدثاتها وكل محدثة بدعة. (أخرجه أحمد، في مسنده، مسند جابر بن عبد الله رضي الله عنه: ج۲۲،ص:۲۳۷،رقم:۱۴۳۳۴)

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: وإياكم ومحدثات الأمور فإن كل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة. (أخرجه أبو داود، في سننه، ''كتاب السنة: باب لزوم السنة'': ج۲،ص:۶۳۵،رقم:۴۶۰۷)

(۱) سورة الأنعام:۶۸.

(۲) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الحظر والإباحة'': ج۹،ص:۳۲.

(۳) ''لقوله عليه الصلاة والسلام، كل لهو المسلم حرام''. والإطلاق شامل لنفس الفعل، واستماعه كالرقص والسخرية والتصفيق وضرب الأوتار من الطنبور والبربط والرباب والقانون والمزمار والصنج والبوق، فإنها كلها مكروهة لأنها زي الكفار. (ابن عابدين، الدر المختار .....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر.....

نکاح کے بعد چالے سے قبل صحبت کو حرام سمجھنا:

(۱۵۱)**سوال**: گوجروں میں شادی کے وقت جو رسمیں ہیں وہ بہت ہی پریشان کن اور گناہ کی ہیں، مگر برادری کے چودھری ان کو جاری رکھے ہوئے ہیں، مثلاً: شادی کے بعد اگر چالا نہ ہوتو لڑکی ۱۵/دن تک شوہر کے گھر رہ کر اپنے گھر واپس آجائے گی، پھر چھ ماہ، ایک سال یا دو سال، پانچ سال بعد چالا ہوگا تب وہ جہیز وغیرہ لے کر آئے گی۔ اگر شوہر کے گھر پندرہ دن میں بعد نکاح شوہر نے صحبت کی تو اس کو حرام سمجھتے ہیں اور بچہ جو اس سے پیدا ہوگا اس کو بھی حرام کا کہتے ہیں۔

اسی طرح لڑکی ایک سال شوہر کے گھر رہ کر ایک سال اپنے گھر میں رہتی ہے، پندرہ سال کے بعد پھر مستقل طور پر رہتی ہے۔ جواب سے مطلع فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عبداللہ پنجاب

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ سوال میں جن رسوم کا تذکرہ ہے، وہ بلاشبہ غیر اصولی رسوم ہیں، اس قسم کی رسوم پر عمل کرنا بسا اوقات گناہ کبیرہ تک پہنچا دیتا ہے، پس مذکورہ صورت میں جو رسم ذکر کی گئی ہے کہ اگر بغیر چالے کے لڑکی شوہر کے گھر جا کر پندرہ دن رہے اور وہاں شوہر اس سے صحبت کرے تو اس صحبت کو بھی حرام سمجھا جاتا ہے اور بچہ کو بھی برادری کے لوگ حرام سمجھتے ہیں؛ حالاں کہ وہ شریعت اسلامیہ کی رو سے حلال ہے۔[1] پس برادری کے لوگوں کو ایسی رسم جاری کرنا بھی گناہ اور صحبت اور بچے دونوں کو حرام سمجھنا بھی گناہ در گناہ ہے اور برادری کے چودھری جو ان رسوم کو

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا.....مع رد المحتار، "کتاب الحظر والإباحة: باب الاستبراء وغیره، فصل في البیع": ج۹،ص:۵۶۰)

السماع والقول والرقص الذي یفعله المتصوفة في زماننا حرام، لا یجوز القصد إلیه والجلوس علیه وهو والغناء والمزامیر سواء. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیة، "کتاب الکراهیة: الباب السابع في الغناء واللهو": ج۵،ص:۴۰۶)

(۱) ﴿یٰٓأَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ مَآ أَحَلَّ اللّٰهُ لَکُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ؕ إِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ﴾ (سورة المائدة:۸۷)

بتلاتے ہیں، وہ بھی سخت گناہگار ہیں۔ نکاح کے بعد لڑکی کو روکنا، رسوم کی پابندی کرنا اور شوہر کا بیوی سے جدا رہنا، یہ سب رسوم گناہ کا باعث ہیں؛ بلکہ مذکورہ رسوم پر عمل کرنا گناہ کبیرہ ہے اور اس رسم کو ختم کرنا باعث ثواب ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبند غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۰۹/۲/۱۳ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

شادی کے موقعہ نیوتہ کی رسم:

(۱۵۲)**سوال**: جب کسی کے یہاں شادی ہوتی ہے تو اس موقعہ پر نیوتہ دیا جاتا ہے اس کا کیا حکم ہے۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ہارون کشمیری، متعلّم مدرسہ ہذا

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ہندوستان میں بہت کثرت سے وہ برادریاں اور خاندان ہیں، جن کے اجداد اور بزرگوں نے سیکڑوں سال قبل عارفین باللہ اور صوفیائے کرام کی تعلیمات، اخلاق، رواداری اور بزرگی سے متاثر ہو کر اسلام قبول کیا ان بزرگوں نے ان کو ذکر واشغال (جو صوفیائے کرام کا معمول تھا) اور فرائض وواجبات، سنن ونوافل تو ان کو بتلائے اور عمل بھی کرایا؛ لیکن ان میں جو برادری اور خاندانی رسم ورواج تھے ان کے بارے میں ان کو ہدایت نہیں دی جاسکی،

---

(۱) عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس فيه فهو ردٌّ. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا على صلح جور": ج۱،ص:۳۷۱،رقم:۲۶۹۷)

ما أحدث مما يخالف الكتاب أو السنة أو الأثر أو الإجماع فهو ضلالة. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، "كتاب الإيمان: باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول": ج۱،ص:۲۱۶)

چوں کہ برادری اور خاندان کی غیر مسلموں سے قربت اور قرابت تو تھی ہی؛ اس لیے وہ مشرکانہ رسمیں ان میں باقی رہیں اور سماجی اصلاح کی طرف علماء نے بھی خصوصی توجہ نہیں دی، جس کا اثر یہ ہے کہ وہ رسمیں اب بھی مسلم خاندانوں میں چلی آرہی ہیں اور بعض علماء کی غلط روش سے بدعات میں بھی اضافہ ہوگیا ہے۔ باہر سے جو مسلمان آئے اور مستقل باشندے اور ملکی ہوگئے، اختلاط کی وجہ سے وہ خاندان بھی ان رسموں اور بدعات سے نہ بچ سکے اور عام ابتلاء ہوگیا۔

نکاح وشادی کرنی نئی چیز یا نئی ایجاد نہیں، فقہائے اسلام نے اس کو عبادت میں شمار کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض صورتوں میں نکاح کرنا فرض ہے، بعض صورتوں میں واجب یا سنت اور بعض صورتوں میں مکروہ بھی ہے اور حرام بھی، نکاح اور تقریبات شادی کے موقع پر جو طریقہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ، تابعین اور تبع تابعین یا علماء وصوفیاء اور مقتداؤں نے اپنایا اور اختیار کیا ہو وہ اسلامی طریقہ ہی نہیں؛ بلکہ ایک ضابطہ ہے، جس پر مسلمانوں کو عمل کرنا ضروری ہے، نیوتہ کی رسم اسلامی رسم نہیں، یہ برادریوں کی رسم ہے، ایک نے اگر دیا ہے، تو دوسرے کو بھی دینا پڑتا ہے، یہ گویا ایک ہلکے قسم کا قرض ہوتا ہے، نیت امداد کی ہو، تو اس کو مباح کہہ سکتے ہیں؛[1] لیکن اس رسم کو تو ضروری قرار دیا گیا ہے، اس لئے بدعت بن جاتا ہے، بدعت سے بچنا اور بچانا ضروری ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۲/۱۲/۱ھ)

---

(۱) ليس لنا عبادة شرعت من عهد آدم إلى الآن ثم تستمر في الجنة إلا النكاح والإيمان. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب النكاح": ج۴،ص:۵۷)

وفي الفتاوى الخيرية: سئل فيما يرسله الشخص إلى غيره في الأعراس ونحوها هل يكون حكمه حكم القرض فيلزمه الوفاء به أم لا؟ أجاب: إن كان العرف بأنهم يدفعونه على وجه البدل يلزم الوفاء به مثليا فبمثله، وإن كان قيميا فبقيمته، وإن كان العرف خلاف ذلك بأن كانوا يدفعونه على وجه الهبة ولا ينظرون في ذلك إلى إعطاء البدل فحكمه حكم الهبة في سائر أحكامه فلا رجوع فيه بعد الهلاك أو الاستهلاك، والأصل فيه أن المعروف عرفا كالمشروط شرطاً، قلت: .....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر.....

شادی سے ایک یوم قبل ماموں کا پیسے ڈالنا:

(۱۵۳)**سوال**: شادی سے ایک روز پہلے جس لڑکی یا لڑکے کی شادی ہوتی ہے اس کے ماموں آتے ہیں اور پیسے وغیرہ ڈالتے ہیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ابراہیم، متعلّم جامعہ ہذا

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس طریقہ یا رسم کو بند کرا دینا ضروری ہے۔ پیسے کا لین دین خوش دلی سے ہونا چاہیے، جو ہدیہ زبردستی ہو وہ ہدیہ نہیں ہے اور زبردستی کرنے والے کے لیے وہ پیسہ حلال بھی نہیں ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۲/۱۲/۱ھ)

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا.....والعرف في بلادنا مشترك، نعم في بعض القرىٰ يعدونه قرضا حتى أنهم في كل وليمة يحضرون الكاتب يكتب لهم ما يهدى، فإذا جعل المهدي وليمة يراجع المهدى الدفتر فيهدى الأول إلى الثاني مثل ما أهدى إليه. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الهبة'': ج۵،ص:۹۶، درر الحكام في شرح مجلة الأحكام: ج۲،ص:۴۸۱)

عن أبي حرة الرقاشي عن عمه رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه عليه وسلم: ألا لا تظلموا ألا لا يحل مال إمرئ إلا بطيب نفس منه. (مشكوٰة المصابيح،''كتاب البيوع: باب الغصب والعارية، الفصل الثاني'': ج۱،ص:۲۵۵،رقم:۲۹۴۶)

(۱)﴿لَا تَأْكُلُوْٓا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّآ أَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ قف﴾(سورة النساء:۲۹)

عن أبي حرة الرقاشي عن عمه رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه عليه وسلم: ألا لا تظلموا ألا لا يحل مال امرئ إلا بطيب نفس منه. (مشكوٰة المصابيح،''كتاب البيوع: باب الغصب والعارية، الفصل الثاني'': ج۱،ص:۲۵۵،رقم:۲۹۴۶)

بوقت نکاح جوڑا اور مخصوص زیور پہننے کے بعد نکاح کی اجازت دینا:

(۱۵۴)**سوال**: ہمارے علاقے میں ایک عام رواج ہے کہ نکاح کے موقع پر جب تک ایک لڑکی دولہا کی جانب سے لے جایا ہوا جوڑا اور مخصوص زیور اور انگوٹھی نہیں پہن لیتی اس وقت تک نکاح کی اجازت نہیں دیتی، حالاں کہ مذکورہ زیور ساری زندگی عورت نہیں پہنتی صرف نکاح کے موقع پر اس کو پہن کر اجازت دیتی ہے، اور اگر لڑکا یہ زیور نہ لے گیا، تو بعض جگہ پر جھگڑا ہو جاتا ہے، تو معلوم یہ کرنا ہے کہ یہ واقعی رسم ہے یا کوئی حقیقت ہے؟ اگر رسم ہے یا اس سے عوام کا عقیدہ خراب ہوتا ہے، تو اس کو ختم کرنا چاہئے، زید جو فاضل دارالعلوم دیوبند ہے، کہتا ہے کہ آپ پہلے نکاح کیجئے اور پھر کپڑے، زیور وغیرہ دلہن کے گھر پہنچایئے تاکہ عوام کا عقیدہ بھی درست رہے، اور نکاح سے پہلے ہی غیر محرم کے کپڑے پہننا یہ بھی معیوب ہے۔ کیا زید کی بات صحیح ہے؟ تفصیل سے واضح فرمائیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: عبدالرشید قاسمی، بجنور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: یہ رسم ورواج خلاف شریعت ہے، اس کی کوئی اصل حضور صلی اللہ علیہ سلم اور حضرات صحابہ رضوان اللہ عنہم اجمعین کے زمانے میں نہیں ملتی، چوں کہ لوگ ہندوستانی قوم کے ہیں اور بعد میں ایمان لائے، ان کے اندر کفریہ رسمیں موجود ہیں، جن کو ترک کرنا ضروری ہے، ایسی ہی رسوم کی پابندیوں نے ہمارے سماج کو بگاڑ دیا ہے، اس لئے زید کا قول درست ہے، اس پر عمل کرنا چاہئے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس فيه فهو ردٌّ. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا على صلح جور": ج۱،ص:۳۷۱،رقم:۲۶۹۷)

ہندوستان میں اسلام تلوار کے زور سے نہیں پھیلا اور نہ ہی کوئی بادشاہ اس مقصد سے ہندوستان آیا اور جن کی سالہا سال حکومت رہی، انہوں نے بھی اس طرف توجہ نہیں دی؛ بلکہ بزرگوں اور صوفیوں کے ذریعہ یہاں اسلام پھیلا، ان حضرات نے اسلام لانے والوں کو فرائض، واجبات، سنن واذکار واشغال کی تعلیم تو دی؛ لیکن ان قوموں میں جو غیر اسلامی برادری کی رسمیں تھیں وہ بھی ان میں جاری رہیں، سماج کی اصلاح کی سعی کی طرف سے غفلت رہی، یہی وجہ ہے کہ اب بھی برادری اور خاندانی غیر شرعی رسمیں بعض قوموں اور برادریوں میں رائج ہیں۔ مذکورۃ السوال رسوم بھی انہی میں سے ہیں۔ جن کا بند کرنا اور سماج کی اصلاح ضروری ہے اور ایسا کرنا باعث اجر وثواب بھی ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعد

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۳/۱۲/۲۵ھ)

شادی کی تاریخ طے ہونے پر دولہا کی طرف سے سامان کا بھیجنا:

(۱۵۵) **سوال**: ہمارے یہاں ایک رواج یہ ہے کہ شادی کی تاریخ طے ہو جانے کے بعد دولہا کی طرف سے کچھ کپڑے، کچھ سنگار کا سامان ہونے والی دلہن کے یہاں بھیجا جاتا ہے جس کو عوام پاکا اوڑھنا کہتے ہیں، پہلے صرف اوڑھنا جاتا تھا اب ترقی کرتے کرتے دلہن کا پورا لباس اور زیور اور سنگھار کا مکمل سامان شادی سے پہلے ہی ہونے والی دلہن کے یہاں بھیجا جاتا ہے۔ دریافت یہ کرنا ہے کہ یہ پاکا اوڑھنا لڑکے کی طرف سے ہونے والی دلہن کو بھیجنا درست ہے؟ کیا اس کی کوئی نظیر شریعت میں ملتی ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: عبدالرشید قاسمی، بجنور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اوڑھنا اور لباس جوڑا وغیرہ کی یہ رسم ہندوانی رسم ہے،

(۱) فکم من مباح یصیر بالالتزام من غیر لزوم والتخصیص بغیر مخصص مکروھا. (سیاحۃ الفکر: ج۳، ص:۳۴)

جوقابل ترک ہے۔[۱]

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبند غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۳/۱۲/۲۵ھ)

شادی سے ایک یوم قبل دعوت:

(۱۵۶) **سوال:** ہمارے یہاں شادی سے ایک روز قبل گاؤں والوں کو دعوت کھلاتے ہیں، جس کو عرف میں منڈھا کہتے ہیں، اس کی کہاں تک گنجائش ہے اور کہاں تک جائز ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ہارون کشمیری، متعلّم مدرسہ ہذا

الجواب وباللّٰہ التوفیق: یہ ایک غیر شرعی رسم ہے اور لڑکے یا لڑکی والوں پر بلاوجہ کا خرچ اور مصارف کا ڈالنا ہے۔ بعض مقروض بھی ہوجاتے ہیں اور برادری، خاندان کے طعنہ زنی سے بچنے کے لئے پریشانیاں اٹھاتے ہیں۔ شریعت میں اس کی نظیر نہیں، ضرورت ہے کہ اصلاح کی جائے اور اس طریقے کو بند کرایا جائے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۲/۱۲/۱ھ)

---

(۱) عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس فيه فهو ردٌّ. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا على صلح جور": ج۱،ص:۳۷۱،رقم:۲۶۹۷)

فكم من مباح يصير بالالتزام من غير لزوم والتخصيص بغير مخصص مكروها. (سياحة الفكر: ج۳،ص:۳۴)

(۲) لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الحدود: باب التعزير": ج۶،ص:۱۰۶)..... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر.....

بھابھی کا دولہا کی آنکھوں میں سرمہ لگا کر پیسہ لینا:

(۱۵۷)**سوال**: جس روز شادی ہوتی ہے، اس روز بھابھی لڑکے کی آنکھوں میں سرمہ لگاتی ہے اور اس کے بعد پیسہ لیتی ہے، یہ ٹھیک ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ندیم کشمیر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بالکل ہی ناجائز اور گناہ کا عمل ہے، اس بے حیائی کی رسم کو بند کیا جانا چاہیے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۲/۱۲/۱ھ)

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا.....عن أبي حرة الرقاشي عن عمه رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه عليه وسلم: ألا لا تظلموا ألا لا يحل مال إمرئ إلا بطيب نفس منه. (مشكوٰة المصابيح،''كتاب البيوع: باب الغصب والعارية، الفصل الثاني'':ج۱،ص:۲۵۵،رقم:۲۹۴۶)

قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ألا لا تظلموا ألا لا تظلموا ألا لا تظلموا، إنه لا يحل مال إمرئ إلا بطيب نفس منه. (أخرجه أحمد، في مسنده، ''حديث عم أبي حرة الرقاشي'':ج۳۴،ص:۲۹۹،رقم:۲۰۶۹۵)

عن أبي حرة الرقاشي عن عمه رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه عليه وسلم: ألا لا تظلموا ألا لا يحل مال إمرئ إلا بطيب نفس منه. (مشكوٰة المصابيح،''كتاب البيوع: باب الغصب والعارية، الفصل الثاني'':ج۱،ص:۲۵۵،رقم:۲۹۴۶)

(۱)عن ابن عمر رضي اللّٰه عنه، قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (أخرجه أبوداود، في سننه، ''كتاب الباس: باب في لبس الشهرة'':ج۲،ص:۵۵۹،رقم:۴۰۳۱)

والإسلام قد حرم على المرأة أن تكشف شيئاً من عورتها أمام الأجانب خشية الفتنة. (محمد علي الصابوني، روائع البيان:ج۲،ص:۱۷۳)

دولہن کو نائی سے ہلدی لگوانا:

(۱۵۸)**سوال**: ایک رسم یہ ہے کہ شادی سے سات آٹھ روز پہلے لڑکی کو نائی ہلدی وغیرہ لگاتا ہے جس کو لوگ بان کے نام سے جانتے ہیں تو یہ خود بھی لگا سکتے ہیں یا خود کی گنجائش نہیں ہے کیا شکل ہوسکتی ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد ہارون: کشمیری، متعلّم مدرسہ ہذا

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ناجائز ہے، کوئی گنجائش نہیں، اس رسم کو بھی بند کرانے والے عنداللہ اجر وثواب کے مستحق ہوں گے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۲/۱۲/۱ھ)

سلامی اور جوتا چرائی کی رسم:

(۱۵۹)**سوال**: شادی کے موقع پر جب لڑکا سسرال پہنچ جاتا ہے تو اور لڑکے کو گھر پر بلا کر اس کو لڑکیاں پیسے دیتی ہیں اور اس کے جوتے اٹھا کر، عوض میں پیسے لیتی ہیں، جس کو عرف میں سلامی

(۱) وقال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: كل شيء يلهو به ابن آدم فهو باطلٌ. (أخرجه أحمد، في مسنده، "حديث عقبة بن عامر الجهيني، رضي اللّٰه عنه": ج۲۸،ص:۵۷۳،رقم:۱۷۳۳۷)

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما، قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (أخرجه أبوداود، في سننه، "كتاب اللباس: باب في لبس الشهرة": ج۲،ص:۵۵۹،رقم:۴۰۳۱)

عن ابن عمر رضي اللّٰه تعالىٰ عنهما، قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من تشبه بقومٍ أي من شبه نفسه بالكفار مثلاً في اللباس وغيره أو بالفساق أو الفجار أو بأهل التصوف والصلحاء الأبرار فهو منهم أي في الإثم والخير قال الطيبي: هذا عام في الخلق والخلق والشعار. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، "كتاب الباس: الفصل الأول": ج۵،ص:۹۶،رقم:۴۳۴۷)

کہتے ہیں، یہ جائز ہے یا پھر کتنی گنجائش ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ہارون: کشمیری، متعلّم مدرسہ ہذا

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر کسی درجہ میں مباح بھی مان لیا جائے، تو التزام اور زبردستی کی اجازت تو نہیں ہوسکتی۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۲/۱۲/۱ھ)

شادی کے موقع سے اجتماعی دعاء:

(۱۶۰) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: ہمارے علاقہ میں لڑکے والے رشتہ طے کرنے کے لیے لڑکی کے گھر آتے ہیں اور رشتہ طے ہوجانے کے بعد اجتماعی طور پر یعنی جو لوگ وہاں موجود ہوتے ہیں سب دعا کرتے ہیں بعض لوگ یہ سمجھ کر کہ یہ لازم وبدعت نہ ہوجائے چھوڑ دیتے ہیں تو اس کیا اس طرح دعا کرنا بدعت ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: مفتی محمد قاسم گودھرا گجرات

---

(۱) ودلت المسألة أن الملاهي كلها حرام. (ابن عابدين، الدر المختار، "كتاب الحظر والإباحة": ج۹،ص:۳۴۸)

عن عبد الله بن السائب يزيد عن ابيه، عن جده أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم: يقول: ((لا يأخذن أحدكم متاع أخيه لاعباً، ولا بادّاً)) وقال سليمان: ((لا لعباً ولا بدًّا)) ومن أخد عصا أخيه فليردها. (أخرجه أبو داود، في سننه: ج۲،ص:۴۲۲، رقم:۵۰۰۳)

وقال النبي صلى الله عليه وسلم: كل شيء يلهو به ابن آدم فهو باطلٌ. (أخرجه أحمد، في مسنده: ج۲۸،ص: ۵۷۳، رقم:۱۷۳۳۸)

لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الحدود: باب التعزير": ج۶،ص:۱۰۶)

وتمنع المرأة الشابة من كشف الوجه بين الرجال. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب شروط الصلاة، مطلب في ستر العورة، باب شروط الصلاة": ج۲،ص:۷۹)

الجواب وبا للّٰہ التوفیق: نفس دعا ثابت ہے،''**الدعا مخ العبادة**'' نیز دعا کے لیے کوئی خاص وقت متعین نہیں ہے، کسی بھی وقت دعا کر سکتے ہیں، دعا کرنا پسندیدہ عمل ہے قرآن کریم میں ہے﴿**أدعوني استجب لكم**﴾[1] تاہم کسی وقت کو دعا کے لیے اس طرح خاص کر دینا درست نہیں ہے کہ اس وقت دعا کو مباح ہی نہیں، بلکہ لازم وضروری سمجھا جائے اور اس کی خلاف ورزی کرنے والوں کو برا سمجھا جائے ایسا کرنا بدعت ہے حدیث ہے''**من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد**''[2] مذکورہ صورت میں چوں کہ دعا کو اس وقت میں لازم نہیں سمجھا جارہا ہے؛ بلکہ ایک مباح اور پسندیدہ امر کے طور پر دعا کر لیتے ہیں، اس لیے کبھی کبھی بعض لوگ دعا نہیں بھی کرتے جیسا کہ سوال میں مذکور ہے؛ اس لیے یہ امر بدعت نہیں ہے۔[3]

الجواب صحیح:
محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۲/۱۰/۱۴۴۱ھ)

شادی کے موقعہ پر میلاد کرانا:

(۱۶۱)**سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کیا شادی کے موقع پر میلاد کرانا جائز ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد صفوا، بندی پور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شادی کے موقع پر کوئی جلسہ وغیرہ کرنا جس میں آپ صلی

---

(۱)(سورة غافر:۶۰)

(۲) (أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا على صلح جور'': ج۱،ص:۳۷۱،رقم:۲۶۹۷)

(۳)عن النعمان بن بشير قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الدعاء هو العبادة، ثم قرأ: ﴿وقال ربكم ادعوني استجب لكم﴾ (غافر:۶۰)رواه أحمد، والترمذي، وأبو داؤد، والنسائي وابن ماجه. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ''كتاب الدعوات: الفصل الثاني'': ج۵،ص:۵۰۲،رقم:۲۲۳۰)

اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ بیان کر کے لوگوں کو شریعت کے مطابق شادی کرنے کی ترغیب دی جائے اور غلط رسم ورواج سے لوگوں کو روکا جائے، تو درست ہے۔[۱] لیکن مروجہ میلاد درست نہیں ہے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۳/۶: ۱۴۴۰ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

ماہ محرم میں شادی کو برا سمجھنا:

(۱۶۲) **سوال**: ماہ محرم میں شادی ونکاح کا کیا حکم ہے، عام لوگ اس کو اچھا نہیں سمجھتے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالجبار، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ماہ محرم میں بھی شادی ونکاح وغیرہ سارے کام کرنا جائز ہیں، اس کو برا سمجھنا یا بدفال سمجھنا بالکل غلط ہے؛ ایسا عقیدہ خلاف شریعت اور واجب الترک ہے۔[۳]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۰/۷/۱۴۱۹ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) لا بأس بالجلوس للوعظ إذا أراد به وجه اللّٰه تعالیٰ كذا في الوجيز. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، الباب الخامس في آداب المسجد والقبلة": ج۵،ص:۳۷۱)

(۲) وشر الأمور محدثاتها، وكل بدعةٍ ضلالة. وفي رواية: وشر الأمور محدثاتها، وكل محدثةٍ بدعة. (أخرجه أحمد، في مسنده: ج۲۳،ص:۲۴۱،رقم:۱۴۹۸۳)

من أحدث في الإسلام رأيا لم يكن له من الكتاب والسنة سند ظاهر أو خفي ملفوظ أو مستنبط فهو مردود. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، "كتاب الإيمان: باب الاعتصام بالكتاب والسنة": ج۱،ص:۳۳۶)

ومن جملة ما أحدثوه من البدع مع اعتقادهم أن ذلك من أكبر العبادات وإظهار الشعائر ما يفعلونه في شهر ربيع الأول من مولدٍ وقد احتوى على بدعٍ ومحرماتٍ. (أبو عبد اللّٰه محمد بن محمد، المدخل: ج۲،ص:۲)

(۳) عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه، أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: ..... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر.....

نکاح میں مہر فاطمی کو برا سمجھنا:

(۱۶۳)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ ذیل کے بارے میں: ہمارے یہاں چند ماہ قبل نکاح ہوا تھا، اس میں مہر فاطمی دونوں طرف سے متعین کر دیا گیا اور کچھ لوگ برا کہہ رہے ہیں، کہ برادری کا مہر رکھنا چاہئے تھا، ایسے لوگ گنہگار ہیں یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبداللہ، دہرادون

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مہر فاطمی مقرر کرنا مستحب؛ بلکہ مسنون اور باعث خیر و برکت ہے،[1] جن لوگوں نے مہر فاطمی مقرر کیا ہو، ان کا بائکاٹ یہ کہہ کر کرنا کہ ہمارے مقرر کردہ ضابطوں کے خلاف ہے اور برادری کے خلاف کیا ہے، یہ بہت ہی غلط ہے، ایسا کرنے والے ظالم اور سخت گنہگار ہیں ان کو اپنا ضابطہ ہی ایسا مقرر کرنا چاہئے تھا، جو کہ شریعت کے مطابق ہو اور شریعت میں اس کی نظیر موجود ہو ایسا عرف و رواج جو شرعی اصولوں سے ٹکراتا ہو قابل رد اور قابل ترک ہے۔ البتہ اگر اتنی وسعت نہ ہو تو مہر اس سے کم حسب حیثیت مقرر کر لیا جائے؛ لیکن برادرانہ طور پر عرف نہ بنایا جائے۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۲/۱۰/۲۳ھ)

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا..... لا عدوي ولا هامة ولانوء ولا صفر. (أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب السلام: باب لا عدوي ولا طهري لا هامة": ج۲،ص:۲۳۱)

اللهم لا طير إلا طيرك ولا خير إلا خيرك ولا رب لنا غيرك. (مصنف ابن أبي شيبه،"باب من رخص في الطيرة": ج۵،ص:۳۱۲،رقم:۲۶۴۱۱)

(۱)يستحب كون الصداق خمسمائة درهم. (النووي، شرح المسلم،"كتاب النكاح: باب الصداق، وجواز كونه تعليم قرآن": ج۱،ص:۴۵۷)

(۲) عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من أحدث في أمرنا هذا ما ليس فيه فهو ردٌّ. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا على صلح جور": ج۱،ص:۳۷۱،رقم:۲۶۹۷)

مہر معاف کرانا:

(۱۶۴)**سوال**: اگر میاں بیوی رضامندی سے مہر کم کرنا چاہیں تو کیا کر سکتے ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ہارون، کشمیری

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مہر عورت کا حق ہے جو کہ شوہر پر واجب ہوتا ہے۔ شوہر کو تو کم کرنے کا یا معاف کرنے کا حق ہی نہیں اس پر تو ادائے گی واجب ہوتی ہے جس کے لئے اصول و ضابطہ مقرر ہے، عورت اگر بغیر کسی دباؤ اور جبر کے کچھ کم کر دے تو اس کو اختیار رہوتا ہے وہ کم کر سکتی ہے لیکن اگر جبراً کم کرایا جائے تو کم نہیں ہوگا۔ ایسے ہی ایک ناجائز طریقہ یہ بھی ہے کہ بعض نا اہل اور بے غیرت آدمی پہلی رات کو بیوی سے مہر معاف کراتے ہیں یا کم کراتے ہیں۔ تو عورت اپنے مستقبل کو پیش نظر رکھتے ہوئے دباؤ محسوس کرتی ہے اور مہر معاف کرتی ہے یا کم کرتی ہے تو اس طرح بھی مہر قطعاً معاف نہیں ہوتا نہ ہی کم ہوتا ہے بلکہ شوہر پر مکمل کی ادائے گی واجب رہتی ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۳/۱۲/۱ھ)

دولہا کے گلے میں پھولوں ونوٹوں کے ہار ڈالنا:

(۱۶۵)**سوال**: شادی کے موقع پر دولہا کے گلے میں پھولوں کے اور نوٹوں کے گجرے اور ہار ڈالے جاتے ہیں کیا یہ درست ہے نیز اگر صرف دولہا کی پہچان کے لیے ایک بار چمیلی کے پھولوں کا ہار

---

(۱) والمهر يتأكد بأحد معان ثلاثة: الدخول، والخلوة الصحيحة وموت أحد الزوجين سواء كان مسمى أو مهر المثل حتى لا يسقط منه شيء بعد ذلك إلا بالإبراء من صاحب الحق كذا في البدائع. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهنديه، "الباب السابع: في المهر، الفصل الثاني: فيما يتأكد به المهر والمتعة": ج ۱، ص: ۳۷۰)

بنا کر ڈالدیں تو یہ درست ہے نیز کسی تقریب کے موقع پر پھولوں کا ہار گلے میں ڈالنا درست ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالرشید قاسمی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شادی کے موقع پر یا اسی طرح دیگر کسی تقریب کے موقع پر پھولوں کا ہار ڈالنے کی گنجائش ہے کہ اس سے خوشی کا اظہار مقصود ہوتا ہے؛ نیز یہ کسی قوم کا تہذیبی شعار نہیں ہے ہاں اس میں اسراف فضول خرچی اور ریا ونمود سے پرہیز کرنا ضروری ہے اسی طرح اس کو لازم وضروری سمجھنا غلط ہے۔[1]

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

شادی کی تاریخ کے لیے لال خط کا رواج:

(۱۶۶) **سوال:** ہمارے پانچی ضلع باغپت میں شادی کی تاریخ کے تعلق سے لال خط کی رسم کا رواج ہے ایک ریڈی میڈ خط کارڈ کی شکل میں بازار سے خرید کر امام صاحب سے لکھوایا جاتا ہے اور امام صاحب سے ہی پڑھوایا جاتا ہے اب امام صاحب نے اس کو کرنے سے منع کر دیا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد زبیر، املیاباغ

---

(۱) عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من تشبه بقومٍ فهو منهم. (أخرجه أبو داود، في سننه، "كتاب اللباس: باب ما جاء في لبس الشهرة": ج۲،ص:۵۵۹)

قال القاري: أي من شبه نفسه بالكفار مثلاً في اللباس وغيره أو بالفساق أو الفجار أو بأهل التصوف والصلحاء الأبرار فهو منهم، أي في الإثم أو الخير عند اللّٰه تعالىٰ (بذل المجهود، "كتاب اللباس: باب في لبس الشهرة": ج۵،ص:۴۱)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: امام صاحب کا لال خط کو رسم قرار دینا اور اس میں شرکت نہ کرنا بالکل درست ہے، لال خط محض ایک رسم ہے جس کو ترک کر دینا لازم ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۳۶/۳/۱۴ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

منڈھا کرنا، بارات لے کر جانا، اور کھڑے ہو کر کھانا کھلانے کا شرعی حکم:

(۱۶۷) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

(۱) منڈھا کرنا کیسا ہے؟ (۲) بارات لے جانا جائز ہے یا نہیں؟ (۳) کھڑے ہو کر کھانا کھلانا جائز ہے یا ناجائز؟ (۴) ایسا ولیمہ کرنا جس کے اندر غرباء ومساکین کو دعوت نہ دی گئی ہو وہ جائز ہے یا ناجائز؟ نیز یہ بتلائیں کہ اول الذکر تین چیزیں اگر ناجائز ہیں تو کیا یہ فی نفسہ ناجائز یا خرافات ورسومات کی بناء پر؟ (۵) نیز ہمارے یہاں ایک شخص منڈھا کرنے، بارات کرنے، اور کھڑے ہو کر کھانا کھلانے کو جائز کہتا ہے اور اس ولیمہ کو ناجائز کہتا ہے جس میں غرباء ومساکین کو دعوت نہ دی گئی ان تمام مسائل کا شرعی حکم کیا ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں مفصل ومدلل جواب تحریر فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد سہیل، مظفرنگری

الجواب وباللّٰہ التوفیق: منڈھا کرنا درحقیقت ایک ہندوانہ رسم ہے جس میں شادی سے ایک دن پہلے لڑکے والوں اور لڑکی والوں کی طرف سے نائی جوڑا اور مہندی لے کر ایک دوسرے کی طرف بھیجا جاتا ہے اور اس کی آمد کے اہتمام میں دعوت ہوتی ہے اگر اس طرح کی چیزیں

---

(۱) سرخ خط کا التزام درست نہیں، تاریخ کی اطلاع ضروری ہے۔ (کتاب المفتی، "باب البدعات والرسومات": ج۲، ص:۱۱۹)
فکم من مباح یصیر بالإلتزام من غیر لزوم والتخصیص من غیر مخصص مکروهاً. (مجموعه رسائل اللکنوي، سباحة الفکر في الجهر بالذکر: ج۳، ص:۳۴)

اور رسمیں شامل ہوں تو یہ ناجائز ہے[1] اور اگر ان رسوم ورواج کے طور پر نہ ہو؛ بلکہ شادی سے پہلے ہی مہمان آجاتے ہیں؛ اس لیے کہ مزید کچھ قریبی رشتہ داروں کی دعوت کردی جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔(۲) بارات کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے، یہ بھی زمانہ قدیم کی رسم ہے جب راستے پر خطر ہوا کرتے تھے اس وقت کی ضرورت تھی جس میں خاندان اور محلّہ کے ایک ایک آدمی شریک ہوتے تھے، اب ایسا کچھ نہیں ہے، بارات کا ثبوت احادیث سے نہیں ہے بس چند لوگ جائیں اور رخصتی لے کر آجائیں، اتنے زیادہ لوگوں کا جانا جس کی وجہ سے لڑکی والوں پر بوجھ پڑ جائے درست نہیں ہے(۳) کھڑے ہوکر کھانا کھلانا اور کھانا مہذب تہذیب کی بدتہذیبی ہے جس میں کھانے کا احترام مفقود ہوجاتا ہے اور انسان اور حیوان کی تمیز ختم ہوجاتی ہے کیوں کہ کھڑے ہوکر اور چل پھر کر کھانا درحقیقت جانوروں کا طریقہ ہے؛ اس لیے کھڑے ہوکر کھانا کھلانا اور کھانا مکروہ اور ناپسندیدہ عمل ہے، بیٹھنے کا اہتمام کرنا چاہیے(۴) ولیمہ مسنون ہے جس میں کوئی تعداد مسنون نہیں ہے اس لیے جس قدر افراد کی دعوت کی جائے ولیمہ ادا ہوجائے گا اس میں غرباء ومساکین کی دعوت ضروری نہیں ہے ہاں ایسے موقع پر غرباء مساکین کو بھی شریک کرنا باعث خیر ہے؛ لیکن ان کی دعوت نہ کرنے کی وجہ سے ولیمہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا ہے لیکن اگر وہ غرباء رشتہ دار ہوں تو محض ان کی غریبی کی وجہ سے ان کو نظر انداز کردینا ناپسندیدہ عمل ہے۔(۵) ماقبل کے جواب سے وضاحت ہوگئی ہے۔

"أن جاء عبد الرحمن عليه أثر صفرة، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: تزوجت؟، قال: نعم، قال: ومن؟، قال: امرأة من الأنصار، قال: كم سقت؟، قال: زنة نواة من ذهب -أو نواة من ذهب-، فقال له النبي صلى الله عليه وسلم: أولم ولو بشاة[2] عن عبد الله بن عمرو، أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم - قال: من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليكرم ضيفه،[3] عن أنس، أن النبي صلى الله عليه وسلم نهى

(۱) لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الحدود: باب التعزير": ج۶،ص:۱۰۶)

(۲) وشر الأمور محدثاتها، وكل بدعةٍ ضلالة.وفي رواية: وشر الأمور محدثاتها، وكل محدثةٍ بدعة. (أخرجه أحمد، في مسنده: ج۲۳،ص:۲۴۱،رقم:۱۴۹۸۳)

أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب النكاح: باب الوليمة ولو بشاة": ج۱،ص:۷۷،رقم:۵۱۶۸.

(۳)أخرجه أحمد، في مسنده، "الجزء الحادي عشر، مسند عبد الله": ج۱۱،ص:۱۹۱،رقم:۶۶۲۱.

أن يشرب الرجل قائما فقيل: الأكل؟ قال: ذاك أشر: هذا حديث صحيح.[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲/۲۰:۱۴۴۱ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

ولیمہ کے نام پر مسجد کمیٹی کا پیسہ مانگنا:

(۱۶۸)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں: بندہ کے گاؤں میں کسی شخص کی شادی ہوئی تو مسجد کے صدر وسکریٹری اور ممبران حضرات کہتے ہیں کہ اگر ولیمہ کا کھانا نہیں کھلاؤ گے، تو اس کے عوض میں پیسے دینے پڑیں گے، گاؤں کے کچھ لوگ اس پر متفق ہیں، بعض لوگ غیر متفق ہیں۔ اب اگر کوئی شخص پیسہ نہیں دیتا ہے، تو اس سے زبردستی کر کے پیسہ لیا جاتا ہے، تو کیا یہ پیسہ زبردستی لینا اور مسجد کے مصرف میں لانا اور خرچ کرنا جائز ہے۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد نوشاد عالم، جھاڑکھنڈ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال میں مذکور بات اگر بالکل صحیح ہے تو مسجد کے متولی اور صدر کا یہ عمل قطعاً درست نہیں ہے، اس لیے کہ ولیمہ کرنا یا نہ کرنا یہ شادی کرنے والے کا اپنا عمل ہے، ولیمہ نہ کرنے پر بطور سزا کے زبردستی پیسہ وصول کرنا ناجائز ہے کسی کو بھی حق نہیں پہونچتا ہے کہ ولیمہ نہ کرنے والے سے پیسے کا مطالبہ کرے وہ بھی مسجد جیسی مقدس جگہ کے لیے جہاں صرف حلال اور پاک پیسہ استعمال ہونا چاہیے؛ اس لیے صدر وسکریٹری کا یہ عمل غیر شرعی اور غیر اخلاقی ہے۔

''اسمعوا مني تعيشوا، ألا لا تظلموا، ألا لا تظلموا، ألا لا تظلموا، إنه لا يحل مال إمرئ إلا بطيب نفس منه،[2] إن هذا المال خضرة حلوة، فمن أخذه

(۱)أخرجه الترمذي، في سننه، "أبواب الأشربة، باب ما جاء في النهي عن الشرب قائماً": ج۲،ص:۱۰،رقم:۱۸۷۹.
(۲)أخرجه أحمد بن حنبل، في مسنده، "حديث عم أبي حرة الرقاشي": ج۳۴،ص:۲۹۹،رقم:۲۰۶۹۵.

بطيب نفس بورك له فيه، ومن أخذه بإشراف نفس لم يبارك له فيه، وكان كالذي يأكل ولا يشبع، واليد العليا خير من اليد السفلي السنن الكبرى للنسائي،اليد العليا خير من اليد السفلي[1] عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الله طيب لا يقبل إلا الطيب، وإن الله أمر المؤمنين بما أمر به المرسلين قال: ﴿يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ﴾ (المؤمنون:۵۱)[2]

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہٗ، محمد عارف قاسمی
محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۹/۵:۱۴۴۱ھ)

گھوڑے پر بارات لے کر جانا اور دلہن کو ڈولی میں لانا:

(۱۶۹)**سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں: (۱) دولہا کا گھوڑے پر بیٹھ کر بارات میں جانا، اسی طرح دلہن کو ڈولی میں بٹھا کر لانا کیسا ہے؟ (۲) نکاح میں دولہا کو گاؤں والے پیسہ دیتے ہیں اس نیت سے کہ جب ہمارے گھر میں کسی کی شادی ہوگی تو اتنا ہی پیسہ یا اس سے زیادہ ہمارے لڑکے کو دیا جائے گا اور لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ ہم کھانا کھانے کا پیسہ دیتے ہیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: شمشاد حسین کشمیر

الجواب وباللہ التوفیق: (۱) اسلام میں بارات کی کوئی اصل نہیں ہے،[3] اس وقت

(۱)أخرجه النسائي، في سننه، "مسألة الرجل في أمر لا بد له منه": ج۱،ص:۱۵۸،رقم:۲۶۰۲.
(۲)أخرجه البيهقي، في سننه: ج۴،ص:۳۳۵،رقم:۶۳۹.
(۳)ولم يكن له أصل من الشريعة الغراء. (أنور شاه الكشميري، العرف الشذي، "أبواب العيدين، باب ما جاء في التكبير في العيدين": ج۱،ص:۵۶۸)

شادی میں مختلف قسم کی رسوم اور اسراف داخل ہوگئے ہیں ان ہی میں سے ایک گھوڑے پر بارات جانا ہے، گھوڑا ابھی ایک عام سواری ہے؛ لیکن شادی کے موقعہ پر اس کا استعمال یا تو رسم کے طور پر یا فخر ومباہات کے طور پر ہوتا ہے، اس لیے بارات کے لیے گھوڑے کی سواری مناسب نہیں ہے[۱] ہاں اگر کسی جگہ اس کا رواج نہ ہو اور نہ ہی یہ اسراف اور فخر ومباہات کے طور پر ہو تو اس کی گنجائش ہے۔

(۲) شادی کے موقعہ پر دعوت میں شریک لوگوں کا پیسہ، کپڑا یا دوسرے تحفے دینا یہ نیوتہ کی ایک رسم ہے جس میں بہت سے مفاسد ہیں،[۲] اس لیے یہ رسم قابل ترک ہے،[۳] (اصلاح الرسوم) ہاں اگر اتفاقی طور پر کسی کی شادی میں جائے اور ہدیہ وغیرہ دے کر آئے جب کہ واپس لینے کی نیت نہ ہو تو یہ نہ صرف درست ہے، بلکہ مستحب اور پسندیدہ عمل ہے؛ اس لیے کہ حدیث میں ہدیہ دینے کی ترغیب دی گئی ہے جس سے محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔[۴]

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۱:۳/۲۸ھ)

---

(۱) وقال النبي صلى الله عليه وسلم: كل شيء يلهو به ابن آدم فهو باطلٌ. (أخرجه أحمد، في مسنده، "حديث عقبة بن عامر -رضي الله عنه-": ج۲۸،ص:۵۷۳،رقم:۱۷۳۳۸)

(۲) عن أبي حرة الرقاشي عن عمه رضي الله عنهما قال: قال رسول الله عليه وسلم: ألا لا تظلموا ألا لا يحل مال إمرئ إلا بطيب نفس منه. (مشكوٰة المصابيح، "كتاب البيوع: باب الغصب والعارية، الفصل الثاني": ج۱،ص:۲۵۵،رقم:۲۹۴۶)

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا لا تظلموا ألا لا تظلموا ألا لا تظلموا إنه لا يحل مال إمرئ إلا بطيب نفس منه. الحديث (أخرجه أحمد بن حنبل، في مسنده، "حديث عم أبي حرة الرقاشي": ج۵،ص:۷۳،رقم:۹۷۱؛ مشكوة شريف، "كتاب البيوع: باب الغضب والعارية، الفصل الثاني": ج۱،ص:۲۵۴)

(۳) لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الحدود: باب التعزير": ج۶،ص:۱۰۶)

(۴) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: تهادوا فإن الهدية تذهب وغر الصدر. (أخرجه أحمد، في مسنده، "مسند أبي هريرة رضي الله عنه-": ج۱۵،ص:۱۴۱،رقم:۹۲۵۰)

عدت پوری ہونے پر کھانے کی دعوت:

(۱۷۰)**سوال**: عدت پوری ہونے پر کھانے کی دعوت ہوتی ہے تو یہ کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: اراکین کمیٹی جامع مسجد رضا پور غازی آباد

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عدت پوری ہونے پر اس طرح کی رسمیں غیروں سے مسلمانوں میں آئی ہیں جو کہ غیر شرعی ہیں ان سے بچنا ضروری ہے۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

ماموں کا بھات دینا:

(۱۷۱)**سوال**: شادی کے موقعہ پر نانیہال سے ماموں خالہ وغیرہ کی طرف سے جو مجموعی سامان دیا جاتا ہے اس کو بھات کہا جاتا ہے اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد عابد، میرٹھ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بھات میں اگر غیر شرعی امر کا ارتکاب نہ ہو اور ماموں کی طرف سے شادی کے موقع پر تعاون ہو، تو اس میں کوئی حرج نہیں؛ لیکن اس کا التزام بھی درست نہیں ہے کہ اگر ماموں یہ تعاون نہ کر سکے، تو اسے مطعون و متہم کیا جائے۔ یہ ایک رسم ہے جس کا ترک کرنا

---

(۱)عن ابن عمر رضي الله عنهما، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (أخرجه أبوداود، في سننه، "كتاب اللباس: باب في لبس الشهرة": ج۲،ص:۵۵۹،رقم:۴۰۳۱)

قال القاري: أي من شبه نفسه بالكفار مثلاً في اللباس وغيره أو بالفساق أو الفجار أو بأهل التصوف والصلحاء والأبرار فهو منهم، أي في الإثم أو الخير عند الله تعالىٰ. (بذل المجهود، "كتاب اللباس: باب في لبس الشهرة": ج۵،ص:۴۱)

لازم ہے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

شادی کے موقعہ پر ختم قرآن کرنا:

(۱۷۲)**سوال**: ہمارے علاقے میں یہ طریقہ ہے کہ شادی کے موقعہ پر ختم قرآن کیا جاتا ہے اور اپنی اموات کو ایصال ثواب کیا جاتا ہے، جس میں دوستوں وعزیزوں کو خاص طور پر دعوت دی جاتی ہے۔ یہ شرعاً کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: شفیع الرحمٰن، غازی آباد

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس تقریب میں رسم ورواج کو بڑا دخل ہے، ایصال ثواب کے لیے دعوت دے کر لوگوں کو جمع کرنے کی کیا ضرورت ہے، یہ تداعی غیر مقصود کے لیے ہے خود پڑھ کر بخش سکتے ہیں یہ طریقہ نام ونمود سے دور اور اموات کے لیے زیادہ نفع بخش ہے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۶/۳۰ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)عن أبي حرة الرقاشي عن عمه رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه عليه وسلم: ألا لا تظلموا ألا لا يحل مال إمرئ إلا بطيب نفس منه. (مشكوٰة المصابيح، "كتاب البيوع: باب الغصب والعارية، الفصل الثاني": ج۱،ص:۲۵۵،رقم:۲۹۴۶)

(۲)إن ختم القرآن جهراً بالجماعة ويسمي بالفارسية "ستپارہ خواندن مکروہ". (تاليفات رشيديه:ص:۱۴۳)
وعن علي بن أبي طالب رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: يوشك أن يأتي على الناس زمان لا يبقى من الإسلام إلا اسمه، ولا يبقى من القرآن إلا رسمه. مساجدهم عامرة وهي خراب من الهدىٰ، علمائهم أشر من تحت أديم السماء، مَن عندهم يمدح الفتنة. (شعب الإيمان للبيهقي، "فصل قال وينبغي لطالب العلم أن يكون تعلمه": ج۲،ص:۳۱۱)

فصل سابع

مخصوص ایام کی رسومات

یوم عاشورہ میں کوئی خاص نماز ہے یا نہیں؟

(۱۷۳)**سوال**: کیا شریعت نے یوم عاشورہ کی کوئی نماز باجماعت پڑھنے کا حکم دیا ہے؟ اگر دیا ہے تو کتنی رکعت کا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: نعیم احمد، دہلی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ہماری نظر سے کوئی ایسی حدیث نہیں گزری جس میں کسی خاص نماز کے پڑھنے کا حکم دیا ہو صرف روزہ مشروع ہے۔[1]

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۶/۳/۱۶ھ)

یوم عاشورہ میں علی الاعلان نوافل کا اہتمام:

(۱۷۴)**سوال**: ہمارے یہاں علاقہ مہاراشٹر کے بعض مقامات میں یہ دستور ہے کہ عاشورہ کے دن باقاعدہ اعلان کیا جاتا ہے کہ عاشورہ کی نماز جامع مسجد میں آٹھ بجے ہوگی سب لوگ

---

(۱) ومن البدع التي أحدثوها في هذا الشهر الكريم إن أول ليلة جمعة منه يصلون في تلك الليلة في الجوامع والمساجد وصلوٰة الرغائب إلخ. (أبو عبد اللّٰه الشهير بابن الحجاج، المدخل، "من البدع المحدثة في الجمعة الأولىٰ من رجب": ج۱،ص:۲۹۳)

يستحب صوم يوم عاشوراء ويستحب أن يصوم قبله يوماً وبعده يوماً. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، "كتاب الصوم: باب صوم التطوع، الفصل الأول": ج۴،ص:۴۶۹۸،رقم:۲۰۴۱)

جامع مسجد وغیرہ میں پہونچ کر نفل نماز الگ الگ پڑھتے ہیں اس میں دو رکعت نفل آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایصال ثواب کے لیے اور دو دو رکعت چاروں خلفاء کے ایصال ثواب کے لئے پڑھتے ہیں اس کا کوئی ثبوت اور جواز ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد فخر الدین، ہریانہ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: دسویں محرم (عاشوراء) کے دن اعلان کے ساتھ مسجد میں نوافل پڑھنے کا اہتمام والتزام (جس طرح سوال میں مذکور ہے) آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل اور فرمان سے یا حضرات صحابہؓ یا تابعین وتبع تابعین وائمہ دینؒ سے ثابت نہیں ہے؛ اس لیے یہ طریقہ ممنوع اور بدعت ہوگا اور قابل ترک ہوگا کہ یہ سب کچھ خلاف سنت اور ناجائز ہے۔[1] سنت صرف روزہ رکھنا ہے[2] باقی سب کچھ بے اصل ہے۔ باقی رہی نفل نماز ان مذکورہ حضرات کے ایصال ثواب کے لئے وہ کبھی بھی اور کسی وقت بھی پڑھی جاسکتی ہیں۔

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۸/۳۰ھ)

دسویں محرم کو چندہ کرکے نیاز کرنا:

(۱۷۵) **سوال:** یہاں پر دسویں محرم کو چندہ کرکے برائے شہداء اسلام کھانا پکا کر غریبوں کو تقسیم کرتے ہیں جس کو نیاز کہتے ہیں پھر اس کو سبھی چندہ دینے والے اور غرباء بھی کھاتے ہیں اس

(۱) ومن البدع التي أحدثو ها في هذا الشهر الكريم إن أول ليلة جمعة منه يصلون في تلك الليلة في الجوامع والمساجد وصلوٰة الرغائب ويجتمعون في بعض جوامع الأمصار إلخ. (أبو عبد اللّٰه الشهير بابن الحجاج، المدخل، "المواسم التي ينبونها إلى شرع وليست منها": ج۱،ص:۲۹۳)

(۲) يستحب صوم يوم عاشوراء ويستحب أن يصوم قبله يوماً وبعده يوماً. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، "كتاب الصوم: باب صوم التطوع، الفصل الأول": ج۴،ص:۴۶۹،رقم:۲۰۴۱)

طرح شہداء کوثواب پہونچتا ہے یانہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: اسرار احمد، مظفرنگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: انسان اپنے عمل میں مختار ہے اس کوحق حاصل ہے کہ اگر چاہے تو اپنے عمل کا ثواب صاحب ایمان بزرگوں کی ارواحِ مبارکہ کو پہونچائے مگر اس کے لیے دن اور وقت اور مہینہ مقرر کرنے کوضروری سمجھنا بدعت ہے اور ہر وہ چیز جس پر صاحب شریعت کی طرف سے ترغیب یا وقت مقرر نہ ہو بیکار فعل ہے اور مخالف سنت ہے اور سنت کے مخالف کرنا ناجائز ہے اس لئے ہرگز جائز نہیں ہے۔[1] اس میں میت کا صریح نقصان ہے اور مخالف سنت امور میں کوئی خیر نہیں ہوتی۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۵/۶/۱۳ھ)

تعزیہ نکالنے والوں کا حکم:

(۱۷۶) **سوال:** تعزیہ نکالنا یا اس میں تعاون کرنا کیسا ہے اور کیا اس کا مرتکب اسلام سے خارج ہے، نیز ایسے شخص کی نماز جنازہ پڑھنی چاہئے یانہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ابراہیم، اعظم گڑھ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: تعزیہ بدعت ہے اور اس پر تعاون وغیرہ بھی جائز نہیں

---

(۱) ومنها التزام العبادات المعينة في أوقات معينة لم يوجد لها ذلك التعيين. (الشاطبي، الاعتصام، "فصل في تعريف البدع": ج۱،ص:۲۶)
وقال الإمام اللكنوي: "مقرر کردن روز سوم وغیرہ بالتخصیص واورا ضروری انگاشتن در شریعت محمدیہ ثابت نیست". (مجموعة الفتاویٰ: ج۱،ص:۱۹۵)
(۲) مجموعه فتاویٰ عزیزي: ج۱،ص:۹۸،۹۹.

لیکن اس کا مرتکب گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے[۱] خارج از اسلام نہیں ہے؛ اس لئے اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۹/۵/۲۱ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

محرم میں تعزیہ بنانا، ڈھول بجانا، لوگوں کا مالی تعاون کرنا:

(۱۷۷)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:
محرم کی پہلی تاریخ سے دس تاریخ تک ڈھول بجانا، سرخ کپڑے کا جھنڈا بنانا، تعزیہ بنانا، مرد وعورت کا اختلاط اس موقعہ پر لوگوں کا مالی مدد کرنا شرعاً کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شعیب، محی الدین پور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: محرم الحرام میں یکم تاریخ سے عاشورہ تک دھوم دھام سے ڈھول بجانا اور سرخ کپڑے کا جھنڈا بنانا یا لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ کھلاڑیوں کے جذبات کو اکسانا، تعزیہ بنانا اور اس میں امداد کرنا، عورتوں کا مردوں سے اختلاط جس سے فتنہ کا قوی اندیشہ ہو یہ رسومات غیر شرعی اور بدعت ہیں[۳] اور جو لوگ ان رسومات میں مدد اور امداد کرتے ہیں وہ گنہگار ہیں ﴿وَلَا

---

(۱)عن عائشة رضي اللّٰه عنها، قالت: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد. متفق عليه. (مشكوٰة المصابيح، "كتاب الإيمان: باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول": ج۱،ص:۲۷،رقم:۱۴۰)

(۲)وشرطها إسلام الميت وطهارته إلخ وقال: من قتل نفسه عمداً يصلي عليه عند أبي حنيفة ومحمد رحمهما اللّٰه وهو الأصح. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهنديه، "كتاب الصلاة: الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الخامس: في الصلاة على الميت": ج۱،ص:۲۲۴)

(۳)ولم يكن له أصل من الشريعة الغراء. (علامه أنور شاه الكشميري، العرف الشذي، "أبواب العيدين، باب ما جاء في التكبير في العيدين": ج۱،ص:۵۶۸)

.....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

تَعَاوَنُوْا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾[1]

اور مقامی علماء کے لئے یہ ضروری ہے کہ عوام کو ان بدعات ورسومات وغیر شرعی امور سے باز رکھنے کی کوشش کریں۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۹/۱/۱۴۱۵ھ)

محرم کے چاند میں دلہن کو چھپانا کیسا ہے؟

(۱۷۸)**سوال**: محرم کے چاند میں دلہن کو چھپانا کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: شبیر حسن، مظفر نگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: محرم الحرام کے چاند میں نئی دلہن کو چھپانا بالکل غلط عقیدہ

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا.....إن البدعة المذمومة هو الحدث فى الدين من أن لا يكون في عهد الصحابة والتابعين ولا دل عليه دليل شرعي. (علامه سعد الدين تفتازاني،شرح المقاصد، "في علم الكلام": ج۲، ص:۲۷۱)

وفي البحر: الأمانة على المعاصي والحث عليها كبيرة. (عبد الرحمن بن محمد، مجمع الأنهر ،"كتاب الشهادات": ج۳،ص:۲۷۷)

مع قطع النظر عما يحصل عند ذلك غالبا من المنكرات الكثيرة كإيقاد الشموع والقناديل التى توجد فى الأفراح، وكذا الطبول، والغناء بالأصوات الحسان، واجتماع النساء والمردان، وأخذ الأجرة على الذكر وقرائة القرآن، وغير ذلك مما هو مشاهد فى هذه الأزمان، وما كان كذلك فلا شك فى حرمته وبطلان الوصية به. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب في كراهة الضيافة من أهل البيت": ج۳،ص:۱۴۹)

(۱) سورة المائدة:۲.

ایسا ہے، کرنا جائز نہیں ہے۔[۱]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۲/۱/۱۰ھ)

محرم میں کھچڑا اور مالیدہ بنانا کیسا ہے؟

(۱۷۹)**سوال:** محرم میں کھچڑا و مالیدہ بنایا جاتا ہے کیا یہ صحیح ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: نثار احمد صدیقی، پرتاپ گڈھ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ رسم مالیدہ وغیرہ کا شرعاً کوئی ثبوت نہیں ہے؛ اس لیے اس کو ثواب کی نیت سے کرنا بدعت ہے جو واجب الترک ہے۔[۲]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۲/۱/۱۰ھ)

---

(۱)عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما، قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من تشبه بقومٍ فهو منهم. (أخرجه أبوداود، في سننه، "كتاب اللباس: باب في لبس الشهرة": ج۲،ص:۵۵۹،رقم:۴۰۳۱)
قوله ومبتغ في الإسلام سنة الجاهلية أي يكون له الحق عند شخص فيطلبه من غيره ممن لا يكون له فيه مشاركة كوالده أو ولده أو قريبه وقيل المراد من يريد بقاء سيرة الجاهلية أو إشاعتها أو تنفيذها. (ابن حجر، فتح الباري، "قوله باب العفو في الخطأ بعد الموت": ج۱۲،ص:۲۲۱،رقم:۶۸۸۲)
﴿قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَّعَكَ ؕ قَالَ طٰٓئِرُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ۝۴۷﴾(سورة النمل:۴۷)
﴿فَإِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ ۚ وَإِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗ ؕ أَلَآ إِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ۝۱۳۱﴾(سورة الأعراف:۱۳۱)
(۲)﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ﴾(سورة المائده:۳)
وقد عاكس الرافضة والشيعة يوم عاشوراء النواصب من أهل الشام فكانوا ..... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

صرف عاشوراء کا روزہ رکھنا:

(۱۸۰)**سوال**: موجودہ زمانے میں صرف عاشورہ کا روزہ رکھنا کافی ہے یا نہیں؟ معلوم ہوا ہے کہ مولانا تھانویؒ صرف عاشورہ کے روزہ کو کافی وغیر مکروہ قرار دیتے تھے۔ اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: مولانا محمد یوسف، مظفر نگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ماہ محرم میں دسویں تاریخ میں یوم عاشوراء کے روزے کا سنت ہونا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل اور قول سے ثابت ہے، نویں تاریخ کے روزے کا بھی ثبوت ہے، آج کل یہودی عاشوراء کا روزہ نہیں رکھتے، پرانے یہودی عاشوراء کا روزہ رکھتے تھے؛ اس لیے فرمایا گیا کہ ایک دن پہلے یا بعد کا بھی روزہ رکھو تا کہ ان کی مشابہت نہ ہو؛ لہٰذا عاشوراء میں دسویں کے ساتھ نویں یا گیارھویں کا روزہ بھی رکھا جائے جب کہ اس پر اکابر امت کا عمل چلا آرہا ہے؛ لیکن اگر صرف دس محرم کا روزہ رکھا، تو بھی درست ہے اس لیے کہ اب عمداً یہود سے مشابہت نہیں ہوتی۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۱/۶ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا.....إلى يوم عاشوراء يطبخون الحبوب ويغتسلون ويتطيبون ويلبسون أفخر ثيابهم ويتخذون ذلك اليوم عيدا يصنعون فيه أنواع الأطعمة ويظهرون السرور والفرح يريدون بذلك عناد الروافض ومعاكستهم. (أبو الفداء إسماعيل، البداية والنهاية، "فصل وكان مقتل الحسين -رضي الله عنه-": ج۸،ص:۲۰۳)

ويظهر الناس الحزن والبكاء وكثير منهم لا يشرب الماء ليلتئذ موافقة للحسين لأنه قتل عطشانا ثم تخرج النساء حاسرات عن وجوههن ينحن ويلطمن وجوههن وصدورهن حافيات في الأسواق إلى غير ذلك من البدع الشنيعة والأهواء الفظيعة. ("أيضاً": ص:۲۰۲)

(۱) عن ابن عباس رضي الله عنه، قال: أمر رسول الله صلى الله عليه وسلم بصوم عاشوراء يوم عاشر واختلفوا أهل العلم في يوم عاشوراء، فقال بعضهم: يوم التاسع، فقال بعضهم: يوم العاشر. (أخرجه الترمذي، في سننه، "أبواب الصوم: باب ما جاء في عاشوراء: .....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر.....

محرم کے جلوس اور کربلا وغیرہ کا حکم:

(۱۸۱)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین محرم کے مندرجہ ذیل رسم ورواج کے بارے میں: ہمارے علاقے میں محرم کے مہینے میں مسلمانوں کے اندر ایک طریقہ رائج ہے جس کی تفصیل اس طرح ہے کہ محرم کی پہلی تاریخ سے لے کر دسویں تاریخ تک مسلمان مذہبی شعار سمجھ کر روزانہ (ناچ گانے کے وہ سارے آلات) مثلاً ڈھول، میوزک، اور پیانو وغیرہ بجاتے ہیں اور جلوس کی شکل میں گھر گھر جا کر لاٹھی اور دیگر اشیاء کے ذریعہ کرتب دکھاتے ہیں جب کہ میوزک اور پیانو بجانے والے ہندو ہوتے ہیں اور ہندوانہ دھن بجاتے ہیں اور اس نظارے کے دیکھنے والوں میں مردوں کے علاوہ عورتوں اور نوجوان لڑکیوں کی اکثریت ہوتی ہے۔ جلوس میں شامل افراد کبھی برضاء ورغبت اور کبھی بزور طاقت ہر گھر سے چندہ وصول کرتے ہیں اور ان پیسوں کے ذریعہ اجتماعی شادی کے لیے ٹینٹ، پلیٹ اور ٹیبل کرسی وغیرہ خریدتے ہیں، اور لوگ ان چیزوں کو اپنی شادی بیاہ میں استعمال کرتے ہیں اسی طرح ان پیسوں کو سود کے ساتھ لوگوں کو قرض دیتے ہیں، اسی طرح ان پیسوں سے عیدگاہ اور قبرستان کے لیے زمین خریدی جاتی ہے۔

دسویں محرم کو ایک مخصوص جگہ جا کر جس کو کربلا کہا جاتا ہے پورے علاقے کے گاؤں سے لوگ جلوس کی شکل میں ڈھول، میوزک اور پیانو کے ساتھ حاضر ہوتے ہیں اور کرتب دکھاتے ہیں کیا مذکورہ بالا رسم ورواج قرآن وحدیث کی روشنی میں جائز ہے۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ناظر حسین، ہردوئی

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا..... أي يوم هو؟": ج۱،ص:۱۵۸،رقم:۷۵۵)

عن ابن عباس رضي الله عنه، أنه قال: صوموا التاسع والعاشر وخالفوا اليهود. ("أيضاً:")

قال الكشميري: حاصل الشريعة أن الأفضل صوم عاشوراء وصوم يوم قبله وبعده، ثم الأدون منه صوم عاشوراء مع صوم يوم قبله أو بعده، ثم الأدون صوم يوم عاشوراء فقط .والثلاثة عبادات عظمى، وأما ما في الدر المختار من كراهة صوم عاشوراء منفرداً تنزيهاً فلا بد من التأويل فيه أى أنها عبادة مفضولة من القسمين الباقيين، ولا يحكم بكراهة فإنه عليه الصلاة والسلام صام مدة عمره صوم عاشوراء منفرداً وتمنى أن لو بقى إلى المستقبل صام يوماً معه. (علامه، أنور شاه الكشميري، العرف الشذي، "باب ما جاء في الحث على صوم يوم عاشوراء": ج۲،ص:۷۱۴)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال میں جو باتیں آپ نے ذکر کی ہیں ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے، افسوس ہے کہ ناجائز اور حرام کاموں کو مذہبی شعار سمجھ کر انجام دیا جارہا ہے، یہ سب بدعات اور خرافات ہیں مسلمانوں کو ان کاموں سے مکمل اجتناب کرنا چاہیے، ڈھول، میوزک اور پیانو شریعت میں حرام ہے اس سے دل میں نفاق پیدا ہوتا ہے اور جس طرح یہ چیزیں بجانا حرام ہے اسی طرح اس کا سننا بھی حرام ہے، زور وطاقت سے چندہ وصول کرنا حرام ہے اگر چہ ان پیسوں کو کسی بھی خیر کے کام میں لگایا جائے، دسویں محرم کو کربلا جانا یہ روافض کے کام ہیں مسلمانوں کو ان سے بچنا چاہیے

''عن عائشة -رضي اللّٰه عنها- قالت: قال رسول اللّٰه عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس فيه فهو رد[1] و كره كل لهو و استماعه كالرقص، و السخرية، و التصفيق، وضرب الأوتار من الطنبور، و البربط، و الرباب، و القانون، و المزمار، و الصنج، و البوق فإنها كلها مكروهة لأنها زى الكفار، واستماع ضرب الدف، والمزمار، وغير ذلك حرام، [2]قال ابن مسعود صوت اللهو، والغنا ينبت النفاق في القلب كما ينبت الماء النبات قلت وفي البزازية استماع صوت الملاهى كضرب قصب ونحوه حرام''[3]

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۲/۲۵/۱۴۴۰ھ)

اسلام میں کوئی دن، تاریخ، مہینہ منحوس ہے کہ نہیں؟

(۱۸۲) **سوال:** اسلام میں کوئی دن مہینہ تاریخ منحوس ہے یا نہیں جیسا کہ لوگ شادی بیاہ

(۱) أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الصلح: باب إذا اصطلحوا على صلح جور" :ج۱،ص:۳۷۱،رقم:۲۶۹۷.
(۲) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الحظر والإباحة: فصل في البيع" :ج۹،ص:۶۶۵.
(۳) ابن عابدين، الدر المختار مع الدر المحتار، "كتاب الحظر والإباحة" :ج۹،ص:۲۰۵)

کرتے ہیں تو بعض مہینوں کو منحوس مانتے ہیں شرعاً کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد انصار، سہرساوی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اسلام میں کسی دن، تاریخ میں نحوست نہیں ہے اور ایسا عقیدہ رکھنا بھی گناہ ہے؛ البتہ بعض ایام کی فضیلت ضروری ہے جیسے پیر، بدھ، جمعرات، جمعہ کا دن اور ایسے ہی مہینہ کی طاق تاریخیں کہ اللہ تعالیٰ خود طاق ہیں اور طاق رات کو پسند فرماتے ہیں۔ پس نکاح شادی وغیرہ کے لیے تمام ایام درست ہیں۔[1]

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۲/۲/۱۸ھ)

عاشوراء کا کھانا:

(۱۸۳) **سوال:** دسویں محرم کو ہی عاشورہ کے دن کھانا پکانا دعوت کرنا اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بھی ثواب پہونچانا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: شریف احمد، ہریدوار

الجواب وباللّٰہ التوفیق: یوم عاشورہ کی نیت سے کھانا پکانا اور دعوت کرنا اور فقراء کو

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا عدوى ولا طيرة ولا هامة ولا صفر. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الطب: باب لا هامة": ج۲،ص:۸۵۷،رقم:۵۷۰۷)
عن إبن عمر رضي الله عنهما، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألشوم في المرأة والدار والفرس. (مشكوٰة المصابيح، "كتاب النكاح: الفصل الأول": ج۲،ص:۲۶۷،رقم:۳۰۸۷)
لأن الأيام كلها للّٰه تعالىٰ لا تنفع ولا تضر بذاتها. (علامه آلوسي، روح المعاني: ج۱۵،ص:۱۳۱)

بھی کھلانا مستحب اور باعث ثواب ہے [۱] لیکن محرم کی نیت سے کرنا بدعت وممنوع ہے۔ [۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۱/۳/۱۲ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

صفر کے مہینے میں نحوست سمجھنا:

(۱۸۴) **سوال**: بعض عورتوں کا خیال ہے کہ صفر کا مہینہ اور خصوصاً شروع کے تیرہ دن منحوس اور نامبارک ہیں، ان دنوں میں عقد نکاح اور خطبہ اور سفر تک نہ کرنا چاہئے ورنہ نقصان ہوگا یہ عقیدہ رکھنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد منیر الزماں، دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ خیالات اور عقائد اسلامی تعلیمات کے خلاف ہیں، زمانۂ جاہلیت میں لوگ ماہ صفر کو منحوس کہتے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان خیالات کی سخت الفاظ میں تردید فرمائی ہے، صحیح بات یہ ہے کہ وقت، دن، ماہ، تاریخ کوئی منحوس نہیں ہے، بندوں کے اعمال وافعال پر نحوست منحصر ہے، جس وقت کو بندہ نیک کام میں لگادے وہ مبارک ہے، اور جس وقت کو بندہ گناہ میں صرف کردے، وہ اس کے لیے منحوس ہے۔ اوقات حقیقت میں منحوس نہیں ہوتے، بلکہ مدار اعمال پر ہے۔ [۳]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۱/۲۸ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) والمتابعة كما تكون في الفعل تكون في الترك أيضاً، فمن واظب على فعل لم يفعله الشارع فهو مبتدع. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، "مقدمه": ج۱،ص:۹۳)..... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر.....

ہر سال ۹/ربیع الاول کو جلسہ کرنا:

(۱۸۵)**سوال**: میں خورشیدہ بیگم تبلیغ کرتی ہوں ۹/ربیع الاول کو بہت بڑا جلسہ کرتی ہوں، چندہ بالکل نہیں کرتی، فضائل اعمال اور حدیث وقرآن کی باتیں بتلاتی ہوں کیا یہ بدعت ہے بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتیہ: خورشیدہ بیگم، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر اس اجلاس کو اسی متعینہ تاریخ میں لازم سمجھ کر نہ کیا جائے تو یہ بدعت نہیں ہوگا اور بدعت کی تعریف اس پر صادق نہ آئے گی، اس میں اتنا تغیر کر لینا سنت شریعت کے موافق ہوگا کہ اسی ۹/ربیع الاول کو لازم نہ سمجھا جائے، گاہے گاہے اس تاریخ کے علاوہ دوسری تاریخوں میں اجلاس کرلیا جائے کہ کسی سال میں ۸/کو کسی میں ۷/کو وغیرہ۔[۱] لیکن اس کو لازم سمجھ کر عمل کرنا بدعت اور واجب الترک ہے۔ انتظامی طور پر کوئی تاریخ مقرر کئے رکھنا درست ہے، سنت سمجھ کر درست نہیں ہے، اسی طرح کوئی ایسی تاریخ طے کئے رکھنا بھی درست نہیں ہے جسے لوگ سنت کی حیثیت دینے لگیں جب کہ وہ سنت نہ ہو۔[۲]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۷/۲/۲۵ھ)

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا.....(۲) ایصال ثواب کے لئے کسی دن کی تخصیص شریعت سے ثابت نہیں اور اب جب کہ یہ روافض اور مبتدعین کا شعار بن چکا ہے تو قطعاً ترک کرنا چاہئے۔ (حاشیہ کفایت المفتی، ''مخصوص ایام کی مروجہ بدعات کا بیان'': ج۲،ص:۲۹۸،)

(۳)عن أبي هريرة رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا عدوى ولا طيرة ولا هامة ولا صفر. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الطب: باب لا هامة": ج۲،ص:۸۵۷،رقم:۵۷۰۷)

عن ابن عمر رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الشؤم في المرأة والدار والفرس، متفق عليه. (مشكوٰة المصابيح، "كتاب النكاح: الفصل الأول": ج۱،ص:۲۶۷)

الأيام كلها لله تعالى لا تنفع ولا تضر بذاتها. (علامه آلوسي، روح المعاني: ج۱۵،ص:۱۳۱)

(۱)لا بأس بالجلوس للوعظ إذا أراد به وجه الله تعالىٰ كذا في الوجيز. .....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر.....

عید میلاد النبی پر جشن منانا و جلسے کرنا:

(۱۸۶)**سوال**: ہمارے یہاں عید میلاد النبی کا جشن منایا جاتا ہے اور خوب جلسے کئے جاتے ہیں اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: مولوی شبیر احمد، کشمیری

الجواب وباللّٰہ التوفیق: یوم پیدائش نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یا یوم وفات پر جشن و عید میلاد النبی وغیرہ کی خیر القرون میں کوئی اصل نہیں ملتی؛ اس لیے اگر لازم سمجھ کر اس متعین تاریخ میں جشن منایا جائے، تو بدعت اور واجب الترک ہوگا، ہاں ایصال ثواب مستحسن ہے، لیکن غیر شرعی امور کا ارتکاب موجب فسق ہے۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۷/۳/۲۷ھ)

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا.....(جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، "الباب الخامس في آداب المسجد والقبلة": ج۵،ص:۳۱۹)

(۲) ومن جملة ما أحدثوه من البدع مع اعتقادهم أن ذلك من أكبر العبادات وأظهر الشعائر ما يفعلونه في شهر ربيع الأول من المولد وقد احتوى على بدع ومحرمات جملة. (موسوعة الرد على الصوفية، "البدع الحولية": ج۲۲،ص:۱۹۳)

عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد. (أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب الأقضية: باب نقض الأحكام": ج۲،ص:۷۷،رقم:۱۷۱۸)

(۱) ولم يكن له أصل من الشريعة الغراء. (علامه أنور شاه الكشميري، العرف الشذي، "أبواب العيدين، باب ما جاء في التكبير في العيدين": ج۱،ص:۵۶۸)

من أحدث في الإسلام رأيا لم يكن له من الكتاب والسنة سند ظاهر أو خفي ملفوظ أو مستنبط فهو مردود. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، "كتاب الإيمان: باب الاعتصام بالكتاب والسنة: الفصل الأول": ج۱،ص:۳۳۶،رقم:۱۴۰)

لا بأس بالجلوس للوعظ إذا أراد به وجه الله تعالىٰ كذا في الوجيز. .....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر.....

۱۲/ربیع الاول کو جلسہ وجلوس کرنا:

(۱۸۷)**سوال**: بارہ ربیع الاول کو تقریری پروگرام اور جلوس وغیرہ نکالنا کیسا ہے جیسا کہ بہت سے حضرات ایسا کرتے ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد مصطفیٰ، باغپت

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جلوس وغیرہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ بغیر کسی التزام کے وعظ ونصیحت میں حرج نہیں ہے۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۴/۳/۲۱ھ)

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا.....(جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "الباب الخامس في آداب المسجد والقبلة": ج۵،ص:۳۱۹)

ولأن ذكر اللّٰه تعالىٰ إذا قصد به التخصيص بوقت دون وقت، أو بشيء دون شيء لم يكن مشروعاً لم يرد الشرع به لأنه خلاف المشروع. (ابن نجيم، البحر الرائق، "كتاب الصلاة: باب العيدين": ج۲،ص:۲۷۹)

من أحدث في الإسلام رأيا لم يكن له من الكتاب والسنة سند ظاهر أو خفي ملفوظ أو مستنبط فهو مردود. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، "كتاب الإيمان: باب الاعتصام بالكتاب والسنة: الفصل الأول": ج۱،ص:۳۳۶،رقم:۱۴۰)

(۱)عن عائشة رضي اللّٰه عنها، قالت: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد. (أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب الأقضية: باب نقض الأحكام": ج۲،ص:۷۷،رقم:۱۷۱۸)

ولم يكن له أصل من الشريعة الغراء. (علامه أنور شاه الكشميري، العرف الشذي، "أبواب العيدين، باب ما جاء في التكبير في العيدين": ج۱،ص:۵۶۸)

من أحدث في الإسلام رأيا لم يكن له من الكتاب والسنة سند ظاهر أو خفي ملفوظ أو مستنبط فهو مردود. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، "كتاب الإيمان: باب الاعتصام بالكتاب والسنة: الفصل الأول": ج۱،ص:۳۳۶،رقم:۱۴۰)

ومن جملة ما أحدثوه من البدع مع اعتقادهم أن ذلك من أكبر العبادات وأظهر الشعائر ما يفعلونه في شهر ربيع الأول من المولد وقد احتوى على بدع ومحرمات جملة. .....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر.....

گیارہویں شریف منانا کیسا ہے؟

(۱۸۸)**سوال**: گیارہویں شریف منانا کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد عارف، شاہجہاں پور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: گیارہویں منانا کہیں سے ثابت نہیں، یہ محض ایک رسم ہے، نیز بہت سے اعتقادی، عملی واخلاقی مفاسد پر مشتمل ہونے کی وجہ سے واجب الترک ہے۔[1]

الجواب صحیح:

محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی

محمد عمران گنگوہی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۶/۵:۱۴۳۶ھ)

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا..... (موسوعة الرد على الصوفية، "البدع الحولية": ج۲۲،ص:۱۹۳)

لا بأس بالجلوس للوعظ إذا أراد به وجه اللّٰه تعالىٰ كذا في الوجيز. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "الباب الخامس في آداب المسجد والقبلة": ج۵،ص:۳۱۹)

(۱)عن عائشة رضي اللّٰه عنها، قالت: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد. (أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب الأقضية: باب نقض الأحكام": ج۲،ص:۷۷،رقم:۱۷۱۸)

واعلم أن النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام وما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها إلى ضرائح الأولياء الكرام تقربا إليهم فهو باطلٌ وحرامٌ. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصوم: باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، مطلب في النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام": ج۳،ص:۴۲۷)

ولم يكن له أصل من الشريعة الغراء. (علامه أنور شاه الكشميري، العرف الشذي، "أبواب العيدين، باب ما جاء في التكبير في العيدين": ج۱،ص:۵۶۸)

من أحدث في الإسلام رأيا لم يكن له من الكتاب والسنة سند ظاهر أو خفي ملفوظ أو مستنبط فهو مردود. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، "كتاب الإيمان: باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول": ج۱،ص:۳۳۶،رقم:۱۴۰)

ومن جملة ما أحدثوه من البدع مع اعتقادهم أن ذلك من أكبر العبادات وأظهر الشعائر ما يفعلونه في شهر ربيع الأول من المولد وقد احتوى على بدع ومحرمات جملة. (موسوعة الرد على الصوفية، "البدع الحولية": ج۲۲،ص:۱۹۳)

۱۲/ربیع الاول کی چھٹی کرنا اور کاروبار نہ کرنا کیسا ہے؟

(۱۸۹)**سوال**: عرصہ سے ۱۲/ربیع الاول جس روز ہوتی ہے اس روز کاروبار بند رکھے جاتے ہیں، عبادات روحانی، ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے، کہا جاتا ہے اس میں کسی رسم وغیرہ کو دخل نہیں ہے، لیکن چوں کہ چھٹی ہوتی ہے اس لیے یہ کام بھی بآسانی کر لیے جاتے ہیں تو یہ چھٹی کرنا گناہ تو نہیں ہے؟ ایک جماعت کہتی ہے کہ ناجائز ہے۔ شرعی حکم کیا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: جاوید مہتاب الدین، دہلی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسا کرنے پر جب کہ پابندی کی جارہی ہے اور یہ طریقہ قرونِ ثلاثہ میں سے کسی قرن میں اپنایا نہیں گیا نہ اسلاف ہی سے ثابت ہے اور نہ اکابر امت سے اس لیے اس کو بدعت ہی کہا جائے گا۔ بدعت کی تعریف یہ ہے کہ ہر ایسی چیز جو عبادت کے طریقہ پر ثواب کی نیت سے کی جائے اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا زمانہ صحابہؓ وتابعین میں علت پائے جانے کے باوجود نہ کی گئی ہو، اب اگر چہ آپ اس کو رسم نہیں مان رہے، لیکن مابعد میں ایسا نہ کرنے والوں پر طعن وتشنیع کی جائے گی اور اس بدعت کے موجد آپ حضرات قرار دیئے جائیں گے اور حوادث بدعت بلاشبہ گناہ ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۰/۶/۲۲ھ)

---

(۱)عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد. (أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب الأقضية: باب نقض الأحكام": ج۲،ص:۷۷،رقم:۱۷۱۸)
من أحدث في الإسلام رأيا لم يكن له من الكتاب والسنة سند ظاهر أو خفي ملفوظ أو مستنبط فهو مردود. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، "كتاب الإيمان: باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول": ج۱،ص: ۳۳۶،رقم:۱۴۰).....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر.....

جشن میلاد النبی پر جلسہ، ڈھول باجہ وغیرہ:

(۱۹۰)**سوال**: ۱۲/ربیع الاول کے موقع پر جشن میلاد النبی کے نام پر راتوں میں ایک دو بجے تک بیانات کرنا اور اسی طرح گاڑیوں میں لا الہ الا اللہ کے جھنڈے لگا کر گھومنا اور ڈھول باجا بجانا وغیرہ۔ یہ امور جائز ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد محبوب صاحب، کرناٹک

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جشن میلاد النبی کا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد سلف صالحین میں کوئی رواج نہیں رہا اور نہ ہی اسے قربت وطاعت قرار دیا گیا اب کچھ جگہوں پر میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر جشن منایا جانے لگا اس تکلیف دہ صورت حال پر کنٹرول کے لئے علماء کرام نے وعظ وخطاب کو اختیار کیا جس کی برکت سے اس صورت حال پر کافی حد تک کنٹرول ہوا لہٰذا جشن میلاد غیر شرعی و بدعت ہے اور اس میں ڈھول باجا وغیرہ ناجائز ہے، نیز وعظ وخطاب کے لئے ثواب سمجھ کر اور جشن کی وجہ سے اسی رات کی تعیین بھی درست نہیں۔ (۱)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا.....ومن جملة ما أحدثوه من البدع مع اعتقادهم أن ذلك من أكبر العبادات وأظهر الشعائر ما يفعلونه في شهر ربيع الأول من المولد وقد احتوى على بدع ومحرمات جملة. (موسوعة الرد على الصوفية، "البدع الحولية": ج۲۲،ص:۱۹۳)

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إياكم ومُحدَثات الأمور، فإن كل محدثة بدعة، وكل بدعة ضلالة. (أخرجه أبو داود، في سننه، "أول كتاب السنة، باب في لزوم السنة": ج۲،ص:۴۶)

(۱) واستماعه كالرقص والسخرية والتصفيق وضرب الأوتار من الطنبور والبربط والرباب والقانون والمزمار والصنج والبوق فإنها كلها مكروهة لأنها زي الكفار واستماع ضرب الدف والمزمار وغير ذلك حرام. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الحظر والإباحة: فصل في البيع": ج۹،ص:۵۶۶)

عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال رسول الله عليه وسلم: من أحدث .....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

تعطیل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم:

(۱۹۱)**سوال**: ہماری سرکار نے یوم عید میلاد النبی کی چھٹی کردی ہے تو کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ دن بہت دھوم دھام سے منایا جائے، اچھے لباس، اچھے طعام کے ساتھ منایا جائے اور بعض کہتے ہیں کہ بس کچھ مسجدوں میں پڑھ کر (قرآن) منالیا جائے تو کس طرح کریں۔

فقط: والسلام

المستفتی: حاجی یوسف، ٹانڈہ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے، صحابۂ کرامؓ، حضرات ائمہ اور اسلاف عظام سے بھی ثابت نہیں ہے۔ مگر بعض مرتبہ حالات اور وطنی غیر مسلم پڑوسیوں کی وجہ سے اپنی اجتماعیت اور یکجہتی کا مظاہرہ کرنے کے لئے بھی کچھ کرنا ضروری ہوجاتا ہے اس لحاظ کے ساتھ کہ حدود شرعی سے تجاوز نہ ہو اور اس کو عقیدہ نہ بنالیا جائے۔ پس اس بات کا خیال رکھتے ہوئے وقتِ ضرورت امور مذکور کے کرنے کی گنجائش ہے اور اختلاف اس پر مناسب نہیں ہوگا۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۱/۳/۱۵ھ)

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا..... في أمرنا هذا ما ليس فيه فهو رد. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الصلح: باب إذا اصطلحوا على صلح جور": ج۱،ص:۳۷۱،رقم:۲۶۹۷)

(۱)عن عائشة رضي اللّٰه عنها، قالت: قال رسول اللّٰه عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس فيه فهو رد. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الصلح: باب إذا اصطلحوا على صلح جور": ج۱،ص:۳۷۱،رقم:۲۶۹۷)

المولود الذي شاع في هذا العصر ..... ولم يكن له أصل من الشريعة الغراء. (علامه أنور شاه الكشميري، العرف الشذي، "أبواب العيدين، باب ما جاء في التكبير في العيدين": ج۱،ص:۵۶۸)

ونظير ذلك فعل كثير عند ذكر مولده صلى اللّٰه عليه وسلم: ووضع أمه له من القيام. وهو أيضاً: بدعة لم يرد فيه شيء به على أن الناس إنما يفعلون ذلك تعظيماً له صلى اللّٰه عليه وسلم، فالعوام معذورون لذلك بخلاف الخواص. (أحمد بن محمد، الفتاوىٰ الحديثية: ج۱،ص:۵۸)

۲۷/رجب المرجب کا روزہ:

(۱۹۲)**سوال**: ہمارے یہاں ستائسویں رجب کے روزے کو بڑی اہمیت دی جاتی ہے اور اس کو بہت بڑا ثواب سمجھتے ہیں تو اس کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: مکرم حسین، مظفر نگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ۲۷/رجب کے بارے میں جو روایات ہیں وہ موضوع اور ضعیف ہیں، صحیح اور قابل اعتماد نہیں؛ لہٰذا ۲۷/رجب کا روزہ مثل عاشورہ کے ثواب سمجھ کر کہ ہزار روزوں کا ثواب ملے گا یہ سمجھ کر روزہ رکھنا ممنوع ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس سے منع فرمایا کرتے تھے[۱] البتہ اگر کوئی شخص ہزار روزہ کے اجر کی نیت نہ کرے محض ثواب کے لیے رکھے تو کوئی ممانعت نہیں ہے۔[۲]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۳/۲۳ھ)

رجب کے کونڈے، شب برأت کے حلوہ کا حکم:

(۱۹۳)**سوال**: رجب کے کونڈے جس کو عرفِ عام میں ''رجبی'' کہتے ہیں اور محرم کا حلیم

---

(۱) ۲۷/رجب کے روزے کی فضیلت صحاح احادیث میں ثابت نہیں مگر غنیۃ میں سیدنا عبدالقادر جیلانی قدس سرہ نے لکھا ہے، اس کو محدثین ضعیف کہتے ہیں حدیث ضعیف سے ثبوت نہیں ہوسکتا ہے، نفس روزہ جائز ہے۔ فقط: واللہ اعلم (رشید احمد، گنگوہی، فتاویٰ رشیدیہ: ص: ۴۵۵)

(۲) وقد وردت فيه أحاديث لا تخلو من طعن وسقوط كما بسطه ابن حجر في تبيين العجب مما ورد في فضل رجب، وما اشتهر في بلاد الهند وغيره أن الصوم صباح تلك الليلة يعد ألف صوم فلا أصل له.
(الآثار المرفوعة، "ذكر عاشر رجب": ج ۱، ص: ۷۷)

اور پندرہ شعبان کا حلوا بنانا اور بزرگوں کے لیے ایصالِ ثواب کرنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: مشتاق احمد، مہاراشٹر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایصال ثواب کے لیے شرعاً نہ کوئی تاریخ مقرر ہے، اور نہ ہی کوئی دن متعین ہے؛ بلکہ ہمہ وقت ایصال ثواب جائز اور درست ہے، پس مذکورہ بالا تمام رسوم غیر شرعی رسوم ہیں، ان رسوم کو ایصال ثواب کے لئے مقرر کرنا اور ان میں مذکورہ کھانوں کو ایصالِ ثواب کے لئے مقرر کرنا شرعاً درست نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے؛ اس لیے اس کو بدعت ہی کہا جائے گا، جس سے پرہیز کرنا ہر مسلمان پر ضروری ہے۔[1]

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۴/۷/۸ھ)

شب برأت کی رسومات سے روکنا کیسا ہے؟

(۱۹۴) **سوال:** شب برأت پر خوب روشنی کی جاتی ہے پٹاخے وغیرہ بجائے جاتے ہیں ان بدعات کو روکنے کے لئے لٹریچر کالم وغیرہ لکھنا یا کوئی اور طریقہ اختیار کرنا مفید ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: اہلیہ، سرتاج، بنارس

---

(۱) عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد. (أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب الأقضية: باب نقض الأحكام": ج۲،ص:۷۷،رقم:۱۷۱۸)

﴿إِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا إِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ﴾ (سورة الإسراء:۲۷)

وقال مجاهد لو انفق انسان ما له كله في الحق لم يكن مبذراً ولو انفق مدا في غير حق كان مبذراً. (تفسير ابن كثير، "سورة الإسراء:۲۷": ج۲،ص:۶۹)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شب برأت وغیرہ کے مواقع پر بدعات سے اجتناب لازم ہے اور دوسروں کو بھی اس سے محفوظ رکھنے کے لیے کوشش جاری رکھنی چاہئے اس کے لیے لٹریچر وغیرہ لکھنا بھی مفید ہے، لوگوں سے فرداً فرداً کبھی ملاقات کر کے ان کو صحیح طور سے آگاہ کرنا بھی مفید ہے، محنت کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعاء بھی کی جائے، ہدایت تو اللہ کا کام ہے بندہ کوشش کرسکتا ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۷/۸/۲۲ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

شب برأت میں قبرستان جاتے ہوئے مخصوص کلمات پڑھنا:

(۱۹۵) **سوال:** بعض جگہ کے لوگوں نے یہ معمول بنا رکھا ہے کہ شب برات میں مسجد میں یکجا ہو کر عبادات میں مشغول رہتے ہیں۔ پھر جب رات کا اخیر حصہ ہوتا ہے تو سب کے سب مندرجہ ذیل کلمات کا ورد کرتے ہوئے قبرستان کو جاتے ہیں کلمہ یہ ہے ''**حسبي ربي جل اللّٰه نور محمد صلى اللّٰه**'' وغیرہم۔ آیا ان قسم کے الفاظ مع ان افعال کے شریعت سے ثابت ہیں یا نہیں؟ جواب مرحمت فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: سعید احمد فیضی

---

(۱) من تعبد للّٰه تعالىٰ بشيء من هذه العبادات الواقعة في غير أزمانها فقد تعبد ببدعة حقيقية لا إضافية فلا جهة لها إلى المشروع بل غلبت عليها جهة الابتداع فلا ثواب فيها. (أبو اسحاق الشاطبي، الاعتصام، "فصل البدع الإضافية هل يعتد بها عبادات": ج۲،ص:۲۶)

من أحدث في الإسلام رأيا لم يكن له من الكتاب والسنة سند ظاهر أو خفي ملفوظ أو مستنبط فهو مردود. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، "كتاب الإيمان: باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول": ج۱،ص:۳۳۶، رقم:۱۴۰)

ولم يكن له أصل من الشريعة الغراء. (علامه أنور شاه الكشميري، العرف الشذي، "أبواب العيدين، باب ما جاء في التكبير في العيدين": ج۱،ص:۵۶۸)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ معمول کا یا قبرستان جاتے ہوئے مذکورہ کلمہ پڑھنے کا شرعاً کوئی ثبوت نہیں۔ اتفاقاً ایسا ہوتو اباحت کے درجہ میں ہوگا اور اگر اس طریقہ کو شرعی طریقہ سمجھ کر رسم بنالیا گیا اور ضروری سمجھا گیا تو یہ معمول بدعت میں شمار ہوگا۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۹/۷/۱۴۰۹ھ)

شب برأت میں حلوہ پکانا کیسا ہے؟

(۱۹۶) **سوال:** شب برأت کے دن حلوا پکانا، چاول کی روٹی پکانا، گوشت پکانا، نیز بعد مغرب ہر گھر سے شیرینی اپنے برتن میں لے کر مسجد میں جمع ہوکر بعد تقریر و دعاء تقسیم کرکے برکت کے طور پر گھر لے جانا کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: شبیر احمد، مرادآباد

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شب برأت، عیدالفطر، عیدالاضحیٰ اور محرم کی دسویں تاریخ میں بعض امور کو ضروری اور لازم سمجھنا اور ان کو انجام دینا جن کا سوال میں تذکرہ ہوا ہے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے زمانے میں ان چیزوں کی کوئی اصل نہیں ملتی اور نہ ہی یہ چیزیں دین اسلام اور مسلمانوں کے کسی فائدے کی چیزیں ہیں؛ اس لیے یہ

---

(۱) وكل هذه بدع ومنكرات لا أصل لها في الدين ولا مستند لها من الكتاب والسنة ويجب على أهل العلم أن ينكروها وأن يبطلوا هذه العادات ما استطاعوا. (علامه أنور شاه الكشميري، معارف السنن، "باب الشتديد في البول": ج۱،ص:۲٦٦)

رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من عمل عملاً ليس عليه أمرنا فهو رد. (أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب الأقضية: باب نقض الأحكام الباطلة": ج۲،ص:۷۷،رقم:۱۷۱۸)

ويكره الاجتماع على إحياء ليلة من هذه الليالي. (حسن بن عمار، المراقي الفلاح، "كتاب الصلاة: فصل في تحية المسجد وصلاة الضحىٰ وإحياء الليالي"،ص:۴۰۲)

چیزیں بدعات سیئہ ہوکرناجائزوحرام ہیں بدعت یعنی دین میں کسی چیزکولازم سمجھ لیناجب کہ دین میں اس کی کوئی اصل نہ ہوشرعاً بڑا گناہ ہےاوراس پراحادیث میں بڑی سخت وعیدیں ہیں۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۶/۱/۲۰ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

شب برأت میں قبرستان جاتے وقت بلندآواز سے نعرہ تکبیر کہنا:

(۱۹۷)**سوال**: شب برأت کوقبرستان جاتے ہوئے زورزور سے بہت سارے آدمیوں کا نعرہ تکبیر اللہ اکبر کہتے ہوئے جانا درست ہے یانہیں شرعی حکم کیا ہے؟ اگرکوئی شخص یہ فعل کرارہاہے،تو اس کے لیے کیاوعید ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: فرقان کاظمی، راجوپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ فی السوال صورت خیرالقرون میں ثابت نہیں اس لیے بدعت اور واجب الترک ہے فرداً فرداً اگرکوئی قبرستان جاتے ہوئے تکبیر یا دیگر دعاء پڑھے یا اتفاقاً جمع ہوجائیں تو شرعاً مضائقہ نہیں؛ لیکن اس پراستمرار یااس کے ترک کو براسمجھنا درست نہیں اور جواس طریقہ کولازم سمجھے وہ گناہ گار ہےاس کومتنبہ کیا جائے۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۶/۱۰/۲۸ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد. (أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب الأقضية: باب نقض الأحكام": ج۲،ص:۷۷،رقم:۱۷۱۸)
وكل هذه بدع ومنكرات لا أصل لها في الدين ولا مستند لها من الكتاب والسنة، .....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر.....

شب برأت میں اجتماعی عبادت کرنا:

(۱۹۸)**سوال**: پندرھویں شعبان کواجتماعی طور پرعبادت کرنا جس میں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ محلّہ کے افرادمحلّہ کی مسجد میں جمع ہوتے ہیں، روشنی کا پورااہتمام کیا جاتا ہےاور پوری رات جاگتے ہیں جس میں کھانے کا اہتمام پورے طور پر کیا جاتا ہےاور حیلہ یہ بنایا جاتا ہے کہ گھر میں عبادت کرنا، پوری رات جاگنا مشکل ہےاس لیے مسجد میں اجتماعی طور پرعبادت کرنے میں پوری رات بیدار رہنا آسان ہے۔شریعت کا کیا حکم ہے۔

فقط: والسلام
المستفتی: مظہرالحق، بیگوسرائے

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اجتماعی عبادت کے اہتمام پر کوئی شرعی دلیل معلوم نہیں ہوتی؛اس لئے ازخوداس کا اہتمام کرنا شرعاً درست نہیں[۱] ہاں اگراتفاقاًفردفرد ہوکراجتماع ہوجائے، تواس میں مضائقہ نہیں ہےاور بلاضرورت یاضرورت سے زائدروشنی اسراف اورناجائز ہے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمداحسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۶/۱۱/۲۶ھ)

الجواب صحیح:
سیداحمدعلی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا.....ویجب على أهل العلم أن ينكروها وأن يبطلوا هذه العادات ما استطاعوا. (علامه أنور شاه الكشميري، معارف السنن، "باب الشتديد في البول" :ج۱،ص:۲۶۶)

(۲) عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد. (أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب الأقضية: باب نقض الأحكام" :ج۲،ص:۷۷،رقم:۱۷۱۸)

ويكره الاجتماع على إحياء ليلة من هذه الليالي. (حسن بن عمار،مراقي الفلاح، "كتاب الصلاة: فصل في تحية المسجد وصلاة الضحىٰ وإحياء الليالي" :ص:۴۰۲)

(۱) والمتابعة كما تكون في الفعل تكون في الترك أيضاً، فمن واظب على فعل لم يفعله الشارع فهو مبتدع. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، "مقدمه":ج۱،ص:۹۳)

(۲)﴿وَآتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ۝ إِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا إِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ﴾ (سورة الإسراء:۲۶-۲۷)

شب برأت کے سلسلے میں مروی روایات کی تحقیق:

(۱۹۹)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:

شب برأت کی حقیقت کیا ہے؟ ہمارے یہاں کے بعض علماء اس رات کی فضیلت کا انکار کرتے ہیں اور بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے ابن ماجہ کی حدیث: ص:۹۹/ پر جو حدیث موجود ہے اس کا حافظ ابن حجر نے التقریب: ص:۲۹۶/ پر رد کیا ہے اس کی تحقیق مطلوب ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: مولوی محمد ایوب صاحب، گجراتی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شب برأت کی فضیلت کے بارے میں متعدد روایات موجود ہیں ان کو تلقی بالقبول بھی حاصل ہے اور ان پر توارث بھی ہے؛ اس لیے شب برأت کی فضیلت کا انکار کرنا درست نہیں ہے۔ ہاں اس سلسلے میں بعض روایات ضعیف اور کمزور ہیں؛ لیکن بعض صحیح اور حسن درجہ کی بھی روایتیں ہیں؛ اس لیے مجموعہ روایات سے استدلال کیا جا سکتا ہے۔ جہاں تک ابن ماجہ کی حدیث:

''عن علي بن أبي طالب رضي اللّٰه عنه، قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إذا كانت ليلة النصف من شعبان فقوموا ليلها وصوموا نهارها فإن اللّٰه ينزل فيها لغروب الشمس إلى سماء الدنيا، فيقول: ألا من مستغفر لي فأغفر له ألا مسترزق فأرزقه ألا مبتلى فأعافيه ألا كذا ألا كذا حتى يطلع الفجر ''[1] کا تعلق ہے اس کو متعدد محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔ حافظ ابن حجر نے التقریب میں اس پر رد کیا ہے وہ میری نظر سے نہیں گزرا ہاں دیگر محدثین نے اس حدیث کی تضعیف کی ہے؛ لیکن اس رات کی فضیلت صرف اسی ایک حدیث سے ثابت نہیں ہے؛ بلکہ اس کے علاوہ دیگر احادیث بھی ہیں جن سے اس رات کی فضیلت پر استدلال کیا گیا ہے مثلاً:

''وعن معاذ بن جبل رضي اللّٰه عنه، عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال:

(۱) مشكوة المصابيح، ''كتاب الصلاة: باب قيام شهر رمضان، الفصل الثالث'': ج۱،ص:۱۱۵.

يطلع الله إلى جميع خلقه ليلة النصف من شعبان فيغفر لجميع خلقه إلا لمشرك أو لمشاحن"[1] اس حدیث کو حسن صحیح قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح ایک حدیث ہے:

"**إذا كان ليلة النصف من شعبان إطلع الله إلى خلقه فيغفر للمؤمنين ويمهل الكافرين ويدع أهل الحقد بحقدهم حتى يدعوه**"[2] اس حدیث پر شیخ البانی نے بھی صحیح کا حکم لگایا ہے۔ ترمذی میں روایت ہے:

"**إن الله عزوجل ينزل ليلة النصف من شعبان إلى السماء الدنيا، فيغفر لأكثر من عدد شعر غنم كلب**"[3]

اس طرح کی متعدد احادیث ہیں جن میں اگر چہ بعض ضعیف ہیں؛ لیکن تعدد طرق کی وجہ سے ان کا ضعف ختم ہو جاتا ہے اور وہ روایت قابل قبول ہو جاتی ہے، اسی وجہ سے علماء کا ان روایات پر عمل رہا ہے، محض ابن ماجہ کی ضعیف روایت کو دیکھ کر پندرہویں شعبان کا فضیلت کا بالکلیہ انکار کرنا درست نہیں ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۲/۶/۲۲ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

شب برأت کو تہوار کے طور پر منانا:

(۲۰۰) **سوال**: شب برأت کو تہوار کے طور پر منایا جا سکتا ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد سالم، دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: شب برأت تہوار نہیں ہے اس رات کو تہوار کے طور پر منانا

(۱) الترغيب والترهيب، "كتاب الأدب وغيره": ج۳،ص:۳۰۷،رقم:۴۱۸۸.
(۲) صحيح الترغيب والترهيب، "الترغيب في الحياء": ج۳،ص:۳۴،رقم:۲۷۷۱.
(۳) أخرجه الترمذي، في سننه، "أبواب الصوم: باب ما جاء في ليلة النصف من شعبان": ج۱،ص:۱۵۶،رقم:۷۳۹.

بدعت ہے [۱] بلکہ بابرکت رات ہے اس میں اللہ کا ذکر، قرآن کریم کی تلاوت، گناہوں سے توبہ و استغفار، نماز وغیرہ دعائے خیر کرنی چاہئے اگلے روز روزہ بھی مستحب ہے۔ [۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۰/۸/۱۳ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

شب معراج، شب برأت، شب قدر میں نفلی عبادات کا ثبوت:

(۲۰۱) **سوال**: شب معراج، شب براءت، شب قدر ان راتوں میں لوگ مساجد میں جمع ہوکر نوافل پڑھتے ہیں یہ کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالمجید آسامی، متعلّم دارالعلوم وقف

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شب معراج کی کوئی حتمی تاریخ ثابت نہیں ہے، اور نہ اس میں عبادت کرنی ثابت ہے، [۳] البتہ شب قدر، [۴] شب براءت، [۵] عنداللہ بہت متبرک ہیں اور ان

---

(۱) ومنها وضع الحدود والتزام الكيفيات والهيئات والمعينة والتزام العبادات المعينة في أوقات معينة لم يوجد لها ذلك التعين في الشريعة. (أبو إسحاق الشاطبي، الاعتصام ، "الباب الأول في تعريف البدع إلخ": ج۱،ص:۳۹)

(۲)عن علي رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا كانت ليلة النصف من شعبان فقوموا ليلها وصوموا يومها فإن الله تعالىٰ ينزل فيها لغروب الشمس إلى السماء الدنيا فيقول: ألا من مستغفر فأغفر له، ألا مسترزق فأرزقه، ألا مبتلى فأعافيه ألا كذا ألا كذا حتى يطلع الفجر، رواه ابن ماجه. (مشكوٰة المصابيح، "كتاب الصلاة: باب قيام شهر رمضان": ج۱،ص:۱۱۵،رقم:۱۳۰۸)

(۳)إنا لم نجد في كتب الأحاديث لا إثباتا ولا نفيا ما اشتهر بينهم من تخصيص الخامس عشر من رجب بالتعظيم والصوم والصلاة. (ما تثبت بالسنة:ص:۱۹۲)

(۴)﴿إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ فِى لَيْلَةِ ٱلْقَدْرِ ۝ لَيْلَةُ ٱلْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ۝﴾(سورة القدر:۱،۳)

(۵)إذا كانت ليلة النصف من شعبان فقوموا ليلها وصوموا نهارها. (مشكوٰة المصابيح، كتاب الصلاة: باب قيام شهر رمضان، الفصل الثالث": ص:۱۱۵)

راتوں میں جتنی عبادت کی جائے باعث اجر وثواب ہے؛ لیکن نوافل با جماعت نہ پڑھنی چاہئیں کیوں کہ وہ بدعت اور مکروہ ہے۔[۱]

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عارف قاسمی
رکن دارالافتاء دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۳/۱۱/۱۳ھ)

افضل ترین رات؟

(۲۰۲) **سوال:** شب براءت، شب قدر، شب عرفہ اور شب عید اور شب بقرعید ان میں کون سی رات افضل ترین ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: اخلاق الرحمٰن، غازی آباد

الجواب وباللہ التوفیق: ان راتوں میں افضل ترین شب قدر ہے، جو رمضان المبارک میں ہوتی ہے۔[۲] پھر شب براءت ہے جو پندرہ شعبان کو ہوتی ہے،[۳] پھر دوسری راتیں ہیں۔

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۴/۷/۸ھ)

---

(۱) إن النفل بالجماعة على سبيل التداعي مكروه. (حلبي كبيري: ص:۴۳۲)

(۲) ﴿إِنَّآ أَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَمَآ أَدْرٰكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ۝ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝﴾ (سورة القدر)

(۳) عن علي رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا كانت ليلة النصف من شعبان فقوموا ليلها وصوموا يومها فإن الله تعالىٰ ينزل فيها لغروب الشمس إلى السماء الدنيا، فيقول: ألا من مستغفر فأغفر له، ألا مسترزق فأرزقه، ألا مبتلى فأعافيه ألا كذا ألا كذا حتى يطلع الفجر، رواه ابن ماجة (مشكوٰة المصابيح، "كتاب الصلاة: باب قيام شهر رمضان، الفصل الثالث": ج۱، ص:۱۱۵، رقم:۱۳۰۸)

شب برأت میں شب بیداری کرنا:

(۲۰۳)**سوال**: ہرسال عبادت میں شب بیداری کرنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: اشفاق علوی، لکھنؤ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بڑی اچھی بات ہے؛ لیکن لازم نہ سمجھیں۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۳/۸/۲۶ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

۱۵/شعبان کو روزہ رکھنا:

(۲۰۴)**سوال**: پندرہ شعبان کے دن میں روزہ رکھنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: کامران، بجنور

---

(۱)عن علي رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إذا كانت ليلة النصف من شعبان فقوموا ليلها وصوموا يومها فإن اللّٰه تعالىٰ ينزل فيها لغروب الشمس إلى السماء الدنيا، فيقول: ألا من مستغفر فأغفر له، ألا مسترزق فأرزقه، ألا مبتلى فأعافيه ألا كذا ألا كذا حتى يطلع الفجر، رواه ابن ماجه (مشكوٰة المصابيح، ''كتاب الصلاة: باب قيام شهر رمضان، الفصل الثالث'': ج۱،ص:۱۱۵،رقم:۱۳۰۸)

وقال صلى اللّٰه عليه وسلم: من أحيا الليالي الخمس وجبت له الجنة ليلة التروية وليلة عرفة وليلة النحر وليلة الفطر وليلة النصف من شعبان. وقال صلى اللّٰه عليه وسلم: من قام ليلة النصف من شعبان وليلتى العيدين لم يمت قلبه يوم تموت القلوب. (حسن بن عمار، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ''كتاب الصلاة: فصل في تحية المسجد وصلاة الضحىٰ وإحياء الليالي'' :ص:۴۰۱)

ويكره الاجتماع على إحياء ليلة من هذه الليالي المتقدم ذكرها في المساجد وغيرها: لأنه لم يفعله النبي صلى اللّٰه عليه وسلم ولا أصحابه فأنكره أكثر العلماء من أهل الحجاز ..... وقالوا: ذلك كله بدعة. (''أيضاً'': ج۱،ص:۴۰۲)

ويكره الاجتماع على إحياء ليلة من هذه الليالي في المساجد. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل، مطلب في إحياء ليالي العيدين والنصف وعشر الحجة ورمضان'': ج۲،ص:۴۶۹)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: درست ہے؛ لیکن مستحب ہے [۱] ضروری نہیں ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۲۳/۸/۲۶ھ)

الجواب صحیح:

خورشید عالم

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

پندرہویں شعبان کے مخصوص اعمال:

(۲۰۵) **سوال:** کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام درج ذیل مسائل میں: ایک شخص کا قول ہے کہ پندرہویں شعبان کی شب تلاوت کرنا، اہتمام کے ساتھ جاگ کر دوسرے دن کے مقابلہ عبادت کرنا، نوافل، صلوۃ التسبیح پڑھنا اور اپنے اعزاء کی قبروں پر جانا قبروں پر کھڑے ہوکر دعاء کرنا یہ تمام کی تمام بدعت ہے۔ اس کا کوئی ثبوت قرآن وحدیث سے نہیں ہے۔ تسلی بخش جواب عنایت فرمائیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد عمیر، محی الدین پور

---

(۱) عن علي رضي اللّٰه عنه، قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إذا كانت ليلة النصف من شعبان فقوموا ليلها وصوموا يومها فإن اللّٰه تعالىٰ ينزل فيها لغروب الشمس إلى السماء الدنيا، فيقول: ألا من مستغفر فأغفر له، ألا مسترزق فأرزقه، ألا مبتلى فأعافيه ألا كذا ألا كذا حتى يطلع الفجر، رواه ابن ماجه (مشكوٰة المصابيح، "كتاب الصلاة: باب قيام شهر رمضان، الفصل الثالث": ج۱،ص:۱۱۵،رقم:۱۳۰۸)

ويكره الاجتماع على إحياء ليلة من هذه الليالي في المساجد. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل، مطلب في إحياء ليالي العيدين والنصف وعشر الحجة ورمضان": ج۲،ص:۴۶۹)

عن عائشة رضي اللّٰه عنها، أنها قالت: مارأيت النبي صلى اللّٰه عليه وسلم في شهرٍ أكثر صياماً منه في شعبان كان يصومه إلا قليلاً بل كان يصومه كله. (أخرجه الترمذي، في سننه، "أبواب الصوم: باب ما جاء في وصال شعبان برمضان": ج۱،ص:۱۵۵،رقم:۷۳۷)

عن ابن عباسٍ رضي اللّٰه عنه، قال: كان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم لا يفطر أيام البيض في حضرٍ ولا سفرٍ. (أخرجه النسائي، في سننه، "كتاب الصيام: صوم النبي صلى اللّٰه عليه وسلم": ج۱،ص:۲۵۰،رقم:۲۳۴۵)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: پندرہویں شعبان کی رات میں انفرادی طور پر دعاء، تلاوت، نماز وغیرہ عبادات میں مشغول ہونے اور دن میں روزہ رکھنے کی فضیلت روایات سے ثابت ہے۔

''عن علي رضي اللّٰه عنه، قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إذا كانت ليلة النصف من شعبان فقوموا ليلها وصوموا يومها فإن اللّٰه تعالىٰ ينزل فيها لغروب الشمس إلى السماء الدنيا، فيقول: ألا من مستغفر فأغفر له، ألا مسترزق فأرزقه، ألا مبتلى فأعافيه ألا كذا ألا كذا حتى يطلع الفجر، رواه ابن ماجه ''[۱]

اس وجہ سے دیگر راتوں کے مقابلہ میں اس رات کی نوافل کا ثواب زیادہ ہے۔ اس کے علاوہ دیگر خرافات اور بدعات جو آج کل شروع ہوگئی ہیں، مثلاً: حلوہ پکانا، چراغاں کرنا، رات بھر جاگ کر مسجد اور قبرستان میں شور شرابہ کرنا یہ سب خلاف شریعت امور ہیں۔[۲] قبرستان جانا بھی حدیث سے ثابت ہے؛ اس لیے اگر کبھی چلا جائے، تو حرج نہیں تاہم اس کو رسم نہ بنایا جائے اور قبرستان کے تقدس کی پامالی اور شور وغل سے اجتناب کیا جائے، قبرستان جانے کا مقصد تذکیر آخرت اور اہل قبور کے احوال سے عبرت حاصل کرنا ہی ہو۔[۳]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۳/۴: ۱۴۳۶ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) مشكوٰة المصابيح، ''كتاب الصلاة: باب قيام شهر رمضان، الفصل الثالث'': ج۱،ص:۱۱۵.

(۲) السراج الكثير الزائد عن الحاجة ليلة البراء ة هل يجوز؟ ..... هو بدعة. (نفع المفتي والسائل :ص:۱۳۸)

من عمل عملاً ليس عليه أمرنا فهو رد. (أخرجه مسلم، في صحيحه، ''كتاب الأقضية: باب نقض الأحكام الباطلة'': ج۲،ص:۷۷)

قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ''من قام ليلة النصف من شعبان وليلتى العيدين لم يمت قلبه يوم تموت القلوب'' ومعنى القيام أن يكون مشتغلا معظم الليل بطاعة وقيل بساعة منه يقرأ أو يسمع القرآن أو الحديث أو يسبح أو يصلي على النبي صلى اللّٰه عليه وسلم وعن ابن عباس رضي اللّٰه عنه بصلاة العشاء جماعة والعزم على صلاة الصبح جماعة كما في إحياء ليلتى العيدين، وقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه ليه وسلم: من صلى العشاء في جماعة فكأنما قام نصف الليل، .....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر.....

شب برأت میں مسجد وقبرستان میں لائٹ لگانا اور کھانا تقسیم کرنا:

(۲۰۶)**سوال**: شب برأت کے موقع پر ہمارے یہاں لوگ قبرستان کے راستہ میں اور قبرستان میں لائٹ لگاتے ہیں اور دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اس دن لوگ کھانا بنا کر لوگوں میں تقسیم بھی کرتے ہیں اور تیسرا مسئلہ یہ کہ اس دن لوگ مسجد میں جھومر اور لائٹ بھی لگاتے ہیں۔ کیا یہ تمام چیزیں درست ہیں، کیا اس رات میں نفل نماز پڑھنا ضروری ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: زین الحق صاحب، کلکتہ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس رات قبرستان میں لائٹیں لگوانے اور کھانا تقسیم کرنے وغیرہ امور کی کوئی اصل شریعت میں نہیں ہے؛[۱] تاہم یہ رات فضائل والی رات ہے، اس وجہ سے اپنے گھر پر نفل عبادات میں مشغول رہنا مستحب ہے؛ جب تک بشاشت ہو گھر میں عبادت کریں[۲] ورنہ سو جائیں، خرافات میں وقت ضائع نہ کریں۔

الجواب صحیح:
محمد اسعد جلال غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۳/۷/۱۴۳۸ھ)

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا.....ومن صلى الصبح في جماعة فكأنما قام الليل كله (رواه مسلم) ويكره الاجتماع على إحياء ليلة من هذه الليالي المتقدم ذكرها في المساجد وغيرها لأنه لم يفعله النبي صلى اللّٰه عليه وسلم ولا الصحابة، فأنكره أكثر العلماء من أهل الحجاز: منهم عطاء وابن أبي مليكة وفقهاء أهل المدينة وأصحاب مالك وغيرهم وقالوا: ذلك كله بدعة. (الطحطاوي، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، "كتاب الصلاة: فصل في تحية المسجد، وصلاة الضحىٰ وإحياء الليالي" :ج۱،ص:۴۰۲)

(۳) عن عائشة رضي اللّٰه عنها، أنها قالت: كان رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم- كلما كان ليلتها من رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يخرج من آخر الليل إلى البقيع. فيقول: السلام عليكم دار قوم مؤمنين، وأتاكم ما توعدون غدا، مؤجلون، وإنا إن شاء اللّٰه بكم لاحقون، اللّٰهم اغفر لأهل بقيع الغرقد. (أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب الجنائز: فصل في التسليم على أهل القبور والدعاء والاستغفار لهم": ج۱،ص:۳۱۳،رقم:۹۷۴)

(۱) وكل هذه بدع ومنكرات لا أصل لها في الدين ولا مستد لها في الكتاب والسنة .....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر.....

مقدس راتوں میں مساجد میں جمع ہوکر وظائف ونوافل پڑھنا:

(۲۰۷)**سوال**: شب قدر، شب برأت اور شب معراج میں مساجد میں جمع ہوکر وظائف، نماز نوافل پڑھنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: سہیل، دربھنگوی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شب برأت میں تنہا تنہا عبادت منقول ہے؛ اس لیے دعوت دے کر لوگوں کو جمع کرنا مکروہ ہے؛[1] البتہ اگر اتفاقاً لوگ تنہا تنہا آکر تعداد مجمع کی ہوجائے، تو مضائقہ نہیں اور اتفاقاً چائے وغیرہ پلا دینے میں بھی حرج نہیں ہے، لیکن ثواب سمجھ کر اس کا رواج بنا لینا جائز نہیں۔

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۸/۱۷ھ)

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا.....ويجب على أهل العلم أن ينكروها. (علامه أنور شاه الكشميري، معارف السنن، "باب التشديد في البول": ج۱،ص:۲۶۶)

(۲)عن علي رضي الله عنه، قال النبي صلى الله عليه وسلم: إذا كانت ليلة النصف من شعبان فقوموا ليلها وصوموا يومها. (مشكوٰة المصابيح، "كتاب الصلاة: باب قيام شهر رمضان، الفصل الثالث": ص:۱۱۵، رقم:۱۳۰۸)

(۱)عن علي رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا كانت ليلة النصف من شعبان فقوموا ليلها وصوموا يومها فإن الله تعالىٰ ينزل فيها لغروب الشمس إلى السماء الدنيا، فيقول: ألا من مستغفر فأغفر له، ألا مسترزق فأرزقه، ألا مبتلى فأعافيه ألا كذا ألا كذا حتى يطلع الفجر، رواه ابن ماجه (مشكوٰة المصابيح، "كتاب الصلاة: باب قيام شهر رمضان، الفصل الثالث": ج۱،ص:۱۱۵، رقم:۱۳۰۸)

وقال صلى الله عليه وسلم: من أحيا الليالي الخمس وجبت له الجنة ليلة التروية وليلة عرفة وليلة النحر وليلة الفطر وليلة النصف من شعبان. وقال صلى الله عليه وسلم: من قام ليلة النصف من شعبان وليلتي العيدين لم يمت قلبه يوم تموت القلوب. (حسن بن عمار، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، "كتاب الصلاة: فصل في تحية المسجد وصلاة الضحىٰ وإحياء الليالي": ص:۴۰۱)

ويكره الاجتماع على إحياء ليلة من هذه الليالي المتقدم ذكرها في المساجد وغيرها: .....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

عید کے دن جھنڈا لے کر عیدگاہ تک جانا:

(۲۰۸)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ عیدالاضحیٰ وعیدالفطر کے دن گاؤں سے جھنڈا لے کر عیدگاہ تک لے جانا اور ساتھ ہی ساتھ اشعار ونظمیں پڑھی جاتی ہیں اس سے پہلے کبھی جھنڈا نہیں لیا گیا یہ بدعت ہے یا نہیں؟ مسلمانوں کی خوشی کے لیے یا جوش ابھارنے کے لیے یا اور کسی دوسری مصلحت کے لئے جائز ہے یا نہیں اور اگر کسی گاؤں میں بہت دنوں سے جھنڈا اٹھایا جاتا ہے تو وہ بدعت میں داخل ہے یا نہیں؟ اس کے بارے میں کیا مسئلہ ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد محسن علی صاحب، سیتاپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ میں عیدگاہ تک جاتے ہوئے راستہ میں تکبیر تشریق (عیدالفطر میں آہستہ آہستہ اور عیدالاضحیٰ میں بلند آواز کے ساتھ) پڑھنا مسنون و مستحب ہے[1] اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے پس مذکورہ صورت میں اس کے برعکس جھنڈے لے کر جلوس بنا کر نظمیں اور اشعار پڑھتے ہوئے جانا یقیناً طریقہ مسنونہ کے خلاف ہونے کی وجہ سے بدعت ہے جس سے پرہیز کرنا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۰۶/۱۲/۵ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا.....لأنه لم يفعله النبي صلى الله عليه وسلم ولا أصحابه فأنكره أكثر العلماء من أهل الحجاز ..... وقالوا: ذلك كله بدعة. ("أيضاً": ج۱،ص:۴۰۲)

ويكره الاجتماع على إحياء ليلة من هذه الليالي في المساجد. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل، مطلب في إحياء ليالي العيدين والنصف وعشر الحجة ورمضان": ج۲،ص:۴۶۹)

(۱)(الله أكبر الله أكبر لا إله إلا الله والله أكبر الله أكبر ولله الحمد) هو المأثور عن الخليل. والمختار أن الذبيح إسماعيل. فقال: تكبير التشريق سنة ماضية نقلها أهل العلم وأجمعوا على العمل بها. قال العيني: صفته (ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، "كتاب الصلاة: باب العيدين": ج۲،ص:۱۷۷)

(۲)من تعبد لله تعالىٰ بشيء من هذه العبادات الواقعة في غير أزمانها فقد تعبد ببدعة حقيقية لا إضافية فلا جهة لها إلى المشروع بل غلبت عليها جهة الابتداع فلا ثواب فيها. (أبو اسحاق الشاطبي، الاعتصام: ج۲،ص:۲۶)

عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد. (أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب الأقضية: باب نقض الأحكام": ج۲،ص:۷۷،رقم:۱۷۱۸)

عیدالفطر کے دن اللہ کے نام پر باسن پکانا اور گوشت کو حرام سمجھنا:

(۲۰۹)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرح متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:

عیدالفطر کے دن ہمارے یہاں کے لوگ اللہ تعالیٰ کے باسن کے نام سے کھانا پکاتے ہیں اور اس دن جب تک وہ کھانا گھر میں ہو تو گوشت کا کھانا حرام اور غلط سمجھتے ہیں اگر اتفاق سے اس کے گھر میں کسی نے گوشت کھالیا، تو اس کو گھر کے دروازہ تک بھی جانے نہیں دیتا۔ ایسا کرنا جائز ہے یا ناجائز ہے؟ باسن یعنی اللہ تعالیٰ کے نام کا ایک مخصوص کھانا بناتے ہیں یہ کھانا منت کا ہوتا ہے اسی کو ہمارے یہاں اللہ تعالیٰ کا باسن کہتے ہیں۔ مدلل مفصل جواب سے نوازیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد رضوان، آندھرا پردیش

الجواب وباللہ التوفیق: اس قسم کی رسوم اور پابندیاں جن کی اصل نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت اور نہ ہی صحابہ کرامؓ سے ثابت اور نہ ہی ائمہ دین سے اس کا ثبوت ہے؛ اس لئے مذکورہ کام باعث گناہ اور بدعت ہے۔[1] ایسے ہی حلال چیز کو حرام سمجھنا بھی باعث گناہ ہے اور ان مذکورہ کاموں کو چھوڑ دینا ضروری اور لازمی ہے اور جو کام اب تک کیا اسی وقت توبہ کرنا ضروری ہے۔ تاکہ اس پر اللہ تعالیٰ کے یہاں پکڑ نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کے نام پر کھانا پکانا اور غرباء کو کھلانا باعث ثواب ہے۔ اس میں کسی تاریخ یا دن کو ثواب سمجھ کر ہمیشہ کے لیے مقرر کر لینا محض اپنے خیال میں (جس کی کوئی اصل شریعت میں نہ ہو) باعث گناہ اور بدعت ہے اس کو ترک کر دینا چاہئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین وائمہ دین سے جو طریقہ ثابت ہے اسی پر عمل کرنا چاہئے کہ اس میں نجات ہے، حدیث میں ہے۔ ''**کل محدث بدعة و کل بدعة ضلالة**''.[2]

---

(۱)عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من أحدث في أمرنا هذا ما ليس فيه فهو ردٌّ. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا على صلح جور'' :ج۱،ص: ۳۷۱،رقم:۲۶۹۷)

ولم يكن له أصل من الشريعة الغراء. (علامه، أنور شاه الكشميري، العرف الشذي، ''أبواب العيدين، باب ما جاء في التكبير في العيدين'': ج۱،ص:۵۶۸)

(۲) أخرجه أحمد، في مسنده :ج۲۳،ص:۲۴۱،رقم:۱۴۹۸۳)

عید کا دن خوشی اور اللہ کی طرف سے انعام کا دن ہے۔ اس دن میں میٹھی چیز پکانا یا کھانا سلف صالحین کی سنت ہے؛ لیکن خوشی اور انعام کے دن میں حلال شئ مثلاً گوشت ہی کو اپنے اوپر حرام کر لینا کس قدر بدنصیبی اور بدبختی کی بات ہے، اور صورت مسئول عنہا میں جس سخت رسم کا ذکر ہے وہ تو ناجائز کیا؛ بلکہ حرام کے درجہ میں ہے، اس سے توبہ کرنی چاہئے اور اس جاہلانہ اور گندی رسم کو بالکل بند کر دینا ضروری ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۴/۲/۲۹ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

عیدگاہ میں پھول جھالر لگانا:

(۲۱۰) **سوال**: عیدین کے دن عیدگاہ میں عیدگاہ کے روپیہ سے پھول جھالر وغیرہ لگانا کیسا ہے؟

فقط والسلام
المستفتی: محمد ابوبکر گریڈ یہوی

الجواب وباللہ التوفیق: پھول جھالر وغیرہ سے زیب وزینت کرنا عیدگاہ کی آمدنی سے جائز اور درست نہیں ہے۔ کیونکہ اس کی آمدنی وقف علی اللہ ہے اور وقف کو خرچ کرنا ایسے کاموں پر جائز نہیں ہے[2]۔ اور ذاتی پیسوں سے یا چندے کے پیسے سے جھالر لگانا ناجائز تو نہیں؛ لیکن کار

---

(۱) من أحدث في الإسلام حدثاً. فعليه ﴿لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ﴾. (ابن حجر العسقلاني، المطالب العاليه، ج۳،ص:۱۱۵،رقم:۲۹۸۸)
﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ أَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِيْ﴾(سوة التحريم:۱)
﴿وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ﴾(سوره آل عمران:۸۵)
(۲) شرط الواقف كنص الشارح أي في المفهوم والدلالة ووجوب العمل به. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الوقف: مطلب في قولهم شرط الواقف كنص الشارع'':ج۶،ص:۶۴۹)

ثواب بھی نہیں ہے اس لیے اس میں اسراف سے کام لینا درست نہیں ہے۔[۱]

الجواب صحیح:
سید احمد سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۴/۷/۲۷ھ)

عیدین میں خطبہ کے بعد دعاء کرنا:

(۲۱۱) **سوال:** عیدین میں خطبہ کے بعد دعاء کرنا کیسا ہے؟

فقط والسلام
المستفتی: محمد ابوبکر گریڈیہوی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے التزام کا ثبوت نہیں ہے؛ اس لیے اس سے پرہیز اولیٰ ہے۔ تاہم بلا التزام دعاء مانگنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔[۲]

الجواب صحیح:
سید احمد سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۴/۷/۲۷ھ)

نماز عید کے بعد جمع ہو کر قبرستان جانا:

(۲۱۲) **سوال:** عیدین میں نماز کے بعد عیدگاہ سے لوٹ کر جماعت بنا کر قبرستان جانا اور

---

(۱) ﴿إِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا إِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا﴾ (سورة الإسراء:۲۷)

(۲) فافتتاح الدعاء على اللّٰه على ما هو أهله ثم الصلوٰة عليه صلى اللّٰه عليه وسلم وإن كان له في الشريعة ..... ثم هذا التزام ثم تشديد النكير على التارك كل ذلك بعيد عن السنة. (علامه أنور شاه الكشميري، معارف السنن: ج۳، ص:۱۲۵)

من أحدث في الإسلام حدثاً. فعليه ﴿لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ﴾. (ابن حجر العسقلاني، المطالب العاليه، ج۳، ص:۱۱۵ رقم:۲۹۸۸)

وہاں یعنی قبرستان میں ہاتھ اٹھا کر دعا فاتحہ کرنا کیسا ہے؟

فقط والسلام
المستفتی: محمد ابوبکر گریڈ یہوی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس کا التزام درست نہیں ہے[۱] اور کیف ما اتفق میں حرج نہیں ہے۔[۲]

الجواب صحیح:
سید احمد سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۴/۷/۲۷ھ)

عید کی مبارک باد دینا:

(۲۱۳) **سوال:** عید کی مبارکباد دینا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: تنویر الاسلام، جانسٹھ مظفر نگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ''عید مبارک'' لفظ کے ساتھ عید کے دن کسی کو مبارکباد دینا مباح ہے،[۳] اگرچہ اس بارے میں اقوال مختلف ہیں ''**واختلف في قول الرجل لغيره يوم العيد: تقبل الله منا ومنك الخ**''[۴]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۳/۶/۳ھ)

---

(۱) ومنها وضع الحدود والتزام الكيفيات والهيئات والمعينة والتزام العبادات المعينة في أوقات معينة لم يوجد لها ذلك التعين في الشريعة. (أبو إسحاق، الشاطبي، الاعتصام، ''الباب الأول في تعريف البدع إلخ'': ج۱،ص:۲۵،۲۶).....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر.....

نیا چاند دیکھ کر مصافحہ:

(۲۱۴)**سوال**: ہمارے یہاں رواج ہے کہ نیا چاند دیکھ کر مصافحہ کرتے ہیں اور بعد نماز جمعہ وعیدین مصافحہ کرنے کا عام رواج ہے کیا شرعاً اس کا کوئی ثبوت ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: مولوی مستقیم، الہ آباد

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مصافحہ فی نفسہٖ سنت ہے[1] مگر نیا چاند دیکھ کر مبارکبادی کے وقت کی خصوصیت اور نماز جمعہ وعیدین کے بعد کی خصوصیت، بے اصل اور بے دلیل ہے؛ کیونکہ فقہاء کرام نے اس کو مکروہ لکھا ہے؛ اس لیے اس کا التزام بدعت ہے، جو قابل ترک ہے ورنہ باعث گناہ ہے۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۸/۱۰/۲۷ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا.....(۲) قوله بزيارة القبور أي لا بأس بها بل يندب كما في البحر عن المجتبىٰ. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب في زيارة القبور": ج۳،ص:۱۵۰)

(۳) إن من المستحبات التزين وأن يظهر فرحا وبشاشة ويكثر من الصدقة حسب طاقته وقدرته، وزاد في القنية استحباب التختم والتبكير وهو سرعة الانتباه والابتكار، وهو المسارعة إلى المصلى وصلاة الغداة في مسجد حيه والخروج إلى المصلى ماشيا والرجوع في طريق آخر والتهنئة بقوله: تقبل الله منا ومنكم إلخ. (إبن نجيم، البحر الرائق، "كتاب الصلاة: باب العيدين": ج۲،ص:۱۷۱)

(۴)حلبي كبير: ص:۵۷۳

(۱)عن أنس رضي الله عنه، قال: كان أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم إذا تلاقوا تصافحوا الخ. (أخرجه الطبراني، في المعجم الأوسط: ج۱،ص:۴۱،رقم:۹۷)

(۲)أنه تكره المصافحة بعد أداء الصلاة بكل حال، لأن الصحابة رضي الله تعالى عنهم ما صافحوا بعد أداء الصلاة، ولأنها من سنن الروافض إلخ. ثم نقل عن ابن حجر عن الشافعية: أنها بدعة مكروهة، لا أصل لها في الشرع. وقال ابن الحاج: إنها من البدع، وموضع المصافحة في الشرع، إنما هو عند لقاء المسلم لأخيه لا في أدبار الصلوات إلخ. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الحظر والإباحة: باب الاستبراء وغيره": ج۹،ص:۵۴۸)

عید کے دن سوئیاں بنانا:

(۲۱۵)**سوال**: عید کے دن سوئیاں بنانے کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: نثار احمد صدیقی، کشمیر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عیدالفطر کے دن میٹھی چیز کھانا مستحب ہے۔ خواہ کوئی بھی چیز ہو چھوارے ہوں تو زیادہ بہتر ہے۔ لیکن اس کا درجہ صرف استحباب کا ہے جب کہ سوئیوں کا استحباب بھی نہیں ہے؛ اس لیے اگر ان کو بھی ثواب سمجھا جائے اور لازم سمجھا جائے، تو بدعت ہوگا؛ لیکن ہمارے علاقے میں اس کو بالکل لازم نہیں سمجھا جاتا، بلکہ امر مباح سمجھا جاتا ہے؛ اس لیے اس صورت میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۲/۱/۱۰ھ)

ختم قرآن وعیدین وغیرہ کے مواقع پر شادی کرنا:

(۲۱۶)**سوال**: قرآن ختم پر، بچہ ہونے میں، عیدین پر شادی کرنا اور دعوت کرنا بدعت ہے اور کیا ایسی دعوت میں شرکت جائز ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: بلال معین الدین، میرٹھ

---

(۱)عن أنس رضي اللّٰه عنه، قال: كان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم لا يغد ويوم الفطر حتى يأكل تمراتٍ. وقال مرجًّا بن رجاءٍ حدثني عبيد اللّٰه قال: حدثني أنس عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم ويأكلهن وتراً. (أخرجه البخاري، في صحيحه، كتاب العيدين: باب الأكل يوم الفطر قبل الخروج" :ج۱،ص:۱۳۰،رقم:۹۵۳)
ويستحب كون ذلك المطعوم حلواً. (ابن نجيم، بحر الرائق، "كتاب الصلاة: باب العيدين" :ج۲،ص:۱۷۱)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قرآن کریم کا ختم عبادت ہے، اور بڑی نیکی ہے، اس پر جس قدر خوشی ہو اچھی بات ہے ختم قرآن، بچہ پیدا ہونے اسی طرح عیدین کی خوشیوں کے مواقع پر شادی کر لی جائے اور ایک ہی تقریب میں دوسری تقریب کو بھی شامل کر دیا جائے، تو اس میں کوئی وجہ ممانعت نہیں ہے؛ اس لئے جائز و درست ہے، دعوت کرنے اور دعوت قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد واصف

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۰۸/۱۱/۱۳ھ)

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

عیدین کی نماز کے بعد مصافحہ اور معانقہ کرنا:

(۲۱۷) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین ذیل کے مسئلہ کے بارے میں:

صورت مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے یہاں رسوم اور رواج جاری ہیں لوگ عید کی نماز کے بعد امام صاحب کو سلام کرتے ہیں اور مصافحہ اور معانقہ کرتے ہیں جس کی وجہ سے لوگوں کی بھیڑ ہو جاتی ہے اور امام صاحب کو تکلیف ہوتی ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ نماز کے بعد ایسا کرنا شرعاً صحیح ہے یا نہیں؟ جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد سراج الاسلام، نوگاؤں، آسام

---

(۱) وفي رواية لابن عدي، عن ابن عباس رضي الله عنهما: "تهادوا الطعام بينكم، فإن ذلك توسعة لأرزاقكم" وروي الطبراني عن أم حكيم بنت وداع: "تهادوا، فإن الهدية تضعف الحب وتذهب بغوائل الصدور". (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، "كتاب الآداب: باب المصافحة والمعانقة، الفصل الثالث": ج۸، ص:۵۰۶، رقم:۴۶۹۳)

وإجابة كل داع مستحبة لهذا الخبر، ولأن فيه جبر قلب الداعي، وتطييب قلبه، وقد دعي أحمد إلى ختان، فأجاب وأكل. فأما الدعوة في حق فاعلها، فليست لها فضيلة تختص بها؛ لعدم ورود الشرع بها، ولكن هي بمنزلة الدعوة لغير سبب حادث، فإذا قصد فاعلها شكر نعمة الله عليه، وإطعام إخوانه، وبذل طعامه، فله أجر ذلك، إن شاء الله تعالىٰ. (ابن قدامة، المغني: ج۸، ص:۱۱۸)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نماز کے بعد مصافحہ کا رواج مکروہ ہے، اس لیے کہ اس کو لازم اور ضروری سمجھ لیا حالاں کہ صحابہ کرامؓ نے نماز کے بعد مصافحہ کبھی نہیں کیا ہے اور کراہت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اہل سنت والجماعت کے طریقہ کے خلاف ہے، نیز ابن حجر شافعیؒ فرماتے ہیں کہ لوگ پنجگانہ نماز کے بعد مصافحہ کرتے ہیں، وہ مکروہ ہے، شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ ابن الحاج مکی رحمۃ اللہ علیہ کتاب ''المدخل'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ امام صاحب کے لیے ضروری ہے کہ لوگوں نے نماز پنجگانہ اور صلوٰۃ العیدین کے بعد مصافحہ کا جو طریقہ ایجاد کیا ہے اس سے لوگوں کو منع کرے کہ یہ بدعت ہے۔ (۱) شریعت میں مصافحہ کسی مسلم سے ملاقات کرتے وقت ہے نہ کہ نمازوں کے بعد۔ لہٰذا شریعت نے جو محل مقرر کیا ہے اسی جگہ اس کو بجالائیں اور مصلحت کے خلاف کرنے کو روکیں۔ (۲)

''أنه تكره المصافحة بعد أداء الصلاة بكل حال، لأن الصحابة رضي اللّٰه تعالىٰ عنهم، ما صافحوا بعد أداء الصلاة، ولأنها من سنن الروافض إلخ. ثم نقل عن ابن حجر عن الشافعية: أنها بدعة مكروهة، لا أصل لها في الشرع. وقال ابن الحاج: إنها من البدع، وموضع المصافحة في الشرع، إنما هو عند لقاء المسلم لأخيه لا في أدبار الصلوات إلخ''. (۳)

''و أما في غير حال الملاقات مثل كونها عقيب صلوٰة الجمعة والعيدين كذا هو العادة في زماننا فالحديث ساكت عنه فيبقى بلا دليل وقد تقرر في موضعه أن مالا دليل عليه فهو مردود، ولا يجوز التقليد فيه''. (۴)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۰/۲/۳ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) وقد يكون جماعة يتلاقون من غير مصافحة ويتصاحبون بالكلام ومذاكرة العلم وغيره مدة مديدة، ثم إذا صلوا يتصافحون، فأين هذا من السنة المشروعة، ولهذا صرح بعض علمائنا ..... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر.....

عیدین کے موقعہ پر گھروں، مسجدوں کو سجانا:

(۲۱۸)**سوال**: عیدالفطر وعیدالضحیٰ یقیناً خوشی کے دو مواقع ہیں، اللہ تعالیٰ نے نیروز ومہرجان اور دنیا بھر کی عیدوں اور تہواروں سے بہتر اور افضل یہ دو دن ہمیں عطا کئے ہیں؛ لیکن کیا ان دنوں میں خوشی کے اظہار کی کوئی صورت نہیں، یعنی گھروں کو، مسجدوں کو، مدرسوں کو، سجانا، جھالر وغیرہ لٹکانا، لائٹنگ اور چراغاں کرنا کیسا ہے، یہ سب امور شرعاً درست ہیں؟ ہمارے دیار میں لوگ انہیں مباح کہتے ہیں اور دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ کفار ومشرکین اپنی عیدیں خوب دھوم دھام سے مناتے ہیں، پھر ہم ایسے کیوں نہ کریں، جب کہ اللہ تعالیٰ نے یہ دو دن ہمیں ان سے بہتر عطاء کئے ہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد صفوا، مرزاپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شریعت اسلامیہ میں خوشی منانے کے لیے حدود اور طریقے ہیں، عیدین اللہ تعالیٰ کی عبادت، اس کی نعمتوں کے اظہار اور خوشی کے مواقع ہیں؛ لیکن غیروں کے طریقوں سے احتراز ضروری ہے، مشرکین جو طریقہ اختیار کرتے ہیں، جھالر اور چراغاں وغیرہ یہ مسلمانوں کا طریقہ نہیں؛ بلکہ غیروں کا طریقہ [۱] اور اسراف ہے؛ اس لیے اس سے بچنا چاہئے۔ [۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران گنگوہی

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۳۶/۱۲/۲۷ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا.....بأنها مكروهة حينئذ، وأنها من البدع المذمومة. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، "كتاب الآداب، باب المصافحة والمعانقة": ج۹،ص:۷۴،رقم:۴۶۷۷)

(۲)عن أنس رضي الله تعالىٰ عنه، كان أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم إذا تلاقوا تصافحوا الخ. (المعجم الأوسط: ج۱،ص:۴۱،رقم:۹۷)

(۳) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الحظر والإباحة: باب الاستبراء وغيره" :ج۹،ص:۵۴۸.

(۴) مجالس الأبرار ضميمه،ص:۲۰۸

(۱) وكل هذه بدع ومنكرات لا أصل لها في الدين ولا مسند لها في الكتاب والسنة .....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر.....

خاص مواقع پر مسجدوں کو سجانا، اور انبیاء کا نام لینا:

(۲۱۹)**سوال**: خاص اوقات مثلاً شبِ قدر اور دیگر راتوں میں مسجد کو سجانا اور رمضان المبارک میں تراویح میں اور تراویح کے بعد صلوٰۃ اور دیگر انبیاء کے نام کے ساتھ لفظ یا (لگانا) اذان کی طرح پڑھنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: عبداللہ تراب خان صاحب

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مساجد کا صاف کرنا بہتر ہے؛ مگر روشنی ضرورت سے زائد کرنا اسراف اور فضول خرچی ہے، البتہ اگر زیادہ روشنی بسبب آدمیوں کے ہو جیسے رمضان المبارک میں زیادہ روشنی کی ضرورت ہوتی ہے تو درست ہے [1] مسجد کو ذاتی پیسوں سے سجانے کی گنجائش ہے، البتہ مسجد کے لئے سجاوٹ میں لگانا مناسب نہیں ہے، لیکن مسجد کو خاص شب میں سجانا اور تراویح کے بعد مائک پر انبیاء علیہم السلام کے نام لے کر آواز سے پڑھنا یہ تمام رسومات صحیح نہیں ہیں اس کا شرعی طور پر کوئی ثبوت نہیں۔ [2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۵/۲/۵ھ)

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا..... ويجب على أهل العلم أن ينكروها، وأن يبطلوا هذه العادات ما استطاعوا. (علامه أنور شاه الكشميري، معارف السنن، "باب التشديد في البول": ج۱،ص:۲۶۶)

(۲)﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْن﴾(سورة الأعراف:۳۱)

(۱) لا بأس به إذا فعله من مال نفسه ولا يستحسن من مال الوقف. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، الباب الخامس في آداب المسجد": ج۵،ص:۳۱۹)

(۲)وكل هذه بدع ومنكرات لا أصل لها في الدين ولا مسند لها في الكتاب والسنة ويجب على أهل العلم أن ينكروها. (علامه أنور شاه الكشميري، معارف السنن، "باب التشديد في البول": ج۱،ص:۲۶۶)

عن عائشة رضي اللّٰه عنها، قالت: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد. (أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب الأقضية: باب نقض الأحكام": ج۲،ص:۷۷،رقم:۱۷۱۸)

رفاعی دن کا حکم:

(۲۲۰)**سوال**: رفاعی دن کی کیا نوعیت ہے؟ جو شخص رفاعی دن کو ثابت نہ مانے اسے کیا کہا جائے؟

فقط: والسلام
المستفتی: ایس اے قادر، بمبئی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس کی شریعت میں کوئی اصل نہیں،[1] اس کا نہ ماننے والا بلاشبہ حق پر ہے۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۰۸/۱۲/۲۰ھ)

❀ ❀ ❀

(۱)عن عائشة رضي اللّٰه عنها، قالت: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد. (أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب الأقضية: باب نقض الأحكام": ج۲،ص:۷۷،رقم:۱۷۱۸)

(۲) كم من مباح يصير بالالتزام من غير لزوم مكروها. (سياحة الفكر لمولانا، عبد الحي:ص:۷۲)

وكل هذه بدع ومنكرات لا أصل لها في الدين ولا مسند لها في الكتاب والسنة ويجب على أهل العلم أن ينكروها. (علامه أنور شاه الكشميري، معارف السنن، "باب التشديد في البول": ج۱،ص:۲۶۶)

من أحدث فى الإسلام رأيا لم يكن له من الكتاب والسنة سند ظاهر أو خفي ملفوظ أو مستنبط فهو مردود. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، "كتاب الإيمان: باب الاعتصام بالكتاب والسنة: الفصل الأول": ج۱،ص:۳۳۶،رقم:۱۴۰)

من أحدث في الإسلام حدثاً. فعليه ﴿لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ ۝﴾. (ابن حجر العسقلاني، المطالب العاليه، رقم:۲۹۸۸)

فصل ثامن

اغلاط العوام

لمبے کان والے اور چھوٹے کان والے کی عمر:

(۲۲۱)**سوال**: لوگ کہتے ہیں کہ جس کے کان لمبے ہوتے ہیں اس کی عمر طویل ہوتی ہے اور اگر کان چھوٹے ہوں تو عمر قلیل ہوتی ہے اس کی کوئی شرعی دلیل ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد انور شمسی، میوات

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شریعت اسلامیہ میں اس کی کوئی حیثیت اور کوئی اصل نہیں ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۵/۱/۱۲ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

اگر مکڑی بدن سے لگ جائے تو پھنسیاں نکلتی ہیں:

(۲۲۲)**سوال**: عوام میں مشہور ہے کہ: اگر مکڑی مل کر بدن میں لگ جائے تو پھنسیاں وغیرہ

---

(۱)من أحدث في الإسلام رأيا لم يكن له من الكتاب والسنة سند ظاهر أو خفي ملفوظ أو مستنبط فهو مردود. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، "كتاب الإيمان: باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول": ج۱،ص:۳۳۶،رقم:۱۴۰)

قال الكشميري: ولم يكن له أصل من الشريعة الغراء. (علامه أنور شاه، الكشميري، العرف الشذي، "أبواب العيدين، باب ما جاء في التكبير في العيدين": ج۱،ص:۵۶۸)

نکلتی ہیں، یہ درست ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد انور شمسی، میوات

الجواب وباللّٰہ التوفیق: یہ عام لوگوں میں مشہور ہے، شریعت میں اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۵/۱/۱۲ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

محرم میں بیوی سے ہم بستری نہ کرنے کی اصل کیا ہے؟

(۲۲۳)**سوال:** یکم محرم سے دس محرم تک بیوی سے ہم بستری نہ کرنے کی اصل کیا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: شبیر حسن، مظفر نگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: یکم سے دس عاشورہ محرم میں اولاد کی نیت سے زوجہ سے ہم بستری نہ کرنا اس کی کوئی اصل اور اس کا کوئی شرعی ثبوت نہیں بلکہ بے اصل و بے بنیاد بات ہے ایسا عقیدہ رکھنا غلط ہے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۶/۱۲/۱۸ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)قال الكشميري: ولم يكن له أصل من الشريعة الغراء. (علامہ أنور شاہ، الكشميري، العرف الشذي، "أبواب العيدين، باب ما جاء في التكبير في العيدين": ج۱،ص:۵۶۸)
عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال النبي صلى الله عليه وسلم: .....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

قرآن کریم کوسینہ سے لگانا، چومنا، کیسا ہے؟

(۲۲۴)**سوال**: قرآن پاک کوسینہ سے لگانا چومنا، اور پڑھتے وقت چومنا کیا یہ درست ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: عبدالباسط لدھاوالا، مظفرنگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قرآن کریم کوعقیدت سے چومنا یا آنکھوں سے لگانا ثابت ہے؛ اس میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۶/۱۲/۱۸ھ)

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

کیا چہرہ پر دھبہ والی عورت لعنتی ہوتی ہے؟

(۲۲۵)**سوال**: میری بیوی کی آنکھ میں پھول اور چہرے پر سیاہ دھبہ ہے اور میں نے سنا

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا.....من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو ردٌّ. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الصلح: باب إذا اصطلحوا على صلح جور": ج۱،ص:۳۷۱،رقم:۲۶۹۷)

من أحدث في الإسلام رأيا لم يكن له من الكتاب والسنة سند ظاهر أو خفي ملفوظ أو مستنبط فهو مردود. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، "كتاب الإيمان: باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول": ج۱،ص:۳۳۶،رقم:۱۴۰)

(۲) ويظهر الناس الحزن والبكاء، وكثير منهم لا يشرب الماء ليلتئذ موافقة للحسين لأنه قتل عطشانا ..... إلى غير ذلك من البدع الشنيعة. (أبو الفداء إسماعيل، البداية والنهاية، "فصل: وكان مقتل حسين رضي الله عنه يوم الجمعة": ج۸،ص:۲۴۸)

قال الكشميري: ولم يكن له أصل من الشريعة الغراء. (علامه أنور شاه، الكشميري، العرف الشذي، "أبواب العيدين، باب ما جاء في التكبير في العيدين": ج۱،ص:۵۶۸)

(۱)عن عمر رضي الله عنه، أنه كان يأخذ المصحف كل غداة ويقبله ويقول: عهد ربي ومنشور ربي عز وجل وكان عثمان رضي الله عنه، يقبل المصحف ويمسحه على وجهه. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الحظر والإباحة: باب الاستبراء وغيره، متصل فصل في البيع": ج۹،ص:۵۵۲)

ہے کہ ایسی عورت لعنتی ہوتی ہے، میں اس چیز کو ناپسند سمجھتا ہوں کیا یہ صحیح ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: عاصی حیات، گیا، بہار

الجواب وباللّٰہ التوفیق: یہ تصور کہ: جس عورت کے تل یا کوئی دھبہ ہو یا آنکھ میں خرابی ہو وہ لعنتی ہوتی ہے، شرعی اعتبار سے بالکل غلط ہے، اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۶/۶/۱۹ھ)

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

پھل کاٹتے وقت تکبیر پڑھنا کیسا ہے؟

(۲۲۶)**سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

عوام الناس میں یہ بات عام ہے کہ: جب پھل کو کاٹا جائے تو جس طرح جانوروں کو ذبح کرتے وقت تکبیر یعنی اللہ کا نام لیا جاتا ہے، بعینہ پھل کاٹتے وقت پھل کو ذبح کیا جائے اور تکبیر کہی جائے، کیا ایسا کرنا صحیح ہے؟ شریعت اسلامیہ میں اس کی کوئی اصل ہے؟ کیا یہ عقیدہ درست ہے؟ ایسا کرنے والا گناہگار تو نہیں ہو رہا ہے؟

فقط والسلام

المستفتی: محمد ابواللیث، بہار

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ فی السوال طریقہ جو رائج ہے اس کی کوئی اصل نہیں

---

(۱) إن كان الشئوم في شيئ ففي الدار والمرأة والفرس. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب النكاح: باب ماى يتقى من شؤم المرأة": ج۲،ص:۷۶۳،رقم:۵۰۹۴)

قال القرطبي: إنه يحمله على ماكانت الجاهلية تعتقده بناء على أن ذلك يضر وينفع بذاته فإن ذلك خطأ إلخ. (ابن حجر، العسقلاني، فتح الباري: ج۶،ص:۶۱)

ہے یہ خیال بالکل غلط ہے۔ ذبح اور تکبیر حیوانوں کے لئے ہے نہ کہ پھل وغیرہ کے لئے[۱] شریعت اسلامیہ میں اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

''ولم يكن له أصل من الشريعة الغراء''[۲] اس سے بدعات کوفروغ ملتا ہےاور بے اصل اور بے بنیاد چیزیں مذہب میں داخل ہوجاتی ہیں اور ایسا کرنے والا گناہگار ہوتا ہے؛ اس لئے اس سے پرہیز کرنا اور بچنا ضروری ہے۔

''عن عائشة -رضي الله عنها- قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد''[۳] ''من أحدث في الإسلام رأيا لم يكن له من الكتاب والسنة سند ظاهر أو خفي ملفوظ أو مستنبط فهو مردود''[۴]

البتہ ہر کام کوشروع کرنے سے پہلے ''بسم الله'' یا ''الحمد لله'' وغیرہ پڑھنا باعث خیر وبرکت ہے۔ ''قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: كل أمر ذي بال لا يبدأ فيه بالحمد أقطع''[۴]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۹/۷/۱۴۴۲ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی، محمد اسعد جلال، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) أشرف علي التهانوي، أغلاط العوام: ص:۱۸۲.

(۲) علامه أنور شاه الكشميري، العرف الشذي، ''أبواب العيدين، باب ما جاء في التكبير في العيدين'': ج۱، ص:۵۶۸.

(۳) أخرجه مسلم، في صحيحه، ''كتاب الأقضية: باب نقض الأحكام الباطلة'': ج۲، ص:۷۷، رقم:۱۷۱۸.

(۴) ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ''كتاب الإيمان: باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول'': ج۱، ص:۳۳۶، رقم:۱۴۰.

(۵) أخرجه ابن ماجه، في سننه، ''أبواب النكاح: باب خطبة النكاح'': ج۱، ص:۶۱۰، رقم:۱۸۹۴.

ماں کا دودھ بخشوانے کی شرعی حیثیت:

(۲۲۷)**سوال**: ماں کا دودھ بخشنے اور بخشوانے کے متعلق شریعت میں کیا روشنی ملتی ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: شیخ عفان الغفاری

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ماں کا دودھ بخشنا یہ رسم و رواج کے تحت ہے، قرآن وحدیث میں اس کی کوئی اصل وارد نہیں ہے، پس ایسی رسوم کا اعتقاد رکھنا بھی درست اور جائز نہیں ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۰۹/۱۲/۴ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

ختم قرآن پر استاد کا بچوں کے گھر آکر قرآن پڑھوانا:

(۲۲۸)**سوال**: حافظ جی حضرات ختم قرآن پر بچوں کے گھر آکر پڑھواتے ہیں اور گھر والے اس موقع پر کچھ ہدیہ وغیرہ دیتے ہیں، اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: شیخ عفان الغفاری

---

(۱)عن عائشة رضي اللّٰه عنها، قالت: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد. (أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب الأقضية: باب نقض الأحكام": ج۲،ص:۷۷،رقم:۱۷۱۸)

ما أحدث على خلاف الحق المتلقى عن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم من علم أو عمل أو حال بنوع شبهة واستحسان وجعل ديناً قويماً وصراطاً مستقيماً الخ. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب: البدعة خمسة أقسام": ج۲،ص:۲۹۹)

من أحدث في الإسلام رأيا لم يكن له من الكتاب والسنة سند ظاهر أو خفي ملفوظ أو مستنبط فهو مردود. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، "كتاب الإيمان: باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول": ج۱،ص:۳۳۶،رقم:۱۴۰)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: رسم ورواج سے ہٹ کر بچے کے والدین کو محض اپنی خوشی اور رضامندی سے جو چاہے دے سکتے ہیں، اس کا لینا بھی جائز ہے[1] البتہ کوئی غیر شرعی طریقہ اختیار نہ کیا جائے[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۰۹/۱۲/۴ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

مرد یا عورت کا دائیں و بائیں آنکھ پھڑکنا:

(۲۲۹) **سوال:** کچھ لوگوں سے اس طرح بات سنی گئی ہے کہ: مرد کی اگر دائیں آنکھ پھڑکتی ہے، تو یہ کسی آنے والی خوشی کی طرف اشارہ ہے اور اگر بائیں آنکھ پھڑکتی ہے، تو کسی پریشانی کی طرف اشارہ ہے۔ اور عورت کے بارے میں اس کے برعکس ہے، یعنی بائیں آنکھ کا پھڑکنا خوشی اور دائیں آنکھ کا پھڑکنا پریشانی کی علامت ہے۔ تو کیا از روئے شرع اس طرح عقائد کی کوئی بنیاد ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد افضال بن محمد زکریا، مظفر نگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس قسم کی باتیں صرف مشہور ہیں، جو پرانے لوگوں سے چلی آرہی ہیں۔ شریعت اسلامیہ میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے، ایسی باتوں کا اعتقاد رکھنا شرعاً درست نہیں ہے۔[3]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۰۹/۷/۱۶ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) خیرکم من تعلم القرآن وعلمه. (أخرجه الترمذي: في سننه، "أبواب العلم، باب خيركم من تعلم القرآن": ج۱،ص:۷۳،رقم:۲۹۰۷؛أخرجه البخاري، في صحيحه، ..... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر.....

چاند یا سورج گرہن کے وقت کھانے پینے سے پرہیز:

(۲۳۰)**سوال**: چاند گرہن یا سورج گرہن میں سوائے نماز پڑھنے کے اور بھی کچھ ثابت ہے یا نہیں؟ حاملہ عورتیں طرح طرح کا پرہیز کرتی ہیں، مثلاً: کھانا، پینا بند، اور گرہن کو آنکھ سے دیکھنا ممنوع سمجھتی ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ابراہیم، گورکھپوری

الجواب وباللّٰہ التوفیق: چاند یا سورج کے گرہن پر کھانا، پینا بند کرنے وغیرہ کا حکم نہیں ہے [۱]؛ البتہ نوافل اور ذکر اللہ کرنے کا حکم ہے، وہ کرنا چاہئے۔ دیکھنے سے چونکہ نگاہ کمزور ہوتی ہے؛ اس لئے منع کیا جاتا ہے۔ [۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۲/۷/۱۴۰۹ھ)

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا..... "کتاب العلم: باب خیرکم من تعلم القرآن": ج۱،ص:۱۹،رقم:۵۰۲۷)
تهادوا تحابوا. (أخرجه الطبري، في المعجم الأوسط: ج۷،ص:۱۹۰،رقم:۷۲۴۰)

(۲) عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد، متفق عليه. (أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب الأقضية: باب نقض الأحكام": ج۲،ص:۷۷،رقم:۱۷۱۸)

(۳)عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد، متفق عليه. (أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب الأقضية: باب نقض الأحكام": ج۲،ص:۷۷،رقم:۱۷۱۸)

(۱)عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد، متفق عليه. (أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب الأقضية: باب نقض الأحكام": ج۲،ص:۷۷،رقم:۱۷۱۸)
قال النبي صلى الله عليه وسلم: هذه الآيات التي يرسل الله لا تكون موت أحد ولا لحياته ولكن يخوف الله به عباده، فإذا رئيتم شيئاً من ذلك فأفزعوا إلى ذكره ودعائه واستغفاره. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الكسوف: باب الذكر في الكسوف": ج۱،ص:۱۴۵،رقم:۱۰۵۹)

(۲)يصلي بالناس من يملك اقامة الجمعة بيان للمستحب الخ. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب الجمعة": ج۳،ص:۶)

خالی قبر میں مرغ کو دفن کرنا ضروری ہے کیا؟

(۲۳۱)**سوال**: کسی جگہ ایک حادثہ ہوا، اور حادثہ میں ایک مسلم شخص ہلاک ہوگیا، اور اس کے وطن میں اطلاع یہ دی کہ: دو آدمی ہلاک ہوگئے ہیں، تو اس اطلاع کے مطابق گاؤں والوں نے دو قبر تیار کیں؛ لیکن جب لایا گیا تو پتہ چلا کہ ایک ہی نعش ہے، تو اس کی تدفین کی گئی، اور ایک قبر جو باقی رہ گئی تھی، اس کو خالی ہی رہنے دیا، تو گاؤں والوں نے اس باقی شدہ قبر کو جو کہ زائد کھدوائی تھی، اس میں ایک مرغ کو دفن کردیا، تو کیا خالی قبر میں مرغ کو دفن کرنا ضروری ہے، یا ویسے ہی بغیر مرغ ڈالے مٹی ڈھکیل سکتے ہیں؟ اور مرغ کو ڈالنے کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: غلام نبی، عثمان آبادی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر قبر کھودی گئی اور اس میں میت کی تدفین عمل میں نہ آسکے تو قبر کو بند کردیا جائے، اس میں مٹی بھر کر جگہ کو ہموار کردیا جائے۔ یہ عقیدہ رکھنا کہ خالی قبر کو بند نہیں کرسکتے اور اس میں کسی چیز کے دفن کرنے کو ضروری سمجھنا غلط ہے، اور ایسے عقیدہ کا ترک کرنا ضروری ہے۔[۱] جو مرغ اس قبر میں دفن کیا گیا یہ مال کا ضائع اور ہلاک کرنا ہوا، یہ بھی شرعاً جائز نہیں ہے۔[۲] صورت مسئولہ میں توبہ واستغفار لازم ہے۔[۳]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۶/۶/۲۱ھ)

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)عن عائشة رضي اللّٰه عنها، قالت: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو ردٌّ، متفق عليه. (مشكوٰة المصابيح، "كتاب الإيمان: باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول" :ج۱،ص:۲۷،رقم:۱۴۰)

(۲) وإن إضاعة المال والتبذير بأي وجه كان كالرشوة والقمار والربوا وغير ذلك حرام إجماعاً، قال اللّٰه تعالىٰ: ﴿إِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْا إِخْوَانَ الشَّيَاطِيْنَ﴾(المظهري، "سورة البقرة:۲۱۹":ج۱،ص:۲۶۹)

(۳)﴿ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝﴾(سورة النساء:۱۱۰)

حالت حیض میں مہندی ناپاک ہوجاتی ہے؟

(۲۳۲)**سوال**: بعض عورتیں کہتی ہیں کہ: حالت ایام میں مہندی ناپاک ہوجاتی ہے، یہ کیسا ہے، اوراس سے غسل بھی ادانہیں ہوتا؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد مبشر، متعلّم دارالعلوم دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عورتوں کا یہ مسئلہ بالکل غلط ہے۔ غسل صحیح ہوجائے گا۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

رات میں آئینہ دیکھنا اور جھاڑو لگانا کیسا ہے؟

(۲۳۳)**سوال**: عوام الناس میں یہ بات پھیلی ہوئی ہے کہ: رات کو آئینہ دیکھنا صحیح نہیں ہے۔ اور نہ ہی دیکھنا چاہئے، مگر دلیل نہیں معلوم؛ نیز یہ کہ رات میں جھاڑو بھی دینا صحیح نہیں ہے، مگر جب گھر گندا ہو، تو اس سے کیا حرج ہے۔ اس کا حدیث و دینی کتب میں ذکر آیا ہے کہ نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: عرفان احمد، باندہ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شرعاً نہ آئینہ دیکھنے کی ممانعت ہے رات میں اور نہ ہی جھاڑو دینے کی ممانعت ہے۔ زیادہ تر عورتیں ایسی باتیں کہتی ہیں جو صحیح نہیں ہے۔[2] صفائی ستھرائی کی

---

(۱) عن معاذة أن امرأة سألت عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: تختضب الحائض، فقالت: فقد كنا عند النبي صلى اللّٰه عليه وسلم ونحن نختضب فلم يكن ينهانا عنه. (أخرجه ابن ماجه، في سننه، "كتاب الطهارة، باب الحائض نختضب": ج۱،ص:۲۱۵،رقم:۶۵۶)

جنب اختضب واختضب امرأته بذلك الخضاب قال أبو يوسف لا بأس به. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الكراهية": ج۵،ص:۳۵۹)

(۲)أشرف علي التهانوي، اغلاط العوام:ص:۳۱.

.....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر.....

جب ضرورت ہو، صفائی کر لینا چاہیے اللہ کو صفائی پسند ہے اور اس کے لئے کسی وقت کی تعیین نہیں ہے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۹/۷/۱۴۱۰ھ)

شوہر کے انتقال پر بیوی کو ضروری سمجھ کر جوڑے وغیرہ دینا:

(۲۳۴) **سوال**: شوہر کے انتقال پر لوگ بیوی کو جوڑے وغیرہ دیتے ہیں، اس کو ضروری بھی سمجھتے ہیں، یہ کیسا ہے۔

فقط: والسلام

المستفتی: عبداللہ، نیپال

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مسئولہ میں مذکورہ موقع پر ضروری سمجھ کر لین دین التزام مالا یلزم ہے اور رسم ہے، جو درست نہیں، اس رسم کو چھوڑ دینا ضروری ہے؛ لیکن جو کپڑے اس طرح کہہ کر دیئے گئے وہ اس کی ملک ہو گئے، جس طرح چاہے استعمال کرے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۲۸/۱/۱۴۲۴ھ)

الجواب صحیح:

خورشید عالم

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا.....عن أبي حرة الرقاشي عن عمه رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه عليه وسلم: ألا لا تظلموا ألا لا يحل مال إمرئ إلا بطيب نفس منه. (مشكوٰة المصابيح ،''كتاب البيوع: الفصل الثاني: باب الغصب والعارية'': ج۱،ص:۲۵۵،رقم:۲۹۴۶)

(۱) إن اللّٰه طيب يحب الطيب، نظيف يحب النظافة، رواه الترمذي. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ''باب الترجل'': ج۷،ص:۲۸۴۶،رقم:۴۴۸۷)

(۲) عن عائشة رضي اللّٰه عنها، قالت: قال رسول اللّٰه -صلى اللّٰه عليه وسلم- من أحدث في أمرنا هذا ما ليس فيه فهو ردٌّ. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب الصلح: .....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر.....

نماز کے بعد جانماز کا کونہ موڑنا:

(۲۳۵)**سوال**: بعض حضرات کا اعتقاد ہے کہ نماز پڑھ کر مصلی کا ایک کونہ لپیٹ دیتے ہیں تاکہ شیطان اس پر نماز نہ پڑھے اس کی کیا حقیقت ہے؟ نیز کیا شیطان عیدین کے دن روزہ رکھتا ہے؟ اس کی کیا حقیقت ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: ڈاکٹر ایم اے خان، مظفرنگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ رواج کی کوئی اصل شرعاً نہیں ہے اور یہ اعتقاد بھی غلط ہے جیسا کہ مشہور ہے کہ عید اور بقرعید کے دن شیطان روزہ رکھتا ہے اس کی بھی کوئی اصل نہیں ہے غلط مشہور ہے۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۳/۴ھ)

قرآن کریم کی بے ادبی ہوجائے تو اناج تول کر صدقہ کرنا:

(۲۳۶)**سوال**: لوگوں میں مشہور ہے کہ: اگر ''نعوذ باللّٰہ'' قرآن کریم کی بے ادبی ہوجائے، تو اس کے برابر اناج تول کر صدقہ کردیا جائے اور یہ صدقہ کرنا کیا واجب شرعی ہے؟

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا.....باب إذا اصطلحوا عصلح جور'': ج۱،ص:۳۷۱،رقم:۲۶۹۷)

قال الكشميري: ولم يكن له أصل من الشريعة الغراء. (علامه أنور شاه الكشميري، العرف الشذي، شرح سنن الترمذي، ''أبواب العيدين، باب ما جاء في التكبير في العيدين'' :ج۲،ص:۵۶۸)

(۱) عن عائشة رضي اللّٰه عنها، قالت: قال رسول اللّٰه -صلى اللّٰه عليه وسلم- من أحدث في أمرنا هذا ما ليس فيه فهو ردٌّ. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب الصلح: باب إذا اصطلحوا عصلح جور'' :ج۱، ص:۳۷۱،رقم:۲۶۹۷)

أشرف علي التهانوي، أغلاط العوام:ص:۴۷.

شریعت میں اس کی کوئی اصل ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد راشد رحمانی، مرادآباد

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قرآن کریم ہاتھ سے یا طاق میں سے گر جائے، تو اس کے برابر غلہ واناج وغیرہ تول کر کفارہ سمجھ کر ادا کرنا بے اصل اور غلط فہمی پر مبنی ہے قرآن وحدیث اور فقہ کی کتابوں میں یہ مذکور نہیں ہے؛ البتہ غلطی سے قرآن کریم اگر گر جائے تو اس پر توبہ اور استغفار کرنی چاہئے[1] اور واجب الشرعی سمجھے بغیر تصدق اور خیرات فقراء کے درمیان تقسیم کردے اور تخمینہ سے اگر غلہ وغیرہ بھی دے دے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔[2]

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی، محمد اسعد جلال، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۹/۷/۱۴۴۲ھ)

❀ ❀ ❀

(۱) كفاية المتفي، "كتاب العقائد": ج۱،ص:۱۳.
(۲) أشرف علي التهانوي، أغلاط العوام:ص:۷۵.

فصل تاسع

متفرقات بدعت

عقیقہ نہ کرکے چھٹے دن شکرانہ کی دعوت کرنا:

(۲۳۷)**سوال**: مہاراشٹر کے پہاڑی دیہاتوں میں مسلمانوں میں یہ رواج ہے کہ بچہ پیدا ہونے کے بعد عقیقہ تو نہیں کرتے؛ بلکہ جب عورت چھٹے دن نہاتی ہے تو اس روز کچھ کھانا پکا کر غریبوں کی دعوت کرتے ہیں جو شکریہ کے طور پر اللہ کے لئے ہوتا ہے اور اسی روز کچھ رشتہ داروں کو بھی مدعو کیا جاتا ہے۔ یہ کیسا ہے، کیا عقیقہ ہی کرنا چاہئے؟

فقط: والسلام
المستفتی: مولوی محمد قاسم صاحب، مظفرنگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عقیقہ کرنا مسنون ہے جو ساتویں دن یا اس کے بعد کبھی بھی ہو جائے لڑکے کی طرف سے دو بکرے اور لڑکی کی طرف سے ایک بکرا اللہ کے نام عقیقہ کی نیت سے ذبح کیا جائے، پھر اس کو تقسیم کر دیا جائے یا پکا کر لوگوں کو غریب امیر رشتہ داروں وغیرہ کو کھلا دیا جائے اور بچے کے بالوں کے برابر چاندی صدقہ کر دی جائے۔

مذکورہ فی السوال طریقہ جو رائج ہے اس میں مسنون عقیقہ ادا نہیں ہوتا اور اگر رسم ورواج کے طور پر ہو تو بدعت ہو جائے گا، جس سے بچنا ضروری ہے، جہاں تک ہو سکے عقیقہ کر دیا جائے اس سے بچہ کے سر سے بلائیں اور آفات بھی دور ہو جاتی ہیں۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۸/۶/۲۲ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) عن سمرة رضي الله عنه، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: كل غلام رهينة بعقيقة، تذبح عنه يوم السابع، وتحلق رأسه، ويدمىٰ. (أخرجه أبو داود، في سننه، .....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر.....

اہل ہنود کی مشابہت اختیار کرنے کا حکم:

(۲۳۸)**سوال**: ہمارے علاقہ میں اہلِ ہنود کا عقیدہ ہے کہ شام ہوتے ہی چراغ روشن کیا جائے اس سے متاثر ہوکر بہت سارے مسلمان بھی عقیدے کے طور پر اپنے گھروں میں چراغ روشن کرنا ضروری سمجھتے ہیں، حتی کہ بعض مساجد میں بھی موسم صاف اور روشنی ہونے کے باوجود نماز مغرب سے پہلے چراغ جلانا ایک رسم بن گیا ہے۔ اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

مساجد میں جمعہ کے دن رسماً اگربتی وغیرہ جلانا کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: اقبال احمد قاسمی، گجرات

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ عمل رسماً جائز نہیں، ہاں ضرورتاً جائز ہے، ضرورت پوری ہونے پر بند کردینا چاہئے اسراف جائز نہیں۔[۱]

اگربتی کو بھی رسم کے طور پر جلانا درست نہیں۔ غیروں کے ساتھ مشابہت سے بچنا چاہئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''من تشبه بقوم فهو منهم''[۲] ﴿يأيها الذين آمنوا لا تكونو كالذين كفروا﴾[۳]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۳۴/۸/۲۴ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا..... ''كتاب الضحايا: باب في العقيقة'': ج۲،ص:۳۹۲،رقم:۲۸۳۷)

عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو ردٌّ. (مشكوٰة المصابيح، ''كتاب الإيمان: باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول'': ج۱، ص:۲۷،رقم:۱۴۰)

(۱)إن إضاعة المال والتبذير بأي وجه كان كالرشوة والقمار والربوا وغيره ذلك حرام إجماعاً. (محمد ثناء الله پاني پتي، تفسير المظهري: ج۱،ص:۲۶۹)

(۲)أخرجه أبوداود، في سننه، ''كتاب اللباس: باب القميص والأقبية ولبس الشهرة'': ج۲،ص:۵۵۹،رقم:۴۰۳۱.

(۳)سورة آل عمران:۱۵۶.

حافظ کے گلے میں پھولوں اور روپیوں کا ہار ڈالنا:

(۲۳۹)**سوال**: بچہ حافظ ہوتا ہے، تو جیسا کہ رسم ہے، کہ اس کے رشتہ دار اس کے گلے میں پھولوں کا اور روپیوں کا ہار ڈالتے ہیں۔ یہ جائز ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: تنویر احمد، مظفر نگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بچہ کی ہمت افزائی کے طور پر ایسا کیا جائے تو مباح ہے، ممنوع نہیں؛ لیکن اس کو رسم بنانا درست نہیں۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۰۹/۷/۸ھ)

پڑوس میں سالن بھیجتے وقت کوئلہ ڈال دینا:

(۲۴۰)**سوال**: ہمارے یہاں ایک رسم یہ ہے کہ: گوشت کا سالن گھر میں پکنے کے بعد اگر کسی پڑوسی کو وہ سالن بھیجنا ہوتا ہے، تو اس سالن کے اندر ایک کوئلہ دھو کر ڈال دیا جاتا ہے اور لوگوں کا یہ ذہن بنا ہوا ہے کہ اس طرح نہ کرنے سے شیطان ان کو گھیر لے گا۔ اس طرح کرنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبداللطیف کاشفی، کشمیر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس کی کوئی اصل نہیں اور ایسا اعتقاد واجب الترک ہے۔ اس سے بدعات کو فروغ ملتا ہے اور بے اصل و بے بنیاد چیزیں مذہب میں داخل ہو جاتی ہیں اور لوگ

---

(۱) عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم- من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو ردٌّ. (مشكوٰة المصابيح، "كتاب الإيمان: باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول": ج ۱ص:۲۷،رقم:۱۴۰)

اس کوشریعت سمجھنے لگتے ہیں۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۷/۴/۲۶ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

کیا دونوں ہاتھوں سے مصافحہ بدعت ہے؟

(۲۴۱)**سوال**: زید کہتا ہے کہ: دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا بدعت ہے۔ کیا یہ قول صحیح ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالمنعم، سہارنپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حدیث شریف میں ہے کہ: ایک صحابیؓ فرماتے ہیں کہ: میرا ہاتھ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں مبارک ہاتھوں میں تھا[۲]، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ: دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا مسنون ہے، بدعت نہیں ہے، جو بات حدیث سے ثابت ہو اس کو بدعت کہنا غلط ہے۔[۳]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۱/۲۱ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) عن عائشة رضي اللّٰه عنها، قالت: قال رسول اللّٰه -صلى اللّٰه عليه وسلم- من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو ردٌّ. (مشكوٰة المصابيح، "كتاب الإيمان: باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول": ج۲،ص:۲۷،رقم:۱۴۰)

إن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: من عمل عملاً ليس عليه أمرنا فهو رد. (أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب الأقضية: باب نقض الأحكام الباطلة": ج۲،ص:۷۷،رقم:۱۷۱۸)

(۲) سمعت ابن مسعود رضي اللّٰه عنهما يقول: علمني رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم وكفي بين كفيه التشهد كما يعلمني السورة من القرآن. (أخرجه البخاري، في صحيحه، .....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر.....

قرآن کریم کے نیچے سے بھینس کا نکالنا:

(۲۴۲)**سوال**: قرآن کریم کے نیچے سے بھینس کا نکالنا اس کی کیا حیثیت ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عمران فرمانون

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قرآن کریم کے نیچے سے بھینس نکالنا بدعت ہے، اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ ایسے کام وطریقہ کو فوراً چھوڑ دینا لازم ہے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۳/۱۱/۲۱ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

ملاقات کے وقت پاؤں چھونا:

(۲۴۳)**سوال**: زید نے اپنے والد سے سفر میں جاتے وقت ملاقات کی اور ان سے سلام کر کے پاؤں بھی چھوا اس کے بعد مصافحہ کر کے واپس چلا آیا، ایسا کرنا کیسا ہے؟ پاؤں چھونا درست ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد زبیر احمد، فیض آباد

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا..... "کتاب الاستئذان: باب المصافحة": ج۲ص:۹۲۶، رقم:۶۲۶۵)

(۳) والحق أن مصافحته صلى الله عليه وسلم ثابتة باليد وباليدين إلا أن المصافحة بيد واحدة لما كانت شعار أهل الفرنج وجب تركه كذلك. (علامه رشيد أحمد، گنگوهی، (الهند)الكوكب الدري:ج۳،ص:۳۹۲)

(۱) إذا كان للرجل جو الق وفيها دراهم مكتوب فيها شيء من القرآن، أو كان في الجوالق كتب الفقه أو كتب التفسير أو المصحف، إن كان على وجه الاستخفاف يكفر وإلا لا كذا في الغرائب. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب الكراهية، "الباب الخامس: في آداب المسجد والقبلة، والمصحف": ج۵،ص:۳۷۳)

لا يلقى في موضع يخل بالتعظيم كذا في القنية. ("أيضاً": ج۵،ص:۳۷۵)

عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد. (أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب الأقضية: باب نقض الأحكام الباطلة": ج۲،ص:۷۷، رقم:۱۷۱۸)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: پاؤں چھونا جاہلانہ رسم اور بدعت ہے، ایسی رسموں سے مسلمان کو پرہیز لازم ہے[۱] رخصتی اور ملاقات کے لئے سلام اور مصافحہ کافی ہے اور مسنون یہی ہے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۲/۸/۱۰ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

کیا نماز کے بعد مصافحہ کرنا بدعت ہے؟

(۲۴۴) **سوال:** کسی بدعتی نے یہ سوال کیا ہے کہ: ہم نماز کے بعد مصافحہ کرتے ہیں تو یہ بدعت ہے اور آپ لوگ جماعت میں نام لکھواتے ہیں اور پھر فوراً امیر سے ملاقات کرتے ہیں، یہ کہاں سے ثابت ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: مجیب الرحمٰن ابن مولانا ابوالخیر صاحب، بھاؤنگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بریلوی جو مصافحہ نماز کے بعد کرتے ہیں اس کو لازم اور ضروری سمجھ کر کرتے ہیں اور مصافحہ نہ کرنے والوں کو لعن طعن کرتے ہیں جس سے التزام مترشح ہوتا

---

(۱) ویکره أن یقبل الرجل فم الرجل أو یده أو شیئاً منه في قول أبي حنیفة رضي اللّٰه عنه، (وکذا) ما یفعلونه من تقبیل (الأرض بین یدي العلماء) والعظماء فحرام والفاعل والراضي به أثمان: لأنه عبادة الوثن وهل یکفر إن علی وجه العبادة والتعظیم کفر وإن علی وجه التحیة لا وصار آثماً مرتکباً للکبیرة والملتقط التواضع بغیر اللّٰه حرام. (ابن عابدین، الدر المختار مع رد المحتار، "کتاب الحظر والإباحة، باب الاستبراء وغیره": ج۹،ص:۵۴۶)

(۲) إن المصافحة مستحبة عند کل لقاء، وأما ما اعتاده الناس من المصافحة بعد صلاة الصبح والعصر، فلا أصل له في الشرع علی هذا الوجه ..... إنه تکره المصافحة بعد أداء الصلاة بکل حال، لأن الصحابة رضي اللّٰه تعالیٰ عنهم ما صافحوا بعد أداء الصلاة، ولأنها من سنن الروافض. ثم نقل عن ابن حجر عن الشافعیة أنها بدعة مکروهة لا أصل لها في الشرع ..... وقال ابن الحاج من المالکیة في المدخل: إنها من البدع. ("أیضاً": ج۹،ص:۵۴۸)

ہے، جس کی وجہ سے اس کو بدعت ہی کہا جائے گا اور جماعت میں جاتے وقت جو مصافحہ کرتے ہیں، اس کو نہ تو ضروری سمجھا جاتا ہے اور نہ اس کا التزام ہوتا ہے؛ بلکہ رخصتی کے لئے کرتے ہیں یا باہر سے آنے والے واعظ سے مصافحہ کرتے ہیں، پھر اس میں سب لوگ نہیں کرتے؛ بلکہ بعض کرتے ہیں اور بعض چھوڑ دیتے ہیں اور چھوڑنے والوں کو لعن طعن نہیں کیا جاتا؛ اس لیے یہ بدعت نہیں ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۴/۸/۱۸ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

خلاف اصول وسنت عبادت کرنے والے کا حکم:

(۲۴۵) **سوال**: ایک شخص برابر عبادت کرتا ہے لیکن خلاف اصول وسنت کرتا ہے ایسے شخص کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک مغفرت کی کیا شکل ہوگی؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد محسن خان، دہلی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس شخص کو اپنا عمل اور اپنی عبادت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق کرنی چاہئے اگر ان جانے میں خلاف سنت کچھ ہوگیا ہے تو اس کی معافی خدا تعالیٰ سے

---

(۱) وقد صرح بعض علمائنا وغيرهم بكراهة المصافحة المعتادة عقب الصلوٰة مع أن المصافحة سنة وما ذلك إلا لكونها يم تؤثر في خصوص هذا الموضع فالمواظبة عليها توهم العوام بأنها سنة فيه. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب في دفن الميت": ج۳،ص:۱۴۱)
ويكره أن يقبل الرجل فم الرجل أو يده أو شيئاً منه في قول أبي حنيفة رضي اللّٰه عنه.
(وكذا) ما يفعلونه من تقبيل (الأرض بين يدي العلماء) والعظماء فحرام والفاعل والراضي به أثمان: لأنه عبادة الوثن وهل يكفر إن على وجه العبادة والتعظيم كفر وإن على وجه التحية لا وصار آثماً مرتكباً للكبيرة والملتقط التواضع بغير اللّٰه حرام. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الحظر والإباحة، باب الاستبراء وغيره": ج۹،ص:۵۴۶)

مانگیں، اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی پوری اور قوی امید ہے۔[1] ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۰۹/۶/۱۳ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

اذان میں "محمّدًا رسول اللّٰہ" پر انگوٹھے چومنا:

(۲۴۶)**سوال**: مؤذن جس وقت "أشهد أنَّ محمداً رسول اللّٰه" کہتا ہے، تو اس وقت بعض حضرات ہاتھ کے انگوٹھے میں دم کرکے آنکھ سے لمس کرتے ہیں، یہ کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالستار: مدھوبنی، (بہار) متعلّم جامعہ ہذا

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسا کرنا قرآن وحدیث یا آثار صحابہؓ اور تعامل تابعین وغیرہم سے ثابت نہیں، ایسا کرنے کو ضروری یا باعث ثواب سمجھنا بدعت میں شمار ہوگا، اور اس متعلق جو روایات ہیں وہ موضوع ہیں۔

"قال الإمام الجليل السيوطي: "الأحاديث التي رويت في تقبيل الأنامل

---

(۱) ﴿إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا﴾ (سوقر النساء:۱۷)

عن قتادة أنه كان يحدث: أن أصحاب رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم كانوا يقولون: كل ذنب أصابه عبد فهو بجهالة. عن قتادة: "للذين يعملون السوء بجهالة"، قال: اجتمع أصحاب رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فرأوا أن كل شيء عصي به فهو "بجهالة" عمداً أو كان غيره.

عن مجاهد في قوله: "للذين يعملون السوء بجهالة"، قال: كل من عصى ربه فهو جاهل حتى ينزع عن معصيته. (محمد بن جريد الطبري: جامع البيان، "سورة النساء:۱۷": ج۸، ص:۸۹، رقم:۸۸۳۲-۸۸۳۳)

وقال عكرمة: أمور الدنيا كلها جهالة يعني ما اختص بها وحرج عن طاعة أدلة. (أبو حبان محمد بن يوسف، البحر المحيط، "سورة النساء:۱۷": ج۳، ص:۵۶۱)

(۲) سورة النساء:۴۸.

وجعلها على العينين عند سماع اسمه صلى الله عليه وسلم عن المؤذن في كلمة الإشهاد كلها موضوعات".

علامہ جراحی کہتے ہیں "ولم يصح في المرفوع من كل شيئ" علامہ سخاوی نے "المقاصد الحسنہ" میں لکھا ہے: "بل كله مختلف موضوع".[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۰۶/۲/)

فاتحہ، درود، گیارہویں اور مزار پر سجدہ کرنے کی حقیقت:

(۲۴۷) **سوال**: (۱) فجر کی نماز کے بعد دعاء کرنے میں، الفاتحہ کہہ کر تھوڑی دیر خاموش رہ کر پھر ﴿إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ﴾ پڑھ کر خوب بلند آواز سے سب کا درود پڑھنا اور اس کو ضروری سمجھنا، کہاں تک درست ہے؟

(۲) گیارہویں، بارھویں کی کیا حقیقت ہے اور اس کا رواج کب سے ہوا، کیا محبوب سبحانی اور دیگر اولیاء کرام نے اس کی اجازت دی ہے، کیا قرآن وحدیث سے اس کا ثبوت ہے؟

(۳) اولیاء کرام کے مزارات پر جانے کی کیا حقیقت ہے، سجدہ کرنا کیسا ہے؟ خصوصاً سجدے کی تعریف کرتے ہوئے یہ جواب دیا جائے، کہ اولیاء کے احترام میں یہ سب کچھ کیوں ناجائز ہے؛ نیز نماز جنازہ کے بعد فاتحہ ودعا اور چالیس قدم کے بعد فاتحہ دینا کیسا ہے؟

---

(۱) مسح العينين بباطن أنملتي السبابتين بعد تقبيلهما عند سماع أشهد أن محمد رسول الله من المؤذن لا يصح. (أحمد طاهر، تذكرة الموضوعات: ج۱ص:۳۴)

مسح العينين بباطن أنملتي السبابتين بعد تقبيلهما عند سماع قول المؤذن أشهد أن محمدا رسول الله، مع قوله: أشهد أن محمداً عبده ورسوله، رضيت بالله ربا، وبالإسلام دينا، وبمحمد نبيا، وذكر الديملي في الفردوس من حديث أبي بكر الصديق أنه لما سمع قول المؤذن أشهد أن محمداً رسول الله قال: هذا، وقبل باطن الأنملتين السبابتين ومسح عينيه، فقال صلى الله عليه وسلم: من فعل مثل ما فعل خليلي فقد حلت عليه شفاعتي، ولا يصح. (شمس الدين، المقاصد الحسنة: ج۱ص:۶۰۴)

(۴) تیجہ، دسواں، جنازہ کی نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر فجر کی نماز کی طرح اس میں فاتحہ درود کرنا اور مسجد میں نماز جنازہ کو ضروری سمجھنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد سجاد حسین قاسمی، بنگلور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: درود شریف، گیارھویں، بارھویں اولیا کرام کے مزارات پر سجدہ کرنا نماز جنازہ کے بعد فاتحہ دعاء، تیجہ، چالیسواں، دعاء بعد جنازہ مخصوص اوقات میں، مخصوص طریقہ پر زیارت قبور فرقہ رضا خانیت کے مروجہ امور ہیں، شریعت اسلامیہ میں ان کا کوئی ثبوت نہیں؛ لہٰذا ان مروجہ طریقوں پر، ان امور کو انجام دینا، بدعت وخلاف شریعت ہے۔ تفصیل کے لئے ''اصلاح الرسوم'' حضرت تھانوی، ''فاتحہ کا صحیح طریقہ''، ''رضا خانیت کا تنقیدی جائزہ''، ''اعلیٰ حضرت کا دین''، ''مسئلہ ایصالِ ثواب'' وغیرہ اکابر دیوبند کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۷/۱۱/۷ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)عن عائشة رضي اللّٰه عنها، قالت: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم (من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو ردٌّ) متفق عليه. (مشكوٰة المصابيح، ''باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول'': ج۱،ص:۲۷،رقم:۱۴۰)

من تعبد للّٰه تعالىٰ بشيء من هذه العبادات الواقعة في غير أزمانها، فقد تعبد ببدعة حقيقة لا إضافية فلاجهة لها إلى المشروع، بل غلبت عليها جهة الإبتداع، فلا ثواب فيها. (أبو اسحاق الشاطبي، الاعتصام، ''فصل البدع الإضافية هل يعتد بها عبادات'': ج۲،ص:۲۶)

وشر الأمور محدثاتها، وكل بدعة ضلالة. وفي رواية: وشر الأمور محدثاتها، وكل محدثة بدعة. (أخرجه أحمد، في مسنده: ج۲۳،ص:۲۴۱،رقم:۱۴۹۸۳)

ويكره عند القبر ما لم يعهد من السنة والمعهود منها ليس إلا زيارة والدعاء عنده قائماً، كذا في البحر الرائق. (جماعة من علماء الهند،الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب الصلاة: .....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر.....

جمعہ کے لئے مائک سے اعلان کرنا:

(۲۴۸)**سوال**: جمعہ کے دن گیارہ بج کر تیس منٹ پر مسجد کے مائک پر جمعہ کے لئے اعلان کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بعض علماء کا کہنا یہ ہے، کہ یہ بدعت حسنہ ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شہزاد، مظفرنگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: فجر کے علاوہ میں نماز کی اطلاع دینے کو فقہاء نے مکروہ لکھا ہے؛ تاہم متأخرین نے اس کی اجازت دی ہے اور اس کو اچھا سمجھا ہے، لوگوں کی سستی کو دیکھتے ہوئے؛ لہٰذا ضرورت کے وقت اتفاقاً ہو، تو کوئی حرج معلوم نہیں ہوتا۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران گنگوہی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۳۸/۱/۲۵ھ)

الجواب صحیح:
محمد عارف قاسمی، محمد اسعد جلال غفرلہ
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا.....الباب الحادي والعشرون، في الجنائز، الفصل السادس: في القبر والدفن والنقل من مكان إلىٰ آخر": ج۱،ص:۲۲۷)

ولا يمسح القبر ولا يقبله ولا يمسه فإن ذلك من عادة النصارىٰ، كذا في شرح الشرعة. (أحمد بن محمد الطحطاوي، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، "كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، فصل في زيارة القبور": ج۱،ص:۶۲۱)

لا يجوز ما يفعله الجهال بقبور الأولياء والشهداء من السجود والطواف حولها واتخاذ السرج والمساجد عليها ومن الاجتماع بعد الحول كالأعياد ويسمونه عرساً. (المظهري، التفسير المظهري، "سورة آل عمران:۶۴": ج۲،ص:۶۸)

(۱) (ويثوّب الخ) هو لغة مطلق العود إلى الإعلام بعد الإعلام وشرعاً هو العود إلى الإعلام المخصوص، قوله: (بعد الأذان) على الأصح لا بعد الإقامة كما هو اختيار علماء الكوفة، قوله: (في جميع الأوقات) استحسنه المتأخرون وقد روي أحمد في السنن والبزار وغيرهما بإسناد حسن موقوفاً علي ابن مسعود ما رآه المسلمون حسناً فهو عند اللّٰه حسن. (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، "كتاب الصلوٰة: باب الأذان": ص:۱۹۸)

.....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر.....

بروز جمعہ، جمعہ مبارک کا میسج کرنا:

(۲۴۹)**سوال**: جمعہ کے دن لوگ جمعہ مبارک کا میسج بھیجتے ہیں، تو کیا جمعہ مبارک کہنے سے جمعہ مبارک ہوتا ہے، یا پھر سنت کے مطابق عمل کرنے سے جمعہ مبارک ہوتا ہے، میں نے چند علماء سے معلوم کیا، تو ان کا کہنا ہے، کہ اس طرح کرنا صحیح نہیں ہے اور جس آدمی سے بحث ہوئی وہ بول رہے ہیں کہ میں نے بھی کچھ علماء سے معلوم کیا، ان کا کہنا ہے، اس طرح کہنا صحیح ہے؟

اسی طرح عید کے دن آپس میں ایک دوسرے کے گلے ملنا اور عید مبارک کہنا، مثلاً: آپس میں رشتہ دار ہیں، گھر بھی برابر برابر ہے، پھر بھی عیدگاہ میں گلے ملتے ہیں، عید مبارک کہتے ہیں، تو اس طرح کہنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: نورالدین پرتاب گڑھ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: خوشی کے موقع پر خوشی کی درازی کی دعا کرنا اور غم کے موقعہ پر تسلی کے الفاظ کہہ دینا درست ہے؛ اس لئے جمعہ مبارک کہنا یا کوئی اور جملہ بطور دعا کہہ دینا درست ہے، مگر اس کو ضروری سمجھنا غلط ہے؛ البتہ عید کی نماز کے بعد مصافحہ ومعانقہ کرنے کا عمل چونکہ اسلاف سے ثابت نہیں ہے؛ اس لئے اس سے احتراز لازم ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۳۶/۹/۱۳ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

❀ ❀ ❀

.....بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا.....واستحسن المتأخرون التثويب: التثويب هو الإعلام بعد الإعلام بحسب ما تعارفه أهل كل بلدة من الأذانين مثل الصلوٰة الصلوٰة قوموا إلى الصلوٰة وغيرهما وقال: إنه مكروه في غير الفجر، فيه حديثان ضعيفان أحدهما للترمذي وابن ماجه. (مجمع الأنهر في ملتقى الأبحر، ''كتاب الصلوٰة: باب الأذان'': ج۱،ص:۶۲)

(۱) عن جبير بن نفير قال: كان أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا انفقوا يوم العيد يقول لبعض تقبل الله منا ومنكم، (الحاوي للفتاوى: ج۱،ص:۱۱۶)

Ḥujjat al-Islām Academy

Al-jamia al-Islamia Darululoom Waqf, Deoband

Eidgah Road, P.O. Deoband-247554, Distt: Saharanpur U.P. India
Tel : + 91-1336-222352, Mob: + 91-9897076726
Website: www.dud.edu.in
Email: hujjatulislamacademy@dud.edu.in, hujjatulislamacademy2013@gmail.com

مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ

فتاویٰ دار العلوم وقف دیوبند

حسبِ ہدایت

حضرت مولانا محمد سفیان قاسمی صاحب دامت برکاتہم

مہتمم دار العلوم وقف دیوبند

زیرِ نگرانی

مولانا ڈاکٹر محمد شکیب قاسمی صاحب

نائب مہتمم و ڈائریکٹر حجۃ الاسلام اکیڈمی دار العلوم وقف دیوبند

ترتیب

لجنۃ ترتیب الفتاویٰ

(جلد دوم)

باب العلم، السیر والمناقب، اسلامی اور غیر اسلامی فرقے

دعوت و تبلیغ، الاذکار والادعیۃ، تصوف و سلوک، کتاب الطہارۃ

ناشر

حجۃ الاسلام اکیڈمی

دار العلوم وقف دیوبند

فتاویٰ دارالعلوم وقف دیوبند

جلد (۲)

فتاویٰ دارالعلوم وقف دیوبند

جلد (۲)

ترتیب : لجنۃ ترتیب الفتاویٰ

طبع اولیٰ: ۱۴۴۲ھ-۲۰۲۱ء

باہتمام: حجۃ الاسلام اکیڈمی، دارالعلوم وقف دیوبند، سہارنپور، یوپی، الہند

جملہ حقوق بحق ناشر: حجۃ الاسلام اکیڈمی، دارالعلوم وقف دیوبند محفوظ ہیں۔

Composed By: Noor Graphics, Deoband
Copyright © Hujjat al-Islam Academy
Darul Uloom Waqf Deoband
All rights reserved.

Hujjat al-Islam Academy
Al Jamia Al-Islamia Darul Uloom Waqf Deoband
Eidgah Road, P.O.247554 Deoband
Distt. Saharanpur U.P. INDIA
Tel: +91-1336-222752. Mob: +91-9897076726
Email: hujjatulislamacademy2013@gmail.com
hujjatulislamacademy@dud.edu.in
Website: www.dud.edu.in
Printed at: Markazi Publishers, Delhi

ISBN: 978-93-84775-18-6

مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ

فتاویٰ دار العلوم وقف دیوبند

حسبِ ہدایت

حضرت مولانا محمد سفیان قاسمی صاحب دامت برکاتہم

مہتمم دار العلوم وقف دیوبند

زیرِ نگرانی

مولانا ڈاکٹر محمد شکیب قاسمی صاحب

نائب مہتمم و ڈائریکٹر حجۃ الاسلام اکیڈمی دار العلوم وقف دیوبند

ترتیب

لجنۃ ترتیب الفتاویٰ

(جلد دوم)

باب العلم، السیر والمناقب، اسلامی اور غیر اسلامی فرقے

دعوت و تبلیغ، الاذکار والادعیہ، تصوف و سلوک، کتاب الطہارۃ

ناشر

حجۃ الاسلام اکیڈمی

دار العلوم وقف دیوبند

تفصیلات

نام کتاب : فتاویٰ دارالعلوم وقف دیوبند (جلد دوم)

حسبِ ہدایت : حضرت مولانا محمد سفیان قاسمی صاحب دامت برکاتہم

زیرنگرانی : مولانا ڈاکٹر محمد شکیب قاسمی صاحب

ترتیب : لجنۃ ترتیب الفتاویٰ :

جناب مولانا مفتی محمد احسان صاحب قاسمی

جناب مولانا ڈاکٹر محمد شکیب قاسمی صاحب

جناب مولانا مفتی محمد امانت علی صاحب قاسمی

جناب مولانا مفتی محمد عارف صاحب قاسمی

جناب مولانا مفتی محمد عمران صاحب گنگوہی

جناب مولانا مفتی محمد اسعد صاحب قاسمی

جناب مولانا مفتی محمد حسنین ارشد صاحب قاسمی

صفحات : ۴۸۴

تعداد : ۱۰۰۰

طباعت : ۱۴۴۲ھ-۲۰۲۱ء

ناشر : حجۃ الاسلام اکیڈمی، دارالعلوم وقف دیوبند

اجمالی فہرست

عنوانات	صفحہ
باب العلم	۲۷
فصل اوّل: علم بالقرآن (تفسیر قرآن)	۲۹
فصل ثانی: علم بالقرآن (متعلقاتِ قرآن)	۵۳
فصل ثالث: علم بالاحادیث	۷۳
فصل رابع: علم بالفقہ	۱۴۲
فصل خامس: متفرقات علم	۱۶۱
باب السیر والمناقب	۱۹۱
فصل اوّل: سیرت النبی ﷺ	۱۹۳
فصل ثانی: سیرت الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام	۲۱۸
فصل ثالث: سیرتِ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین	۲۳۵
باب: اسلامی اور غیر اسلامی فرقے	۲۴۵
فصل اوّل: اہل سنت والجماعت	۲۴۷
فصل ثانی: جماعت اہل حدیث	۲۵۴
فصل ثالث: جماعت اسلامی	۲۵۹
فصل رابع: بریلویت	۲۶۳
فصل خامس: شیعیت	۲۷۴
فصل سادس: قادیانیت	۲۸۷
باب دعوت و تبلیغ	۲۹۵
باب الاذکار والادعیة	۳۵۵
باب تصوف و سلوک	۳۹۷
کتاب الطھارۃ	۴۰۷
فصل اوّل: طہارت ونجاست کا بیان	۴۰۹
فصل ثانی: پانی کا بیان	۴۵۸

تفصیلی فہرست

عنوان	صفحہ نمبر
باب العلم	۲۷
فصل اوّل: علم بالقرآن (تفسیر قرآن)	۲۹
﴿**وما جعلنا الرُّؤيا الّتي أريناك**﴾ میں کونسا خواب مراد ہے؟	۲۹
آیت نوح کی غلط تفسیر	۳۰
﴿**وأنزلنا له الحديد**﴾ کی تفسیر	۳۲
اللہ تعالیٰ احسن الخالقین ہے تو کیا کوئی دوسرا بھی خالق ہے؟	۳۳
سورۃ توبہ کے نزول کے بعد مشرکین عرب کا موقف	۳۳
سورۃ ''تبارك الذي'' کی فضیلت	۳۴
غیر عالم کا قرآن پاک کی تفسیر کرنا	۳۵
وَ يَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَام کی تفسیر	۳۷
سورہ فتح کا درست ترجمہ کونسا ہے؟	۳۸
اسرائیلی روایات والی تفسیر کا شرعاً کیا حکم ہے؟	۳۹
آیت وَ لَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ کی تفسیر کرنا کہ امام کی آواز جماعت خانہ سے باہر نہ جائے	۴۰
کیا تفسیر قرآن کے لئے پندرہ علوم پر عبور حاصل کرنا ضروری ہے؟	۴۲
حاملہ کے رحم میں لڑکا ہے یا لڑکی ڈاکٹر بتادیتے ہیں، کیا یہ وَ يَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَام سے ٹکراؤ ہے	۴۳
فَسِيْحُوْا فِي الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ سے تین چلے کا ثبوت	۴۴
تفہیم القرآن کا مطالعہ کرنا کیسا ہے؟	۴۵
اردو ترجمہ دیکھ کر مطلب بیان کرنا	۴۶
سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ میں دو عذاب سے کونسا عذاب مراد ہے؟	۴۷
بكلمة من الله اور حصوراً کی تفسیر	۴۹

مباہلہ کیا ہے؟ ۵۱
فصل ثانی: علم بالقرآن (متعلقاتِ قرآن) ۵۳
سورۃ مزمل اور مدثر میں کیا فرق ہے؟ ۵۳
قرآن کریم کی ہر سطر پر انگلی پھیرنا اور ''**بسم اللہ**'' پڑھنا کیسا ہے؟ ۵۴
اردو ترجمہ پڑھنے سے قرآن پڑھنے کا ثواب ملتا ہے یا نہیں؟ ۵۵
شیعہ نوجوان کو قرآن کی تعلیم دینا ۵۶
''**بسم اللہ**'' کب نازل ہوئی؟ ۵۶
قرآن پاک وحدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں کیا فرق ہے؟ ۵۸
قرآن کریم سے اوپر بیٹھنا ۵۸
تغنی سے کیا مراد ہے؟ ۵۹
مسابقہ قرأت جائز ہے کہ نہیں؟ ۶۰
ایک طرف قرآن کا عربی متن اور دوسری طرف دوسری زبان میں قرآن کریم لکھنا ۶۱
قرآن میں مذکور اللہ تعالیٰ کے لیے اعضاء کی حقیقت کیا ہے؟ ۶۲
قرآن پاک میں کل کتنے حروف ہیں؟ ۶۳
قرآن کریم یا درود شریف دل دل میں پڑھنے سے ثواب ملے گا کہ نہیں؟ ۶۴
زبان رسالت پر جاری کلمات آیات کی شکل میں؟ ۶۵
آیت کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تخصیص ۶۶
قرآن کریم کی سب سے پہلی آیت کس نبی پر نازل ہوئی؟ ۶۶
قرآن کریم کی آیات کی کل تعداد کتنی ہے؟ ۶۷
ابتداء اور درمیان میں تعوذ اور بسملہ کا حکم ۶۸
قرآن کریم میں آیات متشابہات اور ان کا صحیح محمل ۷۰
قرآن کریم میں بعض الفاظ ''ص'' کے ساتھ لکھے ہیں مگر ان کے اوپر ''س'' بنا ہوا ہے ان کو کس طرح پڑھیں؟ ۷۱
مصحف عثمانی کے خلاف لکھنا ۷۲

فصل ثالث: علم بالاحادیث ۷۳
علم کے اٹھائے جانے سے متعلق حدیث کی وضاحت ۷۳
وضوء کے بعد رومالی پر پانی چھڑکنا ۷۴
حدیث شریف میں سلطان سے کیا مراد ہے؟ ۷۴
خطبہ حجۃ الوداع ۷۵
کلونجی کے کاروبار کے لیے حدیث کا سہارا لینا ۷۶
حائضہ عورت سے وطی کی صورت میں دینار صدقہ کرنے کا مطلب ۷۶
''**علماء أمتی کأنبیاء بنی إسرائیل**'' کی تحقیق اور حدیث کا مطلب ۷۷
عاشوراء سے کون سے گناہ معاف ہوتے ہیں؟ ۷۸
کیا ایک عورت چار آدمیوں کو جہنم میں لے جائے گی؟ ۷۹
سنت کی شرعی حیثیت اور حدیث ضمام بن ثعلبہ کی تشریح: ۸۱
کیا عہد نبوی اور عہد صحابہؓ میں مساجد رات کو تلاوت قرآن اور نماز سے آباد رہتی تھیں؟ ۸۶
حدیث ''**سؤر المؤمن شفاء**'' کی تحقیق ۸۷
حدیث میں حیاء سے کیا مراد ہے؟ ۸۹
مسجد حرام اور مسجد نبوی کے اضافہ شدہ حصے میں نماز پڑھنے کا ثواب: ۹۱
اللہ تعالیٰ ستر ماؤں سے زیادہ محبت کرتا ہے، کیا یہ حدیث صحیح ہے؟ ناخون کاٹنے کا مسنون طریقہ ۹۳
کیا آپ ﷺ کی سنت کے خلاف کرنا گناہ ہے؟ ۹۵
''**صلاۃ فی مسجدی بخمسین ألف صلاۃ**'' حدیث کا حکم ۹۶
مسجد نبوی میں چالیس نماز پڑھنے کی فضیلت والی حدیث کا حکم ۹۷
دعاء کے بعد ہاتھ کو چہرے پر پھیرنے والی حدیث کا حکم ۹۷
''**کنت نورا بین یدی ربی عزوجل**'' حدیث کی تحقیق ۹۸
کیا اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی شکل میں پیدا کیا ہے؟ ۹۹
کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور سب سے پہلے تخلیق ہوا؟ ۱۰۰
ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کا ثبوت قرآن وحدیث سے ۱۰۱

حی علی الصلاۃ پر کھڑے ہونے سے متعلق حدیث ۱۰۲
جب حیاء نہ رہے تو جو مرضی وہ کر ۱۰۴
یوسف علیہ السلام کو آدھا حسن دیا گیا اور مجھے پورا، کیا یہ حدیث صحیح ہے؟ ۱۰۵
کیا صحابہ کی تعداد ایک لاکھ پچیس ہزار ہے؟ ۱۰۷
سورہ حشر کی آخری تین آیات پڑھنے کی فضیلت ۱۰۷
پہاڑ کے راستے میٹھی نہر جاری ہونے والی حدیث ۱۰۹
نماز کو اگر اپنے وقت میں نہ پڑھے ۱۱۰
غیر مسلم کو بھائی کہنا ۱۱۰
کیا صحاح ستہ غلط ہیں؟ کیا حضرت عثمانؓ کو حضرت علیؓ نے قتل کروایا؟ ۱۱۱
اللہ کی قسم میری امت میرے بعد شرک میں مبتلا نہیں ہوگی، اس حدیث کی تحقیق ۱۱۳
وتر کے بعد اسی جگہ بیٹھے ہوئے دو سجدے کرنا ۱۱۳
حدیث میں ''**یدا بید**'' کا کیا مطلب ہے؟ ۱۱۴
یوم عاشورہ سے متعلق حدیث کی حقیقت ۱۱۵
قبر میں تدفین کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لبوں پر "یا أمتی یا أمتی" کے الفاظ تھے ۱۱۶
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف غلط واقعہ کی نسبت ۱۱۸
کیا رزق، خوش حال عورت کے مقدر سے ملتا ہے؟ ۱۱۹
داڑھی منڈوانا گویا اپنی ماں سے زنا کرنا ہے ۱۱۹
حدیث میں سواد اعظم سے مراد ۱۲۰
حدیث میں سکینہ سے کیا مراد ہے؟ ۱۲۲
کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے کا ثبوت حدیث سے ہے یا نہیں؟ ۱۲۲
علماء کی زیارت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہے ۱۲۳
حدیث ''**السلطان ظل اللہ**'' کا مفہوم ۱۲۴
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین چیزیں پسند ہیں ۱۲۵
کیا گھر میں کھیتی کے سامان کا ہونا ذلت کا باعث ہے؟ ۱۲۵

''اللّٰه اللّٰه في أصحابي'' کی تحقیق ۱۲۷
رمضان میں نفل کا ثواب فرض کے برابر ہوتا ہے ۱۲۹
حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور ﷺ کے پاس کس صحابی کی شکل میں تشریف لاتے تھے؟ ۱۲۹
صالح علماء کی تابعداری کیا کرو، کیا یہ حدیث صحیح ہے؟ ۱۳۰
شب قدر کے معنی کیا ہیں؟ ۱۳۱
پندرہویں شعبان کی فضیلت ۱۳۲
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو قبریں برابر کرنے کا جو حکم دیا، اس کی حقیقت کیا ہے؟ ۱۳۳
کیا حضرت ایوب علیہ السلام کے بدن میں کیڑے ہوگئے تھے؟ ۱۳۴
ایک حدیث کا مصداق امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں ۱۳۶
مسجد نبوی میں چالیس نماز کا ثواب ۱۳۷
جو اس دنیا سے رائی کے برابر ایمان بچا کر لے جائے گا ۱۳۸
اس کو دس گنا بڑی جنت عطا فرمائیں گے کیا یہ حدیث صحیح ہے؟
''(اللهم إني) أعوذ باللّٰه من الخبث والخبائث'' ۱۴۰
فصل رابع: علم بالفقہ ۱۴۲
''**أنظر إلى ما قال ولا تنظر إلى من قال**'' کا مطلب ۱۴۲
باندی سے وطی کرنا اور اس سے پیدا لڑکی کا حکم ۱۴۳
نواقض وضو کی دو عبارتوں میں تعارض ۱۴۴
کیا مفتی کے لیے انشورنس، ایجوکیشن، انٹرنیٹ وغیرہ سے واقفیت ضروری ہے ۱۴۵
کیا اجماع کا منکر کافر ہے؟ ۱۴۶
فتویٰ اور مسئلہ کے مابین فرق ۱۴۷
کیا امت کا اختلاف رحمت ہے؟ ۱۴۷
کیا آج اجماع ہوسکتا ہے؟ ۱۴۹
کیا تقلید کرنا ضروری ہے؟ ۱۵۰
اصول کرخی کے قاعدہ نمبر: (۲۹) کی تشریح ۱۵۲

ہدایہ کی جن احادیث کے بارے میں زیلعی وغیرہ نے ''**غریب**'' اور ''**لم أجده**'' کہا ہے ان کے بارے میں اکابر دیوبند کی کیا رائے ہے؟ ۱۵۴
حنفی کا غیر حنفی مفتی کے فتوی کو ماننا ۱۵۵
فتویٰ کے منکر کا حکم کیا ہے؟ ۱۵۶
جاہل شخص کا مسائل بتانا ۱۵۷
فتوی کو نہ ماننے کا حکم ۱۵۷
کیا عام آدمی بھی اجتہاد کر سکتا ہے؟ ۱۵۸
فصل خامس: متفرقات علم ۱۶۱
صرف قرآن وحدیث پر عمل کرنا ۱۶۱
۷۸۶/عدد کی ایجاد کب سے ہوئی ۱۶۲
کیا غیر مسلم امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہیں؟ ۱۶۲
کیا علم دین کسی خاص برادری کا حق ہے؟ ۱۶۳
علم کو دینی اور دنیاوی میں تقسیم کرنا ۱۶۴
جمہور علماء کسے کہتے ہیں؟ ۱۶۵
سب سے پہلا اجماع کب ہوا؟ ۱۶۶
عالم کسے کہتے ہیں؟ ۱۶۶
تقویٰ کیا ہے؟ ۱۶۷
علم لدنی، وہبی اور علم کسبی میں فرق ۱۶۸
آپ ﷺ کو خواب میں دیکھنا ۱۶۸
عصر کے وقت آسمان میں سفید بادل کا ٹکڑا دیکھنا ۱۷۰
خواب میں قبرستان کی زیارت ۱۷۱
والد کی قبر کے پاس خواب میں وضو کرنا ۱۷۲
نمازی شخص کا اپنے آپ کو جوا کھیلتے ہوئے خواب میں دیکھنا ۱۷۲
خواب میں قرآن کریم کو دیکھنا ۱۷۳

خواب میں کھانا اور پانی دیکھنا ۱۷۴
خواب میں مرحوم کے سامنے قرآن پڑھتے ہوئے دیکھنا ۱۷۵
خواب میں کسی صحابیہ کو دیکھنا ۱۷۶
مسجد نبوی کی محراب کس نے بنوائی تھی؟ ۱۷۷
نہر زبیدہ کی تاریخ کیا ہے؟ ۱۷۷
عصری تعلیم کے لیے عورت کا بغیر محرم کے اسکول وکالج جانا ۱۷۸
لڑکیوں کی تعلیم ۱۷۹
بالغہ یا نابالغہ کا علم حاصل کرنا ۱۸۰
مدرسہ میں عصری تعلیم کا نظم ۱۸۴
محمد اسحاق دہلویؒ کی کتاب ''داستان یوسف علیہ السلام'' وغیرہ پڑھنا ۱۸۵
تاریخ اسلام اکبر شاہ نجیب آبادی کیسی کتاب ہے؟ ۱۸۶
مولانا حقانی کو مولانا کہنا صحیح ہے کہ نہیں؟ ۱۸۷
امام ابوحنیفہؒ کی سن پیدائش کیا ہے اور امام ابوحنیفہؒ تابعی ہیں یا تبع تابعی ہیں؟ ۱۸۸
ائمہ اربعہ کی سن ولادت ووفات ۱۸۹
حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے والد کا کیا نام ہے؟ ۱۹۰
باب السیر والمناقب ۱۹۱
فصل اوّل: سیرت النبی ﷺ ۱۹۳
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ کیسے ادا ہوئی اور سب سے پہلے کس نے نماز پڑھی؟ ۱۹۳
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کس کو اپنا خلیفہ بنایا تھا؟ ۱۹۴
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کن کپڑوں میں غسل وکفن دیا گیا تھا؟ ۱۹۵
زہر دیئے جانے کے کتنے سال بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا ۱۹۶
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات ۱۹۷
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین، دادا، دادی، نانا، نانی کے نام کیا کیا تھے؟ ۱۹۸
حضرت آمنہ کی قبر کا دہلی میں ہونا ۱۹۸

حضور سراپا نور تھے کہ نہیں اور آپ کے فضلات پاک تھے کہ نہیں؟	۱۹۹
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھیوں کے اسماء گرامی	۲۰۱
ہجرت کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کون سے صحابی تھے اور مدینہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے میزبان کون تھے؟	۲۰۱
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تبارک وتعالیٰ کو دیکھنا	۲۰۲
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کس سن میں ہوئی تھی؟	۲۰۳
کعبہ کی چابی	۲۰۳
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کی تحقیق	۲۰۴
براق کی شکل وصورت کیسی تھی؟	۲۰۵
امت محمدیہ کی ۱۶/خصوصیات	۲۰۶
اُمی وانپڑھ کا کیا فرق ہے؟	۲۰۸
قریش کے معنی اور حقیقت	۲۰۹
فتح مکہ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج میں تاخیر کیوں کی؟	۲۱۰
کیا ''رحمۃ للعالمین'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص ہے؟	۲۱۱
غزوات کے موقعہ پر علم استعمال کرنے کی حکمت کیا ہے؟	۲۱۱
کیا دیگر انبیاء کرام پر وحی غیر عربی میں نازل ہوتی تھی؟	۲۱۲
غزوہ احد کس سن اور کس ماہ میں ہوا؟	۲۱۳
کیا نبی کریم ﷺ جناتوں کے بھی نبی اور رسول تھے؟	۲۱۴
فصل ثانی: سیرت الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام	۲۱۸
حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے کی نسل	۲۱۸
حضرت حواء علیہا السلام کا مہر	۲۱۸
حضرت آدم علیہ السلام کی یوم پیدائش کیا ہے؟	۲۱۹
حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے کتنے سال پہلے دنیا میں جنات آباد تھے؟	۲۲۰
عصاء موسیٰ کی خصوصیات کیا تھیں؟	۲۲۰

حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی قوم کو کس زبان میں سمجھایا؟ ۲۲۱
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کتنی شادیاں کیں اوران سے کتنی اولاد ہوئیں؟ ۲۲۲
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کتنے سال زندہ رہیں گے اوران کا مدفن کہاں ہوگا؟ ۲۲۳
حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک کا فاصلہ کتنا ہے؟ ۲۲۴
حضرت آدم علیہ السلام کی قبر کہاں ہے؟ ۲۲۴
حضرت آدم علیہ السلام کا زمانہ وعمر ۲۲۵
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا نام؟ ۲۲۶
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبان ۲۲۶
جنت میں حضرت آدم علیہ السلام کا لباس ۲۲۷
حضرت یوسف علیہ السلام کا نکاح حضرت زلیخا سے ۲۲۷
حضرت زکریا علیہ السلام کی اہلیہ کا کیا نام ہے؟ ۲۲۸
حضرت مریم علیہا السلام کے والدین کے نام کیا کیا ہیں؟ ۲۲۹
حضرت یوسف علیہ السلام کی زلیخا سے اولاد کتنی ہوئیں؟ ۲۳۰
وہ کونسے انبیاءؑ ہیں جن کے نام پیدائش سے قبل اللہ تعالیٰ نے رکھ دئے تھے؟ ۲۳۰
بعض ازواج مطہرات کو ماں ماننے سے انکار کرنا: ۲۳۱
حضرت آدم علیہ السلام ۲۳۲
کیا بعض انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے نکاح نہیں کیا؟ ۲۳۳
فصل ثالث: سیرتِ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین ۲۳۵
وہ کون صحابی ہیں جن کو شیر نے قافلہ تک پہونچایا تھا؟ ۲۳۵
حضرت حلیمہ سعدیہ کب اسلام لائیں؟ ۲۳۵
حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اسلام سے قبل کس مذہب کو مانتے تھے؟ ۲۳۶
حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے جنازہ کی نماز؟ ۲۳۷
حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کتنی شادیاں کیں؟ ۲۳۸
حضرت علی کی بیویاں ۲۳۸

حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی سن ولادت اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی سن خلافت ۲۳۹
حضرت علیؓ کا نکاح کس نے پڑھایا اور نکاح ان کی موجودگی میں ہوا تھا یا نہیں؟ ۲۴۰
حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد، کیا حضرت حسینؓ کو خلفیہ بنایا گیا تھا؟ ۲۴۰
خلفاء راشدین نے آنحضور ﷺ کے زمانہ میں غزوات کیے ہیں یا نہیں؟ ۲۴۱
حضرات خلفائے ثلاثہ کی ازواج مطہرات کے اسماء گرامی ۲۴۲
باب: اسلامی اور غیر اسلامی فرقے ۲۴۵
فصل اوّل: اہل سنت والجماعت ۲۴۷
اہل حدیث کے اختلاف کی حیثیت ۲۴۷
اہل سنت والجماعت کس کو کہتے ہیں؟ ۲۴۸
کیا دیوبندی اہلِ سنت والجماعت ہیں ۲۴۹
دیوبندی، وہابی کا حکم ۲۵۰
علماء فرنگ محل کا مسلک ۲۵۱
علماء دیوبند صراط مستقیم پر ہیں یا علماء بریلوی ۲۵۲
فصل ثانی: جماعت اہل حدیث ۲۵۴
کیا غیر مقلدین گمراہ ہیں؟ ۲۵۴
تقلید کے موضوع پر اہم کتاب ۲۵۵
کیا اہل حدیث وغیر مقلد الگ الگ فرقہ کا نام ہے؟ ۲۵۶
غیر مقلد کو ضال ومضل کہنا ۲۵۷
غیر مقلد کی امامت ۲۵۸
فصل ثالث: جماعت اسلامی ۲۵۹
جماعتِ اسلامی اور ان کی کتابوں کا مطالعہ ۲۵۹
تفہیم القرآن کا مطالعہ کرنا کیسا ہے؟ ۲۶۱
فصل رابع: بریلویت ۲۶۳
کیا بریلوی مشرک ہیں؟ ۲۶۳

حاضر وناظر ۲۶۴
کیا علمائے دیوبند، تبلیغی جماعت وغیرہ گمراہ ہیں؟ ۲۶۵
رضا خانی کی حقیقت کیا ہے؟ ۲۷۱
اکابر کی بعض عبارتوں پر اعتراض ۲۷۱
فصل خامس: شیعیت ۲۷۴
شیعوں کے ساتھ روابط ۲۷۴
شیعہ کے یہاں کھانا، پینا اور میل جول رکھنا کیسا ہے؟ ۲۷۵
قرآن کریم کے چالیس پاروں کے قائل کا حکم ۲۷۶
شیعہ کا مسجد میں کچھ دینا یا اس کے گھر کا کھانا کھانا ۲۷۷
شیعہ کی نماز جنازہ پڑھانے والے کی امامت ۲۷۸
ہندوستانی شیعہ مسلمان ہیں کہ نہیں؟ ۲۷۹
جو سنی شیعہ ہو جائے اس کے ساتھ کیسا معاملہ؟ ۲۷۹
شیعہ کا ذبیحہ حلال ہے یا نہیں؟ ۲۸۱
اہل روافض کون ہیں، ان کا عقیدہ کیا ہے؟ ۲۸۱
کیا شیعہ اثنا عشریہ اسلام میں داخل ہیں؟ ۲۸۲
شیعوں کے بائیکاٹ کے بعد سنی لڑکوں کے نکاح میں موجود شیعہ لڑکیوں کا کیا حکم ہے؟ ۲۸۳
شیعہ سے قتال ۲۸۵
فصل سادس: قادیانیت ۲۸۷
کیا قادیانی خارج از اسلام ہیں؟ ۲۸۷
مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے پیروکاروں کا حکم ۲۸۸
امام کو قادیانی کہنا ۲۸۹
قادیانی فرقے کے خلاف کالم لکھنا ۲۹۰
قادیانیوں کے مسلم قبرستان میں تدفین کا حکم ۲۹۱
قادیانی کی تعریف کرنے والے کا حکم ۲۹۳

قادیانی کے پیچھے نماز پڑھنا ۲۹۴

باب دعوت و تبلیغ ۲۹۵

دعوت وتبلیغ ۲۹۷
کیا گشت کرنے پر سات لاکھ نوافل کا ثواب ملتا ہے؟ ۲۹۷
گشت نہ کرنے پر وعید بیان کرنا ۲۹۸
اعلاء کلمۃ اللہ اور دین کی خدمت کا ذریعہ صرف تبلیغ ہے ۲۹۸
تبلیغ کے موجودہ طریقہ کے منکر کو فاسق یا کافر کہنا ۳۰۰
گشت کو نبیوں کا عمل قرار دینا ۳۰۰
تبلیغی حلقہ میں بیٹھنا بڑا عمل ہے اور قرآن کی تلاوت چھوٹا عمل ہے ۳۰۲
گشت کر کے نماز پڑھنے پر سات لاکھ نمازوں کا ثواب ۳۰۴
اللہ کے راستہ میں نکلنے سے عذر پیش کرنا سنت کا مذاق اڑانا ہے ۳۰۴
قرآن پڑھنا پڑھانا فرض نہیں ہے، دینی تبلیغ فرض ہے ۳۰۶
تبلیغی جماعت کے کام کو کار نبوت کہنا ۳۰۷
دین کے لیے تھوڑی دیر بیٹھنا ستر سال کی نفلی عبادت سے افضل ہے ۳۰۹
کیا قرآن کریم کے بعد مقبول ترین کتاب فضائل اعمال ہے؟ ۳۱۰
والدین کی خدمت اور کاروبار کو توکل کے نام پر چھوڑنا ۳۱۱
کیا دین میں صرف تبلیغ کا شعبہ ہے یا اور بھی؟ ۳۱۲
تبلیغی جماعت کو مدارس پر فوقیت دینا ۳۱۳
تبلیغ کو ہی دین کا کام سمجھنا علماء و مدارس کو اہمیت نہ دینا ۳۱۴
دعوت کو ام الاعمال قرار دینا ۳۱۵
قرآنی تفسیر کے بجائے فضائل اعمال پر اصرار کرنا ۳۱۶
عورتوں کا دین کی باتیں سننے کے لیے دوسروں کے گھروں میں جانا ۳۱۷
غیر شادی شدہ عورت کا دینی کام کرنا ۳۱۸
عورتوں کا تبلیغ میں جانا ۳۱۹

عالمہ کا عورتوں کو وعظ ونصیحت کرنا	۳۲۲
عورتوں کا گھر گھر جا کر تبلیغ کرنا کیسا ہے؟	۳۲۳
تبلیغِ دین کا ذریعہ صرف جماعت ہی ہے کیا؟	۳۲۴
امام ومدرس کے لئے جماعت میں جانے کا کیا حکم ہے؟	۳۲۵
تبلیغی احباب کا مسجد کے باہر کھڑے ہو کر دعاء کرنا	۳۲۵
چلے میں جانا کیسا ہے؟ فرض، سنت، نفل، واجب، یا مستحب؟	۳۲۶
تبلیغی جماعت کے لوگ مسجد میں سوئیں یا اسکول میں؟	۳۲۸
کیا بیمار والدین کو چھوڑ کر تبلیغ جماعت میں جانا درست ہے؟	۳۲۸
جماعت میں رہتے ہوئے گھر فون کر سکتے ہیں کہ نہیں؟	۳۲۹
قرض لے کر جماعت میں جانا	۳۲۹
اپنی اصلاح کی نیت سے جماعت میں جانا	۳۳۱
غیر مسلموں میں دعوت کی شرعی حیثیت	۳۳۱
تبلیغ میں نکلنا فرض ہے یا واجب یا مستحب؟	۳۳۴
تبلیغ میں شرکت	۳۳۵
مسجد میں کرسی پر تقریر کرنا	۳۳۶
کیا مروجہ تبلیغ بدعت ہے؟	۳۳۷
ایمان وعمل کی دعوت دینا	۳۳۸
تبلیغ والوں کا مسائل بتانا کیسا ہے؟	۳۳۹
فضائل اعمال کو حدیث کی کتاب کہنا	۳۳۹
کیا تبلیغی جماعت کے لوگ صراط مستقیم سے ہٹے ہوئے ہیں؟	۳۴۰
مسجد میں مشورہ کرنے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟	۳۴۱
مساجد میں تبلیغی نصاب کے علاوہ دیگر کتابوں کی تعلیم	۳۴۲
سوشل میڈیا کے ذریعہ تبلیغ	۳۴۳
جاہل شخص کا وعظ کرنا درست ہے کہ نہیں؟	۳۴۵

سیاست و مذہب کو الگ الگ سمجھنا ۳۴۶
امیر جماعت کا عالم ہونا ضروری ہے کہ نہیں؟ ۳۴۷
اپنے گھر والوں کو چھوڑ کر دوسروں کو تبلیغ کرنا ۳۴۸
وعظ و نصیحت کرنے کا حق کس کو ہے؟ ۳۴۹
مسجد میں صرف فرض نمازیں اداء کی جائیں اور فضائل اعمال پڑھی جائے ۳۵۰
نمازیوں کے عشاء بعد مشورہ کے لئے بیٹھنے پر امام صاحب کا نیند میں خلل ہونے پر اعتراض کرنا ۳۵۱
کیا دعوت و تبلیغ کا کوئی خاص طریقہ متعین ہے ۳۵۱
موجودہ تبلیغ کو دین کا بنیادی کام کہنا ۳۵۳

باب الاذکار والادعیة ۳۵۵

اذکار وادعیہ ۳۵۷
کس نماز کے بعد دعاء طویل اور کس نماز کے بعد دعا قصیر ہونی چاہئے؟ ۳۵۷
نماز کے بعد دعا مانگنے کا بہترین طریقہ کیا ہے؟ ۳۵۸
خطبہ کے دوران خطیب کی دعاء پر آمین کہنا ۳۵۸
ایک جگہ جمع ہو کر ذکر کرنے والوں کو کھانا کھلانا ۳۵۹
نماز کے بعد حالت سجدہ میں دعاء کرنا ۳۶۰
مؤذن کو دعاء کے ختم پر آمین کہنے پر مجبور کرنا ۳۶۱
درود ناریہ کا حکم ۳۶۱
یا محی الدین وظیفہ پڑھنا ۳۶۲
مسجد میں بلند آواز سے ذکر واذکار کرنا ۳۶۳
آندھی کے وقت اذان اور دعاء ۳۶۴
اجتماعی دعاء کے لئے دعوت دینا ۳۶۵
دعاء مانگنے کی حکمت کیا ہے؟ ۳۶۶
آیت کریمہ کا ختم اور دعاء کا اہتمام ۳۶۷
اجتماعی طور پر ''**صلی اللہ علیک یا رسول اللہ الخ**'' پڑھنا ۳۶۷

اجتماعی طور پر صیغۂ حاضر والا درود پڑھنا	۳۶۹
خدا کے فضل وکرم سے دعاء کی قبولیت کا کہنا	۳۷۰
درود شریف کی کثرت	۳۷۱
اسمائے الٰہی کے وظائف	۳۷۲
''**إلا الله**'' کا ذکر کرنے کا حکم	۳۷۳
اجتماعی ذکر جہری	۳۷۴
کونسا وظیفہ کس وقت اور کتنی مقدار میں پڑھنا چاہئے؟	۳۷۵
سنتوں کے بعد اجتماعی دعاء کا اہتمام	۳۷۶
سونے کے وقت تین بار سورۃ اخلاص پڑھنا	۳۷۷
غروب آفتاب سے قبل دعاء کرنا	۳۷۸
عقیقہ کی دعاء	۳۷۸
نوکری وتجارت کے لیے وظیفہ	۳۷۹
بیت الخلاء میں جاتے وقت دعاء پڑھنے سے شیطان کے اثرات سے حفاظت	۳۸۰
فرض نماز کے بعد اجتماعی دعاء	۳۸۳
صرف نیت کرنے سے پڑھنے کے برابر ثواب	۳۸۵
درود شریف یا دیگر وظائف کا کتنا ثواب ملتا ہے؟	۳۸۵
سانس کے ذریعہ ذکر اللہ کی ضرب لگانا	۳۸۶
کھانے کے بعد اجتماعی دعا کرنا	۳۸۷
فرض کے دعاء میں آیۃ الکرسی پڑھنا	۳۸۸
کس درود شریف میں ثواب زیادہ ہے؟	۳۸۹
زور وشور سے دعاء کرنا	۳۹۰
تلاوت کے دوران اسم محمد ﷺ پر درود پڑھنے کا حکم	۳۹۱
دینی مجلس کے اختتام کے وقت کی دعاء	۳۹۱
قرآنی آیات سے تعویذ اور دم وغیرہ کرنا	۳۹۳

دعوت کے بعد کی مسنون دعاء ۳۹۴

باب تصوف و سلوک ۳۹۷

تصوف وسلوک ۳۹۹
بیعت کا حکم ۳۹۹
مردہ پیر سے بیعت ہونا ۳۹۹
پیر صاحب کا کشف ۴۰۰
تصور شیخ کا شرعی حکم ۴۰۲
خواتین کے بیعت کرنے کے احکام ۴۰۳
صوفی کے لئے کس قدر علم کی ضرورت ہے؟ ۴۰۵

کتاب الطھارۃ ۴۰۷

فصل اوّل: طہارت ونجاست کا بیان ۴۰۹
حلال جانوروں کا جھوٹا پاک ہے یا ناپاک؟ ۴۰۹
شیر خوار بچہ کے پیشاب کا حکم ۴۰۹
پالتو کتا پاک ہے یا ناپاک ۴۱۰
آپریشن کے بعد پیشاب نلی میں آتا رہے تو کیا حکم ہے؟ ۴۱۱
مرغی کو گرم پانی میں ڈال دیں، تو گوشت پاک ہے یا ناپاک ۴۱۱
پرانے کپڑے کا استر ناپاک ہے یا پاک؟ ۴۱۲
کپڑوں پر مکھیاں بیٹھنے سے کپڑا پاک رہے گا یا ناپاک؟ ۴۱۴
کتے کے بدن سے کپڑا مس ہو جائے ۴۱۴
برتنوں کے پاک کرنے کا طریقہ ۴۱۵
غیر مسلم کی بنائی ہوئی چٹائی کا حکم ۴۱۶
اگر منی پتلی ہو، تو کپڑا رگڑنے سے پاک ہوگا یا نہیں؟ ۴۱۶
نجس برتنوں کے پاک کرنے کا طریقہ ۴۱۷
پاؤں پر گوبر لگ جائے، تو کیا پاؤں ناپاک ہو جائے گا ۴۱۸

کپڑے پر شراب لگ جائے، تو پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے؟	۴۱۹
عضو مخصوص کو ہاتھ لگانے کے بعد قرآن کو ہاتھ لگانا	۴۲۰
بیت الخلاء میں بالٹی سے بار بار پانی لینا	۴۲۰
نجاست کو زائل کرنے کا طریقہ اور واشنگ مشین کے ذریعہ کپڑا پاک کرنا	۴۲۱
زمین پر پیشاب کا خشک ہو جانا	۴۲۲
خروج ریح کے بعد استنجاء کا حکم	۴۲۳
امام شافعیؒ کے نزدیک منی کے پاک ہونے کی کیا وجہ ہے؟	۴۲۳
گھروں میں گوبر لیپنا	۴۲۷
کتے بلی کے جھوٹے کیے ہوئے گھی کو پاک کرنے کا طریقہ	۴۲۸
چمگادڑ کی بیٹ کا حکم	۴۲۸
غیر مسلم کے ہاتھ کے پانی وغیرہ کا حکم	۴۲۹
افیون، بھنگ، چرس، تمباکو پاک ہیں یا ناپاک؟	۴۳۰
ناپاک کپڑا دھوتے وقت چھینٹوں کا لگ جانا	۴۳۱
گندے تالابوں کے پانی سے کپڑے دھونا	۴۳۱
ہاتھی کی سونڈ سے نکلا ہوا پانی پاک ہے یا ناپاک؟	۴۳۲
غیر مسلم کا جھوٹا برتن دھونے سے پاک ہو جاتا ہے یا نہیں؟	۴۳۲
کیا بڑا تالاب نجاست گرنے سے ناپاک ہو گیا؟	۴۳۳
بدن پر پیشاب کی چھینٹ لگ جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟	۴۳۴
خنزیر کا گزرنا	۴۳۴
خشک خنزیر کا کپڑے سے مس ہونا	۴۳۵
دھونے کے بعد کپڑے پر منی کے نشانات باقی رہیں تو کیا کپڑا ناپاک ہے؟	۴۳۵
شرابی کے منھ کا قلم دوسرے نے اپنے منھ میں رکھ لیا تو کیا حکم ہے؟	۴۳۶
دودھ میں چوہا گر کر زندہ نکل جائے	۴۳۷
دھوبی سے کپڑے دھلوانا	۴۳۷

بستر کو پاک کرنے کا طریقہ ۴۳۸
ناپاک کپڑے کو پاک کرنے کا طریقہ ۴۳۸
صوفہ پاک کرنے کا طریقہ ۴۳۹
مذی ومنی میں فرق ۳۴۰
جنبی عامل کا آیات قرآنی پڑھ کر دم کرنا ۴۴۱
مٹی کے برتن میں پیشاب لگ گیا تو پاک کیسے کریں؟ ۴۴۲
قالین اور کارپیٹ پر بچہ پیشاب کردے تو پاک کیسے کیا جائے؟ ۴۴۲
راستے کی کیچڑ کا حکم ۴۴۳
حرام گوشت پکانے کے لیے مسلمان کا کفار کو اپنی دیگیں دینا ۴۴۴
آبدست کی چھینٹوں کا حکم کیا ہے؟ ۴۴۵
ناپاک بستر پر گیلے پاؤں کا پڑ جانا ۴۴۶
کتھا یا خون کے رنگ کی دوا سے خون کا اندازہ نہ ہو تو کیا حکم ہے؟ ۴۴۷
ناپاک اشیاء کی آمیزش سے بنے صابون کا استعمال ۴۴۷
کیا پیشاب فلٹر ہونے کے بعد پاک ہو جائے گا؟ ۴۴۸
ذبیحہ کے کشیدہ مادہ سے بنایا ہوا پنیر پاک ہے یا ناپاک؟ ۴۴۸
چھت سے پانی گرا تو وہ پاک سمجھا جائے یا ناپاک؟ ۴۴۹
ٹرین کی سیٹ پر پیشاب خشک ہو جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟ ۴۵۰
پیشاب کی شیشی جیب میں رکھ کر نماز پڑھنا ۴۵۱
کھٹمل کا خون کپڑے پر لگ جائے ۴۵۱
ناپاک خشک بستر پر لیٹنے سے کپڑا ناپاک ہوگا یا نہیں؟ ۴۵۲
لیکوریا کپڑے پر لگے تو نماز کا کیا حکم ہے؟ ۴۵۳
انقلابِ حقیقت سے کیا مراد ہے؟ ۴۵۴
بچے کی دودھ کی قئی کا حکم ۴۵۶
حیض کے دوران پہنے ہوئے کپڑوں کا حکم ۴۵۷

فصل ثانی: پانی کا بیان ۴۵۸
جس کنویں میں دواڈالی گئی ہواس سے وضواور غسل کا حکم ۴۵۸
دہ دردہ گڑھے کے پانی سے وضوء وغسل ۴۵۸
تالاب سے وضوء کرنا ۴۵۹
حوض کا طول وعرض کتنا ہونا چاہیے؟ ۴۶۰
کنویں کے پانی سے وضوکرنا اور کھانا بنانا ۴۶۱
کنویں میں چڑیا گر جائے، تو کیسے پاک کیا جائے؟ ۴۶۱
جوحوض دہ دردہ سے کم ہو، اس سے وضوکرنا ۴۶۲
ناپاک حوض کو پاک کرنے کا طریقہ ۴۶۳
ناپاک حوض کے پانی سے استنجاء کرنا ۴۶۴
کنویں کے پاکی کے مسائل ۴۶۴
کنویں میں بلی گر کر پھول جائے ۴۶۵
استنجے کے بعد بچے ہوئے پانی سے وضوکرنا ۴۶۶
حوض میں ہندومزدور گر گیا، تو پانی کا کیا حکم ہے؟ ۴۶۶
سقایہ میں چھپکلی مری نظر آئی، تو پانی کا کیا حکم ہے؟ ۴۶۷
کیا کنویں کی پاکی کے لیے یک بارگی سارا پانی نکالا جائے؟ ۴۶۸
مستعمل پانی پینے اور اس سے کھانا بنانے کا حکم ۴۶۹
کنویں میں پیشاب کر دیا، تو اس کا کیا حکم ہے؟ ۴۶۹
نالی کے کیڑوں کا بالٹی یا لوٹوں میں گر جانا ۴۷۱
پانی میں چوہے یا چھچھوندر کی مینگنی گر جائے، تو پاکی کا کیا حکم ہے؟ ۴۷۲
کنویں میں چوہا یا کتا پھول پھٹ گیا ۴۷۲
حوض کا دہ دردہ سے کم ہونا ۴۷۳
کنویں میں عورت گر کر مر گئی ۴۷۴
کنویں کو پاک کرنے کا طریقہ ۴۷۵

ڈھکے ہوئے حوض کا حکم ۴۷۵
پانی میں پاک چیز کا گر جانا ۴۷۶
نہاتے وقت پانی کی چھینٹیں کنویں میں گر جائیں تو کیا حکم ہے؟ ۴۷۷
سرکاری نل کے پانی کا حکم؟ ۴۷۷
کنویں میں کوّا گر کر پھول پھٹ جائے ۴۷۸
کنویں میں گندے پانی کا جانا ۴۷۸
بچہ کے گرنے سے کنواں پاک ہے کہ ناپاک؟ ۴۷۹
کنویں میں مرغی گر جائے، تو کنواں کیسے پاک ہوگا؟ ۴۸۰
ناپاک کنویں کے قریب جو پاک کنواں ہے اس کا حکم ۴۸۰
حرام پرندوں کے بول و براز سے کنویں کا حکم ۴۸۱
کنویں سے مرا ہوا مینڈھک نکلے، تو کیا حکم ہے؟ ۴۸۱
کنویں میں گندی ناپاک جھاڑو کا گرنا ۴۸۲
ٹنکی کے پانی کو پاک کرنے کا طریقہ ۴۸۳
کنویں میں جوتا گر جائے تو کنواں پاک ہے یا ناپاک؟ ۴۸۳

❀ ❀ ❀

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب العلم

فصل اوّل: علم بالقرآن (تفسیر قرآن)

فصل ثانی: علم بالقرآن (متعلقاتِ قرآن)

فصل ثالث: علم بالاحادیث

فصل رابع: علم بالفقہ

فصل خامس: متفرقات علم

فصل اوّل

علم بالقرآن (تفسیر قرآن)

﴿وَما جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ﴾ میں کونسا خواب مراد ہے؟

(۱)**سوال**: ﴿وما جعلنا الرؤيا التي أريناك إلا فتنه للناس﴾ میں کونسا خواب مراد ہے، جولوگوں کے لئے فتنہ بن کر سامنے آیا تھا۔

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالرشید، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس سے مراد جمہور مفسرین کے نزدیک واقعہ معراج ہے جس کولوگوں کے لیے آزمائش بتایا گیا تاکہ دودھ اور پانی الگ الگ ہوجائے؛ چنانچہ اس کوسن کر بعض کمزور ایمان والے تو مرتد ہوگئے اور منافقین کو بہکانے کا خوب موقع ملا جو کہ خود بھی ایمان پر نہیں تھے اور دوسروں کے ایمان کے دشمن تھے۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۵/۲۳ھ)

---

(۱)وقوله تعالى: ﴿وَما جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْناكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ﴾ إلى آخر الآية تنبيه على تحققها بالاستدلال عليها بما صدر عنهم عند مجيء بعض الآيات لاشتراك الكل في كونها أمورا خارقة للعادات منزلة من جناب رب العزة جل مجده لتصديق رسوله عليه الصلاة والسلام فتكذيبهم ببعضها يدل على تكذيب الباقي كما أن تكذيب الأولين بغير المقترحة يدل على تكذيبهم بالمقترحة، والمراد بالرؤيا ما عاينه صلّى اللّٰه عليه وسلّم ليلة أسرى به من العجائب السماوية والأرضية كما أخرجه البخاري والترمذي والنسائي وجماعة عن ابن عباس وهي عند كثير بمعنى الرؤية مطلقا وهما مصدر رأي مثل القربى والقرابة. (آلوسي، روح المعاني، "سورة الإسراء:۲۲إلى۷۲":۶۰": ج۱۵،ص:۱۰۵)

قال الطيبي: وقد روينا عن البخاري والترمذي، عن ابن عباس في قوله تعالى: ﴿وَما جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْناكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ﴾(الإسراء:۶۰) (ثم): قال: هي رؤيا عين أريها رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم..... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

آیت نوح کی غلط تفسیر:

(۲)**سوال**: ایک شخص نے قرآن کریم کی سورہ نوح کی ایک آیت لکھی ہے اوراس کا ترجمہ و تفسیر بھی کردیا ہے وہ قرآن کریم کے مطابق نہیں ہے؛ بلکہ اس میں اس کی ذاتی رائے معلوم ہوتی ہے تو ایسے شخص کے لیے قرآن وحدیث کا کیا حکم ہے؟ قرآن کریم سورہ نوح۔﴿وَقَالُوْ لاَتَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلاَ تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلاَ سُوَاعاً، وَّلاَ يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْراً﴾ ہمارے باپ دادا ان بزرگ ہستیوں کو خدائی صفات کا حامل تصور کرکے نذر و نیاز کرتے چلے آئے ہیں یہ اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔ ''لاتذرن''، نذر و نیاز سے منع کرتے ہیں جب کہ ان ہستیوں سے ان کی حیات اور بعد وفات بڑی بڑی کرامات صادر ہوئی ہیں جو ہمارے آباؤ اجداد نے دیکھی اور سنی ہیں جن کو یہ جھٹلاتے ہیں یہ ہمارے ''الھکم'' اللہ کے بڑے پیارے اور خدا کے پاس ہمارے درد وفریاد پہنچاتے ہیں۔اور یہ ہمارے ''ھؤلاء شفعاؤنا عنداللہ''۔اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں۔ہم ان کو اللہ نہیں، بلکہ الٰہ مانتے ہیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد ابراہیم، مین پور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آیت مذکورہ کی تفسیر تو یہ ہے کہ کافروں نے کہا کہ اپنے معبودوں کی حمایت پر جمے رہنا اور نوح کے بہکانے میں نہ آنا ''لاتذرن''، نہ چھوڑو، ودکو، اور نہ سواع کو اور نہ یغوث کو اور یعوق اور نسر کو، یہ پانچوں نام ان کے پانچ بتوں کے ہیں۔ ہر مطلب کا ایک الگ الگ بت بنا رکھا تھا بعض روایات میں ہے کہ پہلے زمانہ میں کچھ بزرگ لوگ تھے ان کے انتقال کے بعد شیطان کے اغواء سے ان کی تصویریں بطور یادگار بنا کر کھڑی کرلیں پھر ان کی تعظیم ہونے لگی۔شدہ شدہ پرستش کرنے لگے، مذکورہ تفسیر جس کا سوال میں تذکرہ ہے۔تفسیر بالرائے ہے اور صحیح نہیں ہے اس قسم کی تفسیر لکھنے والا گنہگار ہے اوراس کی لکھی ہوئی تفسیر کے پڑھنے اور دیکھنے سے

.....گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ..... ليلة أسرى به إلى بيت المقدس، وفي مسند الإمام أحمد بن حنبل، عن ابن عباس قال: شيءٌ أريه النبي صلى الله عليه وسلم في اليقظة رآه بعينه، ولأنه قد أنكرته قريش وارتدت جماعة ممن أسلموا حين جمعوه، وإنما ينكر إذا كانت في اليقظة، فإن الرؤيا لا ينكر منها ما هو أبعد من ذلك. (ملا علي قاری: مرقاة المفاتيح، "كتاب التفسير: باب في المعراج": ج۹،ص:۳۷۵۷،رقم:۵۸۶۲)

بھی احتراز ضروری ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۰۸/۷/۲۴ھ)

---

(۱)وقال نوح: ﴿وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّ لَا سُوَاعًا ۙ وَّ لَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا ﴾(سورة نوح:۲۳)
عن ابن عباس رضي الله عنه صارت الأوثان التي كانت في قوم نوح في العرب بعد أما ودٌّ كانت لكلب بدومة الجندل وأما سواعٌ كانت لهذيل وأما يغوث فكانت لمراد ثم لبني غطيف بالجوف (بالجرف) عند سبإٍ وأما يعوق فكانت لهمدان وأما نسرٌ فكانت لحمير لآل ذي الكلاع أسماء رجال صالحين من قوم نوح فلما هلكوا أوحى الشيطان إلى قومهم أن انصبوا إلى مجالسهم التي كانوا يجلسون أنصابا وسموها بأسمائهم ففعلوا فلم تعبد حتى إذا هلك أولئك وتنسخ العلم عبدت. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب التفسير: سورة إنا أرسلناك، باب وداً ولا سواعاً ولا يغوث": ج۲،ص:۷۳۲،رقم:۴۹۲۰)
وَقالُوا لا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ أي عبادتها. وَلا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلا سُواعاً وَلا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْراً وَلا تَذَرُنَّ هؤلاء خصوصاً، قيل هي أسماء رجال صالحين كانوا بين آدم ونوح، فلما ماتوا صوروا تبركاً بهم، فلما طال الزمان عبدوا. وقد انتقلت إلى العرب فكان ود لكلب، وسواع لهمدان، ويغوث لمذحج، ويعوق لمراد، ونسر لحمير. (ناصر الدين، أنوار التنزيل: ج۵،ص:۲۵۰)
عن ابن جريج، وقال عطاءٌ عن ابن عباس: صارت الأوثان التي كانت في قوم نوح في العرب بعد: أما ود فكانت لكلب بدومة الجندل، وأما سواع فكانت لهذيل، وأما يغوث فكانت لمراد ثم لبني غطيف بالجرف عند سبأ، وأما يعوق فكانت لهمدان، وأما نسر فكانت لحمير لآل ذى كلاع، وهي أسماء رجال صالحين من قوم نوح عليه السلام. فلما هلكوا أوحي الشيطان إلى قومهم أن انصبوا إلى مجالسهم التي كانوا يجلسون أنصابا وسموها بأسمائهم ففعلوا فلم تعبد حتى إذا هلك أولئك وتنسخ (ونسخ) العلم عبدت. (أبو الفداء إسماعيل ابن كثير، تفسير ابن كثير، "سورة التوبة:۲۳": ج۸،ص:۲۳۴)
من تكلم (في القرآن) أي: في معناه أو قرائته (برأيه) أي: من تلقاء نفسه من غير تتبع أقوال الأئمة من أهل اللغة والعربية المطابقة للقواعد الشرعية، بل بحسب ما يقتضيه عقله، وهو مما يتوقف على النقل بأنه لا مجال للعقل فيه كأسباب النزول والناسخ والمنسوخ وما يتعلق بالقصص والأحكام، أو بحسب ما يقتضيه ظاهر النقل، وهو مما يتوقف على العقل كالمتشابهات التى أخذ المجسمة بظواهرها، وأعرضوا عن استحالة ذلك في العقول، أو بحسب ما يقتضيه بعض العلوم الإلهية مع عدم معرفته ببقيتها وبالعلوم الشرعية فيما يحتاج لذلك. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، "كتاب العلم: الفصل الأول": ج۱،ص:۴۴۵،رقم:۲۳۴)

﴿وألنّا لهُ الحَدِيد﴾ کی تفسیر:

(۳)**سوال**: مولانا مودودیؒ نے ﴿وألنا له الحديد﴾ کی تفسیر میں یہ بات کہی ہے کہ یہ سب کچھ حضرت داؤد علیہ السلام کا ذاتی کارنامہ تھا، تو کیا ایسا کہنا درست ہے؟ کیونکہ ایسی صورت میں معجزہ کا انکار لازم آتا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: سید اقبال، سیکری، مظفر نگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ﴿وألنا له الحديد﴾[1] (اور ہم نے ان کے لیے لوہا نرم کردیا) کی تفسیر میں ائمہ تفسیر حضرت حسن بصری، قتادہ، اعمش وغیرہم نے فرمایا: کہ یہ اللہ نے بطور معجزہ لوہے کو ان کے لیے موم کی طرح نرم بنادیا تھا[2] دوسری بات: اللہ تعالیٰ کا ان کاموں کو اپنی طرف منسوب کرنا کہ میں نے ایسا کردیا اس بات کی طرف واضح اشارہ کرتا ہے کہ یہ ایک معجزہ تھا، ایک خرق عادت امر تھا، نبی کے ہاتھ پر خرق عادت امر کا ظاہر ہونا ہی معجزہ کہلاتا ہے۔ تیسری بات: یہاں پر حضرت داؤد علیہ السلام کی خصوصیات کا بیان ہے اگر ان کو معجزہ نہ مانا جائے تو آپ علیہ السلام کے مخصوص فضل وشرف کے بیان میں ان کا شمار کرنا بے معنی ہوجائے گا (العیاذ باللہ)۔ چوتھی بات: ذاتی کارنامے دنیاوی اسباب پر منحصر ہوتے ہیں، جبکہ معجزات کی بنیاد اسباب پر نہیں ہوتی۔[3]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۳/۴/۱۴۳۶ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)﴿وَلَقَدْ أٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا ۖ يٰجِبَالُ أَوِّبِيْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ ۚ وَأَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَا ۝﴾(سورة سبأ:۱۰)
(۲) مفتی محمد شفیع عثمانیؒ، معارف القرآن: ج۷، ص:۲۶۱.
(۳)وقيل: هو مرفوع بالابتداء والخبر محذوف، أي: والطير تؤب وألناله الحديد وجعلناه في يده كالشمع والعجين يصرفه كما يشاء من غير نار ولا ضرب مطرقة قاله السيدي وغيره. وقيل: جعلناه بالنسبة إلى قوته التي آتيناها إياه لينا كالسمع بالنسبة إلى قوي سائر البشر أن الحمل سابقات إن مصدرية وهي على إسقاط حرف الجرأى ألنا له الحديد يعمل سابقات أو أمرناه بعمل سابقات الخ. (علامه آلوسي، روح المعاني، "سورة السباء: ج۱۰": ج۱۱، ص:۲۸۹)

اللہ تعالیٰ احسن الخالقین ہے تو کیا کوئی دوسرا بھی خالق ہے؟

(۴) **سوال**: پوچھنا یہ ہے کہ قرآن میں ہے کہ اللہ بہترین پیدا کرنے والا ہے، احسن کا لفظ آیا ہے، جو ایک دوسرے کے مقابلہ میں اچھائی بتانے کے لیے آتا ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی پیدا کرنے والا نہیں ہے، برائے کرم جواب عنایت فرمائیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: شمیم خان، غازی پور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سورہ مومنون میں ہے ﴿فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ۝﴾[1] اس میں خالقین سے مراد پیدا کرنے والے نہیں ہیں؛ بلکہ صناع یعنی صرف جوڑ توڑ کرنے والے مراد ہیں۔[2] حقیقت میں حیات دینا اور بغیر کسی وسیلہ کے پیدا کرنا خاص اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے۔ اور لفظ خلق کا اطلاق لغوی معنی کے اعتبار سے دوسرے صناع پر کر دیا گیا ہے۔ لفظ خلق کے حقیقی معنی شئ معدوم کو بغیر کسی انسانی وسائل کے وجود میں لانا ہے جو صرف ذات باری تعالیٰ پر ہی صادق آتا ہے۔ آیت مذکورہ میں ظاہری تقابل ہے مگر حقیقت میں دونوں میں کوئی مناسبت ہی نہیں ہے۔[3]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی

نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

(۲۷/۷/۱۴۳۶ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی

محمد عمران گنگوہی

مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

سورۃ توبہ کے نزول کے بعد مشرکین عرب کا موقف:

(۵) **سوال**: سورہ توبہ کے نزول کے بعد مشرکین عرب کے متعلق اسلام کا موقف کیا تھا؟

---

(۱) سورۃ مؤمنون: ۲۳.

(۲) عن مجاهد: ﴿فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ۝﴾ قال: يصنعون ويصنع الله والله خير الصانعين. (الطبري، تفسير طبري: ج۱۵، ص:۱۹)

(۳) وقال الآخرون: إنما قيل: ﴿فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ۝﴾ لأن عيسى ابن مريم كان يخلق فأخبر جل تناره عن نفسه أنه يخلق أحسن مما كان يخلق. (الطبري، تفسير طبري، "سورة المؤمنون:۲۲": ج۸، ص:۱۹)

جہاں تک مجھے پتہ ہے ان کے سامنے تین راستے تھے، مسلمان ہو جائیں یا مسلمانوں سے جنگ کے لیے تیار رہیں یا پھر عرب کی زمین چھوڑ دیں۔ براہ کرم اس پر کچھ روشنی ڈالیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد جاوید، مرزاپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: فتح مکہ کے بعد تمام غیر مسلموں کو امان دیدی گئی تھی؛ لیکن اس وقت غیر مسلموں کے حالات مختلف تھے، ایک قسم تو وہ لوگ تھے جن سے صلح کا معاہدہ ہوا تھا، مگر انہوں نے خود اس کو توڑ دیا تھا۔ دوسرے کچھ لوگ ایسے تھے جن سے صلح کا معاہدہ کسی خاص میعاد کے لیے ہوا تھا اور وہ معاہدہ پر قائم رہے، جیسے: بنوضمرہ و بنومدلج؛ تیسرے کچھ لوگ وہ تھے جن سے معاہدہ کی مدت متعین نہیں تھی۔ چوتھے وہ لوگ تھے جن سے کسی قسم کا معاہدہ نہیں تھا۔

چنانچہ جن لوگوں نے صلح حدیبیہ کو توڑا ان کو حکم ہوا کہ اشہر حرم کے ختم ہوتے ہی جزیرۃ العرب سے نکل جائیں یا مسلمان ہو جائیں ورنہ ان سے جنگ ہوگی۔ اور جن سے خاص میعاد کے لیے معاہدہ تھا ان کے معاہدہ کو ان کی مدت تک پورا کرنے کا حکم ہوا۔ اور جن لوگوں سے بلا تعیین مدت معاہدہ تھا یا جن کے ساتھ بالکل کوئی معاہدہ نہیں ہوا تھا ان کو چار ماہ کی مہلت دی گئی۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۴۱/۶/۶ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان قاسمی

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

سورۃ ''تبارك الذي'' کی فضیلت:

(۶) **سوال:** حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ قرآن میں ایک سورہ ہے تیس آیت کی جو اپنے قاری کی شفاعت کرے گی، یہاں تک کہ اس کی بخشش کردی جائے گی، یہ سورہ

(۱) مفتي محمد شفيع عثمانيؒ، معارف القرآن، سورة التوبة: ج۴، ص: ۳۰۹، ۳۱۱؛ وعلامه آلوسی، روح المعاني، ''سورة التوبة'': ج۶، ص: ۷۱.

تبارک الذی ہے۔ابن ماجہ میں یہ روایت کیسی ہے؟ صحیح یا ضعیف؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد راشد، لکھنوتی چوراہا، ہری دوار

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ روایت صحیح ہے، امام ابن ماجہ کے علاوہ امام احمد، ابوداؤد، ترمذی، مؤطا، نسائی میں یہ روایت مذکور ہے، امام ترمذی نے اس روایت پر ''**هذا حديث حسن**'' کہا ہے اور امام حاکم نے ''**هذا حديث صحيح الإسناد**'' لکھا ہے۔امام ذہبی نے بھی اس کی تصحیح کی ہے۔[1]

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
حمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۰/۶:۱۴۴۱ھ)

غیر عالم کا قرآن پاک کی تفسیر کرنا:

(۷) **سوال:** ایک شخص جو عالم نہیں ہے وہ قرآن کریم کی تفسیر کرسکتا ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: انور میکانک، پربھنی، مہاراشٹرا

---

(۱) وعن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن سورةً في القرآن ثلاثون آية شفعت صاحبها حتى غفر له: تبارك الذي بيده الملك. (أخرجه ابن ماجه، في سننه، "كتاب الأدب: باب ثواب القرآن": ج۲،ص:۴۴،رقم:۳۷۸۶)

تبارك الذي بيده الملك أي: إلى أخرها رواه أحمد، والترمذي، وأبو داود، والنسائي، وابن ماجه، وقد رواه ابن حبان والحاكم وروي الحاكم عن ابن عباس مرفوعاً. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح: ج۷،ص:۲۲،رقم:۲۱۵۳)

وعن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن سورةً في القرآن ثلاثون آية شفعت لرجل حتى غفر له: وهي تبارك الذي بيده الملك رواه أحمد، والترمذي، وأبو داؤد، والنسائي، في الكبرىٰ، وابن ماجه، في باب ثواب القرآن وأخرجه أيضاً: ابن حبان في صحيحه والحاكم: ج۱،ص:۵۶۵، وابن القريس وابن مردويه والبيهقي في شعب الإيمان قال الترمذي: هذا حديثٌ حسنٌ، وقال الحاكم: هذا حديثٌ صحيح الإسناد. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، "كتاب فضائل القرآن: الفصل الثاني": ج۷،ص:۲۱۹،رقم:۲۱۷۲)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قرآن مقدس کی تفسیر بہت اہمیت کی حامل ہے، اس کے ترجمے اور نکات کو وہی شخص سمجھ سکتا ہے جو عربی زبان کی قابل قدر تعلیم کا حامل ہو، نیز اس کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث پر بھی اس کی اچھی نظر ہو، اور اصول شریعت سے واقفیت رکھتا ہو، اصول حدیث، اصول فقہ کے ساتھ ساتھ نحو وصرف اور بلاغت سے بھی آشنا ہو، پس غیر عالم اس کے ترجمے کو بھی نہیں سمجھ سکتا، چہ جائے کہ وہ اس کے مفاہیم کو سمجھ سکے؛ اس لیے غیر عالم کے لیے درست نہیں کہ وہ قرآن مقدس کی تفسیر کرے اور اگر وہ اس کا ترجمہ وغیرہ سناتا ہو یا مکتوبہ ومطبوعہ تفاسیر سناتا ہو، یعنی وہ شخص خود مفسر نہ ہو، بلکہ تفاسیر میں جو لکھا ہے اس کو گاہے گاہے لوگوں کے سامنے بیان کرتا ہو، جب کہ اردو تفاسیر کو لوگ عموماً پڑھتے ہیں، اور دوسروں کو سناتے ہیں تو اس میں حرج نہیں ہے، البتہ احتیاط ضروری ہے کہ قرآن مقدس کا ترجمہ سامنے رکھ کر وہی باتیں بیان کرے، جو معتمد تفاسیر میں اس نے پڑھی ہوں، اور ان کو ذہن نشین بھی کیا ہو، اپنی طرف سے استنباط یا نکات بیان نہ کرے؛ اس لیے کہ اس صورت کے خلاف کرنے میں خوف ہے کہ کہیں مقصد ورضاء الٰہی کے خلاف نہ ہو جائے، اور اللہ رب العزت پر افتراء وکذب بیانی لازم نہ آجائے، حاصل یہ کہ ان تمام احتیاطوں کے ساتھ لوگوں کے سامنے بیان تو کرسکتا ہے، نقل تفسیر تو درست ہے؛ لیکن اپنی سمجھ سے تفسیر یا نکات بیان کرنا درست نہیں ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۲/۱۵/ ۱۴۱۵ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) وقد قال الشافعي رضي اللّٰه عنه: كُلُّ ما حكم به رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فهو مما فهمه من القرآن قال تعالى: ﴿إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ﴾ في آيات آخر وقال صلى اللّٰه عليه وسلم: ألا إني أوتيت القرآن ومثله معه، يعني السنة، فإن لم يجده في السنة رجع إلى أقوال الصحابة فإنهم أدري بذلك لما شاهدوه من القرائن والأحوال عند نزوله ولما اختصوا به من الفهم التام والعلم الصحيح والعمل الصالح. وقال الإمام أبو طالب الطبري: إعلم أن من شرطه صحة الاعتقاد أولا ولزوم سنة الدين فإن من كان مغموصا عليه في دينه لا يؤتمن على الدنيا فكيف على الدين ثم لا يؤتمن من الدين على الإخبار عن عالم فكيف يؤتمن في الإخبار عن أسرار اللّٰه تعالى ولأنه لا يؤمن إن كان متهما بالإلحاد أن يبغي الفتنة ويغر الناس بليه وخداعه كدأب الباطنية وغلاة الرافضة. (عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين اليسوطي، الإتقان في علوم القرآن، "النوع الثاني .....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

﴿ویعلم ما فی الأرحام﴾ کی تفسیر:

(۸)**سوال**: قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿إن اللّٰه عنده علم الساعة﴾ اور اسی آیت کریمہ کا ایک جز ﴿ویعلم مافي الأرحام﴾ بھی ہے، اس حمل کے مذکر اور مؤنث ہونے کا علم سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا، مگر آج کل ایسی مشین آچکی ہے کہ جو حالت حمل میں مذکر ومؤنث ہونے کی خبر دیتی ہیں۔ اس کی تشریح کیا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: آفتاف عالم، کھتولی

الجواب وباللّٰه التوفیق: اس سے مراد استقرار حمل کا ابتدائی زمانہ ہے۔ ابتداء میں وہ صرف گوشت کا ایک ٹکڑا ہوتا ہے اس وقت اس کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں ہے کہ مذکر ہوگا یا مؤنث، گویا کیسی شکل وصورت ہوگی، اس وقت ایکسرے اور الٹرا ساؤنڈ سے کچھ معلوم نہیں ہوتا، البتہ جب اعضاء بننے شروع ہوجاتے ہیں تب معلوم ہوسکتا ہے کہ مذکر ہے یا مؤنث ہے؛ اس لیے اس آیت سے کوئی تعارض نہیں۔ اس کی مزید تحقیق فن کے ماہرین (ڈاکٹر اطباء) سے کی جاسکتی ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱/۱/۱۴۲۰ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

.....گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ.....وسبعون، في معرفة شروط المفسر وآدابه": ج۴، ص:۲۰۵)

وعن ابن عباس رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من قال في القرآن برأيه فليتبوأ مقعده من النار، وفي رواية من قال في القرآن برأيه فليتبوأ مقعده من النار، رواه الترمذي (برأيه) أي: من تلقاء نفسه من غير تتبع أقوال الأئمة من أهل اللغة والعربية المطابقة للقواعد الشرعية، بل بحسب ما يقتضيه عقله، وهو مما يتوقف على النقل بأنه لا مجال للعقل فيه كأسباب النزول والناسخ والمنسوخ وما يتعلق بالقصص والأحكام، أو بحسب ما يقتضيه ظاهر النقل، وهو مما يتوقف على العقل كالمتشابهات التي أخذ المجسمة بظواهرها، وأعرضوا عن استحالة ذلك في العقول، أو بحسب ما يقتضيه بعض العلوم الإلهية مع عدم معرفته ببقيتها وبالعلوم الشرعية فيما يحتاج لذلك. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، "كتاب العلم: الفصل الأول": ج۱، ص:۴۴۵، رقم:۲۳۴)

(۱)ويعلم ما في الأرحام، أي: وهو يعلم تفصيل ما في أرحام الإناث من ذكر.....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

سورہ فتح کا درست ترجمہ کونسا ہے؟

(۹)**سوال**: سورہ فتح کے دو ترجمے لکھ رہا ہوں ان میں کونسا صحیح ہے، کونسا غلط ہے؟ سورہ فتح آیت (۱) ترجمہ: بیشک ہم نے تمہارے لیے روشن فتح دی کہ اللہ تمہارے سبب سب کے گناہ بخشے، تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے۔ دوسرا ترجمہ: بیشک ہم نے آپ کو ایک کھلم کھلا فتح دی تا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی سب اگلی پچھلی خطائیں معاف فرمادے۔ ان دونوں میں کونسا ترجمہ صحیح ہے، اگر دوسرا ترجمہ صحیح ہے تو انبیاء کے گناہوں کی معافی کا کیا معاملہ ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: مولوی عباس علی، ایم پی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قرآن وحدیث سے ثابت ہے اور امت کا اس پر اجماع ہے کہ انبیاء علیہم السلام گناہ سے معصوم ومحفوظ ہوتے ہیں۔[1] اس کے باوجود قرآن کریم میں لفظ ذنب وعصیان ان کی طرف منسوب کیا گیا ہے اور لفظ ذنب کا ترجمہ گناہ وخطاء دونوں صحیح ہیں مگر انبیاء علیہم السلام کی عصمت کے باوجود بعض اوقات اجتہاد میں ان سے خطاء ہو جاتی ہے اور اجتہادی خطا قانون شریعت میں گناہ نہیں کہلاتی؛ بلکہ اس پر بھی اجر وثواب ملتا ہے۔

مگر انبیاء علیہم السلام کو اس پر متنبہ ضرور کر دیا جاتا ہے اور ان کی شان عالی کی مناسبت سے خلاف اولی اور اجتہادی خطا کو بھی ذنب، گناہ وخطا کہا جاتا ہے بطور تہدید اللہ تعالیٰ نے ذنب سے تعبیر

.....گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ..... أو أنثىٰ، وواحد ومتعدد، وكامل وناقص، ومؤمن وكافر، وطويل وقصير، وغير ذلك. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ''كتاب العلم: الفصل الأول'': ج۱،ص:۱۶۵،رقم:۳)

وفي موضع أخر، وأبيض، وأسود، وطويل، وقصير، وسعيد وشقي وغير ذلك. (''أيضاً:، باب في الرياح والمطر'': ج۵،ص:۲۳۷،رقم:۱۵۱۴)

قوله تعالىٰ: اللّٰه يعلم ما تحمل كل أنثى ذكراً أو أنثى، ويعلم ما في الأرحام، سوياً أو غير سوي. (أبو الليث نضر بن محمد، بحر العلوم: ج۲،ص:۲۱۸)

(۱) الأنبياء معصومون قبل النبوة وبعدها عن كبائر الذنوب وصغائرها. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ''كتاب الإيمان: باب الكبائر وعلامات النفاق، الفصل الأول'': ج۱،ص:۲۱۳،رقم:۵۵)

الأنبياء عليهم الصلاة والسلام كلهم منزهون عن الصغائر والكبائر والكفر والصبائح. (الإمام أبو حنيفة، شرح الفقه الأكبر، ''بحث في أن الأنبياء منزهون عن الكبائر'': ص:۱۰۰)

فرمایا ہے یہ انبیاء علیہم السلام کی عصمت کے خلاف نہیں ہے؛ بلکہ ان کے مقام کی رفعت وبلندی پر دلالت ہے؛ اس لیے کوئی شبہ نہ کیا جائے اور اگر پوری طرح سمجھ میں نہ آئے تو یہ جواب کسی مقامی عالم کو دکھلا کر اس سے سمجھ لیں یہ خطاء اجتہادی بھی ایسے احکام میں نہیں ہوتی جو قانون شرع کی حیثیت رکھتے ہوں، معلوم ہوا کہ دوسرا ترجمہ ہی صحیح ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۸/۶/۲۷ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

اسرائیلی روایات والی تفسیر کا شرعاً کیا حکم ہے؟

(۱۰) **سوال**: اگر کسی تفسیر قرآن میں اسرائیلی روایات سے مدد لی گئی ہو اور کتب مؤرخہ کے حوالہ دئے گئے ہوں، جیسے بائیبل تلمود، یوحنا، انجیل برناس وغیرہ، تو ایسی تفسیر کا شرعاً کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ساجد مظاہری قاسمی، رائے بریلی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر کوئی بات کتب تاریخ سے لی گئی ہو اور اسلام نے اس پر نکیر نہ کی ہو؛ بلکہ اسلام میں بھی اس بات کو سراہا گیا ہو، جیسے: جھوٹ بولنا درست نہیں، ظلم وزیادتی بری چیز ہے، زنا فحش گناہ ہے، آپس میں مل جل کر رہنا چاہئے، تو اس کو درست سمجھا جائے۔ اور اگر کوئی بات اسلامی ضابطے کے خلاف ہو، تو اس کو روک دیا جائے اور اگر کوئی بات کسی واقعہ اور قصہ کی حد تک ہو اور تشریع اسلامی اس سے متعلق نہ ہو اور نہ ہی وہ بات اسلامی شریعت سے متصادم ہو، تو تاریخی طور پر اس کی صحت وعدم صحت کو پرکھا جائے الغرض ایسی تفسیر کا مطالعہ کرنا پڑے تو بغور کریں۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۸/۷/۷ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) الأنبياء معصومون قبل النبوة وبعدها عن كبائر الذنوب وصغائرها. .....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

آیت ﴿ولا تجهر بصلاتک﴾ کی تفسیر کرنا کہ امام کی آواز جماعت خانہ سے باہر نہ جائے:

(۱۱)**سوال**: ایک شخص نے قرآن کی تفسیر بیان کی ﴿ولا تجهر بصلوتك ولا تخافت بها وابتغ بين ذلك سبيلا﴾ (الآیۃ) تفسیر یہ ہے کہ اپنی نماز نہ زور سے پڑھو اور نہ آہستہ میانہ روی اختیار کرو، تو کیا یہ حکم امام صاحب پر جاری ہوتا ہے؟

وہ کہتا ہے کہ امام اتنی زور سے پڑھے کہ آواز جماعت خانہ سے باہر نہ جائے، تو کیا اس شخص کا یہ فتویٰ درست ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالقدیر، محلّہ مفتی، سہارنپور

.....گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ.....(ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، "كتاب الإيمان: باب الكبائر وعلامات النفاق، الفصل الأول": ج۱،ص:۲۱۳،رقم:۵۵)

الأنبياء عليهم الصلاة والسلام كلهم منزهون عن الصغائر والكبائر والكفر والصبائح. (الإمام أبو حنيفة، شرح الفقه الأكبر، "بحث في أن الأنبياء منزهون عن الكبائر":ص:۱۰۰)

(۲) ولهذا غالب ما يرويه إسماعيل بن عبد الرحمن السدي الكبير في تفسيره، عن هذين الرجلين: عبد الله بن مسعود وابن عباس، ولكن في بعض الأحيان ينقل عنهم ما يحكونه من أقاويل أهل الكتاب، التي أباحها رسول الله صلى الله عليه وسلم حيث قال: "بلغوا عني ولو آية، وحدثوا عن بني إسرائيل ولا حرج، ومن كذب علي متعمدا فليتبوأ مقعده من النار" رواه البخاري عن عبد الله؛ولهذا كان عبد الله بن عمرٍو يوم اليرموك قد أصاب زاملتين من كتب أهل الكتاب، فكان يحدث منهما بما فهمه من هذا الحديث من الإذن في ذلك. (ابن كثير، تفسير ابن كثير، "سورة الكهف:۲۲":ج۱،ص:۸)

عن عبد الله بن عمرو أن النبي صلى الله عليه وسلم قال بلغوا عني ولو آيةً وحدثوا عن بنى إسرائيل ولا حرج ومن كذب على متعمداً فليتبوأ مقعده من النار. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الأنبياء عليهم السلام: باب ما ذكر عن بني إسرائيل":ج۱،ص:۴۹۱،رقم:۳۴۶۱)

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: كان أهل الكتاب يقرؤون التوراة بالعبرانية ويفسرونها بالعربية لأهل الإسلام، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا تصدقوا أهل الكتاب ولا تكذبوهم وقولوا ﴿آمنا بالله وما أنزل إلينا﴾ (الآية). (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب التفسير: باب قولوا أمنا بالله وما أنزلنا":ج۲،ص:۶۴۴،رقم:۴۴۸۵)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قرآن پاک کا ترجمہ دیکھ کر احکام بیان کرنا اور اس کے لیے فتویٰ دینا صحیح نہیں ہے اور ﴿وابتغ بین ذلك سبیلاً﴾ کی یہ حد مقرر کرلینا کہ آواز جماعت خانہ سے باہر نہ جانی چاہئے۔ یہ صحیح نہیں ہے، اس کی جو حد فقہاء نے بیان کی ہے وہ ہی صحیح ہے یعنی صف اول تک آواز پہونچانا ضروری ہے۔ درمختار میں ہے ''**ویجهر الإمام وجوباً بحسب الجماعة فإن زاد علیه أساء**'' شامی میں ہے: ''**قوله فإن زاد علیه أساء وفي الزاهدي عن أبي جعفر لو زاد علی الحاجة فهو أفضل إلا إذا أجهد نفسه أو آذی غیره**''.[1]

آیت مذکورہ کی ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ نہ تو تمام نمازوں میں زور سے پڑھو، نہ تمام نمازوں میں آہستہ پڑھو، مغرب، عشاء، فجر میں زور سے پڑھو۔ ''**قوله: یجهر الإمام وجوبا للمواظبة من النبي صلی اللّٰه علیه وسلم وکان صلی اللّٰه علیه وسلم یجهر بالقرآن في الصلوٰة کلها ابتداء کما سیذکره الشراح وکان المشرکون یؤذونه ویسبون من أنزل علیه فأنزل البعد مثال ولا تجهر بصلوتك ولا تخافت بها، أي: لا یجهر بها کلها ولا تخافت بها کلها وابتغ بین ذلك سبیلاً، بأن یجتهد بصلوتك ولا تخافت بها إلخ**'' بعض حضرات فرماتے ہیں کہ اس کی مراد یہ ہے کہ نہ سب نمازوں میں مخفی آواز سے پڑھے، جیسا کہ صبح ومغرب وعشاء میں، کیونکہ ان اوقات میں مشرکین اپنے کاروبار میں مصروف ہوتے ہیں نہ سب کو ظاہر کرکے پڑھو جیسا کہ ظہر وعصر میں بس بعض میں پکار کر پڑھو، بعض میں آہستہ پڑھو۔[2]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۶/۵ھ)

---

(۱) ابن عابدین، الدر المختار مع رد المحتار، ''کتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، فصل في القرآءة'': ج۱، ص:۵۳۲.

(۲) (قوله: وأدنی الجهر إسماع غیره وأدنیٰ المخافتة إسماع نفسه) ومن بقربه، فلو سمع رجل أول رجلان فلیس بجهر والجهر أن یسمع الکل خلاصة. (ابن عابدین، الدر المختار مع رد المحتار، ''کتاب الصلاة: فصل في القراءة'': ج۱، ص:۵۳۴)

والجهر أن یسمع الکل الخ، أي: کل الصف الأول لا کل المصلین بدلیل ما في القهستاني عن المسعودیة أن جهر الإمام إسماع الصف الأول. وبه علم أنه لا إشکال في کلام الخلاصة. (''أیضاً:)

کیا تفسیر قرآن کے لئے پندرہ علوم پر عبور حاصل کرنا ضروری ہے؟

(۱۲)**سوال**: آج کل فضائل اعمال کے بارے میں بہت سے سوالات آرہے ہیں اس کی وجہ جماعت اسلامی کا یہ تشدد ہے کہ فضائل اعمال ہی کیوں پڑھی جاتی ہے، اگر کسی اور کتاب کے بارے میں کہتے ہیں، مثلاً: تفسیر قرآن یا معارف الحدیث وغیرہ، تو نہیں پڑھتے اور کہتے ہیں کہ جو شخص پندرہ علوم پر عبور رکھتا ہو وہ ہی قرآن کو سمجھنے اور بیان کرنے کا مجاز ہے۔ تو کیا واقعی ایسا ہی ہے؟ اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: مولوی محمد صدیق صاحب، راجستھان

الجواب وباللّٰہ التوفیق: فضائل اعمال ہو یا دیگر کوئی کتاب ہو، ایک ہی کتاب کی تعلیم کو ہمیشہ کے لیے لازم سمجھ لینا درست نہیں ہے۔ حسب ضرورت قرآن کریم کے مذکورہ تراجم وتشریحات کو پڑھ کر سنانا بھی بلا شبہ درست ہے۔ لیکن تفسیری نکات پر بغیر علم کے ناواقف کا کلام کرنا درست نہیں ہے۔ بعض علماء نے تفسیری نکات کو بیان کرنے کے لیے پندرہ علوم میں مہارت کو ضروری قرار دیا ہے۔ اپنی رائے سے تفسیر کے اصول کو نظر انداز کر کے کچھ بھی تفسیر کرنا درست نہیں ہے۔[1] جس جگہ پر کچھ لوگ فضائل اعمال کے پڑھنے پر اصرار کریں اور کچھ لوگ دوسری کتاب کے پڑھنے پر اصرار کریں تو الحمد للہ اوقات نماز پانچ ہیں، کسی وقت پر نماز کے بعد ایک کی اور دوسرے وقت پر دوسری کتاب کی تعلیم متعین کر لی جائے یا اس کے علاوہ کوئی وقت مقرر کر لیا جائے، اسی کو باعث اختلاف بنا لینا درست نہیں ہے۔

فضائل اعمال میں احادیث بھی ہیں اور دیگر واقعات وتشریحات بھی ہیں، صرف حدیث کی کتاب کہنا اور اس پر اصرار درست نہیں ہے۔

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۶/۲۵ھ)

(۱)قال النبي صلى الله عليه وسلم: من قال في كتاب الله عز وجل برأيه فأصاب فقد أخطأ. .....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

حاملہ کے رحم میں لڑکا ہے یا لڑکی ڈاکٹر بتادیتے ہیں، کیا یہ﴿ویعلم ما فی الأرحام﴾ سے ٹکراؤ ہے:

(۱۳)**سوال**: سائنس اتنی ترقی کرگئی ہے کہ رحمِ مادر میں لڑکا ہے یا لڑکی ڈاکٹر بتادیتے ہیں، سائنس کی یہ ترقی علم غیب اور﴿ویعلم مافي الأرحام﴾ سے بظاہر ٹکراتی ہے،اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: انیس احمد

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سائنسی ترقی کی بنا پر علم غیب میں کوئی ٹکراؤ نہیں ہے، آیت کے مضمون کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ ہی جانتا ہے کہ ماں کے پیٹ میں کتنی مدت رہے گا، اس کی زندگی کتنی ہے، عمل کیسے ہوں گے، رزق کتنا ہوگا، نیک بخت ہوگا یا بد بخت اور اعضاء ظاہر ہونے سے پہلے اللہ ہی جانتا ہے کہ بچہ ہے یا بچی، خلقت کے مکمل ہو جانے کے بعد پتہ چل جائے کہ بچہ ہے یا بچی یہ علم غیب میں سے نہیں ہے؛ بلکہ یہ تو علم المشاہدہ میں آچکا ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ کا علم آلہ کا محتاج نہیں ہے جب کہ ڈاکٹر حضرات آلہ اور مشین کے ذریعہ معلوم کرتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ کو استقرار کے وقت سے ہی معلوم ہوتا ہے جب کہ ڈاکٹر کو ایک مدت کے بعد پتہ چلتا ہے اس لیے

.....گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ..... (شيخ عبد اللّٰه كاپودروي، قواعد التفسير:ص:۹۸)

اختلف الناس في تفسير القرآن هل يجوز لكل أحد الخوض فيه؟ فقال قوم: لا يجوز لأحد أن يتعاطى تفسير شيء من القرآن وإن كان عالماً أديباً متسما في معرفة الأدلة والفقه والنحو والأخبار والآثار الخ.

من قال: يجوز تفسيره لمن كان جامعا للعلوم التي يحتاج المفسر إليها وهي خمسة عشر علماً:

أحدها: اللغة. الثاني: النحو. الثالث: التصريف. الرابع: الاشتقاق. الخامس، والسادس، والسابع: المعاني والبيان والبديع. الثامن: علم القرائات. التاسع: أصول الدين. العاشر: أصول الفقه. الحادي عشر: أسباب النزول والمنسوخ. الثالث: عشر: الفقه. الرابع عشر: الأحاديث. المبينة. الخامس عشر: الموهبة. (عبد الرحمن أبي بكر، الإتقان في علوم القرآن، "النوع الثامن والسبعون: في معرفة مشروط الآداب":ج۴،ص:۲۱۳)

موجودہ سائنسی تحقیق کی بنا پر آیت پر اعتراض کرنا درست نہیں ہے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی (۱۴۴۲/۶/۳۰ھ)
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

﴿فسیحوا فی الأرض أربعة أشهر﴾ سے تین چلے کا ثبوت:

(۱۴) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

حضرت میرا سوال یہ ہے کہ سورۃ التوبہ (آیت نمبر:۲) ﴿فسیحوا في الأرض أربعة أشهر﴾ سے کیا مراد ہے، ایک صاحب فرمارہے ہیں کہ چار ماہ اللہ کے راستے میں (جماعت میں) نکلنا مراد ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عباس، چمپارنی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: یہ آیت مشرکین اور دیگر عرب قبائل کے ساتھ جو معاہدات تھے، اس سے متعلق ہے اس کا جماعت میں نکلنے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس آیت کی تفسیر یہ ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر مسلمانوں کا مکہ پر مکمل قبضہ ہوگیا، مکہ اور اطراف مکہ میں رہنے والے غیر مسلموں کو جان، مال کی امان دیدی گئی؛ لیکن اس وقت ان غیر مسلموں کے مختلف حالات تھے، ایک تو وہ لوگ تھے جن سے حدیبیہ میں صلح کا معاہدہ ہوا اور انہوں نے خود اس کو توڑ دیا اور وہی فتح مکہ کا سبب ہوا دوسرے کچھ ایسے لوگ بھی تھے، جن سے صلح کا معاہدہ کسی خاص میعاد کے لیے کیا گیا تھا اور وہ اس معاہدے پر قائم رہے، جیسے ''بنی کنانہ'' کے دو قبیلے ''بنی ضمرہ'' اور ''بنی مدلج'' جن سے ایک مدت کے لیے صلح ہوئی تھی اور سورۃ برأت نازل ہونے کے وقت بقول خازن ان کی میعاد صلح کے نو مہینے باقی تھے،

(۱) في التفسير المغير: ويعلم ما في الأرحام أي لا يعلم أنه إلا اللّٰه ما في الأرحام من خواص الجنين وأحواله العارضة له من طبائع وصفات وذكورة وأنوثة وتمام خلقه ونقصانها فإن توصل العلماء بسبب التحليل الكليمائى كون الجنين ذكرا أو أنثى فلا يعني ذلك غيبا وإنما بواسطة التجربة وتظل أحوال أصري. (وهبة زحيلي، تفسير المنير: ج۱۱،ص:۱۹۵)

تیسرے: کچھ ایسے لوگ بھی تھے جن سے معاہدۂ صلح بغیر تعیین مدت کے ہوا تھا۔ چوتھے: وہ لوگ تھے جن سے کسی قسم کا معاہدہ نہ تھا، غرض سورہ توبہ کی پہلی دو آیات میں ان سب لوگوں کو جن سے بلا تعیین مدت کوئی معاہدہ تھا یا جن کے ساتھ کوئی معاہدہ نہ تھا چار مہینے کی مہلت دی گئی اور چوتھی آیت کی رو سے ان لوگوں کو تا اختتام معاہدہ مہلت مل گئی جن کے ساتھ کسی خاص میعاد کا معاہدہ تھا اور پانچویں آیت سے مشرکین مکہ کو اشہر حرم ختم ہونے تک مہلت مل گئی۔[1]

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۲:۲/۲۵ھ)

تفہیم القرآن کا مطالعہ کرنا کیسا ہے؟

(۱۵)**سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین اس سلسلے میں کہ مولانا مودودی کی تفسیر ''تفہیم القرآن'' پر تنازع کھڑا ہوا ہے، کچھ لوگ اس کو پڑھنا چاہتے ہیں اور کچھ لوگ منع کرتے ہیں، جب وہ تفسیر ہے تو منع کیوں کیا جاتا ہے؟ براہِ کرم جواب سے نوازیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: ڈاکٹر فصاحت حسین، مرادآباد

الجواب وباللّٰہ التوفیق: تفسیر کے پڑھنے سے منع نہیں کیا جاتا؛ بلکہ اس کتاب کے پڑھنے سے منع کیا جاتا ہے، جس میں ذاتی رائے کو ترجیح دی گئی ہو اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آیات کے جو معنی ومطالب بیان کیے وہ ہی تفسیر کی کتابوں میں آنے چاہئیں۔ مودودی صاحب بعض

---

(۱) مفتي محمد شفيع عثمانيؒ، معارف القرآن: ج۴،ص:۳۱۱.
فسيحوا في الأرض: لأن الكلام خطاب مع المسلمين على أن المعني براءة من الله ورسوله إلى الذين عاهدتم من المشركين فقولوا لهم: سيحوا إلا الذين عاهدتم منهم ثم لم ينقصوكم فأتموا إليهم عهدهم، وهو بمعنى الاستدراك كأنه قيل: فلا تمهلوا الناكثين غير أربعة أشهر ولكن الذين لم يكنثوا فأتموا إليهم عهدهم ولا تجروهم مجر الناكثين. (علامه آلوسي، روح المعاني، "سورة التوبة:۱،۱۷": ج۶،ص:۱۷)

عقائد میں اہل سنت والجماعت کے خلاف اور اعتزال وخوارج سے مطابقت رکھتے ہیں اور تفسیر میں جہاں جہاں اپنے خیالات کے مطابق اپنی رائے کو استعمال کیا ہے وہیں ان سے مسائل اور روایات میں غلطی ہوئی ہے؛ اس لیے وہ کتاب قابل اعتماد نہیں رہی، جن کو پڑھ کر عوام کھوٹے اور کھرے میں امتیاز نہیں کرسکتی ہے اور ان کے عقائد پر بھی غلط اثر ہوتا ہے؛ اس لیے اس کے مطالعہ یا اس کے سننے کی اجازت نہیں دی جاتی ہے، بنابریں اگر تفسیر سننے کا شوق ہے، تو ''بیان القرآن'' یا ''تفسیر حقانی'' وغیرہ معتمد تفاسیر سنا کریں۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۳/۱/۲۷ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

اردو ترجمہ دیکھ کر مطلب بیان کرنا:

(۱۶) **سوال**: عام آدمی قرآن کریم کا اردو ترجمہ دیکھ کر دوسروں کو اس کا مفہوم ومطلب بیان کرسکتا ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عرفان: پھلت، مظفرنگر

---

(۱) عن ابن عباس رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من قال في القرآن بغير علم فليتبوأ مقعده من النار، هذا حديثٌ حسنٌ. (أخرجه الترمذي، في سننه، "أبواب التفسير، باب ما جاء في الذي يفسر القرآن برأيه": ج۲،ص:۷۷،رقم:۲۹۵۰)

من تكلم (في القرآن) أي: في معناه أو قراء ته (برأيه) أي: من تلقاء نفسه من غير تتبع أقوال الأئمة من أهل اللغة والعربية المطابقة للقواعد الشرعية، بل بحسب ما يقتضيه عقله، وهو مما يتوقف على النقل بأنه لا مجال للعقل فيه كأسباب النزول والناسخ والمنسوخ وما يتعلق بالقصص والأحكام، أو بحسب ما يقتضيه ظاهر النقل، وهو مما يتوقف على العقل كالمتشابهات التى أخذ المجسمة بظواهرها، وأعرضوا عن استحالة ذلك في العقول، أو بحسب ما يقتضيه بعض العلوم الإلهية مع عدم معرفته ببقيتها وبالعلوم الشرعية فيما يحتاج لذلك. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، "كتاب العلم: الفصل الأول": ج۱،ص: ۴۴۵،رقم:۲۳۴)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ترجمہ پڑھنے اور دیکھ کر بتلانے میں کوئی حرج نہیں، لیکن اپنی طرف سے خود مطلب بیان کرنا درست نہیں ہے، مفہوم ومطلب وتفسیر کے لیے اہل علم کی طرف رجوع کیا جائے، نیز ترجمہ پڑھنے سے اگر کسی بات میں کوئی شبہ ظاہر ہو، تو اہل علم سے ضرور حل کرلیں۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۰/۴/۴ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

﴿سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ﴾ میں دوعذاب سے کونسا عذاب مراد ہے؟

(۱۷) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرح متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:

﴿سنعذبهم مرتين ثم يردون إلى عذاب عظيم﴾ اس آیت کریمہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے کہ منافقین کو دوہری سزا دے گا یہ دومرتبہ کونسی سزا ہوگی؟ کیا یہ دومرتبہ سزا دنیا اور آخرت کی سزا ہے، یا کوئی اور سزا ہے؟ امید ہے کہ وضاحت کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں گے۔

فقط والسلام
المستفتی: محمد ابوالکلام، فیروزآباد

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ آیت سورہ التوبہ کی ہے اس آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے منافقین کو دوہری سزا دینے سے متعلق ارشاد فرمایا اور یہ دوہری سزا قبل آخرت ہوگی،

---

(۱) اختلف الناس في تفسير القرآن هل يجوز لكل أحد الخوض فيه؟ فقال قوم: لا يجوز لأحد أن يتعاطى تفسير شيء من القرآن وإن كان عالماً أديباً متسما في معرفة الأدلة والفقه والنحو والأخبار والآثار الخ.
من قال: يجوز تفسيره لمن كان جامعا للعلوم التي يحتاج المفسر إليها وهي خمسة عشر علماً:
أحدها: اللغة. الثاني: النحو. الثالث: التصريف. الرابع: الاشتقاق. الخامس، والسادس، والسابع: المعاني والبيان والبديع. الثامن: علم القراء ات. التاسع: أصول الدين. العاشر: أصول الفقه. الحادي عشر: أسباب النزول والمنسوخ. الثالث: عشر: الفقه. الرابع عشر: الأحاديث. المبينة. الخامس عشر: الموهبة. (عبد الرحمن أبي بكر، الإتقان في علوم القرآن، "النوع الثامن والسبعون: في معرفة مشروط الآداب": ج۴،ص:۲۱۳)

جیسا کہ بحر محیط میں ہے: وہ دوہرا عذاب (دنیا میں) قتل اور عذابِ قبر ہے یا فضیحت ورسوائی اور عذابِ قبر ہے۔ ''فأكثر الناس على أن العذاب الثاني هو عذاب القبر وأما المرّة الأولىٰ، فقال ابن عباس -رضي الله عنه- في الأشهر عنه: هو فضيحتهم ووصمهم بالنفاق''[1]

منافقین کے لئے ایک عذاب تو اس دنیا میں مسلمانوں کے ہاتھوں ان کا قتل اور ان کی رسوائی ہے اور دوسرا عذاب عذابِ قبر ہے، یعنی برزخ میں قیامت سے قبل سزا ملے گی۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ روح المعانی میں اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''قد فضح الله تعالىٰ المنافقين اليوم فهذا العذاب الأول والعذاب الثاني عذاب القبر''[2] حاشیہ جلالین میں لکھا ہے: دنیا میں فضیحت ورسوائی یا قتل اور قبر میں عذاب تو یہ ایک بار عذاب دنیا میں ہوا اور ایک بار قبر میں ''بالفضيحة أو القتل في الدنيا وعذاب القبر مرة في الدنيا ومرة في القبر''[3] تفسیر خازن میں مذکور ہے: ''سنعذبهم مرتين اختلف المفسرون في العذاب الأول مع اتفاقهم على أن العذاب الثاني هو عذاب القبر بدليل قوله (ثم يردون إلى عذاب عظيم) وهو عذاب النار في الآخرة فثبت بهذا أنه سبحانه وتعالىٰ يعذب المنافقين ثلاث مرات مرة في الدنيا ومرة في القبر، ومرة في الآخرة''[4]

مفسرین کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ پہلے عذاب سے کیا مراد ہے؟ جب کہ اس بات پر سب متفق ہیں کہ دوسرے عذاب سے مراد عذاب قبر ہے۔

امام قرطبی نے اپنی تفسیر میں لکھا: ''قال الحسن والقتادة: عذاب الدنيا وعذاب القبر قال ابن زيد: الأول بالمصائب في أموالهم وأولادهم والثاني عذاب القبر'' حسن اور قتادہ رحمہما اللہ اس سے دنیا کا عذاب اور قبر کا عذاب مراد لیتے ہیں، جبکہ ابن زید کہتے ہیں: پہلا عذاب ان کے مالوں اور اولادوں کو نقصان پہونچنا اور دوسرا عذاب قبر کا ہے۔[5]

---

(۱)أبو حبان أندلسي، بحر محيط، ''سورة التوبة:۱۰۱'': ج۵،ص:۹۸.

(۲)علامه آلوسي، روح المعاني، ''سورة التوبة:۱۰۱'': ج۷،ص:۶۱.

(۳)جلال الدين سيوطي، تفسير جلالين، ''سورة التوبة:۱۰۱'': ص:۱۶۶.

(۴)علاؤ الدين علي بن محمد، تفسير خازن، ''سورة التوبة:۱۰۱'': ج۲،ص:۴۰۰.

(۵)أبو عبد الله القرطبي، تفسير قرطبي، ''سورة التوبة:۱۰۱'': ج۸،ص:۱۵۳.

مفتی محمد شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر معارف القرآن میں اس آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: آیت کریمہ میں ایسے منافقین کا ذکر ہے جن کا نفاق انتہائی کمال پر ہونے کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اب تک مخفی تھا۔ اس آیت میں ایسے شدید منافقین پر آخرت سے قبل دو عذاب کا ذکر آیا ہے۔ ایک دنیا میں ہر وقت نفاق چھپانے کا ذکر اور مسلمانوں سے بغض وعداوت رکھنے کے باوجود ظاہر میں مسلمانوں کی تعظیم وتکریم، اور دوسرا عذابِ قبر مراد ہے۔[1]

خلاصہ کلام آیت کریمہ میں دو مرتبہ عذاب سے مراد آخرت سے قبل دنیا میں قتل یا رسوائی مراد ہے اور مرنے کے بعد عالم برزخ یعنی قبر میں عذابِ قبر مراد ہے۔

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند
(۲۸/۵/۱۴۴۱ھ)

﴿بکلمة من اللّٰه﴾ اور ﴿حصوراً﴾ کی تفسیر:

(۱۸) **سوال:** حضرت مفتی صاحب!

آیت کریمہ ﴿أَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًاۢ بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ﴾ میں ''بکلمةٍ'' اور ''حصوراً'' سے کیا مراد ہے؟ اس کے معنی کیا ہیں؟ براہ کرم مطلع فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عبد اللہ، جھانسی

الجواب وباللّٰه التوفیق: آیت مذکورہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کی چند صفات بیان کی ہیں۔

﴿بِكَلِمَةٍ مِنَ اللّٰهِ﴾: یعنی حضرت یحییٰ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کی تصدیق کرنے والے ہوں گے۔

(۱) مفتي محمد شفيع عثمانيؒ، معارف القرآن، ''سورة التوبة:۱۰۱''، ج۴، ص۴۵۱.

حضرت مولانا مفتی شفیع عثمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کلمۃ اللہ اس لئے کہتے ہیں کہ وہ محض اللہ تعالیٰ کے حکم سے خلاف عادت بلا واسطہ والد کے پیدا کئے گئے۔

﴿**حَصُوراً**﴾: اپنے نفس کو لذات سے بہت روکنے والے ہوں گے اور مباح خواہشوں سے بھی بچیں گے مثلاً اچھا کھانا، اچھا پہننا اور نکاح وغیرہ کرنے سے بھی بچیں گے۔[۱]

"قال البيضاوي: ﴿مُصَدِّقاً بِكَلِمَةٍ مِنَ اللّٰهِ﴾ أي بعيسى عليه السلام، سمى بذلك لأنه وجد بأمره تعالى دون أب فشابه البدعيات التي هي عالم الأمر.

وَحَصُوراً: وَحَصُوراً مبالغاً في حبس النفس عن الشهوات والملاهي.[۲]

تفسیر مظہری میں لکھا ہے:

﴿بِكَلِمَةٍ مِنَ اللّٰهِ﴾ يعنى بعيسى عليه السلام سمى به لأن اللّٰه تعالى، قال: له كن من غيراب فكان فوقع عليه اسم الكلمة لأنه بها كان –وقيل: سمى عيسىٰ كلمة لأنه يهتدي به كما يهتدي بكلام اللّٰه.

﴿وَحَصُوراً﴾: أصله من الحصر وهو الحبس والمنع فقيل كان لا يأتي النساء.[۳]

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

﴿بِكَلِمَةٍ مِنَ اللَّهِ﴾ والمراد بالكلمة عيسىٰ عليه السلام وإنما سمى عيسىٰ عليه السلام بذلك لأنه وجد بكلمة كن من دون توسط سبب عادي فشابه البديعيات التي هي عالم الأمر.

﴿وَحَصُوراً﴾ عطف على ما قبله ومعناه الذي لا يأتي النساء مع القدرة على ذلك والإشارة إلى عدم انتفاعه عليه السلام بما عنده لعدم ميله للنكاح لما أنه في شغل شاغل عن ذلك.[۴]

---

(۱) مفتي محمد شفيع عثمانيؒ، معارف القرآن، "سورة آل عمران:۳۹": ج۲،ص:۶۱.

(۲) علامه بيضاويؒ، تفسير البيضاوي، "سورة آل عمران:۳۰": ج۳،ص:۴۶.

(۳) محمد ثناء اللّٰه پاني پتيؒ، التفسير المظهري، "سورة آل عمران:۳۹": ج۳،ص:۴۹.

(۴) علامه آلوسي، روح المعاني، "سورة آل عمران:۳۹": ج۳،ص:۲۳۸.

مذکورہ عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ ﴿بِكَلِمَةٍ مِنَ اللَّهِ﴾ سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ﴿وَحَصُوراً﴾ سے مراد اپنے نفس کو لذات اور خواہشوں سے روکنے والے ہیں، اور یہ دونوں صفتیں حضرت یحییٰ علیہ السلام کی بیان کی جارہی ہیں کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کی تصدیق کرنے والے اور نفس کو لذات سے بہت روکنے والے ہیں۔

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی، محمد اسعد جلال، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۵/۴: ۱۴۴۲ھ)

مباہلہ کیا ہے؟

(۱۹) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں: قرآن 2.61 میں مباہلہ کا واقعہ ہے مباہلہ کے بارے میں پوری تفصیل بتائیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عمران عمر، سنت کبیر نگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مباہلہ کے معنی ایک دوسرے پر لعنت وبددعا کرنے کے ہیں۔ دو افراد یا دو گروہ جو اپنے آپ کو حق بجانب سمجھتے ہیں، دونوں ایک دوسرے کے مقابلے میں بارگاہ الٰہی میں التجا کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ جھوٹے پر لعنت کرے تاکہ سب کے سامنے واضح ہوجائے کہ کون سا فریق حق پر ہے۔

قرآن کریم کی سورہ آل عمران میں مباہلہ کا واقعہ بیان کیا گیا ہے، اس کی تفصیل یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نجران کے نصاریٰ کی جانب ایک فرمان بھیجا جس میں تین چیزیں ترتیب وار ذکر کی گئیں (۱) اسلام قبول کرو (۲) یا جزیہ ادا کرو (۳) یا جنگ کے لیے تیار ہوجاؤ۔ نصاریٰ نے آپس میں مشورہ کرکے شرحبیل، عبداللہ بن شرحبیل، اور جبار بن قیص کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا ان لوگوں نے آکر مذہبی امور پر بات چیت کی یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت

ثابت کرنے میں ان لوگوں نے انتہائی بحث وتکرار سے کام لیا اتنے میں یہ آیت مباہلہ نازل ہوئی اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نصاریٰ کو مباہلہ کی دعوت اور انھوں نے یہ دعوت قبول کرلی؛ لیکن مقررہ وقت پر انھوں نے مباہلے سے اجتناب کیا؛ کیونکہ انھوں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے قریب ترین افراد یعنی اپنی بیٹی: فاطمہ زہراء، اپنے داماد حضرت علی رضی اللہ عنہ، اپنے نواسوں اور فرزندوں حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو ساتھ لے کر آئے ہیں، چنانچہ شرحبیل نے اپنے دونوں ساتھیوں سے کہا کہ تمہیں معلوم ہے کہ یہ اللہ کا نبی ہے اور نبی سے مباہلہ کرنے میں ہماری ہلاکت اور بربادی یقینی ہے؛ اس لیے نجات کا کوئی راستہ تلاش کرو بالآخران لوگوں نے صلح کی تجویز منظور کرلی اور اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقانیت ظاہر ہوگئی۔ (۱)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۹/۳/۱۴۴۲ھ)

❀ ❀ ❀

(۱) مفتي محمد شفيع العثمانيؒ، معارف القرآن: ج۲،ص:۸۵.
وكان أهل نجران جاؤا إلى النبي صلى الله عليه وسلم ليناظروه في أمر عيسىٰ عليه السلام فلما لم يقبلوا الحق دعاهم إلى المباهلة، فهذا دليل على أن النبي صلى الله عليه وسلم قد بأهلهم على حياته أيضاً.
(الكشميري، فيض الباري على صحيح البخاري، "باب قصة أهل نجران": ج۵،ص:۱۴۰، رقم:۴۳۸۲)

فصل ثانی

علم بالقرآن (متعلقاتِ قرآن)

سورۃ مزمل اور مدثر میں کیا فرق ہے؟

(۲۰)**سوال**: ﴿یاأیها المزمل، اوریا أیها المدثر﴾ میں کیا فرق ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: کرم الٰہی، کوٹلہ، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مزمل اس شخص کو کہتے ہیں جو بڑے کپڑے کو اپنے اوپر لپیٹ لے اور مدثر اس شخص کو کہا جاتا ہے جو آدمی عام لباس کے اوپر سردی وغیرہ سے بچنے کے لئے لپیٹ لیتا ہے۔[1] حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں کیا خوب فرق ہے۔

﴿یآ أیها المزمل﴾ اے کپڑے میں لپٹنے والے، ﴿یا أیها المدثر﴾ اے لحاف میں لپٹنے والے۔

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۲/۱۵ھ)

---

(۱) ﴿یا أَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ﴾ یعني الذي ضم علیه ثیابه، یعني النبي صلی اللّٰه علیه وسلم وذلك أن النبي صلی اللّٰه علیه وسلم خرج من البیت وقد لیس ثیابه، فناداه جبریل علیه السلام: ﴿یا أَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ﴾ الذي قد تزمل بالثیاب وقد ضمها علیه. (أبو الحسن مقاتل بن سلمان، تفسیر مقاتل بن سلیمان، ''سورة مزمل:۱'' ج۴،ص:۴۷۵)

والتزمیل: اللف في الثوب، ومنه حدیث قتلی أحد: زملوهم بثیابهم، أي لفوهم فیها، وفي حدیث السقیفة: فإذا رجل مزمل بین ظهرانیهم، أي مغطي مدثر، یعني سعد بن عبادة، وقال إمرؤ القیس: کبیر أناس في بجاد مزمل وتزملأ: تلفف بالثوب، وتدثر به، کازمل، علی أفعل، ومنه قوله تعالی: یا أیها المزمل، قال أبو إسحاق: أصله المتزمل، والتاء تدغم في الزای لقربها منها، یقال: تزمل فلان،..... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

قرآن کریم کی ہر سطر پر انگلی پھیرنا اور ''بسم اللّٰہ'' پڑھنا کیسا ہے؟

(۲۱)**سوال**: قرآن کریم کی ہر سطر پر انگلی پھیرنا اور بسم اللہ پڑھنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: اقبال احمد، چوک

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جو مرد یا عورتیں قرآن پاک پڑھے ہوئے نہیں ہوتے اور قرآن کی محبت وعقیدت کی وجہ سے قرآن کریم کی ہر سطر پر انگلی پھیرتے اور نظر ڈالتے جاتے ہیں اور ہر سطر پر ''بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم'' پڑھتے جاتے ہیں، اس سے ان کا مقصد قرآن کریم کو ثواب وعقیدت کی نیت سے دیکھنا اور ''بسم اللّٰہ'' پڑھ کر ثواب حاصل کرنا ہوتا ہے، اس میں کوئی مضائقہ معلوم نہیں ہوتا؛ لیکن یہ ضروری ہے کہ قرآن کریم پڑھنا سیکھتا رہے جب کہ بعض لوگ یہ عمل لاٹری کا نمبر معلوم کرنے کے لیے کرتے ہیں، ایسا کرنا گناہ کبیرہ اور حرام ہے۔ کتاب ہدایت سے بھی گمراہی ڈھونڈتے ہیں ﴿یضل به کثیراً ویهدي به کثراً﴾[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۲/۱۸ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

.....گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ..... إذا تلفف بثيابه. (محمد بن محمد، تاج العروس: ج۲۹، ص:۱۳۸)

وقال الفراء: في قوله تعالى ﴿يأيها المدثر﴾ يعني المتدثر بثيابه إذا نام. وفي الحديث: (كان إذا نزل عليه الوحي يقول: دثروني دثرون) أي غطوني بما أدفأ به. وفي حدث الأنصار: (أنتم الشعار والناس الدثار) يعني أنتم الخاصة والناس العامة (ودثر الشجر) دثورا. (أورق) وتشعبت خطرته.

(و) دثر (الرسم) وغيره. (درس) وعفا بهبوب الرياح عليه، (كتداثر)، يقال: فلان جده عاثر، ورسمه داثر.

(و) عن ابن شميل: دثر (الثوب) دثورا: (اتسخ. و) دثر (السيف)، إذا (صدىء، فهو داثر)، وهو البعيد العهد بالصقال، وهو مجاز. (محمد بن محمد، تاج العروس: ج۱، ص:۲۸۱)

(۱)عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الماهر بالقرآن مع السفرة الكرام البررة والذي يقرأ القرآن ويتتعتع فيه وهو عليه شاق له أجران.

والذي يقرأ القرآن ويتتعتع فيه)، أي يتردد ويتبلد عليه لسانه ويقف في قراءته .....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

اردو ترجمہ پڑھنے سے قرآن پڑھنے کا ثواب ملتا ہے یا نہیں؟

(۲۲) **سوال**: اگر کسی شخص کو عربی میں قرآن شریف پڑھنا نہیں آتا ہو، تو کیا وہ شخص اردو زبان میں قرآن شریف (ترجمہ) پڑھ سکتا ہے؟ کیا اردو (ترجمہ) میں قرآن پڑھنا جائز ہے؟ کیا اس شخص کو اتنا ہی ثواب ملتا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: امیر پاشاہ، کرناٹک

الجواب وباللّٰہ التوفیق: یہ تو کوئی عذر نہیں ہے کہ عربی پڑھنی نہیں آتی، ویسے رغبت قرآن کے لیے اردو کا ترجمہ پڑھا جاسکتا ہے۔ عربی، عربی ہے، اس کا ترجمہ، ترجمہ ہے، ترجمہ پڑھنے کا ثواب تو ہے؛ لیکن عربی کا قرآن پڑھنے کے برابر تو نہیں اس لیے اصل قرآن سیکھنا چاہئے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد واصف غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۰۹/۱۲/۳ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

.....گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ.....لعدم مهارته، والتعتعة في الكلام التردد فيه من حصرٍ أو عيٍّ، يقال: تعتع لسانه إذ توقف في الكلام ولم يطعه لسانه (وهو) أي القرآن، أي حصوله أو تردده فيه (عليه)، أي على ذلك القاري (شاق)، أي شديد يصيبه مشقة جملة حالية (له أجران)، أي أجر لقراء ته أجر لتحمل مشقته وهذا تحريض على تحصيل القراء ة (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، "كتاب فضائل القرآن: الفصل الأول": ج۴،ص:۹،رقم:۲۱۱۲)

(۱) عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الماهر بالقرآن مع السفرة الكرام البررة والذي يقرأ القرآن ويتتعتع فيه وهو عليه شاق له أجران.

والذي يقرأ القرآن ويتتعتع فيه)، أي يتردد ويتبلد عليه لسانه ويقف في قراء ته لعدم مهارته، والتعتعة في الكلام التردد فيه من حصرٍ أو عيٍّ، يقال: تعتع لسانه إذ توقف في الكلام ولم يطعه لسانه (وهو) أي القرآن، أي حصوله أو تردده فيه (عليه)، أي على ذالك القاري (شاق)، أي شديد يصيبه مشقة جملة حالية (له أجران)، أي أجر لقراء ته أجر لتحمل مشقته وهذا تحريض على تحصيل القراء ة. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، "كتاب فضائل القرآن: الفصل الأول": ج۴،ص:۹،رقم:۲۱۱۲)

﴿إِنَّآ أَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ﴾ (سورة يوسف:۲)

فلا يكون الفارسي قرآناً فلا يخرج به عن عهد الأمر، ولأن القرآن معجزٌ، والإعجاز من حيث اللفظ يزول بزوال النظم العربي فلا يكون الفارسي قرآنا لانعدام الإعجاز. (الكاساني، بدائع الصنائع، "فصل وأما أركانها خمسة: منها القيام": ج۱،ص:۱۱۲)

شیعہ نوجوان کوقرآن کی تعلیم دینا:

(۲۳)**سوال**: چند شیعہ نوجوان قرآن کی تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں، کیا ان کو پڑھانا درست ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد جاوید، محی الدین پور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر وہ صدق دل سے آئیں اوران کی ہدایت کی امید ہو یا ان کے شر کا اندیشہ نہ ہو، تو ان کو قرآن کی تعلیم دینے میں حرج نہیں ہے[1]۔ اوران کو تعلیم دینے کے لیے کسی ماہر اور سنجیدہ عالم کا ہونا ضروری ہے۔ تاہم اگر ان کی بدنیتی واضح ہوجائے یا ان سے کسی شر کا اندیشہ ہو، تو گریز کرنا چاہئے۔

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، ندوی، محمد عارف قاسمی
امانت علی قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۳/۲۷:۱۴۴۱ھ)

”بسم اللّٰہ“ کب نازل ہوئی؟

(۲۴)**سوال**: ”بسم اللّٰہ“ کب نازل ہوئی؟ اور ذبح کرنے کی دعاء کب سے شروع ہوئی؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد صفوان، بندی پور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قرآن کریم نے حضرت سلیمان علیہ السلام کا واقعہ بیان کرتے ہوئے اس خط کا تذکرہ فرمایا ہے، جو حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکۂ بلقیس کے نام لکھا تھا، اس خط

(۱) إذا قال الكافر من أهل العرب أو من أهل الذمة علمني القرآن فلا بأس بأن يعلمه ويفقهه في الدين قال القاضي علي السغدي إلا أنه لا يمس المصحف فإن اغتسل ثم مسه فلا بأس به. (ابن نجيم، البحر الرائق، ”كتاب الكراهية: فصل في البيع“: ج۸،ص:۳۷۳)

کے شروع میں حضرت سلیمان علیہ السلام نے لکھا فرمایا ''إنه من سليمان وإنه بسم الله الرحمن الرحيم''[۱] معلوم ہوا کہ ''بسم الله الرحمن الرحيم'' اپنے ان ہی الفاظ کے ساتھ حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانے سے بھی پہلے سے جاری ہے۔

نبی اکرم محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن مقدس نازل ہوا تو ''بسم الله'' سے اور پہلی وحی بھی ''إقرأ بسم ربك الذي خلق''[۲] ہے، اس میں بھی ''بسم الله'' ہے، مگر ان مشہور الفاظ کے ساتھ نہیں ہے اور نہ ہی کسی روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس پہلی وحی میں ''بسم الله'' کے الفاظ نازل ہوئے ہوسکتا ہے کہ فصل ما بین السورتین کے لیے اس کو پڑھے جانے کا حکم ہوا یا جب دوسری سورت نازل ہوئی، تو فصل کے لئے علیحدہ نازل ہوئی اتنا متعین ہے۔ کہ ''بسم الله الرحمن الرحيم'' پہلے ہی سے ان ہی الفاظ کے ساتھ رائج تھی اور ذبح کی دعاء اس وقت سے رائج ہے، جب سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی دینے کے لئے گلے پر چھری رکھی اور چلائی تھی، پھر ان کی جگہ دنبہ ذبح فرمایا۔ گویا قربانی ہر قوم میں رہی، مگر اس طریقہ رائج کے موافق نہ تھی۔[۳]

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۲/۲۴/ ۱۴۱۵ھ)

---

(۱) سورة النحل: ۳۰.

(۲) سورة العلق:۱.

(۳) وقال الشعبي: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم مكتب في بدء الأمر على رسم قريش باسمك اللهم حتى نزلت، ﴿وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖهَا﴾ (سورة الهود:۴۱) فكتب باسم الله حتى نزلت ﴿قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ أَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ط﴾ (سورة الإسراء:۱۱۰) فكتب بسم الله الرحمن حتى نزلت آية ﴿اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۙ﴾ (سورة النمل: ۳۰). (أبو محمد حسين البغوي، تفسير بغوي، "سورة الفاتحه": ج۱، ص:۷۳)

قرآن پاک وحدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں کیا فرق ہے؟

(۲۵)**سوال**: قرآن پاک وحدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں کیا فرق ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد علی، چمپارن

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قرآن کریم اللہ تبارک وتعالیٰ کا وہ کلام ہے، جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا، اس کی تلاوت وقت نزول سے ہی کی جاتی ہے، وہ اس درجہ تواتر کو پہونچا ہوا ہے کہ اس کی کسی آیت یا حرف کے بارے میں یہ شبہ نہیں کیا جاسکتا کہ یہ قرآن کا حصہ ہے یا نہیں، لاکھوں حفاظ اس کی تلاوت کرنے والے ہر زمانے میں موجود رہے ہیں۔ اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہے؛ اگر چہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی وحی الٰہی کے بغیر دین کی کوئی بات نہیں بتاتے تھے، لیکن حدیث کی تلاوت نہیں کی جاتی اور احادیث کچھ متواتر ہیں، کچھ مشہور، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پورا کلام ہم تک تواتر کے ساتھ نہیں پہونچا؛ اس لیے اس میں سند بیان کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے تو قرآن وحی متلو اور حدیث وحی غیر متلو کا نام اور مذہب اسلام کا اصل مدار یہ ہی دو چیزیں ہیں۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۵/۶/۳۰ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

قرآن کریم سے اوپر بیٹھنا:

(۲۶)**سوال**: قرآن کریم رحل پر نیچے رکھا ہے اور زید کرسی پر بیٹھا ہے یا کسی اونچی جگہ پر کھڑا ہے، تو وہ گنہگار ہے کہ نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: حکیم الدین، سہارنپور

(۱) مفتي محمد شفيع عثمانيؒ، معارف القرآن، "سورة النساء:۱۱۳"، ج۲،ص:۵۴۴.

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قرآن کریم سے اوپر بیٹھنا یا کھڑا ہونا، عذر کی وجہ سے ہوتو درست ہے اور اگر بلا عذر ہو، تو قرآن کے احترام کے خلاف ہے۔ دانستہ ایسا کرنا باعث گناہ ہے۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۰/۳/۲۰ھ)

تغنی سے کیا مراد ہے؟

(۲۷)**سوال:** ''من لم یتغن بالقرآن فلیس منا'' سے کیا مراد ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: سمیع اللہ صدیقی، لکھنؤ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قرآن پاک اچھی آواز سے پڑھنا مراد ہے جو مستحب ہے، لیکن مروجہ گانے کی طرح آواز بنا کر پڑھنا مکروہ ہے۔[2]

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران، گنگوہی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۳۸/۶/۸ھ)

---

(۱) مد الرجلين إلى جانب المصحف إن لم يكن بحذائه لا يكره وكذا لو كان المصحف معلقا في الوتد وهو قد مد الرجل إلى ذلك الجانب لا يكره، كذا في الغرائب. (جماعة من العلماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب الكراهية: الباب الخامس: في آداب المسجد، والقبلة، والمصحف'': ج۵،ص:۳۷۳)
رجل وضع رجله على المصحف إن كان على وجه الاستخفاف يكفر وإلا فلا، كذا في الغرائب. (''أيضاً:'')
(۲) عن عبد الرحمن بن السائب، قال: قدم علينا سعد بن أبي وقاص، وقد كف بصره، فسلمت عليه، فقال من أنت؟ فأخبرته، فقال: مرحباً بابن أخي، بلغني أنك حسن الصوت بالقرآن، سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: (إن هذا القرآن نزل بحزن، فإذا قرأتموه فأبكوا، فإن لم تبكوا فتباكوا،..... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

مسابقہ قرأت جائز ہے کہ نہیں؟

(۲۸)**سوال**: مسابقہ قراءت جائز ہے یا نہیں؟ بعض فتاویٰ میں ناجائز لکھا ہے کہ اس میں لوگ نمبروں کی وجہ سے ممتحن کی غیبت میں مبتلا ہوتے ہیں، شرعی حکم مقابلہ قرأت کے بارے میں کیا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد بشیر احمد، فرخ آباد

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسابقہ قرأت کا عنوان ہو یا مظاہرہ قرأت کا اس سے قرآن کو بہترین طریقہ پر پڑھنے کا رواج پیدا ہوتا ہے، جب کہ حدیث شریف میں بھی فرمایا کہ ''**حسنوا القرآن بأصواتکم**'' کہ قرآن پاک کو بہترین سے بہترین انداز پر پڑھو کہ اس میں شان اسلام کو سلام ہے؛ اس لیے یہ امر مستحسن ہے اور باقی رہا انعام کا معاملہ یہ ترغیب کے لیے ہے، اس کو بھی جائز قرار دیا جاسکتا کہ ترغیب عبادت اعانت علی الطاعت کے قبیل سے ہے جس پر وعدہ ثواب ہے۔

البتہ نمبر کی کمی زیادتی کی وجہ سے ممتحن کی غیبت کرنے والا گنہگار ہوگا۔ جب کہ یہ باتیں تمام امتحانات میں ہوتی ہیں، مدارس دینیہ اسلامیہ کے امتحانات ہوں یا اسکولوں اور کالجوں کے، آپ

.....گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ..... وتغنوا به فمن لم يتغن به فليس منا). (أخرجه ابن ماجه، في سننه، ''كتاب إقامة الصلوٰة والسنة:باب في حسن الصوت بالقرآن'': ج۱،ص:۱۷۶،رقم:۱۳۳۷)

والخلاف جار في الحديث الأخر ليس منا من لم يتغن بالقرآن والصحيح أنه من تحسين الصوت ويؤيده الرواية الأخرى، يتغني بالقرآن يجهر به. (علامه نووي، على شرح المسلم،''كتاب فضائل القرآن: باب استحباب تحسين الصوت بالقرآن'': ج۱،ص:۲۶۸)

وقال النووي رحمه اللّٰه، أيضاً: قال القاضي أجمع العلماء على استحباب تحسين الصوت بالقرأة وترتيلها، قال أبو عبيد: والأحاديث الواردة في ذلك محمولة على التحزين والتشويق، قال: واختلفوا في القرأة بالألحان فكرهما مالك والجمهور رحمهم اللّٰه لخروجها عما جاء القرآن له من الخشوع والتفهم وأباحها أبو حنيفة رحمه اللّٰه وجماعة من السلف للأحاديث الخ. (''أيضاً:'')

کو ہدایت کی جاتی ہے کہ آپ اس کے محاسن پر نظر ڈالیں۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۵/۵/۳۰ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

ایک طرف قرآن کا عربی متن اور دوسری طرف دوسری زبان میں قرآن کریم لکھنا:

(۲۹) **سوال**: ایک طرف قرآن کریم کا عربی متن لکھنا اور دوسری طرف دوسری زبان میں قرآن مجید بعینہ لکھنا جائز ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: سمیع اللہ صدیقی، لکھنؤ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایک طرف قرآن کریم کا عربی متن ہو اور دوسری طرف دوسری زبان میں قرآن کریم لکھا جائے تاکہ جو لوگ عربی زبان میں قرآن نہیں پڑھ سکتے ہیں وہ دوسری زبان میں قرآن پڑھ لیں یہ مسئلہ اہل علم کے درمیان مختلف فیہ ہے، بعض حضرات اسے ناجائز کہتے ہیں؛ اس لیے کہ قرآن کریم کو رسم عثمانی کے علاوہ میں لکھنا درست نہیں ہے، جب کہ بعض حضرات نے ضرورت اور تبلیغ دین کی اشاعت کے پیش نظر اس کی گنجائش دی ہے۔ فقہ اکیڈمی انڈیا نے چند شرائط کے ساتھ اس کی گنجائش دی ہے۔ فقہ اکیڈمی کی تجویز کے الفاظ ہیں: اصل تو یہ ہے کہ صرف عربی رسم الخط میں قرآن کریم کی اشاعت کی جائے؛ لیکن ضرورتاً عربی متن کے ساتھ درج ذیل شرائط کے ساتھ

---

(۱) ويجوز إذا كان البدل من جانب واحد بأن قال إن سبقتك فلي كذا وإن سبقتني فلا شيء لك وإن كان البدل من الجانبين فهو حرام لأنه قمارٌ إلا إذا أدخلا محلِّلاً بينهما ..... إلى ..... وما يفعله الأمراء فهو جائز بأن أن يقولوا الإثنين أيكما سبق فله كذا. (ابن عبادين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الحظر والإباحة": ج۹،ص:۳۱۰)

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال ما أذن الله لشيء ما أذن النبي حسن الصوت يتغني بالقرآن. (أخرجه مسلم، في سننه، "كتاب فضائل القرآن: باب استحباب تحسين الصوت بالقرآن: ج۱،ص:۲۶۸،رقم:۷۹۲)

اشاعت کی گنجائش ہے۔

(الف) قرآن کریم کی ترتیب نہ بدلے۔(ب) مخارج کا حتی الامکان لحاظ کیا ہے۔(ج) عثمانی رسم الخط کی تمام خصوصیات کے لیے جامع مانع اصطلاحات وضع کر کے اس زبان کے رسم الخط کو مکمل کرنے کی پوری کوشش کی جائے۔[۱]

''سئل الإمام الشهاب الرملي هل تحرم كتابة القرآن العزيز بالقلم الهندي أو غيره فأجاب بأنه لا يحرم لأنه دلالة على لفظه العزيز وليس فيها تغيير له وعبارة الاتقان للسيوطي هل يحرم كتابته بقلم غير العربي، قال الزركشي لم أرفيه كلاما لأحد من العلماء ويحتمل الجواز لأنه قد يحسنه من يقرأه والأقرب المنع والمعتمد الأول''.[۲] وافتى شيخنا الرملي بجواز كتابة القرآن بالقلم الهندي وقياسه جوازه بنحو التركي أيضا:[۳]

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۲:۳/۱۷ھ)

قرآن میں مذکور اللہ تعالیٰ کے لیے اعضاء کی حقیقت کیا ہے؟

(۳۰) **سوال:** قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کے لیے اعضاء کا تذکرہ کیا گیا ہے جس سے تشبہ پیدا ہوتا ہے، ان کی حقیقت کیا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: شہباز احمد، جموں کشمیر

---

(۱) نئے مسائل اور فقہ اکیڈمی کے فیصلے: ص:۱۴۶
(۲) حاشية الجمل على شرح المنهج للجمل: ج۱، ص:۱۲۳۔
(۳) حاشية الحيرمي: ج۱، ص:۳۷۴.

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کے لیے جو اعضاء ذکر کئے گئے ہیں، جیسے: ہاتھ، پنڈلی، وجہ وغیرہ اس بارے میں مفسرین کے دو قول ہیں:

ایک یہ کہ ان اعضاء کو انسانی اعضاء پر قیاس نہ کیا جائے؛ بلکہ ان سے مراد وہ اعضاء نورانی ہیں جو شان الٰہی کے موافق ہوں[1] اور دوسرے یہ کہ ایسے اعضاء بول کر ذات خداوند کی بعض صفات مراد ہیں، بہر کیف انسانی اعضاء کی طرح اللہ تعالیٰ کے اعضاء ہوں یہ مراد نہیں ہے؛ اس لیے کوئی تشبہ جسم وغیرہ میں پیدا نہیں ہوتا۔[2]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۲/۳/۱۲ھ)

قرآن پاک میں کل کتنے حروف ہیں؟

(۳۱) **سوال:** قرآن پاک میں کل کتنے حروف ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: شریف احمد، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: طبرانی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً

---

(۱) وإنما يسلك في هذا المقام مذهب السلف من ائمة المسلمين قديماً وحديثاً وهو إمرارها كما جائت من غير تكييف ولا تشبيه ولا تعطيل. (ابن كثير، تفسير ابن كثير، "سورة الأعراف:۵۴": ج۳،ص:۱۴۸)

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس عقیدہ میں حضرات سلف کے مسلک پر ہوں کہ نصوص اپنی حقیقت پر ہیں مگر "کنہ" اس کی معلوم نہیں۔ (أشرف علي التهانوي، إمداد الفتاوىٰ: ج۶،ص:۴۲۵)

(۲) وأما ما قال المتأخرون من ائمتنا في تلك الآيات يؤولونها بتأويلات صحيحة سائغة في اللغة والشرع بأنه يمكن أن يكون المراد من الاستواء الاستيلاء ومن اليد القدرة إلى غير ذلك تقريبا إلى أفهام القاصرين فحق أيضا عندنا. (خليل أحمد سهارنفوري، المهند على المفند:ص:۱۲)

روایت کیا ہے کہ قرآن پاک کے دس لاکھ ستائیس ہزار حروف ہیں۔[۱]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۲/۱۸ھ)

قرآن کریم یا درود شریف دل دل میں پڑھنے سے ثواب ملے گا کہ نہیں؟

(۳۲) **سوال:** قرآن شریف یا درود شریف دل دل میں پڑھنے سے ثواب ہوگا یا نہیں، جب کہ زبان نہ ہلائی جائے؟

فقط: والسلام
المستفتی: حافظ نذیر احمد، مظفر نگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر دل دل میں پڑھا جائے تب بھی ثواب ملتا ہے اور اگر زبان سے بھی پڑھ لیا جائے، تو اور زیادہ ثواب ملتا ہے؛ البتہ اگر آیت سجدہ صرف دل دل میں پڑھے، تو سجدہ تلاوت واجب نہ ہوگا؛ کیوں کہ یہ دنیاوی حکم ہے۔[۲]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۳/۱۰ھ)

---

(۱)وأخرج الطبراني عن عمر بن الخطاب رضي اللّٰه عنه، مرفوعاً: القرآن ألف ألف حرف وسبعة وعشرون ألف حرف. (عبد الرحمن بن أبي بكر، الإتقان في علوم القرآن: ج۱،ص:۲۴۱)

(۲)عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه أنه كان يقول قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: لم يأذن اللّٰه لشيء ما أذن أن يتغنى بالقرآن وقال صاحب له يريد يجهر به. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب فضائل القرآن: باب من لم يتغن بالقراءة": ج۲،ص:۷۵۱،رقم:۵۰۲۳)

(و) أدنى (الجهر إسماع غيره و) أدنى (المخافتة إسماع نفسه) ومن بقربه؛ فلو سمع رجل أو رجلان فليس بجهر، والجهر أن يسمع الكل خلاصة (ويجري ذلك) المذكور (في كل ما يتعلق بنطق، كتسمية على ذبيحة ووجوب سجدة تلاوة وعتاق وطلاق واستثناء) وغيرها. .....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

زبان رسالت پر جاری کلمات آیات کی شکل میں؟

(۳۳)**سوال**: وہ کون سی آیت ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر جاری ہوئی، پھر اسی طرح آسمان سے نازل ہوگئی؟

فقط: والسلام
المستفتی: قاری حفظ الرحمٰن، مظفرنگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: وہ دو آیتیں ہیں:

(۱)﴿قد جاء کم بصائر من ربکم﴾(الآیة)

(۲)﴿أفغیر اللّٰہ أبتغي حکماً﴾(الآیة)[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۵/۲۰ھ)

.....گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ.....(قوله وأدنى الجهر إسماع غيره إلخ) اعلم أنهم اختلفوا في حد وجود القراءة على ثلاثة أقوال: فشرط الهندواني والفضلي لوجودها خروج صوت يصل إلى أذنه، وبه قال الشافعي.

وشرط بشر المريسي وأحمد خروج الصوت من الفم وإن لم يصل إلى أذنه، لكن بشرط كونه مسموعا في الجملة، حتى لو أدنى أحد صماخه إلى فيه يسمع.

ولم يشترط الكرخي وأبو بكر البلخي السماع، واكتفيا بتصحيح الحروف. واختار شيخ الإسلام وقاضي خان وصاحب المحيط والحلواني قول الهندواني، وكذا في معراج الدراية. ونقل في المجتبى عن الهندواني أنه لا يجزيه ما لم تسمع أذناه ومن بقربه، وهذا لا يخالف ما مر عن الهندواني لأن ما كان مسموعا له يكون مسموعا لمن في قربه كما في الحلية والبحر. ثم إنه اختار في الفتح أن قول الهندواني وبشر متحدان بناء على أن الظاهر سماعه بعد وجود الصوت إذا لم يكن مانع. وذكر في البحر تبعا للحلية أنه خلاف الظاهر، بل الأقوال ثلاثة. وأيد العلامة خير الدين الرملي في فتاواه كلام الفتح بما لا مزيد عليه، فارجع إليه. وذكر أن كلا من قولي الهندواني والكرخي مصححان، وأن ما قاله الهندواني أصح وأرجح لاعتماد أكثر علمائنا عليه. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المختار، "كتاب الصلاة: فصل في القراءة": ج۱،ص:۵۳۴)

(۱)عبد الرحمن بن أبي بكر، الإتقان في علوم القرآن: ج۱،ص:۴۷.

آیت کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تخصیص:

(۳۴)**سوال**: ﴿یاأیها الذین آمنوا لم تقولون ما لا تفعلون﴾ (الآیۃ) اس آیت کے بارے میں بعض مقررین حضرات فرماتے ہیں کہ یہ آیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نازل ہوئی تھی ہم اس کے مخاطب نہیں ہیں کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: ڈاکٹر محمد شمیم، بجنور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آیت کریمہ تمام مؤمنین کے لئے ہے، تخصیص کی جو صورت سوال میں مذکور ہے وہ بلا دلیل ہے۔[1]

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۵/۱۰/۵ھ)

قرآن کریم کی سب سے پہلی آیت کس نبی پر نازل ہوئی؟

(۳۵)**سوال**: قرآن شریف کی سب سے پہلی آیت یعنی قرآن شریف سب سے پہلے کن پیغمبر یا رسول یا نبی پر اترا تھا اور کن پر سب سے پہلے کون سی آیت اتری تھی، یعنی وحی آئی تھی اس کے بعد کون کون سے پیغمبروں یا رسولوں یا نبیوں پر کون کونسی آیات اتری تھیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: ریاض محمد خاں، قائم گنج

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قرآن پاک کی جملہ آیات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر

---

(۱) بأن المراد نهيه عن عدم الفعل لا عن القول. (علامه آلوسي، روح المعاني، "سورة آل عمران:۹۸إلى ۱۱۵": ج۲،ص:۲۳۹)

إنها نزلت في شأن القتال. (أبو محمد الحسين، البغوي، "سورة الصف:۶۱": ج۵،ص:۷۹)

نازل ہوئیں، سب سے پہلے ''سورۂ إقرأ'' نازل ہوئی۔[۱]

دیگر انبیاء علیہم السلام پر جو کتابیں نازل ہوئیں ان کے نام ہیں، مثلاً: ''زبور'' حضرت داؤد علیہ السلام پر، ''تورات'' حضرت موسیٰ علیہ السلام پر، ''انجیل'' حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید (۱۱/۴/۱۴۰۷ھ)

مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند

قرآن کریم کی آیات کی کل تعداد کتنی ہے؟

(۳۶)**سوال**: قرآن کریم کی آیات کی کل تعداد کتنی ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: حافظ مہدی حسن، گورکھپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قرآن کریم کی آیات کی تعداد: ۶۶۶۶/ ہے۔[۳] اور جمل

---

(۱)قال هذه أول سورة أنزلت على محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم. (علامه آلوسي، روح المعاني، ''سورة العلق'': ج۱۶،ص:۳۱۹)

(۲)عن أبي ذر قال: قلت: يا رسول الله كم انزل الله من كتاب قال مأة كتاب وأربعة كتب أنزل على شيث خمسين صحيفة وعلى إدريس ثلاثين صحيفة وعلى إبراهيم عشر صحائف وعلى موسىٰ قبل التوراة عشر صحائف وأنزل التوراة والإنجيل، والزبور والفرقان. (علامه آلوسي، روح المعاني: تفسير ''سورة الأعلى'':۱۹)

﴿وَّ أٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۝﴾(سورة الإسراء:۵۵)

﴿ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰٓى أٰثٰرِهِمْ بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَأٰتَيْنٰهُ الْإِنْجِيْلَ ۙ وَجَعَلْنَا فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ رَأْفَةً وَّرَحْمَةً ؕ وَرَهْبَانِيَّةَ ۨ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ إِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ۚ فَأٰتَيْنَا الَّذِيْنَ أٰمَنُوْا مِنْهُمْ أَجْرَهُمْ ۚ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝﴾(سورة الحديد:۲۷)

(۳)وجميع آيات القرآن ستة آلاف وستمائة ستة وستون آية: ألف وعدد ألف وعيد وألف أمر وألف نهي وألف قصص وألف خبر وخمسمأة حلال وحرام ومائة دعاء وتسبيح وست وستون ناسخ ومنسوخ، كذا في الشعبي عن الكشاف. (الطحطاوي، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح،''كتاب الصلوة: باب فصل في صلاة التراويح'':ص:۴۱۵)

میں ۶۵۰۰/ ہے۔[1]

دوسرا قول یہ ہے کہ ۶۶۱۶/ آیات ہیں۔

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۷/۴ھ)

ابتداء اور درمیان میں تعوذ اور بسملہ کا حکم:

(۳۷) **سوال:** کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام علماء عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

درس قرآن کے ابتدا میں مفسر تعوذ اور بسملہ دونوں پڑھتے ہیں، پھر آیت کریمہ کی تفسیر یا ترجمہ کے بعد بغیر تعوذ اور بسم اللہ کے ہی شروع کر دیتے ہیں، پوچھنا ہے کہ کیا ابتداء میں تعوذ اور بسم اللہ پڑھ لینا کافی ہے؟ یا جب آیت کریمہ کی تفسیر کر کے دوبارہ آیت پڑھنا شروع کرتے ہیں اس وقت بھی تعوذ اور بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے؟ از روئے شریعت مکمل و مدلل جواب دینے کی زحمت گوارہ کریں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد سمیع اللہ، جھارکھنڈ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قرآن کریم پڑھتے اور پڑھاتے وقت ابتداء میں تلاوت شروع کرتے ہوئے تعوذ اور ''بسم اللّٰہ'' پڑھنا سنت ہے: جیسا کہ معارف القرآن میں حضرت مفتی شفیع عثمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا: تلاوت قرآن کے علاوہ کسی دوسرے کلام یا کتاب پڑھنے سے پہلے ''أعوذ باللّٰہ'' پڑھنا سنت نہیں ہے وہاں صرف ''بسم اللّٰہ'' پڑھنی چاہئے۔[2]

---

(۱) وأما جملة عدد آياته فهو ستة آلاف وخمسمأية. (الجمل: ج۱، ص:۵)

وقال غيره: سبب اختلاف السلف في عدد الآي أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يقف على رؤوس الآي للتوقيف فإذا علم محلها وصل للتمام فيحسب السامع حينئذ أنها ليست فاصلة. (عبد الرحمن بن أبي بكر، الإتقان في علوم القرآن، "النوع التاسع عشر: في عدد سورة وآياته": ج۱، ص:۲۳۳)

(۲) مفتي شفيع عثمانيؒ، معارف القرآن، "سورة النحل:۸۹": ج۵، ص:۳۸۹.

مفسر کے درسِ قرآن کا مقصد قرأت قرآن کریم نہیں ہے؛ اس لئے ابتداء میں ''بسم اللّٰہ'' پڑھ لینا کافی ہے جیسا کہ علامہ ابن عابدینؒ نے لکھا ہے:

''وحاصله أنه إذا أراد أن يأتي بشيء من القرآن كالبسملة والحمدلة، فإن قصد به القراءة تعوذ قبله وإلا فلا، وكما لو أتى بالبسملة في افتتاح الكلام كالتلميذ حين يبسمل في أول درسه للعلم فلا يتعوذ، وكما لو قصد بالحمدلة الشكر، وكذا إذا تكلم بغير ما هو من القرآن فلا يسن التعوذ بالأولى''(۱)

فتاویٰ عالمگیر میں ہے:

''إذا أراد أن يقول بسم اللّٰه الرحمن الرحيم، فإن أراد افتتاح أمر لا يتعوذ، وإن أراد قراءة القرآن يتعوذ، كذا في السراجية''(۲)

قرأت کا ارادہ ہوتو ''أعوذ باللّٰه'' اور ''بسم اللّٰه'' دونوں پڑھنا چاہئے اور اگر قرأت کا ارادہ نہ ہو؛ بلکہ درس وتدریس یا تفسیر کا ہوتو تعوذ پڑھنا بھی کوئی ضروری نہیں ہے

''قال العلامة آلوسي رحمه اللّٰه: ﴿فَإِذا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ﴾ أي إذا أردت قراءة القرآن فاسأله عز جاره أن يعيذك مِنَ وساوس الشَّيْطانِ الرَّجِيمِ كي لا يوسوسك في القراءة''(۳)

فقط: واللّٰہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۲:۵/۴ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی، محمد اسعد جلال، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: فروع قرأ بالفارسية أو التوراة أو الإنجيل'': ج۱،ص:۴۸۹.

(۲) جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب الكراهية: الباب الرابع: في الصلوٰة والتسبيح وقراءة القرآن'': ج۵،ص:۳۶۵.

(۳) علامه آلوسي، روح المعاني، ''سورة النحل:۹۸'': ج۸،ص:۳۳۷.

قرآن کریم میں آیات متشابہات اوران کا صحیح محمل:

(۳۸)**سوال**: قرآن کریم میں بہت سی آیتوں میں اللہ تعالیٰ کے لیے ''ید، وجہ'' کا تذکرہ ہے مثلاً: ﴿بل یداہ مبسوطتان﴾ وغیرہ اس طرح آیتوں کا کیا محمل ہے، بظاہر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بھی ہاتھ ہیں جس طرح کے ہمارے ہاتھ ہیں کیا یہی مطلب ہے؟ اگر نہیں تو ان آیات متشابہات کا صحیح محمل کیا ہے۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد راشد، دہلی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قرآن وحدیث میں بہت سی نصوص ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کے لیے ''ید، وجہ'' وغیرہ کا اثبات کیا گیا ہے اس طرح کی آیات واحادیث کو متشابہات کہا جاتا ہے، اس سلسلے میں حضرات اہل علم کے دو نقطہ نظر ہیں۔ سلف اور متقدمین کا نقطہ نظر تفویض کا ہے یعنی نصوص میں جن صفات کا اثبات کیا گیا ہے وہ سب بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے لیے ان کی شایان شان ثابت ہیں؛ لیکن یہ صفات مخلوقات کی صفات کی طرح نہیں ہیں اور نہ ہمیں ان اوصاف کی کوئی کیفیت اور حقیقت معلوم ہے۔ دوسرا نقطہ نظر خلف اور متأخرین کا ہے۔ وہ حضرات ایسی تأویل کرتے ہیں جو ذات باری تعالیٰ کے شایان شان ہوں، مثلاً: ''ید'' کے معنی قدرت، ''وجہ'' کے معنی ذات کے ہیں اس کو تنزیہ مع التأویل کہتے ہیں پہلے نظریے کو تنزیہ مع التفویض کہتے ہیں، علماء دیوبند کا اصل مسلک تو اول ہے؛ البتہ دوسرے نظریے کو بھی حق سمجھتے ہیں، چنانچہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: اس عقیدہ میں حضرات سلف کے مسلک پر ہوں کہ نصوص اپنی حقیقت پر ہیں مگر ''کنہ'' اس کی معلوم نہیں۔[۱]

''وإنما ليسلك في هذا المقام مذهب السلف من أئمة المسلمين قديما وحديثا وهو إمرارها كما جاءت من غير تكييف ولا تشبيه ولا تعطيل''[۲]

(۱) أشرف علي التهانويؒ، إمداد الفتاویٰ: ج۶،ص:۲۵.
(۲)ابن كثير، تفسير ابن كثير، ''سورة الأعراف:۵۴.

''وأما ما قال المتأخرون في أئمتنا في تلك الآيات يؤولونها بتأويلات صحيحة في اللغة والشرع بأنه يمكن أن يكون المراد من الاستواء الاستيلاء ومن اليد القدرة إلى غير ذلك تقريباً إلى أفهام القاصرين فحق أيضاً عندنا''(۱)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱/۷:۱۴۴۲ھ)

قرآن کریم میں بعض الفاظ ''ص'' کے ساتھ لکھے ہیں مگران کے اوپر ''س'' بنا ہوا ہے ان کو کس طرح پڑھیں؟

(۳۹) **سوال:** قرآن پاک میں بعض الفاظ لکھے ہوئے ہیں ''ص'' کے ساتھ مگران پر ''س'' بھی بنا ہوا ہوتا ہے جیسے ﴿يبصط، هم المصيطرون، عليهم بمصيطر﴾ ان کو کس طرح پڑھیں اور اس کا کیا مطلب ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: مولانا عبدالستار، میرٹھ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ان مذکورہ الفاظ میں ''ص'' کے اوپر ''س'' لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ تلاوت کرنے والا اس کو ''ص اور س'' دونوں کے ساتھ پڑھ سکتا ہے؛ لیکن دونوں میں سے صرف ایک طریقہ اختیار کرے نہ کہ دونوں یعنی دو دفعہ نہ پڑھے۔(۲)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۳/۱۹ھ)

(۱) خليل أحمد سهارنفوري، المهند على المفند:ص:۳۸.
(۲) ويبسط بالبقرة وبصطة بالأعراف بالسين وصلاً ووقفاً وهم المصيطرون بالطور بالخف. (محمد هارون، خلاصة البيان، مع ضياء البرهان،ص:۲۶۵)

مصحف عثمانی کے خلاف لکھنا:

(۴۰)**سوال**: کیا مصحف عثمانی وکتابت عثمانی کے خلاف کسی مصلحت کے تحت لکھنا جائز ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: سمیع اللہ صدیقی، لکھنؤ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قرآن کریم چونکہ عربی زبان میں نازل ہوا ہے اور عربی زبان کے بہت سے الفاظ ایسے ہیں کہ ان کی مثال دوسری زبانوں میں نہیں ہے اور اگر ہے بھی، تو طرز ادا اور اس کی صحیح آواز اور اس کی ادائے گی میں بہت ہی زیادہ فرق ہے، مثلاً: ''صَلِّ'' کا لفظ جو اصل ہے اس کے معنی درود اور رحمت نازل فرمانے کے ہیں اور یہ لفظ اگر ''سَلِّ'' یعنی سین کی آواز کے ساتھ پڑھ دیا جائے، تو اس کے معنی ''تلوار کھینچ تو'' کے ہو جائیں گے، جیسا: کہ ہندی زبان میں ''ص، س'' میں کوئی فرق نہیں اور ایسے ہی ''ط، ت، ۃ'' میں ہندی زبان میں کوئی فرق نہیں وغیرہ۔

ایسے ہی دیگر زبانوں کا حال ہے؛ اس لیے قرآن پاک کے متن کو اصلی عربی رسم الخط اور عربی زبان کے علاوہ کسی دوسری زبان میں چھاپا جائے گا تو اس سے قرآن پاک کے معنی میں فرق آجائے گا اور اس کی ادائے گی بھی صحیح نہ ہوگی؛ اس لیے قرآن پاک کے متن کو دوسری زبان میں چھاپنا جائز نہیں ہے، البتہ قرآن پاک کے ترجمہ ومطلب میں اس قسم کا تغیر نہ ہوگا، اس تبدیلی میں مقصد کچھ بھی ہو اس کی آسان صورت یہ ہے کہ غیروں کی تعلیم کے لئے قرآن پاک کے اصل متن کو عربی ہی میں چھاپا جائے اور ان کو سمجھانے کے لئے ان کی زبان میں اس کا ترجمہ، مطلب وتفسیر لکھ دی جائے، تاکہ وہ سمجھ لیں اور مسلمانوں کو عربی متن والا قرآن پاک پڑھایا جائے، کیونکہ ان کو نماز میں اور غیر نماز میں قرآن پاک اصل عبارت میں پڑھنا ہے اور مسلمان اسی کے مکلّف ہیں۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۵/۶/۸ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱)یحرم مخالفة خط مصحف عثمان في واو أو ياء أو ألف أو غير ذلك. (جلال الدين السيوطي، الإتقان في علوم القرآن: ج۲،ص:۱۶۶)سئل مالك هل يكتب المصحف على ما أحدثه الناس من الهجاء.فقال: لا إلا على الكتبة الأولى. (جلال الدين السيوطي، الإتقان في علوم القرآن: ج۴،ص:۱۴۶)

فصل ثالث

علم بالاحادیث

علم کے اٹھائے جانے سے متعلق حدیث کی وضاحت:

(۴۱)**سوال**: ''إن اللّٰہ تعالی لا یقبض العلم انتزاعا ینتزعه من الناس الخ''
اس حدیث کا کیا مطلب ہے اور علم کے اٹھائے جانے کی کیا صورت ہوگی؟

فقط: والسلام
المستفتی: راشد صدیقی، گورکھپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: پوری حدیث اس طرح ہے:

''عن عبد اللّٰہ بن عمر بن العاص قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: إن اللّٰہ لایقبض العلم انتزاعاً ینتزعه من الناس ولکن یقبض العلم بقبض العلماء حتی إذا لم یترك عالماً اتخذ الناس رؤساً جهالا فسئلوا فأفتوا بغیر علم فضلوا وأضلوا''[۱]

اسی حوالہ کے حاشیہ میں اس حدیث کا مطلب مذکور ہے، کہ قیامت سے پہلے دنیا سے علم اٹھالیا جائے گا اور علم کے اٹھانے کی یہ صورت نہیں ہوگی، کہ ایک بارگی لوگوں کے دلوں سے علم نکل جائے گا؛ بلکہ علم اس طرح اٹھے گا کہ دھیرے دھیرے اہل علم اٹھ جائیں گے اور جب کوئی عالم باقی نہ رہے گا، تو لوگ جاہلوں کو اپنا مقتدیٰ بنائیں گے اور ان سے مسائل معلوم کریں گے، تو وہ ایسے فتوے دیں گے کہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

(۱) أخرجه الترمذي، في سننه، ''أبواب العلم: باب ما جاء في ذهاب العلم'': ج۲،ص:۳۱،رقم:۲۶۵۲.
وعن عبد اللّٰہ بن عمر بن العاص قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: إن اللّٰہ لایقبض العلم انتزاعاً ینتزعه من العباد الخ. (مشکوٰة المصابیح، ''کتاب العلم: الفصل الأول'': ج۱،ص:۳۳؛ وأخرجه البخاري، في صحیحه، ''کتاب العلم: باب کیف یقبض العلم'': ج۱،ص:۲۰،رقم:۱۰۰)

حاصل یہ ہے کہ اس حدیث میں قیامت کی ایک علامت اور اس کی صورت واقعیہ کو بیان کیا گیا ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۰/۸/۱۸ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

وضوء کے بعد رومالی پر پانی چھڑکنا:

(۴۲) **سوال:** ایک حدیث میں وضو کے بعد پائجامہ کی رومالی پر پانی کی چھینٹیں ڈالنا آیا ہے، اس کی وجہ اور علت کیا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: ماسٹر نصیر احمد، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جن حضرات کو قطرات آنے کا صرف وسوسہ ہوتا ہے، ان کے لیے یہ عمل کرنا بہتر ہے اس سے وسوسہ شیطانی ختم ہو جائے گا۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۴/۱۴ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

حدیث شریف میں سلطان سے کیا مراد ہے؟

(۴۳) **سوال:** ''أفضل الجهاد كلمة حق عند سلطان جائر'' (أخرجه الطبراني في المعجم الكبير: ۲۸۲/۸، الرقم: ۸۰۸۱، وأيضاً في المعجم الأوسط: ۵۲/۷،

(۱) ولو عرض له الشيطان كثيراً لا يلتفت إلى ذلك، كما في الصلوٰة وينضح فرجه بماء حتى لو رأى بللا حمله على بلة الماء هكذا في الظهيرية. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب الطهارة: الفصل الثالث في الاستنجاء، كيفية الاستنجاء من البول": ج۱، ص: ۱۰۴)

الرقم:۶۸۲۴) میں سلطان سے کیا مراد ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اعظم، کھتولی، مظفرنگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سلطان سے مراد ہر صاحب اقتدار بادشاہ ہے۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۳/۱۴ھ)

خطبہ حجۃ الوداع:

(۴۴)**سوال:** حجۃ الوداع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری خطبہ کس حالت میں دیا تھا؟

فقط: والسلام
المستفتی: ذاکر حسین، سہارنپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری خطبہ حجۃ الوداع میں سواری پر سوار ہوکر دیا۔[2]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۲/۱۵ھ)

---

(۱) أفضل الجهاد كلمة عدل عند سلطان جائر. (أخرجه أبوداود، في سننه، "كتاب الملاحم: باب الأمر والنهي": ج۲، ص:۵۹۷، رقم:۴۳۴۴)

نقل في الحاشية: عن مرقات الصعود قال الخطابي: وإنما صار ذلك أفضل الجهاد لأن من جاهد العدو كان مترددا بين رجاء وخوف لا يدري هل يغلب أو يغلب وصاحب السلطان مقهور في يده فهو إذا قال الحق وأمره بالمعروف فقد نعرض للتلف واهراق نفسه للهلاك فصار ذلك أفضل أنواع الجهاد من أجل غلبة الخوف. (خليل أحمد سهارنفوري، بذل المجهود، "كتاب الملاحم: باب الأمر بالمعروف الخ": ج۵، ص:۱۱۹)

(۲) عن خالد بن العداء، قال: رأيت النبي صلى الله عليه وسلم يخطب الناس..... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

کلونجی کے کاروبار کے لیے حدیث کا سہارا لینا:

(۴۵)**سوال**: حدیث ہے کہ کالے دانوں کو اپنے اوپر لازم کرلو کہ اس میں موت کے سوا سب چیزوں کا علاج ہے۔اس حدیث کو کلونجی کے کاروبار کے لیے سہارا بنانا کیسا ہے؟ اور اس حدیث کی کیا حیثیت ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: حکیم عبدالولی، سیتاپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: یہ حدیث ترمذی شریف میں موجود ہے۔امام ترمذی نے اس حدیث کو سنداً ''حسن صحیح'' کہا ہے۔[۱] اس حدیث میں کلونجی کے استعمال کی ترغیب ہے۔کاروبار کے لیے اگر اس کے فضائل وترغیب کو بیان کردیا جائے، تو کوئی مضائقہ نہیں۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۲/۱۲ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

حائضہ عورت سے وطی کی صورت میں دینار صدقہ کرنے کا مطلب:

(۴۶)**سوال**: احقر کی نظر سے ایک حدیث گذری ہے، کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو حائضہ سے صحبت کرے، وہ نصف دینار خیرات کرے۔(مشکوٰۃ شریف) اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حالت حیض میں صحبت کرنی ہو تو نصف دینار خیرات کرکے کرسکتے ہیں، یہ کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالسمیع، منگلور

.....گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ..... يوم عرفة على بعير قائما في الركابين. (أخرجه أبو داود، في سننه، ''كتاب المناسك: باب الخطبة على المنبر بعرفة'': ج۱،ص:۲۶۵،رقم:۱۹۱۷)

(۱)أخرجه الترمذي، في سننه، ج۲،ص:۲۵،رقم:۱۳۸۳

(۲)عن أبي هريرة رضي الله عنه، أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: عليكم بهذه الحبة السوداء، فإن فيها شفاء من كل داء إلا السام، والسام الموت. (أخرجه الترمذي، في سننه، ''أبواب الطب: باب ما جاء في الحبة السوداء'': ج۲،ص:۲۴،رقم:۱۳۸۳)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آپ نے جو سمجھا وہ غلط سمجھا، حدیث مذکور[۱] کا مطلب یہ نہیں ہے کہ بطور جرمانہ کے نصف دینار پہلے ادا کر کے حالت حیض میں صحبت کر لے؛ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ حالت حیض میں صحبت حرام ہے[۲] جیسا کہ قرآن میں فرمایا گیا ہے؛ لیکن اگر کسی نے صحبت کر لی، تو بطور جرمانہ وسزا کے نصف دینار صدقہ کرے[۳] جیسا کہ فاسد روزے کی سزا و جرمانہ کفارہ ہے۔ ﴿يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ط قُلْ هُوَ أَذًى لا فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ لا وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ج﴾[۴]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند
(۲۷/۱/۱۴۲۱ھ)

"علماء أمتي كأنبياء بني إسرائيل" کی تحقیق اور حدیث کا مطلب:

(۴۷) **سوال:** اس امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبی کے برابر ہیں، اس کا کیا مطلب ہے؟ اور حدیث کس درجہ کی ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: ملا جی معین الدین، ہاپوڑ روڈ، میرٹھ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مرتبہ میں تو کوئی بھی نبی کے برابر نہیں ہوسکتا، اب اس قول کا مطلب یہ ہے کہ جیسے اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے انبیاء سے دعوت اور دین کی اشاعت کا کام لیا، ایسے

(۱) عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: قال رسول الله عليه وسلم: إذا وقع الرجل بأهله وهي حائض فليتصدق بنصف دينار، رواه الترمذي وأبوداود والنسائي والدارمي وابن ماجه. (مشكوة المصابيح، "كتاب الصلوة: باب الحيض، الفصل الثاني": ج۱،ص:۵۶،رقم:۵۵۳)

(۲) ولو أتاها مستحلا كفر وعالماً بالحرمة ارتكب كبيرة ووجبت التوبة ويتصدق بدينار أو بنصفه استحباباً. (المرغيناني، الهداية، "كتاب الطهارت: باب الحيض والاستحاضة": ج۱،ص:۶۴،حاشیہ:۹)

(۳) ويندب تصدقه بدينار أو نصفه. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الطهارة: باب الحيض، متصل مطلب في حكم وطء المستحاضة": ج۱،ص:۴۹۴)

(۴) سورة البقرة: ۲۲۲.

ہی یہ کام امت محمدیہ کے علماء بھی کریں گے۔[۱] یہ حدیث انتہائی ضعیف ہے؛ لیکن اس کا مفہوم کسی دینی امر سے معارض نہیں ہے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد واصف قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۰۸/۱۱/۱۱ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

عاشوراء سے کون سے گناہ معاف ہوتے ہیں؟

(۴۸) **سوال**: عاشورہ کے روزے کی فضیلت کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ یہ روزہ پچھلے ایک سال کے گیارہ مہینوں کا کفارہ بن جائے گا، تو کیا کبیرہ کی معافی بھی ہو جائے گی؟

فقط: والسلام
المستفتی: ظفر احمد خان، بجنور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: یہ ارشاد گرامی تو صغیرہ گناہوں کے بارے میں اطمینان ویقین دلاتا ہے، کبیرہ گناہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے ہیں، ان احادیث کا یہ مطلب نہیں کہ ان کے بھروسے پر گناہ کرنے لگے؛ بلکہ اپنے گناہوں پر نادم ہوں اور پاک باز بننے کی سعی کریں، تو یہ چیز اس میں مددگار ثابت ہوگی۔[۳]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۳/۲ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) معناه صحيح لكنه ضعيف من حيث أنه مسند إلى النبي صلى الله عليه وسلم. (العثيمين، شرح الأربعين: ج۱، ص:۴۵)

(۲) علماء أمتي كأنبياء بني إسرائيل، حديث متكلم فيه والصحيح من قول النبي ..... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

کیا ایک عورت چار آدمیوں کو جہنم میں لے جائے گی؟

(۴۹)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

کیا ایک عورت چار آدمیوں کو جہنم میں لے کر جائے گی، کیا یہ حدیث سے ثابت ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: توقیر عالم، ضلع: ہریدوار

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایک عورت چار مردوں کو جہنم میں لے کر جائے گی۔ اس کے لیے عربی عبارت اس طرح ذکر کی جاتی ہے ''**إذا دخلت امرأة النار ادخلت معها أربعة، أباها و زوجها و أخاها و إبنها**''۔ اس طرح صراحت کے ساتھ کوئی روایت میری نظر سے نہیں گزری ہے۔ غور کیا جائے، تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایت اصول شریعت کے بھی خلاف ہے؛ اس لیے کہ قرآن میں ہے ﴿وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ إِلَّا عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرَىٰ ۚ﴾[1] کہ کل قیامت میں کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا، یعنی کوئی کسی کے گناہ کی سزا کسی دوسرے کو نہیں دی جائے گی۔ اسی طرح دوسری آیت میں بھی یہی مضمون بیان کیا گیا ہے۔ ﴿أَمْ لَمْ يُنَبَّأْ بِمَا فِي صُحُفِ مُوسَىٰ ﴿٣٦﴾ وَإِبْرَاهِيمَ الَّذِي وَفَّىٰ ﴿٣٧﴾ أَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ﴿٣٨﴾ وَأَنْ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ﴾[2] ایک حدیث ترمذی میں ہے کہ کوئی جنایت کرتا

.....گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ.....صلى الله عليه وسلم: العلماء أمناء الرسل والعلماء أمناء الله على خلقه. (محمد عبدالرؤف المناوي، فيض القدير: ج۱،ص:۹)

(۳)إن المراد بهذا وأمثاله غفران الصغائر. (عمدة القاري،''كتاب الطهارة: باب الاستنثار في الوضوء'': ج۳،ص:۱۳،رقم:۱۶۰؛علامه أنور شاه الكشميري، العرف الشذي على الترمذي: ج۱،ص:۴)

يكفر كل شيء إلا الدين ظاهر أنه يكفر الكبائر حقوق الله أيضاً: والمشهور إنها لا تكفر إلا بالتوبة. (شبير أحمد العثماني، فتح الملهم: ج۳،ص:۴۱۲)

(۱)سورة الأنعام:۱۶۴.

﴿وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ أُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ۭ إِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝﴾(سورة التوبة:۷۱)

(۲) سورة النجم:۳۶-۳۹.

ہے،تواس کی سزااسی کوہوگی،کسی کے باپ کے جرم کی سزااس کے بیٹے کو یا بیٹے کے جرم کی سزاباپ کو نہیں دی جائے گی''إن دمائكم وأموالكم وأعراضكم بينكم حرام كحرمة يومكم هذا في بلدكم هذا، ألا لا يجني جان إلا على نفسه، ألا لا يجني جان على ولده ولا مولود على والده''(۱)

حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی اور حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی جہنم میں جائیں گی؛لیکن ان کے شوہر حضرت لوط اور حضرت نوح علیہ السلام جنت میں جائیں گے؛اس لیے اصول شریعت پر یہ حدیث منطبق نہیں ہوتی ہے؛البتہ بعض دوسری روایات سے اس کی تائید ضرور ہوتی ہے،جس میں کہا گیا ہے کہ تم میں سے ہرایک ذمہ داراورنگراں ہے،اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔امام نگراں ہے،اس سے اس کی رعایہ کے بارے میں سوال کیا جائے گا اور مرد نگراں ہے،اس سے اس کی بیوی بچوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا،عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگراں ہے،اس سے اس کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

''أن عبد الله بن عمر، يقول: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: كلكم راع، وكلكم مسئول عن رعيته، الإمام راع ومسئول عن رعيته، والرجل راع في أهله وهو مسئول عن رعيته، والمرأة راعية في بيت زوجها ومسئولة عن رعيتها، والخادم راع في مال سيده ومسئول عن رعيته''(۲) بہت ممکن ہے کہ اس طرح کی روایت کو سامنے رکھ کر یہ مضمون بنایا گیا ہو، ورنہ سوال میں درج کردہ الفاظ احادیث کے ذخیرہ میں نہیں ملتے ہیں۔

فقط:واللہ اعلم بالصواب
کتبہ:امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۱/۴/۱۴۴۱ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی،محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی،محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) أخرجه الترمذي، في سننه، ''أبواب الفتن: باب ما جاء دماؤكم وأموالكم عليكم حرام'': ج۲،ص: ۱۸۸،رقم:۲۱۵۹.

(۲) أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب الجمعة: باب الجمعة، في القرىٰ والمدن'': ج۱،ص:۸۲۰،رقم:۸۹۳.

سنت کی شرعی حیثیت اور حدیث ضمام بن ثعلبہ کی تشریح:

(۵۰)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

ایک حدیث ہے: ''**جاء رجل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم من أهل نجد ثائر الرأس، نسمع دوي صوته، ولا نفقه ما يقول حتى دنا من رسول الله صلى الله عليه وسلم، فإذا هو يسأل عن الإسلام؟ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: خمس صلوات في اليوم، والليلة فقال: هل علي غيرهن؟ قال: لا، إلا أن تطوع، وصيام شهر رمضان، فقال: هل علي غيره؟ فقال: لا، إلا أن تطوع، وذكر له رسول الله صلى الله عليه وسلم الزكاة، فقال: هل علي غيرها؟ قال: لا، إلا أن تطوع، قال: فأدبر الرجل، وهو يقول: والله، لا أزيد على هذا، ولا أنقص منه، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أفلح إن صدق**'' (مسلم شریف، حدیث نمبر: ۱۱) اس حدیث کا مطلب کیا ہے؟ اس حدیث میں جس شخص کا تذکرہ ہے، اس نے صاف الفاظ میں کہا تھا کہ میں نماز، زکوۃ اور روزہ کے معاملہ میں کوئی نفل ادا نہیں کروں گا، اس کے باوجود اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ وہ کامیاب ہے۔ اس سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ سنت ونفل ضروری نہیں ہیں، پڑھ لیا جائے، تو بہتر ہے نہ پڑھے، تو کوئی حرج نہیں ہے۔ برائے کرم بتائیں کہ کیا یہ بات درست ہے، اور فرض کے علاوہ نماز پڑھنا ضروری ہے یا نہیں ہے، اگر ضروری ہے، تو اس حدیث کا جواب کیا ہے؟۔

فقط: والسلام
المستفتی: مسیح اللہ، تھانوی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: یہ حدیث مسلم شریف کی ہے، جس میں حضرت ضمام بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ اپنی قوم کی طرف سے نمائندہ بن کر آئے تھے اور اسلام کی ماہیت وحقیقت کے بارے میں سوال نہیں کیا تھا؛ بلکہ شرائع اسلام کے بارے میں سوال کیا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے نماز کے بارے میں بتایا کہ پانچ نمازیں فرض ہیں، انہوں نے پوچھا کہ کیا اس کے علاوہ بھی نمازیں فرض ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ اس کے علاوہ فرض نہیں ہیں؛ الا یہ کہ تم نفل نماز پڑھو، تو اب شروع کرنے کی وجہ سے وہ تمہارے اوپر لازم اور ضروری ہو جائیں گی، اس کے

بعد آپ نے فرمایا: کہ رمضان کے روزے فرض ہیں، انہوں نے سوال کیا کہ کیا اس کے علاوہ اور بھی روزے فرض ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں؛ مگر یہ کہ تم نفل روزے رکھو، پھر آپ نے زکوۃ کا تذکرہ کیا، انہوں نے پوچھا کیا فرض زکوۃ کے علاوہ مزید مال کا کوئی حق ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں؛ مگر یہ کہ تم نفلی صدقات ادا کیا کرو، وہ صحابی چلے گئے اور جاتے وقت یہ کہا کہ خدا کی قسم میں نہ اس پر اضافہ کروں گا اور نہ ہی میں اس میں کوئی کمی کروں گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے جذبہ اور خلوص کو محسوس کر کے فرمایا: یہ کامیاب ہوگیا، اگر اپنی بات میں سچا ہے۔ مسلم کی روایت میں اسی قدر ہے؛ لیکن بخاری میں اسماعیل بن جعفر کی روایت میں یہ اضافہ ہے ''**فأخبره رسول الله صلى الله عليه وسلم بشرائع الإسلام**''[1] کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اسلام کے تمام احکام ہی بتلائے، ان الفاظ کے عموم میں تمام مامورات، منہیات، حج، وتر، صدقہ فطر، اور نوافل وسنن وغیرہ تمام احکام آ گئے۔ اس کا صاف مطلب یہ ہوا، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تمام احکام کی اطلاع دی، اور انہوں نے جاتے ہوئے یہ کہا، کہ خدا کی قسم میں ان باتوں کی تبلیغ میں اور خود بھی ان باتوں پر عمل کرنے میں کوئی کمی زیادتی نہیں کروں گا۔

مذکورہ باتوں سے حدیث کا مطلب بالکل واضح ہوجاتا ہے، بعض حضرات اس روایت سے نفل کے غیر ضروری ہونے پر استدلال کرتے ہیں، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف پانچ نمازوں کو فرض قرار دیا اور باقی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نفل قرار دیا، اس کا مطلب یہ ہے کہ فرض پڑھنا ضروری ہے اور اس کے علاوہ ضروری نہیں ہے۔ حالاں کہ اگر روایت کے ظاہر کو دیکھا جائے، تو جو حضرات یہ استدلال کرتے ہیں، ان پر بھی اعتراض ہوجائے گا، روایت میں صدقہ فطر کا تذکرہ نہیں ہے، جب کہ بہت سے ائمہ کے یہاں صدقہ فطر واجب اور فرض ہے۔ اسی طرح وتر کا تذکرہ نہیں ہے، جب کہ وتر کے بارے میں خود حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''**الوتر حق فمن لم يؤتر فليس مني**'' وتر واجب ہے، جو وتر نہ پڑھے، وہ ہم میں سے نہیں ہے، یہ جملہ آپ نے تین مرتبہ فرمایا[2] اسی طرح حدیث میں صرف مامورات کا بیان ہے، منہیات کا بیان نہیں ہے۔ کیا کوئی شخص صرف فرائض کو بجالا کر، منہیات سے بچے بغیر کامیاب ہوسکتا ہے اور کیا کوئی اس حدیث کی بناء

(۱) أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب الصوم: باب وجوب صوم رمضان'': ج۱،ص:۱۸۰،رقم:۱۸۹۱.
(۲) أخرجه أبوداود، في سننه، ''كتاب الصلاة: باب في من لن يوتر'': ج۱،ص:۲۰۱،رقم:۱۴۱۸.

پر ترک منہیات کو غیر ضروری کہہ سکتا ہے؟ ظاہر ہے کہ ایسا نہیں ہے؛ بلکہ فرائض کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ منہیات سے بچنا بھی ضروری ہے، اس لیے مذکورہ روایت سے سنت کے ترک یا فرض کے علاوہ تمام نوافل کے غیر ضروری ہونے پر استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔ بخاری کی روایت کو سامنے رکھ کر یہی کہا جائے گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام احکام کا تذکرہ کیا تھا اور انہوں نے ان تمام احکام کو قبول کرتے ہوئے یہ کہا کہ میں ان احکام میں کمی یا زیادتی نہیں کروں گا۔ بخاری کی بعض روایت میں یہ بھی ہے کہ ''لا أتطوع شيئا ولا أنقص مما فرض الله علي شيئا'' یعنی صرف فرائض پر عمل کروں گا، نہ فرائض میں کمی کروں گا اور نہ ہی نفلی عبادت کروں گا، بظاہر اسماعیل بن جعفر کی دونوں روایت میں تعارض ہے؛ اس لیے ان میں سے ایک کے الفاظ صحیح ہیں اور دوسری روایت بالمعنی ہیں۔

''لا أزيد على هذا و لا أنقص'' کا حضرات محدثین نے مختلف جوابات دیئے ہیں۔

علامہ ابن بطال فرماتے ہیں: اس حدیث کا مطلب اوامر کی محافظت کا اور اہتمام سے ان کو بجالانے کا عہد اور خبر ہے اور یہ قول اس درجہ میں ہے کہ جب جب اس کے سامنے اللہ یا رسول اللہ کا کوئی امر آئے گا، خواہ فرض سے متعلق ہو یا سنت سے متعلق ہو، وہ اس کی طرف سبقت کرے گا؛ لہٰذا یہ کہنا کہ سنت کے ترک میں کوئی حرج نہیں اور کوئی گناہ نہیں، اس کا مذکورہ حدیث سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

''يحتمل أن يكون قوله: تمت والله لا أزيد على هذا ولا أنقص على معنى التأكيد في المحافظة على الوفاء بالفرائض المذكورة، من غير نقصان شيءٍ من حدودها، كما يقول العبد لمولاه إذا أمره بأمر مهم عنده: والله لا أزيد على ما أمرتني به ولا أنقص، أي أفعله على حسب ما حددته لي، لا أخل بشيءٍ منه، ولا أزيد فيه من عند نفسي غير ما أمرتني به، ويكون الكلام إخبارًا عن صدق الطاعة وصحيح الائتمار. ومن كان في المحافظة على ما أُمِرَ به بهذه المنزلة، فإنه متى ورد عليه أمرٌ لله تعالىٰ أو لرسوله فإنه يبادر إليه، ولا يتوقف عنه، فرضًا كان أو سُنَّةً. فلا تعلق في هذا الحديث لمن احتج أن تارك السُّنن غير حَرجٍ ولا آثمٍ، لتوعد الله تعالىٰ على مخالفة أمر نبيه. وبهذا التأويل تتفق معاني الآثار والكتاب، ولا يتضاد شيء من ذلك''[1]

(۱) ابن بطال، شرح صحيح البخاري لابن بطال: ج۱،ص:۱۹۵.

علامہ کشمیریؒ فرماتے ہیں: کہ صحابی رسول نے اپنے لیے خصوصی رخصت کا مطالبہ کیا تھا؛ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خصوصی رعایت دے دی تھی، اس طرح کی بہت سی مثالیں کتب حدیث میں موجود ہیں، شہادت کے باب میں دو گواہی ضروری ہیں؛ لیکن ایک صحابی کو آپ نے تنہا دو کے قائم مقام کر دیا تھا، تو اس طرح کی مثالیں عام قاعدے سے مستثنیٰ ہوتی ہیں، اسے عام قاعدے کے طور پر پیش کرنا درست نہیں ہے۔

''والوجه عندي أن هذا الرجل جاء إلى صاحب الشريعة واسترخَص منه بلا وَاسطة، فرخَّصَ له الشارع خاصة، فيصير مستثنى من القواعد العامة، كما في الأضحية ولا تجزىء عن أحد بعدك. وهذا أيضًا باب يعلمه أهل العرف، فلا أثر له على القانون العام، فمن أراد أن يترخصَ برخصتِهِ فليسترخَّص من الشارع، وإذ ليس فليس''[1]

ایک جواب حضرت شیخ الہند نے دیا ہے، کبھی کبھی ایک چیز کی نفی مقصود ہوتی ہے، مگر ساتھ ہی تحسین کلام یا تاکید ومبالغہ کے لیے اس کی ضد کی بھی نفی کر دی جاتی ہے، مثلاً: بیچنے والے سے خریدار پوچھتا ہے، قیمت میں کمی بیشی ہوگی یا نہیں؟ اسی طرح تولتے وقت خریدار کہتا ہے، کہ اچھی طرح وزن کرو کم وبیش نہ ہو، ظاہر ہے کہ یہاں مقصود کمی کی نفی ہے زیادتی کی نفی نہیں اور پہلی مثال میں کمی مقصود ہے نہ کہ زیادہ کرانا، تو اسی طرح صحابی کا مقصود کلام ''لا أنقص'' ہے، ''لا أزيد'' تحسین کلام کے لیے ہے یا تاکید ومبالغہ کے لیے ہے[2]؛ اس لیے روایت کے ظاہر سے یہ سمجھنا کہ صرف فرض پر عمل کرنا ضروری ہے اور فرض کے علاوہ پر عمل کرنا ضروری نہیں ہے یہ غلط ہے۔ اس طرح کے ایک واقعہ سے جس میں تخصیص یا استثناء کا احتمال ہو، استدلال کرنا درست معلوم نہیں ہوتا ہے؛ بلکہ صحابہ کا تعامل اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا توارث بھی پیش نظر رہنا چاہیے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سنت کا اس قدر اہتمام فرماتے تھے کہ اگر کبھی کوئی سنت وقت سے فوت ہو جائے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد اس کی قضاء کیا کرتے تھے۔

فرض نمازوں کے علاوہ جو نمازیں ہیں اس میں بعض نمازیں وہ ہیں جن کے ادا کرنے کا آپ نے حکم دیا اور ترک پر آپ نے وعید بیان کی ہے، ایسے امور فقہاء کے یہاں واجب کہلاتے ہیں،

(۱) علامه أنور شاه الكشميري، فيض الباري، ''باب الزكاة من الإسلام'': ج۱،ص:۲۷۱،رقم:۴۶.

(۲) مولانا اكرام علي، نفع المسلم:ص:۱۲۳.

جیسے: وتر کی نماز آپ نے سخت لفظوں میں کہا ''من لم یؤتر فلیس منا'' جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں ہے، بعض وہ نمازیں ہیں جن کی آپ نے بڑی شدت سے ترغیب دی، فجر کی سنت کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ فجر کی سنت تم ضرور پڑھو، اگر چہ گھوڑے تمہیں روند دیں ظاہر ہے کہ اس تاکید کے باوجود اس کو صرف نفل سمجھ کر اس کو ترک کرنے کا جواز نکالنا کسی طرح بھی درست نہیں معلوم ہوتا ہے۔

سنت مؤکدہ کا بلا عذر ترک کرنا اور ترک پر اصرار کرنا یہ باعث گناہ ہونے کے ساتھ ساتھ شفاعت سے محرومی کا باعث ہے؛ اس لیے کہ جس کام کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہتمام سے کیا ہو، اور اس کے کرنے کی تاکید کی ہو، پھر بلا عذر کے اس کو ترک کرنا بہت بڑی محرومی اور شقاوت کی بات ہے، حضرات فقہاء نے تصریح کی ہے کہ سنت مؤکدہ کے ترک پر اصرار، یہ گناہ کا باعث ہے؛ اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''من ترك سنتي لم تنله شفاعتي''[1] جس نے میری سنت کو ترک کر دیا، وہ میری شفاعت نہیں پائے گا۔ ایک حدیث میں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''من رغب عن سنتي فليس مني''[2] جو میری سنت سے اعراض کرے وہ میرے طریقہ پر نہیں ہے۔ امام مکحول حدیث کے بڑے امام گزرے ہیں، وہ لکھتے ہیں: ''السنة سنتان: سنة أخذها هدى و تركها ضلالة و سنة أخذها حسن و تركها لا بأس به''[3] سنت کی دو قسمیں ہیں: ایک وہ سنت ہے، جس پر عمل کرنا ہدایت اور ترک کرنا گمراہی ہے۔ اور ایک وہ ہے، جس پر عمل کرنا ہدایت ہے اور ترک کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۳/۱۰/۱۴۴۱ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

(۱)ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الحظر والإباحة'': ج۹،ص:۲۲۰.
(۲)ابن الهمام، فتح القدير، ''كتاب الضحية'': ج۳،ص:۳۰۵.
(۳)السرخسي، أصول السرخسي، ''فصل في بيان المشروعات من العبادات وأحكامها'': ج۱،ص:۱۱۴.

کیا عہد نبوی اور عہد صحابہؓ میں مساجد رات کو تلاوت قرآن اور نماز سے آباد رہتی تھیں؟

(۵۱) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کیا دور نبوت اور دور صحابہ میں رات کے وقت مساجد تلاوت قرآن، نفل نمازوں، فضائل صحابہ کی تعلیم سے اسی طرح آباد ہوتی تھیں، جس طرح آج کل دعوت وتبلیغ کے ساتھی جمع ہوکر دیر رات تک یا کچھ وقت تک تعلیم کرتے ہیں، پھر اس کے بعد نفلی عبادات میں مشغول ہوجاتے ہیں، پھر اگر ان سے اس بارے میں معلوم کرتے ہیں، تو وہ کہتے ہیں کہ ہم مسجد کو آباد کرنے کی محنت کر رہے ہیں۔ ان کا یہ جواب دینا اور اس طرح جمع ہوکر عبادت کرنا درست ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دے کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد صاحب، میرٹھ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسجد میں ہی تمام قسم کے خیر انجام پاتے تھے، بہت سے وہ کام جو آج مسجد میں نہیں ہوتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسجد میں انجام دئے جاتے تھے۔ تعلیم وتزکیہ کی مجلس مسجد میں ہی ہوتی تھیں، وعظ ونصیحت مسجد میں ہوتے تھے، صحابہ قرآن کی تلاوت مسجد میں کیا کرتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنگی امور کے مشورہ مسجد میں ہی کیا کرتے تھے، دولوگوں کے درمیان اگر نزاع ہوجائے، تو اس کا تصفیہ مسجد میں ہوتا تھا، ابتداء میں بہت سے صحابہ کے پاس رہنے کے لیے گھر نہیں تھا، تو صحابہ مسجد میں ہی سوتے تھے، غرض کہ آپ کے زمانہ میں ہر امور خیر کو مسجد میں ہی انجام دیا جاتا تھا، رات میں بھی صحابہ سے مسجد میں قرآن پڑھنا اور نفل پڑھنا ثابت ہے؛ اس لیے اگر یہ کام تبلیغی حضرات مسجد میں اس طرح انجام دیں کہ کسی دوسرے کو اپنی عبادت میں کوئی خلل نہ ہو، تو یہ درست اور عہد صحابہ کے معمول سے

ثابت ہے۔[1]

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۳۰/۱:۱۴۴۱ھ)

حدیث ''سؤر المؤمن شفاء'' کی تحقیق:

(۵۲)**سوال:** کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

کچھ دینی حلقے ایسے ہیں جہاں مختلف افراد کے ذریعہ ایک ہی گلاس سے بنا دھوئے پانی پینا، ایک دوسرے کے بچے ہوئے پانی کے استعمال کو باعث برکت سمجھنا عام بات ہے، ان کا کہنا ہے کہ حدیث میں آیا ہے، ''سؤر المؤمن شفاء'' (مؤمن کا بچا ہوا شفاء ہے) سوال یہ ہے کہ موجودہ دور میں جہاں مسلمانوں کی عمومی مجلسوں میں اکثریت ایسے افراد کی ہو، جو بیڑی، سگریٹ، پان، گٹکا

---

(۱)﴿فِيْ بُيُوْتٍ أَذِنَ اللّٰهُ أَنْ تُرْفَعَ وَ يُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ﴾(سورة النور:۳۶)
عن أبي هريرة: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: الملائكة تصلي على أحدكم مادام في مصلاه، ما لم يحدث: اللهم اغفرله، اللهم أرحمه، لا يزال أحدكم في صلاةٍ مادامت الصلاة تحبسه. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب الأذان: باب من جلس في المسجد ينتظر الصلوٰة'': ج۱،ص:۱۳۲،رقم:۶۵۹)
وقد كان صلى الله عليه وسلم إذا سلم من صلاته قال بصوته إلا على لا إله إلا الله وحده لا شريك له وتقدم وقد كان صلى الله عليه وسلم يأمر من يقرأ القرآن في المسجد أن يسمع قراء ته وكان ابن عمر يأمر من يقرأ عليه وعلى أصحابه وهم يستمعون ولأنه أكثر عملاً وأبلغ في التدبر ونفعه متعد لإيقاظ قلوب الغافلين وجمع بين الأحاديث الواردة بأن ذلك يختلف بحسب الأشخاص والأحوال فمتى خاف الرياء أو تأذى به أحد كان الإسرار أفضل ومتى فقد ما ذكر كان الجهر أفضل قال في الفتاوى لا يمنع من الجهر بالذكر في المساجد. (أحمد بن محمد، الطحطاوي، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ''كتاب الصلاة: فصل في صفة الأذكار'': ج۱،ص:۳۱۸)
عبد الله بن عمر، (أنه كان ينام وهو شاب أعذب لا أهل له في مسجد النبي صلى الله عليه وسلم) (أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب الصلاة: باب لزم الرجال فى المسجد'': ج۱،ص:۸۰،رقم:۴۴۰)
ولا بأس للغريب ولصاحب الدار أن ينام في المسجد في الصحيح. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب الكراهية: الباب الخامس في آداب المسجد والقبلة'' :ج۵،ص:۳۲۱)

اور تمباکو کے عادی ہوں، جہاں نماز، روزہ وغیرہ کی پابندی نہ کرنے والے بھی شریک رہتے ہوں، جہاں ایسے افراد بھی آتے جاتے ہوں، جن پر بادہ خواری کا بھی الزام ہو، تو کیا ایسے افراد کا جھوٹا (بچا ہوا) بھی شفاء ہے۔ جبکہ وہ لوگ مسواک کی سنت ادا کرنے کی زحمت بھی نہ کرتے ہوں؟

جب وقت کا حکیم حاذق یہ کہتا ہو کہ بہت سی بیماریاں، بے جا آپسی اختلاط سے لگنے والی ہوتی ہیں، تو کیا اگر حکیم حاذق کی تشخیص حرام اشیاء (شراب وغیرہ) کو حلال کر دیتی ہیں (جب کوئی متبادل نہ ہو)، تو کیا ایسی صورت میں معاملۂ مذکور جسے دینی حلقوں میں سنت کہا جاتا ہے، وہاں یہ اجازت نہیں دی جاسکتی کہ ایک ہی گلاس سے پانی پلانے کی صورت میں ایک شخص دوسرے کو پانی پلانے سے پہلے گلاس کو دھولیا جائے۔

برائے کرم مسئلے کی وضاحت کرنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتائیں کہ ''سؤر المؤمن شفاء'' کس حیثیت کی حدیث ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اسرائیل، مرزاپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جو حدیث سوال میں مذکورہ ہے، وہ بعض کے نزدیک متکلم فیہ ہے؛ تاہم مذکورہ صورت میں حدیث شریف سے مؤمن کا جھوٹا پینے کا وجوب ثابت نہیں ہوتا؛ بلکہ اباحت واستحباب کا ثبوت ہے۔ اور وہ بھی کمالِ ایمان کے ساتھ؛ اس لئے کہ ''المؤمن'' پر ''الف، لام'' سے کمالِ ایمان پر دلالت ہے، اور اس صورت میں واضح ہے کہ اگر دیگر عوارض بیڑی، سگریٹ یا کسی اور مرض وغیرہ کی وجہ سے کراہت ہو، تو اس کے جھوٹے سے احتراز میں کوئی حرج نہیں ہے اور اگر کوئی صاحبِ ایمان ایسا ہے کہ اس میں کراہت کی کوئی وجہ نہ ہو، تو خوامخواہ اس کے جھوٹے سے کراہت بھی درست نہیں؛ بلکہ کسی صاحب نسبت کا جھوٹا ہو، تو مستحسن ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱/۶/۱۴۳۷ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) وأما حديث (سؤر المؤمن شفاء) فغير معروف. (ملا علي قاري، ..... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

حدیث میں حیاء سے کیا مراد ہے؟

(۵۳)**سوال**: حدیث شریف میں اللہ سے حیاء کرنے کو کہا گیا ہے؛ پوچھنا ہے کہ حیاء سے کیا مراد ہے؟ کیا نصوص میں حیاء کی کوئی تشریح موجود ہے؟ امید ہے کہ جواب مدلل دینے کی زحمت گوارہ کریں گے۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد سالم، بجنور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حیاء کہتے ہیں وقار سنجیدگی اور متانت کو اصطلاح میں: ''**هو صفة وخلق يكون في النفس فيبعث على اجتناب القبيح ويمنع من التقصير في حق ذي الحق**''[1] نفس کا کسی کام کے کرنے میں انقباض اور تنگی محسوس کرنا ملامت اور سزا کے ڈر سے نہ کرنے کو حیاء کہتے ہیں۔

حیاء انسانی زندگی میں ایک ضروری حیثیت رکھتی ہے شرم وحیاء کے ذریعے انسان کو خیر وبھلائی حاصل ہوتی ہے، افعال میں ہو، اخلاق میں ہو یا اقوال میں، جس میں حیاء کا جذبہ نہ رہے اس سے خیر رخصت ہو جاتی ہے۔ امام بخاریؒ نے ایک روایت نقل کی ہے: ''**إذا لم تستحي فاصنع ما شئت**''[2] جب حیاء نہ رہے تو جو چاہے کر۔

.....گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ..... مرقاة المفاتيح، ''كتاب الحج: باب خطبة يوم النحر ورمي أيام التشريق'': ج۵، ص:۱۸۳۹، رقم:۲۶۶۶)

حديث ريق المؤمن شفاء كذا سؤر المؤمن شفاء ليس له اصل مرفوع. (ملا علي القاري، المصنوع، في معرفة الحديث الموضوع: ج۱، ص:۱۰۶، رقم:۱۴۴)

عبد الله بن عمر رضي الله عنهما، قال: سمعت أبي يقول: سمعت عمر بن الخطاب يقول: قال رسول الله عليه وسلم: (كلوا جميعاً، ولا تفرقوا، فإن البركة مع الجماعة). (أخرجه ابن ماجه، في سننه، ''أبواب الأطعمة: باب الاجتماع على الطعام'': ج۱، ص:۲۳۶، رقم:۳۲۸۷)

عن ابن عباس رفعه من التواضع أن يشرب الرجل مع سؤر أخيه. (شمس الدين ابن محمد، المقاصد الحسنة: ج۱، ص:۲۷۳)

(۱) ابن حجر، فتح الباري شرح البخاري، باب أمور الإيمان، ج۱، ص:۵۲

(۲) أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب الأدب: باب إذا لم تستحي فاصنع ما شئت'': ج۲، ص:۹۰۴، رقم: ۶۱۲۰؛ وأخرجه أبو داود، في سننه، ''كتاب الأدب: باب في الحياء'': ج۲، ص:۶۶۸، رقم:۴۷۹۷.

اللہ تعالیٰ سے حیاء کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جس کو امام ترمذیؒ نے اپنی سنن میں ذکر کیا ہے:

''قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: استحيوا من الله حق الحياء، قال: قلنا يا رسول الله إنا نستحي والحمد لله، قال: ليس ذاك ولكن الاستحياء من الله حق الحياء أن تحفظ الرأس وما وعى، والبطن وما حوى ولتذكر الموت والبلى ومن أراد الآخرة ترك زينة الدنيا فمن فعل ذلك فقد استحيىٰ من الله حق الحياء''(۱)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگو! اللہ تعالیٰ سے شرم وحیاء کیا کرو۔ جیسا کہ اس سے شرم وحیاء کرنے کا حق ہے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم اللہ تعالیٰ سے شرم وحیاء کرتے ہیں اور اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حیاء کا یہ مطلب نہیں جو تم نے سمجھا ہے؛ لیکن اللہ تعالیٰ سے شرم وحیاء کرنے کا جو حق ہے وہ یہ ہے کہ تم اپنے سر اور اس کے ساتھ جتنی چیزیں ہیں ان سب کی حفاظت کرو اور اپنے پیٹ اور اس کے اندر جو چیزیں ہیں ان کی حفاظت کرو اور موت اور ہڈیوں کے سڑ جانے کو یاد کرو اور جسے آخرت کی چاہت ہو وہ دنیا کی زینت کو ترک کردے، تو جس شخص نے اسے پورا کیا حقیقت میں اسی نے اللہ تعالیٰ سے حقیقی حیاء کی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے، حیاء ایمان کا جزء ہے اور ایمان جنت میں لے جاتا ہے اور بے حیائی بدکاری ہے اور بدکاری دوزخ میں لے جاتی ہے۔

''قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الحياء من الإيمان والإيمان في الجنة والبذاء من الجفاء والجفاء في النار''(۲)

حیاء اخلاقیات میں ریڑھ کی ہڈی کا درجہ رکھتی ہے اس سے خیر وبھلائی حاصل ہوتی ہے، اگر حیاء ہے تو دوسرے خصائل بھی حاصل ہو سکتے ہیں، ایسے ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ کا فرمان ہے: ہر دین کے لئے ایک خُلق ہے اور اسلام کا خُلق حیاء ہے۔

---

(۱) أخرجه الترمذي، في سننه، ''أبواب صفة القيامة'': ج۲،ص:۸۰،رقم:۲۴۵۸.

(۲) أخرجه الترمذي، في سننه، ''أبواب الإيمان، باب ما جاء في الحياء'': ج۲،ص:۲۱،رقم:۲۰۰۹.

''عن ابن عباس رضي الله عنه، قال: قال رسول الله عليه وسلم: إن لكل دين خُلقا وإن خُلق الإسلام الحياء''[1]

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی، محمد اسعد جلال، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۵/۴:۱۴۴۲ھ)

مسجد حرام اور مسجد نبوی کے اضافہ شدہ حصے میں نماز پڑھنے کا ثواب:

(۵۴)**سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین، مفتیان شرح متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:

یہ سننے میں آیا ہے کہ مکہ مکرمہ کی مسجد میں ایک نماز دوسرے کسی شہر میں ایک لاکھ نماز کے برابر ہے اور مسجد نبوی میں ایک نماز دیگر مسجدوں میں پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے، یہ مسجدیں پہلے زمانے میں جتنی تھیں آج توسیع کے بعد کافی پھیل چکی ہیں۔ کیا یہ کئی گنا ثواب کسی خاص سمت اور حدود میں نماز پڑھنے پر حاصل ہوگا؟ یا اس نماز کو جماعت سے پڑھنے پر ہی یہ ثواب ملے گا؟ کیا عورتوں کو اکیلے نماز پڑھنے پر برابر ہی ثواب ملے گا؟ مثلاً اگر وہ ہوٹل کے کمرے میں پڑھیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عارف، شاہجہاں پور

الجواب وباللہ التوفیق: صحیح روایت میں ہے کہ مسجد حرام میں ایک نماز ایک لاکھ کے برابر اور مسجد نبوی میں ایک نماز ایک ہزار نمازوں کے برابر ہے۔ پچاس ہزار والی روایت ضعیف ہے، اور اس وقت مسجد حرام اور مسجد نبوی میں جو اضافہ کیا گیا ہے ان تمام حصوں میں نماز پڑھنے سے یہ ثواب حاصل ہو جاتا ہے، کسی مخصوص حصہ میں نماز پڑھنا ضروری نہیں ہے اور یہ ثواب فرض نمازوں کے بارے میں ہے، نفل نماز کے بارے میں نہیں، اس لیے کہ حدیث کے اندر نفل نماز گھر میں پڑھنے کو افضل قرار دیا ہے۔

---

(۱) أخرجه ابن ماجه، في سننه، "أبواب الزهد، باب الحياء": ج ۲، ص: ۳۰۸، رقم: ٤١٨١.

''ومعلوم أنه قد زيد في المسجد النبوي؛ فقد زاد فيه عمر ثم عثمان ثم الوليد ثم المهدي، والإشارة بهذا إلى المسجد المضاف المنسوب إليه صلى الله عليه وسلم، ولا شك أن جميع المسجد الموجود الآن يسمى مسجده صلى الله عليه وسلم فقد اتفقت الإشارة والتسمية على شيئ واحد، فلم تلغ التسمية، فتحصل المضاعفة المذكورة في الحديث فيما زيد فيه. وخصها الإمام النووي بما كان في زمنه صلى الله عليه وسلم عملاً بالإشارة،[1] قوله: (إلا المسجد الحرام) وفي المفاضلة بين المسجد الحرام والمسجد النبوي كلام وحقق في الحاشية أن الاستثناء لزيادة الأجر في المسجد الحرام. ثم ادعى العلماء بتضعيف أجر المسجد النبوي بعده، إلا أن ما استدلوا به لا يوازي رواية الصحيح. بقى أن الفضل يقتصر على المسجد الذي كان في عهد صاحب النبوة خاصةً أو يشمل كل بناء بعده أيضاً؟ فالمختار عند العيني رحمه الله تعالىٰ أنه يشمل الكل، وذلك لأن الحديث ورد بلفظ: مسجدي هذا. فاجتمع فيه الإشارة والتسميه. وفي مثله يعتبر بالتسمية، كما يظهر من الضابطة التى ذكرها صاحب (الهداية) تنبيه: قال الطحاوي رحمه الله تعالىٰ: إن الفضيلة في الحرمين تختص بالفرائض، أما النوافل فالفضل فيها في البيت. قلت: وهو الصواب، فإن النبي صلى الله عليه وسلم لم يؤدها إلا في البيت مع كونه بجنب المسجد''[2]

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۶/۱۰: ۱۴۴۱ھ)

(۱) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاو: باب صفة الصلاة، مطلب في ستر العورة'': ج۱،ص:۴۲۶.

(۲) علامة أنور شاه الكشميري، فيض الباري، ''باب في مسجد قبا'': ج۳،ص:۵۸۹.

اللہ تعالیٰ ستر ماؤں سے زیادہ محبت کرتا ہے، کیا یہ حدیث صحیح ہے؟

ناخون کاٹنے کا مسنون طریقہ:

(۵۵)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

(۱)اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے ستر ماؤں سے زیادہ محبت کرتا ہے کیا یہ صحیح روایت ہے؟

(۲)ناخن کاٹنے کا مسنون طریقہ کیا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: توقیر عالم، ابن مسقیم عالم ضلع ہریدوار

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱) احادیث مبارکہ میں ستر کا عدد میری نگاہ سے نہیں گزرا، ہاں حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کل رحمت کا ایک حصہ مخلوق میں تقسیم کیا اور ننانوے حصے اپنے پاس رکھے، مخلوق جو ایک دوسرے پر رحم کرتی ہے، وہ اسی ایک حصے کی وجہ سے ہے، یہاں تک کہ گھوڑا جو اپنے بچے کو تکلیف پہنچنے کے ڈر سے اس کے اوپر سے اپنا کھر اٹھائے وہ بھی اسی ایک حصے سے ہے۔

''جعل اللّٰہ الرّحمة مائة جزء، فأمسك عنده تسعة وتسعين جزأً، وأنزل في الأرض جزئا واحدا، فمن ذلك الجزء يتراحم الخلق، حتى ترفع الفرس حافرها عن ولدها، خشية أن تصيبه''[1]

اسی طرح بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ جتنا ایک عورت اپنے بچے پر مہربان ہوتی ہے اس سے زیادہ اللہ اپنے بندے پر مہربان ہوتا ہے؛ چنانچہ روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ قیدی آئے، قیدیوں میں ایک عورت بھی تھی، جس کا پستان دودھ سے بھرا ہوا تھا اور وہ دوڑ رہی تھی، اتنے میں ایک بچہ اسکو قیدیوں میں ملا، اس نے جھٹ اپنے پیٹ سے لگایا اور اس کو دودھ پلانے لگی، ہم سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ کیا تم خیال کر سکتے ہو کہ یہ عورت اپنے بچہ کو آگ

(۱)أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الأدب: باب جعل اللّٰه الرحمة مأة جزء": ج۲،ص:۸۸۹،رقم:۶۰۰۰.

میں ڈال سکتی ہے؟ ہم نے عرض کیا: کہ نہیں، جب تک اس کو قدرت ہوگی یہ اپنے بچے کو آگ میں نہیں پھینک سکتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے اس سے بھی زیادہ محبت کرتا ہے، جتنا یہ عورت اپنے بچہ پر مہربان ہوسکتی ہے۔

''عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه: قدم على النبي صلى الله عليه وسلم سبي، فإذا امرأة من السبي قد تحلب ثديها تسقي، إذا وجدت صبيا في السبي أخذته، فألصقته ببطنها وأرضعته، فقال لنا النبي صلى الله عليه وسلم: أترون هذه طارحة ولدها في النار قلنا: لا، وهي تقدر على أن لا تطرحه، فقال: الله أرحم بعباده من هذه بولدها''[1]

(۲) ناخن کاٹنے کا کوئی طریقہ احادیث سے ثابت نہیں ہے؛ اس لیے بعض حضرات کی رائے ہے کہ جس طرح مناسب سمجھے ناخن کاٹ سکتا ہے؛ البتہ امام غزالی نے اسی طرح فتاوی عالمگیری میں اور ملا علی قاری نے مرقات شرح مشکوٰۃ میں ایک مستحب طریقہ لکھا ہے، وہ یہ کہ پہلے داہنے ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے شروع کرے، پھر وسطی پھر بنصر اور خنصر کو کاٹے، اس کے بعد بائیں ہاتھ میں چھوٹی انگلی سے کاٹتا ہوا آئے اور موٹی انگلی پر ختم کرے، اس کے بعد داہنے ہاتھ کی موٹی انگلی کے ناخن کو کاٹے، اس طرح ابتداء اور انتہاء دونوں داہنے سے ہوجائے گی۔ دوسرا طریقہ یہ ہے پہلے داہنے ہاتھ کے مکمل ناخون مکمل کاٹ لے، پھر بائیں ہاتھ کی انگلیوں کے کاٹے، پاؤں میں بھی اسی دوسری ترتیب کو ملحوظ رکھے۔

''وفي شرح الغزاوية روي أنه صلى الله عليه وسلم بدأ بمسبحته اليمنى إلى الخنصر ثم بخنصر اليسرى إلى الإبهام وختم بإبهام اليمنىٰ وذكر له الغزالي في الإحياء وجها وجيها ولم يثبت في أصابع الرجل نقل، والأولى تقليمها كتخليلها. قلت: وفي المواهب اللدنية قال الحافظ ابن حجر: إنه يستحب كيفما احتاج إليه ولم يثبت في كيفيته شيء. وفي الشامي. وفي شرح الغزاوية

(۱) ''أخرجه البخاري، في صحيحه، كتاب الأدب، ج۲،ص:۸۸۹،رقم:۵۹۹۹۔

روي أنه صلى الله عليه وسلم بدأ بمسبحته اليمنى إلى الخنصر ثم بخنصر اليسرى إلى الإبهام وختم بإبهام اليمنى وذكر له الغزالي في الإحياء وجها وجيها ولم يثبت في أصابع الرجل نقل، والأولى تقليمها كتخليلها. قلت: وفي المواهب اللدنية قال الحافظ ابن حجر: إنه يستحب كيفما احتاج إليه ولم يثبت في كيفيته شيء"[1]

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۰/۴/۱۴۴۱ھ)

کیا آپ ﷺ کی سنت کے خلاف کرنا گناہ ہے؟

(۵۶) **سوال:** کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے خلاف کرنا گناہ ہے؟ کیونکہ میں نے ایک عالم سے بیان سنا کہ یقیناً ہمیشہ خیر اسی میں ہوتی ہے کہ ہر حال میں سنت کی اتباع ہو، اور ایک مسلمان کو چاہئے کہ ہمیشہ سنت کی اتباع کرے؛ لیکن ہم قانوناً معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ مثلاً: کپڑا پہلے داہنے ہاتھ میں پہننا سنت ہے؛ لیکن اگر کوئی پہلے بائیں ہاتھ میں پہن لے، تو پھر کیا وہ گناہ شمار ہوگا یا نہیں؟ اس طرح کی بہت ساری مثالیں ہماری روزمرہ کی زندگی میں ہیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: ریاست علی، بجنوری

الجواب وباللہ التوفیق: سنت کی دو قسمیں ہیں، موکدہ اور غیر موکدہ، اول کے اصرار کے ساتھ ترک پر گناہ ہے اور دوسرے پر نہیں[2]۔ اگرچہ غیر موکدہ میں بھی اتباع سنت ہی میں خیر

(۱) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الحظر والإباحة: باب الاستبراء وغيره، فصل في البيع": ج۹، ص:۳۰۶.

(۲) السنة سنتان: سنة أخذها هدى وتركها ضلالة: وسنة أخذها حسن وتركها لا بأس به. (السرخسي، أصول السرخسي: ج۱، ص:۴۱۱)..... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

ہےاوراسی کواپنانا چاہئے۔

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۵/۴: ۱۴۳۷ھ)

”صلاة فی مسجدی بخمسین ألف صلاة“ حدیث کا حکم:

(۵۷)**سوال:** ”وصلوٰته في مسجدي بخمسين ألف صلاة“ کیا یہ حدیث صحیح ہے؟ اگر نہیں، تو یہ کس درجہ کی حدیث ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد جاوید، محی الدین پور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: یہ روایت سنن ابن ماجہ میں ہے اور سند کے اعتبار سے ضعیف ہے۔ البتہ اس سلسلے میں زیادہ صحیح روایت یہ ہے کہ مسجد نبوی میں نماز کا ثواب ایک ہزار نماز کے برابر ہے۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں: ”صلاة في مسجدي هذا أفضل من ألف صلاة في غيره من المساجد إلا المسجد الحرام، وإسناده على شرط الشيخين“[1]

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۶/۶: ۱۴۴۱ھ)

.....گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ.....وذكر في المبسوط قال مكحول: السنة سنتان: سنة أخذها هدى وتركها ضلالة، وسنة أخذها حسن وتركها لا بأس به، السنن التي لم يواظب عليها رسول الله صلى الله عليه وسلم أخذها هدى وتركها ضلالة كالأذان والإقامة وصلاة العيد. (البزدوي، كشف الأسرار شرح أصول البزدوي، "أقسام العزيمة": ج۳،ص:۳۱۰)

(۱) أخرجه ابن ماجه، في سننه، "كتاب إمامة الصلاة: باب ماجاء في الصلوة في المسجد الجامع": ص:۱۰۲، رقم:۱۴۱۳)
ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، "كتاب الصلاة: باب المساجد ومواضع الصلاة": ج۲،ص:۳۶۶، رقم:۶۹۲)

مسجد نبوی میں چالیس نماز پڑھنے کی فضیلت والی حدیث کا حکم:

(۵۸)**سوال**:''من صلى في مسجدي أربعين صلاة لاتفوته صلاة كتب له براءة من النار و براءة من العذاب و براءة من النفاق''(مسند احمد) یہ حدیث کس درجہ کی ہے؟ صحیح، حسن، ضعیف یا موضوع؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد سجاد نعمانی، بہار

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ روایت ضعیف ہے، تاہم فضائل میں قابل عمل ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۱/۶/۶ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

دعاء کے بعد ہاتھ کو چہرے پر پھیرنے والی حدیث کا حکم:

(۵۹)**سوال**:''أخرج الترمذي من حديث عمر بن الخطاب رضي اللّٰه

---

(۱)قال عبد الرحمن المهدي إذا روينا عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم في الحلال والحرام والأحكام شددنا في الأسانيد وانتقدنا في الرجال، وإذا روينا في الفضائل والثواب والعقاب سهلنا في الأسانيد وتسامحنا في الرجال. (شبير أحمد العثماني، مقدمه فتح الملهم:ج۱،ص:۸)

يجوز عند أهل الحديث وغيرهم التساهل في الأسانيد ورواية ماسوى الموضوع من الضعيف والعمل به من غير بيان ضعفه من غير صفات اللّٰه تعالىٰ والأحكام كالحلال والحرام، ومما لا تعلق له بالعقائد والأحكام. (عبد الرحمن بن أبي بكر السيوطي، تدريب الراوي في شرح تقريب النووي، ''شروط العمل بالأحاديث الضعيفة'':ج۱،ص:۳۵۰)

وأما الاحتجاج بالضعيف غير الموضوع، فيجب أن يعلم أنه لا يعمل به في الأحكام والعقائد على القول الصحيح الذي عليه جمهور أهل العلم والاحتجاج به في المواعظ والقصص وفضائل الأعمال وسائر فنون الترغيب والترهيب، فقد اختلف العلماء فيه على ثلاثة أقوال: القول الأول أنه يعمل به مطلقاً وإلى هذا ذهب جمهور العلماء. (الشيخ عبد الحق المحدث، كشف المغيث في شرح مقدمة الحديث:ص:۳۵۲)

عنه قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا رفع يديه في الدعاء لم يحطهما حتى يمسح بهما وجهه؛ و أخرج أبو داؤد عن حديث ابن عباس رضي الله عنهما وقال فيه: فإذا فرغتم فامسحوا بها وجوهكم ''یہ حدیث کیسی ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد شعیب، مرزاپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: امام ترمذی نے اس حدیث کو نقل کیا ہے اور غریب کہا ہے، اسی طرح حاکم اور ذہبی نے بھی اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ امام نووی نے اذکار میں نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کی سند ضعیف ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: امانت علی قاسمی

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۴۱/۶/۲۷ھ)

الجواب صحیح:

محمد عارف قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

''کنت نورا بین یدی ربی عزوجل'' حدیث کی تحقیق:

(۶۰)**سوال:** ''نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب صلی اللہ علیہ وسلم'' میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث لکھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اپنے رب کے سامنے ایک نور تھا آدم علیہ السلام کی تخلیق سے تقریباً چالیس ہزار سال پہلے۔ اس حدیث کی تحقیق مطلوب ہے۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد کریم اللہ بنگال

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حدیث میں چودہ ہزار سال کا تذکرہ ہے۔ اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی ''نشر الطیب'' میں بھی چودہ ہزار سال کا ہی تذکرہ ہے۔ حدیث احکام ابن القطان کے حوالے سے متعدد کتابوں میں مذکور ہے۔ عجلونی کی ''کشف الخفا'' میں اسی طرح ''سیرت حلبیہ، شرح الزرقانی علی المواہب'' اشرف المصطفیٰ وغیرہ کتب میں یہ حدیث مذکور ہے، تاہم حدیث کی

(۱)أبو الحسن عبيد الله المباركفوري، مرعاة المفاتيح شرح مشكوة المصابيح: ج۷،ص:۳۴۶.

اسنادی حیثیت پر کہیں کوئی کلام نہیں ملا۔

''كنت نورا بين يدي ربي عزوجل قبل أن يخلق بأربعة عشر ألف عام نقله العجلوني في الخفاء عن العلقمي عن علي بن الحسين عن أبيه عن جده مرفوعا في هذا الإسناد على وابنه صحابيان وسبطه على بن الحسين الملقب بزين العابدين تابعي و أورده القسطلاني في باب أول المخلوقات عن مرزوق عن على بن الحسين عن أبيه عن جده''[1]

الجواب صحیح:
محمد عارف قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی
محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۰/۶:۱۴۴۱ھ)

کیا اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی شکل میں پیدا کیا ہے؟

(۶۱) **سوال:** میں نے ایک حدیث متعدد مرتبہ سنی ہے؛ لیکن اس کی صحت کے بارے میں معلوم نہیں ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی شکل میں پیدا کیا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد صفوا، بندی پور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جی یہ حدیث بخاری وغیرہ متعدد کتب حدیث میں ہے ''إن اللّٰه خلق آدم على صورته'' کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے یہاں ''ہ'' ضمیر بعض لوگوں کے نزدیک خود حضرت آدم علیہ السلام کی طرف لوٹ رہی ہے، یعنی حضرت آدم علیہ السلام کو، ان کو اپنی صورت کا بنایا ہے؛ لیکن صحیح یہ ہے کہ ''ہ'' ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ رہی ہے؛ اس لیے کہ ایک روایت میں صورۃ الرحمٰن بھی ہے۔[2]

(۱) عبد الرشيد بن ابرهيم، فرحة اللبيب بتخريج أحاديث نشر الطيب، ص:۶۹.

(۲) عن أبي هريرة عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: خلق اللّٰه آدم على صورته، طوله ستون ذراعا، فلما خلقه قال إذهب فسلم على أولئك النفر من الملائكة جلوس، فاستمع ما يحيونك،..... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

اورصورت سے مراد صفت ہے، حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی صفت کے ساتھ پیدا کیا ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۱/۶/۱۱ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، ندوی، محمد اسعد جلال قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور سب سے پہلے تخلیق ہوا؟

(۶۲) **سوال**: مجھے معلوم ہوا کہ کچھ ایسی احادیث بھی ہیں جو یہ ثابت کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور سب سے پہلے تخلیق ہوا، کچھ احادیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور لوح وقلم، زمین وآسمان؛ بلکہ ہر مخلوق پر مقدم ہے۔ کیا یہ صحیح ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عمیر، محی الدین پور

.....گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ..... فإنها تحيتك وتحية ذريتك. فقال: السلام عليكم. فقالوا: السلام عليك ورحمة الله. فزادوه ورحمة الله، فكل من يدخل الجنة على صورة آدم، فلم يزل الخلق ينقص بعد حتى الآن. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب الإستيذان: باب بدء السلام'': ج۲،ص:۹۱۹،رقم:۱۳۲۸)

قوله: (خلق الله آدم على صورته)، والصواب أن الضمير راجع إلى الله تعالى لما في بعض الطرق: (على صورة الرحمن) وإذن أشكل شرحه. فقال القاضي أبو بكر بن العربي: إن المراد من الصورة الصفة، والمعنى: أن الله تعالى خلق آدم على صفاته. وتفصيله أنه وضع في بني آدم أنموذا من الصفات الإلهية، وليس من الكائنات أحد من يكون مظهرا كاملا لتلك الصفات، إلا هو. ألا ترى أن صفة العلم التى هي من أخص الصفات لا توجد إلا في الإنسان؟ فإن سائر الحيوانات ليس فيها إلا قوة مخيلة.

وقيل: الغرض من إسناد الصورة إلى نفسه، مجرد التشريف والتكريم، على ما ينطق به النص: ﴿لقد خلقنا الإنسان في أحسن تقويم﴾ (سورة التين:۴)وليس المراد منه: أن لله تعالى أيضا صورة. ..... (علامه أنور شاه الكشميري، فيض الباري،''كتاب الاستيذان، باب بدء السلام'': ج۶،ص:۱۸۷،رقم:۶۲۲۷)

(۱) أخرجه البخاري، في صحيحه، كتاب الاستيذان: باب بدء الإسلام ج۲،ص:۲۱۹،رقم:۱۳۲۸

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مصنف عبدالرزاق کے حوالہ سے یہ حدیث لکھی ہے، مگر مصنف عبدالرزاق میں موجود نہیں ہے، اس لیے علماء نے اس کو موضوع قرار دیا ہے۔[۱]

''ومنها ما ذكره العجلوني في كشف الخفا (ج۱،ص:۲۶۵)، قال: روي عبد الرزاق بسنده عن جابر بن عبد اللّٰه قال: قلت: يا رسول اللّٰه بأبي أنت وأمي أخبرني عن أول شيء خلقه اللّٰه قبل الأشياء؟ قال: يا جابر إن اللّٰه تعالىٰ خلق قبل الأشياء نور نبيك من نوره فجعل ذلك النور يدور بالقدرة حيث شاء، ولم يكن في ذلك الوقت لوح ولا قلم ولا جنة ولا نار ولا ملك ...الحديث بطوله. وهذا لم نقف عليه في المطبوع من المصنف للحافظ عبد الرزاق''[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۵/۷/۱۴۴۱ھ)

الجواب صحیح:
محمد عارف قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کا ثبوت قرآن وحدیث سے:

(۶۳)**سوال:** کیا قرآن وحدیث میں ایسا کوئی ثبوت ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر آئے ہیں۔ حدیث کا درجہ اور حدیث کا حوالہ بھی دیں۔

---

(۱) وفي الدر أيضا عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: سمعت رسول اللّٰه يقول إن أول شيء خلق اللّٰه القلم ثم النون الخ ..... أخرجه الحكيم الترمذي هذا وروي أن أول ما خلق اللّٰه العقل وأن أول ما خلق اللّٰه نوري وأن أول ما خلق اللّٰه روحي وأن أول ما خلق اللّٰه العرش والأولية من الأمور الإضافية، فيؤول أن كل واحد مما ذكر خلق قبل ما هو من جنسه، فالقلم خلق قبل جنس الأقلام، ونوره قبل الأنوار وإلا فقد ثبت أن العرش قبل خلق السموات والأرض فتطلق الأولية على كل واحد بشرط التقييد، فيقال: أول المعاني كذا وأول الأنوار كذا، ومنه قوله: أول ما خلق اللّٰه نوري وفي رواية روحي ومعناهما واحد فإن الأرواح نورانية أي أول ما خلق اللّٰه من الأرواح روحي، رواه الترمذي وقال هذا حديث غريب إسنادا أي لا متنا. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح،''كتاب الإيمان: باب الإيمان بالقدر'': ج۱،ص:۱۶۷،رقم:۹۴)

(۲) أبوسعيد عبدالملك، شرف المصطفى: ج ۱،ص: ۳۰۷؛ و نور الدين برهان الحلبي، السيرة الحلبية: ج۱،ص:۲۱۴؛ و إسماعيل بن محمد، كشف الخفاء حرف الهمزه مع الهاء: ج۱،ص:۳۰۲.

''قلت يا رسول الله كم وفي عدة الأنبياء قال مائة ألف وأربعة وعشرون ألفا الرسل من ذلك ثلاث مائة وخمسة عشر جما غفيرا'' حدیث مذکور سند ومتن کے اعتبار سے کیسی ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عرفان، بستی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ روایت کو امام احمد (حدیث نمبر: ۲۲۳۴۲)، امام طبرانی (حدیث نمبر: ۷۸۷۱) نے نقل کیا ہے۔ علامہ ہیثمی نے لکھا ہے کہ اس کے رواۃ صحیح ہیں۔ اور امام حاکم نے علی شرط مسلم اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔[1]

الجواب صحیح:
محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۸/۷/۱۴۴۱ھ)

حی علی الصلاۃ پر کھڑے ہونے سے متعلق حدیث:

(۶۴) **سوال:** ہماری مسجد کے امام صاحب کا اختلاف سننے میں آیا جو کہ بریلوی مسلک سے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ میرے پیچھے نماز پڑھنے والے تمام مقتدی ''حي على الصلوه'' پر کھڑے ہوں۔ کیا یہ صحیح ہے؟ کیا اس بارے میں کوئی حدیث ہے؟ یا کوئی ثبوت ہے، جس کو میں دکھا

---

(۱) وفي رواية عن أبي أمامة رضي الله عنه، قال أبوذر رضي الله عنه: قلت: يا رسول الله صلى الله عليه وسلم كم وفاء عدة الأنبياء قال مأة ألف أربعة وعشرون ألفاً الرسل من ذلك ثلثماية وخمسة عشر جما غفيراً. (مشكوٰة المصابيح، ''كتاب الفتن: باب بدء الخلق وذكر الأنبياء عليهم السلام، الفصل الثالث'': ج ۲، ص: ۵۱۱، رقم: ۵۷۳۷)

العدد في هذا الحديث وإن كان مجزوما به، لكنه ليس بمقطوع، فيجب الإيمان بالأنبياء والرسل مجملا من غير حصر في عدد، لئلا يخرج أحد منهم، ولا يدخل أحد من غيرهم فيهم. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ''كتاب الفتن: باب بدء الخلق وذكر الأنبياء عليهم السلام'': ج ۱۱، ص: ۴۳ رقم: ۵۷۳۷)

سکوں۔ کیونکہ انھوں نے چیلنج کیا ہے کہ کوئی ثبوت پیش کرے۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد جاوید، محی الدین پور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: فقہ کی کتابوں میں ''حي على الصلوه'' پر کھڑے ہونے کو مستحب لکھا ہے، جس کا مطلب علامہ طحطاوی نے یہ لکھا ہے کہ ''حي على الصلوه'' پر ہر حال میں کھڑا ہو جانا چاہئے، اس سے تاخیر کرنا درست نہیں ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس سے پہلے کھڑے ہونا درست نہیں ہے۔ امام صاحب کا ''حي على الصلوٰه'' پر کھڑے ہونے پر اصرار کرنا درست نہیں ہے۔ صفوں کو درست کرنا واجب ہے اور واجب پر عمل کرنا مستحب پر عمل کرنے سے زیادہ ضروری ہے۔ حضرات صحابہؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں تشریف لاتے دیکھ کر کھڑے ہو جاتے تھے، اور اسی وقت حضرت بلال رضی اللہ عنہ تکبیر شروع فرماتے تھے۔[1] معلوم ہوا کہ ابتداء تکبیر میں کھڑا ہونا بھی درست ہے؛ بلکہ صفوں کی درستگی کے لئے یہی صورت بہتر ہے تاکہ اقامت کے ختم ہونے سے پہلے مکمل صف درست ہو جائے۔

''عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه يقول أقيمت الصلوة قمنا فعدلنا الصفوف قبل أن يخرج إلينا رسول اللّٰه''[2] اس حدیث کے ذیل میں علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اس میں اشارہ اس طرف ہے کہ یہی ان کے نزدیک سنت ہے[3] حضرت حافظ ابن حجر اپنی

---

(۱) أخرجه مسلم، في سننه، ''كتاب الصلوٰة: باب متى يقوم الناس للصلوٰة'': ج۱،ص:۲۲۰)

(۲) فأتي رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم حتى إذا قام في مصلاه قبل أن يكبر ذكر فانصرف وقال لنا مكانكم فلم نزل قياماً ننظره حتى خرج إلينا وقد اغتسل ينطف رأسه ماء فكبر فصلى بنا. (أخرجه مسلم، في سننه، ''كتاب الصلوٰة: باب متى يقوم الناس للصلوٰة'': ج۱،ص:۲۲۰،رقم:۱۵۷)

(۳) (قوله فقمنا فعد لنا الصفوف) إشارة إلى أنه هذه سنة معهودة عندهم. (النووي على مسلم، ''كتاب الصلاة: باب من أدرك ركعة من الصلاة فقد أدرك تلك الصلاة'': ج۱،ص:۲۲۱)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه، أن الصلوٰة كانت تقام لرسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فيأخذ الناس مقامهم قبل أن يأخذ النبي صلى اللّٰه عليه وسلم. (أخرجه أبو داود، في سننه، ''كتاب الصلوٰة: باب في الصلوٰة تقام ولم يأت الإمام ينظرونه قعوداً'': ج۱،ص:۸۰،رقم:۵۴۱)..... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

کتاب فتح الباری شرح بخاری میں ابن شہاب کی روایت نقل فرماتے ہیں، جس میں بالکل صریح ہے کہ وہ لوگ تکبیر کہتے ہی کھڑے ہوجایا کرتے تھے۔

''روي عبدالرزاق عن ابن جريج عن ابن شهاب أن الناس كانوا ساعة يقول المؤذن الله أكبر يقومون إلى الصلاة فلا يأتي النبي صلى الله عليه وسلم مقامه حتى تعتدل الصفوف''(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۱:۷/۱۱)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد اسعد جلال قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

جب حیاء نہ رہے تو جو مرضی وہ کر!

(۶۵)**سوال**: حضرات مفتیان کرام!

عرض ہے کہ ایک مقولہ عوام الناس کے مابین زبان زد ہے کہ: ''جب حیاء نہ رہے تو جو مرضی ہو کر''۔ کیا یہ مقولہ ہے؟ یا کوئی حدیث کی کتابوں میں مذکور ہے؟ اور اس کا مطلب کیا ہے؟ براہ کرم جواب دے کر ممنون فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: شمشیر الاسلام، مدرسہ فیض القرآن، مرادآباد

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شرم وحیاء کے ذریعہ انسان کو خیر و بھلائی حاصل ہوتی ہے آدمی منکرات ولغویات سے بچا رہتا ہے؛ لیکن جب حیاء نہ رہے تو اس شخص سے خیر رخصت ہوجاتی ہے اور شر اپنا ٹھکانہ مضبوط کرلیتا ہے، حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے نے سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً ایک روایت نقل کی ہے: نبوت کے کلام سے لوگوں نے جو آخری بات پائی ہے وہ

.....گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ.....وعن أنس رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: سووا صفوفكم فإن تسوية الصفوف من إقامة الصلوٰة: متفق عليه إلا عن المسلم من تمام الصلوٰة. (مشكوٰة المصابيح، ''كتاب الصلوٰة، باب تسوية الصفوف'': ج۱،ص:۹۸، ۱۰۸۷)

(۱) ابن حجر العسقلاني، فتح الباري، ''كتاب الصلاة: باب متى يقوم الناس إذا رأوا الإمام عند الإقامة'': ج۲،ص:۱۲۰، رقم:۶۳۷.

یہ ہے کہ ’’جب تجھے حیاء نہ رہے تو جو مرضی ہو کر‘‘۔

’’عن ابن مسعود رضي اللّٰه عنه قال: قال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم إن مما أدرك الناس من كلام النبوة الأولىٰ إذا لم تستحي فاصنع ما شئت‘‘[1]

الحاصل: مذکورہ عبارت جو عوام کے درمیان زبان زد ہے وہ کسی کا مقولہ نہیں؛ بلکہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے؛ اس لئے اس کو لوگوں کا مقولہ سمجھنا صحیح نہیں ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۵/۴:۱۴۴۲ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی، محمد اسعد جلال، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

یوسف علیہ السلام کو آدھا حسن دیا گیا اور مجھے پورا، کیا یہ حدیث صحیح ہے؟

(۶۶) **سوال**: یوسف علیہ السلام کو آدھا حسن دیا گیا اور مجھے پورا۔ کیا یہ صحیح حدیث ہے؟ اس کی تفصیل کیا ہے؟ محمد صلی اللہ علیہ وسلم حضرت یوسف علیہ السلام سے زیادہ خوبصورت ہیں، اس کی دلیل کیا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد صفوا، بندی پور

الجواب وباللّٰه التوفيق: ان الفاظ کے ساتھ حدیث نہیں ملی۔ تاہم مضمون کے اعتبار سے یہ درست ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو نصف حسن دیا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کامل حسن دیا گیا۔ مختلف روایتوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل الحسن ہونا ذکر کیا گیا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو خوبصورت پیدا کیا اور تمہارے نبی سب سے زیادہ خوبصورت تھے۔[2]

---

(۱) أخرجه البخاري، في صحيحه، ’’كتاب الأدب: باب إذا لم تستحي فاصنع ما شئت‘‘: ج۲،ص:۹۰۴،رقم:۶۱۲۰.

(۲) وفي حديث أنس رضي اللّٰه عنه ..... وقال في السماء الثالثة فإذا أنا بيوسف إذا هو قد أعطي شطر الحسن فرحب بي ودعا لي بخير الخ. (مشكوٰة المصابيح، ’’كتاب الفتن: باب في المعراج‘‘: ج۲،ص: ۵۲۸،رقم:۵۸۶۳)

''قال ابن القيم في بدائع الفوائد: قول النبي صلى الله عليه وسلم عن يوسف ''أوتى شطر الحسن'' قالت طائفة المراد منه أن يوسف أوتى شطر الحسن الذي أوتيه محمد فالنبي صلى الله عليه وسلم بلغ الغاية في الحسن ويوسف بلغ شطر تلك الغاية قالوا: ويحقق ذلك ما رواه الترمذي من حديث قتادة عن أنس رضي الله عنه قال:''ما بعث الله نبيا إلا حسن الوجه حسن الصوت وكان نبيكم أحسنهم وجها وأحسنهم صوتا''[1] (قد أعطي شطر الحسن)، قال المظهر: أي: نصف الحسن. أقول: وهو محتمل أن يكون المعنى نصف جنس الحسن مطلقا، أو نصف حسن جميع أهل زمانه. وقيل بعضه لأن الشطر كما يراد به نصف الشيء قد يراد به بعضه مطلقا. أقول: لكنه لا يلائمه مقام المدح وإن اقتصر عليه بعض الشراح، أللهم إلا أن يراد به بعض زائد على حسن غيره، وهو إما مطلق فيحمل على زيادة الحسن الصوري دون الملاحة المعنوية لئلا يشكل نبينا صلى الله عليه وسلم وإما مقيد بنسبة أهل زمانه وهو الأظهر / وقد قال بعض الحفاظ من المتأخرين، وهو من مشايخنا المعتبرين: أنه صلى الله عليه وسلم كان أحسن من يوسف عليه السلام إذ لم ينقل أن صورته كان يقع من ضوئها على جدران ما يصير كالمرآة يحكى ما يقابله، وقد حكي عن صورة نبينا صلى الله عليه وسلم؛ لكن الله تعالى ستر عن أصحابه كثيرا من ذلك الجمال الباهر، فإنه لو برز لهم لم يطيقوا النظر إليه كما قاله بعض المحققين: وأما جمال يوسف عليه السلام فلم يستر منه شيء اهـ''[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: امانت علی قاسمی

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۵/۷/۱۴۴۱ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی

محمد اسعد جلال، محمد عمران گنگوہی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) ابن القيم، بدائع الفوائد: ج۳،ص:۲۰۶.

(۲) ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ''كتاب الفتن: باب في المعراج'': ج۱۱،ص:۱۴۹،رقم:۵۸۶۳.

کیا صحابہ کی تعداد ایک لاکھ پچیس ہزار ہے؟

(۶۷)**سوال**: میں نے بہت سی تقریریں سنیں علماء نے صحابہؓ کی تعداد ایک لاکھ پچیس ہزار بیان فرمائی۔ کیا یہ شمار قرآن وحدیث میں کہیں بیان ہوئے؟ بحوالہ بتائیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد ارشاد احمد، دہلی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حضرات صحابہؓ کی تعداد کے سلسلہ میں قرآن وحدیث میں کوئی واضح صراحت نہیں ملی۔ حافظ ابن صلاح نے مقدمہ ابن صلاح میں امام ابوزرعہ رازی کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ صحابہ کرامؓ کی مجموعی تعداد ایک لاکھ چودہ ہزار تھی۔ ''**قبض رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن مأة ألف وأربعة عشر ألفا من الصحابة ممن روي عنه وسمع منه وفي رواية ممن رآه وسمع منه**''[1] البتہ حافظ عراقی نے لکھا ہے کہ حضرات صحابہؓ کو شمار کرنا اور ان کی تعداد متعین کرنا دشوار ہے، اس لیے کہ وہ حضرات ملکوں میں منتشر تھے۔ امام بخاری نے اپنی صحیح میں کعب بن مالک کے تبوک میں پیچھے رہ جانے کے قصہ کے ذیل میں لکھا ہے کہ ''**أصحاب رسول اللّٰہ کثیر لایجمعهم کتاب حافظ**''[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۴۱/۷/۸ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی

محمد عمران گنگوہی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

سورہ حشر کی آخری تین آیات پڑھنے کی فضیلت:

(۶۸)**سوال**: کیا معاقل بن یسار سے مروی یہ حدیث صحیح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جو صبح ہر روز تین مرتبہ ''**أعوذ باللّٰہ السمیع العلیم، من الشیطان الرجیم**'' اور پھر سورہ

(۱)إبراهيم بن موسىٰ الشافعي، مقدمه ابن الصلاح. (النوع التاسع والثلاثون: ج۲،ص:۵۰۱)

(۲)أحمد بن علي بن محمد، الإصابة في تمييز الصحابة: ج۱،ص:۸۷.

حشر کی آخری تین آیات پڑھے، تو اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتے اس پر رحمت کے لیے اگلی صبح تک بھیجتے رہتے ہیں۔ اگر اس دن اس کا انتقال ہوجائے، تو شہادت کی موت ہوگی، اگر شام میں کہے، تو یہی ثواب ہوگا۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد فرمان، میدپور، میرٹھ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: یہ حدیث متعدد کتب حدیث میں مذکور ہے، امام ترمذی نے اس پر حدیث ''غریب'' کا حکم لگایا ہے؛ جبکہ ترمذی کے بعض نسخوں میں ''حسن غریب'' مذکور ہے۔ سنن دارمی کے محقق نے حدیث کو حسن قرار دیا ہے، بعض حضراتِ محدثین نے حدیث کے ایک راوی خالد بن طہمان کی وجہ سے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے، تاہم فضائل اعمال کے باب میں یہ روایت قابل عمل ہے۔[1]

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، ندوی، محمد عارف قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۹/۷/۱۴۴۱ھ)

---

(۱)عن معقل بن يسار عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من قال حين يصبح أعوذ بالله السميع العليم من الشيطان الرجيم وثلاث آيات من آخر سورة الحشر وكل الله به سبعين ألف ملك يصلون عليه حتى يمسي وإن قالها مساء فمثل ذلك حتى يصبح، قال حسين: سليم أسد: إسناده حسن. (أخرجه عبد الله بن عبد الرحمن، في سنن دارمي:ج۲،ص:۵۵۰،رقم:۳۴۲۵)

هذا حديث حسن غريب صحيح، أخرجه الترمذي، في سننه، "أبواب الدعوات، باب ما جاء في الدعاء إني أصبح وأمسي":ج۲،ص:۱۷۶،رقم:۳۳۸۸)

خالد بن طهمان، أبو العلاء الخفاف:

حدثني نافع بن أبي نافع عن معقل بن يسار عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من قال حين يصبح ثلاث مرات: أعوذ بالله السميع العليم من الشيطان الرجيم وقرأ ثلاث آيات من آخر سورة الحشر، وكل الله به سبعين ألف ملك يصلون عليه حتى يمسي، وإن مات في ذلك اليوم مات شهيداً، ومن قالها: حين يمسي كان بتلك المنزلة هذا حديث حسن غريب، لا نعرفه إلا من هذا الوجه. (محمد ناصر الدين، صحيح وضعيف سنن الترمذي:ج۱،ص:۳۱۵،رقم:۲۹۲۲)..... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

پہاڑ کے راستے میٹھی نہر جاری ہونے والی حدیث:

(۶۹) **سوال**: حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک واقعہ بیان کیا کہ ایک آدمی نے ماضی میں اللہ تعالیٰ کی مسلسل پانچ سو برس عبادت کی، اس کو اللہ نے پہاڑ پر سایہ دیا، جہاں اطراف میں کھارا پانی تھا۔ اللہ نے صرف اس ایک آدمی کے لیے پہاڑ کے راستے ایک میٹھی نہر جاری کردی۔ وہ آدمی اس میں سے پانی پیتا تھا اور وضو کرتا تھا، اللہ نے ایک انار کا درخت اگا دیا، جس کا پھل روزانہ وہ کھاتا تھا۔ کیا یہ حدیث ہے؟ اس کی سند کیسی ہے حوالہ دیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد اقتدار، مرزا مراد

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ حدیث مستدرک علی صحیحین میں ہے اور حاکم نے اس پر صحیح کا حکم لگایا ہے۔[1]

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۱/۷/۱۴۴۱ھ)

.....گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ.....عن أبي علاء خالد بن طهمان، عن نافع ولم ينسبه عن معقل بن يسار رفعه من قال حين يصبح أعوذ باللّٰه السميع العليم من الشيطان الرجيم وثلاث آيات من سورة الحشر، وكل اللّٰه تعالىٰ ألف ملك يصلون عليه حتى يمسي الحديث، وقال حسن غريب، لا نعرفه إلا من هذا الوجه انتهى ولم يصفه إلا بنافع بن أبي نافع وكذلك أخرجه الدارمي في مسنده، عن أبي هريرة من طريق أبي أحمد الزبيري وأخرج الحليمي في مسنده عن أبي أحمد الزبيري ثلاثة أحاديث. (أحمد بن علي بن محمد، تهذيب التهذيب: ج۱،ص:۴۱۱)

(۱) الحاكم، في مستدركه، ج۴،ص: ۲۷۸، رقم: ۷۶۳۷.

عن جابر بن عبد اللّٰه، رضي اللّٰه عنهما قال: خرج علينا النبي صلى اللّٰه عليه وسلم، فقال: خرج من عندي خليلي جبريل آنفاً، فقال: يا محمد، والذي بعثك بالحق إن للّٰه عبداً من عبيده عبد اللّٰه تعالىٰ خمس مائة سنة على رأس جبل في البحر عرضه وطوله ثلاثون ذراعاً في ثلاثين ذراعاً، والبحر المحيط به أربعة آلاف فرسخ من كل ناحية وأخرج اللّٰه تعالىٰ له عيناً عذبة بعرض الأصبع تبض.....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

نماز کو اگر اپنے وقت میں نہ پڑھے:

(۷۰)**سوال**: فضائل اعمال میں ایک روایت آتی ہے کہ جو نماز کو اپنے وقت پر نہیں پڑھے گا ایک کروڑ اسی لاکھ سال جہنم میں جلے گا۔

یہ حدیث کی کس کتاب میں ہے اس کی سند مطلوب ہے اور حدیث کس درجے کی ہے؟ جزاک اللہ خیرا

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شعیب، محی الدین پور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حدیث کی معتبر کتابوں میں یہ حدیث ہمیں نہیں ملی؛ لیکن قرآن کریم کی آیت سے اس طرح کے مفہوم کی تائید ہوتی ہے۔[1]

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۳/۷/۱۴۳۸ھ)

غیر مسلم کو بھائی کہنا:

(۷۱)**سوال**: جیسا کہ بہت سارے مسلمان غیر مسلموں کو بھائی کہتے ہیں، حدیث

.....گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ..... بماء عذب فتستنقع في أسفل الجبل وشجرة رمان تخرج له كل ليلة رمانة فتعذيه يومه، فإذا أمسىٰ نزل فأصاب من الوضوء وأخذ تلك الرمانه فأكلها ثم قام لصلاته ..... قال جبريل عليه السلام: إنما الأشياء برحمة اللّٰه تعالىٰ يا محمد، هذا حديث صحيح الإسناد. (أبو عبد اللّٰه الحاكم محمد بن عبد اللّٰه، في مستدركه: ج۴،ص:۲۷۸)

(۱)﴿لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ أَحْقَابًا ۝﴾(سورة النباء:۲۳)وفي التفسير:

أحقاباً جمع حقب والحقب الواحد: ثمانون سنة كل سنة إثنا عشر شهراً، كل شهر ثلاثون يوماً، كل يوم ألف سنة، روي ذلك عن علي بن أبي طالب رضي اللّٰه عنه. (البغوي، تفسير البغوي،''سورة النباء''۲۳،ج۵،ص:۲۰۱)

میں تو ہے کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، تو غیر مسلم کس طرح سے بھائی ہوئے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عمیر، کلکتہ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسلمان مسلمان کا دینی بھائی ہے[1] اور غیر مسلم وطنی بھائی ہیں اور کچھ تو نسبی بھائی بھی ہوتے ہیں۔[2]

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۸/۴/۱۴۴۰ھ)

کیا صحاح ستہ غلط ہیں؟
کیا حضرت عثمانؓ کو حضرت علیؓ نے قتل کروایا؟

(۷۲) **سوال:** ہماری مسجد کے امام قاری سلطان محمود اعوان صاحب کہتے ہیں کہ وہ صحاح ستہ کو نہیں مانتے؛ کیونکہ ان میں بہت کچھ جھوٹ لکھا ہے، وہ فقط موطا امام مالک کو مانتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شہید کروایا اور ان کے مقابلے میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حق پر تھے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ دور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ میں راہزنی اور ڈاکے مارتے تھے۔ مزید وہ یہ کہتے ہیں کہ شیعہ کے بارہ اماموں نے عبداللہ بن سبا سے بھی زیادہ اسلام کو نقصان پہنچایا ہے۔ براہ کرم ان نظریات کے حوالے سے ہماری راہنمائی فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اقتدار، بستی

---

(۱) ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ إِخْوَةٌ﴾ (حجرات:۱۰)

(۲) كل شيئين يكون بينهما اتفاق تطلق عليهما إسم الأخوة. (العيني، عمدة القاري شرح البخاري، "باب لا يظلم المسلم المسلم ولا يسلمه": ج۱۲، ص:۲۸۹، رقم:۲۴۴۲)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: یہ تمام نظریات سراسر غلط اور تاریخ سے عدم واقفیت پر مبنی ہیں۔ان نظریات کا حامل شخص گمراہ اور صراط مستقیم سے ہٹا ہوا ہے۔اس کی باتوں پر بالکل توجہ نہ دی جائے۔ان نظریات کی کوئی بنیاد نہیں ہے؛ بلکہ سب اٹکل ہے جو اس شخص نے خود سے گھڑ لیے ہیں۔ یہ نظریات حدیث واجماع کے خلاف ہونے کی وجہ سے مردود ہیں۔اس شخص سے ہی ان نظریات پر ثبوت طلب کرلیں،تو اس کی حقیقت سامنے آجائے گی۔

صحاح ستہ کے حوالہ سے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:''چھ کتابیں جو کہ اسلام میں مشہور ہیں، محدثین کے مطابق وہ صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ ہیں۔ان کتابوں میں حدیث کی جتنی قسمیں ہیں صحیح، حسن اور ضعیف، سب موجود ہیں اور ان کو صحاح کہنا تغلیب کے طور پر ہے۔''[۱] حاصل یہ ہے کہ نہ صحاح ستہ کی ہر حدیث صحیح ہے اور نہ اُن سے باہر کی ہر حدیث ضعیف ہے؛ لہٰذا چند روایات کے ضعیف ہونے کی وجہ سے سب کا انکار کردینا غلط ہے۔حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں جو کچھ باتیں لکھی ہیں وہ سب غلط ہیں۔[۲]

اس سلسلے میں حضرت معاویہؓ اور تاریخی حقائق کا مطالعہ مفید ہوگا۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۱/۱۰/۱۴۴۱ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی

امانت علی قاسمی، محمد عمران گنگوہی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) الشيخ عبد الحق الدهلوي، أشعة اللمعات، شرح مشكوٰة المصابيح: ج۱،ص:۱۳۹.

(۲) يقول: لقد قتل عثمان وما أعلم أحدًا يتهم عليًا في قتله أسمى المطالب في سيرة علي بن أبي طالب: ج۱،ص: ۴۴۰)؛ وتاريخ ابن عساكر، ترجمة عثمان، ص: ۳۵؛ ولقد أنكر علي رضي اللّٰه عنه قتل عثمان رضي اللّٰه عنه وتبرأ من دمه، وكان يقسم على ذلك في خطبه وغيرها أنه لم يقتله ولا أمر بقتله ولا مالأ ولا رضي، وقد ثبت ذلك عنه بطريق تفيد القطع. (ابن كثير، البداية والنهاية: ج۷،ص:۲۰۲)

اللہ کی قسم میری امت میرے بعد شرک میں مبتلا نہیں ہوگی اس حدیث کی تحقیق:

(۷۳)**سوال**: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلے کے بارے میں:

بخاری شریف کی ایک روایت ہے کہ ''اللہ کی قسم میری امت میرے بعد شرک میں مبتلا نہیں ہو سکتی''، تو کیا اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آج کے اس دور میں کوئی بھی مشرک نہیں ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد جاوید، ملاواں

الجواب وباللّٰہ التوفیق: روایت کا مطلب یہ ہے کہ پوری کی پوری امت کبھی شرک میں مبتلا نہیں ہوگی؛ بلکہ ہر دور میں کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو شرک سے بچنے والے ہوں گے؛ جب کہ کچھ لوگ شرک بھی کریں گے، جیسا کہ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''**لا تقوم الساعة حتى تلحق قبائل من أمتي بالمشركين وحتى تعبد قبائل من أمتي بالأوثان**''[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۱/۱۰/۱۴۴۱ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، محمد عمران گنگوہی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

وتر کے بعد اسی جگہ بیٹھے ہوئے دو سجدے کرنا:

(۷۴)**سوال**: ایک صاحب نے بیان کیا کہ حضرت فاطمہؓ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ وتر کے بعد دو سجدے اسی جگہ بیٹھے بیٹھے کرنے ہیں، پہلے سجدہ میں پانچ بار ''**سبوح قدوس رب الملائكة والروح**'' پڑھنا ہے، پھر بیٹھ کر آیۃ الکرسی ایک بار، پھر سجدہ کرنا اور وہی دعا

(۱) أخرجه أبوداود، في سننه، "كتاب الفتن: ذكر الفتن ودلائلها": ج ۲،ص:۵۷۴؛ أخرجه الترمذي، في سننه، "باب ما جاء لا تقوم الساعة حتى يخرج كذابون": ج۲،ص:۱۷۷،رقم:۲۲۱۹)

پانچ بار پڑھنی ہے، ایسا کرنے پر سرا ٹھانے سے پہلے اس کے لیے سو حج اور سو عمرہ کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے اور اس کو شہیدوں کے ساتھ اٹھایا جائے گا وغیرہ، کیا یہ حدیث درست ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد اسرائیل، ہردوئی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: احادیث کی معتبر کتابوں میں اس کا ذکر ہمیں نہیں ملا، علامہ حلبی نے اس کے بطلان کی صراحت کی ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۲۸/۱:۱۴۳۹ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

حدیث میں ''یدا بید'' کا کیا مطلب ہے؟

(۷۵)**سوال:** معاملات کے اندر جو حدیث رسول ہے ''**الحنطة بالحنطة والشعير بالشعير الخ**''۔ اس کے آخر میں جو لفظ ''یداً بیدٍ'' کا آیا ہے، کیا اگر کوئی معاملہ ایسا ہو، جس میں ''یداً بیدٍ'' نہ ہو، مثال کے طور پر ایک ہی جنس ہو، مثلاً: چاول کو چاول سے ادھار قرض کا معاملہ کیا جائے، تو یہ معاملہ ''یداً بیدٍ'' نہ ہونے کی وجہ سے جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے، تو ''یداً بیدٍ'' کا مصداق کیا ہے؟ مفصل مطلوب ہے۔

فقط: والسلام

المستفتی: وحید الزماں صاحب

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ''یداً بیدٍ'' کا ورود بیع کے لیے ہے نہ کہ قرض میں؛ لہٰذا

---

(۱)وأما ما ذكر في المضمرات أن النبي صلى الله عليه وسلم قال لفاطمة رضي الله عنها: ما من مؤمن ولا مؤمنة يسجد سجدتين إلى آخر ما ذكر، فحديث موضوع باطل لا أصل له. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب سجود التلاوة، مطلب في سجدة الشكر": ج۲،ص:۵۹۸)

قرض پر اس کا اطلاق نہیں ہوتا۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۳/۷/۱۴۱۷ھ)

یوم عاشورہ سے متعلق حدیث کی حقیقت:

(۷۶)**سوال**: عاشورہ کے دن جو شخص دسترخوان وسیع کرے گا اس کی ترقی سال بھر تک فراخ رہے گی یہ حدیث بھی ہے یا نہیں اور کس کتاب کی ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: ایم ابن بیگم صاحبہ، ہردوئی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: یہ حدیث درست اور معجم کبیر وغیرہ میں مذکور ہے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۱/۶/۱۴۱۰ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) حدیث کا تعلق بیع سے ہے، قرض سے نہیں اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر ایک جنس کی بیع اسی جنس سے ہو رہی ہو تو نقد در نقد ہونا چاہیے ادھار جائز نہیں ہے، حدیث میں ''الحنطة بالحنطة'' سے پہلے ''بیعوا'' محذوف ہے۔

"وأما عدم جواز بيع الحنطة بالحنطة وزنا معلوما فلعدم العلم بالمساواة الذهب بالذهب مثلاً بمثل وقد تقدم وجه انتصابه إنه بالعامل المقدر أي بيعوا وفي البخاري لا تبيعوا الذهب بالذهب إلا مثلا بمثل. (ابن الهمام، فتح القدير، "كتاب الصرف": ج۷،ص:۱۳۴)

قال الحنطة بالحنطة مثلاً بمثل يدا بيد والفضل ربا أي: بيعوا الحنطة بالحنطة مثلاً بمثل يدا بيدا. (الكاساني، بدائع الصنائع، "فصل في شرائط الصحة في البيوع": ج۵،ص:۱۸۳)

(۲)عن عبد الله: عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من وسع على عياله يوم عاشوراء لم يزل في سعة سائر سنته. (أخرجه سليمان بن أحمد، المعجم الكبير: ج۱۰،ص:۷۷،رقم:۱۰۰۰۷)..... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

قبر میں تدفین کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لبوں پر ''یا أمتی یا أمتی'' کے الفاظ تھے:

(۷۷)**سوال**: (۱) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسد خاکی جس وقت قبر میں اتارا گیا تو صحابہ کرامؓ نے دیکھا کے حضور کے لب مبارک جنبش کر رہے ہیں ایک صحابیؓ نے جو قبر میں جسم اطہر کو اتارنے کے لیے موجود تھے اپنے کانوں کو لبوں کے قریب کیا تو آواز آرہی تھی۔''یا أمتي یا أمتي''

(۲) جمعرات اور سوموار کے دن (ہفتہ میں دو دن) امت کے اعمال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار اقدس میں پیش ہوتے ہیں اور ان کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ میں نے مقرر موصوف سے مندرجہ بالا احادیث کی سند اور تصدیق چاہی، تو وہ ٹال گئے۔ اور فرمایا کہ میرا قیام ابھی تین دن ہے میں بتلا دوں گا، انھوں نے کوئی سند پیش نہیں کی، اسی گفتگو کے دوران مقرر موصوف کے ایک ساتھی نے کہا کہ ضروری نہیں کہ تمام واقعات آپ کو معروف احادیث میں مل جائیں۔ اور مثال میں ایک واقعہ نقل کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ان کی امت نے معجزہ دکھانے کے لیے کہا۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک پرانی قبر پر گئے اور اللہ کے حکم سے ایک مردہ کو زندہ کر دیا جو حضرت نوح علیہ السلام

.....گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ.....حديث: من وسع على عياله في يوم عاشوراء وسع الله عليه السنة كلها، الطبراني في الشعب وفضائل الأوقات، وأبو الشيخ عن ابن مسعود، والأولان فقط عن أبي سعيد، والثاني فقط في الشعب عن جابر وأبي هريرة، وقال: إن أسانيده كلها ضعيفة، ولكن إذا ضم بعضها إلى بعض أفاد قوة، بل قال العراقي في أماليه: لحديث أبي هريرة طرق، صحح بعضها ابن ناصر الحافظ، وأورده ابن الجوزي في الموضوعات من طريق سليمان ابن أبي عبد الله عنه، وقال: سليمان مجهول، وسليمان ذكره ابن حبان في الثقات، فالحديث حسن على رأيه، قال: وله طريق عن جابر على شرط مسلم، أخرجها ابن عبد البر في الاستذكار من رواية أبي الزبير عنه، وهي أصح طرقه، ورواه هو والدارقطني في الأفراد بسند جيد، عن عمر موقوفا عليه، والبيهقي في الشعب من جهة محمد بن المنتشر، قال: كان يقال، فذكره، قال: وقد جمعت طرقه في جزء، قلت: واستدرك عليه شيخنا رحمه الله كثيرا لم يذكره، وتعقب اعتماد ابن الجوزي في الموضوعات، قول العقيلي في هيصم بن شداخ راوي حديث ابن مسعود: إنه مجهول بقوله بل ذكره ابن حبان في الثقات والضعفاء. (شمس الدين، المقاصد الحسنة:ج۱،ص:۶۷۴)

کے بیٹے حضرت سام تھے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نوح کے بیٹے سے پوچھا کہ انتقال کے وقت تو تم جوان تھے مگر اب تم میں یہ بڑھاپے کے آثار پائے جاتے ہیں؟ نوح علیہ السلام کے بیٹے نے جواب دیا کہ اس وقت دنیا میں جو برائیاں پھیلی ہیں، ان کے غم نے میری یہ حالت بنادی، مقرر موصوف کے ساتھی (جنہوں نے یہ واقعہ نقل کیا) نے فرمایا: کہ یہ واقعہ آپ کو کسی حدیث میں نہیں ملے گا، میں نے کہا: کہ انبیاء علیہم السلام کے واقعات قرآن میں مذکور ہیں؛ مگر یہ واقعہ قرآن سے ثابت نہیں۔ اور حدیث سے آپ خود انکار کر رہے ہیں، انبیاء علیہم السلام کے واقعات کی تصدیق کا کوئی تیسرا درجہ معتبر نہیں ہوسکتا، تو ان صاحب نے جواب دیا: کہ واقعہ سیرت حلبیہ جلد دوم صفحہ ۶۰ یا صفحہ ۸۰ پر مذکور ایسی ثقہ حدیث ہے کہ ان کو نہ ماننے والا کافر ہوگا، مولوی عبدالرشید قاسمی جو حال ہی میں دیوبند سے (حدیث میں) فارغ ہوئے اور یہاں دینی مدرسہ میں معلم ہیں، میں نے سیرت حلبیہ کے بارے میں ان سے معلوم کیا، تو انھوں نے بتایا: کہ یہ ایک کتاب اسرائیلی روایات کا مجموعہ ہے، ایک اور صاحب نے تقریر میں بیان فرمایا: غازی کو اللہ تعالیٰ چار انعام سے نوازے گا، تین انعامات، تو آخرت میں ملیں گے، مگر ایک انعام اس کو دنیا میں ملتا ہے، وہ ہے رزق، اللہ تعالیٰ غازی کو رزق عطاء کرتا ہے۔ غازی سے کوئی حساب نہیں ہوگا اور وہ سیدھا جنت میں داخل ہوگا۔

فقط: والسلام

المستفتی: ریاض احمد خان، ساٹنا

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱،۲) حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ''من كذب علي متعمداً فليتبوأ مقعده في النار أو قال من النار أو كما قال عليه الصلوة والسلام''۔[1]

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایسے کلام کا منسوب کرنا، جو آپ سے صادر نہ ہوا ہو۔ بہت بڑا گناہ ہے، اکثر صحابہؓ حدیث کی روایت کرنے سے؛ اس لیے احتراز کرتے تھے کہ جو بات آپ نے نہ

(۱) عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من كذب علي متعمداً فليتبوأ مقعده في النار. (أخرجه مسلم، في صحيحه، "باب التحذير من الكذب على رسول الله صلى الله عليه وسلم": ج۱،ص:۱۰،رقم:۳)؛ وعن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد. (أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب الأقضية: باب نقض الأحكام الباطلة": ج۲،ص:۷۷،رقم:۱۷۱۸)

کہی ہو، ہمارے سہو یا غلطی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب نہ ہوجائے۔ مقرر نے جو کچھ بھی حدیث کے نام سے بیان کیا صحیح نہیں؛ اس لیے صحیح روایت اور سند میں اس کا تذکرہ نہیں ہے۔

فقط واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۰/۶/۲۸ھ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف غلط واقعہ کی نسبت:

(۷۸) **سوال**: کیا تعمیر کعبہ کے وقت جب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف ۲۵/ ۳۵ سال کی تھی، چچا ابو طالب نے کہا: پتھر کو کندھے پر رکھ کر چلنے میں تکلیف ہو رہی ہے، تو تہہ بند کھول کر کندھے پر رکھ لو، تو کیا آپ نے ایسا کیا؟ کیا یہ واقعہ درست ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: شکیل احمد، فتح گڈھ

الجواب وباللہ التوفیق: یہ واقعہ من گھڑت ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف غلط واقعہ کا منسوب کرنا گناہ عظیم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ''**من تعمد علي كذبا فليتبوأ مقعده من النار**''[1] مجھ پر جو شخص جھوٹ بولے اس کو چاہئے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں تلاش کرے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۰/۷/۱۸ھ)

---

(۱) أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب الإيمان: إثم من كذب علي النبي صلى الله عليه وسلم'': ج ۱، ص: ۲۱، رقم: ۱۰۸.

کیا رزق، خوش حال عورت کے مقدر سے ملتا ہے؟

(۷۹) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان کرام مسئلہ ذیل میں: عوام میں یہ مشہور ہے کہ روزی، خوش حالی، تونگری، مرد کو عورت کے مقدر سے ملتی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک صحابیؓ مفلس تھے، انھوں نے اپنی مفلسی کی شکایت کی، تو آپ نے ان سے ایک اور شادی کرنے کا حکم فرمایا: اسی طرح ان کی مفلسی میں اضافہ ہوتا رہا، یہاں تک کہ آپ نے ان سے چوتھی شادی کے لیے فرمایا: چوتھی شادی کے بعد وہ تونگر ہوگئے، تو کیا یہ واقعہ صحیح ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: عقیل الرحمٰن صاحب، سہارنپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ الفاظ کے ساتھ کوئی حدیث نہیں ملی؛ لیکن قرآن کریم اور احادیث سے اس مفہوم کی تائید ہوتی ہے کہ شادی کرنے سے اللہ تعالیٰ فقر وفاقہ دور فرماتے ہیں اور ماتحتوں پر خرچ کرنے سے برکات ہوتی ہیں۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۲/۹/۱۳ھ)

داڑھی منڈوانا گویا اپنی ماں سے زنا کرنا ہے:

(۸۰) **سوال**: ایک صاحب نے وعظ میں کہا کہ جو شخص ڈاڑھی صاف کراتا ہے، گویا وہ اپنی ماں سے زنا کرتا ہے۔ اور جو ڈاڑھی کٹواتا ہے اور پھر اس پر ہاتھ پھیرتا ہے، وہ اپنی ماں کی شرمگاہ پر

---

(۱) ﴿وَأَنْكِحُوا الْأَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَآئِكُمْ ط إِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ﴾ (سورة النور:۳۲)

ثلاثة حق على الله عونهم المجاهد في سبيل الله والمكاتب الذي يريد الأداء والناكح الذي يريد العفاف. (أخرجه الترمذي، في سننه، "أبواب الجهاد، باب الجهاد والناكح": ج۱،ص:۲۹۵،رقم:۱۶۵۵)

ہاتھ پھیرتا ہے اور کہتے ہیں کہ یہ حدیث ہے۔ کیا واقعی یہ حدیث ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: مولوی شمیم اختر، سیتامڑھی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ڈاڑھی ایک مشت سے کم کرنا یا بالکل منڈانا، موجب فسق وگناہِ کبیرہ ہے[1]؛ لیکن مذکورہ فی السوال باتیں حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں نہیں ہیں، وعظ ونصیحت کے وقت انتہائی احتیاط لازم ہے جو حدیث نہ ہو، اس کو حدیث کہہ کر بیان کرنا شرعاً درست نہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے: ''**من تعمد علی کذباً فلیتبؤ مقعدہ من النار**''[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۲۹/۷/۱۴۱۸ھ)

الجواب صحیح:

خورشید عالم

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

حدیث میں سواد اعظم سے مراد!

(۸۱) **سوال:** حضرت مفتی صاحب!

پوچھنا ہے کہ سواد اعظم کی پیروی کا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے؟ کیا اس کا ثبوت حدیث کی کتابوں میں ہے؟ اور سواد اعظم سے کون سی جماعت مراد ہے؟ بالتفصیل جواب

---

(۱) أما الأخذ منها وهي دون ذلك كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه أحد، وأخذ كلها فعل يهود الهند ومجوس الأعاجم. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصوم: باب ما يفسد الصوم ومالا يفسده'': ج۲،ص:۲۱۸)

(۲) أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب الإيمان: إثم من كذب علي النبي صلى الله عليه وسلم'': ج ۱،ص:۲۱، رقم:۱۰۸.

مرحمت فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اقبال خاں، مرادآباد

الجواب وباللّٰہ التوفیق: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''**اتبعوا السواد الأعظم فإنه من شذ شذ في النار**''[1] سواد اعظم کی پیروی کرو کیونکہ جو اس سے الگ ہوا وہ جہنم میں گیا، سواد اعظم سے مراد بڑی جماعت، حق پر چلنے والی جماعت ہے۔ اس کا مصداق اہل سنت والجماعت ہے۔ اور اہل سنت والجماعت سے مراد وہ حضرات ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کے طریقے پر چلتے ہیں۔

''**أهل السنة والجماعة هم الفرقة الناجية والطائفة المنصورة أخبر النبي صلى اللّٰه عليه وسلم عنهم بأنهم يسيرون على طريقته وأصحابه الكرام دون انحراف؛ فهم أهل الإسلام المتبعون للكتاب والسنة المجانبون لطرق أهل الضلال**''[2]

''**عن أنس بن مالك رضي اللّٰه عنه يقول: سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: يقول: إن أمتي لا تجمع على ضلالة فإذا رأيتم اختلافاً فعليكم بالسواد الأعظم**''.[3]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''میری امت گمراہی پر کبھی جمع نہ ہوگی؛ لہٰذا جب تم اختلاف دیکھو سواد اعظم (بڑی جماعت) کو لازم پکڑو''۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۲/۵/۴ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ''كتاب الإيمان: باب الاعتصام بالكتاب والسنة'': ج۱، ص:۳۸۳، رقم:۱۷۴.
(۲) الندوة العالمية للشباب الإسلامي، الموسوعة الميسرة: ج۱، ص:۳۶.
(۳) أخرجه ابن ماجة، في سننه، ''أبواب الفتن، باب السواد الأعظم'': ج۲، ص:۲۸۳، رقم:۳۹۵۰.

حدیث میں سکینہ سے کیا مراد ہے؟

(۸۲)**سوال**: حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص نماز تہجد میں سورہ کہف پڑھ رہا تھا، اس کا گھوڑا اس کے قریب میں بندھا ہوا تھا کہ دیکھا کہ آسمان سے روشنی نیچے کو اترنے لگی، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کا ذکر کیا گیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ وہ سکینہ تھا، تو سکینہ کیا چیز ہے اور کثرت نوافل سے اس کا نزول اب بھی ممکن ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: شمیم احمد اختر قاسمی، دہلی

الجواب وباللّٰہ التوفیق:"قال ابن حجر في فتح الباري: السكينة في أهل الغنم أي الوقار أو الرحمة أو الطمأنية مأخوذ من سكون القلب وتطلق السكينة، أيضاً: بإزا معان غير ما ذكر منها الملائكة"[1]

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سکینہ سے مراد طمانیت ہے اور وہ چیز ہے جس سے سکون وصفائی قلب حاصل ہو اور ظلمت نفسانیہ دور ہو اور جو باعث حصول رحمت ہو اگر حضور قلب سے نمازیں ادا کی جائیں تو اس زمانہ میں بھی یہ چیز حاصل ہو سکتی ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۶/۱۹ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے کا ثبوت حدیث سے ہے یا نہیں؟

(۸۳)**سوال**: کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے کا ثبوت حدیث سے ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: مولوی محمد شعبان، دیوبند

(۱)ابن حجر العسقلاني، فتح الباري شرح صحيح البخاري، "مقدمه: فصل: س، ك: ج۱،ص:۱۶۹.

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے کا ثبوت حدیث میں ہے۔ ترمذی شریف میں ہے۔''فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم برکۃ الطعام الوضوء قبلہ والوضوء بعدہ''[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۱۰/۱۴ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

علماء کی زیارت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہے:

(۸۴) **سوال:** زیارت علماء، زیارت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور زیارت رسول صلی اللہ علیہ وسلم، زیارت رب ہے الخ۔ اس حدیث کی تفصیل اور مراد مطلوب ہے اور اس کا ماخذ بھی؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ارشد، بڈھانہ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مسئولہ میں جس حدیث سے متعلق سوال کیا گیا ہے، درحقیقت یہ علماء کو ان کے مقام سے بڑھانا ہے، عالم کی زیارت، دیدار انبیاء کرام کی طرح ہے؛ یہ حدیث موضوع ہے،''کما نقلہ ابن الحجر المکي عن السیوطي''[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۳/۷/۷ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) وقال الترمذي: لا نعرف هذا الحديث إلا من حديث قيس بن الربيع، وقيس بن الربيع يضعف في الحديث، قال الباني: ضعيف. (أخرجه الترمذي: في سننه، ''أبواب الأطعمة: باب ما جاء في الوضوء قبل الطعام وبعده'': ج۲،ص:۶، رقم:۱۸۴۶)

(۱) عن أنس رضي اللّٰه عنه بلفظ: إن مدينة تحت العرش من مسبك إذا فر على بابها ..... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

حدیث ''السلطان ظل الله'' کامفہوم:

(۸۵)**سوال**: حدیث ''السلطان ظل الله في الأرض من أهان السلطان في الأرض أهان الله'' اسلام میں اس قول کی حقیقت کیا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: ناصر اقبال، کشمیر

الجواب وبالله التوفیق: اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ بادشاہ کو عمدہ اوصاف سے متصف ہونا چاہئے، نرمی کے وقت نرمی، سختی کے وقت سختی کی ضرورت ہے اور عدل وانصاف وغیرہ میں اس کو نمونہ ہونا چاہئے اور بادشاہ کا رعایا کو احترام کرنا چاہئے اور اس کی عزت وتوقیر کو لازم سمجھنا چاہئے، باقی تفصیلات کتب حدیث میں دیکھی جاسکتی ہیں۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۸/۵/۲۴ھ)

.....گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ.....ملك ينادي كل يوم ألا من زار العلماء فقد زار الأنبياء.
أخرجه إسماعيل بن محمد، في كشف الخفاء، ''باب حرف الهمزة مع النون'': ج ۱،ص: ۲۸۷؛ وقال السيوطي: ملك ينادي كل يوم ألا من زار عالما فقد زار الرب فله الجنة. (الحاوي للفتاویٰ، ''باب العجابة الزرنية'': ج۳،ص:۵۶)

(۱) وأما الحديث النبوي (السلطان ظل الله في الأرض يأوي إليه كل ضعيف وملهوف) وهذا صحيح، فإن الظل مفتقر إلى آو وهو رفيق له مطابق له نوعاً من المطابقة والآوي إلى الظل المكتنف بالمظل صاحب الظل فالسلطان عبد الله مخلوق مفتقر إليه لا يستغني عنه طرفة عين، وفيه من القدرة والسلطان والحفظ والنصرة وغير ذلك من معاني السؤدد والصمدية التي بها قوام الخلق، ما يشبه أن يكون ظل الله في الأرض وهو أقوي الأسباب التي بها يصلح أمور خلقه وعباده، فإذا صلح ذو السلطان صلحت أمور الناس، وإذا فسد فسدت يحسب فساده؛ ولا تفسد من كل وجه، بل لا بد من مصالح، إذ هو ظل الله، لكن الظل تارة يكون كاملاً مانعاً من جميع الأذي وتارة لا يمنع إلا بعض الأذي، وأما إذا عدم الظل فسد الأمر، كعدم سر الربية التي بها قيام الأمة الإنسانية. والله أعلم. (ابن تيميه، مجموعة الفتاویٰ، ''كتاب قتال أصل البغي إلى نهاية الإقرار'': ج۱۸،ص:۳۹)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین چیزیں پسند ہیں:

(۸۶)**سوال**: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ مجھ کو دنیا میں تین چیزیں پسند ہیں۔(۱) خوشبو (۲) عورت (۳) نماز۔اس کی تفصیل بیان فرمائیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالصمد صاحب، کلکتہ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: خوشبو دل ودماغ کو معطر کرتی ہے اور عقل میں اضافہ کرتی ہے اور عقل دین کو قائم رکھتی ہے؛ اس لئے خوشبو محبوب ہے اور عورتیں مردوں کے لئے عفت وپاکدامنی اور امت میں اضافہ کا ذریعہ ہیں؛ اس لیے عورتیں محبوب ہیں اور نماز اسلامی رکن اور دین کی بنیاد ہے اور نماز کے وقت دربار خداوندی میں حاضری ہوتی ہے؛ اس لئے نماز محبوب ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۸/۶/۱۶ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کیا گھر میں کھیتی کے سامان کا ہونا ذلت کا باعث ہے؟

(۸۷)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں: بخاری شریف کی حدیث ہے کہ جس گھر میں کھیتی کا سامان ہل وغیرہ ہو، اس گھر میں ذلت داخل ہو

(۱) وعن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: كان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يعجبه من الدنيا ثلاثة: الطعام والنساء والطيب، فأصاب اثنين ولم يصب واحداً أصاب النساء والطيب ولم يصب الطعام رواه أحمد. (مشكوة المصابيح، ''كتاب الرقاق: باب فضل الفقراء'': ج۲،ص:۴۴۹،رقم:۵۲۶۰)

وعن عائشة رضي اللّٰه عنها، قالت: كان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يعجبه من الدنيا ثلثة) أي ثلاثة أشياء كما في رواية (الطعام) أي حفظا لبدنه وتقوية على دينه (والنساء) أيصونا النفسه النفيسه عن الخواطر الخسيسة (والطيب) أي لتقوية الدماغ الذي هو محل العقل عند بعض الحكماء الخ. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ''كتاب الرقاق: باب فضل الفقراء وماكان من عيش النبي صلى الله عليه وسلم'': ج۵،ص:۲۳)

جاتی ہے، کیا یہ حدیث صحیح ہے اور اس کا کیا مطلب ہے، کیا کھیتی کے سامان کا گھر میں رکھنا ذلت کا باعث ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: پرویز قاسمی، مرادآباد

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جی یہ حدیث بخاری شریف کی ہے اور صحیح روایت ہے؛ البتہ حضرات محدثین نے اس کا مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سب سے اہم مسئلہ جہاد کا تھا، کھیتی میں مشغولی یہ جہاد سے اعراض کا باعث بنتا ہے، اور جہاد سے اعراض یہ ذلت کا باعث ہے؛ اس لیے کھیتی کے آلات کے گھر میں ہونے کو ذلت کا باعث قرار دیا گیا ہے، ورنہ کھیتی ایسی چیز ہے جس پر دنیا کی بنیاد ہے، کھیتی کی چیزیں ہی لوگ کھاتے ہیں؛ اس لیے مطلقاً اس کو ذلت کا باعث نہیں کہا جاسکتا ہے۔ ہاں بعض اعتبار سے کھیتی میں مشغول لوگ خیر کے کاموں سے محروم رہ جاتے ہیں۔ جیسے وعظ ونصیحت کی مجلس یا صلحاء کی صحبت سے محروم ہوتے ہیں، اس اعتبار سے بھی یہ بات کہی جاسکتی ہے۔ فیض الباری میں علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''واعلم أن الحرث والمزارعة ملاك العالم، لا يتم نظامه إلا به، ومع ذلك ترد الأحاديث في كراهته، فيتحير منه الناظر. وما ذكرناه في الحجامة لا ينفع ههنا، فإن الحجام الواحد يكفي لجماعات، بخلاف الحرث. وأجيب أن الأهم في عهده صلى الله عليه وسلّم كان الجهاد، والاشتغال بالحرث يوجب الاشتغال عنه، فذمَّه[1] لهذا. ثم إن مخالب السلطنة تنشب بالمزارع، أكثر مما تنشب بالتاجر. وكذا المزارع يحرم من الخير كثيرًا، فلا يجد فرصة لاستماع الوعظ، وصحبة الصلحاء. والحاصل: أن الشيء إذا دار بين خير وشر، لا يحكم عليه بالخيرية مطلقا، أو الكراهةِ كذلك. ولتجاذب الأطراف، فترد الأحاديثُ فيه بالنحوين لذلك، فأفهم[2] ولما ذكر فضل الزرع والغرس في الباب السابق أراد

(۱) علامه أنور شاه، الكشميري: فيض الباري، ''باب ما يحذر من عواقب'': ج۳، ص:۵۴۳.
(۲) بدر الدين العيني، عمدة القاري، ''باب ما يحذر من عوقب'': ج۱۸، ص:۴۳۲.

الجمع بينه وبين حديث هذا الباب، لأن بينهما منافاة بحسب الظاهر. وأشار إلى كيفية الجمع بشيئين أحدهما: هو قوله: ما يحذر من عواقب الاشتغال بآلة الزرع، وذلك إذا اشتغل به فضيع بسببه ما أمر به. والآخر: هو قوله: أو مجاوزة الحد، وذلك فيما إذا لم يضيع، ولكنه جاوز الحد فيه. وقال الداوردي: هذا لمن يقرب من العدو فإنه إذا اشتغل بالحرث لا يشتغل بالفروسية ويتأسد عليه العدو، وأما غيرهم فالحرث محمود لهم. وقال عزوجل: ﴿وأعدوا لهم ما استطعتم﴾ (الأنفال:٦) ولا يقوم إلا بالزراعة. ومن هو بالثغور المتقاربة للعدو لا يشتغل بالحرث، فعلى المسلمين أن يمدوهم بما يحتاجون إليه.[1]

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۲:۲/۸ھ)

”اللّٰه اللّٰه في أصحابي“ کی تحقیق:

(۸۸) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

---

(۱) عن أبي أمامة الباهلي قال: ورأى سكة وشيئاً من آلة الحرث فقال سمعت النبي رسول اللّٰه عليه وسلم يقول: لا يدخل هذا بيت قوم إلا أدخله الذل. (بدر الدين العيني، عمدة القاري، "باب ما يحذر من عوقب": ج۱۲،ص:۱۵۶)

ما ذكر من آلة الحرث بيت قومٍ إلا أدخله أي: اللّٰه كما في نسخة صحيحة (الذل) بضم أوله أي: المذلة بأداء الخراج والعشر، والمقصود الترغيب والحث على الجهاد. قال التوربشتي: و إنما جعل آلة الحرث مذلة للذل لأن أصحابها يختارون ذلك إما بالجبن في النفس، أو قصور في الهمة، ثم إن أكثرهم ملزومون بالحقوق السلطانية في أرض الخراج ولو آثروا الخراج لدرت عليهم الأرزاق واتسعت عليهم المذاهب، وجبى لهم الأموال مكان ما يجبى عنهم. قيل: قريب من هذا المعنى حديث. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، "باب المساقاة والمزارعة": ج۵،ص:۱۹۸۹،رقم:۲۹۷۸)

''اللّٰه اللّٰه في أصحابي'' کیا یہ حدیث ضعیف اور موضوع ہے، اس کی تحقیق مطلوب ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: ظفر، بھیونڈی

الجواب وباللّٰه التوفيق: یہ حدیث موضوع نہیں ہے؛ ہاں ایک روای کے نام میں اضطراب کی وجہ سے ضعیف ہے۔ امام ترمذی، امام احمد اور ابن حبان وغیرہ نے اپنی کتابوں میں اس کو نقل کیا ہے، امام ترمذی نے اس حدیث کو نقل کر کے ''**هذا حديث غريب لا نعرفه إلا من هذا الوجه**'' کا حکم لگایا ہے؛ اس لیے یہ حدیث موضوع نہیں ہے۔ جمعہ کے خطبہ وغیرہ میں اس کا پڑھنا درست ہے۔

''**عن عبد اللّٰه بن مغفل، قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم اللّٰه اللّٰه في أصحابي، لا تتخذوهم غرضا من بعدي، فمن أحبهم فبحبي أحبهم، ومن أبغضهم فببغضي أبغضهم، ومن آذاهم فقد آذاني، ومن آذاني فقد آذى اللّٰه، ومن آذى اللّٰه فيوشك أن يأخذه هذا حديث غريب لا نعرفه إلا من هذا الوجه.**[1] **إسناده ضعيف. عبد اللّٰه بن عبد الرحمن، ويقال: عبد الرحمن بن زياد، ويقال عبد الرحمن بن عبد اللّٰه، وقال الذهبي: لا يعرف. وجاء في ''التهذيب''في ترجمة عبد الرحمن بن زياد: قيل إنه أخو عبيد اللّٰه بن زياد بن أبيه، وقيل: عبد اللّٰه بن عبد الرحمن.**[2]

فقط: واللّٰہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۲:۲/۹ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) أخرجه الترمذي، في سننه، ''أبواب المناقب، باب في من سب أصحاب النبي صلى اللّٰه عليه وسلم'': ج۲، ص:۲۲۵، رقم:۳۸۶۲.

(۲) أخرجه محمد بن حبان بن أحمد، في صحيح ابن حبان، ''باب ذكر الزجر عن اتخاذ المرء أصحاب رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم غرضاً بالتنقص'': ج۸، ص:۲۴۴، رقم:۷۲۵۶.

إسناده ضعيف لجهالة عبد الرحمن بن زياد أو عبد الرحمن بن عبد اللّٰه، أخرجه أحمد، في مسنده: ج۳۴، ص:۱۶۹، رقم:۲۰۵۴۸.

رمضان میں نفل کا ثواب فرض کے برابر ہوتا ہے:

(۸۹)**سوال**: علماء سے سنا ہے کہ رمضان میں نفل کا ثواب فرض کے برابر ہوجاتا ہے، کیا یہ صحیح ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: قاری رمضان صاحب، سہارنپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: متعدد احادیث سے اس کا ثبوت ہے، کہ اس مبارک مہینہ میں نفل کا ثواب فرض کے برابر ہوتا ہے۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۹/۲۴ھ)

حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کس صحابی کی شکل میں تشریف لاتے تھے؟

(۹۰)**سوال**: وہ کون سے صحابی ہیں کہ جن کی صورت میں حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لایا کرتے تھے؟

فقط: والسلام
المستفتی: پرویز عالم، مظفرنگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ ہیں۔[2]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۱۰/۱۸ھ)

---

(۱)فمن تطوع فيه بخصلة من الخير كان كمن أدى فريضة فيما سواه. ..... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

صالح علماء کی تابعداری کیا کرو، کیا یہ حدیث صحیح ہے؟

(۹۱) **سوال**: گلستانِ حدیث میں ایک حدیث علماء کے متعلق ایک بزرگ نے نقل کی ہے، یہ درست ہے یا نہیں؟

حدیث: فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو علماء عمل صالح اور اسلامی رہبری و پیروی کرتے ہیں، ان کی تابعداری کیا کرو، بیشک وہ دنیا اور آخرت کے چراغ ہیں، (کتاب فردوس) تو کیا کتاب فردوس مستند کتاب ہے؟

(۲) علماء کی تابعداری کے متعلق کوئی حدیث تحریر فرمادیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: معرفت مولانا محمد اسلم صاحب

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کتاب فردوس سے جن الفاظ سے آپ نے حدیث نقل کی ہے، وہ کتب صحاح ستہ میں نہیں ہے؛ البتہ دیگر احادیث موجود ہیں، جن سے علماء کی عزت اور ان کے احترام کرنے کا حکم ملتا ہے۔ بخاری شریف میں ہے ''**إن علماءهم ورثة الأنبياء، ورّثوا العلم من أخذه أخذ بحظ وافر**''[1] قرآن کریم میں ہے: ﴿**إنما يخشى اللّٰه من عباده العلماء، وما يعقلها الالعالمون، وقال هل يستوى الذين يعلمون والذين لا يعلمون، من يرد اللّٰه به خيراً يفقه في الدين، وأما العلم بالتعليم**﴾ دین و مذہب اور احکامِ شریعت سے واقف کردینے والے علماء حق ہی ہیں، اگر ان کا اتباع نہ کیا جائے، تو ضلالت وگمراہی

.....گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ..... (مسند الحارث، ''باب في فضل شهر رمضان'': رقم:۳۲۱؛ صحيح ابن خزيمة، ''باب فضائل شهر رمضان'': رقم:۱۸۸۷)

(۲) دحية بن خليفة بن فروه الخ وكان جبرئيل عليه السلام ينزل على صورته. (ابن حجر العسقلاني، الإصابة في تمييز الصحابة: ج۲،ص:۳۲۱)

(۱) أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب العلم: باب العلم قبل القوم والعمل'': ج۱،ص:۱۶،رقم:۶۷.

پھیل جائے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید (۲۱/۹/۱۴۰۹ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

شب قدر کے معنی کیا ہیں؟

(۹۲)**سوال**: شب قدر کے معنی کیا ہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد جمیل الدین، مظفر نگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قدر کے معنی عظمت وشرف کے ہیں اس رات کی عظمت و شرافت وکرامت کی وجہ سے اس کو لیلۃ القدر کہا جاتا ہے۔ حضرت ابوبکر ورّاقؒ فرماتے ہیں کہ گناہوں کی وجہ سے جس آدمی کی کوئی قدر وعظمت اللہ کے یہاں نہیں ہوتی وہ شخص اس رات میں توبہ واستغفار کرکے، عبادت کرکے صاحب قدر ومنزلت ہوجاتا ہے۔ اور قدر کے دوسرے معنی تقدیر وحکم

(۱)عن قيس بن كثير عن أبي الدرداء رضي اللّٰه عنه، أن النبي صلى اللّٰه عليه وآله وسلم، قال: من سلك طريقاً يطلب فيه علماً سهل اللّٰه له طريقاً إلى الجنة، وأن الملائكة لتضع أجنحتها رضي لطالب العلم، وأن العالم ليستغفر له من في السموٰت ومن في الأرض، حتى الحيتان في الماء. وفضل العالم على العابد كفضل القمر ليلة البدر على سائر الكواكب، وأن العلماء ورثة الأنبياء، وأن الأنبياء، عليهم السلام، لم يورثوا ديناراً ولا درهما، وإنما ورثوا العلم فمن أخذه أخذ بحظ وافر. (العيني، عمدة القاري شرح صحيح البخاري، "باب العلم قبل القول والعمل لقوله تعالىٰ ﴿فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ﴾ (سورة المحمد:۱۹) فبدأ بالعلم": ج۲،ص:۳۹،رقم:۶۷)

وإنما ورثوا العلم): لإظهار الإسلام ونشر الأحكام أو بأحوال الظاهر والباطن على تباين أجناسه. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، "كتاب العلم: الفصل الأول": ج۲،ص:۱۲۶،رقم:۲۱۲)

قال ابن حجر: والفقه هو الفهم قال اللّٰه تعالىٰ: لا يكادون يفقهون حديثا، أي: لا يفهمون والمراد الفهم في الأحكام الشرعية قوله: وإنما العلم بالتعلم هو حديث مرفوعٌ، أيضاً: أورده بن أبي عاصم والطبراني من حديث معاويةٌ أيضاً: بلفظ يا أيها الناس: تعلموا إنما العلم بالتعلم والفقه بالتفقه ومن يرد اللّٰه به خيراً يفقه في الدين إسناده حسنٌ. (ابن حجر، فتح الباري شرح صحيح البخاري، "كتاب العلم: قوله باب العلم قبل القول والعمل": ج۱،ص:۱۶۱،رقم:۶۷)

کے بھی آتے ہیں چونکہ سال بھر کے حالات ومعاملات اس رات میں لکھے جاتے ہیں اس لئے اس کو قدر کہتے ہیں۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۱۲/۲۵ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

پندرہویں شعبان کی فضیلت:

(۹۳) **سوال**: پندرہ شعبان کے روزے کی فضیلت کے لئے مشکوٰۃ شریف سے استدلال کی کیا نوعیت اور حیثیت ہے، جو روزہ نہ رکھے کیا وہ ملعون ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالواحد قریشی، مظفرنگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱) مشکوٰۃ شریف احادیث مقدسہ کا انتہائی اہم ذخیرہ ہے، جس کو علماء نے غیر معمولی اہمیت دی ہے، اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث، آثار صحابہ رضی اللہ عنہم اور آثار تابعین رحمہم اللہ اجمعین کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ رہا معاملہ استدلال کا تو کسی بھی کتاب سے استدلال کے لیے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ یہ استدلال کس مسئلہ سے متعلق ہے، کبھی

(۱) وقال مجاهد: سلام الملائكة والروح عليك تلك الليلة خير من سلام الخلق عليك ألف شهر. قوله: ﴿تنزل الملائكة والروح﴾ أي: جبريل عليه والسلام ﴿فيها﴾ أي: ليلة القدر، قوله: ﴿من كل أمر﴾ أي: تنزل من أجل كل أمر قضاه الله وقدره في تلك السنة إلى قابل، تم الكلام عند قوله: ﴿من كل أمر﴾ ثم ابتدأ فقال: ﴿سلام﴾ أي: ما ليلة القدر إلا سلامة وخير كلها ليس فيها شر وقال الضحاك، لا يقدر الله في تلك الليلة إلا السلامة كلها، فأما الليالي الأخر فيقضي فيهن البلاء والسلامة. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح: ج۱۱، ص:۱۲۹)

فضل ليلة القدر ثبت في رواية أبي ذر قبل الباب بسلمة، ومعنى ليلة القدر: ليلة تقدير الأمور وقضائها والحكم الفضل، يقضي الله فيها قضاء السنة، وهو مصدر قولهم: قدر الله الشيء قدرا وقدراً، لغتان، كالنهر والنهر، وقدره تقديرا بمعنى واحد. وقيل: سميت بذلك الخطرها وشرفها. وعن الزهري: هي ليلة العظمة والشرف، من قول الناس: فلان عند الأمير قدر، أي: جاه ومنزلة. ويقال: قدرت فلاناً، أي: عظمته، قال الله تعالىٰ: ﴿وما قدروا الله حق قدره﴾. أي: ما عظموه حق عظمته. (العيني، عمدة القاري: ج۱۱، ص:۲۸)

اس کا تعلق عقائد سے ہوگا، تو کبھی واجبات وفرائض سے اور کبھی سنن ونوافل سے یا معاشرت واخلاقیات سے اس کا تعلق ہوگا۔ ہر ایک پر استدلال کے لیے مستدل منہ کے لئے شرائط علیحدہ ہیں، مشکوٰۃ شریف کی خصوصیت ہے کہ اس میں راوی کی وضاحت اور جس کتاب سے روایت لی گئی اس کا عموماً حوالہ بھی ہوتا ہے؛ لہٰذا عمومی استدلال، فتن، ادعیہ، اعتصام بالکتاب، اسماء حسنی، فضائل ونوافل اور ترغیب وترہیب وغیرہ کے لیے اس سے استدلال بالکل درست ہے اور معاملہ عقائد وواجبات وغیرہ کا ہو، تو اس پر استدلال کے لیے حوالہ موجود ہے کہ حدیث کے مراتب کو معلوم کر کے ضروری ہو، تو مرجع کی طرف رجوع کرلیا جائے؛ بالکلیہ یہ کہہ دینا کہ اس سے استدلال درست نہیں ہے یہ غلط ہے۔

(۲) پندرہ شعبان کے روزے کی فضیلت ثابت ہے کتب حدیث میں اس کا ذکر ہے اور کتب فقہ میں بھی وضاحت ہے، روزہ رکھنا افضل ہے اور ثواب ہے؛ اگر کوئی روزہ نہ رکھے، تو بھی کوئی برائی نہیں ہے، افضلیت کا انکار بھی درست نہیں ہے اور پھر مذکورہ فی السوال شدت تو بالکل ہی غلط ہے، ایسی شدت اختیار نہ کرنی چاہئے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۳۱/۱۲/۲۱ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو قبریں برابر کرنے کا جو حکم دیا، اس کی حقیقت کیا ہے؟

(۹۴) **سوال**: ابی الہیاج سے روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہ نے فرمایا: کہ مجھ

(۱)عن علي ابن أبي طالب رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا كانت ليلة النصف من شعبان فقوموا ليلها وصوموا نهارها. (أخرجه ابن ماجه، في سننه، "كتاب إمامة الصلاة والسنة فيها: باب ماجاء في ليلة النصف من شعبان": ج۱،ص:۲۵۳،رقم:۱۳۸۸)

إذا روينا عن رسول الله صلى الله عليه وسلم في الحلال والحرام والسنن والأحكام تشددنا في الأسانيد وإذا روينا عن النبي في فضائل الأعمال وما لا يضع حكما ولايرفعه تساهلنا في الأسانيد. (الخطيب البغوي، الكفاية في علم الرواية، "باب التشديد في أحاديث الأحكام": ج۱،ص:۱۳۴)

کورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر بنا کر بھیجا تھا، کہ کسی بلند قبر کو برابر کئے بغیر نہ چھوڑوں۔ اب سوال یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مشرکوں کی طرف بھیجا تھا، کہ مسلمانوں کی بستی میں بھیجا تھا؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ادریس خطیب، شاہجہاں پور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مسلمانوں ہی کی طرف بھیجا تھا؛ اس لیے کہ مسلمانوں میں بعض لوگ قبروں کو بہت اونچا کردیتے تھے، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ قبروں کو ٹھیک کردو یعنی ایک بالشت اونچا کرنا، جو عموماً قبر کی نکلی ہوئی مٹی سے ہی ہوجاتا ہے، اتنا تو شرعاً جائز بھی ہے اور مطلوب بھی ہے۔ احادیث سے اس کا مطلوب ہونا ثابت ہے؛ لیکن قبر کو اس سے زیادہ اونچا کرنا شرعاً درست نہیں؛ لہٰذا حدیث کے لفظ ''سویته'' سے مراد قبر کو شرعی حدود کے موافق اور ٹھیک کردینا ہے؛ نیز قبر پر قبے وغیرہ بنانا شرعاً جائز نہیں ہے۔ احادیث وکتب فقہ میں اس کی ممانعت صراحت کے ساتھ ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۷/۱۲/۲ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کیا حضرت ایوب علیہ السلام کے بدن میں کیڑے ہوگئے تھے؟

(۹۵) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

(۱) عن أبي الهياج الأسدي قال: قال لي علي ألا أبعثك على ما بعثني عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم أن لا تدع تمثالاً إلا طمسته، ولا قبرا مشرفاً إلا سويته رواه مسلم. قوله أن لا تدع أي لا تترك (تمثالاً) أي صورة (إلا طمسته) أي محوته وأبطلته والاستثناء من أعم الأحوال (ولا قبرا مشرفا) هو الذي بني عليه حتى ارتفع دون الذي أعلم عليه بالرمل والحصباء، أو محسوسة بالحجارة ليعرف ولا يوطأ (إلا سويته) في الأزهار قال العلماء: يستحب أن يرفع القبر قدر شبر، ويكره فوق ذلك، ويستحب الهدم. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح شرح مشكوة المصابيح، ''كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، باب دفن الميت'': ج۴، ص:۶۸، رقم:۱۶۹۶)

حضرت ایوب علیہ السلام جب بطور آزمائش بیماری کے اندر مبتلا کئے گئے، تو ان کے بدن کے اندر کیڑے ہوگئے اور اگر کوئی کیڑا نیچے گر جاتا، تو اس کو اٹھا کر وہیں رکھ دیتے، کیا یہ روایت صحیح ہے؟ اگر صحیح ہے، تو براہ کرام حوالہ تحریر فرمادیں، عین نوازش ہوگی؟

فقط: والسلام

المستفتی: توقیر عالم ابن مسقیم عالم ضلع ہریدوار

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حضرت ایوب علیہ السلام کے جسد مبارک میں کیڑے پڑنے کی روایات معتبر نہیں ہیں، جن روایات وآثار سے کیڑے پڑنے اور جسد اطہر میں پھوڑے، پھنسی وغیرہ کا ثبوت ہوتا ہے، ان کو محققین نے رد کیا ہے؛ کیوں کہ انبیاء علیہم السلام کو بشری بیماری لاحق ہونا، تو ثابت ہے؛ لیکن ایسی بیماری کا لاحق ہونا، جس سے انسانی طبیعت نفرت کرتی ہو نصوص شرعیہ کے خلاف ہے؛ بلکہ صحیح روایات اور آیت قرآنی سے صرف اتنی بات ثابت ہوتی ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کو ایک شدید قسم کا مرض لاحق ہوا تھا، حضرت مفتی محمد شفیع صاحب نے معارف القرآن میں لکھا ہے، قرآن میں اتنا تو بتلایا گیا ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کو ایک شدید قسم کا مرض لاحق ہوگیا تھا؛ لیکن اس مرض کی نوعیت نہیں بتائی گئی۔ احادیث میں بھی اس کی کوئی تفصیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہیں ہے؛ البتہ بعض آثار سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے جسم کے ہر حصہ پر پھوڑے نکل گئے تھے، یہاں تک کہ لوگوں نے گھن کی وجہ سے آپ کو کوڑی پر ڈال دیا تھا، لیکن بعض محقق مفسرین نے ان آثار کو درست تسلیم کرنے سے انکار کیا ہے، ان کا کہنا ہے کہ انبیاء علیہم السلام پر بیماریاں تو آسکتی ہیں؛ لیکن انہیں ایسی بیماریوں میں مبتلا نہیں کیا جاتا، جن سے لوگ گھن کرنے لگیں،[1] ''**أهل التحقيق أنه لا يجوز أن يكون بصفة يستقذره الناس عليها لأن في ذلك تنفيرا فأما الفقر والمرض وذهاب الأهل فيجوز أن يمتحنه اللّٰه تعالى بذلك**''.

''**وفي هداية المريد للفاني أنه يجوز على الأنبياء عليهم السلام كل عرض**

(۱) مفتي محمد شفيع العثمانيؒ، معارف القرآن: ج۷، ص:۵۲۲.

بشرى ليس محرما ولا مكروها ولا مباحا مزريا ولا مزمنا ولا مما تعافه الأنفس ولا مما يؤدي إلى النفرة ثم قال بعد ورقتين، واحترزنا بقولنا ولا مزمنا ولا مما تعافه الأنفس عما كان كذلك كالإقعاد والبرص والجذام والعمي والجنون، وأما الإغماء، فقال النووي: لا شك في جوازه عليهم لأنه مرض بخلاف الجنون فإنه نقص، وقيد أبو حامد الإغماء بغير الطويل وجزم به البلقيني، قال السبكي: وليس كإغماء غيرهم لأنه إنما يستر حواسهم الظاهرة دون قلوبهم لأنها معصومة من النوم الأخف، قال: ويمتنع عليهم الجنون وإن قل لأنه نقص ويلحق به العمي ولم يعم نبي قط، وما ذكر عن شعيب من كونه كان ضريرا لم يثبت، وأما يعقوب فحصلت له غشاوة وزالت اهـ''.

''وفرق بعضهم في عروض ذلك بين أن يكون بعد التبليغ وحصول الغرض من النبوة فيجوز وبين أن يكون قبل فلا يجوز، ولعلك تختار القول بحفظهم بما تعافه النفوس ويؤدي إلى الاستقذار والنفرة مطلقا وحينئذ فلا بد من القول بأن ما ابتلي به أيوب عليه السلام لم يصل إلى حد الاستقذار والنفرة كما يشعر به ما روي عن قتادة ونقله القصاص في كتبهم، وذكر بعضهم أن دائه كان الجدري ولا أعتقد صحة ذلك[1]. والله تعالى أعلم''.

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۳/۴/۱۴۴۱ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

ایک حدیث کا مصداق امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں:

(۹۶) **سوال**: ایک عالم نے وعظ میں فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں فرمایا کہ اگر ایمان اور علم ثریا پر بھی ہوگا، تو فارس کا ایک آدمی اس کو وہاں سے بھی حاصل

(۱) علامه آلوسي، روح المعاني، ''سورة صٓ:۳۸'': ج۱۲،ص:۱۹۷.

کرلے گا۔ مجھے اس حدیث میں تردد ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ہے یا کسی اور شخص کے بارے میں صحیح کیا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: نورالٰہی، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ فی السوال حدیث مسلم شریف، بخاری شریف میں ہے [۱] علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ وسلم پر صادق آتی ہے اوراس کا صحیح مصداق وہی ہیں اور علامہ سیوطیؒ کے ایک شاگرد ہیں، جوفرماتے ہیں کہ ہمارے استاد علامہ سیوطی نے جوفرمایا وہی صحیح ہے؛ اس لیے فارس کے لوگوں میں سوائے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے کوئی بھی اتنے اونچے علم کونہیں پہونچا۔ [۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۳/۵ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

مسجد نبوی میں چالیس نماز کا ثواب:

(۹۷) **سوال:** مسجد نبوی میں چالیس نمازیں پڑھنے کا کیا ثواب ہے۔ کیا یہ حدیث سے ثابت ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد خالد، گجرات

---

(۱) لوكان الإيمان عند الثريا لناله رجال أو رجل من هؤلاء. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب التفسير، سورة الجمعة: باب قوله: أخرين منهم لما يلحقوا بهم": ج ۲،ص: ۷۲۷؛و أخرجه المسلم، في صحيحه، "كتاب فضائل الصحابة رضي الله عنهم: باب فضل فارس": ج۲،ص:۳۱۲،رقم:۲۵۴۶)

(۲) في حاشية الشبراملسي على المواهب عن العلامة الشامي تلميذ الحافظ السيوطي قال: ما جزم به شيخنا الرملي أن أبا حنيفة هو المراد من هذا الحديث ظاهر لا شك فيه لأنه يبلغ من أبناء فارس في العلم مبلغه أحد. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "مقدمه": ج۱،ص:۱۴۷)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجد نبوی میں ایک نماز کا ثواب دیگر مسجدوں کے مقابلے میں ایک ہزار نماز کے برابر ہے۔[1] اور چالیس نمازیں مسلسل جو شخص مسجد نبوی میں ادا کرے اس کے لئے جہنم، عذاب اور نفاق سے برائت کا اعلان ہے۔[2] ''اللھم وفقنا''

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۹/۵:۱۴۴۱ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی غفرلہٗ، محمد اسعد جلال قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

جو اس دنیا سے رائی کے برابر ایمان بچا کر لے جائے گا اس کو دس گنا بڑی جنت عطا فرمائیں گے کیا یہ حدیث صحیح ہے؟

(۹۸) **سوال:** میں ایک ضروری مسئلہ دریافت کرنا چاہتا ہوں!

میں نے کئی مرتبہ تبلیغی حضرات کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ''حدیث میں آتا ہے کہ جو شخص اس دنیا سے رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان بچا کر لے جائے گا، اللہ تعالیٰ اسے اس دنیا سے دس گنا بڑی جنت عطا فرمائیں گے''۔

ایک مرتبہ میں بھی جماعت میں تھا تو ہمارے ایک ساتھی نے بھی یہ حدیث بیان کردی، جس پر ایک صاحب کہنے لگے کہ یہ حدیث نہیں ہے، یہ تو تبلیغ والے ایک دوسرے کی سنا سنی بیان کرنے لگے۔ اب برائے کرم مسئلہ حل فرمائیں، کہ کیا واقعی یہ حدیث نہیں ہے؟ یا حدیث تو ہے پر ''دس گنا'' کی قید نہیں یا یہ کسی صحابیؓ وغیرہ کا قول ہے یا واقعی حدیث ہے، اگر حدیث ہے، تو برائے کرم کتاب کا

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه: يبلغ به النبي صلى الله عليه وسلم قال: صلاة في مسجدي هذا أفضل من ألف صلاة فيما سواه إلا المسجد الحرام. (أخرجه المسلم، ''كتاب الصلاة: باب فضل الصلاة بمسجدي'': ج۱، ص:۴۴۶، رقم:۱۳۹۴)

(۲) عن أنس رضي الله عنه، قال: من صلى في مسجدي أربعين صلاة لا تفوته صلاة كتب له برائة من النار وبرائة من العذاب وبرئ من النفاق. قال المنذري في الترغيب وترهيب: رواية الصحيح: أخرجه أحمد في مسنده والطبراني في الأوسط وفي مجمع الزوائد رجاله ثقات. (محمد أمين الشنقيطي، أضواء البيان في إيضاح القرآن، سورة الجن:۱۸، ج۸، ص:۳۳۶؛)

حوالہ دیں، اور ساتھ ہی راوی کا نام بھی بتادیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: عمر، مکی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مندرجہ ذیل حدیث میں ادنی درجہ کے جنتی کو دس گنا بڑی جنت ملنے کی صراحت موجود ہے۔

عن عبد اللّٰہ بن مسعود رضي اللّٰہ عنه قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم ''إني لأعلم آخر أهل النار خروجاً منها، وآخر أهل الجنة دخولاً الجنة، رجل یخرج من النار حبواً، فیقال له: إذهب فأدخل الجنة فیأتیها فیخیل إلیه أنها ملأی، فیرجع فیقول:یا رب، وجدتها ملأی، فیقول اللّٰہ عز وجل: إذهب فأدخل الجنة، فإن لك مثل الدنیا، وعشرة أمثالها أو إن لك مثل عشرة أمثال الدنیا، فیقول: أتسخر بي أو أتضحك بي وأنت الملك؟ قال: فلقد رأیت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم ضحك حتی بدت نواجذه، فكان یقال: ذلك أدنی أهل الجنة منزلة''[1].

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ میں اس شخص کو جانتا ہوں، جو سب سے آخر میں دوزخ سے نکلے گا اور سب سے آخر میں جنت میں جائے گا۔ یہ ایک ایسا شخص ہوگا، جو اوندھے منہ دوزخ سے نکلے گا، پھر اللہ اس سے فرمائے گا کہ جا کر جنت میں داخل ہو جا؛ پس وہ جنت کے پاس آئے گا، تو اس کا یہ خیال ہوگا کہ یہ تو بھری ہوئی ہے؛ چنانچہ وہ واپس لوٹ جائے گا اور عرض کرے گا کہ اے میرے رب میں نے تو اسے بھری ہوئی پایا، اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا، جا کر جنت میں داخل ہو جا، پھر وہ اس کی طرف آئے گا، تو اسے یہی خیال گزرے گا کہ جنت بھری ہوئی ہے؛ پس وہ جا کر پھر عرض کرے گا، کہ اے میرے رب میں نے تو اسے بھری ہوئی پایا، اس پر اللہ تعالیٰ (تیسری بار) فرمائے گا، کہ جا کر جنت میں داخل ہو جا، تیرے لیے تو وہاں دنیا کے برابر جگہ ہے اور اس سے دس گنا زیادہ ہے۔ (اسے یقین نہ آئے گا اور وہ

(۱) أخرجه البخاري، في صحیحه، ''كتاب الرقاق: باب صفة الجنة والنار'': ج ۲،ص: ۹۶۹، رقم: ۶۵۷۱؛ وأخرجه مسلم، في صحیحه، ''كتاب الإیمان: باب آخر أهل النار خروجا'': ج۱،ص:۱۷۳،رقم:۱۸۶-۳۰۸.

سمجھے گا کہ شاید اس سے مذاق کیا جارہا ہے)؛ چنانچہ وہ عرض کرے گا کہ اے خدا تو بادشاہ ہو کر مجھ سے مذاق کررہا ہے (اس حدیث کے راوی بتاتے ہیں کہ) پھر میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے، (راوی یہ بھی بتاتے ہیں کہ) کہا جاتا تھا کہ یہ شخص اہل جنت میں سب سے کم رتبے والا ہوگا۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲/۱: ۱۴۳۷ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

''(اللهم إني) أعوذ بالله من الخبث والخبائث'':

(۹۹)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان کرام:

ہمارے مکتب میں ایک مولوی صاحب نے بچہ کو بیت الخلاء جانے کی دعا یاد کروائی ہے ''اللهم إني أعوذ بالله من الخبث والخبائث'' پوچھنا یہ ہے کہ کیا یہ حدیث ہے؟ یا علماء اور صلحاء کا مقولہ ہے؟ نیز اس کا معنی کیا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد زاہد، سیتاپور

الجواب وباللہ التوفیق: حدیث کی کتابوں میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رفع حاجت کے لئے بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو دعا پڑھتے جیسا کہ امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روایت نقل کی ہے:

''عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا دخل الخلاء قال: عن حماد قال: ''اللهم إني أعوذ بك'' وقال: عن عبد الوارث قال: ''أعوذ بالله من الخبث والخبائث''[1]

(۱) أخرجه أبو داود، في سننه، ''كتاب الطهارة: باب ما يقول الرجل إذا دخل الخلاء'': ج۱،ص:۲،رقم:۴.

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی بیت الخلاء میں داخل ہو تو کہے: ''أعوذ باللّٰہ من الخبث والخبائث'' اے اللہ میں گندگی اور شیاطین سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

مذکورہ دعاء اور ''اللهم إني أعوذ بك من الخبث والخبائث'' کو بھی حدیث کی کتابوں میں حضرات محدثین نے ذکر کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بول و براز سے پہلے اس کو پڑھا کرتے تھے۔

''إن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، كان إذا دخل الكنيف، قال: اللهم إني أعوذ بك من الخبث والخبائث، وعن عبد العزيز بهذا الإسناد وقال: أعوذ باللّٰه من الخبث والخبائث''[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۵/۴/ ۱۴۴۲ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی، محمد اسعد جلال، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

❀ ❀ ❀

(۱) أخرجه مسلم، في صحيحه، ''كتاب الحيض: باب ما يقول إذا أراد الخلاء'': ج۱، ص:۱۶۳، رقم:۳۷۵.

فصل رابع

علم بالفقہ

''أنظر إلى ما قال ولا تنظر إلى من قال'' کا مطلب:

(۱۰۰)**سوال**: یہ مقولہ بہت مشہور ہے''أنظر إلى ما قال ولا تنظر إلى من قال'' برائے کرم بتائیں کہ یہ مقولہ کس کا ہے؟ اوراس کا صحیح مطلب کیا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: نوشاد عالم، دمکوی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ''أنظر إلى ما قال ولا تنظر إلى من قال''۔ یہ مقولہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے اور بہت سی کتابوں میں ہے۔[۱]

عموماً قائل کی بات دوسروں کے لئے مفید ہوتی ہے جب کہ بعض اوقات بات کہنے والا اچھا آدمی نہیں ہوتا؛ اس لئے قائل کے قول کی طرف دھیان دینا چاہئے، اگر کوئی مفید بات ہو، تو خواہ کوئی بھی کہے اختیار کر لینی چاہئے؛ اس لئے ضروری ہے کہ اختیار کرنے والا یہ جان سکتا ہو کہ کون سی بات مفید ہے اور کون سی بات غیر مفید ہے؛ لہٰذا جن امور میں کوئی فرق کر سکتا ہو ان امور میں سب کی بات سنے اور مفید کو اختیار کرے اور جن امور میں فرق ہی نہ کر سکتا ہو ان امور میں انہیں لوگوں کی بات پر عمل کرے جن کو قابل اعتماد اور ان امور میں ماہر سمجھتا ہو۔ اسی طرح امور شرعیہ میں قابل اعتماد ماہر علماء ہی کی بات پر عمل کیا جائے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۳/۷/۱۴۲۳ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ''كتاب العلم: الفصل الأول'': ج۱،ص:۳۰۰،رقم:۲۱۶.
(۲) إن الواجب على من أراد أن يعمل لنفسه أو يفتي غيره أن يتبع القول الذي رجحه علماء مذهبه. (محمد أمين بن عمر بن عبدالعزيز، رسم المفتي:ص:۵)

باندی سے وطی کرنا اوراس سے پیدالڑکی کا حکم:

(۱۰۱)**سوال**: کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:
اگرکسی نے باندی سے وطی کی اوراس سے ایک بچی پیدا ہوئی تو اس سے وطی کرنا جائز ہے یا نہیں ہےاوروہ کس کے حکم میں ہوگی؟

فقط: والسلام
المستفتی: توقیرعالم، ضلع ہریدوار

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آقا اگر باندی سے وطی کرے اوراس سے بچہ پیدا ہواور آقا اس بچہ کے نسب کا دعوی کرے، تو وہ باندی ام ولد ہوجاتی ہےاوراس بچہ کا نسب آقا سے ثابت ہوجاتا ہے، بچہ آزاد شمار ہوتا ہے۔اورآقا کے لیےاس سے وطی کرنا جائزنہیں ہے؛ اس لیے کہ اس سےاس کا نسب ثابت ہے، البتہ جس باندی سے آقا کو بچہ پیدا ہوااوروہ ام لد بن گئی ہے، آقا کے لیے اس ام ولد سے وطی کرنا جائز ہے۔[1]

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۱/۵/۱۵ھ)

---

(۱)إذا ولدت الأمة من مولاها فقد صارت أم ولد له لا يجوز بيعها ولا تمليكها "لقوله عليه الصلاة والسلام" أعتقها ولدها أخبر عن إعتاقها فيثبت بعض مواجبه وحرمة البيع ولأن الجزئية قد حصلت بين الواطئ والموطوئة بواسطة الولد فإن المائين قد اختلطا بحيث لا يمكن التميز بينهما على ما عرف في حرمة المصاهرة- وله وطؤها واستخدامها وإجارتها وتزويجها "لأن الملك فيها قائم فأشبهت المدبرة. (المرغيناني، هدايه،''كتاب العتق: باب الاستيلاد'':ج۲،ص:۴۷۳،۴۷۴)

عن جابر قال إن رجلا أتى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال إن لي جارية هي خادمتنا وأنا أطوف عليها وأكره أن تحمل فقال: أعزل عنها إن شئت فإنه سيأتيها ما قدر لها فلبث الرجل ثم أتاه فقال: إن الجارية قد حبلت فقال: قد أخبرتك إنه سيأتيها ما قدر لها. رواه مسلم. (مشكوة المصابيح،''كتاب النكاح: باب المباشرة، الفصل الأول'':ج۲،ص:۲۷۵،رقم:۳۱۸۵)

نواقض وضو کی دو عبارتوں میں تعارض:

(۱۰۲)**سوال**:(۱)''خرج دم من القرحة بالعصر و لو لا ه ما خرج نقض في المختار كذا في الوجيز للكردري و هو الأشبه كذا في القنية و هو الأوجه كذا في شرح المنية للحلبى''.

(۲)''إن قشرت نفطه وسال منها ماء أو صديد أو غيره إن سال عن رأس الجرح نقض، و إن لم يسل لا ينقض هذا إذا قشرها فخرج بنفسه أما إذا عصرها فخرج بعصره لا ينقض لأنه مخرج ليس بخارج كذا في الهداية''. (ہندیۃ: ج۱،ص: ۶۲،زکریا، دیوبند)

حضرات گرامی سے عرض ہے کہ یہ عبارات فتاوی عالمگیری کی ہیں اوران دونوں میں بظاہر تعارض ہے عصر کے معاملہ میں، تو اس تعارض کو کیسے رفع کیا جائے جب کہ بظاہر دونوں عبارتیں مفتی بہ ہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد جاوید، پرتاب گڑھ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: پہلے اصل مسئلہ سمجھیں کہ غیر سبیلین سے اگر کوئی چیز نکلے اور نکل کر اپنی جگہ سے بہ جائے، تو اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اگر اتنی معمولی مقدار میں ہے کہ وہ اپنی جگہ سے نہ بہے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا ہے''ليس في القطرة والقطرتين من الدم وضوء إلا أن يكون سائلا'' اس مسئلہ کی روشنی میں اگر غور فرمائیں، تو پہلی عبارت درست ہے، اگر زخم سے نجاست نکلے اور وہ اتنی مقدار میں ہے کہ نچوڑنے کی صورت میں اس میں سیلان پایا جائے گا، تو اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، اگر چہ اس کی کیفیت یہ ہے کہ اگر اس کو نہ نچوڑا جاتا، تو وہ نہ بہتا، جہاں تک ہدایہ کی عبارت کا تعلق ہے''أما إذا عصرها فخرج بعصره لا ينقض لأنه مخرج و ليس بخارج'' یہ درست نہیں ہے؛ اس لیے کہ اس صورت میں بھی وضو ٹوٹ جائے گا، کیوں کہ وضو کے ٹوٹنے کا مدار خارج پر ہے اور مخرج سے بھی خارج کا وجود ہو جاتا ہے، چنانچہ علامہ لکھنوی نے

صاحب ہدایہ کی اس عبارت پر نقد کیا ہے وہ لکھتے ہیں۔ ''وذكر في الكافي الأصح أن المخرج ناقض انتهى كيف لا؟ وجميع الأدلة من الكتاب والسنة والإجماع والقياس تدل على تعليق النقض بالخارج النجس وهو الثابت في المخرج''(۱)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۳/۱۱/۱۴۴۰ھ)

کیا مفتی کے لیے انشورنس، ایجوکیشن، انٹرنیٹ وغیرہ سے واقفیت ضروری ہے؟

(۱۰۳) **سوال:** کیا ایک ماہر عالم کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ موجودہ حالات کا علم وفہم رکھے تاکہ بوقت ضرورت ان مسائل کے متعلق فتوی دے سکے، جیسے: انشورنس، الکحل، بزنس، لون، ایجوکیشن، سائنس، ہیلتھ، فوٹوگرافی، ویڈیوگرافی، انٹرنٹ، کمپیوٹر وغیرہ؟ جیسے کہ الکحل ہے کہ وہ آپریشن اور میڈیکل پریکٹس کے دوران ہاسپٹلوں میں استعمال ہوتا ہے، فوٹوگرافی اور ویڈیوگرافی کا استعمال کورٹ میں اظہار حقیقت کے لیے ہوتا ہے، جبکہ اسلام بھی حقیقت کا انکشاف چاہتا ہے۔ الغرض یہ تمام چیزیں اسلام جو چاہتا ہے اس میں معاون ومددگار ہوتی ہیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد سلیم، دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: یقیناً موجودہ حالات کا علم رکھنا ایک مفتی کے لیے انتہائی ضروری ہے، ان حالات کو جانے بغیر صحیح رائے نہیں دی جاسکتی، علاوہ ازیں بہت ساری چیزیں عام

---

(۱) المرغيناني، هداية، ''كتاب الطهارة: فصل في نواقض الوضوء'': ج۱،ص:۲۹، حاشية: ۱.
وفي غير السبيلين بتجاوز النجاسة إلى محل الخ. والمراد أن تتجاوز ولو بالعصر وما شأنه أن يتجاوز لو لا المائع كما لو مصت علقه فأمتلأت بحيث لو شقت لسال منها الدم كذا في الحبلى. (أحمد بن محمد، حاشية الطحطاوي،''كتاب الطهارة': فصل':ص:۸۷)

حالات میں ناجائز ہوتی ہیں، مگر خاص حالات میں ان کی اجازت مع شرائط دی جاتی ہے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۲/۲۳: ۱۴۳۶ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

کیا اجماع کا منکر کافر ہے؟

(۱۰۴) **سوال**: کیا اجماع کا انکار کرنے والا کافر ہوجاتا ہے، کیونکہ قادیانی کے اوپر کفر کا فتویٰ اجماع امت سے ہے؛ لیکن موجودہ وقت کے اہل حدیث ایک مجلس کی تین طلاق کو تین نہیں مانتے، ایک مانتے ہیں، تو کیا اس لحاظ سے وہ کافر نہیں ہوجاتے، کیونکہ ایک مجلس کی تین طلاق کو تین ماننا بھی چار اماموں اور مجتہدوں کے اجماع سے ثابت ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد صفوا، مرزاپور

الجواب وباللہ التوفیق: اجماع حجت شرعیہ فرعیہ ہے، اسے ماننا یقیناً ضروری ہے لیکن منکر خارج از ایمان نہیں ہے[۲] اور اہل حدیث کو بھی خارج از ایمان کہنا غلط ہے، لیکن قادیانی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے منکر ہیں؛ اس لیے کافر ہیں۔[۳]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۳/۵: ۱۴۴۰ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) من جهل بأهل زمانه فهو جاهل. (مجموعه رسائل ابن عابدين: ج۲،ص:۱۳۱)

(۲) إجماع الأمة موجب للعلم قطعاً كرامة على الدين لانقطاع توهم إجتماعهم على الضلالة الخ. (المدخل إلى الفتاوى على الهندية: ج۱،ص:۳۵)

(۳) ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَآ أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ﴾ (سورة الأحزاب: ۴۰)

فتویٰ اور مسئلہ کے مابین فرق:

(۱۰۵)**سوال**: فتوی اور مسئلہ میں کیا فرق ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شعیب، محی الدین پور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئلہ عام ہے سائل کے سوال کے جواب کو بھی مسئلہ کہا جاتا ہے، اسی طرح عوام الناس کے سامنے حکم شرعی کی وضاحت کو بھی مسئلہ کہا جاتا ہے، جبکہ فتوی حکم شرعی کے طلب پر شریعت کا جو موقف واضح کیا جائے اس کا نام فتوی ہے، گویا فتوی خاص ہے اور مسئلہ عام ہے۔[1]

الجواب صحیح:
محمد عارف قاسمی، محمد اسعد جلال
محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۶/۵:۱۴۴۱ھ)

کیا امت کا اختلاف رحمت ہے؟

(۱۰۶)**سوال**: ''اختلاف أمتي رحمة'' میری امت کا اختلاف رحمت ہے، پوچھنا ہے کہ: اختلاف رحمت کیسے ہے؟ اس کا مطلب کیا ہے؟ براہ کرم بالتفصیل جواب مرحمت فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد قمر عالم، راعین، محلّہ: مہتوار

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ''اختلاف أمتي رحمة'' کا مطلب ائمہ مجتہدین کے مابین فروع میں اختلاف ہے اور ان حضرات کا اختلاف اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت کا اثر ہے کیونکہ

---

(۱) فالحكم الشرعي هو خطاب الله تعالىٰ المتعلق بأفعال المكلفين طلبا أو اقتضاء أو تخييرا أما الفتوىٰ فهي انزال الحكم الشرعي على واقع المستفتي. (محمد أبوزهره، أصول الفقه:ص:۲۹)

ان کا اختلاف لوگوں کے لئے دین کی راہ میں وسعت پیدا کرتا ہے اور یہ واضح کر دیتا ہے کہ دین میں حرج اور تنگی نہیں ہے؛ بلکہ دینِ اسلام نہایت ہی آسان ہے، بخاری شریف میں ہے: نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''إن الدين يسر''[1] دین اسلام نہایت ہی آسان ہے۔

ائمہ کرام کے درمیان فروعات میں اختلاف اللہ تعالیٰ کی رحمت کا اثر ہے، ''فإن اختلاف أئمة الهدىٰ توسعة للناس كما في التتارخانية''[2] ائمہ اور علماء کا اختلاف لوگوں کے لیے دین کی راہ میں وسعت پیدا کرتا ہے۔

''وعلم بأن الاختلاف من آثار الرحمة فمهما كان الاختلاف أكثر كانت الرحمة أو فر''[3]

علامہ ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین احکام کے استنباط میں اختلاف رائے نہ رکھتے تو امت کے لیے رخصت کا پہلو نہ نکلتا، ''ونقل السيوطي عن عمر بن عبد العزيز أنه كان يقول: ما سرني لو أن أصحاب محمد -صلى الله عليه وسلم- لم يختلفوا لأنهم لو لم يختلفوا لم تكن رخصة''[4]

خلیفہ ہارون رشید نے حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ: آپ کی تالیفات لکھا دیتے ہیں اور ان کو اسلام کے تمام اطراف وجوانب میں تقسیم کرا دیتے ہیں تا کہ امت کو انہیں کے موافق عمل کرنے پر ابھاریں تو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: امیر المؤمنین اختلافِ علماء اللہ تبارک وتعالیٰ کی جانب سے اس امت پر رحمت ہے، ہر عالم اس کی اتباع کرتا ہے جو اس کے نزدیک صحیح ہے اور تمام علماء ہدایت پر ہیں اور تمام علماء اللہ تبارک وتعالیٰ کے دین اور اس کی مرضی ہی کا ارادہ رکھتے ہیں۔

''وأخرج الخطيب إن هارون الرشيد قال: لمالك بن أنس يا أبا عبد الله

---

(۱) أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الإيمان: باب الدين يسر": ج۱،ص:۱۶،رقم:۳۹.

(۲) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "مقدمه": ج۱،ص:۶۸.

(۳) "أيضاً".

(۴) "أيضاً".

نكتب هذه الكتب يعني مؤلفات الإمام مالك ونفرقها في أفاق الإسلام لتحمل عليها الأمة، قال: يا أمير المؤمنين! إن اختلاف العلماء رحمة من اللّٰه تعالىٰ على هذه الأمة كل يتبع ما صح عنده و كلهم على هدى و كل يريد اللّٰه تعالىٰ''[1]

لہٰذا: ائمہ کے اجتہادات واستنباط کے مابین مختلف فیہ مسائل ہیں جو اختلاف رائے ہے وہ اختلاف حق وباطل نہیں ہے؛ بلکہ ایک رائے کوصواب محتمل خطاء اور دوسری رائے کوخطاء محتمل صواب کہیں گے اوراس اختلاف کواختلافِ رخصت کہتے ہیں، جیسا کہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت میں حضرت عمر بن عبدالعزیز اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ کا قول تفصیل سے ذکر ہوا۔

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی
محمد اسعد جلال، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۵/۴:۱۴۴۲ھ)

کیا آج اجماع ہوسکتا ہے؟

(۱۰۷)**سوال:** میں اجماع کے بارے میں جاننا چاہتا ہوں۔ کیا آج اجماع ہوسکتا ہے؟ اگر کسی ملک کے علماء کسی مسئلہ پر متفق ہوجائیں اوراسی ملک کے دوسرے علماء اس کی مخالفت کریں تو کیا اجماع کا انعقاد درست ہوگا، کیا یہ متفق علیہ مسئلہ سب کے لئے واجب الاطاعت ہوگا؟

فقط: والسلام
المستفتی: معصوم، سلہٹ، بنگلہ دیش

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کسی زمانہ میں پیش آنے والے مسئلے کے حکم شرعی پر اس زمانہ کے تمام مجتہدین کا متفق ہونا اجماع کہلاتا ہے، تعریف سے معلوم ہوتا ہے کہ آج بھی اجماع ہوسکتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ یہ امت کسی غلط بات پر متفق نہیں ہوسکتی ہے گویا امت اپنی اجتماعی حیثیت میں معصوم ہے۔

(۱) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''مقدمه'': ج۱،ص:۶۸.

''الإجماع في اللغة العزم وفي الاصطلاح اتفاق المجتهدين من أمة محمد صلى الله عليه وسلم في عصر على أمر دينى وأيضاً: العزم التام على أمر من جماعة أهل الحل والعقد''(۱)

اجماع کے سلسلے میں ضروری ہے کہ اس عہد کے تمام مجتہدین کسی مسئلے پر متفق ہوں یا اکثر متفق ہوں پھر چند لوگوں کا اختلاف مضر نہیں ہوگا؛ لیکن اگر دونوں طرف مجتہدین کی جماعت ہو تو اس کو اجماع سے تعبیر نہیں کیا جائے گا، مثلاً: موجودہ دور میں جو سیمینار ہوتے ہیں ان میں اگر کسی مسئلے پر تمام حضرات کی ایک رائے ہوتی ہے اور دو تین لوگ اس سے اختلاف کرتے ہیں تو اس کو اجماعی مسئلہ ہی کہا جاتا ہے؛ لیکن اگر دونوں طرف اہل علم کی رائے ہو تو پھر اس کو متفقہ فیصلہ نہیں کہا جاتا؛ بلکہ یہ لکھا جاتا ہے کہ اس مسئلہ میں اہل علم کی دو رائے ہیں۔

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی
محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۱/۱:۱۴۴۰ھ)

کیا تقلید کرنا ضروری ہے؟

(۱۰۸) **سوال:** کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

ہمارے کالج کے ایک دوست ہیں ان کا کہنا ہے کہ کسی امام کی تقلید کرنا ضروری نہیں ہے، قرآن وحدیث کو خود ہی سمجھ کر اس پر عمل کیا کرو، کیا میرے دوست کا یہ کہنا صحیح ہے؟ از روئے شریعت بتائیں کہ قرآن وحدیث کو میں خود ہی سمجھنے کی کوشش کروں اور کسی امام وغیرہ کی رائے (تقلید) کو قبول نہ

(۱) قواعد الفقه:ص:۱۶؛المدخل إلى الفتاوى على الهندية:ج۱،ص:۳۴،فقه إسلامي تدوين وتعارف:ص:۴۸) وفي أصول السرخسي إجماع الأمة موجب للعلم قطعاً كرامة لهم على الدين لإنقطاع توهم إجتماعهم على الضلال، وهذا مذهب الفقهاء وأكثر المتكلمين وهذا الإجماع حجة موجبة شرعاً. (المدخل إلى الفتاوىٰ على الهندية:ج۱،ص:۳۵)

کروں؟ ازراہ کرم جلد جواب مرحمت فرما کر ذہنی خلجان کو دور فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اکرم بیگوسرائے

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قرآن وسنت میں بعض احکام تو ایسے ہیں جنہیں معمولی پڑھا لکھا شخص سمجھ سکتا ہے اس کے برعکس قرآن وسنت کے بہت سے احکام وہ ہیں جن میں کوئی ابہام یا اجمال یا قرآن کریم کی ایک آیت کا دوسری آیت اور حدیث سے بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہے ان جیسے مسائل میں اجتہاد کیا جاتا ہے اور اجتہاد اتنی اہم اور نازک ذمہ داری ہے کہ ہر کس وناکس کو یہ ذمہ داری نہیں سونپی جاسکتی ہے اس کے لئے اخلاص وللّٰہیت، تقویٰ، خدا ترسی شرط ہے اس کے ساتھ ساتھ عمیق علم، ذکاوت وفراست وسیع نظر اور زمانہ سے بھرپور آگہی کی بھی ضرورت ہے اسی مفہوم کو علامہ جلال الدین محلی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مجمع الجوامع میں لکھا ہے: وہ عامی جو کتاب وسنت کو نہیں جانتا اور نہ اس میں نصوص کے تتبع تلاش، سمجھنے اور ان سے حکم شرعی مستنبط کرنے کی صلاحیت ہے تو وہ کسی ایسے مجتہد کے اجتہاد پر عمل کرے جس کے استنباط مع دلائل مدون ہیں ان پر عمل کرنے والا شریعت پر عمل کرنے والا قرار دیا جائے گا۔

''ویجب علی العامي وغیرہ فمن لم یبلغ مرتبة الاجتهاد والتزام مذهب معین من مذاهب المجتهدین''(۱)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے عقد الجید میں امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے:

''ویجب علی من لم یجمع هذه الشرائط تقلیده فیما یعن له من الحوادث''(۲)

یعنی اس شخص پر جو ان شرائط کا جامع نہ ہو اس پر کسی مجتہد کی تقلید کرنا واجب ہے ان مسائل میں جو ان کو پیش آئیں۔

---

(۱) نور الهدایه ترجمه شرح الوقایة: ص:۱۰.

(۲) الشاه ولی اللّٰه محدث الدهلوي، عقد الجید في أحکام الاجتهاد والتقلید، ''المقدمة'': ج۱، ص:۵.

''وبالجملة فالتمذهب للمجتهدين سر الهمه اللّٰه تعالىٰ العلماء وتبعهم عليه من حيث يشعرون أولا يشعرون''[۱]

مجتہدین کے مذاہب میں کسی مذہب کی پابندی ایک راز ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے علماء کے دلوں میں الہام کیا اور اس پر ان کو متفق کیا ہے وہ اس کی مصلحت اور راز کو جانیں یا نہ جانیں۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اصولیین کے نزدیک تقلید نام ہے کہ جس امام اور مجتہد کی ہم تقلید کر رہے ہیں ان سے دلیل کا مطالبہ کئے بغیر ان کی بات کو مان لینا اور ان پر پورا اعتماد کرنا ہے[۲] اس میں مجتہد کی حیثیت شارع کی نہیں؛ بلکہ محض شارح کی ہوتی ہے اور ہر شخص کے اندر چونکہ اتنی صلاحیت نہیں ہوتی کہ قرآن وحدیث سے مسائل کو خود اخذ کر سکے؛ اس لیے ائمہ مجتہدین پر آپ کو اعتماد کرنا چاہئے اور وہ جو سمجھے ہیں اور امت کو سمجھاتے ہیں اس کو منشاء الٰہی اور مراد رسول صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ کر واجب الاتباع سمجھنا چاہئے۔[۳]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۵/۴:۱۴۴۲ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی
محمد اسعد جلال، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

اصول کرخی کے قاعدہ نمبر: (۲۹) کی تشریح:

(۱۰۹) **سوال**: مفتیان کرام، فقہ حنفی کی ایک اصولی عبارت کی توضیح مطلوب ہے:

اصول کرخی، میں قاعدہ نمبر: ۲۹/ میں لکھا ہے، ''الأصل: أن كل آية تخالف قول أصحابنا فإنهما تحمل على النسخ أو على الترجيح والأولىٰ أن تحمل على التأويل من جهة التوفيق'' ترجمہ: ہر وہ آیت جو ہمارے اصحاب کے قول کے خلاف ہو تو اس کے بارے میں سمجھا جائے گا کہ وہ منسوخ ہے یا کسی اور دلیل کو اس پر ترجیح حاصل ہے اور بہتر یہ ہے کہ اس میں

(۱) الشاه ولى اللّٰه محدث دهلوي، الانصاف في بيان أسباب الاختلاف، "باب حكاية حال الناس": ج۱،ص:۷۳.
(۲) مفتي محمد تقي عثماني، درس ترمذي: ج۱،ص:۱۳.
(۳) الشاه ولي اللّٰه محدث الدهلوي، عقد الجيد، ورسائل إمام ولي اللّٰه الدهلوي: ج۲،ص:۱۳.

ایسی تاویل کی جائے، کہ اس آیت میں اور ہمارے اصحاب کے قول میں موافقت پیدا ہو جائے۔ اس عبارت کی توضیح کریں، اور عنداللہ ماجور ہوں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عمران، بہار

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ہمارے اصحاب کا اگر کوئی قول کسی آیت کے خلاف ہے، تو ظاہر ہے اس کا مطلب یہ نہیں لیا جا سکتا ہے کہ ان ماہرین کی نظر یہاں تک نہیں پہونچی ہوگی، بلکہ یہ سمجھا جائے گا کہ ان کو اس آیت کے منسوخ ہونے کا علم حاصل ہو گیا تھا؛ اس لئے انھوں نے آیت پر عمل نہیں کیا اور ان کا قول آیت کے بظاہر خلاف ہے، جب کہ حقیقت یہ ہے وہ آیت کے خلاف نہیں ہے۔ یا بعض مرتبہ ایسا ہوا کہ دو آیتوں میں تعارض ہو گیا اور ان کی تاریخ نزول کا ہمیں علم نہیں تو اب ان میں سے کس پر عمل کیا جائے، اس میں ہمارے اصحاب کا قول یقیناً الگ ہوگا اور بظاہر آیت کے خلاف معلوم ہوگا،[1] حالانکہ جب ان آیتوں پر عمل کرنا تاریخ نزول کا صحیح علم نہ ہونے کی وجہ سے ممکن نہیں رہا تو کسی اور قول کا قائل ہونا امر لابدی ہے تاکہ اس سلسلہ میں دیگر نصوص کو ترجیح حاصل ہو جب اس طرح سے دوسری نصوص کو ترجیح دی جائے گی، تو اس کے نتیجے میں احناف کے قول اور آیت میں تعارض ختم ہوگا اور موافقت کی راہ خود بخود نکل آئے گی۔

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی
محمد عارف قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۳۹/۱۲/۲۵ھ)

---

(۱) أي بظاهر نفس تلك الآية وإلا فلا يمكن مخالفة آية، أو خبر لمسائل أئمتنا الحنفية فإنهم قد استنبطوا مسائلهم من كتاب الله عز وجل وسنة نبينا صلى الله عليه وسلم، وإجماع مجتهدي أمة سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم، والقياس الصحيح المأخوذ من الكتاب والسنة والإجماع، وما خالف مسائلهم فهو مؤول فتنبه لذلك ولا تكن من المغترين. (قواعد الفقه حاشیہ/۱: ج۱،ص:۱۸)

ہدایہ کی جن احادیث کے بارے میں زیلعی وغیرہ نے ''غریب'' اور ''لم أجده'' کہا ہے ان کے بارے میں اکابر دیوبند کی کیا رائے ہے؟

(۱۱۰)**سوال**: ہدایہ کی جن احادیث کے متعلق امام زیلعیؒ یا حافظ ابن حجرؒ وغیرہ نے ''غریب''، ''لم أجده''، ''لا أصل له'' وغیرہ کے الفاظ کہے ہیں (اوراس کے معانی احادیث بھی دیگر حفاظ جیسے حافظ قطلو بغاؒ وغیرہ کو بھی نہیں ملے) ان احادیث کے بارے میں اکابر دیوبند کی آراء معلوم ہوسکتی ہیں؟ اوران احادیث کے بارے میں ہمیں کیا موقف رکھنا چاہیے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد جاوید، مرزاپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: فقہاء کرام بہت سی احادیث کو بالمعنی روایت کرتے ہیں اوران کے پیش نظر تنقیح واستخراج مسائل ہیں، ان کا یہ وظیفہ یعنی بیان مسئلہ اول درجہ میں اور بیان احادیث دوسرے درجہ میں ہے، جب کہ محدثین کا مطمع نظر اول درجہ میں بیان حدیث من وعن اور بیان مسئلہ ثانوی درجہ میں ہوتا ہے؟ اسی تناظر میں بعض احادیث کو محدثین ''لم أجده'' وغیرہ فرماتے ہیں حالانکہ وہ معنوی اعتبار سے ثابت ہوتی ہیں، دیگر توجیہات بھی شراح ہدایہ نے لکھی ہیں رجوع کرلیا جائے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱/۲۱: ۱۴۴۰ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان قاسمی

محمد عمران گنگوہی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) أئمتنا الحنفية رضي الله عنهم لما رأوا أحاديث النبي صلى الله عليه وسلم مختلفة وآثار الصحابة رضوان الله عنهم متعارضة تتبعوا مأخذ الشريعة من الكتاب والسنة، فوجدوا الشريعة على صنفين: صنف هي القواعد الكلية المطردة والمنعكسة كقوله تعالىٰ: ﴿لا تزر وازرة وزر أخرى﴾ وقوله صلى الله عليه وسلم: الخراج بالضمان: وصنف وردت في حوادث جزئية وأسباب مختصة كأنها بمنزلة الاستثناء من الكليات. (عميم الإحسان، قواعد الفقه:ص:۵)..... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

حنفی کا غیر حنفی مفتی کے فتوی کو ماننا:

(۱۱۱)**سوال**: ہمارے یہاں مختلف عقائد ومسالک کے لوگ ہیں اور ہر مسلک کا کسی فتوے کے بارے میں جداگانہ خیال ہے، کسی کا خیال ہے کہ حنفی مسلک والے کو شافعی یا غیر مقلد حضرات کے فتویٰ کو نہیں ماننا چاہئے؛ لہٰذا جواب طلب امر یہ ہیں کسی بھی مسلک کا فتویٰ دوسرے مسلک کو ماننا چاہئے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد طیب خان صاحب، ہردوئی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حنفی کے لئے ضروری یہ ہے کہ اپنے مسلک ہی کے مطابق فتویٰ دے، ایسے ہی شافعی اور مالکی حنبلی مفتیوں کے لیے ضروری ہے کہ اپنے اپنے مسلک ہی کے مطابق فتویٰ دیں، ہر مسلک والے کو اپنے مسلک والے مفتی کے فتوے پر عمل کرنا چاہئے، دوسرے کے نہیں۔[1]

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۵/۷/۱۴۱۰ھ)

.....گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ.....فصل: تنبيه: وهذا المبحث ينجر إلى رواية الحديث ونقله بالمعنى، وفيه اختلاف فالأكثرون على أنه جائز بمن هو عالم بالعربية و ما هو في أساليب الكلام وعارف بخواص التراكيب ومفهومات الخطاب لئلا يخطى بزيادة ونقصان وقيل جائز في مفردات الألفاظ دون المركبات، وقيل: جائز لمن استحضر الفاظه حتى يتمكن من التصرف فيه، وقيل: جائز لمن يحفظ معاني الحديث ونسي الفاظها للضرورة في تحصيل الأحكام. (الشيخ عبد الحق الدهلوي، مقدمة على مشكوٰة المصابيح:ص:۴)

(۱) أن الحكم والفتيا بالقول المرجوح جهل وخرق للإجماع وأن الحكم الملفق باطل بالإجماع. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "مقدمه": ج۱،ص:۷۴)

وكذا في الموسوعة الفقية الكويتيه: ج۱۳،ص:۲۹۴.

فتویٰ کے منکر کا حکم کیا ہے؟

(۱۱۲)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین کہ مفتیانِ دین جو شرعی مسائل پر فتوے صادر فرماتے ہیں اُن پر ''آمنا و صدقنا'' کہنا ہر مسلمان کا ایمان ہے، لیکن برعکس اِس کے اگر کوئی فردِ واحد یا کچھ اشخاص مفتیانِ دین کے فتاویٰ کو جھٹلاتے ہیں یا اُن کے مُنکر ہیں، تو ایسے مسلم اشخاص کی شرعی پوزیشن کیا ہے از راہِ مہربانی صحیح پوزیشن سے آگاہ کریں عنایت ہوگی؟

فقط: والسلام

المستفتی: حافظ عبدالستار انصاری، میرٹھ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: فتوے میں مسئلہ شرعی کی وضاحت ہوتی ہے، اگر اس انکار کرنے والے کی منشاء اور غرض یہ ہے کہ فتویٰ کچھ بھی ہو یعنی شرعی مسئلہ کچھ ہو وہ اس پر عمل نہیں کرتے بلکہ اپنی رائے کو مقدم سمجھتے ہیں، تو فقہاء نے تصریح کی ہے کہ ایسی صورت میں منکر پر کفر عائد ہو جاتا ہے۔[1] اور اگر منشاء یہ ہو کہ سوال واقعہ کے خلاف لکھ کر فتوی حاصل کیا گیا ہے یا مسئلہ غلط لکھا گیا ہے تو خلاف بولنے والے پر ضروری ہوتا ہے کہ واقعہ کی صحت کو واضح کرے یا فتوے کی غلطی کو کتاب وسنت سے ثابت کرے، بغیر ثبوت کے اگر کوئی انکار کرتا ہے، تو اس کی بات قابل توجہ نہیں، بلکہ وہ خاطی اور گنہگار ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید (۱۹/۱۱/۱۴۱۰ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) إذا جاء أحد الخصمين إلى صاحبه بفتوى الأئمة فقال صاحبه ليس كما أفتوا أو قال لا نعمل بهذا كان عليه التعزير ثم إن كانت نية القائل الوجه الذي يمنع التكفير فهو مسلم. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بالعلم والعلماء'': ج۲،ص:۲۸۴)

إن قائله يؤمر بتجديد النكاح وبالتوبة والرجوع عن ذلك بطريق الاحتياط. (أيضاً: ومنها: ما يتعلق بتلقين الكفر: ج۲،ص:۲۹۳)

جاہل شخص کا مسائل بتانا:

(۱۱۳)**سوال**: ایک شخص جاہل ہے اور وہ لوگوں کو ہر وقت مسئلہ بتاتا ہے، وہ شخص قرآن شریف اور چھوٹی کتاب پڑھنا جانتا ہے اور بڑے لوگوں کا حوالہ دیتا ہے کہ میں نے فلاں بزرگ سے سنا ہے، جائز ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد جسیم الدین، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسے جاہل کو جس کو صحیح مسائل یاد نہ ہوں، مسئلہ نہ بتلانا چاہئے، بلکہ علماء اور مفتیان سے رجوع کرنا چاہئے ورنہ تو وہ شخص گنہگار ہوگا، جس سے پرہیز لازم ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۲/۱۰/۱۸ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فتوی کو نہ ماننے کا حکم:

(۱۱۴)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں: گزارش خدمت یہ ہے کہ آپ کے ذریعہ دئے گئے فتوی بتاریخ: ۲/۹: ۱۴۴۲ھ (کاپی منسلک) کے متعلق

---

(۱)عن عبد اللّٰہ بن عمرو بن العاص قال: سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول إن اللّٰہ لایقبض العلم انتزاعاً ینتزعہ من العباد ولکن بقبض العلم یقبض العلماء حتی إذا لم یبق عالماً اتخذ الناس رؤساً جھالا فسئلوا فأفتوا بغیر علم فضلوا وأضلوا، متفق علیہ. (مشکوۃ المصابیح، "کتاب العلم: الفصل الأول": ج۱،ص:۳۳،رقم:۲۰۶)

وحدثني أبو الطاھر أحمد بن عمرو بن عبد اللّٰہ بن عمرو بن سرح قال: أنا ابن وھب قال: قال لي مالك رحمہ اللّٰہ: إعلم أنہ لیس یَسلَم رجل حدّث بکل ما سمع ولا یکون إماماً أبداً وھو یحدث بکل ما سمع. (أخرجہ مسلم، في صحیحہ، "المقدمۃ، باب النھي عن الحدیث بکل ما سمع": ج۱،ص:۹،رقم:۵)

خدمت میں عرض ہے کہ میرے بڑے بھائی حافظ محمد سالم انور کو یہ فتوی دکھایا گیا اور اس کے مطابق بٹوارہ کے لیے کہا تو انہوں نے صاف انکار کردیا اور کہا میں یہ سب دیکھنا بھی نہیں چاہتا اور نہ اسے مانتا ہوں وہ کہتے ہیں کہ تمہیں اولاد نہیں ہے؛ اس لیے تمہیں کوئی ترکہ نہیں ملے گا؛ لہٰذا جناب والا سے گزارش ہے کہ ان حالات میں ان کے اوپر کیا شرعی حکم لاگو ہوتا ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دینے کی زحمت گوارا کی جائے۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد ناظم انور سمری بختیار پور ضلع سہرسہ (بہار)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: فتوی کے ذریعہ قرآن وحدیث کا حکم بتلایا جاتا ہے، فتوی دینے والا دراصل اللہ تعالیٰ کا حکم بتلاتا ہے، دارالافتاء فتوی دیتا ہے ماننے پر مجبور نہیں کرتا، اس کا ماننا اور اس پر عمل کرنا ایک مسلمان کا دینی فریضہ ہوتا ہے، اس سے انکار کرنا بے جا جرأت اور بے دینی کا عمل ہے، ہاں اگر فتوی میں کوئی بات سمجھ میں نہ آئے یا قابل اشکال ہو، تو اس کو دوبارہ معلوم کیا جاسکتا ہے۔[1]

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۲:۲/۲۵ھ)

کیا عام آدمی بھی اجتہاد کرسکتا ہے؟

(۱۱۵) **سوال:** کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام علمائے عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

---

(۱) رجل عرض عليه خصمه فتوى الأئمة فردها وقال: ''چہ بارنامہ فتوی آوردہ'' قيل يكفر لأنه رد حكم الشرع وكذا لو لم يقل شيئاً لكن ألقى الفتوىٰ على الأرض وقال: ''ایں چہ شرع است'' كفر. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بالعلم والعلماء'': ج۲، ص:۲۸۳)

الهازل أو المستهزئ إذا تكلم استخفافاً واستهزاء ومزاحاً يكون كفراً عند الكل، وإن كا اعتقاده خلاف ذلك. (أيضا: ''ومنها: ما يتعلق بتلقين الكفر'': ج۲، ص:۲۸۷)

ایک عالم دین کا کہنا ہے کہ ہر شخص اجتہاد نہیں کرسکتا ہے میرا ماننا ہے کہ اجتہاد تو کوشش کرنے کو کہتے ہیں؛ اس لیے میں بھی کسی مسئلہ میں استنباط اور اجتہاد کرسکتا ہوں، وہ عالم دین میری اس بات کو برا مان رہے ہیں؛ اس لیے مسئلہ دریافت کرنا ہے کہ کیا اجتہاد کے کوئی اور بھی معنی ہیں؟ نیز اجتہاد کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ براہ کرم مدلل اور تشفی بخش جواب دینے کی زحمت گوارہ کریں۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد ابرار الحق، جے، این، یو، دہلی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بشرط صحتِ سوال صورت مسئولہ میں اجتہاد کہتے ہیں کسی چیز کی تلاش میں اپنی پوری طاقت خرچ کرنا اور اس سے مراد ہے کسی قضیہ (مسئلہ) کو قیاس کے طریقے سے کتاب وسنت کی طرف لوٹانا۔

''الاجتهاد بذل الوسع في طلب الأمر، والمراد به رد القضية من طريق القياس إلى الكتاب والسنة''[1] کسی فقیہ کا کسی حکم شرعی کو حاصل (استنباط) کرنے کے لئے اپنی پوری طاقت خرچ کرنے کو بھی اجتہاد کہا جاتا ہے۔

اجتہاد کی شرعی حیثیت یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝﴾[2]

اس آیت کریمہ میں ادلۃ اربعہ (چاروں دلیلوں) کی طرف اشارہ ہے۔ ﴿اَطِيْعُوا اللّٰهَ﴾ سے مراد قرآن کریم ہے ﴿اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ﴾ سے مراد سنت ہے ﴿اُولِي الْاَمْرِ﴾ سے مراد علماء اور فقہا ہیں۔ ان میں اگر اختلاف وتنازع نہ ہو؛ بلکہ اتفاق ہوجائے تو اسے اجماعِ فقہاء کہتے ہیں اور اگر ﴿اُولِي الْاَمْرِ﴾ میں علماء وفقہاء کا اختلاف ہو تو ہر ایک مجتہد اپنی رائے سے اجتہاد کرتا ہے اس نئے اور غیر واضح اختلافی مسئلے کا قرآن وسنت کی طرف لوٹانا اور استنباط کرنا اجتہادِ شرعی یا قیاسِ مجتہد کہلاتا ہے۔

(۱) محمد بن محمد الحسيني، تاج العروس من جواهر القاموس: ج۷، ص:۵۳۹.

(۲) سورة النساء:۵۹.

”قال أبو بكر الجصاص: إن أولى الأمر هم الفقهاء لأنه أمر سائر الناس بطاعتهم ثم قال فإن تنازعتم في شيء فردوه إلى الله والرسول فأمر أولى الأمر برد المتنازع فيه إلى كتاب الله وسنة نبيه صلى الله عليه وسلم إذا كانت العامة ومن ليس من أهل العلم ليست هذه منزلتهم لأنهم لا يعرفون كيفية الرد إلى كتاب الله والسنة ووجوه دلائلهما على أحكام الحوادث فثبت أنه خطاب للعلماء“[1]

لہٰذا عوام الناس اور غیر عالم کا یہ مقام نہیں ہے کہ اختلافی مسائل کو کتاب وسنت کی طرف لوٹائے؛ اس لیے کہ لوٹانے کا کیا طریقہ ہے یہ اسے معلوم نہیں ہے اور نہ ہی انہیں نت نئے مسائل مستنبط کرنے کے دلائل کے طریقوں کا علم ہوتا ہے؛ اس لئے یہ مقام اور یہ خطاب علماء اور فقہاء ہی کا ہے۔

اجتہاد کا دروازہ ہر ایک کے لیے کھلا ہوا ہو اس کی شریعت اسلامیہ میں گنجائش نہیں ہے، البتہ عام تحقیق وتلاش کتاب وسنت میں تدبر وتفکر، ان کے لطائف اور حقائق کا استخراج ہر زمانے کے تکوینی حوادث سے تشریعی مسائل کو تطبیق دے کر مناسب فتاوی دینا ایسے ہی معاندین اسلام کے نئے نئے شکوک وشبہات اور اعتراضات کی تردید کے لیے نصوص شرعیہ سے استنباط کرنا اصول اسلام کے اثبات اور تحقیق کے لئے کتاب وسنت سے تائید پیدا کرنے کا کام ہر دور میں اہل علم کے لیے باقی ہے اور ہر دور میں اہل عمل کے لئے (مذکورہ) میدان باقی ہے اجتہاد کی یہی نوع کل بھی تھی اور آج بھی ہے اور ہمیشہ رہے گی۔[2]

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی، محمد اسعد جلال، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۵/۴:۱۴۴۲ھ)

❀ ❀ ❀

(۱) أحمد بن علي أبوبكر الجصاص، أحكام القرآن،(سورة النساء:۵۹)”باب في طاعة أولى الأمر“: ج۳،ص:۱۷۷.
(۲) حكيم الإسلام قاري محمد طيب صاحب، تحقيق: محمد حسنين أرشد قاسمي، اجتهاد اور تقليد: ص:۷۹.

فصل خامس

متفرقات علم

صرف قرآن وحدیث پر عمل کرنا:

(۱۱۶)**سوال**: اماموں کے مسائل میں اختلافات ہیں، اگر صرف قرآن وحدیث کو دیکھ کر عمل کریں، تو کوئی حرج تو نہیں؟ لوگوں کی رائے ہے کہ اس طرح اختلاف نہ ہوگا؟

فقط: والسلام
المستفتی: شفیع احمد اعظمی، بحرین

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عمل تو قرآن وحدیث پر ہوتا ہے، البتہ جب تک بصیرت تامہ نہ ہو اس کے صحیح مفہوم تک رسائی ہر شخص کے بس کی بات نہیں[۱]۔ قرآن پاک کی تفسیر احادیث ہیں، پھر احادیث کے سبب ورود کی معلومات ضروری ہوتی ہیں، پھر نظائر کے تحت اجماع کا درجہ ہے، عام لوگوں کے بس کی بات نہیں کہ سب کو سمجھ سکیں؟ اب سوچنے والے عموماً علماء سے بدظن ہوتے ہیں، جو ان کے لئے خطرناک ہے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۰۹/۶/۲۲ھ)

---

(۱) ليس في قوة أحد بعد الأئمة الأربعة أن يبتكر الأحكام ويستخرجها من الكتاب والسنة فيما نعلم أبداً. (النافع الكبير:ص:۱۵، اللباب في الجمع بين السنة والكتاب، أبو محمد علي بن زكريا، المنجبي:ص:۱۰)

(۲) يخاف عليه الكفر إذا شتم عالماً أو فقيها من غير سبب، (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، منها: ما يتعلق بالعلم والعلماء'': ج۲،ص:۲۸۲)

۷۸۶/عدد کی ایجاد کب سے ہوئی:

(۱۱۷)**سوال**: ۷۸۶/کی ایجاد کب سے ہوئی، اس کا لکھنا کیسا ہے اور بدعت کسے کہتے ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: سعید الحق قاسمی، بنی گنج

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بدعت کہتے ہیں کہ کوئی ایسا کام کرنا جس کی شریعت میں کوئی اصل ثابت نہ ہو اور اس کو اپنے لئے شریعت سمجھ کر لازم اور ضروری قرار دے لینا۔[۱]

ابجد کے قاعدہ سے حروف کے جو عدد ہوتے ہیں ''بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم'' کا عدد نکالا گیا تو ۷۸۶/نکلا، ۷۸۶/کا عدد تحریر کے شروع میں بطور لزوم یا یہ سمجھ کر نہیں لکھا جاتا کہ اس میں خیر و برکت ہے، بلکہ مقصد بے ادبی سے تحفظ ہوتا ہے[۲] اور چونکہ یہ سمجھ کر مذکورہ اعداد لکھے جاتے ہیں کہ یہ ''بسم اللّٰہ'' کی جانب مشیر اعداد ہیں، تو مدار ثواب ہے چونکہ نیت بھی ہے؛ اس لئے اس سے بھی محرومی نہیں ہوئی۔[۳]

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللّٰہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۱/۵/۲۶ھ)

کیا غیر مسلم امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہیں؟

(۱۱۸)**سوال**: کیا غیر مسلم امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تحت آتے ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اسرائیل، مرزاپور

---

(۱) البدعة: كل ما خالف أصول الشريعة ولم يوافق السنة. (شرح أبي داؤد للعيني، "باب في التثويب": ج۳،ص:۷) إحداث ما لم يكن له أصل في عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم. (العيني، عمدة القاري، "باب إمامة المفتون والمبتدع": ج۵،ص:۲۳۰،رقم:۶۹۴).....بقیہ حواشی آئندہ صفحہ پر.....

الجواب وباللّٰہ التوفیق: غیر مسلم بھی امت محمدیہ کے تحت آتے ہیں، اس حیثیت سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور تبلیغ کے مخاطب وہ بھی ہیں۔ ایسے لوگوں کو امت دعوت کہتے ہیں اور جو مسلم ہیں ان کو امت اجابت کہتے ہیں۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۳۹/۶/۱۹ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

کیا علم دین کسی خاص برادری کا حق ہے؟

(۱۱۹) **سوال:** زید دارالعلوم دیوبند سے فارغ ہے، اپنے کو پٹھان کہتا ہے اس کا کہنا ہے کہ چھوٹی قوموں کو دین کی اونچی تعلیم نہیں دینی چاہئے، دوسرے مولوی صاحب دارالعلوم دیوبند سے فارغ ہیں وہ کہتے ہیں کہ دارالعلوم کے داخلہ فارم میں کوئی ایسا خانہ نہیں اور برادری کی بنیاد پر کوئی امتیاز نہیں برتا جاتا ہے۔ میں حلوائی برادری سے ہوں اور اس بات کا ثبوت ہوں، اسلام میں برہمنیت نام کی کوئی چیز نہیں ہے یہ دارالعلوم اور اکابر دارالعلوم پر بہتان ہے، مفتی کفایت اللہ صاحب نائی برادری سے تھے اور دارالعلوم کے فضلاء میں سے تھے، اب جو حق پر ہو آپ بیان فرمائیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد واصف، گونڈہ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: تعلیمی معاملہ ہو یا اس قسم کا دوسرا مسئلہ ہو اس میں برادری اور قومیت کے اعتبار سے امتیاز برتنا اور مذکورہ جملے استعمال کرنا زید کے لئے درست نہیں[2]، علم دین

.....گذشتہ صفحہ کے بقیہ حواشی.....(۲) ﴿لَا يَمَسُّهٗٓ إِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ﴾ (سورة الواقعة:۷۹)

(۳) عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إنما الأعمال بالنيات؛ وأخرجه البخاري في صحيحه، باب كيف كان بدء الوحي، ج۱،ص:۳،رقم:۱

(۱) ابن حجر العسقلاني، فتح الباري، "باب فضل الوضوء والغر المحجلين": ج۱،ص:۲۳۶.

(۲) الناس سواء لا فضل لعربي على عجمي إنما الفضل بالتقوىٰ وقال تعالىٰ: ﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقٰكُمْ﴾ (شرح القسطلاني، إرشاد السامي، "باب الأكفاء في الدين": ج۸،ص:۱۹).....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث ہے [۱]، جس میں ہر مومن مسلمان کا حق برابر کا ہے کہ وہ آئے اور میراث محمدی سے حصہ پائے، کسی کو منع کرنے، روکنے کا حق نہیں ہے، ایسے حضرات جو منع کرنے والوں میں ہوں سخت گنہگار ہوں گے طلب علم عبادت ہے اور عبادت سے روکنا گناہ ہے۔ [۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۲/۷/۱۴۰۷ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

علم کو دینی اور دنیاوی میں تقسیم کرنا:

(۱۲۰) **سوال**: مولانا صاحب: علم کو دو حصوں یعنی دینی علم اور دنیاوی علم میں تقسیم کرنا کہاں تک درست ہے؟ کیونکہ ہر چیز اللہ تعالیٰ نے بنائی ہے، لہٰذا ہر علم اللہ کی قدرت پر دلالت کرتا ہے۔ یقیناً قرآن اللہ تعالیٰ کے الفاظ ہیں اور یہ سب سے اونچے درجہ پر ہیں، سب سے اول درجہ اس کو حاصل ہے؛ لیکن کیا دوسرے علوم کو دوسرا یا تیسرا درجہ حاصل ہوسکتا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: ریاست علی، بجنوری

الجواب وباللّٰہ التوفیق: دنیاوی علم سے مراد وہ علم ہے، جس کا تعلق اس دنیا کے مسائل وضروریات سے ہے اور دینی علم سے مراد وہ علم ہے، جس کا تعلق آخرت کے مسائل وضروریات سے ہے۔ اپنی دنیاوی زندگی کے مسائل کو سمجھنے، انھیں حل کرنے اور دنیاوی ضروریات

.....گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ.....قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إنما الناس كأسنان المشط وإنما يتفاضلون بالعافية. (الكنى والأسماء للدولابي، باب من كنية أبو خزيمة: ج۲،ص:۵۲۳)

(۱) إن العلماء ورثة الأنبياء، إن الأنبياء لم يورثوا ديناراً ولا درهماً إنما ورثوا العلم فمن أخذه أخذ بحظ وافر. (أخرجه ابن ماجه، في سننه، "مقدمه، باب فضل العلماء والحث على طلب العلم": ج۱،ص:۲۰،رقم:۲۲۳)

(۲) العالم والمتعلم شريكان في الأجر ولا خير في سائر الناس. ("أيضاً": رقم:۲۲۸)

پوری کرنے کے لیے دنیاوی علم بھی ضروری ہے، علم کو دو حصوں میں اس طرح تقسیم کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، تاہم دونوں کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے۔[۱]

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی
محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۰/۱: ۱۴۳۷ھ)

جمہور علماء کسے کہتے ہیں؟

(۱۲۱) **سوال:** کسی بھی مسئلہ میں کہا جاتا ہے اس مسئلہ میں جمہور علماء کا اختلاف ہے یا اتفاق ہے میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ جمہور علماء کون ہیں اور ان کا زمانہ کون سا ہے؟ تفصیل سے بتادیں مہربانی ہوگی۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد صفوا، بندی پور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کسی بھی زمانے کے مستند علماء کی ایک بڑی تعداد کو جمہور علماء سے تعبیر کیا جاتا ہے۔[۲]

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۰/۱: ۱۴۳۷ھ)

---

(۱) عن يحيىٰ بن حسان سمعت الشافعي يقول: العلم علمان: علم الدين وهو الفقه، وعلم الدنيا وهو الطب وما سواه من الشعر وغيره فعناء وعبثٌ. (شمس الدين، سير أعلام النبلاء: ج۸، ص:۲۵۲)

وعن الحسن قال: (العلم علمان فعلم في القلب فذاك العلم النافع وعلم على اللسان فذاك حجة اللّٰه عز وجل على ابن آدم). رواه الدارمي. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ''كتاب العلم: الفصل الثالث'': ج۱، ص:۳۳۴، رقم:۲۷۰)

(۲) اتفاق علماء العصر على حكم النازلة، تعريف الإجماع على كل من هذين الاتفاقين ووجه الجواز أنه يجوز أن يظهر مستند جلي يجمعون عليه. (القاضي أبو يعلى، العدة في أصول الفقه: ج۱، ص:۱۷۰)

سب سے پہلا اجماع کب ہوا؟

(۱۲۲)**سوال**: براہ کرم مجھے یہ تفصیل سے بتائیں کہ کس خلیفہ کے زمانے میں سب سے پہلا اجماع منعقد ہوا؟

فقط: والسلام
المستفتی: اقبال احمد امین، گجرات

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں۔[1]

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی
محمد عارف قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۳/۱۱: ۱۴۳۸ھ)

عالم کسے کہتے ہیں؟

(۱۲۳)**سوال**: عالم کسے کہتے ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عمیر، احمد آباد، گجرات

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عرف میں کسی معتبر ادارہ سے علوم دینیہ کے مخصوص نصاب کو پڑھ کر فارغ ہونے والے شخص کو عالم کہا جاتا ہے، جب کہ حقیقت میں عالم اسے کہتے ہیں جس کے اندر علم دین کی وجہ سے خشیت الٰہی پیدا ہو جائے؛ اس لئے عالم بننے کے لئے کسی ادارے سے فارغ ہونا ضروری نہیں ہے۔[2]

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، امانت علی قاسمی
محمد عارف قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۶/۲۷: ۱۴۴۱ھ)

(۱) حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

.....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

تقویٰ کیا ہے؟

(۱۲۴)**سوال**: تقویٰ کیا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد جاوید، کشمیر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اللہ کے خوف سے اللہ کے اوامر کو بجا لانے اور اللہ کی منہیات کو ترک کردینے کا نام تقویٰ ہے۔[1]

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۱/۷/۱۴۴۱ھ)

.....گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ.....سب سے پہلا اجماع جو اس امت میں منعقد ہوا وہ مسیلمہ کذاب کے قتل پر اجماع تھا، جس کا سبب صرف اس کا دعویٰ نبوت تھا، اس کی دیگر گھناؤنی حرکات کا علم صحابہؓ کرام کو اس کے قتل کے بعد ہوا تھا، جیسا کہ ابن خلدون نے نقل کیا ہے۔(خاتم النبیین مترجم: ص:۱۹۷)

محمد إدريس كاندهلوى، احتساب قاديانيت: ج۲،ص:۱۰.

(۲)﴿إِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا إِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ﴾(سورة الفاطر:۲۸)

وأفادت الآية الكريمة أن العلماء هم أهل الخشية وأن من لم يخف من ربه فليس بعالم: ابن كثير.

ولهٰذا قال شيخ الإسلام عن الآية: وهذا يدل على أن كل من خشي اللّٰه فهو عالم وهو حق ولا يدل على أن كل عالم يخشاه. (ابن تيميه، انتهى من مجموع الفتاوىٰ: ج۷،ص:۵۳۹)

قال الذهبي رحمه اللّٰه: ليس العلم عن كثرة الرواية ولكنه نور يقذفه اللّٰه في القلب وشرطه الإتباع والفرار من الهوى والابتداع. (جامع بيان القرآن: ج۲،ص:۲۵)

(۱)﴿وَإِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَإِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُوْرِ﴾(سورة آل عمران: ۱۸۶)

﴿يَأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾(سورة آل عمران:۱۰۲)

وقال أبو نعيم روي عن ابن مسعود رضي اللّٰه عنه: مرفوعاً أيضاً هو أن يطاع فلا يعصى ويشكر فلا يكفر ويذكر فلا ينسىٰ، وقال البغوي: قال ابن مسعود رضي اللّٰه عنه وابن عباس هو أن يطاع فلا يعصي هذا إجمال ما ذكر ..... إلى ..... فمقتضىٰ هذه الآية وجوب اكتساب كمالات الولاية. (محمد ثناء اللّٰه پاني پتي، تفسير المظهري، "سورة آل عمران:۱۰۲": ج۲،ص:۱۰۸)

علم لدنی، وہبی اور علم کسبی میں فرق:

(۱۲۵)**سوال**: علم لدنی، وہبی اور علم کسبی میں کیا فرق ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: حکیم الدین، سہارنپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: علم لدنی یا وہبی اس علم کو کہتے ہیں، جو بغیر سیکھے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت خاصہ سے عطا فرمادیتے ہیں اور جو علم سیکھا جائے، خواہ مدارس سے یا خانقاہوں سے یا کسی پیر ومرشد سے وہ علم کسبی کہلاتا ہے۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۰/۳/۲۰ھ)

آپ ﷺ کو خواب میں دیکھنا:

(۱۲۶)**سوال**: سال گذشتہ گرمی میں ایک رات تقریباً گیارہ بجے میں صوفہ پر بیٹھ کر آنکھیں بند کرکے درود شریف پڑھ رہی تھی، میں سوئی نہ تھی؛ بلکہ صرف آنکھیں بند کئے ہوئے تھی، اتنے میں دیکھتی ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آکر کہتے ہیں ''پیاری بیٹی اپنا سیدھا

---

(۱)﴿فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا﴾(سورة الكهف:٦٥)
يا موسىٰ اني على علم من علم الله علمنيه لا تعلمه وأنت على علم من علم الله علمك الله علماً لا أعلمه. (محمد ثناء الله پاني پتي، تفسير المظهري، ''تحت تفسير آية:٦٥'':ج٥،ص:٣٩٦)
ثم إن الذي أميل إليه أن موسىٰ عليه السلام علم بعلم الحقيقة المسمىٰ بالعلم الباطني والعلم اللدني إلا أن الخضر أعلم به منه، وللخضر عليه السلام سواء كان نبياً أو رسولاً علماً بعلم الشريعة المسمىٰ بالعلم الظاهر إلا أن موسىٰ عليه السلام أعلم به منه فكل منهما أعلم من صاحبه من وجه. (علامه آلوسي، روح المعاني، ''سورة كهف''٦٥:ج٩،ص:٤٧٨)
فإن حصل بواسطة البشر فهو كسبي، وإلا فهو العلم اللدني الخ. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ''كتاب العلم، الفصل الأول'':ج١،ص:٢٦١،رقم:١٩٨)

والا ہاتھ دو‘‘ میں دیتی ہوں، تو جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں کچھ رکھ کر ہتھیلی کو بند کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اب اپنا ہاتھ دھیرے دھیرے کھولو! جب میں نے ایسا کیا، تو دیکھتی ہوں کہ میرا نام اور جس لڑکے کو میں پسند کرتی ہوں اس کا نام اللہ کے نور سے روشن ہے۔ ان سب حالات میں میری آنکھیں بند تھیں، صوفہ پر بیٹھی تھی، جب میں نے آنکھیں کھولیں، تو وہاں کچھ بھی نہیں تھا، میں بڑے پس وپیش میں ہوں، ہر کوئی کہتا ہے کہ شیطان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل میں نہیں آ سکتا، جس نے آپ ﷺ کو دیکھا اس نے آپ ﷺ ہی کو دیکھا، لیکن میرا سوال یہ ہے کہ کیا واقعی مجھے زیارت ہوئی ہے، ان دنوں میں درود شریف بہت زیادہ پڑھ رہی تھی، اور میں مایوس بھی کافی تھی کچھ پریشانیوں کی وجہ سے۔ مجھے بتایئے میں اب کیا کروں؟ میرے لئے دعا بھی کریں کہ میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاؤں۔

فقط: والسلام
المستفتیہ: فاطمہ، گجرات

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آپ نے جو کچھ دیکھا اور جو کچھ لوگوں سے سنا وہ سچ ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کی پوری کوشش کریں، درود شریف کا ورد کثرت سے کریں، مایوس اور پریشان کن حالات میں اس سے دلوں کو راحت ملتی ہے، اللہ پر بھروسہ رکھئے اور جس میدان میں بھی کامیابی چاہتی ہیں، اس کے لئے پوری کوشش جاری رکھئے، آپ کی مراد ان شاء اللہ ضرور پوری ہوگی، آپ خوش بخت ہیں اور جب تک سنت کو مضبوطی سے تھامے رہیں گی آپ کی خوش بختی قائم رہے گی۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۱/۱۱: ۱۴۳۵ھ)

الجواب صحیح:
فضیل الرحمٰن ہلال عثمانی
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) إن أبا هريرة رضي الله عنه، قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: (من رآني في المنام فسيراني في اليقظة، ولا يتمثل الشيطان بي) قال أبو عبد الله: .....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

عصر کے وقت آسمان میں سفید بادل کا ٹکڑا دیکھنا:

(۱۲۷)**سوال**: ہمارے ایک ساتھی نے لگ بھگ عصر کے وقت خواب دیکھا کہ وہ کہیں جارہے ہیں اور آسمان میں ایک سفید بادل کا ٹکڑا ظاہر ہوا، اسے دیکھتے ہی ان کا بدن ایک دم ہلکا سا ہوگیا، ان کو اللہ اور رسول کی بات یاد آگئی اور وہ فوراً مسجد میں گھس گئے اور دیکھا کہ اور لوگ بھی مسجد کی طرف آرہے ہیں۔ تعبیر بتائیے۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد نجم الدین، گجرات

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس میں نماز کی پابندی کی طرف توجہ دلائی گئی ہے، اور یہ اطلاع ہے کہ اس کے ذریعہ سے آپ کی ہر طرح سے حفاظت ہوگی۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۰/۳/۲۰ھ)

.....گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ..... قال: ابن سيرين: إذا رآه في صورته. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب التعبير: باب من رأى النبي صلى الله عليه وسلم في المنام": ج۲،ص:۱۰۳۵،رقم:۶۹۹۳)

عن أبي سعيد الخدري، رضي الله عنه: سمع النبي صلى الله عليه وسلم يقول: (من رآني فقد رأى الحق، فإن الشيطان لا يتكوننني). (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب التعبير: باب من رأى النبي صلى الله عليه وسلم": ج۲،ص:۱۰۳۵،رقم:۶۹۹۷)

﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۝۲۸﴾(سورة الرعد:۲۸)

عن الطفيل بن أبي بن كعب عن أبيه قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا ذهب ثلثا الليل قام فقال: يآ أيها الناس أذكروا الله أذكروا الله جائت الراجفة تتبعها الرادفة جاء الموت بما فيه جاء الموت بما فيه، قال أبي قلت: يا رسول الله إني أكثر الصلاة عليك فكم أجعل لك من صلاتي؟ فقال: ما شئت قال: قلت الربع، قال: ما شئت فإن زدت فهو خير لك، قلت النصف، قال: ما شئت فإن زدت فهو خير لك، قال: قلت: فالثلثين، قال: ما شئت، فإن زدت، فهو خير لك، قلت: أجعل لك صلاتي كلها، قال: إذا تكفي همك ويغفرلك ذنبك. قال أبو عيسىٰ: هذا حديث حسن صحيح. (أخرجه الترمذي، في سننه، "أبواب صفة القيامة، باب منه": ج۲،ص:۱۸۰،رقم:۲۴۵۷)

(۱)﴿وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ؕ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ؕ.....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

خواب میں قبرستان کی زیارت:

(۱۲۸)**سوال**: میں نے ایک خواب دیکھا،تعبیر جاننا ہے کہ میں نے قبرستان دیکھا، کچھ قبروں پرمکمل ہری گھاس تھی، ایک قبر پر پھول سجا ہوا تھا، پھر میں نے دعا پڑھی''**السلام علیکم یا أهل القبور یغفر اللّٰه لنا ولکم**'' تعبیر بتائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: لقاءالرحمٰن، اندور

الجواب وباللّٰه التوفیق: سائل کو چاہئے کہ مرحومین کے لئے ایصال ثواب کا اہتمام کرے، ہری گھاس سرسبز وشادابی کی علامت ہے، ترقی، امن وعافیت اور پریشانی سے نجات کی طرف اشارہ ہے۔[1]

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۸/۱۸: ۱۴۳۶ھ)

.....گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ..... وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ﴾(سورة البقرة:۵۷)
﴿وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ﴾ وهو السحاب الأبيض، ظللوا به في التيه ليقيهم حر الشمس، كما رواه النسائي وغيره عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما في حديث الفتون، قال: ثم ظلل عليهم في التيه بالغمام. وقال ابن جرير وآخرون: وهو غمام أبرد من هذا وطيب، (ابن كثير، تفسير ابن كثير، "سورة البقرة: ۵۷":ج۱،ص:۲۶۶)
قال ابن عباس رضي اللّٰه عنه: ﴿وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ﴾قال: غمام أبرد من هذا وطلب، وهو الذي يأتي اللّٰه فيه في قوله: ﴿هَلْ يَنْظُرُوْنَ إِلَّآ أَنْ يَّأْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ﴾(البقرة:۲۱۰)وهو اللذي جائت فيه الملائكة يوم بدرٍ، قال ابن عباس رضي اللّٰه عنهما: وكان معهم في التيه. ("أيضاً")
(۱) مر النبي صلى اللّٰه عليه وسلم على قبرين فقال إنهما يعذبان وما يعذبان في كبير، أما هذا فكان لا يستنزه من البول، وأما هذا فكان يمشي بالنميمة، ثم دعا بعسيب رطب فشقه بإثنين، ثم غرس على هذا واحداً وعلى هذا واحداً، وقال: لعله يخفف عنهما ما لم ييبسا. (أخرجه أبوداود، في سننه، "كتاب الطهارة: باب الاستبراء من البول":ج۱،ص:۱۷،رقم:۲۰)

والد کی قبر کے پاس خواب میں وضو کرنا:

(۱۲۹)**سوال**: میرے والد کا دو ماہ پہلے انتقال ہوگیا، میں نے دس دن قبل ان کو خواب میں دیکھا، میں نے دیکھا کہ میں ان کی قبر کے پاس وضو کررہا ہوں، میں نے دیکھا کہ ان کی قبر پیروں کی جانب تھوڑی سی کھلی ہوئی ہے، میں نے دیکھا کہ وہ ناشتہ تناول فرمارہے ہیں، جب میں گیا، تو انھوں نے بتایا کہ ناشتہ ہوچکا ہے، کچھ خالی پلیٹیں بھی وہاں پڑی تھیں۔اس کی تعبیر بتائیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد اقتدار، ہردوئی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بہت خوش آئند خواب ہے، اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہیں اور ان کو خوشیاں میسر ہیں، تاہم آپ ایصال ثواب کرتے رہیں، فقراء ومساکین کو کھانا کھلائیں۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۵/۷:۱۴۳۷ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان قاسمی

محمد عمران گنگوہی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

نمازی شخص کا اپنے آپ کو جوا کھیلتے ہوئے خواب میں دیکھنا:

(۱۳۰)**سوال**: میرے ایک دوست نے خواب میں دیکھا کہ وہ کچھ لوگوں کے ساتھ جواء کھیل رہا ہے۔اوراس میں اس نے سب کچھ گنوادیا، پھر قسمت آزمائی کے لئے ایک اور موقع لیا، اس وقت اچانک عصر یا مغرب کی اذان شروع ہوگئی۔ میرا ایک دوست جو مسجد کا صدر ہے اس نے دیکھا کہ وہ جوا کھیلنے میں مصروف ہے، تو وہ اس کو نماز کے لئے مسجد لے گیا، خیال رہے کہ یہ شخص حقیقی

---

(۱) للإنسان أن يجعل ثواب عمله لغيره صلاة أو صوماً أو صدقة أو غيرها (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب في زيارة القبور": ج۳،ص:۱۵۰)

من صام أو صلى أو تصدق وجعل ثوابه لغيره من الأموات والأحياء جاز ويصل ثوابها إليهم عند أهل السنة والجماعة. ("أيضاً": مطلب في القراءة للميت وإهداء ثوابها له": ج۳،ص:۱۵۲)

زندگی میں جوا سے اور حرام کاموں سے بہت دور ہے اور نیک آدمی ہے، اس کی تجارت بھی آج کل اچھی نہیں چل رہی ہے۔ اس کی تعبیر بتائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: عبداللہ، الہ آباد

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جوئے میں سب کچھ گنوا دینا کاروبار میں خسارہ ہے، پھر ایک موقع اور لینا کاروبار میں لگے رہنا ہے، اور نماز کے لئے چلے جانا، اس خسارہ میں اللہ کی طرف متوجہ ہونا ہے، جو خسارہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف بڑھے اس کی جان و مال میں اضافہ ہوتا ہے؛ اس لئے نوافل، صدقہ وخیرات وغیرہ سے اللہ تعالیٰ سے خوب تعلق بڑھائیں؛ تجارت میں بھی نفع ہوگا ''إن شاء اللّٰہ''[1] ریاکاری اور کارِ خیر انجام دینے کے بعد اس کا لوگوں کے سامنے ذکر کرنے سے احتراز کریں۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲/۱: ۱۴۳۸ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

خواب میں قرآن کریم کو دیکھنا:

(۱۳۱) **سوال:** میں اپنے خواب کی تعبیر چاہتا ہوں: ایک رات خواب میں دیکھا کہ ہم اور ہمارے دوست صبح میں روڈ کے کنارے کھڑے تھے اور آپس میں باتیں کر رہے تھے، تبھی میں نے کچھ لڑکیوں کو دیکھا کہ وہ قرآن کریم کو اپنے سر پر اٹھا کر لے جا رہی ہے، جنہیں لگا کہ میں پہچانتا ہوں، پر صبح آنکھ کھلی، تو بالکل بھی یاد نہیں رہا کہ وہ لڑکیاں کون تھیں، برائے مہربانی آپ سے مؤدبانہ گزارش ہے کی اس خواب کی تعبیر مجھے بتائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد جاوید، کشمیر

(۱) ﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِيْنَ أَعْمَالًا ۝ أَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ۝﴾ (سورة الكهف: ۱۰۴)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: تعبیر اچھی ہے، خوشی میسر ہوگی، بیماری سے شفا ملے گی اور عبادت کی توفیق ملے گی ان شاء اللہ۔ علم وحکمت، میراث، امانت، روزی حلال، دین ودیانت کی بھی دلیل ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۳۰/۵/۱۴۴۰ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

خواب میں کھانا اور پانی دیکھنا:

(۱۳۲) **سوال:** مجھے ہر رات خواب آتے ہیں، میں اکثر خواب میں کھانا پکاتے اور کھانا ختم ہوتے ہوئے دیکھتا ہوں، کبھی کھانے سے فارغ ہوکر ہاتھ دھوتا ہوں، کبھی میری مرحومہ ماں رسوئی گھر میں نظر آتی ہیں، کبھی میرے اکلوتے بڑے سگے بھائی کہتے ہیں کہ بھگونے میں جو کھانا ہے وہ کھالو، کبھی دیکھتا ہوں، کہ مجھے ادھر (سعودی) سے جانے پر مجبور کیا جارہا ہے، کبھی دیکھتا ہوں، کہ دوست کے ساتھ گوشت، بکری اور مرغا کھا رہا ہوں، کبھی دیکھتا ہوں، کہ پانی کا نل کھولا ہوں اور پانی نکل آتا ہے اوپر کے خواب کی تعبیر قرآن وحدیث اور اسوہ صحابہؓ کی روشنی میں بتائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد منہاج، بنگلور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: یہ خواب خواب دیکھنے والے کی ترقی کی علامت ہے؛ اس لئے خوب محنت وجدوجہد سے کام لیں۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۶/۵/۱۴۴۱ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) حضرت جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ خواب میں مصحف کا دیکھنا پانچ چیزوں پر دلیل ہے:..... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

خواب میں مرحوم کے سامنے قرآن پڑھتے ہوئے دیکھنا:

(۱۳۳)**سوال**: میری دادی ماں کا جمعہ کو انتقال ہوگیا، میں نے خواب میں دیکھا کہ میری دادی ماں بستر پر بیٹھی ہیں اوران کی بہن بھی (جن کا کچھ پندرہ دن پہلے انتقال ہوا) اور دادا (جو زندہ ہیں) وہ کچھ کام کررہے ہیں، یہ میرا پرانا گھر تھا۔ کچھ دیر بعد مجھے محسوس ہوا کہ یہ ہمارے پرانے گھر سے بہت دور نئے گھر کے قریب ہے، میری دادی ماں مجھے بتارہی تھیں کہ میں اب بھی زندہ ہوں، پھر میں نے ان کے پاس قرآن پڑھنا شروع کردیا، جیسا کہ میں ان کی زندگی میں کرتا تھا، قرآن پڑھتے ہوئے میں نے محسوس کیا کہ غلط اثرات دور ہورہے ہیں، تعبیر بتائیں۔

نوٹ: جب میں چھوٹا تھا، تو میں اپنی دادی ماں کو قرآن سکھاتا تھا۔

فقط: والسلام
المستفتی: لئیق الرحمٰن، گجرات

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس خواب سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دادی مرحومہ کو اللہ تعالیٰ نے بلند مقام عطا فرمایا ہے، اور مغفرت فرمادی ہے۔ اوراس کی خصوصی وجہ قرآن کریم سیکھنا ہے۔ اور یہ کہ باقی مذکورہ افراد بھی خوش وخرم ہیں۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۶/۲۳: ۱۴۳۷ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

.....گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ.....(۱) علم وحکمت (۲) میراث (۳) امانت (۴) روزی حلال (۵) دین ودیانت۔ (علامه ابن سيرين، تعبير الرؤيا، ''باب ميم مصحف وقرآن مجيد'': ص:۵۴۴)

(۲) حضرت ابراہیم کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے، اگر خوراک مزے دار اور شیریں ہے، تو خوشی اور شادی ہے اور اگر ترش اور تلخ ہے، تو غم واندوہ پر دلیل ہے اور خواب میں کھانے کی چیز فروخت کرنے والا بات کرنے والا آدمی ہے۔ (تعبیر الرؤیا اردو، ''باب ک، کھانا'': ص:۲۵۱)

(۱) (سورة القرآن) التي تقرأ على الأموات غالباً قرائتها في المنام تدل على موت المريض وقرائة سورة تصاريف المريض سرور وأفراح ورزق وتجديد. (العبد الغني بن إسماعيل، .....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

خواب میں کسی صحابیہ کو دیکھنا:

(۱۳۴)**سوال**: میں نے خواب میں ایک عورت کو دیکھا کسی نے بتایا کہ یہ صحابیہ ہیں۔ میں ان کے پاس گیا، میں نے ان سے کہا کہ مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سنایئے! انھوں نے مجھے ایک لمبی حدیث عربی میں سنائی، مجھے لگا کہ میں سمجھ گیا، میں نے ان کے اندر جو باتیں دیکھیں وہ یہ ہیں: (۱) وہ بہت خوبصورت تھیں، (۲) میں بہت شرمیلا تھا، میں ان پر بھرپور نظر نہیں کرسکا، (۳) وہ اپنے حجاب کے ساتھ کچھ کررہی تھیں کہ اچانک میری نظر پڑی کہ ان کے بال پورے سفید ہیں، (۴) ان کے پیر کی بیچ والی انگلی پر خون لگا ہوا تھا، جبکہ کوئی زخم نہیں تھا۔ میرے خواب کی تعبیر بتائیں میں اس رات سے نارمل حالت میں نہیں ہوں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد صفوا، محی الدین پور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: یہ خواب خوش آئند ہے، خواب دیکھنے والے کو کوئی خوشی میسر آئے گی، درود شریف کثرت سے پڑھیں حالت نارمل ہوجائے گی۔ (إن شاء اللّٰہ)[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۴/۴/۱۴۴۰ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

.....گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ.....تعطیر الأنام: ج۱، ص:۱۵۰)

(قرآن) هو في المنام قرائته من مصحف أمر ونهي وشرف وسرور ونصر. (ومن رأى) أنه يقرأ القرآن ظاهراً من غير مصحف، فإنه رجل يخاصم في حق ودعواه حق ويؤدي ما في يده من الأمانة ويكون مؤمناً خاشعاً يأمر بالمعروف وينهى عن المنكر. (العبد الغني بن إسماعيل، تعطير الأنام: ج۱، ص:۲۷۲)

(۱) ورؤية الصحابة رضي اللّٰه عنهم تدل على الخير والبركة على حسب منازلهم ومقاديرهم المعروفة في سيرهم وطريقتهم وربما دلت رؤية كل واحد منهم على ما نزل به، وما كان في أيامه من فتنة أو عدل فمن رأى أنه حشر مع أصحاب رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فإنه من يطلب الاستقامة في الدين. (العبد الغني بن إسماعيل، تعطير الأنام: ج۱، ص:۱۲)

مسجد نبوی کی محراب کس نے بنوائی تھی؟

(۱۳۵)**سوال**: مسجد نبوی کی محراب کس نے بنوائی تھی؟

فقط: والسلام
المستفتی: مزمل الحق، بجنور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ولید بن عبدالملک کے زمانہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز نے مسجد نبوی کی محراب بنوائی تھی۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۲/۱۶ھ)

نہر زبیدہ کی تاریخ کیا ہے؟

(۱۳۶)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں:

نہر زبیدہ کی ابتدائی تاریخ کیا ہے، یعنی نہر کہاں سے شروع اور کہاں ختم ہوئی، زبیدہ کس کی بیوی تھی اور کس کی بیٹی تھی؟ تاریخ میں اگر کہیں ذکر ملتا ہو، تو وضاحت فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: عتیق احمد، کرناٹک

الجواب وباللّٰہ التوفیق: زبیدہ جعفر بن منصور کی لڑکی تھی، اس کی کنیت ام جعفر تھی، یہ ہارون رشید جو عباسی خاندان کا چوتھا خلیفہ تھا، اس کی بیوی تھی، اس نے خواب دیکھا تھا کہ انسان، جانور، پرند، چرند اس سے صحبت کر رہے ہیں، تو وہ گھبرا کر اٹھ گئی، بہت ہی پریشان ہوئی۔ علماء نے

---

(۱)أول من أحدث ذلك عمر بن عبد العزيز وهو يومئذ عامل للوليد بن عبد الملك على المدينة. (مرقاة المفاتيح، شرح مشكوة المصابيح، "باب المساجد ومواضع الصلاة": ج۲،ص:۶۲۴،رقم:۷۴۶)
كذا في وفاء الوفاء:ص:۵۲۵.

اس کوخواب کی یہ تعبیر بتلائی کہ آپ کوئی نہر یا تالاب بنوائیں گی جس سے انسان، جانور، پرند سیراب ہوں گے؛ چنانچہ زبیدہ کی خواہش پر بادشاہ ہارون رشید نے نہر بنوانے کا حکم دیا[1]۔ دریائے نیل سے نکالی گئی تھی، اب بھی اس نہر کے نشانات مکہ مکرمہ میں ہیں ۱۹۸۱ء میں جب میں خود حج کو گیا تھا، میں نے خود دیکھے ہیں، اب بھی نہر زبیدہ کے نام سے مشہور ہے۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۴/۱۱/۱۶ھ)

عصری تعلیم کے لیے عورت کا بغیر محرم کے اسکول وکالج جانا:

(۱۳۷) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

دور حاضر میں عصری علوم عوام کی ضرورت بن چکی ہے؛ اس لیے اگر کوئی عورت عصری علوم حاصل کرنے کی خاطر بغیر محرم کے اسکول، کالج جائے، تو شرعاً اجازت ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد صادق، گورکھپوری

الجواب وباللہ التوفیق: اسلام نے مرد وعورت کسی کو بھی تعلیم سے نہیں روکا ہے بلکہ تعلیم حاصل کرنے کی ترغیب دی ہے ہاں یہ ضروری ہے کہ وہ تعلیم انسانیت کے لیے نافع ہو اور شرعی طور پر جائز ہو تو اس کا حاصل کرنا مردوں کے لیے بھی جائز ہے اور عورتوں کے لیے بھی جائز ہے لیکن چوں کہ بالغ لڑکی کا باہر نکلنا عام طور پر فتنہ سے خالی نہیں ہوتا ہے جب کہ موجودہ حالات میں بالغ لڑکیوں کو مختلف فتنوں کا سامنا ہے جن میں بعض فتنے منظّم سازش کے تحت سر ابھار رہے ہیں؛ اس لیے اس وقت لڑکیوں کی تعلیم کے لیے بہت زیادہ حساسیت کی ضرورت ہے۔ اس کی کوشش ہونی

---

(۱) ملا علي قاري، مرقات المفاتيح شرح مشكوة المصابيح، "إنما الأعمال بالنيات": ج۱،ص:۴۸)

(۲) محمد بن أحمد بن الضياء محمد القرشي المكي الحنفي، تاريخ مكة المشرفة والمسجد الحرام والمدينة الشريفة والقبر الشريف: ج۱،ص:۳۱۵)

چاہیے کہ ادارے مخلوط تعلیم کے نہ ہوں اس لیے کہ مخلوط تعلیمی اداروں میں فتنہ کا اندیشہ زیادہ ہے[۱] بہتر یہی ہے کہ کوئی محرم اس کو چھوڑنے اور لانے جائے تاکہ اس کی مکمل نگرانی ہو سکے تاہم اگر گاڑی سے لانے لے جانے کا نظم کیا جائے اور ساتھ میں کوئی نگراں ہو، تو بھی گنجائش ہے۔

''عن الشِّفَاء بنتِ عبدِ اللّٰه، قالت: دخلَ عليَّ النبي صلَّى اللّٰه عليه وسلم وأنا عندَ حفصةَ، فقال لي: ''ألا تُعَلِّمين هذه رُقْيَةَ النملة، كما علَّمتنيها الكتابةَ''[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۶/۷/۱۴۴۱ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

لڑکیوں کی تعلیم:

(۱۳۸)**سوال**: عرض خدمت ہے کہ اسکول و کالجز میں بڑھتی بے حیائی اور بے پردگی کو دیکھتے ہوئے مظفر نگر میں خالص بچیوں کے لیے ایک دینی تعلیمی ادارہ قائم کیا گیا تھا جس میں خصوصیت سے یہ طے کیا گیا کہ بچیوں کو صرف خواتین ہی تعلیم دیں گی اور الحمد للہ ۴۴/معلمات پر مشتمل عملہ اس ادارہ میں بچیوں کی بہتر تربیت کے لیے کوشاں ہے؛ لیکن چند بڑی کتابیں پڑھانے کے لیے بدرجہ مجبوری چند مرد حضرات اساتذہ کرام کو مقرر کیا گیا جو کہ یقیناً با اخلاق اور نیک سیرت ہیں اور ان کے دامن پر کوئی بدنما داغ نہیں ہے اور باپردہ شریعت کی روشنی میں تعلیم دے رہے ہیں۔ ادارہ کے احاطہ کو فتنہ سے بچانے کے لیے کیمروں کی نگرانی میں رکھا گیا ہے تمام بچیوں پر شرعی پردہ لازم ہے بچیوں کی نگرانی کے لیے خواتین مقرر کی گئی ہیں حتی الامکان یہ کوشش کی گئی ہے کہ کوئی فتنہ جنم

---

(۱) اتفق الفقهاء على وجوب حجب عورة المرأة والرجل البالغين بسترها عن نظر الغير الذي لا يحل له النظر إليها، وعورة المرأة التي يجب عليها حجبها من الأجنبي هي في الجملة جميع جسدها عد الوجه والكفين وقول النبي يا أسماء أبي المرأة إذا بلغت الحيض لم تصلح أن يرى منها إلا هذا وهذا وأشار إلى وجهه وكفيه. (وزارة الأوقاف و الشئون، الموسوعة الفقهية الكويتية: ج۱۷،ص:۶)

(۲) أخرجه أبوداود، في سننه، ''كتاب الطب: باب ما جاء في الرقي'': ج۲،ص:۵۴۰،رقم:۳۸۸۷.

نہ لے ایسی صورت میں بدرجہ مجبوری مرد اساتذہ کا شرعی پردہ کے اہتمام کے ساتھ بچیوں کو تعلیم دینا کیسا ہے؟ جائز یا ناجائز؟ اور کیا ان معلمین کے پیچھے نماز پڑھی جاسکتی ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد اکرم ندوی، مصطفیٰ کالونی مظفرنگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: تعلیم نسواں کی موجودہ دور میں شدید ضرورت ہے اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے۔ اگر لڑکیاں تعلیم وتہذیب یافتہ ہوں گی، تو نسلوں کے ایمان کی حفاظت ہوگی لیکن اس کے ساتھ شریعت کے اصولوں کو بھی پیش نظر رکھنا ضروری ہے اس لیے بالغ لڑکیوں کی تعلیم کے لیے ضروری ہے کہ عورتوں کو ہی معلمات مقرر کیا جائے لیکن اگر بڑی کتابوں کو پڑھانے کے لیے معلمات دستیاب نہ ہوں تو بدرجہ مجبوری پردہ کے نظم کے ساتھ مردوں کو مقرر کیا جاسکتا ہے اور ایسے مرد کے پیچھے نماز درست ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: امانت علی قاسمی

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۲۴/۱۲/۱۴۴۱ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی

محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب

بالغہ یا نابالغہ کا علم حاصل کرنا:

(۱۳۹) **سوال:** (۱) کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں:

---

(۱) ثلاثة لهم أجران: رجل من أهل الكتاب آمن بنبيه وآمن بمحمد والعبد المملوك إذا أدى حق الله وحق مواليه ورجل له أمة فأدبها فأحسن تأديبها علمها فأحسن تعليمها ثم اعتقها فتزوج فله أجران. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، "كتاب الإيمان، الفصل الأول": ج۱،ص:۷۹،رقم:۱۱)

قالت النساء للنبي صلى الله عليه وسلم: غلبن عليك الرجال فاجعل لنا يوماً من نفسك فوعدهن يوماً ليقهن فيه فوعظهن وأمرهن. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب العلم، باب هل يجعل للنساء يوماً على حدة": ج۱،ص:۲۱،رقم:۱۰۱)

(الف) عورت بالغہ یا نابالغہ مگر مشتہاۃ ہوتو گھر سے باہر ہوکر دارالاقامہ میں رہ کر یا بغیر دارالاقامہ میں رہتے ہوئے کوئی محرم راستہ میں ساتھ لے کر آیا جایا کرے مگر دارالاقامہ میں کوئی محرم ساتھ نہ رہے تو ایسی صورت میں علم حاصل کرنے کے بارے میں حضرات مفتیانِ کرام کی کیا رائے ہے؟ نیز یہ بھی فرمائیں کہ حصول علم میں مرد یا عورت ہونے میں کوئی فرق ہے یا نہیں؟

(ب) سنا جاتا ہے کہ مدارس البنات کے جو ناظم تعلیمات ہیں یہ حضرات بھی سن رسیدہ ہونے کی وجہ سے کہتے ہیں کہ ہم بوڑھے ہیں؛ لہٰذا متعلمہ عورتوں کے بالمقابل جا کر ان کی ضروریات کی خبر گیری کر سکتے ہیں اب بتائیں کہ ان کا ایسا کہنا کس حد تک صحیح ہے؟

(ج) اگر معلم مرد ہوتو اس سے بالغہ عورت کا پردہ میں رہتے ہوئے تعلیمی سوال و جواب کرنا کیسا ہوگا۔ حالانکہ ''صوة المرأة عورة'' جو مقولہ ہے کیا وہ لفظاً و معنی حدیث میں سے نہیں؟ اگر چہ لفظاً نہیں تو یقیناً معنیً ہوگا، اب اس حدیث کے لحاظ سے عورت کا مرد معلم سے سوال و جواب کر کے علم حاصل کرنا ان کے لئے جائز ہوگا یا نہیں، اگر جائز ہے تو من جانب شرع کسی قسم کی قیودات ہیں یا نہیں؟

(د) مدارس البنات کے محرکین کی طرف سے یہ بھی سنا جاتا ہے کہ عورت علم دین حاصل کرنے کے لئے گھر سے باہر ہونے کے بعد خدانخواستہ اگر راستہ میں زنا وفتنہ کا یقینی اندیشہ ہوتب بھی تحصیل علم کے لیے باہر ہونا ضروری ہے اگر بات من جانب الشرع صحیح ہے تو کس درجہ کے علم کے لئے باہر ہوسکتی ہیں۔ بالتفصیل حوالۂ قلم فرمائیں؟

(ہ) مدارس البنات کے بارے میں ایک اور اشکال کا استفتاء:

مدارس البنات اگر علمائے زمان یعنی دورِ حاضر کے علمائے کرام قائم نہ کریں تو عنداللہ مسئول ہوں گے یا نہیں، اگر حقیقۃً مسئول ہونا ہی ہو، تو اگلے علماء کے زمانے یعنی حضرات علماء دیوبندؒ وغیرہم کیوں مدارس قائم نہیں کئے، اور جب کہ مدارس البنات قائم کئے بغیر وہ دنیا سے رحلت فرما گئے تو کیا وہ ناجی نہ ہوں گے؟

فقط: والسلام

المستفتی: حضرت العلام

جناب حافظ محبوب الرحمٰن صاحب چاٹگام

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آجکل مردوں کی تعلیم کی طرف تو علماء و دیگر حضرات توجہ دے رہے ہیں لیکن عورتوں کی تعلیم کے لئے کوئی خاص نظم موجودہ دور میں مسلم معاشرہ میں نہیں پایا جاتا حالانکہ جس طرح مردوں پر حصول تعلیم لازم وضروری ہے اسی طرح دینی تعلیم، تشریع اسلامی فقہ و حدیث وغیرہ کا حاصل کرنا عورتوں پر بھی ضروری ہے کم ازکم اس درجہ حصول تعلیم تو فرض ہے کہ نماز، روزہ، حج وزکوٰۃ اوران کے شرائط مثلاً طہارت وغیرہ سے پورے طور پر اس کو جانکاری حاصل ہوجائے اور ارکان اسلام کی صحیح ادائے گی پر عورت قادر ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے ''**طلب العلم فریضة علی کل مسلم و مسلمة**'' (الحدیث) بعض حضرات نے ''**مسلمة**'' کے لفظ کو مدرج فی الحدیث کہا ہے، اگر اس لفظ کو مدرج ہی مانا جائے تب بھی حدیث صرف مردوں کے لئے نہیں ہے بلکہ ''**مسلم**'' کے لفظ میں تبعاً عورتیں بھی داخل ہیں، نیز اتنا علم حاصل کرنا ضروریات وواجبات دین میں سے ہے اوراس سے زائد حاصل کرنے میں دینی ومعاشرتی فائدے بیشمار ہیں۔

خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس عورتوں کو مسائل بتلاتے اور عورتیں کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسائل دریافت کرتیں۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو خصوصاً فقہ اسلامی میں ید طولیٰ حاصل تھا۔ حضرات صحابہ رضوان اللہ عنہم اجمعین، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مسائل دریافت کیا کرتے تھے، فقہاء کے یہاں بھی اس کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں صاحب بدائع صنائع علامہ کاسانی رحمہ اللہ جو فقہ حنفی کے اہم افراد ومتبحرین میں شمار کئے جاتے ہیں، ان کی صاحبزادی اور اہلیہ فقہ میں بڑی مہارت رکھتی تھیں حتی کہ ہر فتویٰ پر ان کی صاحبزادی کے دستخط لازمی ہوتے تھے۔ لوگ ان سے مسائل معلوم کرتے اور وہ لوگوں کو مسائل بتلاتی تھیں۔ اسی طرح کی بہت سی مثالیں اسلامی معاشرہ میں ملتی ہیں۔ درمختار کے ایک مسئلہ سے اس کی پوری وضاحت ہوتی ہے در مختار میں ہے کہ: اگر کمسن لڑکی کی شادی باپ دادا کے علاوہ نے یا کسی کمسن باندی کی شادی غیر آقا نے کرادی تو وقت بلوغ ان دونوں کو خیار حاصل ہوگا کہ قاضی شرعی کے یہاں درخواست دے کر اس نکاح کو ختم کرادیں۔ شرط یہ ہے کہ جب بالغ ہو تو فوراً عدم رضا کا اظہار کرے اور اپنے تئیں یہ طے کرے کہ اس نکاح کو باقی نہیں رکھنا۔ اگر بلوغ کے سال دو سال بعد اپنا خیار فسخ حاصل کرنا چاہے تو خیار فسخ حاصل نہ ہوگا اگر آزاد عورت یہ کہے کہ مجھے مسئلہ معلوم نہیں تھا کہ فوراً فسخ کا اظہار ضروری ہے تو

اس کی بات قابل اعتناء واعتبار نہ ہوگی ہاں اگر باندی یہ کہے کہ مجھے مسئلہ معلوم نہیں تھا تو اس کی بات کا اعتبار کیا جائے گا۔ وجہ یہ ہے کہ باندی کو تو حصول علم کا موقع نہیں ملتا کہ وہ اتنا علم حاصل کرے اور آزاد عورت کو مواقع حاصل ہیں۔ اس لئے اس پر لازم تھا کہ وہ اتنا علم حاصل کرتی (کتاب النکاح از درمختار) معلوم ہوا کہ ایسے باریک جزئیات پر بھی نظر ہونی ضروری ہے آجکل عورتیں نماز روزہ، نماز میں سجدۂ سہو، سے ہی غافل ہیں اس لئے کہ ان کی تعلیم کا مردوں نے کوئی نظم ہی نہیں کیا، رہا یہ کہ عورتوں کی تعلیم کے لئے اگر مردوں کو معلم رکھا جائے تو ''صوة المرأة عورة'' سے اعتراض لازم آئے گا سو مندرجہ بالا واقعات کے پیش نظر اس کی ضرورت بھی شدید ہے پس مدرسہ میں اگر پردہ کے ساتھ تعلیم کا نظم ہو اور مرد معلم ہو تو بھی مضائقہ نہیں حتی الامکان عورتیں ہی تعلیم دیں، لیکن ضرورت کے وقت پردہ کے معقول نظم کے ساتھ اگر مرد بھی تعلیم دے تو اس کی بھی گنجائش ہوگی۔

البتہ یہ لازم ہے کہ خود مرد عورتوں کی خبر گیری نہ کریں اسٹاف عورتوں ہی کا ہو۔ اختلاط ہرگز نہ ہو۔ جہاں کلام وبات چیت لازم ہو جائے وہاں معقول پردہ کا لحاظ رکھا جائے۔ دارالاقامہ میں پردہ کا معقول نظم ہو اس کی دیواریں اونچی ہوں وغیرہ لیکن اگر کسی لڑکی کے بارے میں یہ یقین مکمل طور پر ہو یا خود اس لڑکی کو یقین ہو کہ زنا میں مبتلا ہو جائے گی تو وہ گھر ہی میں رہ کر معمولی علم حاصل کرے جو حضرات ایسے وقت پر بھی دارالاقامہ یا مدرسہ میں طالبات یا کسی طالبہ کا آنا لازم قرار دیں یہ درست نہیں ان لوگوں کی بات شرعاً قابل تردید ہے۔ بعض خصوصی واقعات وضروریات لازمہ کے پیش نظر علماء دیوبند مدارس البنات نہ کھول سکے ان کا مشن مردوں کی تعلیم رہا مواقع اس کے نہ مل سکے کہ اس طرف کامل طور پر توجہ دے سکتے۔ الحاصل عورتوں کی تعلیم کے نظم کی ضرورت ہے اس کی مخالفت درست نہیں ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۶/۵/۵ھ)

(۱) وعن الشفاء بنت عبد الله قالت: دخل رسول الله صلى الله عليه وسلم و أنا .....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

مدرسہ میں عصری تعلیم کا نظم:

(۱۴۰)**سوال**: دینی واسلامی مدرسہ کسے کہتے ہیں، ہمارے گاؤں میں ایک مدرسہ ہے جس میں دینی علوم کے ساتھ عصری علوم بھی پڑھائے جاتے ہیں، کیا اس کو دینی مدرسہ کہہ سکتے ہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: مولوی محمد احسان صاحب، پنجاب

الجواب وباللّٰہ التوفیق: دینی تعلیم کے ساتھ دنیاوی وعصری تعلیم حاصل کرنے میں شرعاً کوئی وجہ عدم جواز کی نہیں ہے، بلکہ ہر وہ علم جو نفع بخش ہو اور جس سے انسان کو معرفت خداوندی حاصل ہو، اسلام اس کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ البتہ دینی اسلامی مدرسہ اس کو کہا جاتا ہے کہ جس میں قرآن وحدیث اور ان سے متعلق علوم پڑھائے جائیں اور یہ ہی اس کا اصل مقصد ہے اگر اس کے ساتھ عصری علوم بھی پڑھائے جائیں تو وہ ضمنی ہوں اور اتنی حد تک ہوں کہ دیکھنے والے ان کو

.....گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ..... عند حفصة فقال: (ألا تعلمين هذه رقية النملة كما علمتنيها الكتابة، رواه أبو داؤد. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، "كتاب الطب والرقي، الفصل الثاني": ج۸،ص:۳۷۸،رقم:۴۵۶۱)

وقال صاحب بذل المجهود، وفيه دليل على جواز تعلم نساء الكتابة الخ. (بذل المجهود: ج۵،ص:۸)

وكن نساءٌ يبعثن إلى عائشة رضي الله عنها: بالدرجة فيها الكرسف فيه الصفرة، فتقول: ألا تعجلن حتى ترين القصة البيضاء. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الحيض: باب إقبال المحيض وإدباره": ج۱،ص:۴۵۶)

إعلم أنه لما كان الرجال يهيجهم النظر إلى النساء على عشقهن والتوله بهن، ويفعل بالنساء مثل ذلك، وكان كثيراً ما يكون ذلك سبب لأن يبتغي قضاء الشهوة منهن على غير السنة الراشدة، كاتباع من هي في عصمة غيره، أو بلا نكاح، أو غير اعتبار كفائة والذي شوهد في هذ الباب يغني عما سطر في الدفاتر اقتضت الحكمة أن يسد هذا الباب. (الإمام الشاه ولي الله محدث الدهلوي، حجة الله البالغة: ج۱،ص:۶۸۶)

وكل عمل ولو تبرعاً لأجنبي ولو قابلة أو مغلسة لتقدم حقه على فرض الكفاية، ومن مجلس العلم إلا لنازلة امتنع زوجها من سؤالها. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الطلاق: باب النفقة، مطلب في الكلام على المؤنسة": ج۵،ص:۳۲۵)

ضمنی ہی سمجھیں اس سلسلہ میں صائب الرائے علماء کا جو فیصلہ ہو وہی معتبر ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۰/۷/۷ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

محمد اسحاق دہلویؒ کی کتاب ''داستان یوسف علیہ السلام'' وغیرہ پڑھنا:

(۱۴۱) **سوال**: مولانا محمد اسحاق صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتابیں ''داستانِ یوسف علیہ السلام، معراج رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ملت ابراہیم علیہ السلام'' وغیرہ پڑھنا یا سنانا درست ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: سید محمد فرقان، مظفر نگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ فی السوال کتابیں اسرائیلی روایات کی حامل ہونے

---

(۱) عن زيد بن ثابت رضي اللّٰه عنه، قال: أمرني رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم أن أتعلم له كلمات من كتاب يهود قال: إني واللّٰه ما آمن يهود على كتابي، قال: فما مر بي نصف شهر حتى تعلمته له قال: فلما تعلمته كا إن ذا كتب إلى يهود كتبت إليهم وإذا كتبوا إليه قرأت له كتابهم قال أبو عيسىٰ: هذا حديث حسنٌ صحيحٌ، وقد روي من غير هذا الوجه عن زيد بن ثابت. (أخرجه الترمذي، في سننه، ''أبواب الاستئذان، باب ما جاء في تعليم السريانية'': ج۲،ص:۱۰۰،رقم:۲۷۱۵)

عن أم سلمة رضي اللّٰه عنها: أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم كان يقول: إذا صلى الصبح حين يسلم اللهم إني أسألك علماً نافعاً، ورزقاً طيباً، عملاً متقبلاً. (أخرجه ابن ماجه، في سننه، ''كتاب الصلاة: أبواب إقامة الصلاة والسنة، فيها باب ما يقال بعد التسليم'': ج۱،ص:۲۹۸،رقم:۹۲۵)

عن أنس بن مالك رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: طلب العلم فريضة على كل مسلم. (أخرجه ابن ماجه، في سننه، ''مقدمه، باب فضل العلماء والحث على طلب العلم'': ج۱،ص: ۲۰،رقم:۲۲۴)

کی وجہ سے غیر معتبر ہوگئی ہیں،[1] چونکہ ان میں اکثر وبیشتر واقعات وقصص غیر معتبر ہیں؛ اس لیے پرہیز اولیٰ ہے۔

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں غلط واقعات کا بیان عقائد اسلامیہ میں رخنہ اندازی کا باعث، البتہ اگر فضائل وشمائل کے باب میں اسرائیلی روایات بھی ہوں، تو چونکہ مقصد راہ خداوندی کی طرف ترغیب دلانا ہے؛ اس لئے اس میں مضائقہ نہیں ہے۔

مذکورہ کتابوں میں جو باتیں دوسری معتبر کتابوں میں بھی آئی ہیں، وہ مذکورہ کتابوں میں بھی معتبر ہیں، علماء حقانی سے معلوم کرکے کتاب پڑھیں یا سنیں۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۰/۳/۳ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

تاریخ اسلام اکبر شاہ نجیب آبادی کیسی کتاب ہے؟

(۱۴۲) **سوال**: اکبر شاہ نجیب آبادی کی کتاب تاریخ اسلام کے بارے میں کیا فرماتے ہیں، شاہ صاحب کی اپنی ذات کس حد تک معتبر ہے۔ کیوں کہ اکثر وبیشتر دینی مدارس کے علماء اسی کی طرف رہنمائی کرتے ہیں کہ یہ بہترین کتاب ہے۔ گزارش ہے کہ آپ رہنمائی فرمادیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: عثمان غازی، گجرات

الجواب وباللہ التوفیق: ان کی کتاب ''تاریخ اسلام'' معتبر کتاب ہے۔ مولانا

---

(۱) وحدثوا عن بني إسرائيل ولا حرج أي: الحرج الضيق والإثم وهذا ليس على معنى إباحة الكذب عليهم بل دفع لتوهم الحرج في التحديث عنهم وإن لم يعلم صحته وإسناده لبعد الزمان. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، "كتاب العلم، الفصل الأول": ج۱،ص:۴۰۶،رقم:۱۹۸)

اہل حق علماء میں سے تھے، وہ ایک کامیاب اور تحقیقی مزاج رکھنے والے ایک باکمال مصنف تھے، کسی قسم کا شبہ نہ کریں۔ ان کی کتاب کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔ جہاں شبہ ہو عبارت مع حوالہ نقل کر کے مسئلہ دریافت کرلیا کریں۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۲/۶: ۱۴۳۸ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی

محمد عمران گنگوہی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

مولانا حقانی کو مولانا کہنا صحیح ہے کہ نہیں؟

(۱۴۳) **سوال**: حضرت مولانا حقانی صاحب کو دیکھ کر لوگ کہتے ہیں کہ وہ کوئی مستند عالموں میں سے نہیں ہیں، لہٰذا اُنھیں مولانا نہ کہا جائے، تو ایسے لوگوں کا قول صحیح ہے یا غلط، جب کہ مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں محض بدعت پسند لوگ کہتے ہیں کہ ایک بے پڑھے لکھے جاہل آدمی کو آگے بلایا جانا اور وہ بھی علماء کے قلم سے زیب نہیں دیتا، لیکن میں عرض کروں گا کہ حدیث نبوی میں ہے ایک ایسے شخص کو جو صرف چالیس حدیثیں یاد کئے ہوئے ہو، یوم حشر میں زمرہ علماء میں اٹھایا جائے گا، تو جس شخص کے سینہ میں ہزار ہا حدیثیں اور روایات اور کتاب اللہ کی آیات مع صفحہ وسطر محفوظ ہوں آخر زمرہ علماء میں شمار نہ کرنے کی وجہ کیا ہوسکتی ہے۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد عثمان، سلطان پور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مستفتی نے جو حضرت مولانا حقانی کے متعلق حضرت

(۱) مولانا اکبر شاہ نجیب آبادی ایک اچھے اور معتبر مؤرخ تاریخ ہند کے موضوع پر ان کی متعدد کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں وہ اپنے فن میں کافی مہارت رکھتے ہیں جو بھی کتابیں لکھتے ہیں بڑی محنت سے لکھتے ہیں پوری تحقیق اور حوالوں کے ساتھ لکھتے ہیں۔ (مقدمہ تاریخ ہند قدیم، جلد اول)

حکیم الاسلام قدس سرہ کا جو فیصلہ نقل کیا وہ قرآن وحدیث کی روشنی میں حضرت رحمۃ اللہ نے بیان فرمایا ہے، جو اپنی جگہ پر مسلم اور قابل اعتماد ہے حضرت کے بالمقابل دیگر ہر کس وناکس کی بات معتبر نہیں ہوگی، حضرت کا فیصلہ کافی ہے دوسروں کی طرف قطعاً توجہ کی ضرورت نہیں۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۰۷/۲/۳ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

امام ابوحنیفہؒ کی سن پیدائش کیا ہے اور امام ابوحنیفہؒ تابعی ہیں یا تبع تابعی ہیں؟

(۱۴۴)**سوال**: حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی سن پیدائش کیا ہے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تابعی ہیں یا تبع تابعی ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد مظاہر صاحب، بریلی

الجواب وباللہ التوفیق: آپ کا تابعی ہونا مشہور اور مسلّم ہے اور آپ کی سن پیدائش ۸۰ھ ہے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۶/۲۰ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) وعن أبي الدرداء قال سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما حد العلم الذي إذا بلغه الرجل كان فقيهاً، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من حفظ على أمتي أربعين حديثاً في أمر دينها بعثه الله فقيها وكنت له يوم القيامة شافعاً وشهيداً.

قال الطيبي فإن قيل كيف طابق الجواب السؤال أجيب بأنه من حيث المعنى كأنه قيل معرفة أربعين حديثا بأسانيدها مع تعليمها الناس ..... والظاهر أن معرفة أسانيدها ليست بشرط الخ. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ''كتاب العلم: الفصل الثالث'': ج۱،ص:۳۰۸،رقم:۲۵۸)

(۲) فأبو حنيفة رحمه الله أدرك جماعة من الصحابة وعاصرهم ومولده يقتضي ذلك،..... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

ائمہ اربعہ کی سن ولادت ووفات:

(۱۴۵)**سوال**: (۱) حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی سن پیدائش کیا ہے، وفات کیا ہے؟

(۲) حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی سن پیدائش کیا ہے، وفات کیا ہے؟

(۳) حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی سن پیدائش کیا ہے، وفات کیا ہے؟

(۴) حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی سن پیدائش کیا ہے وقات کیا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: رشیدالدین، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱) حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ۸۰ھ میں کوفہ میں پیدا ہوئے اور وفات ۱۵۰ھ بغداد میں ہوئی۔

(۲) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش ۹۵ھ میں ہوئی اور انتقال ۱۹۹ھ میں مدینہ منورہ میں ہوا۔

(۳) امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ۱۵۰ھ میں فلسطین میں پیدا ہوئے اور آپ کا انتقال ۲۰۴ھ شہر مصر میں ہوا۔

(۴) امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت بغداد میں ۱۶۴ھ میں ہوئی اور وفات ۲۴۱ھ میں ہوئی۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۹/۳/۲۲ھ)

الجواب صحیح:

خورشید عالم

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

.....گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ..... فإنه ولد سنة ثمانين وعاش إلى سنة خمسين ومأة، فقد أمكن اللقاء لوجود جماعة من الصحابةؓ في ذلك العصر. (تاريخ بغداد، ذكر ما قاله العلماء في ذم رأية: ج۲۲، ص:۷۶)

(۱) مشكوٰة المصابيح، "الباب الثاني في ذكر أئمة أصحاب الأصول، أسماء الرجال": ص:۶۲۴.

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے والد کا کیا نام ہے؟

(۱۴۶)**سوال**: حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے والد کا کیا نام ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: سید محمد عاصم ہاشمی، لکھیم پور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے والد کا نام عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۸/۱۲/۴ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

❀ ❀ ❀

(۱) أشرف علي التهانوي، أشرف السوانح، "الفصل الأول، السيرة الذاتية، اسمه ونسبه":ص:۲۱.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب السّیر والمناقب

فصل اوّل: سیرت النبی ﷺ

فصل ثانی: سیرت الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام

فصل ثالث: سیرتِ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین

فصل اول

سیرت النبی ﷺ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ کیسے ادا ہوئی اور سب سے پہلے کس نے نماز پڑھی؟

(۱) **سوال**: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ کیسے ادا ہوئی اور سب سے پہلے کس نے نماز پڑھی؟

فقط والسلام
المستفتی: محمد شمیم، مظفر نگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ جماعت سے نہیں پڑھی گئی؛ بلکہ علیحدہ علیحدہ پڑھی گئی، چونکہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے آخری وقت میں معلوم کیا تھا کہ آپ کی نماز جنازہ کون پڑھائے گا، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جب غسل وکفن سے فارغ ہو جاؤ، تو میرا جنازہ قبر کے قریب رکھ کر ہٹ جانا اور اول اہل بیت کے مرد نماز جنازہ پڑھیں گے، پھر ان کی عورتیں نماز جنازہ پڑھیں گی، پھر تم اور دیگر لوگ، ہم نے عرض کیا کہ قبر میں کون اتارے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے اہل بیت اور ان کے ساتھ ملائکہ ہوں گے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۸/۱۲/۲۸ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) عن ابن عباس رضي الله عنهما، قال: لما أرادوا أن يحفروا لرسول الله صلى الله عليه و سلم بعثوا إلى أبي عبيدة بن الجراح وكان يضرح كضريح أهل مكة. وبعثوا إلى أبي طلحة. .....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کس کو اپنا خلیفہ بنایا تھا؟

(۲)**سوال**: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کس کو اپنا خلیفہ بنایا تھا؟

فقط: والسلام

المستفتی: صدرالدین صاحب، کلکتہ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو بھی اپنا خلیفہ نہیں بنایا تھا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیفہ منتخب فرمایا۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۱/۲/۱۷ھ)

.....گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ.....وكان هو الذي يحفر لأهل المدينة. وكان يلحد. فبعثوا إليهما رسولين. فقالوا: اللهم خر لرسولك. فوجدوا أبا طلحة. فجيء به. ولم يوجد أبو عبيدة. فلحد لرسول الله صلى الله عليه و سلم.

قال: فلما فرغوا من جهازه يوم الثلاثاء وضع على سريره في بيته. ثم دخل الناس على رسول الله صلى الله عليه و سلم أرسالا. يصلون عليه. حتى إذا فرغوا أدخلوا النساء. حتى إذا فرغوا أدخلوا الصبيان. ولم يؤم الناس على رسول الله صلى الله عليه و سلم أحد.

لقد اختلف المسلمون في المكان الذي يحفر له. فقال قائلون يدفن في مسجده. وقال قائلون يدفن مع أصحابه. فقال أبو بكر رضي الله عنه: إني سمعت رسول الله صلى الله عليه و سلم يقول: ما قبض نبي إلا دفن حيث يقبض. قال: فرفعوا فراش رسول الله صلى الله عليه و سلم الذي توفى عليه. فحفروا له ثم دفن صلى الله عليه و سلم وسط الليل من ليلة الأربعاء. ونزل في حفرته علي بن أبي طالب والفضل بن العباس وقثم أخوه وشقران مولى رسول الله صلى الله عليه و سلم. وقال أوس بن خولى وهو أبو ليلى لعلي بن أبي طالب رضي الله عنه: أنشدك الله وحظنا من رسول الله صلى الله عليه و سلم. قال له علي: أنزل. وكان شقران مولاه أخذ قطيفة كان رسول الله صلى الله عليه و سلم يلبسها. فدفنها في القبر وقال: والله لا يلبسها أحد بعدك أبدا. فدفنت مع رسول الله صلى الله عليه و سلم. (أخرجه ابن ماجه، في سننه، "أبواب ما جاء في الجنائز: باب ذكر وفاته ودفنه صلى الله عليه وسلم": ج۱،ص:۵۲۰، رقم:۱۶۲۸)

(۱) وقد اتفق الصحابة رضي الله عنهم على بيعة الصديق في ذلك الوقت حتى علي ابن أبي طالب والزبير بن العوام رضي الله عنهما. (أبو الفداء ابن كثير، البدايه والنهايه، "خلافة أبي بكر صديق": ج۶،ص:۳۶۹).....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کن کپڑوں میں غسل وکفن دیا گیا تھا؟

(۳)**سوال**: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کن کپڑوں میں غسل وکفن دیا گیا تھا؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد افتخار حسین، مظفر نگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب غسل دینے کا ارادہ کیا تو حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں اختلاف ہوا کہ کپڑے اتارے جائیں یا نہیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے سب پر نیند طاری فرمادی اس میں کسی کہنے والے نے کہا کہ غسل مع کپڑوں کے دیا جائے، تو صحابہ نے مع کپڑوں کے غسل دیا اور پھر تین سوتی کپڑوں میں کفن دیا گیا۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۳/۴ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

.....گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ.....حدثني عبيد الله بن عمر القواريدي حدثنا عبد الأعلى بن عبد الأعلى حدثنا أبو داود بن أبي هند عن أبي نصرة قال: لما اجتمع الناس على أبي بكر رضي الله عنه، فقال: مالي لا أرى علياً، فقال فذهب رجل من الأنصار فجاء وابه، فقال له يا علي قلت: ابن عم رسول الله وفتن رسول الله، فقال علي رضي الله عنه: لا تثريب يا خليفة رسول الله أبسط يدك فبسط يده فبايعه، قال أبو بكر رضي الله عنه: مالي لا أرى الزبير، قال: فذهب رجال من الأنصار فجاء وا به، فقال: يا زبير! قلت ابن عمة رسول الله وحواري رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الزبير: لا تثريب يا خليفة رسول الله أبسط يدك فلبسط يده فبايعه.

عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: لما مات رسول الله صلى الله عليه وسلم أدخل الرجال فصلوا عليه بغير إمام أرسالاً حتى فرغوا، ثم دخل النساء فصلين عليه ثم أدخل الصبيان فصلوا عليه، ثم أدخل العبيد فصلوا عليه أرسالاً، لم يؤمهم على رسول الله صلى الله عليه وسلم أحد. (أبو الفداء ابن كثير، البدايه والنهايه، "فصل في كيفية الصلاة عليه صلى الله عليه وسلم": ج۵،ص:۳۰۴)

(۱) عن عائشة رضي الله عنها، تقول: لما أراد واغسل النبي صلى الله عليه وسلم قالوا: والله ما ندري أنجرد رسول الله صلى الله عليه وسلم من ثيابه كما نجرد موتانا أم نغسله وعليه ثيابه، فلما اختلفوا ألقى الله عليهم النوم حتى ما منهم رجل إلاوذقنه في صدره، ثم كلمهم من ناحية البيت لا يدرون من هو أن اغسلوا النبي صلى الله عليه وسلم ثيابه، فقاموا إلى رسول الله صلى الله .....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

زہر دیئے جانے کے کتنے سال بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا:

(۴) **سوال**: ایک مولانا نے اپنے بیان میں فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک عورت نے زہر دیا تھا، تو اس واقعہ کے کتنے سال کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا؟

فقط: والسلام

المستفتی: حافظ شفیق احمد، سہارنپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سلام بن مشکم کی بیوی زینب بنت الحارث نے ایک بکری کے گوشت میں زہر ملا کر غزوہ خیبر کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے گوشت پیش کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے اٹھا کر کچھ گوشت منہ میں ڈالا، مگر معلوم ہوگیا، بعض روایات سے معلوم ہوا کہ گوشت نے کہہ دیا کہ میرے اندر زہر ملا ہوا ہے،[1] تو آپ نے اس کو تھوک دیا، اس واقعہ کے تین سال بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۹/۳/۲۳ھ)

الجواب صحیح:

خورشید عالم

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

.....گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ.....فغسلوه وعليه قميصه يصبون الماء فوق القميص ويدلكونه بالقميص دون أيديهم وكانت عائشة تقول: لو استقبلت من أمري ما استدبرت ما غسله إلا نسائه. (أخرجه أبو داود، في سننه، "كتاب الجنائز: باب ستر الميت": ج ۲،ص: ۴۴۸، رقم: ۳۱۴۱؛ أبو البركات عبد الرؤف، أصح السير: ص: ۶۰۳)

(۱) كان جابر بن عبد الله يحدث أن يهودية من أهل خيبر سمت شاة مصلية، ثم أهدتها لرسول الله صلى الله عليه وسلم فأخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم الذراع فأكل منها وأكل رهط من أصحابه معه، ثم قال لهم رسول الله صلى الله عليه وسلم: ارفعوا أيديكم وأرسل رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى اليهودية فدعاها، فقال لها: أسممت هذه الشاة قالت اليهودية: من أخبرك قال: أخبرتني هذه في يدي للذراع، قالت: نعم، قال: فما أردت إلى ذلك قالت: قلت: إن كان نبيا فلن يضره وإن لم يكن نبيا استرحنا منه، فعفا عنها رسول الله صلى الله عليه وسلم ولم يعاقبها وتوفي بعض أصحابه الذين أكلوا من الشاة، واحتجم رسول الله صلى الله عليه وسلم على كاهله من أجل الذي أكل من الشاة حجمه أبو هند بالقرن والشفرة وهو مولى لبني بياضة من الأنصار. (أخرجه أبو داود، في سننه، "أول كتاب الديات، باب في من سقى رجلاً سماء": ج ۲،ص: ۶۲۰ رقم: ۴۵۱۰)

(۲) أبو البركات عبد الرؤف، أصح السير: ص: ۲۷۴.

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات:

(۵)**سوال**: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ خصوصیات کون کون سی ہیں، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں آنے کے بعد عطا ہوئی تھیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالقیوم صاحب، کھتولی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: چند خصوصیات ذکر کی گئی ہیں:

(۱) بوقت پیدائش آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم اطہر نجاست وگندگی سے بالکل پاک صاف تھا۔

(۲) جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سجدہ کی حالت میں انگشت شہادت کا آسمان کی جانب اٹھائے ہوئے ہونا۔

(۳) ولادت کے وقت آپ کی والدہ محترمہ کا ایسے نور کو دیکھنا جس کی روشنی سے کسریٰ کے محلات نظر آگئے۔[۱]

(۴) گہوارے میں فرشتوں کا جھونکا دینا۔[۲]

(۵) گہوارے میں کلام کرنا[۳] جب کہ یہ دوسرے انبیاء کی بھی خصوصیت ہے، حضرت تھانوی قدس سرہ نے بیالیس خصوصیات تحریر فرمائی ہیں، تفصیل کے لئے دیکھئے۔ ''نشر الطیب: ص:۱۸۴''۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۳/۳ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) إن آمنة بنت وهب قالت: لما فصل مني تعني النبي صلى الله عليه وسلم خرج معه نور أضاء له ما بين المشرق والمغرب، ثم وقع إلى الأرض معتمداً على يديه، ثم أخذ قبضة من التراب فقبضها ورفع رأسه إلى السماء. (القسطلاني: ج۱،ص:۱۲۷؛فرحة اللبيب:ص:۱۰۹)

ورأيت حين حملت به أنه خرج منها نور رأت به قصور بصرى من أرض الشام. (سيرة نبويه لابن هشام: ص:۱۴۶؛فرحة اللبيب:ص:۱۱۲)

(۲) وذكر ابن سبع في الخصائص أن مهده كان يتحرك بتحريك الملائكة وإن كلاماً تعلم به أن قال: الله أكبر كبيراً والحمد لله كثيرا. (السيوطي، خصائص الحبيب؛ وفرحة اللبيب:ص:۱۲۳)

(۳) أن النبي صلى الله عليه وسلم تكلم أوائل ما ولد. فتح الباري لابن حجر. (فرحة اللبيب:ص:۱۱۶)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین، دادا، دادی، نانا، نانی کے نام کیا کیا تھے؟

(۶) **سوال**: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین، دادا، دادی، نانا، نانی کے نام کیا کیا تھے؟

فقط: والسلام
المستفتی: فریدالدین، کاسگنج

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد کا نام عبداللہ اور والدہ کا نام آمنہ تھا، دادا کا نام عبدالمطلب اور دادی کا نام فاطمہ بنت عمر تھا، نانا کا نام وہب اور نانی کا نام مبرہ بنت عبدالعزیٰ تھا۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۰/۲/۳ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

حضرت آمنہ کی قبر کا دہلی میں ہونا:

(۷) **سوال**: بعض حضرات کا کہنا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ محترمہ حضرت آمنہ کی قبر دہلی میں ہے اور اس کو شہید کر دیا گیا، کیا یہ بات صحیح ہے۔

فقط: والسلام
المستفتی: معراج الدین، کشمیر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ بات بلا تحقیق اور غلط ہے؛ بلکہ آپ کی والدہ ماجدہ کا انتقال مدینہ سے واپسی پر مقام ابواء میں ہوا، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر چھ سال کی ہوئی تو مدینہ

---

(۱) أبو البرکات، أصح السیر، "نسب رسول اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم": ص:۷۷/ یا ص:۸۰)
سلسلۂ نسب یہ ہے محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب الخ۔ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، مصنفہ علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ؛ علامہ شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ۔
وہب بن عبدمناف کی صاحبزادی جن کا آمنہ تھا۔ ج۱، ص:۱۰۸۔

سے واپس آتے ہوئے مقام ابواء میں آپ کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہوگیا۔[۱] اور وہیں مدفون ہوئیں ام ایمن رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر مکہ مکرمہ آئیں۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۱/۷/۱۴۲۰ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

حضور سراپا نور تھے کہ نہیں اور آپ کے فضلات پاک تھے کہ نہیں؟

(۸) **سوال**: کسی مقرر نے اپنے وعظ میں یہ جملے کہے کہ انبیاء علیہم السلام کا بول و براز پاک ہوتا ہے اور خصوصاً رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات پاک تھے، کیونکہ آپ سراپا نور تھے اس پر استفسار کیا گیا، تو جواب ملا کہ خواہ مخواہ انہوں نے ایسی باتیں بیان کر کے مسلمانوں کو پریشان کیا، وعظ میں اصلاحی چیزیں بیان کرنی چاہئیں، نہ کہ ایسی روایات جن سے دوسری اقوام ہنسیں ایسے واعظوں کا وعظ ہی کیوں سنا جاتا ہے اور ان سے مطالبہ سند کا کیوں نہیں کیا گیا تھا کہ اسی جلسہ میں حقیقت کھل جاتی۔

(۱) کیا انبیاء کرام کے فضلات کا یہی حکم ہے؟ جیسا: کہ اس واعظ کے الفاظ سے پتا چلتا ہے یا صرف خصوصیت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے؟

(۲) بصورت ثانی خصوصیت ہونے کے باوجود اس کو خواہ مخواہ کہنا اور ایسے واعظوں کے وعظ سننے سے روکنے والا کیسا ہے اور پھر کیا اس کا ثبوت قرآن وسنت سے کسی درجہ میں ہے یا بالکل نہیں ہے۔ جیسا: کہ مجیب اول نے کہا ہے کہ ان سے مطالبہ سند کا کیوں نہیں کیا گیا۔ امید ہے کہ جواب عنایت فرمائیں گے۔

فقط: والسلام
المستفتی: احسان اللہ، بھاگلپور (بہار)

---

(۱) ابوالبرکات عبدالرؤف، اصح السیر، ص: ۲۸۔
(۲) سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ج۱، ص: ۱۱۲؛ مصنفہ: علامہ سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ؛ علامہ شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ۔

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قرآن پاک میں فرمان الٰہی ہے ﴿قل إنما أنا بشر مثلكم يوحى إلي﴾[1] کہ اے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم! ان سے کہہ دیجئے کہ میں بھی تمہارے جیسا ایک انسان ہوں (فرق یہ ہے کہ) مجھ پر وحی آتی ہے۔ اس آیت سے نفی ہو رہی ہے اس کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سراپا نور تھے، اگر سراپا نور تھے، تو پھر بول و براز کے کیا معنی، حالانکہ عادت انسانی کے مطابق آپ کو بھی بول و براز ہوتا تھا؛ البتہ بول و براز کی پاکی ناپاکی کے بارے میں علماء متقدمین ومتاخرین نے بحث کی ہے یہ ان کا مقام ہے ہمیں اس پر توقف کرنا چاہیے، یہ مسئلہ مدار ایمان نہیں ہے۔ واعظوں کا مجامع میں اس مسئلہ کو بیان کرنا ہرگز مناسب نہیں ہے؛ اس لئے احتراز ضروری ہے، جس نے ایسا کیا غلطی کی اس کا اعادہ نہ ہونا چاہئے۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۰۹/۵/۱۵ھ)

---

(۱) سورة النساء:۱۷.

(۲) عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: سئلت ما كان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يعمل في بيته قالت: كان بشراً من البشر يفلى ثوبه ويحلب شاته ويخدم نفسه. (أخرجه أحمد بن حنبل، في مسنده، "حديث عائشة رضي اللّٰه عنها": ج۷،ص:۳۶۵؛ بحواله: كفايت المفتي:ج۱،ص:۳۷۶)

صح بعض أئمة الشافعية طهارة بوله صلى اللّٰه عليه وسلم وسائر فضلاته وبه قال أبو حنيفة رحمه اللّٰه: كما نقله في المواهب اللدنية عن شرح البخاري للعيني وصرح به البيري في شرح الأشباه وقال الحافظ ابن حجر تظافرت الأدلة على ذلك وعد الأئمة ذلك من خصائصه صلى اللّٰه عليه وسلم ونقل بعضهم عن شرح المشكاة للملا على القاري إنه قال: اختاره كثير من أصحابنا واطال في تحقيقه في شرحه على الشمائل في باب ما جاء في تعطره عليه الصلوة والسلام. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الطهارة: باب الأنجاس،مطلب في طهارة بوله صلى اللّٰه عليه وسلم"" :ج۱،ص:۳۱۸)

روي إنه قال حجمت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم وشربت الدم من الحجمة وقلت يا رسول اللّٰه شربته، فقال: ويحك يا سالم أما علمت أن الدم حرام لا تعد. (أبوالحسن علي بن محمد، أسد الغابة:ج۲،ص:۱۵۷)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھیوں کے اسماء گرامی:

(۹)**سوال**: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھیاں کتنی تھیں اوران کے نام کیا کیا تھے؟

فقط: والسلام

المستفتی: شہزاد عالم، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: پانچ پھوپھیاں تھیں جن کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) حضرت صفیہ (۲) ام حکیم البیضاء (۳) عاتکہ (۴) امیمہ (۵) برہ۔

ان میں صرف حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا مسلمان ہوئیں۔[1]

الجواب صحیح:

خورشید عالم

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۹/۸/۱ھ)

ہجرت کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کون سے صحابی تھے اور مدینہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے میزبان کون تھے؟

(۱۰)**سوال**: ہجرت کے وقت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رہبری کرنے والے اور اونٹنی کو لے جانے والے کون صحابی تھے اور مدینہ طیبہ میں سب سے پہلے میزبان کون تھے؟

فقط: والسلام

المستفتی: صوفی امداد حسین، مظفر نگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ہجرت کے وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے اور نکیل پکڑ کر اونٹنی کو چلانے والے آپ ہی تھے اور آنحضور صلی اللہ

(۱) أبو البركات عبد الرؤف، أصح السير: ص:۷۹-۸۰.

علیہ وسلم کے میزبانِ اول حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ تھے ان کو اول میزبانی کا شرف حاصل ہوا۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۶/۱۵ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تبارک وتعالیٰ کو دیکھنا:

(۱۱)**سوال**: آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو کتنی بار دیکھا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: خادم حسین، دہرادون

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تبارک وتعالیٰ کو کئی بار دیکھا ہے۔

طبرانی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے ''رآه مرتين مرة بقلبه ومرة ببصره عن عكرمة عن ابن عباس رضي الله عنه قال رأى محمد ربه قلت أليس الله يقول لاتدركه الأبصار وهو يدرك الأبصار قال ويحك ذاك إذا تجلى بنوره الذي هو نوره وقد رأى ربه مرتين''[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۴/۵ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) أبو البركات عبد الرؤف، أصح السير:۱۳۶.

(۲) أخرجه الترمذي، في سننه، ''أبواب التفسير، سورة النجم'':ج۲،ص:۱۶۴،رقم:۳۲۷۹)
عن أبي ذر قال: سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم هل رأيت قال: نور إني أراه.....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کس سن میں ہوئی تھی؟

(۱۲)**سوال**: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کس سن میں ہوئی تھی؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد احتشام، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آپ کی ولادت عام الفیل کے تین سال بعد ۵۷۱ء میں ہوئی تھی۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۱/۱۴ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کعبہ کی چابی:

(۱۳)**سوال**: مکہ مکرمہ کے موقع پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ شریف کی چابی لے کر کس کو دی، کیا پہلے ہی متولی کو دی یا کسی دوسرے آدمی کو؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالتواب مظاہری

.....گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ..... (أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب الإيمان: باب معنى قول الله عزول ولقد رأه نزلة أخرى الخ": ج۱،ص:۹۹،رقم:۲۹۱)

وذهب الجمهور من المفسرين إلى أن المراد أنه رأى ربه سبحانه وتعالىٰ ثم اختلف هولاء فذهب جماعة إلى أنه صلى الله عليه وسلم رأى ربه بفؤاده دون عينيه، وذهب جماعة إلى أنه رأه بعينيه قال الإمام أبو الحسن الواحدي قال المفسرون في هذا إخبار عن رؤية النبي صلى الله عليه وسلم ربه عز وجل ليلة المعراج. (النووي شرح المسلم "كتاب الإيمان: باب معنى قول الله عزول ولقد رأه نزلة أخرى الخ": ج۱،ص:۹۷،رقم:۲۸۰)

(۱) عن محمد بن اسحاق قال: ولد رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم الإثنين لإثنتي عشرة ليلة خلت من شهر ربيع الأول عام الفيل. (ابن هشام، السيرة النبوية، "الكامل في التاريخ، ذكر مولد رسول الله صلى الله عليه وسلم": ج۱،ص:۱۴۶: ج۱،ص:۴۱۶)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ شریف کی چابی اس پہلے ہی متولی ومنتظم کو دیدی تھی، جن کا نام عثمان بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ تھا اوران کے لئے دعا بھی فرمائی تھی کہ ''خالدة تالدة''یعنی آپ کے پاس یہ چابی ہمیشہ ہمیشہ رہے گی۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۲/۲۶ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کی تحقیق:

(۱۴)**سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں:

(۱) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کی کتنی سیڑھیاں تھیں؟

(۲) مشہور یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منبر کی پہلی سیڑھی پر، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دوسری سیڑھی پر، حضرت عمر رضی اللہ عنہ تیسری پر، بیٹھتے تھے، تو چوتھی سیڑھی پر پیر رکھتے ہوں گے اور کھڑے ہوتے ہوں گے، اس میں سے کون سی صورت صحیح ہے؟

(۳) حضرت عثمانی غنی رضی اللہ عنہ اپنے زمانہ میں پہلی سیڑھی پر بیٹھ گئے، جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھا کرتے تھے، دوسری سیڑھی پر پیر رکھ کر اور کھڑے ہو کر خطبہ دیا گیا۔

(۴) اب منبر کس طرح بننا چاہیے؟ ایک سیڑھی والا یا چار سیڑھی والا؟

(۵) اگر مسجد بڑی ہو، تو پانچ سیڑھی والا یا سات سیڑھی والا یا چار سیڑھی والا ممبر بنا سکتے ہیں یا نہیں؟ براہِ کرم جواب سے نوازیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: حافظ محمد الیاس، بریلی

---

(۱) دخل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم البیت وصلی فیه رکعتین فلما خرج سأله العباس أن یعطیه المفتاح وأن یجمع له بین السقایة والسدانة فأنزل اللّٰہ هذه الأیة فأمر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم علیا أن یرد المفتاح إلی عثمان ویعتذر إلیه. (''تفسیر الخازن سورة النساء:۵۸'': ج۱،ص:۳۹؛ ومحمد ثناء اللّٰہ پاني پتي، تفسیر المظهري، ''سورة النساء:۵۸''؛ ج۲،ص:۱۴۷)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱،۵) رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں جو منبر خطبہ کے لئے بنایا گیا تھا اس کی تین سیڑھیاں تھیں۔ ''ومنبرُہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان ثلاث درجٍ غیر المسماۃ بالمستراح قال ابنُ حجر: في التحفة وبحث بعضهم أن مااعتید الآن من النزول في الخطبة الثانية إلى درجه سفلى ثم العود بدعة قبيحة شنيعة''[1] رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے اوپر کی سیڑھی پر خطبہ دیتے تھے، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس سے زیریں سیڑھی پر اور عمر رضی اللہ عنہ تیسری سیڑھی پر، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پھر اوپر ہی کی سیڑھی پر خطبہ دیا۔ تیسری پر نہیں کہ راحت کے لئے بیٹھنے کے وقت زمین پر پیر رکھنے پڑتے ہیں، شرح بخاری میں ہے ''إن المنبر لم يزل على حاله ثلاث درجات''[2] اور طبرانی میں ہے ''عن ابن عمر قال لم يجلس أبوبكر الصديق في مجلس رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم على المنبر حتى لقي اللّٰه عزوجل ولم يجلس عمر في مجلس أبوبكر حتى لقي اللّٰه، ولم يجلس عثمان في مجلس عمر، حتى لقي اللّٰه''[3] پس مسنون طریقہ یہی ہے کہ منبر کی تین ہی سیڑھیاں ہوں؛ لیکن حسب ضرورت اور احوال کا لحاظ رکھتے ہوئے، اگر کم اور زیادہ کر لی جائیں، تو بھی جائز ہے۔ بہر صورت ایک درجہ سے زائد ہونی چاہئیں تاکہ زمین پر پیر نہ رکھنے پڑیں۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۲/۱۱/۲۶ھ)

براق کی شکل وصورت کیسی تھی؟

(۱۵) **سوال:** آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس سواری پر شب معراج میں سفر فرمایا اس

(۱) ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، "كتاب الصلاة: باب الجمعة": ج۲،ص:۱۶۱.

(۲) العيني عمدة القاري شرح صحيح البخاري، "باب الخطبة على المنبر": ج۶،ص:۲۱۵،رقم:۹۷۱.

(۳) الطبراني، المعجم الأوسط، "باب من اسمه محمود": ج۸،ص:۴۹،رقم:۷۹۲۳.

سواری کی شکل وصورت کیسی تھی اور کیا نام تھا اور آج کل بازاروں میں جو کیلنڈر ہوتے ہیں ان پر براق النبی لکھا ہوا ہے۔ کیا وہ صحیح ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: کریم الدین، کھتولی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شب معراج کی سواری کا نام براق تھا، جس کی جسامت کے بارے میں صرف اتنا منقول ہے کہ وہ گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا تھا[1]، آج کل جو شکل اس کی کیلنڈر پر ملتی ہے، اس کی کوئی اصل وحقیقت نہیں ہے؛ اس لئے ان کا گھر میں رکھنا بھی درست نہیں ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۹/۷/۱۴۱۸ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

امت محمدیہ کی ۱۶/خصوصیات:

(۱۶)**سوال:** ہمارے یہاں وعظ میں ایک صاحب نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے دیگر امتوں کے علاوہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سولہ خصوصیات اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہیں، مولانا نے بعض کو بیان فرمایا تھا، وہ کیا تھیں آپ بھی بیان فرمادیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد نبی حسن، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: یہ خصوصیات امت محمدیہ کہلاتی ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔

---

(۱) وأتيت بدابة أبيض، دون البغل وفوق الحمار: البراق. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "باب ذكر الملائكة": ج۱،ص:۴۵۵،رقم:۳۲۰۷)

ثم أتيت بدابة أبيض يقال له البراق فوق الحمار ودون البغل يقع خطوه عند أقصى طرفه فحملت عليه. (أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب الإيمان: باب الإسراء برسول الله صلى الله عليه وسلم": ج۱،ص:۱۴۹،رقم:۱۶۴)

(۱) غنائم کا حلال ہونا۔یعنی جہاد میں ہاتھ لگا ہوا مال غنیمت حلال ہونا۔[۱]

(۲) تمام روئے زمین پر نماز کا جائز ہونا۔[۲]

(۳) نماز میں صفوف کا بطرز ملائکہ ہونا۔[۳]

(۴) جمعہ کے دن کا ایک خاص عبادت کے لئے مقرر ہونا۔

(۵) جمعہ کے دن ایک ایسی گھڑی کا آنا کہ جس میں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔[۴]

(۶) روزہ کے لئے سحری کی اجازت کا ہونا۔[۵]

(۷) رمضان المبارک میں شب قدر کا عطا ہونا جو ایک ہزار مہینہ کی راتوں سے افضل ہے۔[۶]

(۸) وسوسہ اور خطاء ونسیان کا گناہ نہ ہونا۔

(۹) احکام شاقہ کا مرتفع ہونا یعنی جو احکام مشکل تھے اللہ تعالیٰ نے اس امت سے ان کو اٹھالیا ہے۔

(۱۰) تصویر کا ناجائز ہونا۔

(۱۱) اجماع امت کا حجت ہونا اور اس میں ضلالت وگمراہی کا احتمال نہ ہونا ہے۔[۷]

(۱۲) فروعی اختلاف کا رحمت ہونا۔

(۱۳) پہلی امتوں کی طرح عذابوں کا نہ آنا۔[۸]

---

(۱) أعطيت خمسا لم يعطهن أحد من الأنبياء قبلي: نصرت بالرعب مسيرة شهر وجعلت لي الأرض كلها مسجد أ و طهوراً واحلت لي الغنائم. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب التيمم: باب إذا لم يجد ماء ولا تراباً": ج۱،ص:۴۸،رقم:۳۳۵)

(۲-۳) فضلنا على الناس بثلاث: جعلت لنا الأرض كلها مسجداً وجعلت تربتها طهوراً إذا لم نجد الماء وجعلت صفوفنا كصفوف الملائكة. (أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب المساجد ومواضع الصلاة: باب المساجد": ج۱،ص:۳۷۱،رقم:۵۲۲)

(۴) أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الجمعة: باب الساعة التى في يوم الجمعة: ج۱،ص:۱۲۸،رقم:۹۳۵)

(۵) أخرجه مسلم، في صححيه، "كتاب الصيام: باب فضل السحور": ج۱،ص:۳۵۰،رقم:۱۰۹۶.

(۶) شرح الزرقاني على المواهب: ج۷،ص:۴۵۰.

(۷) أخرجه الترمذي، في سننه، "أبواب الفتن، باب ماجاء في لزوم الجماعة: ج۲،ص:۳۹،رقم:۲۱۶۷.

(۸) أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب الفتن وأشراط الساعة، باب هلاك هذه الأمة": ج۲،ص:۴۰۲،رقم:۲۸۸۹.

(۱۴) علماء سے وہ کام لینا جو انبیاء کرتے تھے۔[۱]

(۱۵) قیامت تک جماعت اہل حق کا مؤید من اللہ ہوکر پایا جانا۔[۲]

(۱۶) امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیگر امتوں پر گواہ بننا جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ﴿لتكونوا شهداء علي الناس﴾ (القرآن الکریم) یعنی تم گواہ بنوگے لوگوں پر قیامت کے دن۔[۳]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۲۷/۱/۱۴۲۱ھ)

الجواب صحیح:

خورشید عالم

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

اُمی وانپڑھ کا کیا فرق ہے؟

(۱۷) **سوال**: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو امی کہا جانا کیسا ہے اور امی وانپڑھ میں کیا فرق ہے اور شرعاً کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد ادریس بھوانی سیٹھ، مہاراشٹر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: امی اس کو کہتے ہیں جس نے کسی سے لکھنا پڑھنا نہ سیکھا ہو اور جاہل وہ ہے، جس کو کوئی علم حاصل نہ ہو، دونوں میں فرق ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سے لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی استاذ نہیں تھا؛ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو امی کہا جاتا ہے اور یہ کہنا درست ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنے علوم عطا فرمائے تھے کہ دنیا میں کسی کو بھی اتنے علوم لکھنا پڑھنا سیکھنے کے باوجود حاصل نہیں ہوسکے؛ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے عالم ومعلم ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جاہل کہنا خلاف واقعہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی سے پڑھے ہوئے نہ تھے؛ اس لئے انپڑھ کہنا درست نہیں ہے۔ اب اگر کوئی شخص آپ کو صلی اللہ علیہ وسلم کو انپڑھ کہتا ہے اور اس کی سمجھ میں یہ امی کا ترجمہ ہے (جس نے پڑھنا

(۱) أخرجه البخاري، في صحيحه، "باب العلم قبل القول والعمل": ج۱، ص:۲۴.

(۲) أشرف علي التهانوي، نشر الطيب، "في ذكر النبي الطبيب صلى الله عليه وسلم": ص:۱۸۵.

(۳) أخرجه البخاري، في صحيحه، "باب قول الله ﴿إنا أرسلنا نوحاً إلى قومه﴾": ج۲، ص:۶۷۱، رقم:۳۳۳۹)

لکھنا نہ سیکھا ہو)، تو وہ گنہگار نہیں ہے، تاہم انپڑھ کا لفظ استعمال کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان رفعت کے خلاف ہے۔ اور جاہل کہنا تو قطعاً درست نہیں ہے، اگر اپنی دانست میں اس نے یہ امی ہی کا ترجمہ کیا ہے؛ اگر چہ غلط کیا ہے، تو وہ اس کلمہ سے دائرۂ اسلام سے خارج نہیں ہوا اور اگر عیاذاً باللہ اہانت کے لئے اس جملہ کو استعمال کیا تو وہ بلاشبہ مرتد ہو جائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے لفظ امی بولنے کی ضرورت پیش آئے تو امی لفظ بولا جائے، انپڑھ وغیرہ الفاظ سے اجتناب کیا جائے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۲/۱۱/۱۵ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

قریش کے معنی اور حقیقت:

(۱۸) **سوال**: قریش کے کیا معنی ہیں اور قریش کا لفظ خاندانِ رسول کو ملا ہے یا رسول اللہ کو اس کی تفصیل کونسی کتاب میں ہے میرے پاس بہت سی کتب ہیں، مگر کسی میں نہیں ملا۔

فقط: والسلام
المستفتی: حاجی عبدالحمید، ایم پی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قریش ایک بحری جانور ہے جو اپنی قوت کی وجہ سے سب جانوروں پر غالب رہتا ہے وہ جس جانور کو چاہتا ہے کھالیتا ہے، مگر اس کو کوئی نہیں کھا سکتا ہے، اسی طرح قریش بھی اپنی شجاعت اور بہادری کی وجہ سے سب پر غالب رہتے ہیں کسی سے مغلوب نہیں ہوتے اس لیے قریش کے نام سے موسوم ہوئے[2] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاندان اگر چہ ''أبا عن جد'' معزز اور ممتاز چلا آتا تھا، لیکن جس شخص نے اس خاندان کو قریش کے لقب سے ممتاز کیا وہ نضر بن کنانہ تھے، بعض محققین کے مطابق قریش کا لقب سب سے پہلے فہر کو ملا اور انہی کی اولاد قریشی ہے۔

نضر کے بعد فہر اور فہر کے بعد قصی بن کلاب نے نہایت عزت واحترام حاصل کیا، قصی نے بڑے بڑے نمایاں کام کیے، قصی کی چھ اولاد تھیں، ان میں ایک عبد مناف تھے، قصی کے بعد قریش کی

(۱) محمد ثناء اللّٰہ پاني پتي، تفسر المظهري، ''سورة الأعراف:۱۵۷'': ج۳،ص:۴۴۲.
(۲) ادریس کاندھلویؒ، سیرت المصطفیٰ: ج۱،ص:۲۵.

ریاست عبد مناف نے حاصل کی اور انہی کا خاندان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص خاندان ہے۔ تفصیل کے لیے سیرت مصطفیٰ اور سیرت النبی کا مطالعہ کریں۔[۱]

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال غفرلہ، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۲/۳/۱۴۴۲ھ)

فتح مکہ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج میں تاخیر کیوں کی؟

(۱۹) **سوال:** فتح مکہ ۸ھ میں ہوا اور حجۃ الوداع آپ نے ۱۰ھ میں کیا یہ دو سال کی تاخیر کی کیا وجہ ہوئی؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد فاروق شیخ، راجستھان

الجواب وباللہ التوفیق: صحیح قول کے مطابق حج ۹ھ میں یا اس کے بعد فرض ہوا[۲] اور فرض ہونے کے بعد جیسا کہ تمام احکام الٰہی کے متعلق آپ کی سیرت شاہد ہے، فوراً وقتِ حج آنے پر آپ نے حج ادا کیا؛ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی تاخیر نہیں کی۔[۳]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۳۰/۱/۱۴۱۷ھ)

---

(۱) علامہ سیّد سلیمان ندویؒ، سیرت النبی: ج۱، ص:۱۰۶؛ والعيني، عمدة القاري شرح صحيح البخاري: ج۷، ص:۴۸۶.

(۲) قال القاضي عياض: وإنما لم يذكر الحج لأن وفادة عبد القيس كانت عام الفتح ونزلت فريضة الحج سنة تسع بعدها على الأشهر. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، شرح مشكوٰة المصابيح، "كتاب الإيمان: ج۱، ص:۹۰، رقم:۱۷)

إنه عليه السلام حج سنة عشر وفريضة الحج كانت سنة تسع. (ابن الهمام، فتح القدير، "كتاب الحج": ج۲، ص:۴۱۴)

(۳) ابوالبرکات، اصح السیر: ص:۵۲۵۔

کیا ''رحمۃ للعالمین'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص ہے؟

(۲۰) **سوال**: رحمۃ للعالمین صرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص ہے یا امتی کے لئے بھی بولا جاسکتا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شاہد اعظم نگر، بریلی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: رحمۃ للعالمین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص ہے جیسا کہ قرآن پاک کی آیت ﴿وما أرسلناك إلا رحمة للعالمين﴾[1] سے مستفاد ہوتا ہے لیکن کوئی شخص کسی بزرگ متقی دیندار کے لئے یہ جملہ استعمال کرے اور اس کا منشاء اور مقصد یہ ہو کہ ان کی وجہ سے ظلم سے لوگ بچے ہوئے ہیں۔ عدل وانصاف جاری ہے، مصائب وپریشانیوں سے تحفظ اللہ نے دیا ہوا ہے، تو مقصد اور نیت کے اعتبار سے ایسا کہنے پر کہنے والے کو مطعون نہیں کیا جائے گا۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۵/۹/۳ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

غزوات کے موقعہ پر علم استعمال کرنے کی حکمت کیا ہے؟

(۲۱) **سوال**: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف غزوات کے موقع پر علم استعمال کرنے کی حکمت کیا تھی؟ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف غزوات کے مواقع پر کس کس رنگ کے علم استعمال کئے ہیں، اور قومی نشان کے طور پر جھنڈا استعمال کرنا درست ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: مولانا عبدالمتین مظاہری، لکھنؤ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور حضرات صحابۂ کرامؓ نے

(۱) سورة الأنبياء:۱۰۷.

غزوات کے مواقع پر جہاد میں نظم وضبط قائم رکھنے کے لیے جھنڈا استعمال فرمایا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سفید رنگ پسند تھا۔ترمذی شریف میں ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر آپ کا جھنڈا سفید رنگ کا تھا البتہ ابن قیم کے بیان کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے میں کبھی کبھی سیاہ رنگ کو بھی اختیار کیا گیا اور خاص خاص قبائل اور لشکروں کے جھنڈوں کا رنگ کبھی سفید کبھی سرخ کبھی زرد کبھی سیاہ وسفید کا مجموعہ منقول ہے۔احادیث پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہؓ کے جھنڈے استعمال کرنے کا مقصد اور اس کی حکمت جہاد میں نظم وضبط کو قائم کرنا اور اس کو باقی رکھنا تھا۔اور ان میں کسی خاص کپڑے کا اہتمام مقصود وملحوظ نہ تھا، جو کپڑا میسر آ گیا اسی کو استعمال کرلیا گیا حتی کہ ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی چادر ہی کا جھنڈا بنالیا گیا تھا؛ لہٰذا جہاد کے موقع پر مذکورہ مقصد کے لیے جھنڈے کا استعمال نہ صرف جائز ہے؛ بلکہ مسنون ہے۔لیکن دیگر مقاصد کے لئے جھنڈوں یا خاص رنگوں کو مسنون سمجھنا درست نہیں۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۲۳/۱/۱۴۲۰ھ)

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

کیا دیگر انبیاء کرام پر وحی غیر عربی میں نازل ہوتی تھی؟

(۲۲)**سوال**: ایک شخص کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی عربی زبان میں اترتی تھی۔اور اس سے پہلے کے انبیاء کرام اپنی زبان میں عربی کا ترجمہ کرتے تھے اور سمجھاتے تھے، تو

(۱)عن براء بن عازب اسأله عن راية رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: كانت سوداء مربعة من نمرة. (أخرجه الترمذي، في سننه، "أبواب الجهاد، باب ما جاء في الرايات": ج۲،ص:۲۹۶،رقم:۱۶۸۰)

عن ابن عباس رضي الله عنه قال: كانت راية رسول الله صلى الله عليه وسلم سوداء ولواؤه أبيض الخ. ("أيضاً": رقم:۱۶۸۱)

قال المباركفوري: كانت سوداء من نمرة وهي بردة من صوف يلبسها الأعراب فيها تخطيط من سواد وبياض ولذلك سميت نمرة تشبيها بالنمر الخ (المباركفوري، تحفة الاحوذي، "أبواب الجهاد: باب في الرايات": ج۵،ص:۲۶۸)

یہ وحی تو نہ ہوئی؛ بلکہ ترجمہ ہوا، اس کا مسئلہ کیا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ابراہیم، گورکھپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ﴾[1] قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے جو نبی اور رسول بھیجا ہے اس کو اس کی قوم کی زبان دے کر بھیجا، تاکہ وہ اپنی قوم کو تبلیغ کر سکے اور اسی زبان میں اس کو وحی دے کر بھیجا گیا جس زبان کو وہ جانتے تھے، چنانچہ بعض رسولوں اور نبیوں کو عربی زبان میں اور بعض کو سریانی زبان میں وحی بھیجی گئی؛ کیونکہ وہ اس کو جاننے والے تھے اور وہی زبان ان کی قوم کی زبان تھی ورنہ نبی اور رسول کا تخاطب بے کار ہو جاتا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف عربی زبان میں وحی بھیجی جو قرآن پاک کی شکل میں ہمارے سامنے ہے۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۵/۴/۲۷ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

غزوہ احد کس سن اور کس ماہ میں ہوا؟

(۲۳) **سوال:** غزوہ احد کس سن اور کس ماہ میں ہوا؟

فقط: والسلام
المستفتی: مولوی ابراہیم، گورکھپور

---

(۱) سورۃ الإبراهيم: ۴.
(۲) ﴿نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْأَمِيْنُ ۝۱۹۳ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ۝۱۹۴ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ۝۱۹۵﴾ (سورة الشعراء: ۱۹۵)
﴿فَإِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا ۝۹۷﴾ (سورة المريم: ۹۸)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: غزوہ احد۳ھ اور ماہ شوال میں ہوا۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۵/۵/۸ھ)

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

کیا نبی کریم ﷺ جناتوں کے بھی نبی اور رسول تھے؟

(۲۴) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں!

قرآن کریم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعالمین کہا گیا ہے تو کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنات کے بھی نبی اور رسول ہیں؟ یا صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم انسانوں کی رہنمائی کے لئے مبعوث کئے گئے ہیں؟ اگر آپ جنات کے بھی نبی و رسول ہیں تو وہ کس طرح ایمان لائے؟ ان کے ایمان لانے کا کیا واقعہ ہے؟ براہ کرم مکمل و مدلل جواب دے کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

فقط والسلام

المستفتی: محمد شمش الہدیٰ، سوپول

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام بنی نوع انسانی اور جنوں کی طرف مبعوث فرمایا ہے؛ اس لئے ہر انسان اور جنوں پر واجب ہے کہ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور آپ کی اتباع کرے۔ فتاویٰ حدیثیہ میں ہے:

"ولم يبعث إليهم نبي قبل نبينا قطعا على ماقاله ابن حزم: أي وإنما كانوا متطوعين بالايمان لموسى مثلاً والدخول في شريعته. وقال السبكي: لا شك أنهم مكلفون في الأمم الماضية كهذه الملة إما بسما عهم من الرسول أو من صادق عنه، كونه إنسياً أو جنيا لا قاطع به".[2]

---

(۱) أبو البركات، أصح السير: ص:۱۷۷.

(۲) أحمد بن محمد بن حجر الهتيمي، الفتاوىٰ الحديثية: ج۱، ص:۴۹.

علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر ثقلین ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم انسانوں اور جناتوں دونوں کے نبی ہیں جنوں کے ایمان لانے کا واقعہ کتب احادیث وغیرہ میں اس طرح ہے کہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنات کو قرآن کریم بالقصد سنایا نہیں؛ بلکہ ان کو دیکھا بھی نہیں ہے۔[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت جب جنات کو آسمانی خبریں سننے سے روک دیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و بعثت کے بعد جو جنات آسمانی خبریں سننے کے لئے اوپر جاتے تھے تو ان پر شہاب ثاقب پھینک کر دفع کر دیا جانے لگا، جنات میں اس کا تذکرہ ہوا کہ اس کا سبب معلوم کرنا چاہئے کہ کونسا نیا واقعہ دنیا میں پیش آیا ہے جس کی وجہ سے جنات کو آسمانی خبروں سے روک دیا گیا ہے، جنات کے مختلف گروہ دنیا کے مختلف خطوں میں اس کی تحقیقات کے لئے پھیل گئے ان کا ایک گروہ حجاز کی طرف بھی پہونچا، اسی روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے واپس لوٹے تھے اور اپنے اصحاب کے ہمراہ وادئ نخلہ میں نماز پڑھ رہے تھے، اس وقت جنوں کے ایک گروہ نے قرآن کریم سنا اور اپنی قوم کی طرف واپس جا کر انہیں ڈرایا، اس واقعہ کی خبر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت تک نہیں تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دی اور سورۃ احقاف کی آیت نازل فرمائی:

﴿وَإِذْ صَرَفْنَآ إِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا أَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا إِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ۝۲۹ قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ إِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا أُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ إِلَى الْحَقِّ وَإِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝۳۰ يٰقَوْمَنَآ أَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَأٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ أَلِيْمٍ ۝۳۱ وَمَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْأَرْضِ وَلَيْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖٓ أَوْلِيَآءُ ۭ أُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝۳۲﴾[2]

(۱) مفتی محمد شفیع عثمانیؒ، معارف القرآن: ج ۷، ص: ۵۷۴۔

(۲) سورۃ الأحقاف: ۲۹ تا ۳۲.

اور اے پیغمبر! ان لوگوں سے اس واقعہ کا ذکر بھی کیجئے، جب کہ ہم چند جنوں کو تمہاری طرف لے آئے کہ وہ قرآن سنیں پھر جب وہ اس موقع پر حاضر ہوئے تو ایک دوسرے سے بولے کہ چپ بیٹھے سنتے رہو۔ (پھر چپ بیٹھے سنتے رہے) اور جب قرآن پڑھا جا چکا یعنی نماز میں قرآن پڑھنا ختم ہو چکا، تو وہ اپنی قوم کی طرف لوٹ گئے (کہ ان کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرائیں) کہنے لگے اے ہماری قوم! ہم ایک کتاب سن کر آئے ہیں، جو موسیٰ کے بعد نازل ہوئی ہے۔ جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے، دینِ حق بتاتی ہے اور سیدھا راستہ دکھاتی ہے۔ اے ہماری قوم! اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلانے والے کی بات مانو اور اس پر ایمان لاؤ، وہ تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور تم کو آخرت کے دردناک عذاب سے محفوظ رکھے گا اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والے کی دعوت کو نہ مانے گا وہ زمین کے کسی حصے میں اللہ کو عاجز نہیں کر سکے گا خدا کے سواء اور کوئی حامی بھی نہ ہوگا ایسے لوگ صریح گمراہی میں مبتلا ہیں اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے سورۃ الجن کی یہ آیات نازل فرمائیں:

﴿قُلْ أُوْحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًاۙ يَّهْدِيْٓ إِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ؕ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًاۙ وَّأَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًاۙ وَّأَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًاۙ وَّأَنَّا ظَنَنَّآ أَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًاۙ وَّأَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْإِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًاۙ﴾[1]

اے پیغمبر! آپ لوگوں کو بتا دیجئے کہ میرے پاس (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) اس امر کی وحی آئی ہے کہ جنات میں سے ایک جماعت نے قرآن سنا اور اس کے بعد اپنے لوگوں سے جا کر کہا کہ ہم نے ایک عجیب طرح کا قرآن سنا جو نیک راہ بتاتا ہے۔ سو ہم اس پر ایمان لے آئے اور ہم تو کسی کو اپنے پروردگار کا شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور ہمارے پروردگار کی بڑی اونچی شان ہے کہ اس نے نہ تو کسی کو اپنی بیوی بنایا اور نہ کسی کو اولاد۔ اور ہم میں کچھ احمق ایسے بھی ہیں جو اللہ کی نسبت بڑھ بڑھ کر باتیں بنایا کرتے تھے اور ہمارا پہلے یہ خیال تھا کہ انسان اور جنات کبھی خدا کی شان میں جھوٹ بات نہ

(۱) سورۃ الجن: ۱تا۶.

کہیں گے۔اور آدمیوں میں سے کچھ لوگ جنات میں سے بعض لوگوں کی پناہ پکڑا کرتے تھے تو اس سے ان آدمیوں نے جنات کو اور بھی زیادہ مغرور اور بددماغ کردیا۔

پھر جس وقت جنوں نے قرآن سنا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان پر ایمان لے آئے۔ یہ شہر نصیبین کے جن تھے۔جیسا کہ صحیح بخاری میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ثابت ہے:

”عن عبد اللّٰه بن عباس رضي اللّٰه عنهما، قال: ”انطلق النبي صلى اللّٰه عليه وسلم في طائفة منْ أصحابه عامدين إلى سوق عكاظ، وقد حيل بين الشياطين وبين خبر السماء، وأرسلت عليهم الشهب، فرجعت الشياطين إلى قومهم، فقالوا: مالكم؟ قالوا: حيل بيننا وبين خبر السماء، وأرسلت علينا الشهب، قالوا: ماحال بينكم وبين خبر السماء إلا شيء حدث، ﴿فاضْرِبُوا مَشَارِقَ الأرضِ ومغَارِبَها﴾، فَانْظُرُوا مَا هٰذا الذي حال بينكم وبين خبر السماء، فانصرف أولئك الذين توجهوا نحو تهامة إلى النبي صلى اللّٰه عليه وسلم وهو بنخلة عامدين إلى سوق عكاظ، وهو يصلي بأصحابه صلاة الفجر، فلما سمعوا القرآن استمعوا له، فقالوا: هذا واللّٰه الذي حال بينكم وبين خبر السماء، فهنالك حين رجعوا إلى قومهم، قالوا: يا قومنا: ﴿إِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۝ يَّهْدِيْٓ إِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ۭ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ أَحَدًا ۝﴾ (الجن:۲) فأنزل اللّٰه على نبيه صلى اللّٰه عليه وسلم: ﴿قُلْ أُوْحِيَ إِلَيَّ﴾ (الجن:۱) وإنَّمَا أُوحِيَ إِلَيْهِ قَوْلُ الجِنِّ“.[1]

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، ندوی، محمد عارف قاسمی
امانت علی قاسمی، محمد اسعد جلال، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۴/۶/۱۴۴۲ھ)

❀ ❀ ❀

(۱) أخرجه البخاري، في صحيحه، ”كتاب الأذان، باب الجهر بقراة صلاة الصبح“: ج۱،ص۱۰۶،رقم:۷۷۳.

فصل ثانی

سیرت الانبیاء علیہم الصلاۃ والسلام

حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے کی نسل:

(۲۵) **سوال**: حضرت نوح علیہ السلام کے کس بیٹے کی نسل دنیا کے کس علاقے کے لوگ ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شاہ نواز، خاں میرٹھ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حضرت نوح علیہ السلام کے تین لڑکے تھے حام، سام، یافث۔ حام کی اولاد افریقی ممالک کے لوگ اور بعض نے ہندوستان کے باشندے مراد لئے ہیں اور سام کی اولاد اہل عرب، روم اور فارس کے لوگ ہیں اور یافث کی اولاد میں یاجوج ماجوج اور ترک، منگول وغیرہ ہیں۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۸/۱۲/۲۹ھ)

حضرت حواء علیہا السلام کا مہر:

(۲۶) **سوال**: حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت حواء علیہ السلام کو مہر میں کیا عنایت فرمایا تھا؟ کیا ہمارے یہاں بھی اس کو مہر بنانا جائز ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: حاجی شبیر احمد، سہارنپور

(۱) مفتي محمد شفيع العثماني، معارف القرآن: ج۷، ص:۴۴۴.

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ابن الجوزی نے اپنی کتاب ''سلوۃ الاحزان'' میں ذکر فرمایا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت حواء سے قربت کرنا چاہی، تو انہوں نے مہر طلب کیا تو حضرت آدم علیہ السلام نے دعا کی اے اللہ! میں ان کو مہر میں کیا دوں؟ ارشاد ہوا کہ اے آدم! آپ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر تین مرتبہ درود بھیجو، چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا اس کے بعد حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت حواء کے ساتھ قربت فرمائی۔[1] یہ انبیاء کی خصوصیت میں ہے۔ ہماری شریعت میں یہ چیز نہیں ہے؛ اس لئے ہماری شریعت کے مطابق مہر روپیہ، پیسہ، سونا، چاندی اور دیگر سامان جس کی قیمت کم از کم دس درہم چاندی کے برابر ہو وہ ضروری ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۸/۱۲/۲۹ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

حضرت آدم علیہ السلام کی یوم پیدائش کیا ہے؟

(۲۷) **سوال:** حضرت آدم علیہ السلام کا یوم پیدائش کیا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالعزیز، مدراسی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسلم شریف کی صحیح روایت ہے کہ سورج طلوع ہونے والے دنوں میں سب سے بہتر دن جمعہ کا ہے، اسی دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی دن جنت میں داخل ہوئے اور اسی دن جنت سے نکالے گئے اور اسی دن قیامت آئے گی۔[2] اور ایک

(۱) إن اللّٰه لما خلق آدم خلق له حواء من ضلع من أضلاعه اليسرى وهو نائم فلما استيقظ ورأها سكن إليها ومد يده إليها فمنعته الملائكة حتى يؤدي مهرها، فقال: وما مهرها، قالوا: تصلي على محمد صلى اللّٰه عليه وسلم ثلاث مرات. (المواهب اللدنية للقسطلاني: ج۱،ص:۲۵)

(۲) خير يوم طلعت عليه الشمس يوم الجمعة، فيه خلق آدم، وفيه أدخل الجنة، وفيه أخرج منها، ولاتقوم الساعة إلا في يوم الجمعة. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ''كتاب الصلاة: باب الجمعة، الفصل الأول'': ج۱،ص:۱۱۹، رقم:۱۳۵۶)

قول کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام کی وفات بھی جمعہ کے دن ہوئی تھی۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۳/۲۲ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے کتنے سال پہلے دنیا میں جنات آباد تھے؟

(۲۸) **سوال**: حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے کتنے سال پہلے دنیا میں جنات آباد تھے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد الیاس، بجنور

الجواب وباللہ التوفیق: پیدائش آدم علیہ السلام سے دو ہزار سال پہلے سے دنیا میں جنات آباد تھے، جب انہوں نے قتل وغارت گری شروع کردی تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کا ایک لشکر بھیجا جنہوں نے جنات کو بھگا کر پہاڑوں، سمندروں، جزیروں اور ویران علاقوں میں پہونچا دیا۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۱/۲۷ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

عصاء موسیٰ کی خصوصیات کیا تھیں؟

(۲۹) **سوال**: عصاء موسیٰ کی خصوصیات کیا تھیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اخلاق، بنگلہ دیش

---

(۱) محمد بن سعد، طبقات ابن سعد: ج۱، ص:۸.

(۲) جلال الدين السيوطي، الدر المنثور: ج۲، ص:۱۱۱.

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عصاء موسیٰ کی خصوصیات حسب ذیل لکھی جاتی ہیں، جو جلالین شریف میں ہیں:

(۱) جب حضرت موسیٰ علیہ السلام سفر میں ہوتے تو یہ لاٹھی آپ سے باتیں کرتی تھی اور چلتی تھی۔

(۲) جب آپ کو بھوک ستاتی اور کوئی چیز کھانے کو نہ ملتی تھی عصاء کو تو زمین پر مارتے تو زمین سے ایک دن کا کھانا نکل جاتا تھا، آپ اس کو نوش فرمالیتے تھے۔

(۳) جب پیاس لگتی تو آپ اس عصاء کو زمین میں گاڑ دیتے وہاں سے پانی ابلتا تھا، جب اٹھا لیتے، تو خشک ہوجاتا تھا۔

(۴) جب پھل کھانے کی خواہش ہوتی، تو آپ عصاء کو زمین پر گاڑ دیتے تو یہ درخت بن جاتا پتے آجاتے اور پھل آجاتے۔

(۵) کنویں سے پانی نکالنے کی ضرورت پیش آتی، تو کنویں کی گہرائی کے مطابق اس عصاء کی لمبائی ہوجاتی اور اس میں دو شاخیں تھیں جو ڈول کا کام دیتیں جو پانی بھرلاتی تھیں۔

(۶) رات کے وقت اس میں روشنی پیدا ہوجاتی۔

(۷) جب کوئی دشمن سامنے آتا تو یہ عصا اس سے خود بخود لڑ کر اس پر غالب آجاتا۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۱/۲۹ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی قوم کو کس زبان میں سمجھایا؟

(۳۰) **سوال:** حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی قوم کو کس زبان میں سمجھایا اور دعوت وتبلیغ کا کام انجام دیا، ان کی زبان کیا تھی؟

فقط: والسلام
المستفتی: ابوہریرہ شمیم، جوجھارپور، سنت کبیر نگر

(۱) جلال الدين السيوطي، تفسير جلالين: ج۱، ص:۴۰۷.

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کتب تفاسیر وشرح احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی زبان سریانی تھی۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۲/۸/۱۵ھ)

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کتنی شادیاں کیں اور ان سے کتنی اولاد ہوئیں؟

(۳۱) **سوال:** حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کتنی عورتوں سے شادی کی اور ان سے کتنی اولاد پیدا ہوئی تھیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: مفتی عرفان خان، جوجھار پور، سنت کبیر نگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سب سے پہلے حضرت سارہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی تھی۔ ان سے کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی کہ حضرت ھاجرہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا ان سے حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اس کے بعد حضرت سارہ رضی اللہ عنہا سے بھی حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب علیہ السلام پیدا ہوئے۔[2]

ان دونوں بیویوں کی وفات کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قطورا بنت یقطن سے شادی کی ان سے چھ اولاد ہوئیں جن کے نام یہ ہیں:

(۱) یقشان (۲) زمران (۳) مدین (۴) مدان (۵) نشق (۶) سو۔

---

(۱) ابن کثیر، البدایة والنهایة: ج۲، ص:۱۵۲.

(۲) قیل کانت هاجر جاریة ذات هیئة فوهبتها سارة لإبراهیم، وقالت: خذها لعل اللّٰه یرزقك منها ولدا، وکانت سارة قد منعت الولد حتی أسنت فوقع إبراهیم علی هاجر فولدت إسماعیل فلما ولد إسماعیل حزنت سارة حزنا شدیدا فوهبها اللّٰه إسحاق. (أبو الحسن الجزري، الکامل في التاریخ: ج۱، ص۹۴)

اور قطورا کی وفات کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حجون بنت اہیر سے شادی کی تھی۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۶/۱۹ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کتنے سال زندہ رہیں گے اور ان کا مدفن کہاں ہوگا؟

(۳۲) **سوال**: حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں تشریف لانے کے بعد، دنیا میں کتنے سال تک زندہ رہیں گے اور ان کا مدفن کہاں ہوگا۔

فقط: والسلام
المستفتی: مطیع الحق، گجرات

الجواب وباللہ التوفیق: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں تشریف لاکر پینتالیس سال دنیا میں زندہ رہیں گے اور میرے مقبرے کے قریب دفن ہوں گے اور قیامت کے دن میں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ساتھ ہی قبر سے اٹھیں گے۔ یہ حدیث علامہ ابن جوزی نے عقائد نفس میں ذکر کی ہے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۶/۲۱ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

---

(۱) "أیضاً":

(۲) مشکوٰۃ المصابیح، ج۲، ص۴۸۰؛ وحاشیہ جلالین: ج۱، ص۵۲.

عن عبد الله بن عمرو رضي الله عنهما، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ينزل عيسىٰ ابن مريم إلى الأرض فيتزوج ويولد له ويمكث خمسا وأربعين سنة ثم يموت فيدفن معي في قبري فأقوم أنا وعيسىٰ ابن مريم في قبر واحد بين أبي بكر وعمر، رواه ابن الجوزي في كتاب الوفاء. (مشكوٰة المصابيح، "كتاب الفتن: باب نزول عيسىٰ عليه السلام، الفصل الثالث": ج۲، ص۴۸۰، رقم: ۵۵۰۸)

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک کا فاصلہ کتنا ہے؟

(۳۳)**سوال**: حضرت موسیٰ علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک کتنے سال کا فاصلہ ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: حافظ محمد یامین، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک ایک ہزار نوسو پچھتر سال عرصہ گزرا ہے۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۷/۵ھ)

حضرت آدم علیہ السلام کی قبر کہاں ہے؟

(۳۴)**سوال**: حضرت آدم علیہ السلام کی قبر کہاں ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: سید محمود صاحب، پنجاب

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سرندیپ میں ہے۔[2] بعض حضرات مسجد حنیف میں

---

(۱)بين يدي قلبي من التوراة أي وهي كتاب موسىٰ وكان بينه وبين عيسىٰ ألف وتسعمائة وخمس وسبعون سنة وأول أنبياء بني إسرائيل يوسف وآخرهم عيسىٰ. (حاشية جلالين:ج۲،ص:۵۱)

اورابن عساکر نے ایک ہزار نوسو پچیس سال کا فاصلہ بیان کیا ہے۔

ومن موسىٰ إلى داؤد خمسمائة سنة وتسعة وستون سنة ومن داؤد إلى عيسىٰ ألف وثلاث مائة سنة وست وخمسون سنة. (تاريخ مدينه دمشق:ج۱،ص:۴۰)

(۲)قال علي بن أبي طالب وقتادة وأبو العاليه، أهبط بالهند فقال قوم بل أهبط بسرنديب على جبل يقال له: نود. (المنتظم، لابن الجوزي، "باب ذكر آدم عليه السلام":ج۱،ص:۲۰۸)

ہونے کے قائل ہیں۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۰۹/۲/۱۹ھ)

حضرت آدم علیہ السلام کا زمانہ وعمر:

(۳۵) **سوال**: حضرت آدم علیہ السلام کو دنیا میں آئے ہوئے کتنا عرصہ ہو چکا اور وہ کب تک بقید حیات رہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالاحد، موتی مسجد، مظفر نگر

الجواب وباللہ التوفیق: حسب تصریح سیرت خاتم الانبیاء حضرت آدم علیہ السلام کو دنیا میں تشریف لائے ہوئے تقریباً ۶۸۴۸/ چھے ہزار آٹھ سو اڑتالیس سال ہو گئے[۲]۔ حضرت آدم علیہ السلام حسب تصریح النور المبین: ۹۳۰/[۳] سال اور حسب تصریح حیات الحیوان ۹۴۰/ سال بقید حیات رہے۔ تاہم اس پر کوئی صحیح حدیث نہیں ملتی، مگر امام ابن عساکر کی عبارت سے مذکورہ وضاحت ملتی ہے۔

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۶/۳/۱۳ھ)

---

(۱)عن ابن عباس رضي الله عنه، قال: صلى جبريل على آدم كبر عليه أربعاً وصلى جبريل بالملائكة يومئذ ودفن في مسجد الحنيف واحد من قبل القبلة ولحد له وكتم كبره. (''أيضاً'': ج۱،ص:۲۲۸)

(۲)محمد بن إسحاق بن يسار قال: كان من آدم إلى نوح ألف ومائتا سنة ومن نوح إلى إبراهيم ألف ومائة واثنتان وأربعون سنة وبين إبرهيم إلى موسىٰ خمسمائة وخمس وستون سنة ومن موسىٰ إلى داؤد خمسمائة تسعة وستون سنة ومن داؤد إلى عيسىٰ ألف وثلاثة مائة وست وخمسون سنة ومن عيسىٰ إلى محمد عليه السلام ستمائة سنة فذلك خمسة آلاف وأربعمائة واثنان وثلاثون سنة، هذا الأجمال صحيح. (تاريخ دمشق الابن عساكر: ج۱،ص:۳۱)

(۳)أحمد بن محمد الصاوي، تفسير الصاوي: ج۱،ص:۴۹.

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا نام؟

(۳۶)**سوال**: حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ کا کیا نام تھا؟ تحریر فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالواحد، ارریہ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا نام ''یوخابذ'' یا ''یوکابذ'' بنت لاوی بن یعقوب'' تھا۔ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے ثعلبی کا یہی قول نقل کیا ہے اور یہی راجح قول ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۵/۱۲/۲۱ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبان:

(۳۷)**سوال**: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبان کون سی تھی؟

فقط: والسلام
المستفتی: حافظ محمد منعم، بجنور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبان تو سریانی تھی، مگر جب نمرود کے کارندوں کے ساتھ آپ علیہ السلام نے گفتگو فرمائی، تو اس وقت عبرانی زبان میں گفتگو کی تھی، تاکہ وہ گرفت نہ کرسکیں۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۴/۲۸ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) امام بغوی رحمہ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ان کا نام یوحانذ بنت لاوي بن یعقوب تھا۔ (البغوي، معالم التنزیل (تفسیر بغوي) ج۳، ص: ۴۲۵)

(۲) كان آدم عليه السلام يتكلم باللغة السريانية و كذلك أولاده من الأنبياء..... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

جنت میں حضرت آدم علیہ السلام کا لباس!

(۳۸)**سوال**: جنت میں حضرت آدم علیہ السلام کے بدن پر کون سا لباس تھا اور دنیا میں کس چیز کا لباس پہنا تھا؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالسمیع، مظفرنگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حضرت وہب فرماتے ہیں کہ آپ کے بدن پر نور کا لباس پڑا ہوا تھا اور دنیا میں اتارے جانے کے بعد بھیڑ کے بالوں کا خود تیار کردہ جبہ زیب تن فرمایا اور حضرت حواء علیہا السلام کے لئے لفافہ اور اوڑھنی تیار کر کے دی، انہوں نے وہ استعمال فرمائی۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۴/۲۸ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

حضرت یوسف علیہ السلام کا نکاح حضرت زلیخا سے:

(۳۹)**سوال**: حضرت یوسف علیہ السلام کا نکاح حضرت زلیخا سے ہوا تھا یا نہیں؟ نکاح خواں بعد نکاح جو دعا مانگتے ہیں اس میں یہ جملہ بھی بڑھا دیتے ہیں کہ ''**اللهم ألف بينهما كما ألفت بين يوسف وزليخا**'' تو یہ نکاح خواں حضرات کی ایجاد ہے یا اس کی کوئی اصل ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عبداللہ صاحب، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بعض معتبر تفاسیر میں ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا

.....گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ..... وغيرهم غير أن إبراهيم عليه السلام حولت لغته إلى العبرانية حين عبر النهر أي الفرات. (عمدة القاري شرح صحيح البخاري، باب قول الله: ونضع الموازين'': ج۱،ص:۵۳،رقم:۳)

(۱) عن وهب بن منبه أنه كان لباسهما من النور. (محمد ثناء الله پانی پتی، تفسير المظهري،''سورة الأعراف:۲۲'': ج۳،ص:۳۵۹)

نکاح زلیخا سے ہوا ہے؛ چنانچہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کی تفسیر معارف القرآن میں ہے بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ اس زمانہ میں عزیز مصر (قطمیر) کا انتقال ہوگیا تو شاہ مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام سے ان کی شادی کرادی۔ حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی اپنی تفسیر معارف القرآن میں لکھتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے زلیخا کے بطن سے دولڑکے بھی پیدا ہوئے، ایک کا نام افرایم، دوسرے کا نام منشا تھا۔ تفسیر قرطبی، تفسیر ابن کثیر، معارف القرآن میں دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے ایک سودس سال یا ایک سوسات سال کی عمر میں وفات پائی اور عزیز مصر کی عورت کے بطن سے ان کے دولڑکے پیدا ہوئے اور ایک لڑکی بھی پیدا ہوئی۔ ایک کا نام افرایم، دوسرے کا نام میشا تھا اور لڑکی کا نام رحمت تھا، جو حضرت ایوب علیہ السلام کے نکاح میں آئیں۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۸/۷/۲ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

حضرت زکریا علیہ السلام کی اہلیہ کا کیا نام ہے؟

(۴۰) **سوال**: حضرت زکریا علیہ السلام کی اہلیہ کا کیا نام ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عمر رضاء، سنت کبیر نگر

---

(۱) وكان الذي اشتراه من مصر عزيز ها وهو الوزير: حدثنا العوفي عن ابن عباس رضي الله عنه، وكان إسمه قطفير، وقال محمد بن إسحاق: اسمه أطفير بن روحيب وهو العزيز وكان على خزائن مصر، وكان الملك يومئذ الريان بن الوليد رجلٌ من العماليق. وقال: وإسم إمرائة واعيل بنت دعائيل، وقال غيره إسمها زليخا. (ابن كثير، تفسير ابن كثير، "سورة يوسف": ج۴،ص:۳۲۴)

وقال اشتراه من مصر يعني قطفير لإمراء ته إسمها راعيل وقيل زليخا. (محمد ثناء الله پاني پتيؒ، تفسير المظهري، "سورة يوسف": ج۵،ص:۱۵۱)

مفتي محمد شفيع عثمانيؒ، معارف القرآن "سورة يوسف:۲۱": ج۵،ص:۸۹.

محمد إدريس كاندهلويؒ، معارف القرآن "سورة يوسف:۲۱": ج۴.

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حضرت زکریا علیہ السلام کی اہلیہ کا نام ایشاع بنت فاقوذ ہے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۶/۲۶ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

حضرت مریم علیہا السلام کے والدین کے نام کیا کیا ہیں؟

(۴۱) **سوال:** حضرت مریم علیہا السلام کے والدین کے نام کیا کیا ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد افتخار عمر، شانتی نگر، ممبئی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حضرت مریم علیہا السلام کے والد کا نام عمران اور والدہ کا نام حَنَّہ ہے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۶/۲۶ھ)

---

(۱) قوله تعالىٰ: ﴿وكانت امرأتي عاقراً﴾ امرأته هي إيشاع بنت فاقوذ ابن قبيل، وهي أخت حنه بنت فاقوذا قاله الطبري، وحنة هي أمّ مريم.

وقال القرطبي: امرأة زكريا هي إيشاع بنت عمران فعلى هذا القول: يكون يحيىٰ ابن خالة عيسىٰ عليهما السلام على الحقيقة، وعلى القول الأخر يكون ابن خالة أمه. (أبو عبد الله محمد، تفسير القرطبي، "سورة مريم:۱۵": ج۱۱،ص:۷۹)

(۲) أحمد بن محمد الصاوي، تفسير الصاوي: ج۳،ص۳۶.

﴿إِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّيْ نَذَرْتُ لَكَ مَافِيْ بَطْنِيْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّيْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾ (سورة آل عمران:۳۵)

قال الدمشقي: إمراء ة عمران هذه أم مريم بنت عمران عليها السلام وهي حنه بنت فاقوذ. (ابن كثير، تفسير ابن كثير، "سورة آل عمران:۳۵": ج۴،ص:۳۲۴)

حضرت یوسف علیہ السلام کی زلیخا سے اولاد کتنی ہوئیں؟

(۴۲)**سوال**: حضرت یوسف علیہ السلام کے یہاں زلیخا سے کتنی اولاد ہوئیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: رشید اللہ اسلامی، سہارنپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حضرت یوسف علیہ السلام کے زلیخا سے دولڑکے پیدا ہوئے۔ ''افراثیم، میشا''[۱]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۱/۷ھ)

وہ کونسے انبیاءؑ ہیں جن کے نام پیدائش سے قبل اللہ تعالیٰ نے رکھ دئے تھے؟

(۴۳)**سوال**: وہ کونسے انبیاء علیہم السلام ہیں جن کے نام پیدائش سے قبل اللہ تعالیٰ نے رکھ دئے تھے؟

فقط: والسلام

المستفتی: قاری محترم صاحب، دہرادون

الجواب وباللّٰہ التوفیق: پانچ نبیوں کے نام ان کی پیدائش سے قبل رکھے گئے ہیں:

(۱) نبی آخرالزماں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم جیسے کہ ارشاد باری ﴿**مبشرا برسول يأتي من بعدي، إسمه أحمد**﴾[۲]

---

(۱) وقيل إنه لما مات زوجه إمرأته زليخا فوجدها عذراء، لأن زوجها كان لا يأتي النساء فولدت ليوسف عليه السلام رجلين وهما افراثيم ومنشا. (ابن كثير، البداية والنهاية، ''ذكر ما وقع من الأمور'': ج۱،ص:۲۱۰) فزوج الملك يوسف راعيل امرأة العزيز، فلما دخل عليها قال: أليس هذا خيراً مما كنت تريدين؟ فقالت: أيها الصديق لا تلمني، فأني كنت المرأة حسناء ناعمة كما ترى، وكان صاحبي لا يأتي النساء، وكنت كما جعلك الله من الحسن فغلبتني نفسي. فوجدها يوسف عذراء فأصابها فولدت له رجلين إفراثيم بن يوسف، ومنشا بن يوسف. (القرطبي، الجامع لأحكام القرآن:ج۹،ص:۲۱۳)

(۲)﴿وَإِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ إِسْرَآءِيْلَ إِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّأْتِيْ مِنْۢ بَعْدِى اسْمُهٗٓ أَحْمَدُ ؕ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝﴾(سورة الصف:٦)

(۲) حضرت یحییٰ علیہ السلام جن کا ذکر قرآن پاک میں ﴿یزکر یا إنا نبشرك بغلام إسمه يحيى﴾[1]

(۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام جن کا ذکر قرآن پاک میں ﴿بكلمة منه اسمه المسيح عيسى ابن مريم﴾[2]

(۴) حضرت اسحاق علیہ السلام۔(۵) حضرت یعقوب علیہ السلام۔

جن کا ذکر قرآن پاک میں ہے ﴿فبشرناه بإسحاق ومن وراء إسحاق يعقوب﴾[3]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴/۱/۱۴۲۱ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

بعض ازواج مطہرات کو ماں ماننے سے انکار کرنا:

(۴۴) **سوال**: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو اگر کوئی شخص ماں ماننے سے انکار کرے یا بعض کو ماں مانتا ہے، بعض کو ماں نہیں مانتا، تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: توکل، مہاراشٹر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قرآن کریم کی آیت ہے ﴿وأزواجه أمهاتهم﴾[4] اس آیت میں صراحت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات مؤمنوں کی مائیں ہیں اور حضرت خدیجہ ودیگر ازواج کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج ہونا مشہور احادیث سے ثابت ہے

(۱) ﴿يٰزَكَرِيَّآ إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ۨ اسْمُهٗ يَحْيٰى ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا﴾ (سورة مريم:۷)

(۲) ﴿إِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ إِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ ۖ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ﴾ (سورة آل عمران:۴۵)

(۳) ﴿وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِإِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ وَّرَآءِ إِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ﴾ (سورة هود:۷۱)
الإتقان: ج۲، ص:۳۴۹.

(۴) سورة الأحزاب:۸.

اس لئے صورت مسئولہ میں قرآن کی صراحت کی بنا پر مذکورہ شخص ایمان کے دائرہ سے خارج ہوگیا ان پر تجدید ایمان وتجدید نکاح ضروری ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۳/۱۵ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

حضرت آدم علیہ السلام:

(۴۵) **سوال**: حضرت آدم علیہ السلام سے اب تک کتنا عرصہ گزر چکا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اقتدار، بنارس

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حضرت آدم علیہ السلام سے اب تک کتنا عرصہ گزرا ہے تاریخ اس کی صحیح نشاندہی کرنے سے عاجز ہے، نیز یہ بات ایمانیات اور معتقدات کے قبیل سے نہیں اس لئے زیادہ چھان بین کی بھی ضرورت نہیں، اور صحیح نشان دہی مشکل اور دشوار ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۵/۱۲/۲۴ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)وقوله: ﴿وأزواجه أمهاتهم﴾ قال الطبري: وحرمة أزواجه حرمة أمهاتهم عليهم في أنهن يحرم عليهن نكاحهن من بعد وفاته، كما يحرم عليهم نكاح أمهاتهم. (محمد طبري، جامع البيان في بيان تأويل القرآن، "سورة الأحزاب": ج۲۰،ص:۲۰۹)

(۱)قال ابن عابدين: وليست من المسائل التي يضر جهلها أو سأل عنها. (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الجهاد: باب المرتد، مطلب في الكلام علي أبوى النبي وأهل الفترة": ج۳،ص:۱۸۵)
(أشرف علي التهانويؒ، أشرف الجواب:ص:۱۱۹)

کیا بعض انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے نکاح نہیں کیا؟

(۴۶) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مفتیان عظام درجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں:

ایک مولانا صاحب نے اپنی تقریر کے دوران فرمایا کہ بعض انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے نکاح نہیں کیا ہے؟ کیا یہ بات تحقیق شدہ ہے؟ ''نعوذ باللّٰہ'' کیا وہ نکاح کرنے پر قدرت نہیں رکھتے تھے؟ مدلل جواب عنایت فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ساجد، گرول بہار

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کی صفت کو بیان کیا ہے ﴿اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًاۢ بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ﴾[1] اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو بشارت دیتا ہے یحییٰ علیہ السلام کی جن کے احوال یہ ہوں گے کہ وہ کلمۃ اللہ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کی تصدیق کرنے والے ہوں گے اور مقتدائے دین ہوں گے اپنے نفس کو لذات سے روکنے والے (عورت کے پاس نہیں جائیں گے) نبی اور صالحین میں سے ہوں گے، علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ لفظ ''حصور'' کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''وحصورا'' عطف على ما قبله ومعناه الذي لا يأتي النساء مع القدرة على ذلك والإشارة إلى عدم انتفاعه عليه السلام بما عنده لعدم ميله للنكاح لما أنه في شغل شاغل عن تلك''[2]

مذکورہ عبارت سے معلوم ہوا کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کو نکاح کرنے کی قدرت تھی؛ لیکن آخرت کا خیال ان پر اس قدر غالب تھا کہ نہ ان کو بیوی کی ضرورت محسوس ہوئی اور نہ ہی بیوی بچوں کے حقوق ادا کرنے کی فرصت ملی؛ اس لیے حضرت یحییٰ علیہ السلام نے نکاح نہیں کیا، صاحب مرقاۃ

---

(۱) سورة آل عمران: ۳۹.

(۲) علامه آلوسي، روح المعاني، ''آل عمران: ۳۹-۴۰'': ج۳، ص: ۱۴۸.

ملا علی قاری رحمۃ اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ایک روایت نقل کی ہے:

''عن عبد الله بن عمرو رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه سلم: ينزل عيسىٰ بن مريم إلى الأرض فتزوج ويولد له''[1]

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب قرب قیامت میں نازل ہوں گے تو نکاح کریں گے۔

الحاصل: قرآن وحدیث کی روشنی میں معلوم ہوتا ہے کہ ان دو پیغمبروں نے نکاح نہیں کیا ہے، مولانا صاحب نے دورانِ تقریر جو بات کہی ہے وہ صحیح ہے۔

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
امانت علی قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند
(۶/۳:۱۴۴۱ھ)

❀ ❀ ❀

(۱) ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ''كتاب الفتن: باب نزول عيسىٰ عليه السلام، الفصل الأول'': ج۸، ص:۴۱۸.

فصل ثالث

سیرتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین

وہ کون صحابی ہیں جن کو شیر نے قافلہ تک پہونچایا تھا؟

(۴۷)**سوال**: ایک صحابی جو قافلہ سے پیچھے رہ گئے تھے اور ان کو شیر نے اپنے اوپر سوار کر کے قافلہ تک پہونچایا تھا وہ کون صحابی تھے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ارشد اشرف علی، گنگوہ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: وہ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ تھے جو قافلہ سے پیچھے رہ گئے تھے تو شیر آ گیا انہوں نے اس کو کہا: میں صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں مجھ کو قافلہ سے ملنا ہے تو اس نے ان کو اپنے ساتھ لیجا کر قافلہ سے ملا دیا تھا۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۲/۲۵ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

حضرت حلیمہ سعدیہ کب اسلام لائیں؟

(۴۸)**سوال**: بہشتی زیور میں تحریر ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف پر جہاد

---

(۱)وعن ابن المنكدر أن سفينة مولى رسول الله صلى الله عليه وسلم أخطأ الجيش بأرض الروم أو أسر فانطلق هاربا يلتمس الجيش فإذا هو بالأسد. فقال: يا أبا الحارث أنا مولى رسول الله صلى الله عليه وسلم كان من أمري كيت وكيت فأقبل الأسد له بصبصة حتى قام إلى جنبه كلما سمع صوتا أهوى إليه ثم أقبل يمشي إلى جنبه حتى بلغ الجيش ثم رجع الأسد. رواه في شرح السنة. (مشكوة المصابيح، ''كتاب الفتن: باب الكرامات، الفصل الثاني'': ج۲،ص:۵۴۵،رقم:۵۹۴۹)

کیا تو اس وقت حضرت حلیمہ سعدیہ اپنے شوہر اور لڑکے کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر آئیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر ان کی عزت کی وجہ سے بچھادی اور ان کو سلام کیا تو کیا حلیمہ سعدیہ اس وقت مسلمان نہیں تھیں جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا تھا۔

فقط: والسلام

المستفتی: قاری اللہ مہر صدیقی، مظفر نگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حضرت حلیمہ سعدیہ ایام رضاعت میں یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلانے کے زمانے میں مسلمان نہیں تھیں مگر موحد ہوسکتی ہیں، اگر چہ یہ بات کہیں نظر سے نہیں گزری اور غالباً وہ غزوۂ حنین کے بعد اسلام لائی ہیں۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۸/۱۲/۲۸ھ)

الجواب صحیح:

خورشید عالم

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اسلام سے قبل کس مذہب کو مانتے تھے؟

(۴۹) **سوال:** حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کب مسلمان ہوئے اور اسلام سے قبل آپ کس مذہب کو مانتے تھے؟

فقط: والسلام

المستفتی: حافظ نور محمد، دیوبند

---

(۱) عن برة بنت أبي تجراة قالت: أول من أرضع رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ثويبة بلبن ابن لها يقال له: مسروح أياماً قبل أن تقدم حليمة وكانت قد أرضعت قبله حمزة بن عبد المطلب وأرضعت بعده أبا سلمة بن عبد الأسد المخزومي.

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنه، قال: كانت ثويبة مولاة أبي لهب قد أرضعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم أياماً قبل أن تقدم حلمية وأرضعت أبا سلمة بن عبد الأسد معه فكان آخاه من الرضاعة. (أبو عبد اللّٰه محمد بن سعد، الطبقات الكبرى: ج۱، ص:۱۰۸)

وصحح ابن حبان وغيره حديث إسلام حليمة وانتها الشيماء. (أبو مدين: بن أحمد: ج۱، ص:۸۵)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جس وقت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے اس وقت حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا، اسلام سے قبل آپ آتش پرست تھے اور آپ کا پہلا نام مابہ ابن بوزخشاں تھا۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۵/۲۸ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے جنازہ کی نماز؟

(۵۰) **سوال:** حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے جنازہ کی نماز ہوئی کہ نہیں؟ اگر ہوئی، تو کس نے پڑھائی؟

فقط: والسلام
المستفتی: محفوظ الرحمٰن، جھارکھنڈی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ کس نے پڑھائی تھی؟ یہ بات تاریخ میں کسی جگہ وضاحت کے ساتھ نہیں ملتی، صرف اتنا ملتا ہے کہ اس وقت بہتر افراد شہید ہوئے تھے، ان تمام کو شہادت کے ایک دن بعد قریب کے گاؤں والوں نے دفن کیا تھا۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۲:۶/۲۴ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) قال حدثني سلمان الفارسي: من فيه قال: كنت رجلا فارسياً من أهل قرية يقال لها جى (اسم المدينة) وكان أبي دهقان قريته وكنت أحب خلق الله إليه لم يزل حبه إياي حتى حبسني في بيته كما تحبس الجارية واجتهدت في المجوسية حتى كنت قطن النار التى يوقدها لا يتركها تخبو ساعة الخ. (أبو الفداء ابن كثير، البداية والنهاية، إسلام سلمان الفارسي: ج۳،ص:۳۸۰)

(۲) فقتل من أصحاب الحسين رضي الله عنه إثنان وسبعون رجلاً ودفن الحسين وأصحابه أهل الغاضرية من بني أسد بعد ما قتلوا بيوم. (أبو الفداء ابن كثير، البداية والنهاية: ج۸،ص:۱۸۹)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کتنی شادیاں کیں؟

(۵۱) **سوال**: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کتنی شادیاں کیں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے کتنے عرصہ کے بعد یہ شادیاں کیں تحقیق کر کے بتائیے۔

فقط: والسلام
المستفتی: توکل احمد، مہاراشٹر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نو شادیاں کیں، ایک حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے باقی آٹھ شادیاں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بعد کیں، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے انتقال یا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے کتنے سال بعد کیں، یہ وضاحت نہیں مل سکی۔

حضرت علی کی بیویاں!

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا
ام البنین بنت حرام رضی اللہ عنہا
لیلی بنت مسعود رضی اللہ عنہا
اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا
ام حبیبہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا
ام سعید بنت عروہ ابن مسعود رضی اللہ عنہا
محیاۃ بنت امرأ القیس رضی اللہ عنہا
امامہ بنت ابی العاص رضی اللہ عنہا
خولہ بنت جعفر رضی اللہ عنہا[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۱/۱۸ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) أبو الفداء ابن كثير، البداية والنهاية: ج۷، ص:۳۳۲.

حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی سن ولادت اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی سن خلافت:

(۵۲) **سوال**: (۱) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ولادت کس سن میں ہوئی؟

(۲) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ولادت کس سن میں ہوئی اور کیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا؟

(۳) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کس سن میں عہدہ خلافت پر متمکن ہوئے؟

فقط: والسلام

المستفتی: عبدالعزیز، مظفرنگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ولادت عام الفیل کے تین سال بعد ۵۷۴ء میں ہوئی۔[۱]

(۲) جس سال ابرہہ بادشاہ نے بیت اللہ پر حملہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے ابابیل پرندوں کے ذریعہ اپنے گھر کی حفاظت فرمائی اس واقعہ کے تیرہ سال کے بعد ۵۸۴ عیسوی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی پیدائش ہوئی اور آپ نے بعمر ۲۷ رسال اسلام قبول کیا۔[۲]

(۳) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ یکم محرم الحرام ۲۴ھ کو خلیفہ منتخب ہوئے۔ اور آپ کو اسود تجیبی نے ۳۵ھ بروز جمعہ کو شہید کیا، حضرت حکیم بن حزام نے نماز جنازہ پڑھائی، ہفتہ کی شب میں جنت البقیع میں دفن کئے گئے، آپ کی کل عمر ۸۲ سال ہوئی۔[۳]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۹/۱/۲۳ھ)

الجواب صحیح:

خورشید عالم

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) أبو الحسن علی بن أبي الكرم، الكامل في التاريخ: ج۲،ص:۴۱۹.

(۲) جلال الدين السيوطي، تاريخ الخلفاء:ص:۱۰۹.

(۳) بدر الدين العيني، عمدة القاري: ج۳،ص:۵.

حضرت علیؓ کا نکاح کس نے پڑھایا اور نکاح ان کی موجودگی میں ہوا تھا یا نہیں؟

(۵۳)**سوال**: حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نکاح حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں ہوا یا عدم موجودگی میں، نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نکاح کس نے پڑھایا؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ایوب، بجنور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ''عن عبداللّٰہ بن بریدة عن أبیه قال خطب أبوبکر وعمر رضي اللّٰہ عنهما فاطمة رضي اللّٰہ عنها، فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: إنها صغیرة ثم فخطبها علي فزوجها منه''[1]

حدیث کے الفاظ اور عبارت سے ظاہر ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نکاح کا پیغام دیا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح ان سے کرا دیا، اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ مجلس میں نہ ہوتے، تو قبول کون کرتا وہ مجلس میں موجود تھے اور قبول انہوں نے ہی کیا تھا، اس میں شبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔[2]

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۲/۵/۲۴ھ)

حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد، کیا حضرت حسینؓ کو خلیفہ بنایا گیا تھا؟

(۵۴)**سوال**: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد، کیا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنا دیا گیا تھا، جب کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ موجود تھے، اگر ان کو خلیفہ بنایا، تو اس کی کیا

---

(۱) مشکوة المصابیح، ''کتاب الفتن: باب مناقب علي رضي اللّٰہ عنه، الفصل الثالث'': ج۲،ص:۵۶۵،رقم:۶۱۰۴.
(۲) أخرجه النسائي، في سننه، ''کتاب النکاح: باب تزوج المرأة مثلها'': ج۲،ص:۵۸،رقم:۳۲۲۱.

صورت تھی، کسی علاقہ خاص کا یا جس طرح امیر المومنین ہوئے ہیں اسی طرح۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شفیق حسین، دہلی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی، حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا گیا تھا، یہ آپ سے کس نے کہہ دیا، یا آپ نے کہاں دیکھ لیا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا گیا تھا، یہ غلط ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۰۹/۴/۱۷ھ)

خلفاء راشدین نے آنحضور ﷺ کے زمانہ میں غزوات کیے ہیں یا نہیں؟

(۵۵) **سوال:** خلفاء راشدین نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں غزوات کیے ہیں یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: خورشید، کھتولی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں خلفاء راشدین غزوات میں شریک ہوئے ہیں۔ اس بارے میں تاریخ وسیرت کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۹/۶ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) حیاۃ الحیوان میں لکھا ہے کہ: جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ شہید کر دیے گئے، تو لوگ..... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

حضرات خلفائے ثلاثہ کی ازواج مطہرات کے اسماء گرامی:

(۵۶)**سوال**: عرض خدمت این کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، ان تینوں حضرات کی اہلیہ کے اسمائے گرامی کیا ہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد امجد، میرٹھی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اہلیہ کا نام اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا[۱] اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ کا نام زینب بنت مظعون رضی اللہ عنہا[۲] اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے نکاح میں حضرت رقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہما تھیں۔[۳]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد اسعد جلال غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

.....گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ.....حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ ہمارے علم کے مطابق آپ سے زیادہ کوئی خلافت کا مستحق نہیں ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انکار کیا، لیکن جب لوگوں کا اصرار ہوا، تو انہوں نے کہا کہ میں گھر میں خفیہ بیعت نہیں کرسکتا؛ چنانچہ لوگ مسجد میں جمع ہوگئے اور تمام مہاجرین وانصار آپ کی بیعت پر متفق ہوگئے۔ (حیاۃ الحیوان اردو: ج۱، ص: ۲۰۱؛ تاریخ الخلفاء اردو: ص: ۲۱۹)

(۲) محمد ادریس کاندھلویؒ، سیرت المصطفیٰ: ج۲، ص: از ۱۳۶ تا ۱۴۳۔

(۱) أسماء بنت عميس هاجرت مع زوجها جعفر إلى الحبشة فلما اشتشهد بموتة تزوجها بعده أبو بكر رضي الله عنه (فولدت له محمداً). (شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد الذهبي، تاريخ الإسلام (حرف الباء): ج۴، ص: ۱۷۸)

(۲) ذكر أولاد عمر رضي الله عنه كان له من الولد عبد الله وعبد الرحمن وحفصة أمهم زينب بنت مظعون وزيد الأكبر ورقية أمهما أم كلثوم بنت علي وزيد الأصغر وعبيد الله وأمهما أم كلثوم بنت جرول. (جمال الدين، ابن الجوزي، تلقيح فهو أهل الأثر، باب ذكر أولاد عمر رضي الله عنه: ج۱، ص: ۷۶)

(۳) رقية بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم أمها خديجة تزوجها عتبة بن أبي لهب قبل النبوة فلما بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم وأنزل عليه ﴿تبت يدا أبي لهب﴾ المسد قال أبو لهب لإبنه رأسي حرام إن لم تطلق ابنته ففارقها ولم يكن دخل بها وأسلمت حين أسلمت أمها خديجة وبايعت رسول الله صلى الله عليه وسلم هي وأخواتها حين بايعه النساء فتزوجها عثمان بن عفان وهاجرت معه إلى أرض الحبشة

الهجرتين جميعاً وكانت قد أسقطت من عثمان سقطا ثم ولدت له بعد ذلك عبد الله الخ.
أم كلثوم بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم أمها خديجة تزوجها عتبة ابن أبي لهب قبل النبوة وأمره أبوه أن يفارقها للسبب اللذي ذكرناه في أمر رقية ففارقها ولم يكن دخل بها فلم تزل بمكة مع رسول الله صلى الله عليه وسلم وأسلمت حين أسلمت أمها وبايعت رسول الله صلى الله عليه وسلم مع أخواتها حين بايعه النساء هاجرت إلى المدينة حين هاجر رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما توفيت رقية تزوجها عثمان بن عفان وتوفيت في حياة رسول الله صلى الله عليه وسلم في شعبان سنة تسع من الهجرة. (ابن الجوزي، تلقيح، باب ذكر الاناث من أولاد النبي صلى الله عليه وسلم :ج۱،ص:۳۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب
اسلامی اور غیر اسلامی فرقے

فصل اوّل: اہل سنت والجماعت

فصل ثانی: جماعت اہل حدیث

فصل ثالث: جماعت اسلامی

فصل رابع: بریلویت

فصل خامس: شیعیت

فصل سادس: قادیانیت

فصل اوّل

اہل سنت والجماعت

اہل حدیث کے اختلاف کی حیثیت:

(۱)**سوال**: غیر مقلد (اہل حدیث) کے متعلق تفصیل مطلوب ہے، کیا یہ اپنے دعووں میں صحیح ہیں؟ جب کہ بہت سارے اختلافات ہم جیسوں کے علم میں ہیں، سورۂ فاتحہ کا نماز میں پڑھنا، ڈاڑھی کی مقدار، سنت چار رکعت والی کوئی نماز، عمرہ کے تعلق سے کہتے ہیں کہ پہلے عمرہ کے بعد دوبارہ مسجد عائشہ سے عمرہ صحیح نہیں ہوتا، نماز میں رفع یدین اور ہاتھوں کا باندھنا، وغیرہ وغیرہ۔

فقط: والسلام

المستفتی: عتیق احمد، کرناٹک

الجواب وباللّٰہ التوفیق: غیر مقلدین ائمہ اربعہ میں سے کسی کی تقلید نہیں کرتے، بلکہ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم قرآن وحدیث سے خود مسائل کو سمجھتے ہیں، ظاہر ہے کہ ائمہ اربعہ نے قرآن کریم اور احادیث مقدسہ میں مہارت کے بعد انہیں سے مسائل کی تخریج فرمائی ہے، اور انہیں آج کے لوگوں کے مقابلہ زیادہ ہی علم تھا، تقلید کا انکار کرنے والے گویا خود ہی مجتہد ہیں، اور متعدد مسائل میں اختلاف کرتے ہیں، ان باتوں پر اعتماد درست نہیں، تفصیل وتحقیق کے لئے مطالعہ غیر مقلدیت مؤلفہ مولانا صفدر خاں صاحب کا مطالعہ مفید ہوگا۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۳۳/۱۲/۲۱ھ)

الجواب صحیح:

خورشید عالم

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) أهل الحق منهم أهل السنة والجماعة المنحصرون بإجماع من يعتد بهم في الحنفية والشافعية والمالكية والحنابلة، وأهل الهواء منهم غير المقلدين يدعون اتباع الحديث..... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

اہل سنت والجماعت کس کو کہتے ہیں؟

(۲)**سوال**: اہل سنت والجماعت کس کو کہتے ہیں اور جماعت اہل حدیث اس جماعت میں داخل ہیں یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عبدالرؤف، سیتاپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اہل سنت والجماعت وہ لوگ ہیں جو توحید ورسالت اور ملائکہ وقرآن وحدیث پر اعتقاد رکھتے ہوں، قیامت وخیر وشر کے اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہونے کے قائل ہوں، جماعت صحابہؓ کو برحق سمجھتے ہوں، قرآن وحدیث کی روشنی میں اجماع وقیاس سے مستنبط مسائل کو درست مانتے ہوں، قرآن وحدیث کی تشریحات وصحابہ رضوان اللہ عنہم اجمعین وسلف صالحین کی تشریحات کی موافقت کرتے ہوں؛ اور تشریحات میں عقلیات وظاہر کو ترجیح نہ دیتے ہوں وغیرہ وغیرہ۔ مذکورہ فی السوال لوگ اگر ایسے ہوں، تو اہل سنت والجماعت میں ہیں ورنہ نہیں۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۳/۷/۱۴۱۹ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

.....گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ..... وأني لهم ذلك. (أشرف علي التهانوي، مأة دروس:ص:۲۸)

فإن أهل السنة قد افترق بعد القرون الثلاثة أو الأربعة على أربعة مذاهب ولم يبق مذهب في فروع المسائل سوى هذه الأربعة فقد انعقد الاجماع المركب على بطلان قول مخالف كلهم وقدقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: لا يجتمع أمتي على الضلالة، وقال اللّٰه تعالىٰ: ﴿وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا﴾(محمد ثناء اللّٰه پانی پتیؒ، تفسير المظهري؛ ''سورة آل عمران:۶۴'' ج۱،ص:۶۴)

(۱) عن عبد اللّٰه بن عمرو رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ليأتين على أمتي ما أتى على بني إسرائيل حذو النعل بالنعل حتى إن كان منهم من أتى أمه علانية، لكان في أمتي من يصنع ذلك، وإن بني إسرائيل تفرقت على ثنتين وسبعين ملة، وتفترق أمتي على ثلاث وسبعين ملة، كلهم في النار إلا ملة واحدة، قالوا: ومن هي يا رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم؟ قال: ما أنا عليه وأصحابي. (أخرجه الترمذي، في سننه، ''أبواب الإيمان، باب ما جاء في افتراق هذه الأمة'':ج۲،ص:۹۲،رقم:۲۶۴۱).....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

کیا دیوبندی اہلِ سنت والجماعت ہیں:

(۳)**سوال**: اہل السنۃ والجماعت کس کو کہتے ہیں؟ کیا دیوبندی اہل السنۃ والجماعت کہلانے کے مستحق ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: مولوی محمد یعقوب، میرٹھ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اہل السنۃ والجماعۃ اس جماعت کے لوگوں کو کہتے ہیں، جو پیغمبر اسلام، خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین، خصوصاً خلفاء راشدین کے طریقے اور سنت کے مطیع اور فرماں بردار ہوں، جیسا کہ ارشاد نبوی ہے: ''**وتفترق أمتي على ثلاث وسبعين ملة كلهم في النار إلا ملة واحدة قالوا: من هي يارسول اللّٰه؟ قال: ما أنا عليه وأصحابي**''[1] یعنی کتاب وسنت کی اتباع کرنے والا فرقہ نجات پانے

.....گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ.....قال صاحب المرقاة: المراد هم المهتدون المتمسكون بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين من بعدي، فلا شك ولا ريب أنهم هم أهل السنة والجماعة، وقيل: التقدير أهلها من كان على ما أنا عليه وأصحابي من الاعتقاد والقول والفعل، فإن ذلك يعرف بالإجماع، فما أجمع عليه علماء الإسلام فهو حق وماعداه باطل. (ملا علي القاري، مرقاة المفاتيح، كتاب الإيمان": ج۲،ص:۵۹،رقم:۱۷۱)

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: اتبعوا الأعظم: يعبر به عن الجماعة الكثيرة، والمراد ما عليه أكثر المسلمين قيل: وهذا في أصول الاعتقاد كأركان الإسلام، وأما الفروع كبطلان الوضوء بالمس مثلاً فلا حاجة فيه إلى الإجماع، بل يجوز اتباع كل واحد من المجتهدين كالأئمة الأربعة، وما وقع من الخلاف بين الماتريدية والأشعرية في مسائل فهي ترجع إلى الفروع في الحقيقية فإنها ظنيات. (ملا علي القاري، مرقاة المفاتيح، "لزوم الجماعة": ج۱،ص:۲۶۱،رقم:۱۷۴)

أقول الفرقة الناجية هم الآخذون في العقيدة والعمل جميعاً بما ظهر من الكتاب والسنة، وجرى عليه جمهور الصحابة والتابعين وإن اختلفوا فيما بينهم فيما لم يشتهر فيه نص، ولا ظهر من الصحابة اتفق عليه استدلالا منهم ببعض ما هنالك أو تفسير المجملة. (الإمام أحمد المعروف بشاه ولي اللّٰه الدهلوي؛ حجة اللّٰه البالغة، "أبواب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفرقة الناجية وغيره الناجية": ج۱،ص:۵۵۶)

إن هذه المذاهب الأربعة المروجة المحررة قد أجمعت الأمة أو من يعقد به منهما على جواز تقليد ها إلى: يومنا هذا. (''أيضاً'')

(۱)أخرجه الترمذي، في سننه، "أبواب الإيمان، باب ما جاء في افتراقِ هذه الأمة": ج۲،ص:۹۳،رقم:۲۶۴۱.

والا ہے اور اہل السنۃ والجماعۃ میں داخل ہے اور ''کلھم في النار'' کے معنی یہ ہیں کہ بداعتقادی کی بنا پر جہنم میں جائیں گے، پھر جن کا عقیدہ حد کفر تک نہ پہونچا ہو وہ اپنی سزا بھگت کر دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کردیئے جائیں گے، امت سے مراد مطلق اہل السنۃ والجماعۃ ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کا طریقہ وہ ہے، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ہے، اہل بدعت وضلالت مراد نہیں ہیں، اور آج کے دور میں علماء دیوبند خود بھی پورے طور پر متبع سنت ہیں اور اس سنت رسول میں جو بدعت کی آمیزش لوگوں نے کردی ہے، اس کو الگ کرکے ختم کرنے والے عموماً علماء دیوبند ہیں؛ اس لئے کہا جاتا ہے کہ دیوبندی علماء اہل السنۃ والجماعت ہیں۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۱/۲۵ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

دیوبندی، وہابی کا حکم:

(۴) **سوال**: زید بولتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب نہیں ہیں اور میں دیوبندی وہابی ہوں، اس کے بارے میں لوگوں نے فتویٰ بریلی عقائد کے مفتی سے منگوایا تھا، وہاں سے جواب آیا کہ ایسا کہنے والا کافر، مشرک، وہابی ہے، یہ کفریہ کلمات ہیں۔ اس کے یہاں کھانا جائز نہیں، بات وسلام کرنا جائز نہیں اور ساتھ ساتھ یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ اس کا نکاح کسی انسان سے جائز نہیں، تو اس سے زید بہت پریشان ہے۔ اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ واضح کریں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد سلیم الدین، مدرسہ محمودیہ، نارتھ

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ بالا صورت میں پہلی بات تو یہ ہے کہ زید کا یہ کہنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب نہیں ہیں یہ قول بالکل درست ہے، جس مبتدع نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہا ہے اس نے بصراحت آپ کی ذات اور اللہ تعالیٰ کی ذات میں کوئی فرق نہیں کیا ہے؛ چوں کہ قرآن نے علی الاعلان کہا ہے کہ پانچ چیزیں ایسی ہیں کہ جن کا علم اللہ کے علاوہ

کسی کو نہیں ہے، من جملہ انہیں میں غیب کا علم بھی ہے۔[۱] انصاف کی بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے مقام پر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی جگہ پر رکھیں، مگر ان بدعتیوں کو کیا کہئے، کار بد تو خود کریں، تہمت دھریں شیطان پر؛ نیز کسی پر کفر کا فتویٰ لگانا کوئی سہل کام نہیں ہے، چوں کہ فقہاء نے صاف فرمادیا ہے کہ اگر کسی شخص میں ۹۹ راحتمالات کفر کے اور ایک احتمال ایمان کا ہو، تو بھی اس کو کافر نہ کہا جائے۔[۲] پھر اس کی مثال تو غُلیل کے غلہ کی سی ہے کہ اگر غلہ کسی نرم زمین پر پڑے گا، تو اس میں پیوست ہوجائے گا اور اگر سخت زمین پر پڑے گا، تو پھینکنے والے پر لوٹ آئے گا۔[۳] خلاصہ کلام یہ کہ کسی کو کافر کہنے سے احتیاط ضرور برتنی چاہئے، زید کے یہاں کھانا پینا، اس کے پاس اٹھنا، بیٹھنا سب درست ہے اور اس کا ایک نہیں؛ بلکہ چار عورتوں سے نکاح کرنا جائز ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: انوار الحق قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۰۹/۷/۹ھ)

الجواب صحیح:
محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

علماء فرنگی محل کا مسلک:

(۵) **سوال**: لکھنؤ میں جو مدرسہ فرنگی محل ہے ان لوگوں کا مسلک کیا ہے؟ مولانا عبدالباری فرنگی محل کے عقائد کیا تھے؟ کیا انھوں نے مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں کو فرنگی محلی میں جلادیا تھا؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ذاکر حسین

---

(۱) ﴿إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ ۭ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّا ذَا تَكْسِبُ غَدًا ۭ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوْتُ ۭ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۝﴾ (سورة لقمان:۳۴)
﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللّٰهُ ۭ﴾ (سورة النمل:۶۵)

(۲) إن المسئلة المتعلقة بالكفر إذا كان لها تسع وتسعون احتمالاً للكفر واحتمال واحد في نفيه فالأولى للمفتي والقاضي أن يعمل بالاحتمال الثاني. (أبو حنيفة، شرح الفقه الأكبر:ص:۱۹۹)

(۳) ابن عمر رضي الله عنهما، يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم، أيما إمرئ قال لأخيه يا كافر فقد باء بها أحد هما إن كان كما قال وإلا رجعت عليه. (أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب الإيمان: باب من قال لأخيه المسلم يا كافر": ج۱،ص:۵۷، رقم:۶۰)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: علماء فرنگی محل علماء اہل سنت والجماعت ہیں، ملا قطب الدین سہالوی (۱۱۰۳ھ) ملا نظام الدین سہالوی فرنگی محلی (۱۱۶۱ھ) مولانا محمد عبدالحی فرنگی محلی (۱۲۰۴ھ) مولانا عبدالرزاق فرنگی محلی (۱۳۰۷ھ) اور مولانا عبدالباری فرنگی محلی (۱۳۴۴ھ) یہ سب علماء اہل سنت والجماعت اور علماء حق ہیں۔[1] ان کے زمانہ میں دیوبندیت اور بریلویت کا وجود نہیں تھا، مولانا عبدالباری بھی علماء اہل سنت میں سے ہیں، ان کے زمانہ میں مولانا احمد رضا خان صاحب موجود تھے اور ان کے ساتھ تعلقات بھی تھے، ان کے بعض مسائل میں مولانا احمد رضا خان صاحب سے بھی اختلافات تھے، جیسا کہ بعض مسائل میں علماء دیوبند سے اختلاف تھا، مولانا عبدالباریؒ نے حضرت تھانویؒ کی کتاب حفظ الایمان پر اعتراض کیا تھا، صرف اتنی بات ملتی ہے، لیکن یہ بات کہ انھوں نے حضرت تھانوی رحمہ اللہ علیہ کی کتابیں فرنگی محل میں جلادی تھیں، اس کا تذکرہ مجھے کہیں نہیں ملا۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۰/۲۷/۱۴۴۰ھ)

الجواب صحیح:
محمد عمران، گنگوہی، محمد اسعد جلال قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

علماء دیوبند صراط مستقیم پر ہیں یا علماء بریلوی:

(۶) **سوال**: علماء دیوبند خاص کر اکابر اربعہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا خلیل احمد رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم کے بریلوی خیال کے علماء جو مخالفت میں تکفیر کے فتوے تک نکالتے رہتے تھے اور لوگوں کو ان کی مخالفت کی طرف مائل کرتے رہتے تھے، آیا علماء دیوبند صراط مستقیم پر ہیں یا علماء بریلوی؟ حقیقت حال واضح فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد حسین، مظاہری

---

(۱) وتفترق أمتي على ثلاث وسبعين ملة كلهم في النار إلا ملة واحدة قالوا: من هي يارسول الله؟ قال: ما أنا عليه وأصحابي. (أخرجه الترمذي، في سننه، "أبواب الإيمان، باب ما جاء في افتراق هذه الأمة": ج۲،ص:۹۳،رقم:۲۶۴۱)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ حضرات اور دیگر دیوبندی حضرات بلاشبہ مسلمان اور اہل سنت والجماعت ہیں۔[۱] کلمہ گو اور ارکان اسلام کے ماننے والے اور اس پر عمل کرنے والے کو کافر کہنا بہت بڑا گناہ ہے؛ بلکہ کفر کہنے والے ہی کی طرف لوٹتا ہے، جیسا کہ احادیث میں صراحت سے واضح ہوتا ہے[۲] بلاشبہ علماء دیوبند صراط مستقیم پر ہی ہیں۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۰/۹/۲۶ھ)

❀ ❀ ❀

(۱) وتفترق أمتي على ثلاث وسبعين ملة كلهم في النار إلا ملة واحدة قالوا: من هي يارسول اللّٰه؟ قال: ما أنا عليه وأصحابي. (أخرجه الترمذي، في سننه، "أبواب الإيمان، باب ما جاء في افتراق هذه الأمة": ج۲، ص:۹۳، رقم:۲۶۴۱)

(۲) أيما رجل قال لأخيه يا كافر فقد باء بها أحد هما إن كان كما قال وإلا رجعت عليه. (أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب الإيمان: باب من قال لأخيه المسلم يا كافر": ج۱، ص:۵۷، رقم:۶۰)

فصل ثانی

جماعت اہل حدیث

کیا غیر مقلدین گمراہ ہیں؟

(۷)**سوال**: غیر مقلدین کو کچھ لوگ گمراہ کہتے ہیں، جبکہ یہ بھی امت کا حصہ ہیں۔ علماء سعودی عرب کی اکثریت اہل حدیث ہے، ہندوستان میں علماء کرام کے ادارے میں سب کی نمائندگی اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا، مسلم پرسنل لا بورڈ میں یہ سب شامل ہیں، حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ سیمینار دیوبند میں اہل حدیث علماء کو مدعو کیا گیا، دیگر اسٹیج پر سب مسالک کے لوگوں کی شرکت رہتی ہے، دنیا میں عرب وعجم میں سب لوگ اسلام کے لئے کام کر رہے ہیں، ہندوستان میں بھی۔

مگر دیوبندی اکثریت علاقہ والے چند لوگ اہل حدیث کے ساتھ نازیبا بات اور برتاو کرتے ہیں، ساتھ ہی کچھ عالم ان جاہل عوام کا تعاون کرتے ہیں، اس سے امت مسلمہ کا مذاق بن رہا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ اپنے سے دیگر مسلک کے لوگوں کے خلاف درج بالا معاملات کرنا اسوۂ حسنہ کی روشنی میں کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: امت محمد، موتی ہار (بہار)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: دیگر مسالک کے لوگوں کا بھی احترام لازم ہے، اچھے اخلاق سے پیش آنا ایمان کی علامت ہے،[1] اسے بہر حال ملحوظ رکھنا چاہئے۔ دوسروں کا مذاق بنانے اور نازیبا حرکت کرنے سے کسی خیر کی توقع نہیں کی جاسکتی۔[2] ان کو اچھے اور مشفقانہ لہجے میں سمجھانا

(۱) لا تحقرن من المعروف شيئاً ولو أن تلقى أخاك بوجه طلق. (أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب البر والصلاة والآداب: استحباب طلاقة الوجه عند اللقاء": ج۲،ص:۳۱۵،رقم:۲۶۲۶)

(۲)﴿لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰى أَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ﴾(سورة الحجرات:۱۱)

چاہئے، ان سے اچھے تعلقات اگر رکھیں گے، تو وہ آپ کی بات سنیں گے اور حق کو قبول کریں گے، ان کے دل میں صحابہ کرامؓ کی عظمت پیدا کرنے کے لئے صحابہ کرامؓ کے واقعات سنائے جائیں۔ اور یہ اسی وقت ممکن ہوگا، جبکہ وہ صحابہؓ کی شان اپنے اندر پیدا کریں؛ اس لئے اہل حق کو ان باتوں کا خیال رکھنا چاہئے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۴/۵:۱۴۳۶ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

تقلید کے موضوع پر اہم کتاب:

(۸) **سوال**: کیا فرماتے ہیں مفتیان دین مسئلہ ذیل میں:

ہماری ایک عربی دوست ہے جو کہتی ہے کہ اگر ہم مسلم ہیں، تو ہمیں شیعہ سنی ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں اس پر کچھ کتابوں کا مشورہ دیدیں کہ میں اس کو ان کا مطالعہ کرنے کی لئے کہوں۔ ہمیں ایسی کوئی کتاب عربی میں بتائیں جس سے معلوم ہو کہ سنی جماعت ہی راہ حق پر ہے اور ہمیں چاروں مذاہب میں سے ایک کو ماننا ہی لازم ہے۔ اس موضوع پر کوئی عربی میں تفصیلی کتاب ہو تو اس کی رہنمائی فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد سلمان، کریمہ پور (ہردوئی)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس موضوع سے متعلق ایک کتاب ''**عقد الجید في أحکام الاجتهاد والتقلید**'' کے نام سے آن لائن موجود ہے، اس کو نیٹ سے لوڈ کر کے مطالعہ کر لیا جائے۔[2] دوسری کتاب ''اجتہاد وتقلید'' ہے جو حجۃ الاسلام اکیڈمی دارالعلوم وقف دیوبند سے

(۱) ﴿إِدْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ السَّيِّئَةَ ۚ نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَصِفُونَ﴾ (سورة المؤمنون:۹۶)
(۲) مصنفہ: الشاہ ولی اللہ محدث الدہلوی۔

شائع ہوئی ہے۔[۱] تیسری کتاب ''تقلید کی شرعی حیثیت'' ہے۔[۲] ان کتابوں کا مطالعہ ضرور کریں۔ پہلی کتاب عربی اور باقی دونوں اردو میں ہیں۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۸/۶: ۱۴۳۷ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کیا اہل حدیث وغیر مقلد الگ الگ فرقہ کا نام ہے؟

(۹) **سوال**: کیا اہل حدیث وغیر مقلد الگ الگ فرقے کا نام ہے؟ کیا یہ فرقہ اہل سنت والجماعت ہی میں شمار ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد کیف، علی گڑھ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اہل حدیث وغیر مقلد ایک ہی فرقہ ہے اور یہ مسلمان ہیں؛ لیکن تقلید کے منکر ہیں، حالاں کہ تقلید ائمہ کے بغیر پورے طور پر راہِ راست پر رہنا مشکل ہے، اس سلسلے میں (فتاویٰ رحیمیہ: ص:۲۳۴، ج۱) کا مطالعہ مفید ہوگا۔[۳]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۴/۴: ۱۴۴۰ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) مصنفہ: حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب۔ تحقیق وتخریج: محمد حسنین ارشد قاسمی

(۲) مصنفه: مفتي محمد تقي العثماني.

(۳) وترك الأشعري: مذهبه واشتغل هو ومن تبعه بإبطال رأى المعتزلة وإثبات ما ورد به السنة أي الحديث ومضى عليه الجماعة أي: السلف أو الصحابة خاصة بقرينة ما مر والمآل واحد فسموا بأهل السنة والجماعة أي: أهل الحديث وإتباع الصحابة: (محمد عبدالعزيز، النبراس، شرح العقائد: ص:۳۱)

قال في خزانة الروات: العالم الذي يعرف معنى النصوص والأخبار وهو من أهل الدراية يجوز له أن يعمل عليها وإن كان مخالفاً لمذهبه. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''مطلب لا تقبل الشهادة بلفظ اعلم أو أتيقن'': ج۷، ص:۷۸)

غیر مقلد کو ضال ومضل کہنا:

(۱۰)**سوال**: غیر مقلد کو ضال اور مضل قرار دیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ زید ''ترکت فیکم أمرین'' (الحدیث) سے استدلال کرتا ہے، اور کہتا ہے کہ: ''یکفینا القرآن والحدیث'' کیا زید راہ راست پر ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شمس الدین، مدراسی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ہر غیر مقلد کے بارے میں ایسے الفاظ کا استعمال درست نہیں ہے،[1] اور مذکورہ حدیث سے استدلال کرکے صرف قرآن وحدیث کو ماننا، اور آثار صحابہؓ واجماع امت وغیرہ چھوڑ دینا درست نہیں ہے؛ اس لئے کہ آثار صحابہؓ واجماع امت، نیز قیاسِ صحیح کا حجت ہونا، قرآن وحدیث سے ثابت ہے، جو ایسا کہے وہ گمراہ کن اور غلطی کا باعث ہے وہ خود بھی گمراہ ہے، اس کی بات پر عمل کرنا درست نہیں ہے۔[2]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۸/۸/۲۵ھ)

---

(۱) عن أبي ذر رضي اللّٰہ عنه قال: سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم لا یرمي رجل رجلا بالفسوق ولا یرمیه بالکفر إلا ارتدت علیه إن لم یکن صاحبه کذلك. (أخرجه البخاري، في صحیحه، ''کتاب الأدب: باب ما ینهي السباب واللعن'': ج۲،ص:۸۹۳،رقم:۶۰۴۵)

(۲)عن عرفجة رضي اللّٰہ تعالیٰ عنه، قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یقول: إنه سیکون هناتٌ وهناتٌ فمن أراد أن یفرق أمر هذه الأمة وهي جمیع فاضربوه بالسیف کائناً من کان، رواه مسلم. (مشکوٰة المصابیح،''کتاب الإمارة والقضاء'': ج۲،ص:۳۲۰،رقم:۳۶۷۷)

وعن ابن عمر رضي اللّٰہ عنه قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: إن اللّٰہ لا یجمع أمتي، أو قال أمة محمدٍ علی ضلالة ویداللّٰہ علی الجماعة ومن شذَّ شذَّ في النار، رواه الترمذي. (مشکوة المصابیح،''کتاب الإیمان: بالإعتصام بالکتاب والسنة، الفصل الثاني'': ج۱،ص:۳۰،رقم:۱۷۳)

غیر مقلد کی امامت:

(۱۱)**سوال**: غیر مقلد کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمود حسن، سہارنپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: غیر مقلد اگر ائمہ اربعہ کو برا نہیں کہتا، تو اس کے پیچھے نماز درست ہے بشرطیکہ طہارت وغیرہ میں مواقع اختلاف کی رعایت رکھتا ہو، تاکہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس کی امامت درست ہو جائے۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۳/۱۹ھ)

❀ ❀ ❀

(۱)وعن عبادة ابن الصامت، قال: بايعنا رسول الله صلى الله عليه وسلم على السمع والطاعة في العسر واليسر والمنشط والمكره وعلى أثرة علينا وعلى أن لا ننازع الأمر أهله وعلى أن نقول بالحق أينما كنا لا نخاف في الله لومة لائم، وفي رواية: وعلى أن لا ننازع الأمر أهله إلا أن تروا كفراً بواحاً عند كم من الله فيه برهان، متفق عليه. (مشكوٰة المصابيح، ''كتاب الإمارة والقضاء، الفصل الأول'': ج۲،ص:۳۱۹، رقم:۳۶۶۶)

أن تيقن المراعاة لم يكره أو عدمها لم يصح. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلوٰة: باب الإمامة'': ج۲،ص:۳۰۲)

فصل ثالث

جماعت اسلامی

جماعتِ اسلامی اوران کی کتابوں کا مطالعہ:

(۱۲)**سوال**: میرا ایک بھائی ہے جو جماعت اسلامی سے کچھ متأثر ہوگیا، ان کی کتابوں کا مطالعہ بھی کرتا ہے، اوراس جماعت کو برحق بتلاتا ہے، والد صاحب نے اس کو منع کیا اور کہا کہ اس جماعت پر ہمارے لوگوں نے کفر کا فتویٰ لگایا ہے؛ اس لئے تم بھی اس جماعت کو کافروں کی جماعت مانو، اور کہا کہ اگر تم نے میری بات نہ مانی تو میں تم کو تمہاری امی کے ساتھ ہمیشہ کے لئے گھر سے نکال دوں گا، اور تم کو وارثت سے بھی محروم کردوں گا اور تمہارا جو رشتہ ہو چکا ہے اس کو بھی ختم کرادوں گا، میرا بھائی کہتا ہے کہ اس جماعت سے میرا کوئی واسطہ نہیں ہے، صرف اس کی کتابیں دیکھتا ہوں، اور کسی جماعت کی کتابیں پڑھنے سے کوئی آدمی کافر نہیں ہوجاتا۔ اب سوال یہ ہے کہ:

(۱) کیا جماعت اسلامی کافروں کی جماعت ہے؟

(۲) والد صاحب کا، بھائی کو گھر سے نکالنا اور پھر تمام وراثت سے محروم کرنا ٹھیک ہے یا نہیں؟

(۳) بھائی کا رشتہ ختم کرادینا اور پھر شادی نہ کرنا کیسا ہے؟

(۴) بھائی کے ساتھ امی کو بھی گھر سے نکالنے کی دھمکی دینا کیسا ہے؟

(۵) بھائی کا اس جماعت کی کتابیں پڑھنا، اوراس جماعت کو برحق ماننا کیسا ہے؟

(۶) اس بارے میں میرا نظریہ ہے کہ والد صاحب ٹھیک کہتے ہیں مگر میں بھائی کو گھر سے نکالنے پر راضی نہیں ہوں تو یہ میرا خیال کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد ناصر الدین، رام پور (یوپی)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱) جماعت اسلامی کے کفر کا کوئی بھی قائل نہیں ہے، اکابرین میں سے بھی کسی معتبر شخصیت نے اس جماعت کی تکفیر نہیں کی؛ اس لئے جماعت اسلامی کو

کافر کہنا قطعاً درست نہیں ہے۔[۱]

(۲) اس صورت میں والد صاحب کا اپنے لڑکے کو گھر سے نکالنا اور وراثت سے محروم کرنا جائز نہیں ہے۔[۲]

(۳) رشتۂ نکاح کو ختم کر دینا یا شادی نہ کرنا بھی شرعاً درست نہیں ہے؛ بلکہ بغیر شرعی وجہ کے ایسا کرنا قطع رحمی ہے۔

(۴) بھائی کو ہی گھر سے نکالنا جائز نہیں ہے، امی تو بے قصور ہے اس کی تو والد کے باطل خیال کے اعتبار سے بھی کوئی خطاء نہیں ہے؛ اس لئے اس کو گھر سے باہر نکالنے یا دھمکی دینے کا کوئی جواز نہیں ہے۔

(۵) جماعت اسلامی کے مختلف وکثیر مصنفین ہیں، کسی کی کتاب دیکھے بغیر اس پر کلام نہیں کیا جا سکتا، اتنا ضرور ہے کہ ''مولانا ابوالاعلیٰ مودودی رحمہ اللہ'' کی بعض کتابوں سے اور ان کے خیالات سے علماء حق کو اختلاف ہے، اس لئے ان کی وہ کتابیں کہ جن سے اختلاف ہے، نہ پڑھی جائیں۔ ہر آدمی اس بات کو نہیں سمجھ سکتا کہ کہاں پر کون سی بات حق ہے کون سی ناحق ہے، رطب ویابس میں فرق معتمد علماء ہی کر سکتے ہیں؛ اس لئے کم سمجھدار اور کم علم حضرات احتیاط کریں تو بہتر ہے، مولانا ابواللیث صاحب کی کتابوں سے اس طرح کا کوئی اختلاف نہیں، ان کے خیالات شریعت کے معارض نہیں حتی کہ بعض مقامات پر انھوں نے ''مولانا ابوالاعلیٰ مودودی'' سے اختلاف بھی کیا ہے۔ اسی طرح دیگر مصنفین کی کتابیں پڑھنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں، اور اگر کسی متعین کتاب سے علماء حق کو شرعی اختلاف ہو، اس میں غلطیاں ہوں تو ایسی کتاب کے بارے میں دیکھ کر ہی کچھ کہا جا سکتا ہے، مذکورہ

---

(۱) وفي رواية: وعلى أن لا ننزع الأمر أهله إلا أن تروا كفراً بواحاً عند كم من الله فيه برهان. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ''كتاب الأمارة والقضاء'': ج۶،ص:۲۳۹۳،رقم:۳۶۶۶)

(۲) إعدلوا بين أبنائكم إعدلوا بين أبنائكم إعدلوا بين أبنائكم. (أخرجه البخاري، في صحيحه، كتاب الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب الهبة للولد'': ج۲،ص:۹۱۴،رقم:۲۴۴۷)

إعدلوا بين أولادكم إعدلوا بين أبنائكم. (أخرجه أبو داود، في سننه، ''كتاب الإجارة: باب في الرجل يفضل بعض ولده في النحل'': ج۳،ص:۲۹۳،رقم:۳۵۴۴)

وضاحت کی روشنی میں اپنے بھائی کو کتابیں پڑھنے اور نہ پڑھنے کی ترغیب دیجئے، نیز آپ بھی بھائی کے ساتھ اپنے رویہ میں ترمیم کریں آپ کا عمل بھی درست نہیں، گھر سے نکالنا شادی نہ کرنا یا وراثت سے محروم کرنا سب غلط ہیں۔

(۶) باپ کو چاہئے کہ وہ بیٹے جیسا برتاؤ کرے، اور بھائی کو بھائی سمجھ کر اس کا تعاون کرنا چاہئے جب کہ صلہ رحمی شرعاً مطلوب ہے، اور قطع رحمی ناجائز ومبغوض ہے بلا وجہ شرعی قطع تعلقی جائز نہیں ہے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۲/۱۹/ ۱۴۱۵ھ)

تفہیم القرآن کا مطالعہ کرنا کیسا ہے؟

(۱۳) **سوال**: مولانا مودودی صاحب کی تفہیم القرآن کا مطالعہ کرنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد عمران، میرٹھ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سمجھدار عالم کے لیے مطالعہ درست ہے کہ تفسیر کو وہی تحقیق سے پڑھ سکتا ہے۔[۲]

الجواب صحیح:

خورشید عالم

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۹/۲/۲۸ھ)

---

(۱) ﴿الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ﴾ (سورة الرعد:۲۰)

عن أنس رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من أحب أن يبسط له في رزقه وينسأ له في أثره فليصل رحمه، متفق عليه. (مشكوٰة المصابيح، "كتاب الأدب: .....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

.....گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ..... باب البر والصلاة، الفصل الأول'': ج۲،ص:۴۱۹،رقم:۴۹۱۸)

(۲) عن ابن عباس رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من قال في القرآن بغير علم فليتبوأ مقعده من النار، هذا حديث حسن. (أخرجه الترمذي، في سننه، ''باب ما جاء في الذي يفسر القرآن برأيه'': ج۲،ص:۱۲۳،رقم:۲۹۵۲)

قال السيوطي: اختلف الناس في تفسير القرآن هل يجوز لكل أحد الخوض فيه؟ فقال: لا يجوز لأحد أن يتعاطى تفسير شيء من القرآن وإن كان عالماً أديباً منسما في معرفة الأدلة والفقه والنحو والأخبار والآثار الخ. (جلال الدين السيوطي، الإتقان في علوم القرآن، ''باب النوع الثامن والسبعون'': ج۴،ص:۲۱۳)

فصل رابع

بریلویت

کیا بریلوی مشرک ہیں؟

(۱۴)**سوال**: مفتی صاحب! قبروں پر بریلوی جو شرکیہ کام کرتے ہیں تو ایک مولانا صاحب نے یہ کہا کہ تم مسلمان ہو کے شرک کرتے ہو جہنم میں کیوں نہ جاؤ گے، حالانکہ ہندو بھی تو شرک کرتے ہیں تو اگر وہ مشرک ہیں، تو تم بھی مشرک ہو، انہوں نے کہا کہ کعبہ کے رب کی قسم اگر یہ قبر والے مسلمان جنت میں جائیں گے، تو ہندو بھی جائیں گے۔ تو کیا ان کا کہنا صحیح ہے؟ کیا بریلوی سب مشرک ہیں؟ اب سوال یہ ہے کہ ہندو نے یہ کہتے ہوئے مولانا کو سن لیا، اب وہ اس خیال میں ہیں کہ مسلمان بھی مشرک ہوتے ہیں، تو اس کو کیا بتایا جائے کہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔

فقط: والسلام

المستفتی: ارشاد احمد، بنگلور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: تمام بریلوی مشرک نہیں ہیں، بلکہ جو لوگ قبروں پر سجدہ کرتے ہیں اور صاحب قبر کو مشکل کشا و حاجت روا اور مختار سمجھتے ہیں، ان کے بارے میں اندیشۂ کفر ہے۔ تاہم تاویل کی گنجائش ہے؛ اس لئے ان کو مشرک نہیں کہیں گے [۱]۔ غیر مسلم اور مشرک دونوں کا درجہ ایک ہی ہے۔ اسلام کے بنیادی عقائد سمجھائے جائیں کہ اسلام میں اصل شرک و بت پرستی سے روکنا اور تمام امور میں اللہ تعالیٰ کو ہی مشکل کشا و حاجت روا ہونے کا عقیدہ رکھنا ضروری ہے۔ دین کی بنیادی باتوں کا انکار کفر ہے۔ [۲] البتہ جو بریلوی حضرات شرکیہ اعمال میں مبتلا ہیں اور ان کے اعمال

(۱)﴿لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ﴾(سورة حم سجدة:۳۷)
لا يفتى بكفر مسلم أمكن حمل كلامه على محمل حسن. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الجهاد: باب المرتد، مطلب في حكم من شتم دين مسلم": ج۶،ص:۳۶۷)

(۲)وإن أنكر بعض ما علم من الدين ضرورة كفر بها. (ابن عابدين، .....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

کی کوئی مناسب تاویل کی جاسکتی ہے، تو ان کو مشرک قرار دینے سے گریز کریں گے، ہمارے اکابر کا مزاج؛ بلکہ اصول یہ ہے کہ وہ کسی کلمہ گو مسلمان کو کافر قرار دینے میں عجلت سے کام نہیں لیا کرتے تھے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۳۶/۶/۱۸ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

حاضر وناظر:

(۱۵)**سوال**: کیا کوئی شخص حاضر ناظر، اور عالم الغیب کا عقیدہ اختیار کرنے سے اسلام سے خارج ہوجاتا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد جاوید، لکھنؤ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر ان صفات کی نسبت کرنے میں غلو سے کام لے اور نبی کے حاضر وناظر وعالم الغیب ہونے اور اللہ کے عالم الغیب وحاضر ناظر ہونے میں کوئی فرق نہ کرے تو اسلام سے خارج ہے، اور اگر دونوں میں فرق کرتا ہے اور تاویل کرتا ہے، تو اس کو اسلام سے خارج نہیں کہا جائے گا۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۳۹/۲/۲۵ھ)

الجواب صحیح:
محمد عارف قاسمی
محمد عمران، گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

.....گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ..... الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب الإمامة": ج۲،ص:۳۰۰)
ولا نكفر مسلماً بذنب من الذنوب وإن كانت كبيرة إذا لم يستحلها ولا نزيل عنه اسم الإيمان ونسميه مؤمناً حقيقة. (أبو حنيفة، شرح الفقه الأكبر، "بحث في أن الكبيرة لا تخرج المؤمن عن الإيمان":ص:۱۱۷)

(۱) لا يفتى بكفر مسلم أمكن حمله على محمل حسن. (ابن عابدين، .....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

کیا علمائے دیوبند، تبلیغی جماعت وغیرہ گمراہ ہیں؟

(۱۶)**سوال**: (۱) پربھنی شہر میں بریلوی حضرات نے دارالعلوم دیوبند، تبلیغی جماعت، جماعت اسلامی اور اہل حدیث حضرات کے خلاف پوسٹر لگوائے ہیں کہ یہ لوگ گمراہ ہیں اور کافر ہیں اور کچھ کتابوں کے حوالے لکھے ہیں جن سے کافر ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ اس کے متعلق علماء دیوبند کا کیا فتویٰ ہے؟

(۱) نماز میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف خیال لے جانا اپنے گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے بڑا ہے۔ (صراط مستقیم، ۱۱۸، مصنفہ مولانا اسماعیل شہید دہلوی)

(۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا بھائی کہنا جائز ہے کیوں کہ آپ بھی انسان ہیں اور بندے ہیں (تقویۃ الایمان، ص ۴۸، مصنف مولانا اسماعیل دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)

(۳) اعمال میں امتی بظاہر نبی کے برابر ہو جاتا ہے؛ بلکہ بڑھ بھی جاتا ہے۔ (تحذیر الناس، ص: ۵، مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ)

(۴) حضور علیہ السلام کا علم بچوں، پاگلوں اور جانوروں کی طرح یا ان کے برابر ہے۔ (حفظ الایمان، ص: ۶، مولوی اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ)

(۵) خدا تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔ (ممکنہ) براہین قاطعہ مولوی خلیل احمد سہارنپوری

(۶) حضور علیہ السلام مر کر مٹی میں مل گئے۔ (تقویۃ الایمان، مولوی اسماعیل دہلویؒ)

(۷) محرم میں ذکر شہادت اور سبیل لگانا اور شربت پلانا ان کے لئے چندہ دینا سب حرام ہے لیکن دیوالی کی پوری کچوری کھانا درست ہے۔ (فتویٰ رشید، ص: ۱۱۴، مولوی رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ)

(۸) کوا کھانا ثواب ہے۔ (فتویٰ رشیدیہ، ص: ۱۱۴)

(۹) انعقاد مجلس مولود ہر حال میں ناجائز ہے۔ (فتویٰ رشیدیہ)

.....گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ.....الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الجهاد: باب المرتد، مطلب في حكم من شتم دين مسلم": ج۶، ص: ۳۶۷)

ولا نكفر مسلماً بذنب من الذنوب وإن كانت كبيرة إذا لم يستحلها ولا نزيل عنه اسم الإيمان ونسميه مؤمناً حقيقة. (أبو حنيفة، شرح الفقه الأكبر، "بحث في أن الكبيرة لا تخرج المؤمن عن الإيمان": ص: ۱۱۷)

کیا یہ سب باتیں درست ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: انصار خان قاسمی
پربھنی، مہاراشٹر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ان تمام سوالات کے جوابات مختلف کتابوں میں موجود ہیں ان کو یہاں باحوالہ نقل کیا جاتا ہے:

(۱) بالقصد حضور اکرم ﷺ کا تصور نماز میں اس طرح جمانا کہ بالکل آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی طرف دھیان رہے کسی دوسری چیز کا خیال دل میں نہ آئے، قطعاً منع ہے؛ بلکہ ایہام شرک ہے، کیونکہ اس صورت میں نماز اللہ تعالیٰ کی نہ رہے گی، کیونکہ سجدہ وغیرہ سب کچھ حضرت نبی اکرم ﷺ کے لئے ہوگا، اور اس کا موہم شرک ہونا ظاہر ہے۔

اور اگر خنزیر وغیرہ کا تصور آئے گا، تو حقیر وذلیل ہوکر آئے گا، اس کی کوئی تعظیم دل میں نہ ہوگی، لہٰذا شرک کا شائبہ نہیں، بخلاف حضور اقدس ﷺ کے تصور کے کہ وہاں تعظیم ملحوظ ہوتی ہے، جس میں شرک کا قوی اندیشہ ہے۔[۱]

(۲) کوئی امتی کسی نبی کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا، ولایت کے اونچے مقامات پر پہنچنا بعید نہیں، مگر جو حضرات پہنچتے ہیں وہ دعویٰ نہیں کرتے، اور تکبر نہیں کرتے۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ صرف بھائی کے درجہ میں ہیں، اس سے زیادہ ان کی کوئی فضیلت نہیں یہ غلط ہے، انبیاء علیہم السلام کی شان میں توہین اور گستاخی کرنا کفر ہے۔

بلا تحقیق کسی کی طرف کوئی غلط عقیدہ منسوب کرنا درست نہیں تہمت ہے۔[۲]

حدیث پاک میں ارشاد ہے ''أنا سید ولد آدم ولا فخر''[۳] حضرت نبی اکرم ﷺ کا

(۱) فتاویٰ محمودیہ: ج۳، ص: ۲۲۸.
(۲) فتاویٰ محمودیہ: ج۳، ص: ۲۲۵.
(۳) علاؤ الدین، کنز العمال: ج۱۱، ص: ۴۳۴.

مرتبہ اللہ پاک کے نزدیک اتنا بلند ہے کہ نہ کوئی فرشتہ اس کو پا سکتا ہے، نہ کوئی پیغمبر، پھر بڑے بھائی کے برابر کیسے ہو سکتے ہیں؟ البتہ حضور مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بلند مرتبہ کے باوجود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھائی فرمایا ہے، اور امت کو بھی بھائی فرمایا ہے، جیسا کہ احادیث میں موجود ہے۔[1]

(۳) تحذیر الناس میں ہے کہ: ''صورت اعمال میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہیں، بلکہ بڑھ بھی جاتے ہیں''۔

''بظاہر'' کی قید اس لیے ہے کہ امتی کا عمل دیکھنے میں کتنا زیادہ ہی کیوں نہ ہو، انبیاء علیہم السلام کی ایک حرکت وسکون سے زیادہ قیمتی نہیں ہوسکتا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا، تو آپ نے فرمایا: ہمارے سارے اعمال، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی اس دھول کے برابر بھی نہیں ہو سکتے، جو دھول انہیں نبی کریم ﷺ کی رفاقت میں لگی ہوگی۔ جب صحابہؓ اور تابعین میں مقام کا یہ فرق ہے، تو نبی اور امتی کا فرق اسی سے سمجھا جا سکتا ہے۔ ہاں! بظاہر ہوسکتا ہے، جیسے کسی نے دس حج کر لئے، اور آپ علیہ السلام نے صرف ایک حج کیا؛ مگر حقیقت میں آپ کے ایک قدم کے برابر بھی نہیں۔[2]

(۴) حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے عالم متبع سنت، شیخ طریقت بزرگ تھے، انہوں نے ہرگز حضور اکرم ﷺ کے علم مبارک کو پاگلوں اور جانوروں کے مثل نہیں فرمایا ہے۔

چنانچہ اس کتاب میں جس پر بریلوی حضرات نے کفر کا فتویٰ دیا ہے، یہ عبارت موجود ہے، نبوت کے لئے جو علوم لازم اور ضروری ہیں وہ آپ کو بتمامہا حاصل ہو گئے، غور کا مقام ہے کہ حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے سرور کائنات ﷺ کے لیے تمام علوم نبوت کو حاصل مانا، اور صراحۃً تحریر فرما دیا، مگر یہ بریلوی حضرات ایسے بہتان تراش رہے ہیں، اس مسئلہ اور عبارت پر متعدد کتابیں تفصیل کے ساتھ لکھی گئیں، ''بسط البنان، توضیح البیان، تکمیل العرفان، وغیرہ چونکہ بریلوی حضرات نے حضرت رسول مقبول ﷺ کو عالم الغیب تسلیم کیا اور لکھا ہے ان کے مذہب پر دو شقیں پیدا ہوتی ہیں، ایک شق پر حضرت نبی اکرم ﷺ کا علم، اللہ تعالیٰ کے علم کے برابر قرار پاتا تھا، جو کہ شرک ہے،

(۱) فتاویٰ محمودیہ: ج۳، ص:۲۲۲.

(۲) حجة الإسلام، محمد قاسم النانوتوي، تحذير الناس: ص:۱۹.

دوسری شق پر حضرت فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم مبارک کی تنقیص وتوہین ہوتی تھی؛ اس لیے حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ عالم الغیب کا اطلاق اللہ تعالیٰ کے سوا کسی پر جائز نہیں، کیونکہ نہ شرک کی گنجائش ہے، نہ حضرت رسول مقبول سید الانبیاء والمرسلین ﷺ کے کے علم مبارک کی توہین وتنقیص کی گنجائش ہے، یہ دونوں چیزیں اسلام کے خلاف ہیں، لہٰذا حضرت امام المرسلین سید الاولین والآخرین شفیع المذنبین ﷺ کو عالم الغیب کہنا درست نہیں ہے، بریلوی حضرات علم اور دلائل کی روشنی میں اس کا رد نہیں کر سکے، اور بات کو بگاڑ کر عوام کو مشتعل کرنے کے لئے یہ عنوان اختیار کیا اور کفر کا فتویٰ دیا ہے۔ ''**هداهم الله تعالىٰ إلى صراط مستقيم**''۔[1]

(۵) فتاوی رشیدیہ میں اس کی وضاحت ہے کہ:

امکان کذب کے جو معنی آپ نے سمجھے ہیں وہ تو بالاتفاق مردود ہیں یعنی اللہ تعالی کی طرف وقوع کذب کا قائل ہونا باطل ہے اور خلاف نص صریح ہے، نص صریح ہے: ﴿**ومن أصدق من الله قيلا**﴾ وہ ذات پاک مقدس شائبہ نقص وکذب وغیرہ سے منزہ ہے، رہا خلاف علماء کا جو دربارۂ وقوع وعدم وقوع خلاف وعید ہے، جس کو صاحب براہین قاطعہ نے تحریر کیا ہے وہ دراصل کذب نہیں صورت کذب ہے اس کی تحقیق میں طول ہے۔

الحاصل امکان کذب سے مراد دخول کذب تحت قوت باری تعالیٰ ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ وعید فرمایا ہے اس کے خلاف پر قادر ہے، اگر چہ وقوع اس کا نہ ہو، امکان وقوع لازم نہیں، بلکہ ہوسکتا ہے کہ کوئی شئ ممکن بالذات ہو اور کسی وجہ خارجی سے اس کو استحالہ لاحق ہوا ہو؛ پس مذہب جمیع محققین اہل اسلام وصوفیائے کرام وعلماء عظام کا اس مسئلہ میں یہ ہے کہ کذب داخل تحت قدرت باری تعالیٰ ہے، پس جو شبہات وقوع کذب پر متفرع ہوں وہ مندفع ہو گئے، کیونکہ وقوع کا کوئی بھی قائل نہیں ہے ﴿**قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰ أَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا**﴾[2] ﴿**وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيْهِمْ**﴾[3] اس آیت ثانیہ میں ہے معنی عذاب کا وعدہ فرمایا اور ظاہر ہے کہ اگر اس کے خلاف ہو، تو کذب لازم آئے گا،

---

(۱) فتاویٰ محمودیہ: ج۳، ص:۱۸۰.

(۲) سورة الأنعام:۶۵. (۳) سورة الأنفال:۳۳.

مگر آیت اول سے اس کا تحت قدرت باری تعالیٰ داخل ہونا معلوم ہوا، پس ثابت ہوا کہ کذب داخل تحت قدرت باری تعالیٰ جل وعلیٰ ہے، کیوں نہ ہو کہ﴿وهو على كل شيء قدير﴾ (القرآن) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن کی شان میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کی آیت نازل کی ﴿لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ﴾[1] فرمایا کہ ''والله ما أدري وأنا رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما يفعل بي ولا بكم'' اور ''كما قال الله تعالىٰ: ﴿وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِى السَّبِيْلَ﴾۔[2]

(۶) فتاوی رشیدیہ میں اس کی وضاحت لکھی ہوئی ہے کہ:

مٹی میں ملنے کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ مٹی ہو کر، مٹی زمین کے ساتھ خلط ملط ہو جائے، جیسا کہ سب اشیاء زمین میں پڑ کر خاک ہو کر زمین ہی بن جاتی ہیں۔ دوسرے مٹی سے ملاقی و متصل ہو جانا یعنی مٹی سے مل جانا، تو یہاں مراد دوسرے معنی ہیں اور جسد انبیاء کے خاک نہ ہونے کے مولانا بھی قائل ہیں، چونکہ مردہ کو چاروں طرف سے مٹی احاطہ کر لیتی ہے اور نیچے مردہ کی مٹی سے جسد مع کفن ملاحق ہوتا ہے، یہ مٹی میں ملنا اور مٹی سے ملنا کہلاتا ہے، کچھ اعتراض نہیں۔[3]

(۷) مذکورہ عبارت فتاوی میں نہیں ملی، فتاوی رشیدیہ میں عبارت یہ ہے: محرم میں ذکر شہادت حسین علیہ السلام کرنا اگر چہ بروایات صحیحہ ہو یا سبیل لگانا، شربت پلانا، یا چندہ سبیل اور شربت میں دینا یا دودھ پلانا سب نادرست ہے اور تشبہ روافض کی وجہ سے حرام ہیں۔[4]

حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے پیشتر بہت سے حنفی فقہاء نے اس تعلق سے لکھا ہے۔ چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ: ''والغراب الذي يأكل الحب والزرع ونحوها حلال بالاجماع'' یعنی جو کوا دانہ، اناج اور اس جیسی چیزیں کھاتا ہے وہ بالاتفاق حلال ہے۔ اس کے علاوہ بدائع الصنائع، کنز البیان، قدوری، درمختار، شامی، شرح وقایہ، فتاویٰ سراجیہ،

(۱) سورة الفتح:۲.
(۲) رشيد أحمد گنگوهي، فتاویٰ رشيديه: ص:۹۷.
(۳) ''أيضاً''
(۴) ''أيضاً''

ہدایہ اور احکام القرآن للجصاص وغیرہ کتب معتبرہ مستندہ میں بھی لکھا ہے۔

حاصل یہ ہے کہ وہ کوا جو صرف نجاست کھاتا ہے وہ حرام ہے۔ اور جو صرف دانہ کھاتا ہے یا دانہ ونجاست دونوں کھاتا ہے وہ حلال ہے۔[1]

(۹) یہ محفل چوں کہ زمانہ فخر عالم علیہ السلام میں اور زمانہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور زمانہ تابعین اور تبع تابعین اور زمانہ مجتہدین میں نہیں ہوئی اس کی ایجاد بعد چھ سو سال کے ایک بادشاہ نے کی اس کو اکثر اہل تاریخ فاسق لکھتے ہیں، لہٰذا یہ مجلس بدعت ضلالہ ہے اس کے عدم جواز میں صاحب مدخل وغیرہ علماء پہلے بھی لکھ چکے ہیں اور اب بھی بہت رسائل وفتاوی طبع ہو چکے ہیں زیادہ دلیل کی حاجت نہیں عدم جواز کے واسطے یہ دلیل بس ہے کہ کسی نے قرون خیر میں اس کو نہیں کیا زیادہ مفاسد اس کے دیکھنے ہوں، تو مطولات فتاویٰ کو دیکھ لیں۔

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

مجلس مولود مجلس خیر وبرکت ہے درصورت کہ ان قیودات مذکورہ سے خالی ہو فقط بلا قید وقت معین وبلا قیام وبغیر روایت موضوع مجلس خیر وبرکت ہے صورت موجودہ جو مروج ہے بالکل خلاف شرع ہے اور بدعت ضلالہ ہے۔ ''**هكذا سمعت من أبي مولانا الحاج المحدث السهارنفوری المولوی احمد علي برد الله مضجعه وبهذا أفتى مولانا المرحوم محمد خليل الرحمن مدرس مدرسه اسلاميه سهارنپور**'' مجلس میلاد شریف بہیئت معلومہ مروجہ لاریب بدعت وممنوع ہے فقط۔[2]

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۵/۸/۲۲ھ)

---

(۱) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الذبائح": ج٦، ص: ٣٠٥؛ وجماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "المتفرقات": ج٥، ص: ٢٩٠؛ العيني، البنايه شرح الهداية: ج١١، ص: ٥٨٥.

(۲) رشيد أحمد گنگوهي، فتاوىٰ رشيديه: ص: ١١٤.

رضاخانی کی حقیقت کیا ہے؟

(۱۷)**سوال**: رضا خانی کون ہیں؟ ان کے نظریات کے بارے میں اہل حق کی کیا رائے ہے، وہ دائرہ اسلام میں داخل ہیں یا خارج، نیز ان کی نماز جنازہ پڑھنے والا گناہگار ہوگا کہ نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد حبیب، جموں

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال میں اگر رضا خانی سے مراد وہی شخص ہے جو مولانا احمد رضا خان بریلوی کو اعلیٰ حضرت مانتے ہیں تو اہل حق سے کچھ امور میں ان کا اختلاف ہے وہ مبتدع ہیں ان کے بعض نظریات سے اہل حق کو اتفاق نہیں ہے[1] اس کے باوجود وہ اسلام سے خارج نہیں اس لئے ان کی نماز جنازہ پڑھنے والے گناہ گار نہیں ہیں۔[2]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۸/۱۲/۲۵ھ)

اکابر کی بعض عبارتوں پر اعتراض:

(۱۸)**سوال**: ذیل میں ہمارے اکابرین کی ان کتابوں کی عبارتیں نقل کی جارہی ہیں جن کو لے کر علمائے بریلویت عوام کو گمراہ کررہے ہیں، امید کی جاتی ہے کہ ان عبارتوں کی حقیقت اور ان سے مستفاد ہونے والے عقائد کو قرآن وحدیث کی روشنی میں تحریر فرما کر عنداللہ ماجور ہوں گے۔

---

(۱) عن عائشة رضي اللّٰه عنها، قالت: قال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد. (مشكوة المصابيح، "كتاب الإيمان: باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول": ج۱،ص:۲۷،رقم:۱۴۰)

(۲) الذي تحرر أنه لا يفتى بتكفير مسلم أمكن حمل كلامه على محمل أو كان في كفره اختلاف ولو رواية ضعيفة. (ابن نجيم، البحر الرائق،"كتاب السير والجهاد: باب أحكام المرتدين": ج۵،ص:۱۲۵)

(۱) چوری، شراب خوری، جہالت وظلم سے انکار کرنا بھی کم عقلی سے ہے، حالاں کہ علم کلام والوں کا یہ اصول ہے کہ جن چیزوں پر بندے کو اختیار ہے ان پر اللہ کو بھی اختیار ہے، (ضمیمہ اخبار نظام الملوک مولوی محمود حسن دیوبندی)

(۲) جھوٹ ظلم اور تمام برائیوں میں اللہ تعالیٰ کی طرف دیکھتے ہوئے کوئی برائی ہی نہیں (جہد المقل ص ۷۷ مولوی محمود حسن دیوبند)

ان دونوں عبارتوں کو لے کر علمائے بریلویت عوام کو بہکاتے ہوئے کہتے ہیں کہ دیکھو دیوبندیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ (نعوذ باللہ) خدا چوری کرسکتا ہے، جھوٹ بول سکتا ہے، ظلم کرسکتا ہے، تمام گھناؤنے کام کرسکتا ہے۔(۱) اگر بعض غیب کے علم مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا خصوصیت ہے ایسا علم غیب تو زید وعمرو بکر بلکہ ہر بچے پاگل بلکہ تمام حیوانات اور جانوروں کو بھی حاصل ہے، (حفظ الایمان ص ۸) اس عبارت کو لے کر عوام کو کہتے ہیں کہ دیوبندیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ جو کچھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کا علم حاصل ہے اس میں حضور کی کوئی خصوصیت نہیں ایسا علم غیب تو تمام لوگوں بلکہ بچوں اور چوپایوں کو بھی حاصل ہے (۳) پکارنا، منتیں ماننا، نذر و نیاز کرنا اور ان کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا یہی ان بت پرستوں کا کفر وشرک تھا لہٰذا جو کوئی بھی کسی سے یہ معاملہ کرے چاہے اس کو اللہ کا بندہ مخلوق ہی سمجھے تو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہیں (تقویۃ الایمان ص ۶) اس عبارت کو لے کر لوگوں کو یہ سمجھاتے ہیں کہ دیکھو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا شفاعت کرنے والا جاننا ابوجہل کے برابر شرک ہے یہ ہے عقیدہ دیوبندیوں کا۔(۴) بڑا ہو یا چھوٹا ہر مخلوق اللہ کی شان کے آگے چمار سے زیادہ ذلیل ہے (تقویۃ الایمان ص ۱) اس عبارت کو لے کر عوام کو بہکاتے ہیں کہ دیکھو دیوبندیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ تمام اولیاء وانبیاء حتی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جیسی عظیم ہستی بھی اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے؟ (۵) اپنے خیال کو کسی بزرگ چاہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی طرف لے جانا اپنے بیل وگدھے کے خیال میں ڈوبنے سے زیادہ برا ہے (صراط مستقیم) (۶) یہ بار بار کی میلاد منانا ہندوؤں کی طرح ہے یا شیعہ لوگوں کی طرح ہے جو اہل بیت کی شہادت کی نقل ہر سال مناتے ہیں (براہین قاطعہ ص ۴۸) (۷) جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا

مالک ومختار نہیں (تقویۃ الایمان ص۳۲) اس عبارت کی کیا حقیقت ہے۔

المستفتی: محمد عین الحق، مرادآباد، یوپی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ اور اس طرح کے دیگر اعتراضات کے واضح جوابات سمجھنے کے لئے حضرت مولانا سرفراز خاں صفدر کی کتاب عبارات اکابر مطبوعہ مکتبہ مدنیہ دیوبند کا مطالعہ مفید ہوگا، اس تعلق سے کچھ اور کتابیں بھی ہیں۔ جو مخالفین کی الزام تراشیوں کو قطع کرنے کے لئے مفید ہیں، مذکورہ کتاب ''عبارات اکابر'' سہل اور مفید ہے۔ اسی طرح مولانا منظور نعمانیؒ صاحب کی کتاب ''فیصلہ کن مناظرہ'' بھی بڑی مفید ہے

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۲۲/۶/۴ھ)

الجواب صحیح:

خورشید عالم

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

❀ ❀ ❀

فصل خامس

شیعیت

شیعوں کے ساتھ روابط:

(۱۹)**سوال**: شیعہ کے ساتھ دوستی رکھنا، کھانا، پینا کیسا ہے، جب کہ شیعوں کے اعتقاد میں وحی میں غلطی ہوئی ہے اور وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت کے قائل ہیں اور حضرات شیخین کی توہین کرتے ہیں، ان کو گالیاں دیتے ہیں، کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: مولوی جہاں گیر، دادنگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شیعوں کا وہ گروپ جو حضرت جبریل علیہ السلام کے وحی لانے میں اور وحی کو صحیح مقام تک پہونچانے میں ان کی غلطی کا قائل ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت کو صحیح مانتا ہے اور حضرات صحابہؓ اور خصوصاً شیخین کی توہین کرتا ہے تو صراحتاً قرآن کا منکر ہونے کی وجہ سے اس گروپ پر فتویٰ کفر کا ہے؛ لیکن ہمارے علاقوں میں شیعہ عام طور پر ایسے نہیں ہیں؛ اس لئے مفتیان کرام ان کو مسلمان مانتے ہیں؛ کیونکہ ان کے عقائد پہلے گروپ جیسے نہیں ہیں، پس دوسری قسم کے شیعوں سے تعلقات، سلام وکلام اور ان کی دعوت قبول کرنا درست ہے، اگر وہ اپنے چند خاص پروگراموں میں بلائیں، تو قبول کر لینے کی صورت میں ان کے کسی غیر شرعی یا کسی بدعتی عمل میں شرکت نہ کی جائے اور صحیح بات تک لانے کی سعی کی جائے۔

اور اہانت شیخین جب کہ تمام صحابہؓ کا ان کی فضیلت پر اجماع ہے اور متعدد احادیث ان کی فضیلت میں ہیں اور اگر کوئی گروپ اس طرح کا ہے جو ان کی اہانت کا مرتکب ہو، تو مفتیان کرام نے

ایسے گروپ کو فاسق وفاجر کہا ہے۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۴/۸ھ)

شیعہ کے یہاں کھانا، پینا اور میل جول رکھنا کیسا ہے؟

(۲۰) **سوال:** شیعہ کے گھر کا کھانا کھانا کیسا ہے؟ شیعہ کی دکان پر کام کرنے والے کے لیے اس کے گھر کا کھانا کھانا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: شرافت علی، روڑکی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شیعہ کے گھر کا کھانا کھانے کی گنجائش ہے، البتہ ان کی غیر شرعی رسموں میں شرکت نہیں کرنی چاہئے۔ اسی طرح جو لوگ شیعہ کی دکان پر کام کرتے ہیں ان کے

---

(۱) بهذا ظهر أن الرافضي إن كان ممن يعتقد الألوهية في علي رضي الله عنه أو أن جبرائيل عليه السلام غلط في الوحي، أو كان ينكر صحبة الصديق، أو يقذف السيدة الصديقة فهو كافر لمخالفة القواطع المعلومة من الدين بالضرورة. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب النكاح: فصل في المحرمات، مطلب مهم في وطئى السراري'': ج۴، ص:۱۵۳)

فصل: وأما الشيعة فلهم أقسام، منها: الشيعة والرافضة والغالية والطارية ..... أما الغالية فيتفرق منها إثنتا عشرة فرقة منها البيانية والطارية والمنصورية والمغيرية والخطابية والمعمرية الخ ..... ومن ذلك تفضيلهم علياً رضي الله عنه على جميع الصحابة وتنصيصهم على إمامته بعد النبي صلى الله عليه وسلم وتبرؤهم من أبي بكر وعمر رضي الله عنهما وغيرهما من الصحابة الخ. (غنية الطالبين: القسم الثاني: العقائد والفرق، فصل في بيان مقالة الفرقة الضالة: ص:۱۷۹-۱۸۰)

نعم لا شك في تكفير من قذف السيدة عائشة رضي الله عنها أو أنكر صحبة الصديق رضي الله عنه أو اعتقد الألوهية في علي رضي الله عنه أو أن جبرئيل عليه السلام غلط في الوحي أو نحو ذلك من الكفر الصريح المخالف للقرآن. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الجهاد: باب المرتد، مطلب: فهم في حكم سب الشيخين'': ج۲، ص:۳۷۸)

لیے کھانا درست ہے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۵/۱۹ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

قرآن کریم کے چالیس پاروں کے قائل کا حکم:

(۲۱) **سوال**: ایک شخص مسلمان ہے وہ کہتا ہے کہ قرآن پاک کے چالیس پارے تھے، یہ قرآن پاک مکمل نہیں، ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: قاری علاؤالدین صاحب، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسا شخص سخت گنہگار ہوگا، چونکہ وہ شخص سنی مسلمان نہیں ہے، بلکہ شیعہ ہے اور یہ عقیدہ شیعوں کا ہے جو بے اصل اور بے بنیاد اور لغو ہے، قرآن جیسے نازل ہوا تھا، عہد نبوی سے لے کر آج تک اسی حالت پر موجود ہے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۳/۵/۲۸ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) الأول من الأقسام: سؤر طاهر مطهر بالاتفاق من غير كراهة في استعماله وهو ما شرب منه آدميٌّ ليس بفمه نجاسة ..... ولا فرق بين الصغير والكبير والمسلم والكافر والحائض والجنب. (الشرنبلالي، نور الإيضاح، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، "كتاب الصلاة": ص:۲۹)

(۲) إنا نحن نزلنا الذكر وإنا له لحافظون من التحريف والزيادة والنقصان ولا يتطرق إليه الخلل أبداً ويل للرافضة حيث قالوا قد تطرق الخلل إلى القرآن وقالوا إن عثمان وغيره حرقوه وألقوه منه عشرة أجزاء. (محمد ثناء الله پاني پتي، تفسير المظهري، "سورة الحجر: ۹": ج۵، ص:۱۵۵)

قال أبو محمد: القول بأن بين اللوحين تبديلاً كفر صحيح وتكذيب لرسول الله صلى الله عليه وسلم: (محمد بن عبد الكريم الشهرستاني، الملل والنحل، "ذكر شنع الشيعة": ج۴، ص:۱۳۹)

شیعہ کا مسجد میں کچھ دینا یا اس کے گھر کا کھانا کھانا:

(۲۲)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین، مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:

ایک مسجد کے مؤذن کے ہفتے میں دو دن کے کھانے کا انتظام ایک رافضی کے یہاں سے ہوا ہے کیوں کہ انہوں نے خود ہی پیشکش کی تھی جب کھانا ملنا شروع ہوگیا تھا تو کچھ مقتدیوں نے اعتراض کیا کہ شیعہ کے گھر کا کھانا لینا حرام ہے اور ایک شادی کے موقع پر ایک شیعہ نے مسجد میں جھاڑ فانوس بھی دیا تھا تو مسجد کے متولی صاحب کو لوگوں کے اعتراض کرنے پر احساس ہوا ایسی صورت میں اس کا مسجد میں لگانا کیسا ہے؟

اب اگر ان گھروں سے کھانا بند کرتے ہیں اور جھاڑ فانوس اتار کر رکھتے ہیں، تو یقیناً ان کو تکلیف ہوگی؛ لہٰذا اس سلسلے میں جواب بالصواب سے نوازیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: قاری سعید عالم، ناگل، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: غالباً مقتدیوں نے ان کے عقائد کی وجہ سے اعتراض کیا ہوگا جو شیعہ ضروریات دین کے منکر ہیں، وہ مسلمان ہی نہیں اور ایشیاء میں ایسے شیعوں کا وجود خال خال ہے جن کو مسلمان نہ کہا جائے، فقہاء نے تصریح کی ہے جو قذف عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ کے مرتکب نہیں اور الوہیت علی کے قائل نہیں اور ضروریات دین کے منکر نہیں وہ مسلمان ہیں۔ فقہاء نے ان کو صرف بدعتی لکھا ہے؛ اس لئے مقتدیوں کو بلا وجہ اعتراض نہیں کرنا چاہئے، بہر حال ان کے گھر کا کھانا جو کہ اپنی خوشی سے دیتے ہیں، تو امام ومؤذن کو لینا جائز ہوگا اور ان کی دی ہوئی چیزوں کو مسجد میں استعمال کرنا بھی جائز ہوگا[1]، وہ بھی قربت اور کار خیر سمجھ کر دیتے ہیں تو اس میں شبہ نہ کیا جائے؛ بلکہ قربت اور کار خیر سمجھ کر کافر بھی مسجد میں کچھ دیدے، تو اس کا لینا اور استعمال کرنا بھی جائز ہوگا؛ البتہ ایسا اختلاط جو اپنی دینداری پر اثر انداز ہو اس سے احتراز کرنا ضروری ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۲/۱۲/۱۵ھ)

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) وکل من کان من قبلتنا لا یکفر بھا حتی الخوارج الذین یستحلون دماء نا ..... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

شیعہ کی نماز جنازہ پڑھانے والے کی امامت:

(۲۳)**سوال**: ہماری مسجد کے امام جو حنفی ہیں وارثوں کے کہنے پر ایک شیعہ کی نماز جنازہ پڑھادی، اب لوگ اختلاف کرتے ہیں، یہ امر ان کا جائز تھا یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: مولوی قمرالاسلام، دربھنگوی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شیعوں کا وہ فرقہ یا وہ افراد جو غالی ہوں کہ حضرت جبریل علیہ السلام کے وحی لانے میں غلطی کے قائل ہوں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو متہم کرتے ہوں، یا دیگر نصوص شرعیہ کے منکر ہوں، تو وہ کافر ہیں۔ اور جو فرقہ ایسا نہ ہو، تو وہ کافر نہیں ہے [1] ان کی نماز جنازہ پڑھانے میں شرعاً کوئی قباحت نہیں ہے اور ان کی تجہیز وتکفین کرنے میں شرکت کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے [2]، مذکورہ شخص کو بلاوجہ شرعی متہم کرنا درست نہیں ہے۔

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۸/۸/۵ھ)

.....گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ.....وأموالنا وسب الرسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم وینکرون صفاته تعالیٰ وجواز رویته لکونه عن تاویل وشبهة قال الشامي: تحت قوله حتی الخوارج أراد بهم من خرج عن معتقد أهل الحق لا خصوص الفرقة الذین خرجوا عن الإمام علي رضي اللّٰہ عنه وکفروه فیشمل المعتزلة والشیعة وغیرهم. (ابن عابدین، الدر المختار مع رد المحتار، ''کتاب الصلاة: باب الأمامة، مطلب: البدعة خمسة أقسام'': ج۲،ص:۳۰۰)

(۱) الرافضي إذا کان یسب الشیخین ویلعنهما فهو کافر وإن کان یفضل علیا علیهما فهو مبتدع. (ابن عابدین، الدر المختار مع رد المحتار، ''کتاب الجهاد: باب المرتد، مطلب مهم: في حکم سب الشیخین: ج۶،ص:۳۷۷)

(۲) ولا یجوز الدعاء للمشرکین بالمغفرة ویجوز الدعاء بالمغفرة لجمیع المؤمنین جمیع ذنوبهم لغرض الشفقة علی إخوانه. (أحمد بن محمد، حاشیة الطحطاوي علی مراقي الفلاح، ''کتاب الصلاة: فصل في بیان سننها'':ص:۲۷۲)

ہندوستانی شیعہ مسلمان ہیں کہ نہیں؟

(۲۴)**سوال**: آج کے دور میں اکثر وبیشتر شیعہ حضرات جو ہندوستان ودیگر ممالک میں ہیں وہ مسلمان ہیں یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: قاری احسان الحق، کیرانہ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جوحضرات شیعیت میں غلوکرتے ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو برا کہتے ہیں یا جبریل علیہ السلام کے وحی لانے میں غلطی کے قائل ہیں وغیرہ کفریہ عقائد رکھتے ہیں وہ کافر ہیں اور جن کے عقائد کفریہ نہیں ہیں، وہ مسلمان ہیں اگر کسی خاص جماعت یا شخص کے بارے میں سوال مقصود ہو، تو اس کے موجود عقائد کی وضاحت کر کے سوال کرلیا جائے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۰/۷/۱۴۱۹ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

جوسنی شیعہ ہوجائے اس کے ساتھ کیسا معاملہ کرنا چاہیے؟

(۲۵)**سوال**: کچھ سنی مسلمان شیعہ ہوگئے، سنی مسلمانوں کو ان کے ساتھ کیا معاملہ کرنا

---

(۱)فصل: وأما الشيعة فلهم أقسام، منها: الشيعة والرافضة والغالية والطارية ..... أما الغالية فيتفرق منها إثنتا عشرة فرقة منها البيانية والطارية والمنصورية والمغيرية والخطابية والمعمرية الخ ..... ومن ذلك تفضيلهم علياً رضي اللّٰه عنه على جميع الصحابة وتنصيصهم على إمامته بعد النبي صلى اللّٰه عليه وسلم وتبرؤهم من أبي بكر وعمر رضي اللّٰه عنهما وغيرهما من الصحابة الخ. (غنية الطالبين: القسم الثاني: العقائد والفرق، فصل في بيان مقالة الفرقة الضالة:ص:۱۷۹-۱۸۰)

نعم لا شك في تكفير من قذف السيدة عائشة رضي اللّٰه عنها أو أنكر صحبة الصديق رضي اللّٰه عنه أو اعتقد الألوهية في علي رضي اللّٰه عنه أو أن جبرئيل عليه السلام غلط في الوحي أو نحو ذلك من الكفر الصريح المخالف للقرآن. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار،''كتاب الجهاد: باب المرتد، مطلب: فهم في حكم سب الشيخين'':ج۲،ص:۳۷۸)

چاہئے؟ان کے ساتھ نکاح کا تعلق یا قربانی میں شریک کرنا چاہئے کہ نہیں؟ان کے ساتھ کھانا، پینا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمود حسن، بجنور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جوشیعہ کسی نص قطعی کا منکر ہو، مثلاً: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگاتا ہو، یا صحابہ کرام پر تبرا کرتا ہو، یا قرآن کریم میں تحریف کا قائل ہو، یا وحی میں غلطی کا قائل ہو، وہ بلاشبہ کافر ہے اور جو ایسا نہ ہو وہ کافر نہیں ہے۔ اگر مذکورہ فی السوال شیعہ پہلی قسم یعنی کسی نص شرعی کا انکار کرنے والوں میں سے ہو، تو ان کو قربانی میں شریک کرنا یا ان کے ساتھ مناکحت کے تعلقات قائم کرنا شرعاً جائز نہیں۔ باقی ان کے ساتھ کھانا، پینا وغیرہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اگر مصلحۃً ہو کہ وعظ ونصیحت کا موقعہ ملے ان کو اہل سنت والجماعت کی حقانیت بتلانے کا موقعہ ملے اور اگر موالات کے طور پر ہو، تو ناجائز ہے، اسی طرح ان سے چندہ وغیرہ لینا کہ اگر کسی فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو شرعاً گنجائش ہے اور اگر ایسے شیعہ ہوں کہ ضروریات دین اور نصوص شرعیہ کے منکر نہیں؛ بلکہ فروعی اختلاف رکھتے ہوں، تو وہ چونکہ کافر نہیں ہیں؛ اس لئے ان سے مناکحت وغیرہ سب درست ہیں اور چونکہ شیعوں کا ایک بنیادی عقیدہ تقیہ ہے کہ اس کی وجہ سے ان کے عقیدے مخفی رہتے ہیں؛ اس لئے جہاں تک ہو سکے احتیاط لازم ہے۔ ہاں افہام وتفہیم کے طریقے حتی الامکان تلاش کئے جائیں۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۷/۱۲/۲۹ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) وإن كان يفضل علياً كرم الله وجهه علي أبي بكر رضي الله عنه لا يكون كافراً إلا أنه مبتدع. (جماعة من علماء الهند: الفتاوىٰ الهندية، "كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجباب الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بالأنبياء عليهم السلام": ج۲،ص:۲۷۶)

نعم لا شك في تكفير من قذف السيدة عائشة رضي الله عنها أو أنكر صحبة الصديق رضي الله عنه أو اعتقد الألوهية في علي رضي الله عنه أو أن جبرئيل عليه السلام غلط في الوحي أو نحو ذلك من الكفر الصريح المخالف للقرآن. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الجهاد: باب المرتد، مطلب مهم: في حكم سب الشيخين": ج۶،ص:۳۷۸)

شیعہ کا ذبیحہ حلال ہے یا نہیں؟

(۲۶)**سوال**: شیعہ مسلمان ہیں کہ نہیں اوران کا ذبیحہ حلال ہے کہ نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شہزاد علی، مظفرنگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شیعہ حضرات میں متعدد فرقے ہیں کچھ وہ ہیں جو اصول و نصوص کے صراحۃً منکر ہیں مثلاً اس کے قائل ہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام سے رسالت کو پہونچانے میں غلطی ہوئی ہے یا قرآن کریم میں تحریف کے قائل ہیں یا حضرت عائشہؓ پر لگائی گئی تہمت کو سچ مانتے ہیں وغیرہ۔ ایسے لوگ ایمان سے خارج ہیں ان کا ذبیحہ مردار ہے اس کو کھانا جائز نہیں ہے باقی جن حضرات پر کفر عائد نہیں ہوتا اور وہ شرعی طریقہ پر ذبح کریں تو ان کا ذبیحہ حلال ہے۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۸/۴/۱۷ھ)

اہل روافض کون ہیں، ان کا عقیدہ کیا ہے؟

(۲۷)**سوال**: اہل روافض کسے کہتے ہیں ان کا عقیدہ کیا ہے؟ اور ان کو فرقہ باطلہ میں

---

(۱) اور جو لوگ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خلفائے ثلاثہ پر صرف افضل مانتے ہیں ان کے ہاتھ کا ذبیحہ جائز ہے۔ (کفایت المفتی، ''باب الفرق'': ج۱، ص:۴۳۵)

وإن كان يفضل علياً كرم الله وجهه علي أبي بكر رضي الله عنه لا يكون كافراً إلا أنه مبتدع. (جماعة من علماء الهند: الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بالأنبياء عليهم السلام'': ج۲، ص:۲۷۶)

نعم لا شك في تكفير من قذف السيدة عائشة رضي الله عنها أو أنكر صحبة الصديق رضي الله عنه أو اعتقد الألوهية في علي رضي الله عنه أو أن جبرئيل عليه السلام غلط في الوحي أو نحو ذلك من الكفر الصريح المخالف للقرآن. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الجهاد: باب المرتد، مطلب فهم: في حكم سب الشيخين'': ج۴، ص:۱۳۵)

کیوں شمار کیا جاتا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عنایت اللہ، بنگلہ دیش

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شیعوں کو روافض کہتے ہیں۔فقہاء نے ان کو مبتدع لکھا ہے، کفر کا فتویٰ ان پر نہیں ہے [۱]۔البتہ جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بہتان لگاتے ہوں یا ضروریات دین میں سے کسی امر کے منکر ہوں، تو ان کے اس غلط عقیدے کی بناء پر ان پر کفر کا فتویٰ ہے۔اور یہی فرقہ باطلہ ہے۔ [۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۵/۳/۱۱ھ)

کیا شیعہ اثنا عشریہ اسلام میں داخل ہیں؟

(۲۸) **سوال**: دنیا میں بسنے والے شیعہ خصوصی طور پر شیعہ اثنا عشریہ اسلام میں شامل ہیں یا خارج؟ ان کے ساتھ مسلمانوں جیسا سلوک کیا جائے یا غیر مسلم جیسا مثلاً ان کی بیٹیوں سے نکاح اور ان کے جنازوں میں شامل ہونا وغیرہ؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شعیب، مرزاپور

---

(۱) وإن كان يفضل علياً كرم الله وجهه علي أبي بكر رضي الله عنه لا يكون كافراً إلا أنه مبتدع. (من جماعة علماء الهند: الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بتلقين الكفر'': ج۲،ص:۳۷۶)

(۲) إن جبرائيل عليه السلام غلط في الوحي أو كان ينكر صحبة الصديق أو يقذف السيدة الصديقة فهو كافر. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الجهاد: باب المرتد، مطلب مهم: في حكم سب الشيخين'': ج۶،ص:۱۳۷۸)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ہماری معلومات کے مطابق غالی شیعہ اثنا عشریہ کی معتبر کتابوں میں جوان کے عقائد مذکور ہیں ان کی وجہ سے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں، ان کی لڑکیوں سے نکاح وغیرہ سے گریز لازم ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱/۸:۱۴۳۹ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

شیعوں کے بائیکاٹ کے بعد سنی لڑکوں کے نکاح میں موجود شیعہ لڑکیوں کا کیا حکم ہے؟

(۲۹)**سوال**: منگلور میں جمعیت العباس نے ایک جلسہ عام کرایا جس میں مذکورہ برادری کے علاوہ دیگر مسلمانوں نے بھی شرکت کی تھی، اس جلسہ میں یہ طے پایا تھا کہ شیعہ حضرات سے کسی قسم کا تعلق، مثلاً: شادی بیاہ مرنے جینے میں نہیں رکھنا چاہئے اور نہ ان حضرات سے دعا سلام کا تعلق رکھنا چاہئے اور اس جلسہ عام میں منگلور کے محلّہ بندرٹول میں رہنے والے عباسی برادری کے ان لوگوں سے علیحدگی کا اعلان کیا گیا تھا، جو شیعہ مسلک اختیار کئے ہوئے ہیں، جن حضرات سے علیحدگی کا اعلان کیا گیا ہے ان کی لڑکیوں اور لڑکوں کے رشتے ایک عرصہ پہلے جوالا پور اہل سنت والجماعت برادری میں ہوئے تھے، جب یہ رشتے ہوئے تھے اس وقت سنی حضرات کو یہ علم نہیں تھا کہ جن حضرات سے علیحدگی کا اعلان کیا گیا ہے یہ شیعہ ہیں۔ اس کا پتہ اس جلسہ میں ہوا اعلان ہونے کے باوجود بھی ان کے رشتہ دار جوالا پور والے ان کے ہر کام میں شریک ہو رہے ہیں، ان شیعہ حضرات کے لڑکے ولڑکیاں جو شادی شدہ ہیں اور سنی حضرات کے یہاں بیاہی ہیں اپنے شیعہ

---

(۱) يجب إكفار الروافض في قولهم برجعة الأموات إلى الدنيا وبتناسخ الأرواح وبانتقال روح الإلٰه إلى الأئمة وبقولهم في خروج إمام باطن وهؤلاء القوم خارجون عن ملة الإسلام. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بالأنبياء عليهم السلام": ج۲،ص:۲۷۷)

عقیدے پر قائم ہیں اوران کے خاوند اپنے کوسنی کہتے ہیں،صورت مذکورہ میں کیا یہ لڑکے سنی ہیں یا شیعہ ہوگئے ہیں اوران کی بیویاں شیعہ ہی رہیں یا سنی بن گئیں،اگران لڑکوں سے یہ کہا جاتا ہے کہ جب آپ کی بیویاں اپنا عقیدہ نہیں چھوڑتیں،تو تم انہیں طلاق دیدو،تو یہ لڑکے اس کے لئے بھی تیار نہیں جن حضرات سے علیحدگی کا اعلان کیا گیا ہے وہ ان سے اپنا رشتہ بدستور قائم کئے ہوئے ہیں۔ صورت مذکورہ میں کیا یہ نکاح صحیح ہیں یا غلط ہیں اوراب اس صورت میں کیا کرنا چاہئے؟ اور یہ بھی فرمایئے کہ عام مسلمان سنی جماعت کو جنھوں نے ان کا سے علیحدگی کا اعلان کیا ہے انھیں ان لڑکوں سے علیحدگی کا اعلان کردینا چاہئے یا نہیں، یہ لڑکیاں طلاق حاصل کرنے کے لئے تیار ہیں،مگر اپنا عقیدہ بدلنے کو تیار نہیں۔شرعی حکم سے رہنمائی فرمائیں؟

فقط:والسلام
المستفتی:رئیس احمد،جوالا پور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شیعوں کا وہ فرقہ جوضروریات دین میں سے کسی امر کا منکر ہے[1] اورحضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں الوہیت کا قائل ہے یا حضرت جبرئیل علیہ السلام کے بارے میں غلط فی الوحی کا عقیدہ رکھتا ہے[2] یا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں قذف یعنی الزام وبہتان کا عقیدہ رکھتا ہے،تو وہ اسلام سے خارج ہے؛ لیکن جو شیعہ فضیلت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قائل ہیں وہ مسلمان ہیں،لیکن مبتدع ہیں،ایسے شیعہ افراد کی لڑکیوں سے سنی مرد کا نکاح جائز ہےاور جوافراد خارج اسلام ہوں ان کی لڑکیوں سے سنی کا نکاح جائز نہیں ہوگا اور جو حضرات شیعہ تفضیلیہ ہیں ان سے سنی لڑکی کا نکاح اس لئے مناسب نہیں ہوگا کہ اختلاف عقائد کی بنا پر مقاصد نکاح کے فوت ہونے کا قوی اندیشہ ہے۔مذکورہ صورت میں جن شیعہ

(۱) وإن أنكر بعض ما علم من الدين ضرورة كفر بها. (ابن عابدين، الدرالمختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة،''باب الإمامة'':ج۲،ص:۳۰۰)

(۲) بخلاف من أدعى أن علياً إله وأن جبريل غلط لأنه ليس عن شبهة واستفراغ وسع في الاجتهاد بل محض هوى. (''أيضاً'')

بخلاف ما إذا كان يفضل عليا أو يسب الصحابةؓ فإنه مبتدع لا كافر. (ابن عابدين. الدر المختار مع رد المحتار:ج۳،ص:۱۴۶)

لڑکیوں کا نکاح سنی مسلمان لڑکوں سے ہوا ہے ان نکاحوں کو صحیح کہا جائے گا اور اس کی وجہ سے جن سنی مسلمانوں نے لڑکیوں سے نکاح کیا ہے ان کو شیعہ نہیں کہا جائے گا، جب کہ وہ اپنے عقائد سنیہ پر قائم ہوں اور چونکہ یہ نکاح پہلے ہو چکے ہیں؛ اس لئے مذکورہ علیحدگی کے ضمن میں وہ مرد وعورتیں نہیں ان کو بھی اس اعلان میں شمار کرنا صحیح نہ ہوگا، ہر وہ طریقہ جو باعث فتنہ بنتا ہے اس سے رکنا اور روکنا ضروری ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

شیعہ سے قتال:

(۳۰)**سوال**: شیعہ سنی کے نام پر قتال کرنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالحمید، کشمیر

الجواب وباللہ التوفیق: قتل وقتال کی یہاں کوئی اجازت نہیں، شیعوں سے یا کسی اور جماعت سے کتنا بھی اختلاف ہو، غیر اسلامی ملک میں تو قتال کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے اور اسلامی ممالک میں شرعی احکام کے مطابق عمل ہوگا۔ رہا مسئلہ شیعہ کا تو ان میں الگ الگ طرح کے لوگ ہیں جو غالی شیعہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے وحی لانے میں غلطی کا عقیدہ درست سمجھتے ہیں، اسی طرح نصوص شرعیہ صریحہ کے منکر ہیں۔ وہی خارج از اسلام ہیں، باقی شیعہ، جو ایسے نہیں؛ بلکہ صرف نام کے شیعہ ہیں ان پر کفر کا فتویٰ نہیں ہے۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۳/۳/۵ھ)

(۱) الرافضي إن كان ممن يعتقد الألوهية في علي رضي الله عنه، أو أن جبرائيل عليه السلام غلط في

الوحي، أو كان ينكر صحبة الصديق، أو يقذف السيدة الصديقة فهو كافر لمخالفة القواطع المعلومة من الدين بالضرورة. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الطلاق: فروع طلق امرأته تطليقتين ولها منه": ج۳،ص:۴۶)

بخلاف ما إذا كان يفضل علياً أو يسب الصحابة فإنه مبتدع لا كافر. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "فروع طلق امرأته تطليقتين ولها منه": ج۳،ص:۱۴۶)

عن ابن عمر رضي الله عنه، قال: قال رسول الله عليه وسلم: إذا رأيتم اللذين يسبون أصحابي فقولوا: لعنة الله على شركم. (أخرجه الترمذي، في سننه، "باب": ج۵،ص:۶۹۷،رقم:۳۸۶۶)

الرافضي إذا كان يسب الشيخين، ويلعنهما، والعياذ بالله، فهو كافر. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين موجبات الكفر أنواع منها: ما يتعلق بالأنبياء عليهم السلام": ج۲،ص:۲۷۶)

فصل سادس

قادیانیت

کیا قادیانی خارج از اسلام ہیں؟

(۳۱)**سوال**: ایک مسلم ملک کے تمام علماء دین قادیانیوں کو کافر قرار دیتے ہیں جب کہ قادیانی یہ کہتے ہیں کہ ہمارا عقیدہ ''خاتم النبیین'' کے بارے میں وہی ہے جو حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت قاری طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ہے، جیسا: کہ اخباری کالم میں مصرح ہے ان کا یہ کہنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: رشید احمد قریشی، آگرہ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نصوص قطعیہ شرعیہ کے انکار اور اسلام مخالف عقائد کی وجہ سے باتفاق علماء حق قادیانی کافر اور خارج از اسلام ہیں۔ مذکورہ اخباری بیان مکر وفریب اور شعبدہ بازی ہے، مسلمانوں کو اپنے کفریہ عقائد کے جال میں پھنسانے کی سازش ہے، یہ بیان کوئی نئی بات نہیں ہے، اس طرح کی سازشیں اس جماعت کے بانی اور اس کے متبعین ابتداء سے کرتے چلے آرہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسی سازشوں سے ہم سب کی حفاظت فرمائے۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۸/۴/۵ھ)

---

(۱) ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَآ أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا﴾ (سورة الأحزاب: ۴۰)..... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

مرزا غلام احمد قادیانی اوران کے پیروکاروں کا حکم:

(۳۲)**سوال**: مرزا غلام احمد قادیانی اوراس کے پیروکاروں کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: مولانا محمد حبیب الرحمٰن، پنجاب

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مرزا غلام احمد قادیانی اور متبعین کے کفراور ارتداد میں کوئی شبہ نہیں ہے وہ بلاشبہ مرتد اور کافر ہیں؛ کیونکہ اس کا اپنی نبوت کو ثابت کرنا ہی کفر ہے مزید براں ختم نبوت کا انکار صریح کفر ہے؛ اس لئے وہ سب کافر ہیں۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۱۰/۲۷ھ)

.....گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ.....عن أبي أسماء عن ثوبان، قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: ..... وأنه سیکون في أمتي کذابون ثلاثون کلهم یزعم أنه نبي، وأنا خاتم النبیین لا بني بعدي. (أخرجه أبوداود، في سننه، "کتاب المهدي": ج۲،ص:۵۷۸،رقم:۴۲۵۲)

عن ابن شهاب، عن محمد بن جبیر بن مطعم، عن أبیه رضي اللّٰہ عنه، قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: لي خمسة أسماءٍ: أنا محمد، وأحمد وأنا الماحي الذي یمحو اللّٰہ به الکفر وأنا الحشر الذي یحشر الناس علی قدمي وأنا العاقب. (أخرجه مسلم، في صحیحه، "کتاب الفضائل: باب في أسمائه صلی اللّٰہ علیه وسلم": ج۲،ص:۲۶۱،رقم:۲۳۵۴)

قوله: (ولك دعوی النبوة بعده وهوی) ش: لما ثبت أنه خاتم النبیین علم أن من ادعی بعده النبوة فهو کاذب. (ابن أبي عز الحنفي، شرح العقیده الطحاوي: ج۱۱،ص:۱۶۶)

وقد أخبر تعالیٰ في کتابه، ورسوله في السنة المتواترة عنه: أنه لا نبي بعده، لیعلموا أن کل من ادعی هذا المقام بعده فهو کذاب افاك دجال ضال مضل. (ابن کثیر، تفسیر إبن کثیر: ج۶،ص:۴۳۱)

ولا یجوز من الکفر إلا من أکفر ذلك الملحد (أي: غلام أحمد القادیاني) بلا تلعثم وتردد. (محمد أنور شاه الکشمیري، إکفار الملحدین في ضروریات الدین: ج۱،ص:۱۰)

(۱) إعلم أن الإجماع قد انعقد علی أنه صلی اللّٰہ علیه وسلم خاتم المرسلین کما أنه خاتم النبیین وإن کان المراد بالنبیین في الآیة هم المرسلون. (الیواقیت والجواهر: ج۲،ص:۳۷).....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

امام کو قادیانی کہنا:

(۳۳)**سوال**: بکر شہر کا امام اور قوم کا مقتدیٰ ہے، زید کو اس سے کچھ مخاصمت ہوگئی جس کی وجہ سے زید نے بکر کے بارے میں کہا کہ وہ قادیانی ہوگیا ہے، مسلمانوں کو اس سے تعلق نہ رکھنا چاہئے اور اس کے پیچھے نماز بھی نہ پڑھنا چاہئے اور اس سے نکاح بھی نہ پڑھوایا جائے، جب کہ امام صاحب پکے حنفی اور اہل سنت والجماعت میں سے ہیں۔ اس کا یہ کہنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: شمیم احمد، بجنور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کسی مسلمان سنی حنفی پر بلا تحقیق ایسی تہمت لگانا کہ وہ قادیانی ہوگیا ہے، گویا اس کو کافر کہنا ہے اور حدیث شریف میں ہے کہ اگر کسی کو بلا وجہ کافر کہا؛ جب کہ وہ ایسا نہ ہو، تو وہ کفر اس پر لوٹتا ہے جس نے کہا ہے؛ نیز حدیث میں ہے مسلمان کو گالی دینا فسق ہے۔ الغرض زید اس صورت میں فاسق ہے، اس کو توبہ کرنی چاہئے اور جس پر تہمت لگائی ہے اس سے معافی مانگنی چاہئے۔

''قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم إذا قال الرجل لأخیہ یا کافر فقد باء بہ أحدھما''[1] نیز حدیث شریف: **''سباب المسلم فسوق وقتالہ کفر''**[2] **وقال اللّٰہ تبارك وتعالی: ﴿یٰٓأَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓی أَنْ یَّکُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْھُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓی أَنْ یَّکُنَّ خَیْرًا مِّنْھُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْٓا أَنْفُسَکُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْأَلْقَابِ ؕ**

.....گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ.....عن ثوبان: قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وإنہ سیکون في أمتي کذابون کلھم یزعم أنہ نبي وأنا خاتم النبیین لا نبي بعدي. (أخرجہ أبو داود، في سننہ، ''أول کتاب الفتن: ذکر الفتن ودلائلھا'': ج۲،ص:۵۷۴،رقم:۴۲۵۲)

ولا یجوز من الکفر إلا من أکفر ذلك الملحد (أي: غلام أحمد القادیاني) بلا تلعثم وتردد (مجموع رسائل کشمیري، إکفار الملحدین: ج۱،ص:۱۰)

(۱) أخرجہ البخاري، في صحیحہ، ''کتاب الأدب: باب من کفر أخاہ بغیر تأویل فھو کما قال'': ج۲، ص:۹۰۱،رقم:۶۱۰۳.

(۲) أخرجہ البخاري، في صحیحہ، ''کتاب الإیمان: باب خوف المؤمن من أن یحبط عملہ: ج۱،ص:۱۲،رقم:۴۸.

بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْإِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝﴾[1].

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۸/۲/۱۵ھ)

الجواب صحیح:

خورشید عالم

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

قادیانی فرقے کے خلاف کالم لکھنا:

(۳۴) **سوال**: شمالی ہندوستان میں قادیانی فرقے کی سرگرمیاں عروج پر ہیں، تازہ ترین صورت حال یہ ہے کہ لکھنؤ واطراف کے سینکڑوں بچے اس وقت قادیانیت کی گرفت میں ہیں، جوان قادیانیوں کے خرچ پر اتر پردیش اور پنجاب کے کالجوں میں تعلیم حاصل کررہے ہیں؛ نیز وہ ان میں اپنا لٹریچر پھیلا رہے ہیں، رسائل واخبارات کے ذریعہ وغیرہ وغیرہ۔ اس ضرورت کے پیش نظر احقر نے یہ ارادہ کیا ہے کہ ان کے باطل عقائد کے روبرو اہل سنت والجماعت کے قرآن وحدیث اور آثار صحابہؓ پر مبنی صاف ستھرے عقائد کو اپنے پندرہ روزہ رسالے اسلاف میں مضامین یا کالم کی شکل میں شائع کروں اور قادیانیوں سے بذریعہ خط وکتابت گفت وشنید کروں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد مصطفیٰ ندوی، دہلی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: فرقۂ باطلہ کی تردید اہم فریضہ ہے، جسے اہل حق ہر دور میں انجام دیتے رہے۔ قادیانیت ایک باطل فرقے کا نام ہے اس کا رد بھی اہم فریضہ ہے، ان کے عقائد اور دجل وفریب کو واضح کرکے لوگوں کو گمراہی سے بچانے کی کوشش ایک ممدوح سعی ہے، اس سلسلہ میں اکابر علماء کی بہت کتابیں طبع ہوکر منظر عام پر آچکی ہیں، مذکورہ فی السوال طریقہ بھی اس کے لئے بہتر ہے؛ لیکن تجربہ کار علماء کی نگرانی میں ہو، اسلام سچا اور کامل مذہب ہے اس کی ترجمانی اور اس کے

(۱) (سورۃ الحجرات:۱۱)

خلاف اور باطل کے رد کے لئے علم وسلیقہ بھی ضروری ہے۔[۱] ﴿وَلَا تَرْكَنُوْٓا إِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ﴾[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۹/۷/۴ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

قادیانیوں کے مسلم قبرستان میں تدفین کا حکم:

(۳۵) **سوال**: ما قول العلماء الكرام في الفرقة القاديانية التي تعتقد بنبوة الكذاب غلام أحمد القادياني وتنكر ختم النبوة سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم فما حكمهم وما حكم تدفينهم في مقابر المسلمين . أفتونا جزاكم الله خيرا.

فقط: والسلام
المستفتی: معرفت دفتر اہتمام

الجواب وبالله التوفيق: إن غلام أحمد القادياني قد ادعى الدعاوي الكاذبة و كذب النصوص الصريح من القرآن الكريم، والأحاديث الشريفة، هو واتباعه يفترون على جميع الأنبياء عليه السلام، وخاصة على سيدنا خاتم النبيين محمد صلى الله عليه وسلم، مثلاً: يعتقد أن محمداً صلى الله عليه وسلم ليس بخاتم النبيين بل يمكن أن يعتلى أحد على هذا المضب الشريف ويُنبّأ بوحى إلا له الواحد بعد محمد صلى الله عليه وسلم، أيضاً: وأنا (غلام أحمد قادياني) نبي

(۱) حضرات اکابر علماء دیوبند سے قادیانیوں کے خلاف باضابطہ کتابیں لکھنا ثابت ہے؛ چنانچہ مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ''البرہان'' نامی مستقل رسالہ: ۱۹۰۳ء میں مدرسہ عین العلم شاہجہاں پور سے جاری کیا اور اپنے شاگردوں کی ایک کھیپ اس میدان میں کام کرنے کے لیے تیار کی، اسی طرح حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانیؒ صاحب نے ختم نبوت نامی ایک کتاب لکھ دی ہے، نیز علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے تو باقاعدہ ختم نبوت پر ''اکفار الملحدین'' کے نام سے کتاب بھی لکھی اور عدالت میں جا کر مقدمہ بھی لڑے ہیں۔

(۲) سورۃ ھود: ۱۱۳.

كالأنبياء السابقين ولا يختلف إثنان في أن هذه العقيدة تخالف النصوص الإسلامية وتوجب التكفير والارتداد، أنظر إلى قوله تعالى: ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَآ أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝﴾ يقول إبن كثير: تحت هذه الآية فهذه الآية نص في أنه لا نبي بعده، وإذا كان لا نبي بعده فلا رسول بالطريق الأولىٰ لأن مقام الرساله أخص من مقام النبوة فإن كل رسول نبي، ولا عكس، وبذلك وردت الأحاديث المتواترة عن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم من أحاديث جماعة من الصحابةؓ ويقول الزمخشري في الكشاف: قلت: معني كونه آخرا لأنبياء أنه لا ينبأ أحد بعده، وعيسىٰ ممن ينبىء قبله وأخرج البخاري، والمسلم: إنه كانت بنواسرائيل تسوسهم الأنبياء كلما هلك نبي خلفه نبي، وأنه لا نبي بعده، وسيكون خلفاء دل كل ذلك إن من يعتقد ذلك فهو كافر وضال ومضل، يقول ملا على القاري: في شرح الفقه الأكبر: دعوى النبوة بعد نبينا صلى اللّٰه عليه وسلم كفر بالإجماع؛ فهذه: مثل من أمثال عقائد الباطلة الكثيرة التي تؤدي إلى الضلال المبين ولغلام أحمد القادياني عقائد أخرى باطلة تخالف القرآن الكريم وتواتر الأحاديث الشريفة وإجماع الطائفة التي على الحق منصورين من أمة خاتم النبيين محمد صلى اللّٰه عليه وسلم؛ لذلك اتفق العلماء والمفتيون الكرام شرقا وغربا على كفر وارتداد غلام أحمد قادياني ويعتقدون بضلالته ويقولون: إن من صدق بكذبه، أو أعانه على افساده الدين فهو كافر بلا ريب وخارج عن دائرة الإسلام بلا شبة ولذلك لا يجوز تدفين القاديانيين الذين يسمون أنفسهم تزويراً بالأحمديين في مقابر المسلمين ولأنه لا علاقه بهم بالإسلام والمسلمين الخ.[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) ﴿وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ﴾ (سورة الأحزاب:۴۰)

.....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

قادیانی کی تعریف کرنے والے کا حکم:

(۳۶)**سوال**: جولوگ غلام احمد قادیانی کونہیں مانتے ہیں وہ اگر چہ قادیانی تونہیں ہیں لیکن کسی دنیاوی مصلحت کی وجہ سے ان کی تعریف اس طرح کرتے ہیں کہ بڑے بااخلاق، مہمان نواز اوراپنی وضع کے پابندلوگ ہیں، توایسا شخص فاسق ہے یامرتد ہے۔

فقط: والسلام
مولانامقیم الدین قاسمی
دہلی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگران کا عقیدہ قادیانی کو نبی ماننے کانہیں ہے، تو وہ لوگ فاسق اور گناہ گار مسلمان ہیں، کیوں کہ قادیانی مرتد اور کافر ہیں، انکی تعریف اوران کی دعوت کرنے والا فاسق ہے، مرتد اور کافرنہیں ہے۔ چوں کہ قادیانی بے دین ہیں اور بے دین کی تعظیم کرنے والا فاسق ہوجاتا ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمداحسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۹/۱/۱۴۲۰ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

.....گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ.....سيكون في أمتي كذابون ثلاثون كلهم يزعم أنه نبي، وأنا خاتم النبيين لا بني بعدي. (أخرجه أبو داود، في سننه، "أول كتاب الفتن: ذكر الفتن ودلائلها": ج۲،ص:۵۷۴،رقم:۴۲۵۲)
دعوى النبوة بعد نبينا صلى الله عليه وسلم كفر بالإجماع. (أبو حنيفة، شرح الفقه الأكبر:۱۶۴)
(۱) قال الله تعالىٰ: ﴿ولا تركنوا إلى الذين ظلموا﴾ إليهم أدني ميل ..... فسر الميل بميل القلب إليهم بالمحبة وقد يفسر بما هو أعم من ذلك ..... ويشمل النهي حينئذ مداهنتهم وترك التغيير عليهم مع القدرة والتزي بزيهم وتعظيم ذكرهم ومجالستهم من غير داع شرعي ..... فتمسكم النار ..... (علامه آلوسي، روح المعاني: "سورة الهود" ج۷،ص:۲۳۱)
عن أنس رضي الله عنه، إذا مدح الفاسق غضب الرب تعالىٰ واهتزله العرش، رواه البيهقي في شعب الإيمان. (مشكوٰة المصابيح، "كتاب الأداب: باب حفظ اللسان والغيبة والشتم": ج۲،ص:۴۱۴،رقم:۴۸۵۹)
عن حذيفة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لا تقولوا للمنافق سيد فإنه إن يك سيداً فقد أسخطتم ربكم، رواه أبو داود. (مشكوٰة المصابيح، "كتاب الأداب: باب الأسامي": ج۲،ص:۴۰۹،رقم:۴۷۸۰)

قادیانی کے پیچھے نماز پڑھنا:

(۳۷)**سوال**: اگر ہم قادیانیوں کے پیچھے نماز پڑھیں تو نماز ہوگی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عمیر، لکھنؤ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قادیانیوں کے عقائد کفریہ کی بناء پر ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں۔ اگر پڑھ لی تو اعادہ لازم ہے۔[1]

الجواب صحیح:
امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۶/۴:۱۴۴۱ھ)

❀ ❀ ❀

(۱)دعوی النبوة بعد نبينا صلى الله عليه وسلم كفر بالإجماع. (أبو حنيفة، شرح الفقه الأكبر، مطلب يجب معرفة المكفرات:ص:۱۶۴)

ومن أدعى النبوة أو صدق من ادعاها فقد ارتد. (المغني إبن قدامة:ج۱۰،ص:۱۰۳)

قال المرغيناني تجوز الصلوٰة خلف صاحب هوى وبدعة ولا تجوز خلف الرافضي والجهمي والقدري والمشبهة ومن يقول بخلق القرآن ..... ومن أنكر المعراج ينظر أن أنكر الإسراء من مكة إلى بيت المقدس فهو كافر. (جماعة من علماء الهند: الفتاویٰ الهندية،"كتاب الصلوٰة: الباب الخامس: في الإمامة":ج۱،ص:۱۴۱)

بسم الله الرحمن الرحيم

باب دعوت و تبلیغ

دعوت وتبلیغ

کیا گشت کرنے پر سات لاکھ نوافل کا ثواب ملتا ہے؟

(۱)**سوال**: ایک واعظ نے اپنے وعظ میں کہا کہ دین کے راستہ میں گشت کرنا، نفل پڑھنے سے ساٹھ لاکھ زیادہ ثواب ملتا ہے اور حرم شریف میں دو رکعت نماز پڑھنے پر ایک لاکھ کا ثواب ملتا ہے، کیا کسی حدیث سے اس کا ثبوت ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عمر رضاء، سنت کبیر نگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسی کوئی حدیث نظر سے نہیں گذری، ہاں جہاد فی سبیل اللہ سے متعلق اس طرح کی کچھ احادیث ملتی ہیں۔ بعض اہل جماعت ان روایات کو مروجہ تبلیغ کی جانب منسوب کر لیتے ہیں یہ مناسب نہیں ہے، مگر اللہ تعالیٰ سے ثواب میں اضافے کی امید رکھنی چاہئے، لیکن مذکورہ تقابل جہالت ہے اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱:۶/۲۱ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)عن سهل بن معاذ عن أبيه رضي اللّٰه عنهما، قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إن الصلاة والصيام والذكر يضاعف على النفقة في سبيل اللّٰه بسبع مائة ضعف. (أخرجه أبو داود، في سننه، "كتاب الجهاد: باب تضعيف الذكر في سبيل اللّٰه": ج۱،ص:۳۳۸)

وعن علي وأبي الدرداء وأبي هريرة وأبي أمامة وعبد اللّٰه بن عمر وجابر بن عبد اللّٰه وعمران بن حصين رضي اللّٰه عنهم أجمعين كلهم يحدث عن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم أنه قال: من أرسل نفقة في سبيل اللّٰه وأقام في بيته، فله بكل درهم سبعمائة درهم ومن غزا بنفسه في سبيل اللّٰه وأنفق في وجهه ذلك، فله بكل درهم سبعمائة ألف درهم. ثم تلا هذه الآية: ﴿واللّٰهُ يُضاعفُ لمنْ يشاءُ﴾. رواه ابن ماجه. (مشكوٰة المصابيح، "كتاب الجهاد: الفصل الثالث": ج۲،ص:۳۳۵)

گشت نہ کرنے پر وعید بیان کرنا:

(۲)**سوال**: ایک امام صاحب نے اپنے وعظ میں کہا: اگر تم لوگ گشت کرنے والوں کے ساتھ نہ لگو گے اور وہ لوگ گشت سے تھک کر بیٹھ گئے جیسا کہ مکہ مکرمہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم فیل ہو گئے تھے (نعوذ باللّٰہ) یہ فیل کا جملہ استعمال کرنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شاہ نذر، مظفر نگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ ہجرت اپنی دعوت وتبلیغ کے ناکام ہونے کی وجہ سے نہیں کی تھی، بلکہ اللہ تعالیٰ تبارک وتعالیٰ کے حکم سے ہجرت فرمائی تھی؛ اس لئے مذکورہ واعظ کا یہ کہنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فیل ہو گئے تھے، یہ جہالت ہے۔ ایسا کہنا بالکل درست نہیں ہے؛ انہوں نے یہ جملہ دانستہ کہا ہو یا نادانستہ توبہ واستغفار لازم ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عارف قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۲:۳/۲۸ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

اعلاء کلمۃ اللہ اور دین کی خدمت کا ذریعہ صرف تبلیغ ہے:

(۳)**سوال**: زید جو کہ تبلیغی جماعت سے وابستہ ہے کہتا ہے کہ اعلاء کلمۃ اللہ اور دین کی خدمت

---

(۱)وعبد اللّٰہ بن عمر رضي اللّٰہ عنهما، قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: إن اللّٰہ لا یقبض العلم انتزاعاً ینتزعه من العباد، ولکن یقبض العلم بقبض العلماء حتی إذا لم یبق عالماً، اتخذ الناس رؤساً جهالاً فسئلوا فأفتوا بغیر علم فضلوا وأضلوا: متفق علیه. (مشکوة المصابیح،''کتاب العلم: الفصل الأول'': ج۱،ص:۳۳،رقم:۲۰۶)

وعن ابن عباس رضي اللّٰہ عنه قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: اتقوا الحدیث عني إلا ما علمتم، فمن کذب علي متعمداً فلیتبوأ مقعده من النار. رواه الترمذي. (مشکوة المصابیح،''کتاب العلم: الفصل الثاني'': ج۱،ص:۳۵،رقم:۲۳۲)

وعن ابن سیرین رحمه اللّٰہ قال: إن هذا العلم دین فانظروا عمن تأخذون دینکم، رواه مسلم. (''أیضاً'': ج۱،ص:۳۷،رقم:۲۷۳)

کاذریعہ صرف اورصرف تبلیغ کرنا ہےاورگشت کرنے پرسات لاکھ نمازوں کاثواب ملتاہے،کیایہ حدیث ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: قاری محمد یامین صاحب، میرٹھ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اعلاءکلمۃ اللہ اور دین کی خدمت کے متعدد طریقے ہیں۔ درس وتدریس بنیادی طریقہ ہےاوراس کے بھی متعدد درجات ہیں۔تصنیف وتالیف، وعظ وتقریراور دعوت وتبلیغ وغیرہ، پھر دعوت وتبلیغ کے بھی مختلف درجات ہیں، کسی ایک طریقہ میں ہی دین کومحدود سمجھنا غلطی ہے۔تذکیر کا طریقہ سہل ہے درس وتدریس مشکل ہےاورفقہ وفتاویٰ انتہائی نازک ودشوار ہے، کسی ایک طریقہ کواختیار کرنے کے بعد دوسرے طریقے کواختیار کرنے والوں کوکمتر سمجھنا بھی غلطی ہے؛ اس لئے کسی کا یہ کہنا کہ دین کے لئے یہی صورت لازم ہے، یہ درست نہیں ہے۔تبلیغ وغیرہ کا کام مسجد میں چلانے کی گنجائش ہے، بشرطیکہ احترام کی خلاف ورزی نہ ہو، سات لاکھ نمازوں کے ثواب والی حدیث اور دلیل نظر سے نہیں گذری خود بیان کرنے والے سے معلوم کیا جائے مزید اطمینان کے لئے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''دعوت وتبلیغ'' دیکھی جائے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۳۱/۶/۱۸ھ)

الجواب صحیح:

خورشید عالم

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)وعن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: كفىٰ بالمرء كذباً أن يحدث بكل ما سمع. رواه مسلم. (مشكوة المصابيح، ''كتاب الإيمان: باب الاعتصام بالكتاب والسنة، ''الفصل الأول'': ج۱،ص:۲۸،رقم:۱۵۶)

﴿وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۝﴾ (سورة آل عمران:۱۰۴)

وعن أبي سعيد الخدري رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إن الناس لكم تبع وإن رجالا يأتونكم من أقطار الأرض يتفقهون في الدين فإذا أتوكم فاستوصوا بهم خيرا.(أخرجه الترمذي، في سننه، ج۱،ص:۳۸رقم:۲۱۵)

وعن أنس رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من خرج في طلب العلم فهو في سبيل اللّٰه حتى يرجع. رواه الترمذي والدارمي. (مشكوٰة المصابيح،''كتاب العلم: الفصل الثاني'':ج۱،ص:۳۴،رقم:۲۲۰)

تبلیغ کے موجودہ طریقہ کے منکر کو فاسق یا کافر کہنا:

(۴)**سوال**: دعوت وتبلیغ کا جوسلسلہ آج پورے عالم میں پھیلا ہوا ہے ایک عالم دین نے یہ دعویٰ کیا کہ دعوت وتبلیغ کا عملی انکار کرنے والا فاسق ہے اور اعتقادی انکار کرنے والا کافر ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد سراج غازی صاحب، بمبئی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: تبلیغ دین فرض علی الکفایہ ہے[۱] اور جہاں جس قدر ضرورت ہو وہاں پر اس کی اہمیت اسی قدر ہوگی، قرآن کریم میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حکم صراحتاً مذکور ہے[۲] سب سے بڑا معروف ایمان اور سب سے بڑا منکر کفر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلام واحکام کی تبلیغ کا حکم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ ذمہ داری ہر زمانہ کے علماء وصلحاء کی ہے، لیکن تبلیغ کو کسی خاص مروجہ صورت کے ساتھ مقید کرنا درست نہیں ہے، بعض لوگ تبلیغ کی کوئی صورت متعین کر کے تمام احکام کو اس متعینہ صورت پر منطبق کر دیتے ہیں یہ درست نہیں ہے۔[۳]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۳۱/۶/۱۸ھ)

الجواب صحیح:

خورشید عالم

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

گشت کو نبیوں کا عمل قرار دینا:

(۵)**سوال**: ایک صاحب تبلیغی اجتماع میں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ گشت

---

(۱) إعلم أن تعلم العلم يكون فرض عين، وهو بقدر ما يحتاج إليه، وفرض كفاية، وهو ما زاد عليه لنفع غيره. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "مقدمة، مطلب في فرض الكفاية وفرض العين": ج۱،ص:۱۲۵)

إن العلماء اتفقوا على أن الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر من فروض الكفايات. (علامه آلوسي، روح المعاني: ج۴،ص:۲۱)

(۲)﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ﴾(سورة آل عمران:۱۱۰)

(۳) قال تعالىٰ: ﴿يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ آيٰتِه﴾ يعني القرآن ﴿ويزكيهم﴾ أي يأمرهم بالمعروف وينها هم عن المنكر لتزكوا نفوسهم وتطهر من الدنس والخبث الذي كانوا متلبسين به في حال شركهم وجاهليتهم ﴿ويعلهم الكتب والحكمة﴾ يعني القرآن والسنة. (ابن كثير: تفسير ابن كثير، "سورة آل عمران:۱۶۴": ج۲،ص:۱۴۳)

نبیوں کی سنت ہے، ہر نبی نے یہ کام گشت کے ذریعہ کیا ہے، بیان کے ذریعہ نہیں، اجتماع کے ذریعہ نہیں، فاقوں کے ذریعہ نہیں؛ کچھ آگے چل کر فرمایا: حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو ایک ہفتہ ذمہ داری سمجھ کر اپنی مسجد کے ماحول میں گشت کرتا رہے گا، تو ایمان پر مرنا خدا کی طرف سے طے ہے، جب موت آئے گی ایمان پر آئے گی اور اگر اس کے محلّہ میں عذاب آنا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کو دیکھ کر عذاب ہٹالیں گے اور اگر عذاب آنا طے ہے، تو اس شخص کو وہاں سے ہٹالیں گے اور اگر گشت نہیں کر رہا ہے اور چاہے کتنی بھی عبادت کر رہا ہو اللہ کی طرف سے ضمانت نہیں کہ موت ایمان پر آئے گی یا عذاب ہٹالیا جائے گا، یہ کیسا ہے؟

ایک صاحب نے تو گشت کو فرض عین سے بھی شدید بتایا، نہ کرنے والے کو گنہگار بتایا؛ پس یہ فرض ہے یا واجب ہے یا مستحب ہے۔ حکم صاف فرمائیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: مشتاق احمد، دہلی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اسلام کی صحیح ترجمانی اور اس کی اشاعت کی ذمہ داری انبیاء علیہم السلام کے رخصت ہوجانے کے بعد علماء پر عائد ہوتی ہے، اس ذمہ داری کو انبیاء نے بدرجۂ اتم پورا فرمایا: علم کے ذریعہ بھی، عمل کے ذریعہ بھی، اقوال سے بھی، افعال سے بھی، پوری حکمت ودانشمندی کے ساتھ اس فرض کو پورا فرمایا[1] اور اب یہ ذمہ داری علماء پر عائد ہوتی ہے کہ اسلام کو اپنے صحیح مفہوم کے ساتھ پیش کریں اس ذمہ داری کی سبکدوشی کے مختلف طریقے ہیں، ان میں سے ایک طریقہ تبلیغی جماعت کا بھی ہے، جس کا ایک مخصوص طریقہ ہے، مسلمانوں کو نماز، روزے سے قریب کرنے میں اس طریقہ نے بڑا اچھا اثر دکھایا، یہ اشاعت اسلام انبیاء علیہم السلام نے بھی اور ان کے بعد والے علماء نے بھی بیان، اجتماعات، ومدارس دینیہ، وغیرہ کے ذریعہ پروان چڑھائی، نیز احادیث میں بہت سی چیزیں اور اعمال ایسے ملتے ہیں جن پر ایمان پر خاتمہ کی خوش خبری ملتی ہے، نیز گشت مختلف طریقوں میں سے ایک ہے، جو اس کو چاہے اپنالے اور جو اس کے علاوہ دوسرا طریقہ دعوت، حکمت،

(۱) التذكير على المنابر للوعظ والاتعاظ سنة الأنبياء والمرسلين. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "فروع يكره إعطاء سائل المسجد": ج۶،ص:۴۲۱)

موعظت کے ساتھ اپنالے اس کو بھی مطعون نہیں کیا جاسکتا[1] اس وضاحت کے بعد عرض ہے کہ جن صاحب نے مذکورہ فی السوال تقریر فرمائی انہیں سے اس کی وضاحت طلب کی جائے، سیاق وسباق کی وجہ سے ہوسکتا ہے کہ مفہوم کچھ اور ہو یا کوئی لفظ ادھر ادھر ہوگیا ہو اگر کوئی کوتاہی ہوجائے اور جس سے کوتاہی ہو وہ مومن اور نیک ہو تو اس کو باعث نزاع بنانے سے بہتر وضاحت طلب کرنا ہے ورنہ درگذر کرنا ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۵/۷/۱۴۱۷ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

تبلیغی حلقہ میں بیٹھنا بڑا عمل ہے اور قرآن کی تلاوت چھوٹا عمل ہے:

(۶) **سوال**: (۱) بفضلہٖ تعالیٰ میں نماز پنجگانہ اکثر محلّہ مہردھگان باہر والی مسجد میں ادا کرتا ہوں میری عادت ہے کہ فجر کی نماز کے بعد جب امام صاحب تبلیغی جماعت کی منتخب احادیث پڑھ کر مسجد سے چلے جاتے ہیں تو میں ایک گوشہ میں پست آواز سے اشراق تک تلاوت قرآن پاک میں مشغول رہتا ہوں، ادھر تبلیغی جماعت والے ایک حلقہ لگا کر بیٹھ جاتے ہیں جس میں وہ تعلیم وغیرہ کرتے ہیں، تبلیغی جماعت والوں کو میرے اس عمل پر اعتراض ہے وہ کہتے ہیں۔ تبلیغی حلقہ چھوڑ کر قرآن پاک کی تلاوت کرنا ٹھیک نہیں ہے، قرآن پاک کی تلاوت کرنا چھوٹا عمل ہے اور ہمارا تبلیغی حلقہ بڑا عمل ہے، شیطان نے بڑے عمل سے ہٹا کر چھوٹے عمل میں لگا دیا تو کیا قرآن پاک کی تلاوت کرنا چھوٹا عمل ہے؟

(۲) ان کا کہنا ہے مشکوٰۃ شریف کی حدیث شریف ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ذکر کے حلقہ میں نہیں بیٹھتے تھے بلکہ تعلیم کے حلقہ میں بیٹھتے تھے تو کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی حلقہ میں تشریف فرما ہوں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک مجلس چھوڑ کر دوسرے ذکر

(۱) ﴿أُدْعُ إِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ أَحْسَنُ﴾ (سورة النحل:۱۲۵)

کے حلقہ میں مشغول ہوں یا کوئی صحابی دوسرا حلقہ لگاتے ہوں کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت بابرکت سے انحراف نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: وسیم احمد، بجنور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱،۲) قرآن کریم کی تلاوت بڑا عمل ہے اور جماعت والوں کا اعتراض کرنا غلط ہے آپ اپنے معمولات اور جماعت والے اپنے معمولات جاری رکھیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے تاہم اگر آپ ایسی ترتیب بنالیں کہ ان کے ساتھ تعلیم میں شرکت کرنے کے بعد اپنے معمولات میں لگیں تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے ایک دوسرے کے ساتھ پیار ومحبت سے پیش آنا ضروری ہے کسی معاملہ کو سنگین بنادینا کسی بھی صورت میں ہرگز جائز نہیں ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۳۹/۶/۲۱ھ)

الجواب صحیح:
محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال غفرلہ
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) عن محمد بن كعب القرطبي قال: سمعت عبد الله ابن مسعود رضي الله عنه يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من قرأ حرفاً من كتاب الله فله به حسنة، والحسنة بعشرة أمثالها، أما أني لا أقول: ﴿الم﴾ (البقرة:۱)حرفٌ، ولكن ألفٌ حرفٌ، ولام حرفٌ، وميمٌ حرفٌ. (أخرجه الترمذي، في سننه، "أبواب فضائل القرآن، باب من قرأ حرفاً من القرآن": ج۲،ص:۱۱۹،رقم:۲۹۱۰)

عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من قرأ القرآن وعمل بما فيه، ومات في الجماعة بعثه الله يوم القيامة مع السفرة والبررة. (أخرجه البيهقي، في شعب الإيمان: ج۳،ص:۳۷۶،رقم:۱۸۳۷)

عن عثمان رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: خير كم من تعلم القرآن وعلمه. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب فضائل القرآن: باب خيركم من تعلم القرآن": ج۱،ص:۷۵۲،رقم:۵۰۲۷)

قال النبي صلى الله عليه وسلم: إن أفضلكم من تعلم القرآن وعلمه. ("أيضاً": رقم:۵۰۲۸)

عن عثمان بن عفان رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: خيركم من تعلم القرآن وعلمه، قال أبو عبد الرحمن: فذاك للذي أقعدني مقعدي هذا، وعلم القرآن في زمن عثمان حتى بلغ الحجاج بن يوسف. هذا حديث حسن صحيح. (أخرجه الترمذي، في سننه، "أبواب فضائل القرآن، باب ما جاء في تعليم القرآن": ج۱،ص:۱۱۸،رقم:۲۹۰۷)

گشت کرکے نماز پڑھنے پر سات لاکھ نمازوں کا ثواب:

(۷)**سوال**: جو حضرات دعوت وتبلیغ سے جڑے ہوئے ہیں وہ کہتے ہیں کہ جو شخص گشت کرکے نماز پڑھتا ہے اس کو سات لاکھ نمازوں کا ثواب ملتا ہے اور حدیث یہ پیش کرتے ہیں مشکوٰۃ شریف کتاب الجہاد ص ۳۳۵ حدیث نمبر: ۳۸۵۲ میں موجود ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد ریان مسعود، دھولیہ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جہاد کے متعلق احادیث سے مروجہ گشت مراد لینا درست نہیں۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۲۳/۴/۱۴۳۷ھ)

الجواب صحیح:

محمد عمران گنگوہی

محمد اسعد جلال غفرلہ

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

اللہ کے راستہ میں نکلنے سے عذر پیش کرنا سنت کا مذاق اڑانا ہے:

(۸)**سوال**: دعوت وتبلیغ کے ساتھی کہتے ہیں کہ جس نے اللہ کے راستہ میں نکلنے سے عذر

---

(۱) عن ابن أبي الهذيل رضي اللّٰه عنه قال: قال أبو الدرداء رضي اللّٰه عنه: من رأى الغدوَّ والروّاح إلى العلم ليس بجهاد فقد نقص علقه رواية. (أبو عمر يوسف، جامع بيان القرآن: ج۱،ص:۱۵۲،رقم:۱۵۹)

عن أبي أمامة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: (الغدو والرواح إلى المساجد من الجهاد في سبيل اللّٰه. (سليمان بن أحمد، المعجم الكبير، "القاسم بن عبد الرحمن بن يزيد": ج۸،ص:۱۷۷،رقم:۷۷۳۹)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه: عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: من جاء مسجدنا هذا يتعلم خيراً أو يعلمه فهو كالمجاهد في سبيل اللّٰه، ومن جاء بغير هذا كان كالرجل يرى الشيء يعجبه وليس له. (أبو عبد اللّٰه الحاكم، المستدرك للحاكم، "فأما حديث عبد اللّٰه بن نمير": ج۱،ص:۱۶۸،رقم:۳۰۹)

عن سهل بن سعد الساعدي رضي اللّٰه عنه أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: من دخل مسجدي هذا ليتعلم خيراً أو ليعلمه كان بمنزلة المجاهد، في سبيل اللّٰه ومن دخله لغير ذلك من أحاديث الناس، كان بمنزلة من يرى ما يعجبه وهي شيء غيره. (سليمان بن أحمد، المعجم الكبير، "عبد العزيز بن أبي حازم": ج۶،ص:۱۷۵،رقم:۵۹۱۱)

پیش کیا گویا اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا مذاق اڑایا، کیا یہ درست ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد اقتدار، ہردوئی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال میں یہ وضاحت نہیں ہے کہ اللہ کے راستہ سے کیا مراد ہے؟ تاہم غزوہ خیبر میں ابتداءً حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عذر پیش کیا تھا؛ اس لئے عذر کرنے کو دین کی محنت کے مذاق سے تعبیر کرنا درست نہیں ہے۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۳۵/۸/۹ھ)

---

(۱) عن عبد الرحمن بن أبي ليلى قال: كان أبو ليلى يسمر مع علي فكان يلبس ثياب الصيف في الشتاء وثياب الشتاء في الصيف، فقلنا: لو سألته، فقال: إن رسول الله صلى الله عليه وسلم بعث إلي وأنا أرمد العين يوم خيبر، قلت يا رسول الله إني أرمد العين فتفل في عيني، ثم قال: اللهم إذهب عنه الحر والبرد، قال: فما وجدت حراً ولا برداً بعد يومئذ وقال: لأبعثن رجلاً يحب الله ورسوله، ويحبه الله ورسوله ليسَّ بفرار) فتشرف له الناس فبعث إلي علي فأعطاها إياه. (أخرجه ابن ماجة، في سننه، "المقدمة، باب في فضائل أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم، فضل علي بن أبي طالب رضي الله عنه": ج۱،ص:۱۲،رقم:۱۱۷)

عن زيد بن ثابت رضي الله عنه، قال: كنت إلى جنب رسول الله صلى الله عليه وسلم فغشيته السكينة فوقعت فخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم على فخذى، فما وجدت ثقل شيء أثقل من فخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم سرى عنه، فقال: (اكتب) فكتبت في كتفٍ ﴿لايَسْتَوِى الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (سورة النساء:۹۵) ﴿وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ (سورة النساء:۹۵) إلى آخر الآية، فقام ابن أم مكتوم، وكان رجلا أعمى لما سمع فضيلة المجاهدين، فقال يا رسول الله، فكيف بمن لا يستطيع الجهاد من المؤمنين فلما قضى كلامه غشيت رسول الله صلى الله عليه وسلم السكينة فوقعت فخذه على فخذى ووجدت من ثقلها في المرة الثانية، كما وجدت في المرة الأولى ثم سرى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: (اقرأ يا زيد) فقرأت ﴿لايَسْتَوِى الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (سورة النساء:۹۵)،فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ﴿غَيْرُ أُولِى الضَّرَرِ﴾ (سورة النساء:۹۵)،الآية كلها، قال زيدٌ: فأنزلها الله وحدها، فألحقتها، والذي نفسي بيده كأني أنظر إلى ملحقها عند صدع في كتف. (أخرجه أبو داود، في سننه، "كتاب الجهاد: باب في الرخصة في العقود من العذر": ج۱،ص:۳۳۹،رقم:۲۵۰۷)

قرآن پڑھنا پڑھانا فرض نہیں ہے، دینی تبلیغ فرض ہے:

(۹)**سوال**: ایک تبلیغی شخص کہتا ہے کہ قرآن پڑھنا پڑھانا فرض نہیں ہے، دینی تبلیغ فرض ہے۔ یہ کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: حاجی شمیم احمد، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ہر ایک مسلمان پر اتنا قرآن پڑھنا فرض ہے جس سے نمازیں درست ہوں اور مکمل قرآن پڑھنا بھی مطلوب ومسنون ہے، تعلیم کو بالکلیہ چھوڑ کر تبلیغ میں نکلنا یا بچوں کو نکالنا نادانی ہے اور تبلیغ بھی مطلوب ہے، لیکن تعلیم اہم ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱:۶/۱۱ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ أٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ﴾(سورة آل عمران:۱۶۴)

قال تعالىٰ: ﴿يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ أٰيٰتِهٖ﴾ يعني: القرآن ﴿وَ يُزَكِّيْهِمْ﴾ أي يأمرهم بالمعروف وينهاهم عن المنكر لتزكو نفوسهم وتطهر لمن الدنس والخبث الذي كانوا متلبسين به في حال شركهم وجاهليتهم ﴿وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ﴾ يعني: القرآن والسنة. (ابن كثير، تفسير ابن كثير ''سورة آل عمران:۱۶۴'': ج۲،ص:۱۵۸)

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنه، أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، قال: من يرد اللّٰه به خيراً يفقه في الدين وفي الباب عن عمر رضي اللّٰه عنه، وأبي هريرة رضي اللّٰه عنه، ومعاوية رضي اللّٰه عنه، هذا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ. (أخرجه الترمذي، في سننه، ''أبواب العلم: باب إذا أراد اللّٰه بعبد خيرا فقهه في الدين'': ج۲،ص:۹۳،رقم:۲۶۴۵)

عن أنس بن مالك رضي اللّٰه عنه، قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من خرج في طلب العلم فهو في سبيل اللّٰه حتى يرجع. هذا حديثٌ حسنٌ غريبٌ. (أخرجه الترمذي، في سننه، ''أبواب العلم، باب فضل طلب العلم'': ج۲،ص:۹۳،ص:۲۶۴۷)

عن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: من قرأ القرآن وعمل بما فيه ومات في الجماعة بعثه اللّٰه يوم القيامة مع السفرة والبررة. (أخرجه البيهقي، في شعب الإيمان: ج۳،ص:۳۷۶،رقم:۱۸۳۷)..... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

تبلیغی جماعت کے کام کو کارِ نبوت کہنا:

(۱۰)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین اس مسئلہ کے بارے میں:

کہ حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تبلیغ کے لئے جو سلسلہ شروع فرمایا تھا اور آج ایک باقاعدہ جماعت کی نگرانی میں اس کا کام پوری دنیا میں ہو رہا ہے، اس جماعت کو تبلیغی جماعت کہنا اور اس کے کام کو کارِ نبوت کہنا اور جماعت کا بانی حضرت مرحوم کو کہنا شرعاً صحیح ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں اس کا جواب مطلوب ہے۔

فقط: والسلام

المستفتی: عبدالقدوس مظاہری

مہتمم اشاعت العلوم ڈوئی والا

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱) تبلیغ کے لغوی معنی ہیں، ''کسی چیز یا بات کو دوسرے تک پہونچانا'' اور معنی شرعی ہیں، ''دین کی بات کو دوسروں تک پہونچانا'' یہ لفظ قرآن وحدیث میں اسی معنی میں استعمال کیا گیا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے ﴿يَاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ﴾[1] ''اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! دوسروں تک پہونچا دیجئے وہ سب کچھ جو اتارا گیا ہے آپ پر آپ کے رب کی طرف سے''۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ''بلغوا عني ولو آية''[2] میری بات دوسروں تک پہونچا دو اگرچہ وہ ایک ہی بات (حکم شرعی) ہو۔ مذکورہ آیت کریمہ اور حدیث میں حکم عام ہے جس میں اصل ایمان اور احکام اسلام دونوں کی تبلیغ داخل ہے، حضرت مولانا الیاس صاحب معتبر ومعتمد تھے انہوں نے دین کی بات دوسروں تک پہونچانے

.....گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ.....عن عثمان رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: خيركم من تعلم القرآن وعلمه. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب فضائل القرآن: باب خيركم من تعلم القرآن'': ج۲، ص:۷۵۲، رقم:۵۰۲۷)

قال النبي صلى الله عليه وسلم: إن أفضلكم من تعلم القرآن وعلمه. (''أيضاً'': رقم:۵۰۲۸)

(۱) سورة المائدة:۶۷. (۲) عبد الرحمٰن المباركفوري تحفة الأحوذي، ''كتاب العلم'': ص:۳۶۰.

کے لئے دعوت کے قرآنی اصول ﴿أُدْعُ إِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ﴾[1] پرعمل کرتے ہوئے اس دور کے حالات کے پیش نظر چنداصول کی روشنی میں بعض احکام شرعیہ کی تبلیغ کو اہم اور ضروری سمجھا اور اس کے بعد جماعت کے ذمہ دار حضرات علماء اس کی اتباع کرتے ہوئے کام کررہے ہیں اس لئے قرآن وحدیث کی روشنی میں اس جماعت کو تبلیغی جماعت کہنا بلا شک وشبہ صحیح ہے اور جماعت کی موافقت روزاول سے آج تک مسلک دیوبند کے ترجمان تمام مستند علماء نے کی ہے؛ بلکہ بعض اکابر نے حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اس کام کی غیر معمولی تحسین وتعریف بھی کی ہے۔

(۲) سوال اول کے جواب میں جو آیت کریمہ بیان کی گئی ہے اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک فرض منصبی اور کام تبلیغ کو قرار دیا گیا ہے اور آپ نے اس حکم کی مکمل تعمیل فرمائی حجۃ الوداع کے موقع پر آپ نے مفصل خطبہ دیا جس میں مختلف شعبہائے زندگی سے متعلق ضروری احکام بیان فرمائے اور آخر میں حاضرین کو مخاطب کرکے فرمایا ''ألا هل بلغت'' بتاؤ کہ میں نے تبلیغ کردی یا نہیں یعنی جو میرا فرض منصبی اور کام تھا وہ میں نے پورا کردیا یا نہیں؟ حاضرین نے جب تصدیق کردی ''قالوا: نعم'' تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اللهم أشهد'' اے اللہ آپ گواہ رہنا آپ کے اس ارشاد سے معلوم ہوتا ہے کہ تبلیغ کار نبوت ہے جس کو آپ نے بذات خود انجام دیا اور بعد میں آنے والے لوگوں کو یہ ذمہ داری سپرد کرنے کے لئے فرمایا: ''فليبلغ الشاهد الغائب''[2] چونکہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی قائم کردہ جماعت، تبلیغی جماعت ہے تو جماعت کا وہ کام جو مولانا مرحوم کے طے کردہ اصول کے مطابق ہوگا وہ بلا شک وشبہ کار نبوت کہلائے گا یعنی تبلیغ کا جو کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے انجام دیا اور اپنے بعد آنے والے لوگوں کے لئے اپنے ارشاد کے ذریعہ اپنے اس سلسلہ کو جاری رکھنے کی ہدایت فرمائی تبلیغی جماعت کا کام بھی اسی سلسلہ سے وابستہ ہے۔

(۳) حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دعوت کے قرآنی اصول کے پیش نظر اس دور کی ضرورت اور حالات کو پیش نظر رکھ کر تبلیغ کے لئے جو چند احکام شرعیہ کا انتخاب فرمایا اور تبلیغ کے لئے چند اصول وضع فرمائے، اور طریقہ کار تجویز فرمایا اس طریقہ وتبلیغ کے وہ بانی ہیں ان کو بانی

---

(۱) سورة النحل:۱۲۵.

(۱) مشكوة المصابيح، ''الفصل الأول'': ج۲،ص:۲۲۵،رقم:۲۶۵۹.

کہنے میں کسی قسم کا شرعی یا عقلی اختلاف واشکال نہیں ہے، مسلک دیوبند کے ترجمان تمام مستند علماء اس جماعت کے کام کے مفید ونافع ہونے کے نہ صرف یہ کہ قائل ہیں بلکہ مدارس دینیہ کے ذمہ دار حضرات مرکز نظام الدین دہلی سے رابطہ کر کے مؤقر شخصیات کو طلبہ میں وعظ ونصیحت کرنے کے لئے مدعو کرتے ہیں؛ چنانچہ دارالعلوم وقف بھی ہر سال اس کا اہتمام کرتا ہے جس کے نتیجہ میں دار العلوم وقف کے طلبہ اپنا معتد بہ وقت لگاتے ہیں شہر اور قرب وجوار میں جمعرات وجمعہ کو کام ہوتا ہے اور تعطیل کلاں میں زیادہ وقت لگاتے ہیں بلکہ چند سالوں سے یہ سلسلہ بھی شروع ہو گیا ہے کہ بعض طلبہ فراغت کے بعد پورا سال لگاتے ہیں جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرات علماء صرف قولاً ہی نہیں بلکہ عملاً جماعت کے موافق اور اس کام کو دین کی اہم ضرورت وخدمت اور عامۃ المسلمین کے لئے مفید ونافع سمجھتے ہیں اور مسلک دیوبند کے ترجمان تمام علماء اس پر متفق ہیں اور اگر کوئی شخص اس کے برخلاف اس جماعت کو تبلیغی جماعت کہنے اور اس کے کام کو کار نبوت کہنے اور حضرت مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ کو بانیٔ جماعت کہنے کی مخالفت کرتے ہوئے اس کو غلط کہتا ہے تو ہمارے نزدیک وہ شخص غلط فہمی میں مبتلا ہے اور خطا کار ہے۔

فقط: ''واللّٰہ أعلم بالصواب وهو يهدي إلى الصراط المستقيم''

کتبہ: محمد احسان قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
۲۷/۴/۱۴۲۲ھ

الجواب صحیح:
مولانا محمد سالم قاسمی
مہتمم دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
مولانا محمد نعیم قاسمی
شیخ الحدیث دارالعلوم وقف دیوبند

مولانا محمد انظر شاہ قاسمی
صدر مدرس دارالعلوم وقف دیوبند

مولانا خورشید عالم قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

مولانا محمد اسلم قاسمی
استاذ حدیث دارالعلوم وقف دیوبند

دین کے لیے تھوڑی دیر بیٹھنا ستر سال کی نفلی عبادت سے افضل ہے:

(۱۱)**سوال**: ایک تحقیق مطلوب ہے، عام طور سے یہ بیان کیا جاتا ہے کہ دین کے لئے

تھوڑی دیر غور وفکر کرنا ساٹھ رستر سال کی نفلی عبادت سے افضل ہے، دریافت طلب یہ ہے کہ یہ حدیث ہے یا کسی بزرگ کا قول یا اسکی کوئی سند ہے، رہنمائی فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عرفان عمر، سنت کبیر نگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسی کوئی روایت ہماری نظر سے نہیں گزری، ہوسکتا ہے کسی بزرگ کا قول ہو اور انھوں نے کسی خاص پس منظر میں کہا ہو؛ البتہ کار ثواب ہے، دین کی فکر میں لگے رہنا محبوب عمل ہے ''إن شاء اللّٰہ'' اس پر ثواب مرتب ہوگا۔[1]

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی
محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۲/۴:۱۴۳۹ھ)

کیا قرآن کریم کے بعد مقبول ترین کتاب فضائل اعمال ہے؟

(۱۲) **سوال:** کچھ لوگوں میں یہ بات مشہور ہے کہ قرآن پاک کے بعد مقبول کتاب فضائل اعمال ہے، تو کیا یہ درست ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد زاہد، شامی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سب سے افضل ومقدس کتاب قرآنِ کریم ہے، اس کے

---

(۱) ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''لیس بحدیث إنما هو كلام السری السقطی''. (المصنوع في أحاديث الموضوع: ص:۸۲)
رواه أبو الشيخ عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه مرفوعاً، وفي إسناده عثمان بن عبد اللّٰه القرشي وإسحاق بن نجيع المطلي كذّابان والمتهم به أحدهما، وقد رواه الديلمي من حديث أنس رضي اللّٰه عنه من وجه آخر: (الفوائد المجموعة: ص:۲۴۲، عمدة الأقاويل في تحقيق الأباطيل: ص:۲۴۷/۲۷۸)

بعد حدیث کی معروف کتاب بخاری اور مسلم شریف ہے۔[1] فضائل اعمال ہو یا دیگر کوئی کتاب ہو کسی کے بارے میں غلو درست نہیں، اگر سائل کی مراد یہ ہے کہ ہندوستان وغیرہ بعض ممالک میں قرآن کریم کے بعد زیادہ پڑھی جانے والی کتاب فضائل اعمال ہے، تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۳/۱۰/۱۷ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

والدین کی خدمت اور کاروبار کو توکل کے نام پر چھوڑنا:

(۱۳) **سوال**: کیا تبلیغی جماعت کے اصرار پر ایسا شخص چلوں میں جاسکتا ہے جس کے ذمے والدین کی خدمت، اولاد کی دیکھ بھال تعلیم وتربیت اور کاروبار بھی ہو ایک دن کی غیر حاضری باعث نقصان ہو یہ سب مانتے ہوئے یہ کہہ کر جانا سب کچھ اللہ کے توکل پر چھوڑ دو تو کیا یہ توکل سمجھا جائے گا اور اس طرح جانا درست ہوگا؟ بیّنوا وتوجروا

فقط: والسلام
المستفتی: مقصود علی، دہلی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس کو توکل سے تعبیر کرنا بھی بڑی غلطی ہے، حقوق اللہ تو اللہ تعالیٰ معاف کردے گا اگر کوئی دین میں کوتاہی کرے گا، لیکن حقوق العباد جو ذمہ میں رہ جائیں گے اللہ تعالیٰ ان کو معاف نہیں کرے گا، اگر صاحب حق معاف نہ کرے، تو آخرت میں مواخذہ ہوگا، حقوق واجبہ کو ترک کرکے جانے کی شرعاً ہرگز اجازت نہیں ہوگی، حقوق واجبہ میں کوتاہی کرنے اور

---

(۱) أول من صنف الصحيح البخاري أبو عبد الله محمد بن إسمعيل، وتلا أبو الحسين مسلم بن الحجاج القشيري ومسلم مع أنه أخذ عن البخاري واستفاد منه يشاركه في أكثر شيوخه، وكتاباهما أصح الكتب بعد كتاب الله العزيز. (مقدمة ابن الصلاح "النوع الأول من أنواع علوم": ص:۸۴)

وهما أصح الكتب بعد القرآن، والبخاري أصحهما واكثر هما فوائد. (تدريب الراوي في شرح تقريب النووي تفضيل صحيح البخاري على مسلم: ج۱، ص:۹۶)

جان بوجھ کرنقصان برداشت کرنے والا گنہگار ہوتا ہے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۰۹/۵/۳ھ)

کیا دین میں صرف تبلیغ کا شعبہ ہے یا اور بھی؟

(۱۴)**سوال**: کیا دین کا کام صرف تبلیغ والے کررہے ہیں جیسا کہ وہ کہتے ہیں یا دین کے اور بھی شعبے ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد آفاق، کشمیر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: دین کا کام کرنے کے متعدد طریقے ہیں نیز ایک ہی جماعت ہر ہر شعبہ میں کام کرے ایسا ہونا بھی مشکل ہے، کوئی کسی شعبہ میں کام کرتا ہے تو کوئی دوسرے شعبہ میں کام کرتا ہے حتی الوسع اخلاص کے ساتھ دین کا کام کرتے رہنا چاہئے باقی تفصیلات کے لئے کتابوں کا مطالعہ کریں۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۳۱/۳/۱۶ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)عن معاذ رضي اللّٰه عنه، قال: أو صاني رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: بعشر كلمات قال: لا تشرك باللّٰه شيئاً وإن قتلت وحرقت، ولا تعقّنّ والديك وإن أمراك أن تخرج من أهلك ومالك الخ: رواه أحمد. (مشكوٰة المصابيح،''كتاب الإيمان، باب الكبائر، الفصل الثالث'': ج۱،ص:۱۸)

وعن أبي ذر رضي اللّٰه عنه، عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: الزهادة في الدنيا ليست بتحريم الحلال ولا إضاعة، ولكن الزهادة في الدنيا أن لا تكون بما في يديك أو ثق بما في يدي اللّٰه وأن يكون في ثواب المصيبة إذا أنت أصبت بها أرغب فيها لو أنها أبقيت لك. رواه الترمذي. .....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

تبلیغی جماعت کو مدارس پر فوقیت دینا:

(۱۵)**سوال**: کیا موجودہ تبلیغی جماعت کو مدارس پر فوقیت دینا اور اس کام کی فضیلت ایک غیر شرعی وضع قطع والے شخص کے لئے اس کا بیان کرنا جائز ہے یا نہیں۔ اور یہ کہنا کہ آج دین اس کام کی برکت سے زندہ ہے جب کہ بانی تبلیغ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب نے مدارس وخانقاہوں پر اس کام کو فضیلت دینے سے منع کیا ہے اور حضرت مولانا زکریا صاحبؒ نے بھی اپنی کتاب ملفوظات کے ص ۳۲ پر لکھا ہے کہ یہ کام بہت اونچا ہے جو مدارس اور خانقاہوں میں نہیں ہے۔ موجودہ جاہل تبلیغی حضرات کی طرف سے مولانا محمد الیاس اور حضرت شیخ کی باتوں کا مذاق اڑایا جارہا ہے اور وہ سب کچھ کہا جارہا ہے جن سے ان حضرات اکابر نے منع کیا ہے کیا جماعت تبلیغ کے حضرات کو ایسا کہنا جائز ہے براہ کرم آپ تفصیل سے اس کا جواب عنایت فرمائیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: حافظ حبیب الرحمٰن، مرادآباد

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کون سی جماعت دین کا کتنا اور کس اہمیت کا کام انجام دے رہی ہے اس سلسلہ میں رجحانات مختلف ہیں، مدارس میں قرآن کریم کی تفسیر، قرآن، حدیث، اصول، فقہ، فتاویٰ اور ان کے مبادیات، ان کے لئے موقوف علیہ نحو وصرف میں تبحر کی تعلیم دی جاتی

.....گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ..... (مشکوٰۃ المصابیح، ''کتاب الرقاق: باب التوکل والصبر'': ج۲، ص:۴۵۳)

(۲)عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله عليه وسلم: الإيمان بضع وسبعون شعبة فأفضلها: قول لا إله إلا الله وأدناها إماطة الأذى عن الطريق والحياة شعبة من الإيمان: متفق عليه. (مشكوٰة المصابيح، ''كتاب الإيمان، الفصل الأول'': ج۱، ص:۱۲، رقم:۵)

وذلك الإيمان بالله، وصفاته، وحدوث ما دونه، وبملائكته، وكتبه، ورسله، والقدر، وباليوم الآخر، والحبّ في الله، والبغض فيه، ومحبّة النبي صلّى الله عليه وسلم واعتقاد تعظيمه، وفيه الصّلاة عليه، واتّباع سنّته، والإخلاص وفيه ترك الرياء، والنّفاق، والتوبة، والخوف، والرجاء، والشكر، والوفاء، والصبر، والرضا بالقضاء، والحياء، والتوكّل، والرحمة، والتواضع، وفيه توقير الكبير، ورحمة الصغير، وترك الكبر، والعجب، وترك الحسد والحقد، وترك الغضب، والنطق بالتوحيد، وتلاوة القرآن، وتعلم العلم وتعليمه، والدعاء، والذكرالخ. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ''كتاب الإيمان'': ج۱، ص:۷۰/۷۱، رقم:۵)

ہے جس پر دین کی بنیاد قائم ہے اور پھر اس کی تبلیغ واشاعت کا کام ہوتا ہے ہر زمانے میں اس کام کے کرنے والے موجود رہے ہیں، پس عوام کو مدارس کی تنقیص اور عیوب نکالنا نیز اس طرح کے مسائل میں پڑ کر وقت ضائع کرنا درست نہیں ہے اس سے تخریبی ذہن تیار ہوتا ہے جو مذموم اور باعث فساد ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۵/۱۲/۲۶ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

تبلیغ کو ہی دین کا کام سمجھنا علماء ومدارس کو اہمیت نہ دینا:

(۱۶)**سوال**: کچھ لوگ جو تبلیغ میں لگے ہوئے ہیں وہ اسی کو دین کا کام سمجھتے ہیں اور دینی مدارس وعلماء کو اہمیت نہیں دیتے اور کہتے ہیں یہ دین کا کام نہیں ہے۔

فقط: والسلام
المستفتی: مولوی باقی باللہ، بجنور

الجواب وباللہ التوفیق: ہر کام میں اعتدال مطلوب ہے، کسی نیک کام اور عبادت میں جو اعتدال سے تجاوز ہو وہ درست نہیں۔ درس وتدریس وغیرہ امور بھی دین کی اہم اور بنیادی

---

(۱) عن ابن عباس رضي اللّٰه عنه، أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، قال: من يرد اللّٰه به خيراً يفقه في الدين. (أخرجه الترمذي، في صحيحه، "أبواب العلم، باب إذا أراد اللّٰه شر بعبد خيراً فقهه في الدين": ج۲،ص:۹۳،رقم:۲۶۴۵)

عن أنس بن مالك رضي اللّٰه عنه، قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من خرج في طلب العلم فهو في سبيل اللّٰه حتى يرجع. هذا حديثٌ حسنٌ غريبٌ. ("أيضاً": باب فضل طلب العلم": ج۲،ص:۹۳،رقم:۲۶۱۰)

وعن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه عليه وسلم: الإيمان بضع وسبعون شعبة فأفضلها قول لا إله إلا اللّٰه وأدناها إماطة الأذى عن الطريق والحياء شعبة من الإيمان: متفق عليه. (مشكوٰة المصابيح، "كتاب الإيمان، الفصل الأول": ج۱،ص:۱۲،رقم:۵)

ضروریات ہیں؛ بلکہ عام مروجہ تبلیغ کا سرچشمہ ہیں[۱] اور مروجہ تبلیغ کی افادیت بھی مسلم ہے۔[۲] اور ضرورت ہر طبقہ وہر درجہ کی ہے۔اس لئے کہ دین اسلام پوری زندگی پر محیط ہے۔اوراس کے متعدد شعبہ جات ہیں۔ ہر شعبہ میں کام کی ضرورت ہے اور جو شخص ایک شعبہ میں کام کر رہا ہے اور دوسرے شعبہ کا شخص اس کی ذمہ داری ادا نہیں کر رہا تو اس کو اپنے شعبہ کے فرائض کی انجام دہی کو مقدم رکھنا چاہئے ''**لکل مقام مقال ولکل عمل رجال**''۔

تبلیغ جماعت میں چند افراد ایسے ہیں جن میں ضرورت سے زیادہ شدت ہے اور وہ مدارس کی ضرورت تک کا بھی انکار کر دیتے ہیں، ایسے افراد کی باتوں کو خاطر میں لائے بغیر اپنے فریضہ کو انجام دیا جائے کہ ہر جماعت کا ہر فرد اعتدال پسند اور معتدل مزاج نہیں ہوتا، حسب موقع درس وتدریس تقریر وتحریر اور مروجہ تبلیغ وغیرہ کے ذریعہ دین کی خدمات کو انجام دیتے رہنا چاہئے، عام حالات میں صرف مستحبات پر عمل کرنے کیلئے والدین کی رضا کے خلاف چلنا بھی اچھا نہیں ہے، مدرسین علماء واہل علم ان امور کی ضرورت کو اچھی طرح سمجھتے رہیں۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱/۷/۱۴۲۰ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

دعوت کو ام الاعمال قرار دینا:

(۱۷)**سوال**: تبلیغ والے یہ بتلاتے ہیں کہ دعوت وتبلیغ ام الاعمال ہے، دونوں جہان کے مسائل کا حل ہے اس کا کیا مطلب ہے؟ اور تبلیغ فرض عین یا کفایہ یا سنت کیا ہے؟

تبلیغی کام میں لگنے والوں کی تعداد علماء کی تعداد کی مناسبت سے کم ہے کیا بقیہ علماء سے جو اس کام

---

(۱) الأمر بالمعروف يحتاج إلى خمسة أشياء: ألأول العلم لأن الجاهل لا يحسن الأمر بالمعروف. (جماعة من العلماء الهند، الفتاوىٰ الهندية: ج۵،ص:۳۵۳)

(۲) من دل على خير فله مثل أجر فاعله. (أخرجه مسلم، في صحيحه، ''كتاب الإمارة: باب فضل إعانة الغازي في سبيل الله'': ج۲،ص:۱۳۷)

میں نہیں لگے ہیں پوچھ گچھ نہ ہوگی اور جو عالم اس کام میں لگے اور ہٹ گئے ان کی کیا سزا ہوگی؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد فیاض الدین، بہار

الجواب وباللّٰہ التوفیق: دعوت وتبلیغ کے متعدد ومختلف طریقے ہیں جو زمانہ اور احوال سے مختلف ہوتے رہتے ہیں دعوت وتبلیغ کے ہر گوشہ میں کام ہونا مطلوب ہے۔ وہ مختلف طریقے یہ ہیں کہ کوئی درس وتدریس میں مصروف ہے کوئی وعظ وتقریر میں کوئی نصیحت میں اور کوئی دین کی معمولی باتوں کی سمجھ رکھتا ہے اسی اعتبار سے اپنے کسی بھائی کو سمجھاتا اور نماز روزہ سکھاتا ہے یا اس کی ترغیب دیتا ہے۔ اس اعتبار سے تمام علماء دعوت وتبلیغ کے کام میں مشغول ہیں اور مدارس سے یہ کام اعلیٰ پیمانہ پر ہو رہا ہے تبلیغ ہر شخص پر لازم ہے اس کو تبلیغی جماعت کے مروجہ طریقے میں محدود کر دینا صحیح نہیں ہے۔ اور نہ ہی علماء اور مدارس پر اعتراض درست ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۲/۸ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

قرآنی تفسیر کے بجائے فضائل اعمال پر اصرار کرنا:

(۱۸) **سوال:** ہماری مسجد میں ایک عالم دین قرآن کریم کی تفسیر کرتے ہیں فجر کے بعد، تبلیغ سے وابستہ افراد کا اصرار ہے کہ اس وقت تفسیر کے بجائے تبلیغی نصاب یا فضائل اعمال پڑھی جائے کیا یہ اصرار کرنا درست ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: حافظ عبدالکریم، رامپور

---

(۱) فالفرض هو العلم بالعقائد الصحيحة ومن الفروع ما يحتاج. (محمد ثناء اللّٰه پاني پتي، تفسير المظهري: ج۴، ص:۳۴۳)

بلغوا عني ولو آية. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب الأنبياء: باب ما ذكر عن بني إسرائل'': ج۱، ص:۴۹۰، رقم:۱۹۸)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: دینی تعلیم وتربیت کے لئے اوراسلامی فکر پیدا کرنے کے لئے کوئی کتاب متعین نہیں ہے۔علماء دین ومتقدمین حضرات جس کتاب کومفید سمجھیں اس کو پڑھنا چاہئے کسی ایک ہی کتاب پراصرار بھی درست نہیں ہے۔نیز وقت کی تعیین بھی اکثر نمازیوں کا خیال رکھتے ہوئے کی جائے صورت مسئولہ میں ایک عالم تفسیر بیان کرتے ہیں جس کے مہتمم بالشان ہونے سے کسی کوانکارنہیں ہےاورعالم دین خوداس کی افادیت کوسمجھتے ہیں۔اس لئے جس وقت میں پہلے سے تفسیر ہوتی ہے اس میں رخنہ اندازی اوراختلافات بالکل درست نہیں کسی دوسرے وقت تبلیغی نصاب اورکبھی کوئی دیگر کتاب پڑھنی چاہئے۔[1]

فقط:واللہ اعلم بالصواب
کتبہ:محمداحسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۰/۸/۵ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

عورتوں کا دین کی باتیں سننے کے لیے دوسروں کے گھروں میں جانا:

(۱۹)**سوال**:عورتیں دوسروں کے گھروں میں جاتی ہیں دین کی باتیں سننے،کیا عورتوں کا اس طرح جانا درست ہے؟

فقط:والسلام
المستفتی:محمدعرفان خان،جوجھاری پور،سنت کبیرنگر

---

(۱) عن محمد بن كعب القرطبي قال: سمعت ابن مسعود رضي الله عنه يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من قرأ حرفاً من كتاب الله فله به حسنة، والحسنة بعشرة أمثالها أما اني لا أقول: ﴿الم﴾ (البقرة:۱) حرفٌ، ولكن ألفٌ حرفٌ، ولام حرفٌ، وميمٌ حرفٌ. (أخرجه الترمذي، في سننه، "أبواب فضائل القرآن، باب فمن قرأ حرفا من القرآن":ج۲،ص:۱۱۹،رقم:۲۹۱۰)

عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من قرأ القرآن وعمل بما فيه، ومات في الجماعة بعثه الله يوم القيامة مع السفرة والبررة. (أخرجه البيهقي، في شعب الإيمان:ج۳،ص:۳۷۶،رقم:۱۸۳۷)

عن عثمان رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: خير كم من تعلم القرآن وعلمه. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب فضائل القرآن: باب خيركم من تعلم القرآن":ج۲،ص:۷۵۲،رقم:۵۰۲۷)

قال النبي صلى الله عليه وسلم: إن أفضلكم من تعلم القرآن وعلمه. ("أيضاً":،رقم:۵۰۲۸)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اپنے گھر کے قریب کسی جگہ دینی بات اس انداز پر سننے کے لئے جانا کہ کسی فتنہ کا اندیشہ نہ ہو اور پردہ وغیرہ کا پورا انتظام ہو اس میں کوئی حرج نہیں [۱]، لیکن عفت وپاکدامنی کی حفاظت بہرحال مقدم ہے۔ [۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
۱۴۲۰/۴/۴ھ

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

غیر شادی شدہ عورت کا دینی کام کرنا:

(۲۰) **سوال**: ایک غیر شادی شدہ عورت ہے، جو دین کا کام کرتی ہے، عورت کے لئے کن شرائط کے ساتھ دین کا کام کرنے کی اجازت ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: مولوی محمد احسان صاحب، پنجاب

الجواب وباللّٰہ التوفیق: دینی کام کرنے کی تو غیر شادی شدہ کو بھی اجازت ہے [۳] لیکن پردہ کا پورا لحاظ رہے بغیر محرم یا غیر محرم کے ساتھ سفر نہ ہو [۴] اور کسی طرح بھی کسی فتنہ کا گمان نہ ہو، شرعی حدود میں رہ کر دین کا کام کیا جائے، مثلاً: گھر میں بچوں کو پڑھانا یا وہ قریبی عورتیں جو حدود شرع میں رہ کر آسکیں انھیں دین کی دیگر باتیں بتانا وغیرہ، لیکن واضح رہے کہ عورت کی عفت کی حفاظت شرعاً انتہائی اہمیت کی حامل ہے، عفت کو خطرہ میں ڈال کر کسی کام کی شریعت اجازت نہیں

(۱) قالت النساء للنبي صلى الله عليه وسلم غلب علينا الرجال فاجعل لنا يوماً من نفسك فوعدهن يوماً لقيهن فيه فوعظهن. (أخرجه البخاري، في صحيحه، كتاب العلم: باب هل يجعل للنساء يوم على حدة": ج۱،ص:۲۰،رقم:۱۰۱)

(۲) ﴿وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُوْلٰى﴾ (سورة الأحزاب:۳۳)

(۳) ﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً﴾ (سورة النحل:۹۷)

(۴) وعن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا تسافر إمرأة مسيرة يوم وليلة إلا ومعها ذو محرم. (مشكوة المصابيح، "كتاب الحج: الفصل الأول": ج۱،ص:۲۲۱،رقم:۲۵۱۵)

دیتی خواہ وہ کام بظاہر کتنا ہی بہتر معلوم ہو۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۰/۷/۷ھ)

عورتوں کا تبلیغ میں جانا:

(۲۱) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

عورتوں کے لیے تبلیغی جماعت میں جانا، اس کے لیے سفر کرنا درست ہے یا نہیں؟ مرکز نظام الدین کی طرف سے اس سلسلے میں خاص شرائط کے ساتھ جانے کی ہدایت ہے، جس میں محرم یا شوہر کے ساتھ پردے کے اہتمام کے ساتھ جانا ہوتا ہے پانچ یا چھ جوڑے ہوتے ہیں ٹرین وغیرہ میں عورتیں ایک کیبن میں ہوتی ہیں اور مرد حضرات دوسرے کیبن میں ہوتے ہیں اور کسی ایسے گھر میں قیام ہوتا ہے جہاں مرد نہ ہو یا کم از کم ان ایام میں مردوں کا گھر میں آنا جانا نہیں ہوتا ہے، جس گھر میں قیام ہوتا ہے عورتیں اس گھر میں خود دین سیکھتی ہیں اور محلّہ کی جو عورتیں آجاتی ہیں ان کو بھی دین کی باتیں بتاتی ہیں؛ لیکن گھر گھر جا کر گشت یا ملاقات نہیں کرتی ہیں جس طرح مرد حضرات کرتے ہیں اور نہ ہی وہ مشورہ کرتی ہیں؛ بلکہ ان کا مشورہ بھی مرد حضرات مسجدوں میں کرتے ہیں۔ موجودہ حالات میں جب کہ بے دینی کی عام فضا ہے اور دین سے بے رغبتی عروج پر ہے اور دینی تعلیم کے لیے؛ بلکہ عصری تعلیم کے لیے حضرات علماء نے پردے کی رعایت کے ساتھ گنجائش دی ہے۔ کیا دین سیکھنے لیے مروجہ تبلیغی جماعت میں ان کے مقرر کردہ شرائط کے ساتھ جانا درست ہے۔

فقط: والسلام
المستفتی: جناب عمر رضا صاحب، جوجھار پور، سنت کبیر نگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: دین کا سیکھنا جس طرح مردوں پر فرض ہے اسی طرح عورتوں کے لیے بھی دین کا سیکھنا فرض ہے، عہد نبوی میں عورتیں مسجد میں آتی تھیں اور دین کی باتیں

(۱) ﴿وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُوْلٰى﴾ (سورة الأحزاب:۳۳)

سیکھتی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے لیے ایک دن مخصوص کر دیا تھا جس میں آپ ان سے خطاب کرتے تھے،[۱] جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمیں عورتوں کی دینی تعلیم وتربیت کے حوالے سے حساس رہنا چاہیے غافل نہیں اور ایسا نظام جو مناسب اور قابل عمل ہو اس کو اختیار کرنا چاہیے، اس لیے تبلیغی جماعت کے جو اصول ہیں ان کی رعایت کے ساتھ تبلیغی جماعت میں سفر کرنے کی گنجائش معلوم ہوتی ہے، اس لیے کہ اپنی اصلاح کی کوشش کرنا یہ ضرورت میں داخل ہے جس کے لیے محرم کے ساتھ سفر کرنے کی اجازت معلوم ہوتی ہے[۲] جہاں تک یہ سوال ہے کہ عورتوں کا تبلیغ کے لیے سفر کرنا ثابت نہیں تو اس سلسلے میں عرض ہے کہ یہ سفر تبلیغ کے لیے نہیں؛ بلکہ تعلیم وتربیت کے لیے ہے، اور عہد نبوی میں عورتوں کا جہاد کے لیے سفر کرنا اور پانی وغیرہ کا نظم کرنا زخمیوں کی مرہم پٹی کرنا؛ بلکہ بسا اوقات جنگ میں حصہ لینا بھی ثابت ہے جب کہ جہاد کا سفر جہاد اور تبلیغ دونوں کے لیے ہوتا تھا یہی وجہ ہے کہ اکابر علماء کرام نے شرائط کے ساتھ عورتوں کے تبلیغ میں جانے کو جائز قرار دیا ہے۔ حضرت مفتی محمود صاحب گنگوہی فرماتے ہیں: تبلغی جماعت کا مقصد دین سیکھنا، اس کو پختہ کرنا اور دوسروں کو دین سیکھنے، پختہ کرنے کے لیے آمادہ کرنا ہے اور اس جذبہ کو عام کرنے کے لیے طویل طویل سفر بھی اختیار کیے جاتے ہیں جس طرح مرد اپنے دین کو سمجھنے اور پختہ کرنے کے محتاج ہیں عورتیں بھی محتاج ہیں اور گھروں میں عامۃ اس کا انتظام نہیں ہے اس لیے اگر لندن یا کسی بھی دور دراز مقام پر محرم کے ساتھ حدود شرع کی پابندی کا لحاظ رکھتے ہوئے جائیں اور کسی کے حقوق تلف نہ ہوں تو شرعا اس کی اجازت ہے؛ بلکہ دینی اعتبار سے مفید اور اہم ہے۔[۳]

مفتی احمد خاں پوری صاحب نے اپنے ایک فتوی میں مطلقا جواز نقل کیا ہے اور ایک دوسرے تفصیلی فتوی میں دونوں آراء کو نقل کرنے کے بعد جواز کے پہلو کو راجح قرار دے کر حضرت مولانا

---

(۱) قالت النساء للنبي صلى الله عليه وسلم غلب علينا الرجال فاجعل لنا يوماً من نفسك فوعدهن يوماً لقيهن فيه فوعظهن. (أخرجه البخاري، في صحيحه، كتاب العلم: باب هل يجعل للنساء يوم على حدة": ج۱،ص:۲۰،رقم:۱۰۱)

(۲) وعن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا تسافر إمرأة مسيرة يوم وليلة إلا ومعها ذو محرم. (مشكوة المصابيح،"كتاب الحج: الفصل الأول": ج۱،ص:۲۲۱،رقم:۲۵۱۵)

(۳) فتاوی محمودیہ،"عورتوں کے لیے تبلیغی سفر": ج۴،ص:۲۶۶.

یوسف صاحب کی ایک تحریر نقل کی ہے: مستورات کی تبلیغی جماعت میں مجھے بذات خود اپنی اہلیہ اور بیٹی کے ساتھ شرکت کا موقع ملا، مستورات کے تبلیغی عمل کا میں نے خود مشاہدہ کیا جس میں شریعت کے تمام احکام کی مکمل پابندی کی جاتی ہے اور پردے کے تمام احکامات کو ملحوظ رکھا جاتا ہے مستورات کی تبلیغ کے سلسلے میں تبلیغی جماعت کے اکابرین نے جو شرائط رکھے ہیں وہ مکمل شریعت کے مطابق ہیں اوران شرائط کی پابندی نہ کرنے والی مستورات کو تبلیغی عمل میں شرکت کی اجازت نہیں ہے ان تمام امور کے بعد میری سمجھ سے یہ بات بالاتر ہے کہ مستورات کی تبلیغی جماعت میں شرکت کے عدم جواز کا فتوی کیوں دیا جاتا ہے میری رائے میں مستورات کا اس طرح تبلیغ کے لیے جانا درست ہے، مستورات کی جماعتوں کی وجہ سے ہزاروں عورتوں کی اصلاح ہوگئی ہے اور بہت سی عورتیں جو بے حجاب کھلے بندوں بے پردہ نکلتی تھیں اور قرآن کریم نے جس کو تبرج الجاہلیۃ کہا ہے اس کا پورا پورا مظاہرہ کرتی تھیں الحمد للہ مستورات کو دیکھ کر ان کے پاس بیٹھ کر اوران کی دینی باتیں سن کر ان کی اصلاح ہوگئی ہے؛ اس لیے اس ناکارہ کے نزدیک تو شرائط مرتبہ کے مطابق نہ صرف مستورات کا تبلیغ میں نکلنا جائز ہے بلکہ ضروری ہے۔[1]

مفتی رشید احمد صاحب طویل بحث کر کے ''بصیرت فقیہ'' عنوان قائم کرتے ہوئے رقم طراز ہیں؛

بصیرت فقہیہ:

حضرات فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی عبارات مذکورہ سے ثابت ہوا کہ امور دینیہ کے لئے خواتین کے خروج کی ممانعت قرآن وحدیث میں منصوص نہیں؛ بلکہ ان حضرات نے اپنے زمانے کے حالات اور شیوع فتن وفسادات کی وجہ سے اصول شریعت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنی آراء وانظار کا اظہار فرمایا ہے؛ لہٰذا ان حضرات کا فیصلہ کوئی نص قطعی اور حرف آخر نہیں؛ بلکہ تغیر زمانہ سے اس میں ترمیم کی گنجائش ہے۔

دور حاضر میں غلبہ جہل اور دین سے بے اعتنائی اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ خواتین کے لئے ضروریات شرعیہ سے خروج کو مطلقاً ممنوع وحرام قرار دینا اور کسی بھی ضرورت شرعیہ کے لئے خروج کی اجازت نہ دینا اقامت دین کی بجائے ہدم دین ہے؛ چنانچہ اسی کے پیش نظر مجموع النوازل میں

(۱) محمود الفتاویٰ: ج۲،ص:۲۰۷.

مسائل شرعیہ معلوم کرنے کی ضرورت سے خروج کی اجازت دی گئی ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۱/۷:۱۴۴۲ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

عالمہ کا عورتوں کو وعظ ونصیحت کرنا:

(۲۲)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ میں:

ہمارے شہر میں ایک عالمہ ہیں، یعنی کتب تفاسیر واحادیث، مثلاً: جلالین شریف، ومشکوٰۃ شریف، کوعلمائے دین سے سبقاً سبقاً پڑھا ہے، وہ خواتین کو دین کی طرف بلانے اور دینی ذہن بنانے کے لئے وعظ ونصیحت بھی کرتی ہیں، جس میں علماء حق کی تفاسیر واحادیثِ صحیحہ کی تشریح سے استفادہ کرتی ہیں۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ عورت کے اوپر امر بالمعروف نہی عن المنکر کا فریضہ عائد نہیں ہوتا، بلکہ یہ فرض صرف مردوں کا ہے، نیز عورتیں دینی وعظ ونصیحت کو سنیں گی تو وہ فعلِ حرام کا ارتکاب کریں گی از روئے شرع مسئلہ سے آگاہ کریں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد انتظار، نوگاؤں

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جس عورت نے تفسیر وحدیث کی کتابیں پڑھی ہوں اس کو اپنی معلومات کے تحت وعظ ونصیحت اور مسئلہ بتلانے کا حق ہے، ازواج مطہراتؓ میں سے بعض نے مسائل بھی بتلائے ہیں[2] اور احادیث بھی بیان کی ہیں اور یہی معمول دیگر صحابیاتؓ کا رہا ہے اور صحابہؓ نے بھی ان سے مسائل معلوم کئے ہیں اور ان سے اخذ علم کیا ہے اور وہ مسائل آج بھی معمول بہا ہیں ان کے سوا بھی قرونِ ثلاثہ کے بعد عورتوں کے علم سے مردوں نے استفادہ کیا ہے، عورتوں نے بھی

(۱) احسن الفتاویٰ: ج۸، ص:۵۸.

(۲) وكان النساء يبعثن إلى عائشة رضي الله عنها بالدرجة فيها الكرسف فيه الصفرة من دم الحيض يسئلنها عن الصلوٰة. (مؤطا إمام مالك ''باب طهر الحائض'':ص:۲۰)

علوم دینیہ کے حصول میں بہت محنت کی [۱]۔ بدائع الصنائع جس کے بارے میں علامہ شامی لکھتے ہیں کہ ہماری کتابوں میں اس کی نظیر نہیں ہے۔ صاحب بدائع جو فتوے لکھتے تھے ان کے فتووں پر ان کی لڑکی کے دستخط تصحیح کے لئے ہوتے تھے۔ اور قوم اسی کو زیادہ معتبر مانتی تھی؛ اس لئے سوال میں جو باتیں مذکورہ عالمہ کے بارے میں کہی گئی ہیں وہ غلط ہیں اور اس کی علمی استعداد وہی ہے جو سوال میں لکھی گئی ہے، تو بلا شبہ اس کو وعظ ونصیحت کرنے کا عورتوں کی مجلس میں حق ہے اور عورتوں کا اس اجتماع میں شرکت کرنا جائز ہے۔ فتویٰ میں ذاتی رائے کا استعمال کرنا (خصوصاً جب کہ وہ غلط پروپیگنڈے یا ذاتی عناد پر ہو) قطعاً جائز نہیں ہے۔ اور بغیر دلیل کے کسی کے قول کو صحیح اور معتبر نہیں مانا جاسکتا علوم دینیہ کا حصول عورتوں کے لئے ضروری ہے [۲] اگر کوئی عورت وعظ وتبلیغ کے ذریعہ سے علم دین کی اشاعت کا کام انجام دے رہی ہے، تو اس کو روکنا جائز نہیں ہے۔ [۳]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۳/۱/۱۸ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

عورتوں کا گھر گھر جا کر تبلیغ کرنا کیسا ہے؟

(۲۳) **سوال**: عورتوں کو گھر گھر جا کر تبلیغ کرنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبید الرحمٰن دیوبند

---

(۱) إن إحدى بنات السمر قندي كانت تسمى فاطمة وكانت نسيج وحدها في جمال صورتها وسعة علمها وفقهها وكانت ثاقبة النظر مفرطة الذكاء حتى كانت تحفظ تحفة الفقهاء عن ظهر قلبها. (أدلة الحنفية: ج۱، ص:۷)

(۲) طلب العلم أي الشرعي فريضة أي: مفروض فرض عين على كل مسلم أو كفاية والتاء للمبالغة أي ومسلمة كما في رواية. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، "كتاب العلم: الفصل الثاني": ج۱، ص:۲۸۴، رقم:۲۱۸)

(۳) المؤمنون والمؤمنات بعضهم أولياء بعض، يويد بعضهم بعضا في طاعة الله وإعلاء دينه يأ مرون بالمعروف بالإيمان والطاعة وينهون عن المنكر عن الشرك والنفاق ومعصية الرسول واتباع الشهوات. (محمد ثناء الله پاني پتي، تفسير المظهري، "سورة التوبه:۷۱": ج۴، ص:۲۴۲)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر کسی فتنہ کا خطرہ نہ ہو اور پردہ وغیرہ تمام شرائط کا لحاظ رکھا جائے، تو تبلیغ کے لئے دوسرے کے گھر جا کر سمجھانا درست ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۱۱/۱۱ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

تبلیغِ دین کا ذریعہ صرف جماعت ہی ہے کیا؟

(۲۴) **سوال**: دعوت وتبلیغ کے لئے کیا جماعت میں جانا ہی ضروری ہے اور کیا تبلیغ دین کا ذریعہ صرف جماعت ہی ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد تاج الدین

الجواب وباللّٰہ التوفیق: امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے متعدد طریقے ہیں جن میں سے ایک طریقہ مروجہ تبلیغ ہے لیکن مروجہ تبلیغ ہی کو مخصوص کر لینا غلط ہے۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۶:۱۲/۲ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) يباح لها الخروج إلى ما دون السفر بغير محرم وإذا وجدت محرما لم يكن للزوج منعها. (المرغيناني، هداية، "كتاب الحج": ج۱،ص:۲۳۳)

المؤمنون والمؤمنات بعضهم أولياء بعض، يويد بعضهم بعضا في طاعة الله واعلاء دينه يأ مرون بالمعروف بالإيمان والطاعة وينهون عن المنكر عن الشرك والنفاق ومعصية الرسول واتباع الشهوات. (محمد ثناء الله پاني پتي، تفسير المظهري، "سورة التوبه:۷۱": ج۴،ص:۲۴۲)

(۲) ﴿وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝﴾ (سورة آل عمران:۱۰۴)..... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

امام ومدرس کے لئے جماعت میں جانے کا کیا حکم ہے؟

(۲۵)**سوال**: امام ومدرس کے لئے جماعت میں جانے کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: وصی احمد، چمپارنی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسی صورت اختیار کی جائے کہ تعلیم وغیرہ کا نقصان نہ ہو، اگر امامت وتعلیم کا متبادل نظم ہو سکے، تو جماعت میں جانے میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن مذکورہ شخص اگر ملازم ہے، تو شرائط ملازمت کی پابندی ضروری ہے۔[1]

الجواب صحیح:

خورشید عالم

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۲۸:۱۲/۳۰ھ)

تبلیغی احباب کا مسجد کے باہر کھڑے ہو کر دعاء کرنا:

(۲۶)**سوال**: تبلیغی جماعت والے نماز کے بعد جب گشت یا ملاقات کے لئے جاتے

.....گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ.....﴿وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ إِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ إِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ۝﴾ (سورة فصلت:۳۳)

﴿وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ إِلَى اللّٰهِ﴾ أي إلى توحيده تعالىٰ وطاعته والظاهر العموم في كل داع إليه تعالىٰ وإلى ذلك ذهب الحسن ومقاتل وجماعة. (علامه آلوسي، روح المعاني،"سورة فصلت:۳۳":ج۱۳،ص:۱۸۸)

(۱)عن ابن عباس رضي اللّٰه عنه، قال تدارس العلم ساعة من الليل خير من إحيائها، رواه الدارمي. (مشكوٰة المصابيح، "كتاب العلم: الفصل الثالث":ج۱،ص:۳۶،رقم:۲۵۶)

وعن عبد اللّٰه بن عمرو رضي اللّٰه عنهما، أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم مر بمجلسين في مسجده فقال كلاهما على خير وأحدهما أفضل من صاحبه أما هؤلاء فيدعون اللّٰه ويرغبون إليه فإن شاء أعطاهم وإن شاء منعهم وأما هؤلاء فيتعلمون الفقه أو العلم ويعلّمون الجاهل فهم أفضل وإنما بعثت معلماً ثم جلس فيهم. رواه الدارمي. ("أيضاً":رقم:۲۵۷)

(فهم أفضل)لكونهم جامعين بين العبادتين وهما الكمال والتكميل فيستحقون الفضل على جهة التبجيل. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح،"كتاب العلم، الفصل الثالث":ج۱،ص:۴۷۰،رقم:۲۵۷)

ہیں، تو اس سے پہلے مسجد سے باہر نکل کر کھڑے ہوکر دعا مانگتے ہیں، شرعی نقطہ نظر سے اس کی کیا حیثیت ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد سلمان، کیرانہ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اللہ تعالیٰ سے دعا مسجد میں اور مسجد سے باہر درست ہے، کھڑے ہوکر بھی دعا کرنا صحیح ہے۔ مذکورہ طریقہ پر دعا کرنے میں کوئی وجہ ممانعت نہیں، البتہ اسے شرعی لازمی حکم سمجھنا درست نہیں۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۸:۱۲/۳۰ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

چلے میں جانا کیسا ہے؟ فرض، سنت، نفل، واجب، یا مستحب؟

(۲۷)**سوال:** تبلیغی جماعت میں چلے میں جانا کیسا ہے فرض، سنت، نفل، واجب، یا مستحب؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد صفوان، کرمابستی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: احکامِ الٰہی پر عمل پیرا ہونا انسان پر لازم وفرض ہے اور ان

---

(۱)﴿فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ﴾(سورة النساء:۱۰۳)
﴿وَذَا النُّوْنِ إِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ أَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ إِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ۚ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۝﴾(سورة الأنبياء:۸۷- ۸۸)
وعبد اللّٰه الخطمي رضي اللّٰه عنه قال: كان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إذا أراد أن يستودع الجيش قال: استودع اللّٰه دينكم وأمانتكم وخواتيم أعمالكم: رواه أبو داود. (مشكوٰة المصابيح،''كتاب أسماء اللّٰه تعالىٰ: باب الدعوات في الأوقات، الفصل الثاني'':ج۱،ص:۲۱۴)

سے اعراض شرعاً وعقلاً ناجائز ہے وہ طریقے اپنانا جن سے احکام الٰہی پر عمل میں مدد ملے یا دوسروں کو اس سے فائدہ پہونچے یہ بھی انسان پر لازم ہے کہ خود بھی رضائے الٰہی کے حصول کے مختلف طریقے ہیں جس نے جس کو بہتر سمجھا اس پر زور ڈالا اور لوگوں کو اس کی طرف متوجہ کیا بس۔ مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تبلیغ کے معروف طریقے کو اصلاح النفس کے لئے بہتر سمجھا، تو اسی کی طرف لوگوں کو متوجہ کیا اور اس کے اصول مرتب کئے جو اس طریقہ کو بہتر سمجھے اس پر عمل کرے، اگر اس سے اصلاح کا ارادہ ونیت ہو، تو یہ باعث اجر وثواب ہے اور اگر اس طریقہ کے علاوہ کوئی دیگر طریقہ اختیار کرے، تو اس میں مضائقہ نہیں بنیت صالحہ چلہ لگادے، تو ثواب ہوگا اور ترک پر کوئی گناہ نہیں؛ اس لئے اس کو مستحب کا درجہ دیا جاسکتا ہے، چالیس دنوں کو تفسیر احوال میں خصوصی دخل ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۷/۶/۸ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)﴿وَوٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً وَّأَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيْقَاتُ رَبِّهٖٓ أَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً﴾(سورة الأعراف:۱۴۲)

عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه، قال: حدثنا رسول الله صلى الله عليه وسلم، وهو الصادق المصدوق إن أحدكم يجمع خلقه في بطن أمه في أربعين يوما، ثم يكون علقة مثل ذلك، ثم يكون مضغة مثل ذلك، ثم يرسل الله إليه الملك فينفخ فيه الروح ويؤمر بأربع: يكتب رزقه وأجله وعمله وشقي أو سعيد، فوالذي لا إله غيره، وإن أحدكم ليعمل بعمل أهل الجنة حتى ما يكون بينه وبينها إلا ذراع ثم يسبق عليه الكتاب، فيختم له بعمل أهل النار فيدخلها، وإن أحدكم ليعمل بعمل أهل النار حتى ما يكون بينه وبينهما إلا ذراع، ثم يسبق عليه الكتاب، فيختم له بعمل أهل الجنة، فيدخلها، قال أبو عيسى: هذا حديث حسن صحيح. (أخرجه الترمذي، في سننه، "أبواب القدر، باب ما جاء أن الأعمال بالخواتيم":ج۲، ص:۳۵،رقم:۲۱۳۷)

عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من صلى لله أربعين يوما في جماعة يدرك التكبيرة الأولى كتب له برائتان: برائة من النار وبرائة من النفاق. (أخرجه الترمذي، في سننه، "أبواب الصلاة، باب في فضل التكبيرة الأولى":ج۱،ص:۵۶،رقم:۲۴۱)

عن أبي العالية رضي الله قال: لا أدري أرفعه قال: من شهد الصلوات الخمس أربعين ليلة في جماعة، يدرك التكبيرة الأولى وجبت له الجنة. (أبوبكر عبد الرزاق بن همام الصنعاني، في مصنفه:ج۱،ص:۵۲۸،رقم:۲۰۱۸)

تبلیغی جماعت کے لوگ مسجد میں سوئیں یا اسکول میں؟

(۲۸)**سوال**: اگر گاؤں میں مسجد کے برابر میں اسلامی اسکول ہوتو اور تبلیغی جماعت مسجد میں سوئے یا اسکول میں؟

فقط: والسلام
المستفتی: قدیر احمد ہاشمی، بجنور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آداب مسجد کی رعایت کرتے ہوئے مسجد میں سونا درست ہے، بلکہ اعتکاف کی نیت بھی کرلینی چاہئے۔ مسجد میں سونے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں اور اسکول میں نظم کریں تو زیادہ بہتر ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۴/۸/۱۰ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کیا بیمار والدین کو چھوڑ کر تبلیغ جماعت میں جانا درست ہے؟

(۲۹)**سوال**: کیا بیمار والدین کو چھوڑ کر تبلیغ جماعت میں جانا درست ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: قدیر احمد ہاشمی، بجنور

---

(۱) ویکره النوم والأكل فيه لغير المعتكف، وإذا أراد أن يفعل ذلك ينبغي أن ينوي الاعتكاف فيدخل فيه ويذكر اللّٰه تعالىٰ بقدر ما نوى أو يصلي ثم يفعل ما شاء، كذا في السراجية. ولا بأس للغريب ولصاحب الدار أن ينام في المسجد في الصحيح من المذهب، والأحسن أن يتورع فلا ينام، كذا في خزانة الفتاوى. (جماعة من العلماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب الكراهية: الباب الخامس، في أداب المسجد، والقبلة، والمصحف": ج۵،ص:۳۷۱)

عبد اللّٰه بن عمر رضي اللّٰه عنهما، أنه كان ينام وهو شاب أعزب لا أهل له في مسجد النبي صلى اللّٰه عليه وسلم. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الصلاة: باب نوم الرجال في المسجد": ج۱،ص:۶۳،رقم:۴۴۰)

وقد سئل سعيد بن المسيب وسليمان بن يسار عن النوم فيه فقالا: كيف تسألون عنها وقد كان أهل الصفة ينامون فيه وهم قوم كان مسكنهم المسجد. (العيني، عمدة القاري، "كتاب الصلاة: باب نوم الرجال في المسجد": ج۴،ص:۱۹۸،رقم:۱۰۰)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر والدین کو خدمت کی ضرورت ہو، تو والدین کی خدمت مقدم ہے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۴/۸/۱۰ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

جماعت میں رہتے ہوئے گھر فون کر سکتے ہیں کہ نہیں؟

(۳۰)**سوال:** تبلیغی جماعت میں رہتے ہوئے کیا اپنے گھر کی خیریت ٹیلی فون پر پوچھ سکتے ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: قدیر احمد ہاشمی، بجنور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس میں کوئی حرج نہیں ہے، بلکہ اچھا ہے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۴/۸/۱۰ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

قرض لے کر جماعت میں جانا:

(۳۱)**سوال:** میں ایک دیہاتی شخص ہوں ہر سال چلہ اور ہر مہینے تین دن تبلیغی جماعت

---

(۱) عن عبد اللّٰہ بن عمرو رضي اللّٰہ عنهما، قال: قال رجل للنبي صلى اللّٰہ عليه وسلم: أجاهد؟ قال لك أبوان؟ قال: نعم! قال ففيهما فجاهد. (أخرجه البخاري، في صحيحه، كتاب الأدب: باب لا يجاهد إلا بإذن الأبوين": ج۲،ص:۸۸۳،رقم:۵۹۷۲)

فيفهم منه أنه لا يجاهد إلا إذا أذنا له بالجهاد فيجاهد فيكون جهاده موقوفاً على إذنهما. (العيني، عمدة القاري، "باب لا يسب الرجل والديه": ج۴،ص:۸۳،رقم:۵۹۷۲)

(۲) ولأهلك عليك حقا فأعط كل ذي حق حقه. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الصوم: باب من أقسم على أخيه يفطر في التطوع": ج۱،ص:۲۶۴،رقم:۱۹۶۸.

میں لگاتا ہوں اور بھی وقتاً فوقتاً ضرورت کے تحت جاتا رہتا ہوں، اب تبلیغی جماعت والے بیرون ملک جماعت کی تشکیل کرنے آتے ہیں، جس کا خرچ تقریباً اسی ہزار ہے اور فی الحال مجھ پر ڈھائی لاکھ کا قرض ہے، میں ان کے سامنے اپنا یہ عذر رکھتا ہوں تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ بھائی اللہ پر اعتماد رکھو، اللہ تعالیٰ سب پریشانی دور کردے گا اور ساتھ ہی یہ بھی کہتے ہیں کہ اب آپ کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہٹ رہا ہے۔

میرا سوال ہے کہ: (۱) تبلیغی جماعت والوں کا اس طرح کہنا درست ہے یا نہیں؟ (۲) میرا ان کے سامنے عذر رکھنا کیا توکل کے منافی ہے؟ (۳) قرض لے کر جماعت میں جانا صحیح ہے یا نہیں؟ (۴) اگر بالفرض میں یہ رقم قرض لے لوں، تو اس سے حج یا عمرہ کی تیاری کروں یا جماعت میں چلا جاؤں یا کسی غریب لڑکی کی شادی کرادوں یا کسی مدرسہ یا مسجد میں دیدوں یا آپ کی نظروں میں کوئی بہترین مصرف ہو، تو اس کو تحریر فرمائیں، اگر دین کے کسی کام کے لئے کسی بھی درجہ میں قرض لینے کی گنجائش ہو، تو مدلل جواب تحریر فرمائیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد عثمان، پیانہ کلاں، بلند شہر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بندوں کے حقوق کی ادائیگی کی فکر کرنا اور قرض کو ادا کرنے کی کوشش کرنا اللہ تعالیٰ سے تعلق کی دلیل ہے اور یہ توکل کے منافی بھی نہیں ہے۔ دنیا دارالاسباب ہے، یہاں اسباب اختیار کرنے کے بعد توکل کرنا ہوگا، آپ نماز وتلاوت وغیرہ کے ساتھ ہی تبلیغی جماعت سے جڑے رہیں اور قرض کو جلد از جلد ادا کرنے کی کوشش کریں، قرض کی ادائیگی سے پہلے مزید قرض لینا یا اس کا مشورہ دینا حماقت ہے۔ حقوق العباد کی ادائیگی میں کوتاہی ہرگز نہ کریں۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۳۷/۴/۲ھ)

الجواب صحیح:

محمد عارف قاسمی،

محمد اسعد جلال غفرلہ

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) ﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمٰنٰتِ إِلٰى أَهْلِهَا﴾ (سورة النساء:۵۸)..... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

اپنی اصلاح کی نیت سے جماعت میں جانا:

(۳۲)**سوال**: محمد ارشد اپنے ایمان اور اپنے اعمال کی ترقی اور استقامت کے لئے اپنا خرچ لے کر اور اپنے اہل وعیال کا پورا خرچ کا انتظام کرنے کے بعد، اللہ کے راستے میں محنت کے لئے چار پانچ مہینوں کے لئے جاتا ہے، نیت اس کی یہ ہے کہ ''میری زندگی میں دین آجائے اور سارے عالم سے بے دینی ختم ہوجائے لوگ سو فیصد اللہ کے حکم اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر زندگی گذارنے والے بن جائیں'' محمد ارشد کا اللہ کے راستے میں جانا جائز ہے یا ناجائز؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد عادل صاحب، گجرات

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مسئولہ میں تمام انتظامات کے بعد محمد ارشد کا جماعت میں دینی اصلاح کے لئے جانا درست ہے، ایسی اصلاح ہونی چاہئے، وہ جماعت میں جاکر ہو یا کسی دینی مدرسہ، خانقاہ میں یا کسی اللہ والے کی صحبت میں رہ کر۔[1]

الجواب صحیح:
محمد عارف قاسمی، محمد اسعد جلال غفرلہ
محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۳۸/۱/۱۵ھ)

غیر مسلموں میں دعوت کی شرعی حیثیت:

(۳۳)**سوال**: (۱) غیر مسلموں میں اسلام کی دعوت اور مسلمانوں میں احکام شرع کی

.....گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ.....إن دمائكم وأموالكم وأعراضكم بينكم حرام، الحديث. (تحفة الأحوذي، باب ما جاء دمائكم وأموالكم عليكم حرام:ص:۳۱۳)

(۱) يطلق أيضاً: على مجاهدة النفس والشيطان والفساق فأما مجاهدة النفس فعلى تعلم أمور الدين ثم على العمل بها ثم على تعليمها. (ابن حجر، فتح الباري،''كتاب الجهاد والسير'':ج۶،ص:۷۷،رقم:۲۷۸۱)

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: بلغوا عني أي: انقلوا إلى الناس، وأفيدوهم ما أمكنكم. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ''قوله كتاب الجهاد'':ج۱،ص:۲۱۷،رقم:۱۹۸)

دعوت کا شرعاً کیا درجہ ہے فرض، واجب اور عین یا کفایہ؟

(۲) دعوت اسلام مقدم ہے یا احکام اسلام کی دعوت مقدم ہے؟

(۳) کیا دعوت اسلام صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کے ساتھ خاص تھی یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امت مسلمہ پر بھی اس کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے؟

(۴) جن لوگوں تک اسلام کا تعارف یا دعوت نہیں پہونچ رہی ہے اور وہ حالت کفر میں رہ رہے ہیں کیا امت مسلمہ عنداللہ ماخوذ ہوگی؟

(۵) جو دعوت اسلام یا احکام کا کام مسلموں یا غیر مسلموں میں کر رہے ہیں ان کا تعاون کرنا شرعاً کیسا ہے؟ (۱۲۳۵)

فقط: والسلام

المستفتی: مولانا معین الدین، نئی دہلی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے مقاصد اصلیہ میں داخل تھا کہ اسلام واحکام اسلام کی تبلیغ فرما کر دنیا سے گمراہی وضلالت کو دور فرمائیں۔ متعدد نصوص قطعیہ اس پر شاہد ہیں ﴿يَأَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ﴾[1] آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسب ضرورت وموقع دعوت کے طریقے اختیار کئے جس بے نظیر اولوالعزم، جانفشانی، مسلسل جدوجہد اور صبر واستقلال سے فرض رسالت وتبلیغ کو ادا کیا وہ اس کی واضح دلیل تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں ہر چیز سے بڑھ کر اپنے فرض منصبی رسالت وابلاغ کا احساس ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دعوت اسلام کا کامیاب طریقہ بھی خود ہی مصرح فرمایا ﴿أُدْعُ إِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ أَحْسَنُ﴾[2] آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طریقہ کو ہر قدم پر پیش نظر رکھا اور کامیابی وکامرانی کا اعلیٰ مقام حاصل کیا اس طریقہ دعوت اسلام ہی کو دوسرے مقام پر اس طرح واضح فرمایا ﴿وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾[3] نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تازیست پیغام

(۱) سورة المائدة:٦٧. (۲) سورة النحل:١٢٥. (۳) سورة الإنعام:١٠٨.

رسالت کو پہونچانے کی پیہم سعی فرمائی، پھر حجۃ الوداع کے موقعہ پر اس ذمہ داری کی تکمیل اس حد تک فرمادی کہ عام خطاب فرمایا کہ جو یہاں موجود ہیں ان پر لازم ہے کہ یہ پیغام ان لوگوں تک پہونچادیں جو یہاں موجود نہیں ہیں، اس طرح یہ سلسلہ قیامت تک کے لئے جاری ہوگیا، یہ سب اسی پیغام کی تکمیل ہے؛ نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۚ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾[1] یعنی ایمان، اعتصام بحبل اللہ، اتفاق، اتحاد اس وقت باقی رہ سکتا ہے، جب مسلمانوں میں ایک خاص جماعت دعوت وارشاد کے لیے باقی رہے اور اس کا طریقہ کار وہ ہو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بایں الفاظ بیان کیا ''من رأى منكم منكراً فليغيره بيده الخ''[2] یعنی حسب موقع قول وعمل، تقریر وتحریر وعظ ونصیحت اور ذرائع اشاعت وغیرہ کے ذریعہ ہر برائی کو دنیا سے مٹانے کی سعی کی جائے لیکن یہ سعی حسب موقع و حسب استطاعت ہو یعنی اس طریقہ کو اختیار کئے جانے میں کسی فتنہ میں مبتلاء ہونے کا احتمال نہ ہو ظاہر ہے کہ یہ کام وہی حضرات کر سکتے ہیں جو معروف ومنکر کا علم رکھنے اور قرآن وسنت سے باخبر ہونے کے ساتھ ذی ہوش وموقع شناس بھی ہوں ورنہ بہت ممکن ہے کہ ایک جاہل آدمی معروف کو منکر ومنکر کو معروف خیال کر کے بجائے اصلاح کے سارا نظام مختل کر دے، یا ایک منکر کی اصلاح کا ایسا طریقہ اختیار کرلے جو اس سے بھی زیادہ منکرات کا موجب ہو جائے یا نرمی کی جگہ سختی اور سختی کی جگہ نرمی برتنے لگے یا احوال وکوائف کو مدنظر نہ رکھ کر عظیم فتنہ میں پڑ جائے شاید اسی لئے مسلمانوں میں سے ایک مخصوص جماعت کو اس منصب پر مامور کیا گیا جو ہر طرح دعوت الی الخیر، امر بالمعروف نہی عن المنکر کی اہل ہو اس مختصر وضاحت کی روشنی میں معلوم ہوا کہ:

(۱) غیر مسلموں میں اسلام اور مسلمانوں میں احکام کی دعوت دینا فرض کفایہ ہے۔

(۲) اسلام واحکام اسلام کی دعوت میں تقدم وتاخر زمانہ واحوال کے اعتبار سے ہے۔

(۳) دعوت اسلام ہو یا دعوت احکام اسلام اس کی ذمہ داری صرف آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نہیں؛ بلکہ حسب وضاحت مذکور امت مسلمۃ پر بھی عائد ہوتی ہے۔

---

(۱) سورة النساء:۱۰۴.

(۲) أخرجه مسلم، في صحيحه، ''كتاب الإيمان: ج۱،ص:۵۱،رقم:۴۹)

(۴) اگر کسی بڑے فتنہ میں مبتلاء ہونے کا احتمال ہو اور اس لئے کسی علاقہ کے لوگوں کو دعوت نہ پہونچ سکی تو ان شاء اللہ امت مسلمۃ ماخوذ نہ ہوگی۔

(۵) جو جماعت دعوت اسلام یا احکام اسلام کا کام انجام دے اس جماعت کا تعاون کرنا بلاشبہ موجب اجروثواب ہے۔﴿وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى﴾[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۷/۱۰/۱۱ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

تبلیغ میں نکلنا فرض ہے یا واجب یا مستحب؟

(۳۴) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:
مروجہ تبلیغ میں نکلنا کس درجہ کا حکم رکھتا ہے فرض یا واجب، سنت یا مستحب؟۔ (۹۴۴/الف)

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اشرف، کاس گنج

الجواب وباللّٰہ التوفیق: دین کا سیکھنا فرض عین ہے خواہ مدرسہ کے ذریعہ ہو یا خانقاہ کے ذریعہ یا جماعت کے ذریعہ، البتہ تبلیغ میں نکلنا بھی دینی عمل ہے جس سے اصلاح نفس وابستہ ہے۔

''قال العلامة الآلوسي رحمه الله: في هذ الآية ﴿وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ إن العلماء اتفقوا على أن الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر من فروض الكفايات.[2] وإعلم أن تعلم العلم يكون فرض عين وهو بقدر ما يحتاج لدينه وفرض كفاية وهو ما زاد عليه لنفع

(۱) سورة المائدة:۲.
(۲) علامه آلوسي، روح المعاني، "سورة آل عمران:۱۰۴": ج۳،ص:۳۴.

غيره[1] قال العلامي في فصوله: من فرائض الإسلام تعلم ما يحتاج إليه العبد في إقامة دينه وإخلاص عمله لله تعالى ومعاشرة عباده. وفرض على كل مكلف ومكلفة بعد تعلمه علم الدين والهداية تعلم علم الوضوء والغسل والصلاة والصوم، وعلم الزكاة لمن له نصاب، والحج لمن وجب عليه.[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: امانت علی قاسمی

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۵/۴/۱۴۴۲ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی

محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

تبلیغ میں شرکت:

(۳۵) **سوال**: میرا سوال یہ ہے کہ میرے اکثر دوست اس وقت تبلیغی جماعت سے منسلک ہیں اور مجھے بھی اس میں شامل ہونے کی دعوت دیتے ہیں، تو مجھے اس میں شامل ہونا چاہئے یا نہیں، اس کی وضاحت کردیں، کیا اس کی فرضیت کسی حدیث سے ثابت ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد افتخار عمر، جوجھار پور، سنت کبیر نگر

الجواب وباللہ التوفیق: اپنے عقیدہ کی درستگی، اعمال صالحہ کی تحصیل اور دین کے دیگر بنیادی مسائل کا جاننا ہر مسلمان پر فرض ہے۔[3] یہ تمام امور دینی مدرسہ، خانقاہ، وغیرہ سے جس طرح حاصل ہوتے ہیں، اسی طرح تبلیغی جماعت میں نکلنے سے بھی حاصل ہوتے ہیں۔ آج کے دور

(۱) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "المقدمة، مطلب في فرض الكفاية وفرض العناية": ج۱، ص:۱۲۶.

(۲) "أيضاً": .

(۳) واعلم أن تعلم العلم يكون فرض عين وهو بقدر ما يحتاج لدينه وفرض كفاية وهو ما زاد عليه لنفع غيره. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "المقدمة، مطلب في فرض الكفاية وفرض العناية": ج۱، ص:۱۲۶)

قال العلامي في فصوله: من فرائض الإسلام تعلم ما يحتاج إليه العبد في إقامة دينه وإخلاص عمله لله تعالى ومعاشرة عباده. وفرض على كل مكلف ومكلفة بعد تعلمه علم الدين والهداية تعلم علم الوضوء والغسل والصلاة والصوم، وعلم الزكاة لمن له نصاب، والحج لمن وجب عليه. ("أيضاً")

میں اپنی اصلاح اورلوگوں میں دینی بیداری پیدا کرنے کا یہ موثر طریقہ ہے۔امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حکم عام ہے؛ ہر دور میں ہر شخص پر وقت اور حالت کے تقاضہ کے مطابق ضروری ہے۔اپنے گھر پر رہ کر بھی لوگوں کو نیکی کا حکم کرنا اور برائیوں سے روکنا حتی الوسع ضروری ہے۔[1] اگر آپ اس راہ میں نکلیں گے،تو آپ کو بھی فائدہ ہوگا اور آپ کی ذات سے دوسروں کو بھی فائدہ ہوگا، جو ذخیرہ آخرت ہوگا۔''إن شاء اللّٰه'' اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین کو سمجھنے اور اس کو پھیلانے کی توفیق عطا فرمائے۔میرا مشورہ ہے کہ آپ خود بھی شامل ہوں اور اپنے متعلقین کو بھی شامل کریں۔کچھ دن اس راستہ میں لگانے کے بعد ہی اس کا فائدہ آپ کی سمجھ میں آئے گا۔علاوہ ازیں اپنی اصلاح اور دینی مسائل کو سمجھنے کے لئے علماء سے بھی رابطہ رکھیں۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۳۶:۲/۱۵ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

مسجد میں کرسی پر تقریر کرنا:

(۳۶)**سوال**: تبلیغی جماعت والے مسجدوں میں کرسی بچھا کر اس پر تقریر کرتے ہیں، ان کے لئے کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: بشیر احمد، کرناٹک

الجواب وباللّٰه التوفیق: مسجدوں میں محراب کے سامنے کرسی رکھ کر تقریر کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں، البتہ مصلی حضرات سنت ونوافل سے فارغ ہوجائیں تاکہ تقریر کی وجہ سے ان کی نماز

---

(۱) إن العلماء اتفقوا على أن الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر من فروض الكفايات. (علامه آلوسي، روح المعاني للآلوسي:، "سورة آل عمران:۱۰۴": ج۳،ص:۳۴)
(۲)﴿فَسْئَلُوْا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾(سورة النحل:۴۳)

سنت ونوافل میں خلل نہ ہو۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۵/۶/۱۶ھ)

کیا مروجہ تبلیغ بدعت ہے؟

(۳۷)**سوال**: بعض علمائے دین تبلیغ والے کام کو بدعت کہہ رہے ہیں، کیا واقعی یہ بدعت ہے؟ شریعت کی روشنی میں واضح فرمائیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے چلہ ثابت ہے یا نہیں یا کسی اور پیغمبر علیہ السلام نے کیا ہو، تحریر فرمائیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: مفتی عرفان عمر، جوجھار پور، سنت کبیر نگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس کو بدعت کہنا تو صحیح نہیں۔[۲] حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہِ طور پر ۴۰/دن کا چلہ کیا تھا۔[۳] رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غارِ حراء میں تزکیہ وعبادت میں مشغول رہتے تھے۔ چالیس دن کو ماحول کی تبدیلی میں خاص اثر ہے؛ اس لیے بزرگوں کے یہاں بھی

---

(۱)إن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم نهي أن يحلق يوم الجمعة قبل الصلوٰة. (أخرجه ابن ماجه، في سننه، "أبواب إقامة الصلاة والسنة فيها، فرض الجمعة، باب الحلق يوم الجمعة،قبل الصلاة": ج۱،ص:۷۹،رقم:۳۱۴)

إن المسجد بني للصلوٰة وغيرها تبع لها بدليل أنه إذا ضاق فللمصلي إزعاج القاعد للذكر أو القرائة أو التدريس. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الديات: باب ما يحدثه الرجل في الطريق وغيره": ج۱۰،ص:۲۶۱)

(۲) قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: بلغوا عني ولو آية. (تحفة الأحوذي،"باب ماجاء في الحديث عن بني إسرائيل"، ج۱،ص:۳۶۰)

﴿يٰٓأَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ط وَإِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ط وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ط إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ۝﴾(سورة المائده:۶۷)

(۳) ﴿وَوٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً وَّأَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيْقَاتُ رَبِّهٖٓ أَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ج﴾ واستخلف عليهم هٰرون ومكث على الطور أربعين ليلة. (امام رازیؒ، تفسير رازي: ج۳،ص:۷۹،سورة الأعراف:۱۴۲)

چالیس دن اور چار مہینے اصلاح نفس اور اصلاح احوال کے لئے متعین کئے جاتے رہے ہیں؛[1] لہٰذا لازم وضروری نہ سمجھتے ہوئے چلہ وچار مہینے کے لئے وقت کو فارغ کرنا صحیح ہے اس کو بدعت کہنا صحیح نہیں ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۳/۱۲/۶ھ)

ایمان وعمل کی دعوت دینا:

(۳۸) **سوال**: ایمان وعمل دونوں کی دعوت ضروری ہے یا کسی ایک کی؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد وصی اللہ، شاہجہاں پور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: دونوں کی دعوت ضروری ہے، دونوں میں بڑا اجر وثواب ہے آج کے دور میں اس سے غفلت برتنا اچھا نہیں۔[2]

الجواب صحیح:

خورشید عالم

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۲۱/۲/۲۶ھ)

---

(۱)عن عبد اللّٰہ بن سهل قال: من أكل الحلال أربعين يوما أجيبت دعوته. (جامع العلوم والحكم، الحديث العاشر: ج۱،ص:۲۹۳)

(۲)وعن أنس بن مالك رضي اللّٰہ عنه، قال أتى النبي صلى اللّٰہ عليه وسلم رجل يستحمله فلم يجد عنده ما يحلمه فدله على آخر فحمله فأتى النبي صلى اللّٰہ عليه وسلم فأخبره، فقال: أن الدال على الخير كفاعله. (أخرجه الترمذي، في سننه، "أبواب العلم، باب ما جاء أن الدال على الخير كفاعله": ج۲،ص:۹۵،رقم:۲۶۷۰)

﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ أٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ﴾ (سورة آل عمران:۱۶۴)

﴿يٰأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝ قُمْ فَأَنْذِرْ ۝ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝﴾ (سورة المدثر:۱تا۴)

﴿وَأَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ الْحُسْنٰى وَسَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ أَمْرِنَا يُسْرًا ۝﴾ (سورة الكهف:۸۸)

تبلیغ والوں کا مسائل بتانا کیسا ہے؟

(۳۹)**سوال**: تبلیغ والے جو مسئلے بتاتے ہیں ان کے بتائے ہوئے کو ماننا کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: جناب عمر رضاء صاحب، جوجھار پور، سنت کبیر نگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بالکل درست ہے، مگر یہ بھی واضح رہے کہ تبلیغی جماعت والے بھی سب عالم نہیں ہیں؛ اس لئے ان میں سے جو عالم ہوں اور مسائل سے واقف ہوں ان کی بات ماننی چاہئے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۲/۱۰/۲۳ھ)

فضائل اعمال کو حدیث کی کتاب کہنا:

(۴۰)**سوال**: فضائل اعمال جس کی تعلیم مسجدوں میں قریب قریب فرض کے دائرے میں آگئی ہے، اس کا اعلان اس طرح کیا جاتا ہے کہ بھائیو! تشریف رکھیے حدیث پاک پڑھی جائے

---

(۱)وعن ابن مسعود رضي اللّٰه عنه قال: سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: نضر اللّٰه إمرأً سمع منا شيئاً فبلغه كما سمعه فرب مبلغ أوعى له من سامع. رواه الترمذي وابن ماجه ورواه الدارمي عن أبي الدرداء. (مشكوٰة المصابيح،"كتاب العلم: الفصل الثاني": ج۱،ص:۳۵،رقم:۲۳۰)

عن عروة بن الزبير رضي اللّٰه عنه قال: قالت لي عائشة رضي اللّٰه عنها: يا ابن أختي بلغني أن عبد اللّٰه بن عمرو رضي اللّٰه عنه مار بنا إلى الحج فألْقَهُ فسأله فإنه قد حمل النبي صلى اللّٰه عليه وسلم علما كثيراً، قال: فلقيته فسألتهُ عن أشياء يذكرها عن رسول اللّٰه صلى اللّٰه وسلم قال عروة: فكان فيما ذكر أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: إن اللّٰه لا ينتزع العلم من الناس انتزاعاً، ولكن يقبض العلم بقبض العلماء فيرفع معهم ويبقى في الناس رؤساً جهالاً يفتونهم بغير علم فيضَلون ويضِلون الخ. (أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب العلم: باب رفع العلم وقبضه وظهور الجهل والفتن في آخر الزمان": ج۲،ص:۳۴۰،رقم:۲۶۷۳)

گی، کتاب کا نام نہیں لیتے، ان کا یہ عمل کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: جمیل احمد، دہلی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ فی السوال کتاب میں احادیث بھی ہیں، ان کے مطالب بھی اور حکایات وواقعات بھی؛ اس لئے حدیث پڑھی جائے گی، کہنے میں کوئی حرج نہیں؛ لیکن کتاب کا نام لینا بہتر ہے، تاکہ اشتباہ نہ ہو؛ نیز ایسی باتوں کو باعث اختلاف بنانا ہوشمندی نہیں ہے، اگر کوئی اچھی بات بتلائے، تو اس کو مان لینا چاہئے۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۴/۱۰ھ)

کیا تبلیغی جماعت کے لوگ صراط مستقیم سے ہٹے ہوئے ہیں؟

(۴۱) **سوال:** زید کی طرف سے تبلیغی جماعت کے خلاف فتویٰ آیا ہے کہ یہ لوگ صراط مستقیم سے بالکل ہٹے ہوئے ہیں، مدارس دینیہ کی کوئی اہمیت ان کی نظر میں نہیں ہے۔ ائمہ کرام کا مذاق اڑاتے ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: نسیم احمد، جعفرآباد

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کسی بھی جماعت کے چند افراد نئے اور غیر تربیت یافتہ ہوتے ہیں؛ لیکن وہ افراد جماعت کا مدار نہیں ہوتے، مدار جماعت کا اس کے اصول وضوابط اور اس

---

(۱) إعلم أن الحديث في اصطلاح جمهور المحدثين يطلق على قول النبي صلى الله عليه وسلم وفعله وتقريره الخ.
وكذلك يطلق على قول الصحابي وفعله وتقريره وعلى قول التابعي وفعله وتقريره. (الشيخ عبد الحق الدهلوي، "مقدمة مشكوٰة المصابيح": ص:۳)

کے ذمہ دار وقائدین ہوتے ہیں جماعت کو جب پرکھا جائے، تو اس کے اصول سے پرکھا جائے یا اس کے بانیان وذمہ داران سے بالکل اس طرح سے کہ چند مسلمان کوئی برا کام کررہے ہوں، تو یہ فیصلہ ہرگز درست نہیں کہ اسلام برا مذہب ہے، (عیاذا باللہ) اسلام کا مدار، تو اس کے اصول ہیں۔ اسی طرح تبلیغی جماعت ہے کہ اس کے اصول، ذمہ دار اور اس کے قائدین مدار ہیں، اگر چند غیر تربیت یافتہ لوگ کچھ غلطی کر جائیں، تو اس کی وجہ سے جماعت پر کوئی حکم درست نہیں؛ حتی الامکان تربیت واصلاح کی کوشش کی جائے، تبلیغی نصاب فضائل پر مشتمل ہے، لوگ اس کو پڑھ لیتے ہیں صحیح ہے، مگر اس میں شدت درست نہیں؛ لیکن اگر ایک وقت مسجد میں یہ کتاب پڑھتے ہوں، تو دوسرے وقت دوسرے لوگ یا وہی لوگ دوسری کتاب پڑھ لیں، اس سے کون منع کرتا ہے؛ بہرکیف تنقید کے لئے بہت سی چیزیں مل سکتی ہیں؛ لیکن اپنے ذہن کو تعمیری بنا کر رکھنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح وسیدھی راہ دکھائے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۶/۱/۱۴۲۰ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

مسجد میں مشورہ کرنے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

(۴۲) **سوال**: ایک صاحب نے دریافت کیا ہے کہ مسجدوں میں ہمیشہ مشورے کرتے رہنا کہ فلاں آدمی کے پاس جانا ہے یہ فرض ہے واجب ہے سنت ہے؟ یعنی دین کی بات، نماز کی بات، سمجھانے کے لئے۔ یہ بظاہر اس طریقہ پر اعتراض ہے، نیز جماعت والوں کا مسجد میں سونا

---

(۱) ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ﴾ (سورة آل عمران:۱۱۰)
﴿أُدْعُ إِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ أَحْسَنُ﴾ (سورة النحل:۱۲۵)
عن عبد الله بن عمرو رضي الله عنه: أن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: (بلغوا عني ولو آية. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الأنبياء عليهم السلام: باب ما ذكر عن بني إسرائيل": ج۱،ص:۴۹۰،رقم:۳۴۶۱)
﴿يٰأَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ﴾ (سورة المائدة:۶۷)

کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد رضوان، سہارنپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اپنی اپنی ہمت کے مطابق اسلام کی تبلیغ کرنا امر ضروری ہے ''بلّغوا عني ولو آية'' (الحدیث) رہا تبلیغی جماعت کا معاملہ تو انہوں نے تبلیغ کے کام کو انجام دینے کے لئے کچھ اصول مقرر کئے ہیں اور اسی طرح ہر جماعت اپنا اپنا طریقہ کار مقرر کرتی ہے۔ اس طریقہ کار کو فرض وواجب نہیں کہا جاتا ہے؛ بس اگر اس میں غیر شرعی امور کا ارتکاب نہ ہو، تو وہ طریقہ کار مباح اور جائز ہوتا ہے۔ رہی اس طریقہ کار کی افادیت تو اس پر ہم سے زیادہ روشنی آپ کو مرکز تبلیغ دہلی بنگلہ والی مسجد سے مل سکتی ہے، جماعت والوں کا حسب ضرورت مسجد میں سونا درست ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۰/۲/۲۲ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

مساجد میں تبلیغی نصاب کے علاوہ دیگر کتابوں کی تعلیم:

(۴۳) **سوال:** مساجد میں بعد نماز تبلیغی نصاب کے علاوہ دیگر اسلامی معتمد کتابوں کی

---

(۱) عن عبد اللّٰہ بن عمرو رضي اللّٰہ عنہ: أن النبي صلی اللّٰہ علیہ وسلم، قال: (بلغوا عني ولو آية. (أخرجہ البخاري، في صحیحہ، "کتاب الأنبیاء علیہم السلام: باب ما ذکر عن بني إسرائیل": ج۱،ص:۴۹۰،رقم:۳۴۶۱)

وإذا أراد أن یفعل ذلك ینبغي أن ینوي الاعتکاف فیدخل فیہ ویذکر اللّٰہ تعالیٰ بقدر ما نوی أو یصلي ثم یفعل ما شاء، کذا في السراجیہ. ولا بأس للغریب ولصاحب الدار أن ینام في المسجد في الصحیح من المذہب. (جماعة من علماء الہند، الفتاویٰ الہندیة، "کتاب الکراہیة: الباب الخامس: في آداب المسجد والقبلة": ج۵،ص:۳۷۱)

وإذا أراد ذلك ینبغي أن ینوي الاعتکاف، فیدخل ویذکر اللّٰہ تعالی بقدر ما نوی، أو یصلي ثم یفعل ما شاء. (ابن عابدین، الدر المختار مع رد المحتار، "کتاب الصلاة: باب ما یفسد وما یکرہ فیہا، مطلب: في أفضل المساجد": ج۲،ص:۴۳۱)

تعلیم بھی ہوسکتی ہے یا نہیں بعض حضرات اس نصاب کو ہی ضروری سمجھتے ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شمش الدین، میرٹھ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حسب ضرورت دیگر دینی کتب تعلیم کے لئے پڑھ کر سنانا بلاشبہ درست ہے کسی ایک ہی کتاب پر اصرار کرنا درست نہیں ہے، علم حاصل کرنے کا جو مناسب طریقہ ہو اختیار کیا جانا چاہئے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۰/۴/۳ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

سوشل میڈیا کے ذریعہ تبلیغ:

(۴۴) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

ایک تبلیغی عالم بیان کرتے ہوئے کہہ رہا تھا کہ دعوت وتبلیغ پوری امت پر فرض ہے اور اس کی فرضیت پر مشکوۃ المصابیح اور بخاری کی مندرجہ حدیثیں پیش کی ہیں۔

''عن جابر قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: أوحی اللّٰہ إلی ملك من الملائکة أن أقلب مدینة کذا وکذا علی أهلها قال: إن فیه عبدك فلانا لم

---

(۱) عن أبي سعید رضي اللّٰہ عنه، قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: یقول الرب عز وجل: من شغله القرآن عن ذکري و مسألتي أعطیته أفضل ما أعطی السائلین، وفضل کلام اللّٰہ علی سائر الکلام کفضل اللّٰہ علی خلقه. (أخرجه الترمذي، في سننه، ''أبواب فضائل القرآن، باب'': ج۲،ص:۱۱۷،رقم:۲۹۲۶)

عن أبي ذر رضي اللّٰہ عنه، قال: قال لي رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یا أبا ذر، لأن تغدو فتعلم آیة من کتاب اللّٰہ، خیرٌ لك من أن تصلی مائة رکعة ولأن تغدو فتعلم باباً من العلم، عمل به أو لم یعمل، خیرٌ لك من أن تصلی ألف رکعة. (أخرجه ابن ماجه، في سننه، ''المقدمة، باب فضل من تعلم القرآن وعمله'': ج۱،ص:۷۹،رقم:۲۱۹)

يعصك طرفة عين قال: أقلبها عليه وعليهم، فإن وجهه لم يتمعر لى ساعة قط (المعجم الأوسط) قالت زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ: أَنُهْلِكُ وَفِينَا الصَّالِحُونَ؟ قَالَ: نَعَمْ إِذَا كَثُرَ الخَبَث (بخاری) عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ اليَمَانِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَأْمُرُنَّ بِالمَعْرُوفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ المُنْكَرِ أَوْ لَيُوشِكَنَّ اللَّهُ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عِقَابًا مِنْهُ ثُمَّ تَدْعُونَهُ فَلَا يُسْتَجَابُ لَكُمْ'' (ترمذی) اب سوال یہ ہے کہ اس سے تبلیغ کی فرضیت ثابت ہے یا تبلیغ کا کام مستحب ہے اور اگر تبلیغ فرض ہے، تو سوال یہ ہے کہ تبلیغ کس طریقہ سے کی جائے جماعت میں نکل کر یا موبائل واٹس ایپ کے ذریعہ یا فیس بک کے ذریعہ بھی جائز ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: عمر فاروق، الحنفی: متعلّم جامعہ حسینہ دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: دین کا سیکھنا فرض عین ہے،[1] خواہ مدرسہ کے ذریعہ ہو یا خانقاہ کے ذریعہ یا جماعت کے ذریعہ؛ البتہ تبلیغ فرض کفایہ ہے جو عالم دین نے تبلیغ کو فرض کہا اس کی مراد یہی ہوگی کہ دین کا سیکھنا فرض ہے، جہاں تک ان کے دلائل ہیں، ان سے تبلیغ کی فرضیت ضرور ثابت ہوتی ہے، لیکن اس کا فرض عین ہونا نہیں ثابت ہوتا ہے،[2] تبلیغ یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر یہ فرض کفایہ ہے اور اس کے لیے کوئی خاص طریقہ متعین نہیں ہے؛ بلکہ جس طرح بھی یہ کام انجام دیا جائے درست ہے؛ اس لیے سوشل میڈیا کے ذریعہ یا واٹس ایپ وغیرہ کے ذریعہ بھی کوئی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دے، یہ جائز ہے؛ اس لیے کہ مقصد لوگوں کو بھلی بات بتانا اور برائی سے روکنا ہے۔

''قال العلامه الآلوسى في هذه الآية ولتكن منكم أمة يدعون إلى الخير

(۱) عن أنس بن مالك رضي الله عنه، قال: قال رسول الله عليه وسلم: طلب العلم فريضة على كل مسلم. (أخرجه ابن ماجه، في سننه، ''المقدمة، باب فضل العلماء والحث'': ج۱،ص:۲۰،رقم:۲۲۴)

(۲) ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ﴾ (سورة آل عمران:۱۱۰)

ويأمرون المعروف وينهون عن المنكر؛ إن العلماء اتفقوا على أن الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر من فروض الكفاية.[۱] وأعلم أن تعلم العلم يكون فرض عين وهو بقدر ما يحتاج إليه وفرض كفاية و هو ما زاد عليه لنفع غيره[۲] قال العلامي في فصوله: من فرائض الإسلام تعلمه ما يحتاج إليه العبد في إقامة دينه وإخلاص عمله لله تعالى ومعاشرة عباده وفرض على كل مكلف ومكلفة بعد تعلمه علم الدين والهداية تعلم علم الوضوء والغسل والصلاة والصوم، وعلم الزكاة لمن له نصاب، والحج لمن وجب عليه''.[۳]

الجواب صحيح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۱/۵/۱۵ھ)

جاہل شخص کا وعظ کرنا درست ہے کہ نہیں؟

(۴۵) **سوال:** تقریر اور وعظ میں کیا فرق ہے۔ تبلیغی لوگ اکثر چلہ لگا کر مساجد میں وعظ کہتے ہیں جب کہ اکثر وہ جاہل ہوتے ہیں جوشِ بیان میں کچھ کا کچھ کہہ جاتے ہیں تو کیا ایسے شخص کو وعظ کہنا چاہئے؟

فقط: والسلام
المستفتی: مفتی عرفان عمر، جوجھار پور، سنت کبیر نگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: تقریر کے معنی کسی بات کو بیان کرنا ہے اور وعظ نصیحت آمیز باتوں کا بیان کرنا ہے مگر عرف عام میں دونوں کے ایک ہی معنی ہوتے ہیں کہ دین کی بات کا بیان کرنا۔

---

(۱) علامه آلوسي، روح المعاني: ج۴، ص:۲۱.
(۲) ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، ''مقدمه'': ج۱، ص:۱۲۵)
(۳) ''أيضاً''.

جوحضرات اتنی صلاحیت رکھتے ہوں کہ دین کی بات کوصحیح صحیح طریقہ پر بیان کردیں تو ان کا وعظ کہنا جائز ہے اگر ایسی صلاحیت اس میں نہیں ہے تو اس کا وعظ کہنا جائز نہیں ہے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۳/۶/۲ھ)

سیاست ومذہب کوالگ الگ سمجھنا:

(۴۶) **سوال**: تبلیغی جماعت سیاسی مسائل پر ایک لفظ بھی نہیں بولتی مسلمانوں پر طرح طرح کے ظلم ڈھائے جاتے ہیں اس کی نسل کشی کی جارہی ہے یہ جماعت سیاست کو دین سے الگ کیوں کرتی ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: شفیع احمد، الاعظمی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سیاست مذہب سے جدانہیں ہے، اعلاء کلمۃ اللہ اور تبلیغ دین کے ساتھ ساتھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے افعال حالات کے اعتبار سے سیاست پر بھی مبنی تھے مثلاً مدینہ منورہ پہونچ کر یہودی قبائل سے مصالحت کرنا وغیرہ ذلک۔ صحابہؓ، خلفاء اربعہؓ کی زندگی بھی سیاست اور تبلیغ دین سے معمور ہے سیاست کو مذہب سے الگ سمجھنا نادانی اور جہالت

---

(۱) وعن عبد الله بن عمرو رضي الله عنهما، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الله لا يقبض العلم انتزاعاً ينتزعه من العباد ولكن يقبض العلم بقبض العلماء حتى إذا لم يبق عالماً اتخذ الناس رؤوساً جهالا فسئلوا فأفتوا بغير علم فضلوا وأضلوا، متفق عليه. (مشكوٰة المصابيح، ''كتاب العلم: الفصل الأول'': ج۱،ص:۳۳،رقم:۲۰۶)

وعن الأعمش قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: آفة العلم النسيان وإضاعته أن تحدث به غير أهله، رواه الدارمي مرسلاً. (مشكوٰة المصابيح، ''كتاب العلم: الفصل الثالث'': ج۱،ص:۳۷،رقم:۲۶۵)

وعن ابن سيرين قال: إن هذا العلم دين فانظروا عمن تأخذون دينكم، رواه مسلم، المراد الأخذ من العدول والثقات. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ''كتاب العلم: الفصل الثالث'': ج۱،ص:۳۱۴،رقم:۲۷۳)

ہے تبلیغی جماعت کیوں ایسا کرتی ہے اس کی ذمہ داری اسی پر ہے ان سے پوچھنا چاہئے کہ ان کے پاس کیا دلائل ہیں۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۲۰/۷/۱۴۱۰ھ)

امیر جماعت کا عالم ہونا ضروری ہے کہ نہیں؟

(۴۷) **سوال**: جماعت تبلیغ کا امیر کوئی عالم ہونا چاہئے تاکہ تبلیغ صحیح ہو یہ ضروری ہے یا نہیں ہے؟ جب کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جب دین کی باگ ڈور نا اہلوں کے ہاتھ میں آجائے تو سمجھنا قیامت قریب ہے کیا یہ بات امیر جماعت میں بھی ہوسکتی ہے۔

فقط: والسلام

المستفتی: حافظ محمد شاہ عالم، گورکھپوری

الجواب وباللّٰہ التوفیق: تبلیغی جماعت کے اصل ذمہ داران معتمد علماء دین ہیں ضمناً کام کرنے والوں میں بھی علماء ہوں تو بہتر ہے لیکن سفر کرکے تبلیغ کرنے والی بعض جماعتوں میں

---

(۱) حدثنا محمد بن بشار رضي الله عنه، قال حدثنا شعبة عن فرات القزاز، سمعت أباهريرة رضي الله عنه، يحدث عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: كانت بنو إسرائيل تسوسهم الأنبياء، كلما هلك نبي خلفه نبي وإنه لا نبي بعدي وسيكون خلفاء، فيكثرون قالو، فما تأمرنا؟ قال فوا ببيعة الأول فالأول أعطوهم حقهم فإن الله سائلهم عمن استرعاهم. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب الأنبياء: باب ماذكر عن بني إسرائيل'': ج۱،ص:۴۹۱،رقم:۳۴۵۵)

وكانت شهرة عمر رضي الله عنه، بالسياسة وكان فضله بالعلم بالله الذي مات تسعة أعشاره بموته وبقصده التقرب إلى الله عز وجل في ولايته وعدله وشفقته على خلقه ..... والسلطان يتوسط بين الخلق لله فيكون مرضياً عند الله سبحانه ومثابا. (إمام غزالیؒ، إحياء علوم الدين، ''كتاب العلم: ج۱،ص:۴۴)

وقال تعالیٰ: ﴿وَ أَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَأٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ لَاتَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ۝ وَإِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ إِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝﴾(سورة الأنفال:۶۰،۶۱)

علماء نہ بھی ہوں تو ان کو ذمہ دار کہہ کر نااہلوں کے ہاتھ میں باگڈور اور انتظامی قباحت کی بات کہنا درست نہیں ہے جب کہ اصل ذمہ دار علماء ہی ہیں اور ہر آدمی مکلّف ہے کہ جس قدر جانتا ہو اس کو دوسروں تک پہونچائے۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۸/۶/۶ھ)

اپنے گھر والوں کو چھوڑ کر دوسروں کو تبلیغ کرنا:

(۴۸) **سوال:** سعید باہر جا کر تو تبلیغ کرتا پھرتا ہے مگر اپنے گھر میں تبلیغ نہیں کرتا اس کے لئے کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد افتخار، پہانی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ صورت میں سعید کو چاہئے کہ اپنے گھر میں بھی تبلیغ دین کرے؛ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا تھا کہ ﴿**وأنذر عشيرتك الأقربين**﴾[2] کہ اپنوں کو خدا سے ڈراؤ؛ پس سعید کو چاہئے کہ اپنوں کو نظر انداز نہ کرے

---

(۱) عن عبد الله ابن عمرو رضي الله عنهما، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: بلغوا عني ولو آية وحدثوا عن بني إسرائيل ولا حرج ومن كذب علي متعمداً فليتبوأ مقعده من النار، رواه البخاري. (مشكوٰة المصابيح، "كتاب العلم: الفصل الأول": ج۱،ص:۳۲،رقم:۱۹۸)

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من دعا إلى هدى كان له من الأجر مثل أجور من يتبعه لا ينقص ذلك من أجورهم شيئاً ومن دعا إلى ضلالة كان عليه من الإثم مثل آثام من يتبعه لا ينقص ذلك من آثامهم شيئاً، هذا حديث حسن صحيحٌ. (أخرجه الترمذي، في سننه، "أبواب العلم، باب ما جاء في من دعاء إلى هدى الخ": ج۲،ص:۹۶،رقم:۲۶۷۴)

(۲) سورة الشعراء:۲۱۴.

کہ وہ احق ہیں۔[1]

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۱/۵/۵ھ)

وعظ ونصیحت کرنے کا حق کس کو ہے؟

(۴۹) **سوال:** ہمارے یہاں ایک بڑی مسجد ہے اور ایک چھوٹی مسجد ہے اب لوگوں میں وعظ ونصیحت کرنے کا حق کس کا ہے بڑی مسجد کے امام کا یا چھوٹی مسجد کے امام کا؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ابراہیم، فروخ آباد

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حسب موقع ومحل نصیحت کی شرعاً اجازت ہے، خواہ بڑی مسجد کے امام نصیحت کریں یا چھوٹی مسجد کے؛ بلکہ ان دونوں میں جو عالم، دیندار ہو؛ نیز لوگوں کو سمجھانے میں بہتر ہو، وہی نصیحت کرے؛ اس لئے کہ یہ موقع دیر تک سمجھانے کا نہیں؛ البتہ اگر کوئی شخص کوئی بات غلط بتائے، تو اس کی اصلاح کرنے میں مضائقہ نہیں ہے۔[2]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۰/۷/۳ھ)

---

(۱) ومعنى الآية أن الإنسان إذا بدأ بنفسه أولا وبالأقرب فالأقرب من أهله ثانيا لم يكن لأحد عليه طعن البتة. (تفيسر خازن، سورة الشعراء: ج۳،ص:۳۳۳)
﴿قُوٓا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا﴾ (سورة التحريم:٦)

(۲) التذكير على المنابر للوعظ والاتعاظ سنة الأنبياء والمرسلين. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "يكره إعطاء سائل المسجد": ج٦،ص:۴۲۱)
الأحق بالإمامة الأعلم بأحكام الصلاة ثم الأحسن تلاوة للقرأة ثم الأورع أي الأكثر اتقاء للشبهات. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب الإمامة": ج۲،ص:۲۹۴)

مسجد میں صرف فرض نمازیں اداء کی جائیں اور فضائل اعمال پڑھی جائے:

(۵۰)**سوال**: جماعت تبلیغ والے کہتے ہیں کہ مسجد میں صرف فرض نمازیں ادا کی جائیں اور تبلیغی نصاب کی کتاب سنی جائے، باقی نوافل وسنن سب گھر پر پڑھنی چاہئیں؛ یہ کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: مولوی عبدالرؤف، جے پور، راجستھان

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اولیٰ اور بہتر یہ ہے کہ سنن ونوافل گھر پر پڑھی جائے [۱] لیکن نماز سے غفلت کے اس دور میں سنن ونوافل مسجد میں پڑھی جائیں؛ اس لئے کہ گھر میں جا کر آدمی دوسرے کاموں میں لگ جاتا ہے اور عموماً نوافل وسنن چھوٹ جاتی ہیں؛ لہٰذا مسجد میں سنن ونوافل سے روکنے کی اجازت نہیں [۲] نیز ذکر اللہ کے لئے کسی متعین کتاب کو مخصوص کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے، کسی مقررہ کتاب کو پڑھنے کے لئے اس قدر اہتمام کہ سنن ونوافل سے بھی لوگوں کو روک دیا جائے، اس کی بھی اجازت نہیں ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۹/۷/۵ھ)

الجواب صحیح:

خورشید عالم

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) عن ابن عمر رضي اللّٰه عنه، قال: قال رسول اللّٰه عليه وسلم: إجعلوا في بيوتكم من صلاتكم ولا تتخذوها قبورا، قوله: من صلاتكم قال القرطبي: من للتبعيض والمراد النوافل بدليل ما رواه مسلم من حديث جابر مرفوعاً إذا قضى أحدكم الصلاة في مسجده فيجعل لبيته نصيبا من صلاتة. (ابن حجر العسقلاني، فتح الباري، "كتاب الصلاة: باب كراهية الصلاة في المقابر": ج۱،ص:۶۸۵،رقم:۴۳۲)

والأفضل في النفل غير التراويح المنزل إلا لخوف شغل عنها والأصح أفضليته ما كان أخشع وأخلص. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل": ج۲،ص:۴۳۲)

(۲) حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "في نفسه أفضل" یہ ہے کہ سنن مؤکدہ گھر پر پڑھی جائیں، لیکن ایک امر عارض کی وجہ سے اب افضل یہ ہے کہ سنن مؤکدہ مسجد میں ہی پڑھی جائیں۔ (ملفوظات حکیم الامت: ج۸،ص:۲۲۷،رقم الملفوظ:۲۵)

نمازیوں کے عشاء بعد مشورہ کے لئے بیٹھنے پر امام صاحب کا نیند میں خلل ہونے پر اعتراض کرنا:

(۵۱)**سوال**: محلّہ کے نمازی کافی ہیں بعد نماز عشاء کچھ لوگ مسجد میں بیٹھ کر فکر کرتے ہیں کہ لوگ نمازی کیسے بنیں اور کیسے ان کو نماز کے لئے بلایا جائے امام صاحب کہتے ہیں کہ اتنی دیر بیٹھنے میں میری نیند میں خلل ہوتا ہے تو تم اتنی دیر تک نہ بیٹھا کرو؟

فقط: والسلام
المستفتی: رئیس الدین، بڑوت

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مسئول عنہا میں اگر لوگ اتنی دیر مسجد میں رہتے ہیں کہ امام صاحب کی نیند میں خلل ہوتا ہے، تو امام صاحب پر لوگوں کے ساتھ بیٹھنا لازم نہیں ہے تاکہ وہ فجر کی نماز کے وقت بآسانی بیدار ہوسکیں، امام کے سونے کے لئے الگ سے جگہ کا نظم کردیا جائے۔[1]

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۶/۵/۹ھ)

کیا دعوت وتبلیغ کا کوئی خاص طریقہ متعین ہے:

(۵۲)**سوال**: کیا اسلام میں دعوت وتبلیغ کا کوئی طریقہ متعین ہے، اگر کوئی اس خاص طریقہ پر دعوت وتبلیغ کا کام کرے تب ہی دعوت وتبلیغ کا فریضہ انجام دینے والا کہلائے گا؟

فقط: والسلام
المستفتی: مولانا ابوالحسن قاسمی، بہار

---

(۱) حامل القرآن راية الإسلام فمن أكرمه فقد أكرمه الله ومن أهانه فعليه لعنة الله. (علاؤ الدين علي بن حسام الدين، كنز العمال: ج۳،ص:۱۳۹)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اسلام میں دعوت وتبلیغ اپنی اور دوسروں کی اصلاح اور اسلام واحکام اسلام کو عام وتام کرنے کا کوئی طریقہ متعین نہیں ہے؛ بلکہ زمانہ، علاقہ، ماحول، وعرف وعادات کے لحاظ سے جو بھی طریقہ بہتر ومؤثر معلوم ہو؛ اسی کو اختیار کیا جانا چاہئے۔

قرآن کریم میں ﴿اُدْعُ إِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ أَحْسَنُ﴾[1]

کسی ایک طریقہ کو لازم ومتعین سمجھنا اسلام کی وسعت وہمہ گیری کے ساتھ انتہائی ناانصافی ہے۔ مروجہ تبلیغی جماعت کا طریقہ بھی خصوصاً عوام کے لئے کافی مفید ہے، لیکن کچھ لوگ اس میں غلو وشدت سے کام لینے لگے ہیں، جس سے کافی نقصان ہورہا ہے۔[2]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۸/۱۳ھ)

---

(۱)سورة النحل:۱۲۵.

(۲)﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ﴾(سورة آل عمران:۱۱۰)

عن سالم بن عبد اللّٰه بن عمر عن أبيه رضي اللّٰه عنهم، قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: أيها الناس أو مروا بالمعروف وأنهوا عن المنكر قبل أن تدعوا اللّٰه فلا يستجيب لكم، وقبل أن تستغفروه فلا يغفر لكم. (إسماعيل بن محمد، الترغيب والترهيب، "فصل": ج۱،ص:۲۱۸،رقم:۳۰۶)

﴿تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾(سورة البقرة:۲۲۹)

﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ أُمَّةً وَّسَطًا﴾(سورة البقرة:۱۴۳)

وأنا أرى أن "الوسط" في هذا لموضع، هو "الوسط" اللذي بمعنى: الجزء اللذي هو بين الطرفين، ..... وأرى أن اللّٰه تعالىٰ ذكره إنما وصفهم بأنهم "وسط" لتوسطهم في الدين، فلا هم أهل غلو فيه، غلو النصارى اللذين غلوا بالترهب، وقيل لهم في عيسىٰ ما قالوا فيه، ولاهم أهل تقصير فيه، تقصير اليهود اللذين بدلو كتاب اللّٰه، وقتلوا أنبياء هم، وكذبوا على دينهم، وكفروا به، ولكنهم أهل توسط واعتدال فيه، فوصف اللّٰه بذلك، إذ كان أحب الأمور إلى اللّٰه أوسطها. (محمد بن جرير، جامع البيان في تأويل القرآن، "سورة البقرة:۱۴۳": ج۳،ص:۱۴۲)

موجودہ تبلیغ کو دین کا بنیادی کام کہنا:

(۵۳)**سوال**: چونکہ حالیہ تبلیغی جماعت اپنے قول وعمل سے عوام کو یہ تاثر دینے کی ہر ممکن کوشش کرتی ہے کہ اصل اور بنیادی دین کا کام صرف یہ تبلیغی جماعتیں انجام دیتی ہیں اور مدارس دینیہ پر جو قوم کا عظیم سرمایہ خرچ ہو رہا ہے وہ اس کے مستحق نہیں ہیں اس لئے ایک زبردست نقصان امت کو یہ پہنچ رہا ہے کہ لوگوں نے بڑی حد تک اپنی توجہ مدارس کی طرف سے ہٹالی ہے کیونکہ ان کی نظر میں مدارس دینیہ کی اہمیت بہت کم رہ گئی ہے۔ نتیجتاً مدارس میں شہری طلباء کی تعداد اب نہ ہونے کے برابر ہے۔ تبلیغی مشاغل کا تقدس اس طرح لوگوں کے دل میں راسخ ہوتا جارہا ہے کہ وہ تبلیغی نقل وحرکت کو بعینہ معرکہ جہاد فی سبیل اللہ سمجھتے ہیں جو مبلغین کی مسلسل تلبیس کا نتیجہ ہے اس لئے عموماً تمام وابستگان تبلیغ علماء دین اور ان کی دینی خدمات وتعلیمات کو اپنی تبلیغی کاوشوں کے مقابلے میں بڑی حقارت و استخفاف سے دیکھتے ہیں ایسی صورت میں مسلمانوں کے لئے ان تبلیغی جماعتوں کے متعلق شرعاً کیا ہدایت ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: مقصود علی، دہلی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: یہ مدارس ہی دینی تعلیم وتربیت اور مذہب اور اس کے احکام کو سمجھنے اور سمجھانے کا اصل ذریعہ ہیں ان کو اساس اور بنیاد کا درجہ حاصل ہے علم دین کے حصول کے بغیر۔ تبلیغ کا حق ادا نہیں کیا جاسکتا مذہب اور صحیح مسائل وہ کس طرح قوم تک پہونچائے گا جس کو صحیح معلومات اور مذہبی معاملات اور مسائل سے کما حقہ واقفیت نہ ہو، مدارس بھی صحیح تبلیغ کا ذریعہ ہیں۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید (۱۴۰۹/۵/۳ھ)
مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند

---

(۱) الأمر بالمعروف يحتاج إلى خمسة أشياء أولها العلم لأن الجاهل لا يحسن الأمر بالمعروف. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب الكراهية: الباب السابع عشر في الغناء واللهو": ج۵،ص:۴۰۷)

فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من دل على خيرٍ فله مثل أجر فاعله، (أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب الإمارة: باب فضل إعانة الغازي في سبيل الله": ج۲،ص:۱۳۷،رقم:۱۸۹۳)

فالفرض العين هو العلم بالعقائد الصحيحة ومن الفروع ما يحتاج إليه. (محمد ثناء الله پانی پتیؒ، تفسير المظهري: (سورة التوبة:۱۲۲)

عن ابن عباس رضي الله عنه، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: من يرد الله به خيراً يفقه في الدين وفي الباب عن عمر رضي الله عنه، وأبي هريرة رضي الله عنه، ومعاوية رضي الله عنه،هذا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ. (أخرجه الترمذي، في سننه، "أبواب العلم، باب إذا أراد الله بعبد خيرا فقهه في الدين": ج۲،ص: ۹۳،رقم:۲۶۴۵)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بابُ الاذکار والادعیۃ

اذکار وادعیہ

کس نماز کے بعد دعاء طویل اور کس نماز کے بعد دعا قصیر ہونی چاہئے؟

(۱)**سوال**: کس نماز کے بعد دعاء طویل اور کس نماز کے بعد دعا مختصر ہونی چاہئے؟

فقط: والسلام

المستفتی: مولانا اکرام صاحب، ایٹہ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: فجر اور عصر کی نماز کے بعد چوں کہ نفل وسنت نماز نہیں ہے کمزور بیمار کام کاج والے مصلیوں کی رعایت کر کے قدرے طویل دعا کی گنجائش ہے اور ظہر، مغرب اور عشاء جن نمازوں کے بعد سنت ونوافل ہیں، ان میں مختصر دعاء مانگنی چاہئے۔

اور چونکہ نماز جمعہ کے بعد بھی سنتیں ہیں؛ لہٰذا اس وقت بھی مختصر دعاء کرنی چاہئے۔ فیض الباری شرح بخاری میں اسی طرح منقول ہے۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۸/۸/۱۲ھ)

---

(۱) فإن كان بعدها أي بعد المكتوبة تطوع يقوم إلى التطوع بلا فصل إلا مقدار ما يقول: "اللهم أنت السلام الخ". (غنية الملتمس:ص:۳۴۱)

كل صلوٰة بعدها سنة يكره القعود بعد ها والدعاء الخ. (حسن بن عمار، مراقي الفلاح على الطحطاوي، "فصل في الأذكار الواردة بعد الفرض":ص:۳۱۱)

نماز کے بعد دعا مانگنے کا بہترین طریقہ کیا ہے؟

(۲)**سوال**: نماز کے بعد دعا مانگنے کا بہترین طریقہ کیا ہے؟ ہاتھ کو کس طرح رکھیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: مولوی محمد اسماعیل، بدایونی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: دعاء کے آداب میں سے ہے کہ دونوں ہاتھ سینہ تک اٹھا کر دعا کرے اور دونوں کے درمیان فاصلہ ہو، ملا کر رکھنا خلاف اولیٰ ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۸/۸/۱۷ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

خطبہ کے دوران خطیب کی دعاء پر آمین کہنا:

(۳)**سوال**: جمعہ وعیدین کے دوسرے خطبہ میں خطیب کی دعاء کے وقت حاضرین ہاتھ اٹھا کر آمین کہتے ہیں یہ کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد رمضان، روڑکی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس وقت ہاتھ اٹھانا اور آمین کہنا ممنوع ہے کیونکہ اس کا ثبوت خیر القرون میں نہیں ملتا۔ ''وما يفعله المؤذنون حال الخطبة من الصلوٰة على النبى صلى الله عليه وسلم والترضى من الصحابة والدعاء للسلطان بالنصر ينبغى أن

---

(۱) الأفضل في الدعاء أن يبسط كفيه ويكون بينهما فرجة. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب الكراهية: الباب الرابع، فى الصلاة، والتسبيح، وقراءة القرآن": ج۵،ص:۳۶۷)
من آداب الدعاء بعد الصلوٰة رفع اليدين بحذاء صدره. (وزارة الأوقاف، الموسوعة الفقهية، "رفع اليدين في الدعاء خارج الصلاة": ج۴۵،ص:۴۶۶)

یکون مکروهاً اتفاقاً''۔[۱]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۸/۹/۱ھ)

ایک جگہ جمع ہوکر ذکر کرنے والوں کو کھانا کھلانا:

(۴) **سوال:** گاؤں کے سب لوگ ایک جگہ اکٹھا ہوکر ذکر اللہ کرتے ہیں اور جہراً کرتے ہیں ان کے لئے کھانا بھی بنایا جاتا ہے اور روپیہ بھی دیا جاتا ہے یہ کیسا ہے۔

فقط: والسلام
المستفتی: ابوالکلام، آسامی

الجواب وباللہ التوفیق: ذکر کا یہ طریقہ جائز ہے۔ اس موقع پر روپیہ دینا یا کھانا کھلانا، اگر ذکر کرنے کی اجرت اور بدلہ ہے، تو یہ ناجائز ہے۔ اور اجرت اور بدلہ نہیں ہے، تو جائز ہے۔[۲]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۲/۳/۲۳ھ)

---

(۱) الطحطاوي، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ''كتاب الصلوٰة، باب الجمعة'': ج۱، ص:۵۱۴.
قوله: (يصلي سراً) بحيث يسمع نفسه كذا آفاده القهستاني وفي الشرح عن الحسامي يصلي في نفسه وفي الفتح عن أبي يوسف ينبغي في نفسه لأن ذلك مما لا يشغله عن سماع الخطبة فكان إحرازاً للفضيلتين وهو الصواب. (الطحطاوي، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ''كتاب الصلوٰة: باب الجمعة'': ج۱، ص:۵۱۹)

(۲) ﴿وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰئهُ وَكَانَ أَمْرُهٗ فُرُطًا ۝﴾ (سورة الكهف:۲۸)
وفصل آخرون فقالوا: الإخفاء أفضل عند خوف الريا، والإظهار أفضل عند عدم خوفه الخ. (علامه آلوسي، روح المعاني، ''تفسير سورة الأعراف:۵۰''، ج۵، ص:۲۰۸،) ..... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

نماز کے بعد حالت سجدہ میں دعاء کرنا:

(۵)**سوال**: بعض نمازیوں کی عادت ہے کہ نماز کے بعد سجدے میں ہاتھ پھیلا کر دعا کرتے ہیں یہ جائز ہے یانہیں؟ اب کر سکتے ہیں یانہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد اختر، پہاڑپور، سہارنپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: دعاء کا مسنون طریقہ ہی افضل ہے اس میں کسی کو اختلاف نہیں ہے، سجدہ میں مناجات اکثر فقہاء کے نزدیک مکروہ ہے۔[1] اشعۃ اللمعات میں ہے سوم سجدہ مناجات (دعائیہ سجدہ) وظاہر کلام اکثر فقہاء آنست کہ مکروہ است یعنی تیسرا سجدہ مناجات ہے اکثر علماء کے نزدیک مکروہ ہے۔

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۸/۷/۱۴۱۸ھ)

.....گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ.....عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما، كان يقول عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: إذا دعا أحدكم أخاه فليجب عرساً كان أو نحوه. (أخرجه، مسلم في صحيحه، "كتاب النكاح،باب الأمر بإجابة الداعي إلى دعوة": ج۱،ص:۴۶۲،رقم:۱۴۲۹)

قال بعض السلف وأما الأعذار التي يسقط بها وجوب إجابة الدعوة أو ندبها فمنها أن يكون في الطعام شبهة أو يخص بها الأغنياء أو يكون من يتأذي بحضوره معه أو لا تليق به مجالسته أو يدعوه لخوف شر أو لطمع في جانبه الخ. (أخرجه النووي، في شرح المسلم،"كتاب النكاح، باب الأمر بإجابة الداعي إلى دعوة": ج۱،ص:۴۶۲)

(۱)وأشار المصنف إلى أنه لا يأتي في ركوعه وسجوده بغير التسبيحات وما ورد في السنة من غيرها فمحمول على النوافل تهجداً أو غيره. (ابن نجيم، البحرا الرائق، "كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، فصل هو في اللغة فرق ما بين الشيئين": ج۱،ص:۵۵۲)

وكذا) ليس بعد رفعه من الركوع دعاء، وكذا لا يأتي في ركوعه وسجوده بغير التسبيح (على المذهب) وما ورد محمول على النفل. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، مطلب في إطالة الركوع للجائي": ج۲،ص:۱۲،۲۱۳)

مؤذن کو دعاء کے ختم پر آمین کہنے پر مجبور کرنا:

(۶)**سوال**: میں ایک مسجد میں مؤذن ہوں متولی صاحب کہتے ہیں کہ دعاء کے ختم پر آمین زور سے کہو مجھ کو اس کا پابند کیا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: منشی محمد رمضان محلّہ آلی، آبنگران، سہارنپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: لفظ آمین ایک دعاء ہے جس کے معنی ہیں: اے اللہ تو قبول فرما اور آیت قرآنیہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ دعا مانگنے میں اصل اور افضل آہستہ مانگنا ہے؛ نیز مؤذن کو اس کا پابند بنانا اور اس پر اس قسم کا بار ڈالنا زیادتی ہے۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۸/۸/۱ھ)

درود ناریہ کا حکم:

(۷)**سوال**: درود ناریہ کے نام سے ہمارے یہاں ایک رواج ہے اس کو ۴۴۴۴ مرتبہ پڑھتے ہیں کیا یہ حدیث سے ثابت ہے؟ جس کے الفاظ یہ ہیں۔ ''**اللهم صل صلوة كاملة وسلم سلاما تاما على سيدنا مولانا محمدن الذي تنحل به العقد، و تنفرج به**

---

(۱)﴿أُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً﴾(سورة الأعراف:۵۵)
﴿إِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا﴾(سورة المريم:۳)
عن أبي هريرة رضي الله عنه، أن رسول الله عليه وسلم قال: إذا قال الإمام ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ فقولوا آمين. (أخرجه البخاري، في صحيحه،''كتاب الأذان: باب جهر المأموم بالتأمين'': ج۱،ص:۱۵۶،رقم:۷۸۲)
عن علقمة بن وائل أن النبي صلى الله عليه وسلم قرأ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ فقال: آمين وخفض بها صوته. (أخرجه الترمذي، في سننه، ''أبواب الصلاة: باب ما جاء في التأمين'':ج۱،ص:۵۸،رقم:۲۴۸)

الكرب، وتُقضى به الحوائج، وتنال به الرغائب، وحسن الخواتم ويستسقى الغمام بوجهه الكريم، وعلى آله وأصحابه في كل لمحة ونفس بعدد كل معلوم لك يا الله، يا الله، يا الله''؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شمس الدین، مدراسی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: درود ناریہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی حدیث سے ثابت نہیں ہے؛ بلکہ اکابر کا مستند ومجرب وظیفہ رہا ہے اور مصائب وپریشانیوں سے نجات کے لیے اس کا ورد مجرب ہے۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۸/۸/۲۴ھ)

یا محی الدین وظیفہ پڑھنا:

(۸) **سوال:** ہمارے یہاں لوگ رات کو ''یا محي الدين'' ایک ہزار مرتبہ اس عقیدے کے ساتھ پڑھتے ہیں کہ عدد مکمل ہونے پر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی حاضر ہوجاتے ہیں کیا کسی روح کے سلسلہ میں حاضر ہونے کا عقیدہ شرعاً جائز ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شمس الدین، مدراسی

---

(۱) عن عبد الرحمن بن أبي ليلى قال: لقيني كعب بن عجرة فقال ألا! أُهدي لك هديَّة سمعتها من النبي صلى الله عليه وسلم، فقلت: بلى فأهدها لي، فقال: سألنا رسول الله عليه وسلم، فقلنا: يا رسول الله! كيف الصلاة عليكم أهل البيت فإن الله قد علمنا كيف نسلم عليكم، قال: قولوا! اللهم صل على محمد، وعلى آل محمد كما صليت على إبراهيم، وعلى آل إبراهيم إنك حميد مجيد. اللّٰهم بارك على محمد وعلى آل محمد كما باركت على إبراهيم، وعلى آل إبراهيم إنك حميد مجيد. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب الأنبياء عليهم السلام: باب يزفون النسلان في المشي'': ج۱،ص:۱۷۷،رقم:۳۳۷۰)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کسی کی روح کے حاضر مجلس ہونے کا عقیدہ رکھنا جائز نہیں ہے، اور مذکورہ وظیفہ پڑھنا بھی جائز نہیں ہے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۸/۸/۲۵ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

مسجد میں بلند آواز سے ذکر واذکار کرنا:

(۹) **سوال:** مغرب کی نماز کے بعد سے عشاء تک وادی کشمیر میں اکثر جگہ زور زور سے درود شریف اور سبحان اللہ کا ورد مل کر کرتے ہیں، جس کی وجہ سے تمام نمازیوں کی نماز میں خلل واقع ہوتا ہے؛ نیز جو نہ پڑھے اس کو بدعتی کہتے ہیں؛ حالانکہ وہ خود بدعت کر رہے ہیں ان کے لئے کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محی الدین، کشمیر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجد میں قرآن پاک کی تلاوت اور دیگر اوراد وظائف اس قدر بلند آواز سے پڑھنا کہ دوسروں کی نماز میں خلل واقع ہو جائے اور ان کو ناگوار معلوم ہو جس کی وجہ سے ان کی نمازیں صحیح ادا نہ ہوسکیں جائز نہیں ہے؛ بلکہ یہ سب مذکورہ اوراد ووظائف بالکل آہستہ پڑھیں البتہ اگر مسجد میں نمازی نہ ہوں، تو ذکر جہری کی بھی گنجائش ہے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۰۷/۶/۱۹ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) يجوز في الأذكار المطلقة الإتيان بما هو صحيح في نفسه مما يتضمن الثناء على الله تعالى ولا يستلزم نقصاً بوجه من الوجوه وإن لم تكن تلك الصيغة ما ثورة عن النبي صلى الله عليه وسلم. (وزارة الأوقاف الكويتية، الموسوعة الفقهية، "الذكر بعد المأثور، أ-في الأذكار المطلقة": ج۲۱،ص:۲۳۸).....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

آندھی کے وقت اذان اور دعاء:

(۱۰) **سوال**: آندھی کے وقت جو رائج ہے کہ اذان دی جائے، یا اور کلمات خیر کہے جائیں اس کے بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟ اور اگر دعاء پڑھی جائے تو کون سی دعاء ہے نوشت فرمائیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالمختار، نیپال

الجواب وباللّٰہ التوفیق: درست بات یہ ہے کہ آندھی، طوفان، زلزلہ یا دیگر آفات سماویہ پر اذان دینا سنت سے ثابت نہیں ہے؛ لہٰذا اگر یہ عمل سنت یا حکم شرعی سمجھ کر کرتے ہیں، تو غلط ہے؛ لیکن اگر لوگ محض غموں کو دور کرنے کے لیے اذان دیتے ہیں تاکہ لوگوں کو جمع خاطر نصیب ہو، تو یہ ایک مستحب عمل ہے علامہ شامی نے مواقع اذان میں کتب شافعیہ کے حوالے سے اسے سنت کہا ہے:

''**قالوا يسن للمهموم أن يأمر غيره أن يؤذن في أذنه فإنه يزيل الهم**''[1] اسی طرح اذان کے علاوہ بعض دعاء حدیث سے ثابت ہے ''**اللهم إني أسئلك خيرها وخيرما فيها وخير ما أرسلت به وأعوذ بك من شرها وشرما فيها وشرما أرسلت به، اللهم اجعلها رياحاً ولا**

.....گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ.....وقد يكون الذكر حراماً، وذلك كان يتضمن شركاً كتابية أهل الجاهلية، أو يتضمن نقصاً، مما كانوا يقولون في أول الإسلام: السلام على الله من عباده، فقال: النبي صلى الله عليه وسلم: لا تقولوا السلام على الله فإن الله هو السلام ولكن قولوا: التحيات لله والصلوٰت والطيبات. (''أيضاً'': ج۲۱، ص:۲۳۳)

(۲) عن ابن عباس رضي الله عنه: أن رفع الصوت بالذكر حين ينصرف الناس من المكتوبة كان على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال ابن عباس رضي الله عنه كنت أعلم إذا انصرفوا بذلك إذا سمعته. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب الأذان: باب الذكر بعد الصلوٰة'': ج۱، ص:۱۶۸، رقم:۸۴۱)

الباب الأول في حكم الجهر بالذكر إعلم أنهم اختلفوا في ذلك فجوزه بعضهم وكرهه بعضهم الخ. (سياحة الفكر في الجهر بالذكر: ص:۴۲)

(۱) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب الأذان، مطلب: في المواضع التي يندب لها الأذان في غير الصلاة'': ج۲، ص:۵۰.

تجعلها ريحا اللهم اجعلها رحمة ولا تجعلها عذاباً ارحمني يا ارحم الراحيم"[۱]

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۰/۷:۱۴۴۲ھ)

اجتماعی دعاء کے لئے دعوت دینا:

(۱۱)**سوال:** زید نے ہفتہ میں ایک روز دعاء کے لئے مقرر کر رکھا ہے اور عوام الناس کو اس میں شرکت کی ترغیب دیتے ہیں اور ہر ملنے والے کو کہتے ہیں کہ فلاں دن تم ضرور دعاء میں شریک ہوا کرو، تو اس طرح ان کا کہنا اور دعا کرانا درست ہے یا نہیں؟ اور اگر تقریر وغیرہ بھی ہو اور اس کے بعد دعا ہو تو کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالحمید، سہارنپور

الجواب وباللہ التوفیق: صرف دعاء کے لئے اجتماع اور اس کے لئے دن مقرر کر کے لوگوں کو دعوت دینا، اس کی کوئی اصل شریعت میں نہیں ملتی؛ اس لئے اس کا رواج بنانا اور اس کے لئے دعوت دینا صحیح نہیں ہے، اس عمل کو ترک کر دینا لازم ہے[۲]، ہاں اگر تبلیغ اسلام اور لوگوں کو قرآن وحدیث کی باتیں بتانے کے لئے کوئی دن مقرر کر لیں کہ لوگوں کے جمع ہونے میں سہولت ہو اور اس پروگرام کے اختتام پر دعاء بھی ہو جائے، تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔[۳]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۸/۶/۲۷ھ)

(۱)علامه محمد بن محمد جزري شافعيؒ، حصن حصين: ص:۱۵۹.....بقیہ حواشی آئندہ صفحہ پر.....

دعاء مانگنے کی حکمت کیا ہے؟

(۱۲)**سوال**: دعاء میں بندہ جو کچھ مانگتا ہے کبھی وہ چیز ملتی ہے اور کبھی نہیں ملتی اور جو ملتی ہے اس کا علم اللہ تعالیٰ کو ہی بہتر ہے۔

فقط والسلام
المستفتی: صفوا، بندی پور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اللہ تعالیٰ مانگنے سے عطا فرماتے ہیں؛ لیکن بندہ کیا مانگے گا اس کا علم اس کو پہلے سے ہے، اس کو لکھ دیا جاتا ہے اور کبھی کبھی دعا مانگنے پر بظاہر کوئی چیز نہیں ملتی فی الفور نہ دینے میں بندے کے لئے اللہ تعالیٰ کی جانب سے کیا مصلحت اور فائدے ہیں، اس کو خدا تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ بندہ کی عقل اس کو سمجھ نہیں سکتی۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۰/۳/۹ھ)

.....گذشتہ صفحہ کے بقیہ حواشی.....

(۲) من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد. (مشكوة المصابيح، "كتاب الإيمان: باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول": ج۱،ص:۲۷،رقم:۱۴۰)

(۳)﴿وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ إِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ إِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ﴾(سورة فصلت:۳۳)
بلغوا عني ولو آية. (محمد عبد الرحمن المباركفوري، تحفة الأحوذي،"كتاب العلم": ج۱،ص:۳۶۰)

(۱)﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾(سورة الغافر:۶۰)
عن النعمان بن بشير قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "إن الدعاء هو العبادة" ثم قرأ: ﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ [سورة الغافر:۶۰]. (أخرجه ابن ماجه، في سننه، "أبواب الدعاء: باب فضل الدعاء": ج۲،ص:۵۸،رقم:۳۸۲۸)
عن سعدٍ رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: دعوة ذي النون إذ دعاه وهو في بطن الحوت: ﴿لَّآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنْتَ سُبْحٰنَكَ إِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ فإنه لم يدع بها رجل مسلم في شيء قط إلا استجاب الله له. (أخرجه الترمذي، في سننه، "أبواب الدعوات: باب منه": ج۲،ص:۱۷۸،رقم:۳۵۰۵)
﴿فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ﴾(سورة الأنبياء:۸۸)

آیت کریمہ کاختم اوردعاء کااہتمام:

(۱۳)**سوال**: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں:

ہماری بستی میں یہ رواج ہے کہ بعض لوگ اپنی ضرورت کے تحت مسجد میں لوگوں کوجمع کر کے طلباء سے سوالاکھ آیت کریمہ کاختم کراتے ہیں،اورشب قدر جیسے موقعوں پر بھی اس کا اہتمام کرتے ہیں،اور دعاء کرتے ہیں تو کیالوگوں کا یہ معمول صحیح ہے؟احادیث رسول میں اس کا ثبوت ہوتو تحریر فرمائیں۔

فقط:والسلام

المستفتی:محمدعمر بن فخرالدین،راجستھان

الجواب وباللّٰہ التوفیق:اس کورواج بنا کر نہ کیا جائے،البتہ بغیر تاریخ کی تعیین کے اور بغیر کسی زبردستی کے کبھی بھی لوگوں کو بلا کر جتنا بھی وہ خوشی سے پڑھنا چاہیں پڑھوا کر دعاء یا ایصالِ ثواب کرادیا جائے،اورآیت کریمہ یا سورۂ یٰسین یاختم قرآن کے ان موقعوں پر شیرینی وغیرہ کا التزام بھی نہ کیا جائے کہ اس میں ناموری کا اور کھانے کا لالچ ہوتا ہے،جس کی وجہ سے ثواب یا تو بالکل ہی نہیں ہوتا یا کم ہوجاتا ہے۔[1]

الجواب صحیح:

سیداحمدعلی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط:واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمدعمران دیوبندی غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱/۷/۱۴۱۴ھ)

اجتماعی طورپر''صلی اللّٰہ علیک یا رسول اللّٰہ الخ''پڑھنا:

(۱۴)**سوال**: کشمیر میں عام طور پر کچھ نمازوں کے بعد لوگ اجتماعاً''صلی اللّٰہ علیک یارسول اللّٰہ یا حبیب اللّٰہ''پڑھتے ہیں جو کہ کشمیر میں کافی وقت سے رائج ہےاوربعض لوگوں پر یہ درود اس طرح اثر انداز ہوتا ہے کہ پڑھتے پڑھتے ان کی آنکھیں اشک بارہوجاتی ہیں اور

(۱) من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد. (مشكوٰة المصابيح، "كتاب الإيمان: باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول": ج۱،ص:۲۷،رقم:۱۴۰)

وہ لوگ اپنی نیت بھی اس طرح ظاہر کرتے ہیں کہ ہم رسول کو حاضر ناظر مان کر یہ درود نہیں پڑھتے ہیں؛ بلکہ محض ان کی محبت میں یہ غائبانہ درود وسلام ان پر بھیجتے ہیں اور یہاں بعض لوگ ان کے عمل کو ناجائز بتاتے ہیں اوراس درود کے شروع ہوتے ہی مسجدوں سے باہر نکل کران پڑھنے والوں پر طعن و تشنیع کرتے ہیں اوراس درود کو گیت اور گانوں سے تشبیہ دے کر مسجد سے باہر قہقہے لگاتے ہیں، جس سے اس درود کے پڑھنے والوں کے قلوب مجروح ہوتے ہیں اور بعض مرتبہ یہ جھگڑے کا بھی باعث بن جاتا ہے۔

لہٰذا مفتیان کرام سے درخواست ہے کہ غائبانہ نیت کے ساتھ درود شریف پڑھنے والوں کا یہ عمل شرعاً کس حد تک درست ہے اوراس درود شریف کو گیت گانوں سے تشبیہ دینے والوں کا شریعت مطہرہ کیا حکم رکھتی ہے؟ قرآن وحدیث سے تفصیلی جواب تحریر فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔ کشمیری عوام مفتیان کرام کے فیصلے کو آخری فیصلہ قرار دیتے ہوئے سر تسلیم خم کرنے کے لئے تیار ہیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: ضیاء الدین شاہ، بانکا ہندواڑہ، کشمیر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: درود شریف کا پڑھنا بہت بڑی فضیلت اور برکت کی چیز ہے کہ درود شریف کی وجہ سے دعاؤں کے قبول ہونے اور مقبول بننے کے امکانات قوی تر ہوجاتے ہیں اوراس کا اجر وثواب بھی بہت ہے۔ غرض درود شریف پڑھنے پر کوئی نکیر نہیں کرے گا؛ لیکن نمازوں کے بعد مسجدوں میں اجتماعی طور سے زور زور سے ''**صلی اللّٰہ علیك یا رسول اللّٰہ وسلم علیك یا حبیب اللّٰہ**'' پڑھنا احادیث، ائمہ اربعہ اور کسی بھی مسلک کے مجتہد وامام مستند سے ثابت نہیں ہے، اس سے مسجد میں بعد میں نماز پڑھنے والوں کی نمازوں میں خلل پیدا ہوتا ہے اور ایسی چیزیں جڑیں پکڑتی ہیں جو سنت وشریعت کے خلاف ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دین و شریعت کی اور اپنی محبت وعظمت کی جو حدیث مبارک بیان فرمادی ہیں بس ان کے اندر رہنا ہی منشاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پورا کرنا ہے۔ اپنی طرف سے نئے نئے طریقے ایجاد کرنا، پھر ان میں تاویل وتوجیہ کے راستے اختیار کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی منشاء مبارک کے خلاف ہے۔ جو لوگ

اس عمل کو گیت اور گانے سے تشبیہ دیتے ہیں ان کی یہ تشبیہ تو غلط ہی ہے۔ جو لوگ محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حدود سے تجاوز کرتے ہیں ان کو بجائے لعن طعن و تشنیع کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقۂ موعظت وحکمت سے محبت کے ساتھ سمجھانا چاہئے کیوں کہ ان کی محبت میں شرعی شعور نہیں۔ اگر اس طرح درود پڑھنے والوں کا طریقۂ کار غلط ہے، تو اختلاف کرنے والوں کا طریقۂ کار بھی غلط ہے۔ غلطی سے غلطی کا ازالہ نہیں کیا جاسکتا۔ سنت کے مطابق محبت وحکمت سے اصلاح کی جانی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اور صحیح محبت عطا فرمائے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد واصف قاسمی

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۰۸/۱۱/۲۱ھ)

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

اجتماعی طور پر صیغۂ حاضر والا درود پڑھنا:

(۱۵)**سوال**: یہاں مسجد میں اجتماعی طور پر نماز کے بعد عام طور پر زور زور سے یہ درود پڑھا جاتا ہے ''صلی اللّٰہ علیك یا رسول اللّٰہ وسلم علیك یا حبیب اللّٰہ'' اور اس درود کو درود حضور سے موسوم کرتے ہیں اور باقی تمام درودوں پر اس کو افضل بتاتے ہیں۔ عرض یہ ہے کہ

(۱) کیا یہ مستند درود ہے تو تحریر فرمائیں۔

(۲) اگر اس درود کی سند حدیث میں نہیں ہے تو اس کا پڑھنا جائز ہے یا جائز نہیں ہے اور مذکورہ

---

(۱) عبد الرحمن بن أبي ليلى قال: لقيني كعب بن عجرة رضي الله عنه، فقال: ألا أهدى لك هدية سمعتها من النبي صلى الله عليه وسلم فقلت: بلى فأهدها لي، فقال: سألنا رسول الله صلى الله عليه وسلم: فقلنا يا رسول الله صلى الله عليه وسلم: كيف الصلاة عليكم أهل البيت فإن الله قد علمنا كيف نسلم عليكم، قال: قولوا: اللهم صل على محمد وعلى آل محمد كما صليت على إبراهيم، وعلى آل إبراهيم إنك حميد مجيد. اللهم بارك على محمد وعلى آل محمد كما باركت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم، إنك حميد مجيد. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب الأنبياء عليهم السلام: باب يزفون النسلان في المشي'': ج ۱،ص:۴۷۷،رقم:۳۳۷۰)

بالاطریقہ سے پڑھنے والے ثواب کے حق دار ہوں گے یا نہیں؟ مدلل جواب مطلوب ہے۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد افضل، رسول پور، کشمیر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ہر جگہ موجود ہونا اور سننا یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور اللہ ہی کی خصوصیت ہے۔ ان میں کوئی اللہ کا شریک نہیں ہے، البتہ ملائکہ سیاحین ہیں۔ جو درود شریف کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دیتے ہیں، مسجد میں بآواز بلند اجتماعی طور سے یہ عمل کتاب وسنت اجماع وقیاس سے ثابت نہیں ہے۔ اس سے مسجد میں نمازیوں کی نماز میں، کتاب اللہ پڑھنے والوں کی تلاوت میں بھی خلل ہوتا ہے۔ ویسے بے شمار بے حساب درود شریف ہیں، ''**صلی اللّٰہ علیك یارسول اللّٰہ وسلم علیك یا حبیب اللّٰہ**'' روضۂ اقدس کے سامنے پڑھنا چاہئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں زندہ ہیں اور دنیا کی زندگی سے افضل واکمل زندگی ہے۔ یہ درود ماثور ہے، لیکن مستند صحیح حدیث سے نہیں ہے، افضل درود نماز والا ہے۔[1]

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد واصف قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۰۸/۱۱/۵ھ)

خدا کے فضل وکرم سے دعاء کی قبولیت کا کہنا:

(۱۶)**سوال:** ایک صاحب اپنی دعا میں یوں فرمایا کرتے ہیں کہ محض اپنے فضل وکرم

(۱) رجل تزوج امرأة ولم يحضر الشهود، قال: ''خدایرا ورسول را گواہ کردم'' أو قال: ''خدائے را وفرشتگان گواہ کردم'' كفر ولو قال فشته ''دست راست را گواہ کردم وفرشتہ دست جب را گواہ کردم'' لا يكفر كذا في فصول العمادية. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، منها: ما يتعلق بالإيمان والإسلام'': ج۲،ص:۲۶۶)

وعن أبي هريرة رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من صلى علي عند قبري سمعته ومن صلى علي نائياً أبلغته. (مشكوٰة المصابيح، ''باب الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم'': ج۱،ص:۳۳۰، رقم:۹۳۴)

سے ہماری دعاؤں کو قبول فرما، ایسا کہنا حدیث پاک اور صحابہ کرام کے عمل سے ثابت ہے یا نہیں؟ اگر ہے، تو ثبوت دیجئے۔

فقط: والسلام

المستفتی: ظہور الاسلام، سنبھل، مرادآباد

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نبیوں اور پیغمبروں کے وسیلہ سے دعا کرنے کی اجازت ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ کی جو رحمتیں ان کے ساتھ وابستہ ہیں ان کے صدقہ سے ہمارا کام ہوجائے؛ لیکن وسیلہ ضروری نہیں ہے[1] صرف اللہ تعالیٰ کے فضل پر اکتفاء بھی درست ہے۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد واصف قاسمی

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۰۸/۱۰/۱۴ھ)

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

درود شریف کی کثرت:

(۱۷) **سوال:** بندہ بہت پریشان ہے، کام نہیں ملتا، بندہ چینی میلوں میں مشین لگانے کا کام کرتا ہے، جب کہ نماز روزہ وغیرہ سبھی پر پابندی سے عمل کرتا ہے، اور میرے دوسرے ساتھی جو نماز روزہ کے پابند نہیں ہیں، ان کو کام ملتا ہے، وہ پریشان نہیں ہیں، آخر مجھ کو کوئی عمل بتلایا جائے کہ پریشانی دور ہوجائے۔

فقط: والسلام

المستفتی: ظریف احمد صدیقی، مظفرنگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: درود شریف کی کثرت رکھیں ہفتہ میں کم از کم ایک مرتبہ

---

(۱) يحسن التوسل بالنبي إلى ربه ولم ينكره أحد من السلف. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الحظر والإباحة: فصل في البيع": ج٦،ص:٣٩٧)

(۲) وأن يسأل اللّٰه تعالىٰ بأسمائه الحسنى وصفاته العلى. (علامه محمد بن محمد زجري شافعي، حصن حصين: ص:١٨)

صلاۃ حاجت پڑھ لیا کریں[1] اور رو رو کر اللہ سے دعا کریں، اور روزانہ پانچ تسبیح ''یَا رَزَّاقُ'' کی پڑھا کریں ان شاء اللہ جلد ہی کشادگی اور خوشی حاصل ہوگی، یہ اللہ رب العزت کی طرف سے نیک بندوں کا امتحان ہوتا ہے، ایسے مواقع پر صبر اور شکر سے کام لیا جائے صرف اللہ تعالیٰ سے دعاء کریں ﴿إِنَّمَآ أَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ إِلَى اللّٰهِ﴾.[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۲/۱۲/ ۱۴۱۵ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

اسمائے الٰہی کے وظائف:

(۱۸)**سوال**: کیا جائز کاموں کے لئے اسمائے الٰہی کے وظائف کرنے سے ثواب ملتا ہے؟ مسجد میں بیٹھ کر وظیفہ پڑھنا کیسا ہے؟ تعداد کے مطابق وظائف کرنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد لئیق الرحمٰن، بانکا

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اسمائے الٰہی کا ورد کرنا باعث ثواب ہے، اور مسجد میں خاموشی کے ساتھ اسماء وآیات کا زبان سے ورد کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے تاکہ نمازیوں کو خلل نہ

---

(۱) ﴿إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۭ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ (سورة الأحزاب:۵۳)
(۲) سورة اليوسف:۸۶.

عن الطفيل بن أبي بن كعب عن أبيه قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا ذهب ثلثا الليل قام، فقال: يا أيها الناس اذكروا الله اذكروا الله جائت الراجفة تتبعها الرادفة جاء الموت بما فيه جاء الموت بما فيه، قال أبي قلت: يا رسول الله إني أكثر الصلاة عليك فكم أجعل لك من صلاتي، فقال: ما شئت؟ قال: قلت الربع، قال: ما شئت، فإن زدت فهو خير لك، قلت: النصف، قال: ما شئت، فإن زدت فهو خير لك، قال: قلت فالثلثين، قال: ما شئت فإن زدت فهو خير لك، قلت: أجعل لك صلاتي كلها، قال: إذا تكفى همك ويغفر لك ذنبك، قال: أبو عيسى هذا حديث حسن صحيح. (أخرجه الترمذي، في سننه، "أبواب صفة القيامة، باب منه": ج۲،ص:۸۰،رقم:۲۴۵۷)

ہو۔[۱] اور خاص عدد کا خاص اثر ہوتا ہے، اس لئے متعین تعداد کے مطابق وظیفہ کرنا بھی درست ہے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲/۱۷: ۱۴۴۱ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
امانت علی قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

''إلا اللّٰہ'' کا ذکر کرنے کا حکم:

(۱۹) **سوال**: ''إلا اللّٰہ'' کا ذکر کرنا اسلام میں کیسا ہے؟ جائز ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عمیر، مرزاپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ''لا إله إلا اللّٰه'' اور اسی طرح صرف ''إلا اللّٰه'' کا ذکر کرنا بھی صحیح ہے۔ کلام عرب میں مستثنیٰ منہ کا حذف بکثرت رائج ہے۔[۳]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۶/۱۱: ۱۴۴۱ھ)

الجواب صحیح:
محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) عن ابن عباس رضي اللّٰه عنه، أن رفع الصوت بالذكر حين ينصرف الناس من المكتوبة كان على عهد رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم وقال ابن عباس رضي اللّٰه عنه كنت أعلم إذا انصرفوا بذلك إذا سمعته. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب الأذان: باب الذكر بعد الصلوٰة'': ج۱،ص:۱۶۸،رقم:۸۴۱)

(۲) وحكمة السبع إن هذا العدد فيه بركة بالاستقراء (أحمد بن محمد الهتيمي، فتاوىٰ حديثية،''مطلب في قوله عليه السلام أهريقوا علي سبع قرب لم تحلل أو كيتهن'':ص:۲۷۵)

(۳) فقال العباس رضي اللّٰه عنه، يا رسول اللّٰه إلا الإذخر، فإنه لقينهم لبيوتهم فقال: إلا الإذخر. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ''باب جزاء الصيد ونحوه'': ج۲،ص:۷۸۲،رقم:۱۸۳۴)

وإنما فعلوا ذلك لكون الذكر عند هم ضد النسيان فكل ذكر صاحبه غفلة أو نسيان ليس بذكر معتد به عند هم ثم رأوا أن الذكر البسيط يرتسخ في القلب أسرع من المركب .....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

اجتماعی ذکر جہری:

(۲۰)**سوال**: آپ سے اہم دینی مسئلہ کے متعلق فتوی مطلوب ہے جو عوام الناس میں تشویش ناک صورت حال اختیار کررہا ہے وہ ہے کہ ہم جس شہر میں رہ رہے ہیں، اس جگہ کچھ علماء کرام مختلف مساجد اور مختلف مقامات پر اجتماعی ذکر عوام الناس کے ساتھ بالجہر کیا کرتے ہیں اور ساتھ اس کے اعلانات بھی مساجد میں کیا کرتے ہیں جس پر کچھ علماء نے اعتراض کیا مگر اس کو موجودہ دور کی سخت ضرورت کہہ کر ذمہ دارن سے منوا کر اجتماعی ذکر کا سلسلہ چل رہا ہے۔ برائے کرم اس مسئلہ پر اطمنان بخش فتوی مرحمت فرما کر ممنون ومشکور ہوں۔

فقط: السلام

المستفتی: مولوی نور محمد اشفاق قاسمی

ہندوپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مساجد یا دیگر مقامات میں لوگوں کو جمع کر کے ذکر بالجہر کا اہتمام کرنا احادیث سے ثابت نہیں ہے اس سے آئندہ ایک نئی چیز کے ایجاد کا خطرہ ہے[1] ہاں اگر کوئی صاحبت نسبت عالم دین ہے جن کو اپنے اکابر سے اجازت ملی ہوئی ہے، تو اپنی نگرانی میں اپنے متعلقین کو اکٹھا کر کے ذکر کی مشق کرائے، تو اکابر سے اس کا ثبوت ہے، ہر کس و ناکس کو اس کی

.....گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ..... فلقنوا ذكر إسم الذات مرة وذكر الإثبات إلا اللّٰه، إلا اللّٰه مرة أخرىٰ فالأذكار التي أخترعها المشايخ وإن لم تكن ماثورة فإنها مقدمات لقبول القلب وصلاحه للذكر المأثور فهو نظير تقطيع كلمات القرآن عند تعليم الصبيان. (ظفر أحمد العثماني، إعلاء السنن، باب الذكر والدعاء: ج۱۸، ص:۴۶۵)

أشرف علي التهانوي، إمدادالفتاوى جديد: ج۱۱،ص:۳۱۴.

(۱) عن عائشة رضي اللّٰه عنها، قالت: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد. (مشكوٰةالمصابيح، ''كتاب الإيمان: باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول'': ج۱،ص:۲۷،رقم:۱۴۰)

اجازت نہیں ہے۔[۱]

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲/۱۱/۱۴۴۱ھ)

کونسا وظیفہ کس وقت اور کتنی مقدار میں پڑھنا چاہئے؟

(۲۱) **سوال:** مندرجہ ذیل دینی مسئلہ کے بارے میں فتویٰ بھیجئے: مطلوب ہے مثلاً درود شریف وغیرہ کے روزانہ اور رات میں کن اوقات میں پڑھنا بہتر ہے؟ روزانہ دن اور رات میں کن اوقات میں وظیفے پڑھے جاتے ہیں کم از کم کتنی تعداد میں پڑھنا چاہئے؟

فقط: والسلام
المستفتی: امیر پاشاہ، کرناٹک

الجواب وباللہ التوفیق: درود شریف اور قرآن شریف پڑھے، لیکن اتنا پڑھے کہ خشکی نہ ہوجائے بعض دفعہ ہمت طاقت سے زیادہ آدمی پڑھ جاتا ہے اور نقصان ہوتا ہے وہ نقصان وظیفے سے نہیں ہوتا، بلکہ اپنی بے تدبیری سے اور تحمل سے زیادہ پڑھنے سے ہوتا ہے۔[۲]

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد واصف غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۳/۱۲/۱۴۰۹ھ)

---

(۱) و أجمع العلماء خلفا وسلفا على استحباب ذكر الله جماعة في المساجد وغيرها من غير نكير إلا أن يشوش جهر هم بالذكر على نائم أو مصل أو قاري قرآن كما هو مقرر في كتب الفقه. (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، "فصل في صفة الأذكار": ص:۳۱۸)

(۲) من قرأ القرآن وعمل بما فيه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ومات في الجماعة بعثه الله يوم القيامة مع السفر والبررة. (أخرجه البيهقي، في شعب الإيمان: ج۳، ص:۳۷۶، رقم:۱۸۳۷)..... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

سنتوں کے بعد اجتماعی دعاء کا اہتمام:

(۲۲)**سوال**: ہماری مسجد میں سنتوں سے فراغت کے بعد اجتماعی دعاء کا اہتمام کیا جاتا ہے، ایسا کرنا جائز ہے کہ نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: خالد حسین، کشمیری

الجواب وباللّٰہ التوفیق: التزام کے ساتھ سنتوں کے بعد اجتماعی دعا کرنا بدعت اور واجب الترک ہے۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۲/۸/۲۶ھ)

.....گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ.....عن عثمان رضي اللّٰه عنه، عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: خيركم من تعلم القرآن وعلمه. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب فضائل القرآن: باب خير كم من تعلم القرآن وعلمه": ج۶،ص:۱۹۲،رقم:۵۰۲۷)

عبد الرحمن بن أبي ليلى قال: لقيني كعب بن عجرة رضي اللّٰه عنه، فقال: ألا أهدى لك هدية سمعتها من النبي صلى اللّٰه عليه وسلم فقلت: بلى فأهدها لي، فقال: سألنا رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: فقلنا يا رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: كيف الصلاة عليكم أهل البيت فإن اللّٰه قد علمنا كيف نسلم عليكم، قال: قولوا: اللهم صل على محمد وعلى آل محمد كما صليت على إبراهيم، وعلى آل إبراهيم إنك حميد مجيد. اللهم بارك على محمد وعلى آل محمد كما باركت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم، إنك حميد مجيد. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الأنبياء عليهم السلام: باب يزفون النسلان فى المشي": ج۲،ص:۴۷۷،رقم:۳۳۷۰)

يجوز في الأذكار المطلقة الإتيان بما هو صحيح في نفسه مما يتضمن الثناء على اللّٰه تعالى ولا يستلزم نقصاً بوجه من الوجوه وإن لم تكن تلك الصيغة ما ثورة عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم. (وزارة الأوقاف الكويتيه، الموسوعة الفقهية: ج۲۱،ص:۲۳۸)

(۱)إعلم أن الذكر على ثلثة مراتب: أحدها الجهر ورفع الصوت بها وذلك مكروه إجماعاً إلا إذا دعت إليه داعية وتقتضيه حكمة فحينئذٍ قد يكون أفضل من الإخفاء كالأذان .....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

سونے کے وقت تین بار سورۃ اخلاص پڑھنا:

(۲۳)**سوال**: رات کو سوتے وقت تین بار سورہ اخلاص، تین بار درود شریف پڑھ کر اپنے بدن پر دم کرنے سے ثواب ملتا ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: مولوی محمد موسیٰ، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حدیث میں ہے کہ رات کو سوتے وقت دعاء ماثورہ پڑھ کر ہاتھ پر دم کر کے منہ اور جسم پر پھیرنا مسنون طریقہ ہے۔ اس طریقہ مسنون کو حرز جان بنانا چاہئے جو ثواب و برکت ذکر مسنون میں ہے وہ دیگر غیر مسنون اذکار میں وارد نہیں ہے۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۱/۱۸ھ)

.....گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ..... والتلبية ونحو ذلك ولعل الصوفية الچشتية قدس الله تعالىٰ أسرارهم اختاروا الجهر للمبتدي لاقتضاء حكمة وهي طرد الشيطان ودفع الغفلة والنسيان وحرارة القلب واشتغال نائرة الحب بالرياضة ومع ذلك يشترط لذلك الاحتراز عن الرياء والسمعة، ثانيها الذكر باللسان سرا: وهو المراد بقوله صلى الله عليه وسلم: لا يزال لسانك رطبا من ذكر الله رواه الترمذي وابن ماجة ﴿أُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً﴾ (محمد ثناء الله، تفسير المظهري، ''سورة الأعراف:۵۵'':ج۳۶،ص:۳)

(۱)عن عائشة رضي الله عنها: أن النبي صلى الله عليه وسلم كان إذا آوىٰ إلى فراشه كل ليلة جمع كفيه ثم نفث فيهما فقرأ فيهما قل هو الله أحد، وقل أعوذ برب الفلق، وقل أعوذ برب الناس. ثم يمسح بهماما استطاع من جسده يبدأ بهما على رأسه ووجهه وما أقبل من جسده يفعل ذلك ثلاث مرات. (أخرجه الترمذي، في سننه، ''أبواب الدعوات، باب من يقرأ القرآن عند المنام'':ج۲،ص:۱۷۷)

وعن عروة عن عائشة رضي الله عنهما، أن النبي صلى الله عليه وسلم كان إذا آوىٰ فراشه كل ليلة جمع كفيه الخ. (أخرجه أبو داود، في سننه، ''كتاب الأدب: أبواب النوم، باب ما يقول عند النوم: ج۲،ص: ۶۸۹،رقم:۵۰۵۶)

غروب آفتاب سے قبل دعاء کرنا:

(۲۴)**سوال**: غروب آفتاب سے چھ سات منٹ قبل ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا جیسا کہ بعض حضرات افطار کے وقت کرتے ہیں جائز ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد یونس، مظفرنگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: درست ہے کوئی وجہ ممانعت نہیں ہے۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۰۲۰/۵/۹ھ)

عقیقہ کی دعاء:

(۲۵)**سوال**: عقیقہ کی دعا کیا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: سید اقبال، لکھنؤ

---

(۱)﴿وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ۝﴾ (سورة الأعراف:۲۰۵)

عن ثوبان قال كان النبي صلى الله عليه وسلم من قال: حين يمسى رضيت بالله ربا وبالإسلام ديناً وبمحمدٍ نبياً كان حقاً على الله أن يُرضيه: هذا حديث حسن غريب من هذا الوجه. (أخرجه الترمذي، في سننه، "أبواب الدعوات: باب ما جاء في الدعاء إذا أصبح وإذا أمسى": ج۲،ص:۱۷۶،رقم:۳۳۸۹)

عن أبي هريرة أن أبابكر الصديق رضي الله عنهما، قال: يا رسول الله صلى الله عليه وسلم: مرني بكلمات أقولهن إذا أصبحت وإذا أمسيت قال: قل اللهم فاطر السماوات والأرض عالم الغيب والشهادة رب كل شيء ومليكه أشهد أن لا إله إلا أنت أعوذ بك من شر نفسي وشر الشيطان وشركه قال: قلها إذا أصبحت وإذا أمسيت وإذا أخذت مضجعك. (أخرجه أبو داود، في سننه، "كتاب الأدب، أبواب النوم، باب ما يقول إذا أصبح وإذا أمسى": ج۲،ص:۶۹۱،رقم:۵۰۶۷)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ''بسم اللّٰہ، واللّٰہ أکبر، اللھم لك وإلیك، ھذہ عقیقة فلان'' (فلان کی جگہ بچہ کا نام لیں)۔[1]

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۳۶:۴/۴ھ)

نوکری وتجارت کے لیے وظیفہ:

(۲۶) **سوال:** میں ۲۵/سال کا ہوں، اور پچھلے ۶/سال سے بے روزگار ہوں۔ نوکری، تجارت، اسباب معیشت کے لئے کوئی اچھا وظیفہ بتائیے۔ میں جلد از جلد شادی کرنا چاہتا ہوں، اس کے لئے بھی کوئی اچھی شریک حیات کے لئے وظیفہ بتائیے۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد جاوید، گجرات

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ''حسبنا اللّٰہ ونعم الوکیل'' روزانہ پانچ سو مرتبہ پڑھتے رہیں، ہر نماز کے بعد ایک سو گیارہ مرتبہ ''یا فتاح'' پڑھ کر دعاء کریں[2] نیز روزانہ سونے سے قبل یا مغرب کے بعد سورہ واقعہ ضرور پڑھا کریں، اسی طرح ہر نماز کے بعد ''یا لطیف'' ایک سو

(۱) عبد الرزاق عن ابن جریج قال: حدثت حدیثا، رفع إلی عائشة رضي اللّٰہ عنھا، أنھا قالت عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم عن حسن شاتین، وعن حسین شاتین ذبحھما یوم السابع قال: ومشقھما وأمر أن یماط عن رؤوسھما الأذی، قالت:قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: اذبحوا علی إسمه، وقولوا: بسم اللّٰہ اللھم لك وإلیك، ھذہ عقیقة فلان. (أخرجه أبو بکر عبد الرزاق، في مصنفه:ج۴،ص:۳۳۰،رقم:۷۰۶۳)

أخرج ابن أبي شیبة من طریق ھشام عن قتادة نحوہ قال: یسمی علی العقیقة کما یسمی علی الأضحیة بسم اللّٰہ عقیقة فلانٍ ومن طریق سعید عن قتادة نحوہ وزاد اللھم منك ولك عقیقة فلانٍ بسم اللّٰہ أللّٰہ أکبر ثم یذبح. (ابن حجر، فتح الباري:ج۹،ص:۵۹۴)

(۲)صدیق أحمد باندوي، مجربات صدیق، "باب" ۱۲،ص:۱۱۱.

گیارہ مرتبہ اور ''یا سبوح، یا قدوس'' ۲۵/مرتبہ پڑھا کریں۔ حدیث میں ایک دعاء ہے اس کو بھی کثرت سے پڑھیں: ''**اللهم أكفني بحلالك عن حرامك واغنني بفضلك عمن سواك**''[1] اے اللہ مجھے حلال روزی عنایت فرما، حرام روزی سے حفاظت فرما اور اپنے علاوہ سب سے بے نیاز کردے۔

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۳۰/۱۰:۱۴۴۰ھ)

بیت الخلاء میں جاتے وقت

دعاء پڑھنے سے شیطان کے اثرات سے حفاظت:

(۲۷) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

(۱) مسلمانوں کے گھروں میں اٹیچ بیت الخلاء ہوتے ہیں، کیا وہاں لازماً شیاطین بسیرا کرتے ہیں؟ جب کہ گھر میں آتے جاتے دعا کا اہتمام ہوتا ہے۔

(۲) گھر میں داخل ہوتے وقت دعا پڑھنے پر ہمیشہ ساتھ رہنے والا شیطان بھی باہر رک جاتا ہے؟

(۳) بیت الخلاء میں کپڑے ٹانگے رکھنے سے کیا شیاطین ان کپڑوں پر اور وہاں پڑے خواتین کے بالوں پر جادو کرتے ہیں؟

(۴) گھر میں میاں بیوی دونوں دین دار ہیں، بچے بھی حافظ قرآن ہیں، پابندی سے فضائل اعمال کی تعلیم بھی ہوتی ہے اور قرآن پاک کی تلاوت بھی؛ لیکن میاں بیوی میں نااتفاقی رہتی ہے اور ایک دوسرے کی صورت دیکھنا گوارہ نہیں ہوتا ہے، بات بات میں نااتفاقی اور جھگڑا ہوتا ہے یہ حال تقریباً بیس سال سے ہے۔ منزل اور سورہ بقرہ کی تلاوت کے اہتمام کے باوجود یہ حال ہے۔ کیا اس

(۱) أخرجه الترمذي، في سننه، ''أبواب الدعوات، باب منه'': ج۲،ص:۱۷۵،رقم:۳۵۶۳.

کو یقینی جادو یا جنات کا عمل یا نظر بد سمجھا جائے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ثوبان، گجرات

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱) حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قضاء حاجت کی جگہ شیطان کا بسیرا ہوتا ہے اور دعا پڑھ کر بیت الخلاء جانے سے آدمی شیطان کے وساوس سے محفوظ رہتا ہے؛ اس لیے اگر گھر میں اٹیچ بیت الخلاء ہو، تو بیت الخلاء میں شیطان کا بسیرا ہوسکتا ہے، لیکن اس کا اثر گھر پر نہیں پڑتا ہے اور جو لوگ بیت الخلاء دعا پڑھ کر جاتے ہیں، وہ بھی شیطانی وساوس سے محفوظ رہتے ہیں۔

''عن أنس بن مالك رضي اللّٰه عنه، أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: إن هذه الحشوش محتضرة، فإذا دخلها أحدكم فليقل: أللهم إني أعوذ بك من الخبث والخبائث). فأخبر في هذا الحديث أن الحشوش مواطن للشياطين، فلذلك أمر بالاستعاذة عند دخولها، [1] ومن هذا قول رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم إن هذه الحشوش محتضرة أي: يصاب الناس فيها وقد قيل إن هذا أيضا قول اللّٰه عز وجل ﴿كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ ۝٢٨﴾ [2] أي: يصيب منه صاحبه.

مالك عن يحيي بن سعيد أنه قال أسرى برسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فرأى عفريتا من الجن يطلبه بشعلة من نار كلما التفت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم رآه فقال له جبريل أفلا أعلمك كلمات تقولهن إذا قلتهن طفئت شعلته وخر لفيه فقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم بلى فقال جبريل: فقل أعوذ بوجه اللّٰه الكريم وبكلمات اللّٰه التامات اللاتي لا يجاوزهن بر ولا فاجر من شر ما ينزل من السماء وشر ما يعرج فيها وشر ما ذرأ في الأرض وشر ما يخرج منها ومن فتن الليل والنهار ومن طوارق الليل والنهار إلا طارقا يطرق بخير يا رحمن. [3]

(۱) ابن بطال شرح صحيح البخاري لابن بطال: ج۱۰، ص:۹۰.
(۲) سورة القمر: ۲۸.
(۳) ابن عبد البر، الاستذكار: ج۸، ص:۴۴۳.

(۲) روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب انسان گھر میں داخل ہوتے وقت دعا پڑھ لیتا ہے، تو اللہ تعالی کے ضمان میں آجاتا ہے اور شیطان کہتا ہے کہ اب میں تمہارے ساتھ رات نہیں گزار سکتا لیکن جب آدمی بغیر دعا کے گھر میں داخل ہوتا ہے، تو شیطان کہتا ہے کہ میں تمہارے ساتھ رات گزاروں گا؛ اس لیے گھر میں داخل ہوتے وقت دعا کا اہتمام کرنا چاہیے۔

"عن أبي أمامة الباهلي، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ثلاثة كلهم ضامن على الله عز وجل: رجل خرج غازيا في سبيل الله عز وجل فهو ضامن على الله عز وجل حتى يتوفاه فيدخله الجنة أو يرده بما نال من أجر وغنيمة، ورجل راح إلى المسجد فهو ضامن على الله تعالى حتَّى يتوفاه فيدخله الجنة أو يرده بما نال من أجر وغنيمة، ورجل دخل بيته بسلام فهو ضامن على الله سبحانه وتعالى حديث حسن،[1] ورواه آخرون. ومعنى ضامن على الله تعالى: أي صاحب ضمان، والضمان: الرعاية للشيئ، كما يقال: تَامِرٌ، ولاَبنٌ: أي صاحب تمر ولبن. فمعناه: أنه في رعاية الله تعالى، وما أجزل هذه العطية، اللهمَّ ارزقناها.

وروينا عن جابر بن عبد الله رضى الله عنهما قال: سمعت النبى صلى الله عليه وسلم يقول: إذا دخل الرجل بيته فذكر الله تعالى عند دخوله وعند طعامه قال الشّيطان: لا مبيت لكم ولا عشاء، وإذا دخل فلم يذكر الله تعالى عند دخوله، قال الشيطان: أدركتم المبيت، وإذا لم يذكر الله تعالى عند طعامه قال: أدركتم المبيت والعشاء.[2]

(۳) بیت الخلاء کے لٹکے کپڑے یا وہاں گرے خواتین کے بالوں پر شیطان کا جادو کرنا کوئی ضروری نہیں ہے؛ بلکہ جو لوگ اس طرح کا عمل کراتے ہیں وہ اس طرح کی چیزوں کو استعمال کرتے ہیں اس لیے بہتر ہے کہ بال وغیرہ کو محفوظ مقام پر دفن کردیا جائے لیکن شیطان کا ان بالوں پر تصرف کرنا کوئی ضروری نہیں ہے اس لیے کہ شیطان، جنات اس کے بغیر بھی تصرف پر قادر ہوتے ہیں۔

(۱) أخرجه أبو داود، في سننه، "كتاب الجهاد: باب فضل الغزو": ج۱،ص:۳۳۷،رقم:۱۱۳۲.

(۲) أخرجه مسلم، في صحيحه. "كتاب الأذكار للنووي": ج،ص:۲۴،رقم:۱۳۱۴.

(۴) میاں بیوی کے درمیان نااتفاقی اگر رہتی ہے تو ضروری نہیں کہ یہ جادو ہی کا اثر ہو۔ گھر میں حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی منزل اسی طرح معوذتین اور سورہ بقرہ کا اہتمام کریں اگر جادو وغیرہ کا کوئی اثر ہوگا تو زائل ہوجائے گا اور اگر اس کے بعد بھی نااتفاقی ختم نہ تو بہتر ہوگا کہ دونوں خاندانوں کے بزرگوں کے سامنے مسئلہ کو پیش کیا جائے وہ حضرات طرفین کی بات کو سن کر جو فیصلہ کریں اس پر دونوں حضرات عمل کریں انشاء اللہ نااتفاقی ختم ہوجائے گی۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: امانت علی قاسمی

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۴۲:۱/۱۶ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی

محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فرض نماز کے بعد اجتماعی دعاء:

(۲۸) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:

فرض نماز کے فوراً بعد مطلقاً دعا کرنا یا اجتماعی دعا کرنا کیسا ہے؟ اگر کوئی شخص بالکل دعا کرنے سے منع کرے تو اس کا کیا حکم؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد اسرائیل، محی الدین پور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: روایات میں فرض نمازوں کے بعد دعاء کی تاکید وترغیب آئی ہے؛ اس لیے فرض نمازوں کے بعد دعاء کا اہتمام ہونا چاہیے اور جب سب لوگ اس کا اہتمام کریں گے تو اجتماعی دعاء کی ہیئت ہوجائے گی، لیکن دعاء کو لازم وضروری سمجھنا درست نہیں ہے؛ اس لیے کہ سلام پر نماز ختم ہوجاتی ہے، دعاء نماز کا حصہ نہیں ہے؛ اس لیے اس پر اصرار کرنا درست نہیں ہے۔ جو صاحب نماز کے بعد مطلقاً دعاء سے منع کرتے ہیں، وہ غلط ہے؛ اس لیے کہ نماز کے بعد دعاء حدیث سے ثابت ہے۔

عن معاذ بن جبل: أن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم أخذ بیدہ، وقال: یامعاذ واللّٰہ إني لأحبك واللّٰہ إني لأحبك، فقال: أوصیك یا معاذ لاتدعن في دبر کل صلاۃ

تقول: اللهم أعني على ذكرك وشكرك وحسن عبادتك وأوصى بذلك معاذ الصنابحى وأوصى به الصنابحى أبا عبد الرحمن.

حدثنا محمد بن سلمة المرادى ثنا ابن وهب عن الليث بن سعد أن حنين بن أبي حكيم حدثه عن علي بن رباح اللخمي.

عن عقبة بن عامر رضي الله عنه، قال: أمرني رسول الله صلى الله عليه وسلم أن أقرأ بالمعوذات [في] دبر كل صلاة.[1]

حدثنا محمد بن يوسف قال: حدثنا سفيان عن عبد الملك بن عمير عن وراد كاتب المغيرة بن شعبة قال أملى على المغيرة بن شعبة في كتاب إلى معاوية أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يقول في دبر كل صلاة مكتوبة (لا إله إلا الله وحده لا شريك له، له الملك، وله الحمد، وهو على كل شيء قدير، اللهم لا مانع لما أعطيت، ولا معطى لما منعت، ولا ينفع ذا الجد منك الجد). وقال شعبة عن عبد الملك بن عمير، بهذا، وعن الحكم، عن القاسم بن مخيمرة، عن وراد بهذا. وقال الحسن الجد: غنىً.

حدثنا عبيد الله بن معاذ، قال: ثنا أبي ثنا عبد العزيز بن أبي سلمة، عن عمه الماجشون بن أبي سلمة، عن عبد الرحمن الأعرج، عن عبيد الله بن أبي رافع.

عن علي بن أبي طالب رضي الله عنه، قال: كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا سلم من الصلاة قال ''اللهم اغفر لي ما قدمت وما أخرت وما أسررت وما أعلنت''.[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: امانت علی قاسمی

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۳۹:۱۰/۲۴ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی

محمد عمران گنگوہی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب الأذان: باب الذكر بعد الصلاة'': ج۱،ص:۳۱۵،رقم:۸۴۴.

(۲) أخرجه أبو داود، في سننه، ''كتاب الصلاة: باب الدعاء في صلاة الليل وقيامه'': ج۱،ص:۲۰۸،رقم:۷۷۱.

صرف نیت کرنے سے پڑھنے کے برابر ثواب:

(۲۹)**سوال**: روزانہ کلمہ طیبہ، درود شریف، استغفار ایک ایک ہزار مرتبہ گن کر پڑھنا اور دن رات بغیر گنے اس نیت سے پڑھنا کہ اللہ اللہ زبان سے بغیر گنے پڑھنے کے ساتھ درود، استغفار کلمہ، پڑھنے کی نیت کر لینے پر زبان سے بھی پڑھنے کے برابر ہی ثواب شمار ہوگا یا نیت کرنے سے زبان سے پڑھنے کے برابر ثواب ہرگز نہیں ملتا۔

فقط: والسلام
المستفتی: اسماعیل، جوالا پور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اعمال صالحہ (خواہ زبانی یا قلب) کی نیت پر صرف نیت کا ثواب ملتا ہے اور جب اس عمل کو بندہ کرتا ہے، تو کرنے کا ثواب بھی ملتا ہے، ظاہر ہے کہ نیک عمل کرنے کا ثواب صرف نیت والے ثواب سے زیادہ ہوگا۔[1]

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۰۹/۴/۱۹ھ)

درود شریف یا دیگر وظائف کا کتنا ثواب ملتا ہے؟

(۳۰)**سوال**: درود شریف یا دوسرے وظائف کا کتنا ثواب ملتا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اسماعیل، بہرائچ

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: قال الله عز وجل: إذا هم عبدي بحسنة ولم يعملها كتبتها له حسنة فإن عملها كتبتها له عشر حسنات إلى سبعمائة ضعف وفي رواية إلى أضعاف كثيرة. (أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب الإيمان: باب إذا همّ العبد بحسنة": ج۱،ص:۷۸)
كل عمل ابن آدم يضاعف الحسنة بعشر أمثالها إلى سبعمائة ضعف. (أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب الصيام: باب فضل الصيام": ج۱،ص:۳۶۳،رقم:۱۱۵۱)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر کسی وظیفہ (درود وغیرہ) کو ایک بار پڑھا جائے تو اس کا ثواب اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے دس گنا[1] یا اس سے زیادہ عطا فرماتے ہیں، جس قدر اخلاص ہوگا اسی قدر اجر وثواب زیادہ ہوتا چلا جائے گا۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۰۹/۴/۱۹ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

سانس کے ذریعہ ذکر اللہ کی ضرب لگانا:

(۳۱) **سوال:** ایک بزرگ سانس کے ذریعہ ذکر اللہ کراتے ہیں یعنی جب سانس اندر لیا جائے تو اللہ اور جب باہر کی طرف سانس لیا جائے تو حضور کا خیال دل میں کرتے ہوئے سانس سے ضرب لگائی جائے اور اسی طرح گردن کو بھی حرکت دی جائے تو یہ طریقہ شریعت سے درست ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: قاری محمد اشرف، پاکستان

الجواب وباللّٰہ التوفیق: طریقت وشریعت دو متضاد چیزیں نہیں ہیں شریعت ہی کا جز طریقت ہے، تزکیہ نفس اور اخلاق کی درستگی کے لئے مشائخ طریقت اور حضرات صوفیاء نے مختلف ضابطے مقرر کئے ہیں ہر ایک کے خیال میں اپنا اپنا طریقہ واصل الی اللہ ہونے تک رہنمائی کرتا ہے

---

(۱) ﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ أَمْثَالِهَا﴾ (سورة الأنعام:۱۶۰)

(۲) ﴿مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ أَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ۗ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ۗ﴾ (سورة البقرة:۲۶۱)

﴿لِيُوَفِّيَهُمْ أُجُوْرَهُمْ وَ يَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۗ﴾ (سورة الفاطر:۳۰)

عن أبي هريرة رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: كل عمل ابن آدم يضاعف الحسنة بعشر أمثالها إلى سبعمائة ضعف، قال الله عز وجل: إلا الصوم فإنه لي، وأنا أجزي به. (أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب الصيام: باب فضل الصيام": ج۱،ص:۳۶۳، رقم:۱۱۵۱)

من جملہ ان کے ذکر خفی کا مذکورہ طریقہ بھی ہے اور یہ طریقہ کامیاب بھی ہے۔ اور شرعاً ناجائز بھی نہیں ہے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۴/۱۰/۸ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

کھانے کے بعد اجتماعی دعا کرنا:

(۳۲)**سوال**: جماعت تبلیغ والے کھانا کھانے کے بعد اجتماعی طور پر دعا کرتے ہیں، یہ کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالعلیم قاسمی، بجنور

الجواب وباللہ التوفیق: اگر وہ کبھی کبھی بطور تعلیم ایسا کرتے ہیں تاکہ جن کو یاد نہ ہو ان کو یاد ہو جائے، تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور اگر ہمیشہ ایسا ہی کرتے ہیں اور اس کا التزام کرتے ہیں، تو بدعت اور قابل ترک ہے؛ اس لئے بہتر یہ ہے کہ الگ الگ دعا کی جائے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۱۰/۱۷ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ولا يخفىٰ أن اتباع المأثور عن النبي صلى الله عليه وسلم وأصحابه أفضل وأولىٰ و إن كان ذكر الله يجوز بكل لسان ولغة بكل صفة وهيئة كما هو ظاهر. (ظفر أحمد العثماني، إعلاء السنن، "باب الذكر والدعاء": ج۱۸،ص:۴۶۵)

وقصارى بغيتهم دعاء الناس إلى ذكر الله عز وجل وطاعته والمختلق بإخلاق حبيبه صلى الله عليه وسلم واتباع سننه. ("أيضاً": ج۱۸،۴۶۶)

(۲)حدثنا محمد بن بشار، حدثنا يحيى بن سعيد، حدثنا ثور بن يزيد، حدثنا خالد بن معدان، عن أبي أمامة، قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا رفعت المائدة من بين يديه، يقول: الحمد لله حمدا كثيرا طيبا مباركا فيه غير مودع ولا مستغنى عنه ربنا، هذا حديث حسن صحيح. (رقم:۳۴۵۶).....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

فرض کے دعاء میں آیۃ الکرسی پڑھنا:

(۳۳)**سوال**: علاقہ میں بعض امام فرائض کے بعد دعاء میں آیۃ الکرسی پڑھ کر دعاء مانگتے ہیں تو کیا مقتدی بھی ان کی پیروی کریں یا از خود اپنی مختصر دعاء مانگ کر سنتوں کو پڑھ لیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: ارشاد احمد، ابہٹہ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مسئول عنہا میں ذکر یا برکت یا وظیفہ کے طور پر

.....گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ.....حدثنا أبو سعيد الأشج قال: حدثنا حفص بن غياث، وأبو خالد الأحمر، عن حجاج ابن أرطاة، عن رباح بن عبيدة قال حفص: عن ابن أخي أبي سعيد، وقال أبو خالد: عن مولى لأبي سعيد عن أبي سعيد رضي الله عنه قال: كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا أكل أو شرب قال: الحمد لله الذي أطعمنا وسقانا وجعلنا مسلمين. (رقم:۳۴۵۷)

حدثنا محمد بن إسمعيل قال: حدثنا عبد الله بن يزيد المقرئ، قال: حدثنا سعيد بن أبي أيوب قال: حدثني أبو مرحوم، عن سهل بن معاذ بن أنس، عن أبيه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أكل طعاما، فقال: الحمد لله الذي أطعمني هذا ورزقنيه من غير حول مني ولا قوة، غفر له ما تقدم من ذنبه، هذا حديث حسن غريب، وأبو مرحوم اسمه: عبد الرحيم بن ميمون. (أخرجه الترمذي، في سننه، "أبواب الدعوات، باب ما يقول إذا فرغ من الطعام": ج۲،ص:۱۸۴،رقم:۳۴۵۸)

حدثني محمد بن المثنى العنزي، حدثنا محمد بن جعفر، حدثنا شعبة، عن يزيد بن خمير، عن عبد الله بن بسر، قال: نزل رسول الله صلى الله عليه وسلم على أبي، قال: فقربنا إليه طعاما ووطبة، فأكل منها، ثم أتي بتمر فكان يأكله ويلقي النوى بين إصبعيه، ويجمع السبابة والوسطى، قال شعبة: هو ظني وهو فيه إن شاء الله إلقاء النوى بين الإصبعين، ثم أتي بشراب فشربه، ثم ناوله الذي عن يمينه، قال: فقال أبي: وأخذ بلجام دابته، ادع الله لنا، فقال: اللهم، بارك لهم في ما رزقتهم، واغفر لهم وارحمهم. (أخرجه مسلم، في صحيه، "كتاب الأشربة: باب الاستحباب وضع النوى خارج التمر": ج۲،ص:۱۸۰،رقم:۲۰۴۲)

وفيه استحباب طلب الدعاء من الفاضل ودعاء الضيف بتوسعة الرزق والمغفرة والرحمة وقد جمع صلى الله عليه وسلم في هذا الدعاء خيرات الدنيا والآخرة والله أعلم. (النووي، شرح النووي على مسلم، "كتاب الأشربة، "باب استحباب وضع النوى خارج التمر": ج۲،ص:۱۸۰)

کیف ما اتفق پڑھنے میں کوئی حرج نہیں اور التزام اس کا بدعت بن جائے گا۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۴/۱/۱۷ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

کس درود شریف میں ثواب زیادہ ہے؟

(۳۴) **سوال**: کس درود شریف میں زیادہ ثواب ہے ایک ہزار مرتبہ عام درود شریف پڑھنا اور ایک ہزار مرتبہ ''اللھم صل علی الخ'' پڑھنا کیا دونوں فضیلت میں برابر ہیں یا کم زیادہ ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: اسماعیل، جوالا پور

الجواب وباللہ التوفیق: جس درود شریف میں الفاظ زیادہ ہیں ظاہر ہے کہ اس کے پڑھنے میں وقت بھی زیادہ صرف ہوگا اور مشقت بھی زیادہ ہوگی اور حدیث شریف میں فرمایا گیا کہ تمہارے اعمال کا اجر وثواب تمہاری مشقت کے مطابق ملے گا پس زیادہ سے زیادہ الفاظ والے درود میں اجر وثواب بھی زیادہ ہوگا۔

اور جو درود شریف نماز میں پڑھا جاتا ہے اس کے پڑھنے میں بھی زیادہ ثواب ہے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۰۹/۴/۱۹ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) عن أبي أمامة رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: (من قرأ آية الكرسي في دبر كل صلاة مكتوبةٍ لم يمنعه من دخول الجنة إلا أن يموت). (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور، "فصل": ج۱،ص:۳۰۷)

(۲) عن عبد الرحمن بن أبي ليلى قال لقيني كعب بن عجرة: فقال ألا! أُهدي لك..... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

زوروشور سے دعاء کرنا:

(۳۵)**سوال**: قرآن پاک میں صراحتاً لکھا ہوا ہے کہ﴿أُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً﴾ پھر تبلیغی جماعت والے زوروشور سے لمبی دعاء کیوں مانگتے کیا وہ لوگ نص قطعی کی خلاف ورزی نہیں کرتے ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: غلام رسول، دہلی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ان کے ذہن میں بھی آیت قرآنی کے خلاف کرنا ہرگز نہیں ہوتا۔ بلکہ دعاء میں سب شریک ہوجائیں اور جو الفاظ خلوص کے ساتھ زبان سے نکل رہے ہیں سب اس پر آمین کہیں یہی ان کا مقصد ہوتا ہے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند
(۶/۲۸: ۱۴۰۷ھ)

.....گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ..... هديَّة سمعتها من النبي صلى اللّٰه عليه وسلم، فقلت: بلى فأهدها لي، فقال: سألنا رسول اللّٰه عليه وسلم، فقلنا: يا رسول اللّٰه! كيف الصلاة عليكم أهل البيت فإن اللّٰه قد علمنا كيف نسلم عليكم، قال: قولوا! اللهم صل على محمد، وعلى آل محمد كما صليت على إبراهيم، وعلى آل إبراهيم إنك حميد مجيد. اللّٰهم بارك على محمد وعلى آلى محمد كما باركت على إبراهيم، وعلى آل إبراهيم إنك حميد مجيد. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب الأنبياء عليهم السلام: باب يزفون النسلان في المشي'': ج۱،ص:۱۷۷،رقم:۳۳۷۰)

(۱) ﴿أُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً إِنَّهٗ لَايُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ﴾(سورة الأعراف:۵۵)

قلت هذا الحديث وإن كان دالاً على أفضلية الذكر الخفي لكن قوله: ''أربعوا على أنفسكم'' يدل على أن النهي عن الجهر والأمر بالإخفاء إنما هو شفقة لا لعدم جواز الجهر أصلاً وكذا حديث ''خير الذكر الخفي'' (ثناء اللّٰه پاني پتي، تفسير مظهري، ''سورة الأعراف:۵۵'': ج۳،ص:۳۸۶)

وفصل آخرون فقالوا: الإخفاء أفضل عند خوف الرياء والإظهار أفضل عند عدم خوفه الخ. (علامه آلوسي، روح المعاني، ''سورة الأعراف:۵۵'': ج۵،ص:۲۰۸)

تلاوت کے دوران اسم محمد ﷺ پر درود پڑھنے کا حکم:

(۳۶)**سوال**: قرآن کی تلاوت کے دوران اسم محمد آئے، تو کیا درود شریف پڑھنا چاہئے یا نہیں؟ حکم شرعی سے مطلع فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: نسیم احمد، گونڈہ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قرآن کی تلاوت کے دوران غیر قرآن سے کچھ نہ ملایا جائے؛ لہٰذا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آئے، تو درود نہ پڑھنا چاہئے، تاہم اگر تلاوت کے بعد درود شریف پڑھے، تو درست ہے، بلکہ بہتر ہے اور اگر درود بعد میں بھی نہ پڑھے، تو کوئی حرج نہیں۔

''ولو قرأ القرآن فمر على اسم النبي صلى اللّٰه عليه وسلم وأصحابه فقراءة القرآن على تأليفه ونظمه أفضل من الصلوٰة على النبي صلى اللّٰه عليه وسلم وأصحابه في ذلك الوقت فإن فرغ ففعل فهو أفضل وإن لم يفعل فلا شيء عليه كذا في الملتقط''[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۱/۵/۷ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
امانت علی قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

دینی مجلس کے اختتام کے وقت کی دعاء:

(۳۷)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

ہماری مسجد میں نماز کے بعد فضائل اعمال کی تعلیم ہوتی ہے، مجلس کے اختتام کے وقت **''سبحانك اللهم وبحمدك أشهد أن لا إله إلا أنت استغفرك وأتوب إليك''** لوگ

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب الكراهية: الباب الرابع في الصلاة والتسبيح ورفع'': ج۵، ص:۳۱۶.

پابندی کے ساتھ پڑھ کر اٹھتے ہیں، پوچھنا یہ ہے کہ کیا کسی حدیث کی کتاب میں یہ دعاء مذکور ہے؟ یا لوگوں نے خود اس کو وضع کرلیا ہے؟ نیز اس دعاء کے کیا معنی ہیں؟ بالتفصیل جواب مرحمت فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شاکر، ساکن گنون

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کسی بھی مجلس کے اختتام کے وقت مذکورہ دعا کا ثبوت حدیث پاک سے ملتا ہے، امام ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے:

''عن أبي هريرة رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من جلس في مجلس فكثر فيه لغطه، فقال: قبل أن يقوم من مجلسه ذلك! سبحانك اللهم وبحمدك أشهد أن لا إله إلا أنت استغفرك وأتوب إليك إلا غفر له ما كان في مجلسه ذلك''[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی مجلس میں بیٹھا ہو جہاں بہت سی لغو باتیں ہوئی ہوں تو وہ شخص اس مجلس سے اٹھنے سے پہلے یہ دعاء پڑھ لے ''**سبحانك اللهم وبحمدك أشهد أن لا إله إلا أنت استغفرك وأتوب إليك**'' ترجمہ: اے اللہ تو پاک ہے تیری تعریف کے ساتھ، نہیں ہے کوئی معبود برحق مگر تو ہی، میں تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں، تو اس مجلس میں جو بھی غلطی ہوئی ہوگی اس کو اللہ بخش دیگا۔

فضائل اعمال کی تعلیم کے بعد یا کسی بھی اس طرح کی مجلس کے اختتام کے بعد دعاء کرنے کی شریعت مطہرہ میں نہ صرف گنجائش ہے؛ بلکہ وہ شخص مستحق ثواب ہے، اس لئے اس دعاء کو لوگوں کی وضع کردہ دعاء سمجھنا صحیح نہیں ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۱/۶/۳ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
امانت علی قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) أخرجه الترمذي، في سننه، ''أبواب الدعوات، باب ما يقول إذا قام من مجلسه'': ج۲، ص:۱۸۱، رقم:۳۴۳۳.

قرآنی آیات سے تعویذ اور دم وغیرہ کرنا:

(۳۸)**سوال**: حضرات مفتیان کرام!

عرض ہے کہ ایک صاحب، دین کا علم جاننے والے ہیں اور وہ تعویذ دیتے ہیں، پانی اور تیل وغیرہ پر دم کرتے ہیں، پوچھنا یہ ہے کہ تعویذ دینا یا پانی اور تیل وغیرہ پر دم کرنا از روئے شریعت کیا حکم ہے؟ کیا نصوص اس کے متعلق وارد ہوئے ہیں؟ از راہ کرم جواب مرحمت فرمائیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد کامران، جہان آباد

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حدیث کی کتابوں میں دم کرنا ثابت ہے، امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت نقل کی ہے:

''عن عائشة رضي اللّٰه عنها، قالت: كان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم إذا مرض أحد من أهله نفث عليه بالمعوذات فلما مرض مرضه الذي مات فيه جعلت انفث عليه وأمسحه بيد نفسه لأنها كانت أعظم بركة من يدي''[1]

ہر وہ دم جس میں شرک نہ ہو تو اسے دم کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، ہاں! جس دم یا تعویذ میں شرکیہ الفاظ ہوں، غیر اللہ کی پکار ہو ایسا دم یا تعویذ قطعاً ناجائز ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے دم یا تعویذ سے منع فرمایا ہے۔ جیسا کہ شارح مسلم علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''المراد بها الرقي التي هي من كلام الكفار والرقي المجهولة والتي بغير العربية وما لا يعرف معناها فهده مذمومة لاحتمال إن معناها كفر وقريب منه أو مكروه''[2]

وہ دم ممنوع ہے جس میں کلام کفار سے مشابہت ہو مجہول ہو، غیر عربی میں ہو، جن کا معنی نہ سمجھتا ہو ایسے دم مذموم ہیں ہوسکتا ہے کہ ان کا معنی کفریہ ہو یا قریب کفر کے ہو یا مکروہ ہو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ علیہ وسلم مجھے حکم فرماتے تھے کہ میں نظر بد

---

(۱)أخرجه مسلم، في صحيحه، ''كتاب السلام: باب رقية المريض'': ج۲،ص:۲۲۳،رقم:۲۱۹۲.

(۲)أبو زكريا النووي، المنهاج شرح صحيح مسلم، ''باب الطب والمرض والرقي'': ج۱۴،ص:۱۶۸.

سے دم کروں۔

''عن عائشة رضي الله عنها قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يأمرني أن أسترقى من العين''[۱]

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں جب کوئی بیمار ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم معوذات پڑھ کر اس پر دم کیا کرتے تھے۔

''وأما ما كان من الآيات القرآنية والأسماء والصفات الربانية والدعوات المأثورة النبوية فلا بأس بل يستحب سواء كان تعويذا أو فيه أو نشرة وأما على لغة العبرانية نحوها فيمتنع لاحتمال الشرك فيها''[۲]

ان جملہ نصوص کی رو سے کلمات طیبہ اور آثار سے دم کرنا یا جھاڑ پھونک کرنا جائز اور مستحسن ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۲:۵/۴ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی
محمد اسعد جلال، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

دعوت کے بعد کی مسنون دعاء:

(۳۹) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

ہمارے علاقہ میں جب کوئی دعوت ہوتی ہے اس میں ساتھی کھانا کھانے کے بعد زور زور سے کھانے کے بعد کی دعاء پڑھتے ہیں، از روئے شریعت معلوم کرنا ہے کہ کیا کھانے کے بعد کوئی دعا کرنا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے؟ شریعت میں اس کا کوئی ثبوت ملتا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اسلام الدین، مغربی بنگال

(۱) أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب السلام: باب استحباب الرقية من العين": ج۲،ص:۲۲۵،رقم:۲۱۹۵.
(۲) ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، "الفصل الثاني: كتاب الطب والرقي": ج۷،ص:۱۸۱،رقم:۴۵۵۳.

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کھانے کے بعد صاحب خانہ کے گھر کے لئے خیر وبرکت کی دعاء مقصود ہوتو عمومی یا انفرادی طور پر دعاء مانگنے میں کوئی حرج نہیں ہے البتہ اس کا التزام درست نہیں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے صاحب خانہ کے لئے ضیافت کے موقع پر دعاء کا ثبوت ملتا ہے جس کو امام مسلم نے صحیح مسلم میں نقل کیا ہے:

''عن عبد اللّٰہ بن بسر رضي اللّٰہ عنہ، قال: نزل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم علی أبي قال: فقربنا إلیہ طعاما ووطبة فأکل منھا ثم أتی بتمر فکان یأکلہ ویلقی النوی بین إصبعیہ ویجمع السبابة والوسطیٰ، قال شعبتہ: ھو ظني وھو فیہ إن شاء اللّٰہ إلقاء النوی بین الإصبعین ثم أتی بشراب فشربہ ثم ناولہ الذي عن یمینہ قال: فقال أبي: وأخذ بلجام دابتہ أدع اللّٰہ لنا فقال: اللھم بارك لھم في ما رزقتھم واغفرلھم وارحمھم''[1]

امام نوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

''وفیہ استحباب طلب الدعاء من الفاضل ودعاء الضیف بتوسعة الرزق والمغفرة والرحمة وقد جمع صلی اللّٰہ علیہ وسلم في ھذا الدعاء خیرات الدنیا والآخرة''[2]

کھانے کے بعد سنت طریقہ یہ ہے کہ: اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد وثناء کرے جیسا کہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روایت میں نقل کی ہے۔

''قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: من أکل طعاما فقال: الحمد للّٰہ الذي أطعمني ھذا ورزقنیہ من غیر حول منی ولا قوة غفرلہ ما تقدم من ذنبہ''[3]

---

(۱) أخرجہ مسلم، في صحیحہ، ''کتاب الأشربة: باب استحباب وضع النوی خارج التمر'': ج۲،ص: ۱۸۰، رقم:۲۰۴۲.

(۲) النووي، المنھاج شرح صحیح مسلم، ''باب استحباب وضع النوي خارج التمر'': ج۲،ص:۱۸۰.

(۳) أخرجہ الترمذي، في سننہ، ''أبواب الدعوات، باب ما یقول إذا فرغ من الطعام'': ج۲،ص:۱۸۴، رقم:۳۴۵۸.

''وأيضاً: عن أبي سعيد قال: كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا أكل أو شرب قال: الحمد لله الذي أطعمنا وسقانا وجعلنا مسلمين''[1]

مذکورہ احادیث اور وضاحت سے ثابت ہوا کہ کھانے کے بعد بطور شکر دعاء مانگنا مندوب ومستحب ہے اور اگر کوئی ساتھی اور رفقاء کھانے سے فارغ نہیں ہوئے تو دعاء میں اپنی آواز کو پست رکھنا مسنون ہے کہ کہیں دوسرے حضرات آواز سن کر کھانے سے رک نہ جائیں؛ اس لیے انتظار کر لے یا آہستہ سے دعاء پڑھ لے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۴۲:۵/۴ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی

محمد اسعد جلال، محمد عمران گنگوہی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

❀ ❀ ❀

(۱) أخرجه الترمذي، في سننه، ''أبواب الدعوات'': ج۲،ص:۱۸۴،رقم:۳۴۵۸.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب تصوّف و سلوک

تصوف وسلوک

بیعت کا حکم:

(۱)**سوال**: کیا علمی اعتبار سے بیعت کی جاتی ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: اہلیہ: محمد جاوید، بنارس

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بیعت کرلینا درست ہے۔[1]

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱/۵:۱۴۳۹ھ)

مردہ پیر سے بیعت ہونا:

(۲)**سوال**: ایک پیر تھے اب وہ نہیں رہے تو کیا میں ان سے مرید ہوسکتا ہوں۔ زبردستی

---

(۱)﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ۚ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ أَيْدِيْهِمْ ۚ فَمَنْ نَّكَثَ فَإِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ أَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ أَجْرًا عَظِيْمًا ۝﴾(سورة الفتح:۱۰)
﴿لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ۝﴾(سورة الفتح:۱۸)
عن عبادة بن الصامت رضي اللّٰه عنه، قال: قال رسول اللّٰه عليه وسلم: وحوله عصابة من أصحابه بايعوني على أن لا تشركوا باللّٰه شيئاً ولا تسرقوا ولا تزنوا ولا تقتلوا أولادكم ولا تأتو ببهتان تفترونه بين أيديكم وأرجلكم ولا تعصوا في معروف فمن وفى منكم فأجره على اللّٰه ومن أصاب من ذلك شيئاً فعوقب به في الدنيا فهو كفارة له ومن أصاب ذلك شيئاً ثم ستره اللّٰه عليه في الدنيا فهو إلى اللّٰه إن شاء عفا عنه وإن شاء عاقبه فبايعناه من ذلك. متفق عليه. (مشكوٰة المصابيح،''كتاب الإيمان، الفصل الأول'':ج۱،ص:۱۳،رقم:۱۸)

مجھے کسی کا مرید بنانے کا میرے ماں باپ کو حق ہے۔ اگر کسی پیر کی مجلس ہے تو اس میں بغیر دعوت کھانا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد سعدان، کرما بستی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مردہ پیر کے مرید ہونے کے کوئی معنی نہیں، اس لیے اپنی اصلاح وتربیت کے لیے بیعت کی جاتی ہے جب آدمی زندہ نہیں، تو ان سے تربیت کس طرح ہوگی[1] بالغ اولاد پر والدین کو زبردستی کا یہ حق نہیں ہے۔ اگر مجلس عام ہے تو اس میں شرکت کی گنجائش ہے اور اگر خاص ہے ان کے مریدین اور مجلس کے شرکاء کے لئے تو پھر اس میں عام لوگوں کی شرکت درست نہیں ہے۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۲/۲۵: ۱۴۳۹ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی
محمد عارف قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

پیر صاحب کا کشف:

(۳) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء کرام ایسے پیر کے بارے میں جس کے مندرجہ ذیل عقائد واقوال ہوں:

---

(۱) لأن الفرض من البيعة أمره بالمعروف ونهية عن المنكر وإرشاده إلى تحصيل السكينة وإزالة الرذائل وإكتساب الحمائد الخ. (الشاه الولي الله الدهلوي، القول الجميل مع شرحه شفاء العليل: ص:۱۴)
فإذا عرفت أن الأخلاق الحسنة تارة تكون بالطبع والفطرة وتارة باعتبار الأفعال الجميلة وتارة بمشاهدة أرباب الأفعال الجميلة ومصاحبتهم. (ظفر أحمد العثماني، إعلاء السنن، ''كتاب الأدب والتصوف: باب الترغيب في مكارم الأخلاق'': ج۱۸، ص:۴۶۱)

(۲) وعن خنساء بنت خذام: أن أباها زوجها وهي ثيب فكرهت ذلك فأتت رسول الله صلى الله عليه وسلم فرد نكاحها. رواه البخاري وفي رواية نكاح أبيها. (مشكوٰة المصابيح، ''باب الولي في النكاح'': ج۲، ص: ۲۷۰، رقم: ۳۱۲۸)

پیر صاحب اپنا کشف بتاتے ہیں، جو نہ مانے اسے خانقاہ سے باہر نکال دیتے ہیں۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گناہ معاف ہونے کا پیر صاحب انکار کرتے ہیں۔
پیر صاحب کشف بتاتے ہیں کہ مجھ سے سب بیعت ہو جاؤ مجھے بشارت ہوئی ہے۔
پیر صاحب خلیفہ سے کشف وکرامت کی تشہیر کراتے ہیں۔ اور خلیفہ صاحب جھوٹے مشاہدات بیان کرتے ہیں۔
مشاہدے ومراقبے سے پیر صاحب کہتے ہیں فلاں تبلیغی کا خاتمہ ایمان پر نہیں ہوگا۔

فقط: والسلام
المستفتی: عبداللہ ابن القمر، مصر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ پیر کا اپنے مزعومہ کشف کے ذریعہ نہ ماننے والوں کو بے ایمان، منافق، راندۂ درگاہ کہنا، کھلی ہوئی گمراہی ہے یا یہ کہنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گناہ معاف نہیں ہوئے ایسی گمراہی ہے جس پر کفر کا اندیشہ ہے[1] اولاً تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی گناہ سرزد ہو نہیں سکتا اور اگر احتمال ہوتا بھی، تو قرآن کریم اور صحیح احادیث سے ان کی معافی کے اعلان کے بعد ایسا عقیدہ انتہائی غلط ہے،[2] مذکورہ پیر کا لوگوں کو بیعت ہونے کے لئے مجبور کرنا یا خلفاء کے ذریعہ جھوٹی تشہیر کرانا، اپنے جھوٹے مشاہدات بیان کرنا یا کرانا، کسی دیندار جماعت کے بارے میں ایمان پر خاتمہ نہ ہونے کی پیشین گوئی کرنا یا اپنی قدم بوسی کرانا ناجائز ہے، ایسے پیر سے بیعت کا تعلق ختم کر کے علیحدہ ہو جانا فرض اور اس کے ساتھ رہنا حرام ہے، نیز ایسے پیر پر صدق دل سے توبہ کرنا فرض ہے۔[3]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عارف قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۳/۴/۱۳ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) وقال مع ذلك إن معاصي الأنبياء كانت عمداً فقد كفر. (جماعة من علماء الهند، الفتاوى الهندية، "كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع،..... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

تصورِ شیخ کا شرعی حکم:

(۴)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین مسائل ذیل کے بارے میں کہ:
تصورِ شیخ کیا ہے؟ تصورِ شیخ جائز ہے یا ناجائز؟ دلائل کے ساتھ تحریر کریں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد عبداللہ، معرفت: حضرت مہتمم صاحب

الجواب: تصورِ شیخ بوقت مراقبہ کسی مقدس و بزرگ خاص طور پر اپنے پیر و مرشد کا خیال کرنے کو کہتے ہیں تاکہ ان کے نیک اعمال اور زہد وتقویٰ کو دعاؤں کی قبولیت اور جائز مقاصد میں کامیابی کے لئے وسیلہ بنایا جائے، تصورِ شیخ میں بقول حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ کی صورت کا خیال امر فضول ہے جیسے کسی کے تذکرہ کے وقت کسی کا خیال آتا ہے ایسا ہی تصورِ شیخ ہے؟ (فیوض قاسمیہ) مشائخ چشتیہ نے اس طریقہ کو علاج نفس وتزکیۂ باطن کے لئے اختیار فرمایا ہے۔ سید الطائفہ حضرت الحاج امداد اللہ قدس سرہ نے اپنے خلیفہ خاص حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کو مراقبہ تصورِ شیخ کے اختیار کرنے کی اجازت وترغیب دی، حضرت حاجی صاحبؒ اپنے ایک مکتوب بنام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ میں تحریر فرماتے ہیں: ''واگر فراغ باشد بعد نماز صبح ویا مغرب یا عشاء علیحدہ در حجرہ وغیرہ بہ نشینند ودل را از جمیع خیالات خالی کردہ متوجہ بایں جانب شوند وتصور کنند کہ گویا پیش شیخ خود نشستہ ام وفیضان الٰہی از سینۂ او بسینۂ ام می آید'' (رقومات امدادیہ) حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کے جواز کو اختیار فرمایا وہ فرماتے ہیں: ''والرکن الأعظم ربط القلب بالشیخ علی وصف المحبة والتعظیم الخ

.....گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ..... ومنها: ما يتعلق بالأنبياء عليهم السلام'': ج۲،ص:۲۷۶)

(۲) ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا ۝ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا ۝﴾ (سورة الفتح:۱)

(۳) وإن كانت نيته الوجه الذي يوجب التكفير، لا تنفعه فتوىٰ المفتي، ويؤمر بالتوبة، والرجوع عن ذلك وبتجديد النكاح بينه وبين امرأته. (جماعة من علماء الهند، الفتاوى الهندية، ''كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بتلقين الكفر'': ج۲،ص:۲۹۳)

وهذا السر نزل الشرع باستقبال القبلة الخ فيكون كالمراقبة" (القول الجميل)
لیکن مراقبۂ تصورِ شیخ میں شرط ہے کہ جب شیخ سے دور ہوتو تصور وخیال تو یہ رہے کہ گویا میں شیخ کے سامنے ہوں اور اعتقاد پختگی کے ساتھ یہ رہے کہ شیخ اپنے وطن میں ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۸/۶/۱۶ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

خواتین کے بیعت کرنے کے احکام:

(۵)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں
(۱) ایک عورت کو بیعت ہونے کے لیے اس کے شوہر کا پہلے سے بیعت ہونا ضروری ہے؟
(۲) اگر شوہر بیعت نہ ہوتو کیا عورت کے لیے شوہر کی اجازت لازمی ہوگی؟
(۳) اور اسی طرح کوئی نابالغ لڑکی بیعت ہونا چاہے تو کیا اپنے والد سے اجازت لینا لازمی ہوگی؟
(۴) خواتین اپنے ذاتی مسائل شیخ سے کیسے دریافت کرسکتی ہیں، اس حال میں جب کہ وہ اپنے شوہر کے موبائل کا استعمال کریں اور وہ کوئی بات اپنے شوہر سے شیئر نہ کرنا چاہے؟
(۵) بعض خواتین مذکورہ وجہ سے اپنی بات شیخ تک نہیں پہنچا سکتی، کیا شیخ سے رابطہ کے لیے خواتین کسی خاتون کی مدد لے سکتی ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: یعقوب میمن، اندور

---

(۱) وهذه النسبةلا تكاد تحصل إلا بصحبة المشايخ الكمل الذين استنارت قلوبهم بنور هذه النسبة العظمىٰ وهي التي لم تزل تنتقل من قلب إلى قلب: ومبدأها مشكاة النبوة ومعدن الرسالة قلب سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم وأما ما سوى ذلك من المجاهدات والأعمال والأخلاق فيمكن تحصيلها بصرف الهمة من غير احتياج إلى صحبة المشايخ وإن كان حصولها بصحبتهم مع صرف الهمة متيسراً بسهولة وبدون صحبتهم متعسراً في كلفة. (ظفر أحمد العثماني، إعلاء السنن،"كتاب الأدب: باب الذكر والدعاء": ج۱۸،ص:۴۶۶)

الجواب: بیعت اس لیے کی جاتی ہے کہ مرشد کی رہنمائی اوراس کی ہدایت پرعمل کرنے سے راہ سنت پر چلنا اوراحکام خداوندی کے مطابق زندگی گزارنا آسان ہوجاتا ہے، بیعت ہونا سنت ہے،فرض یاواجب نہیں،اوراصلاح نفس کی جس طرح مردکوضرورت ہوتی ہےاسی طرح عورت کوبھی ضرورت ہے تاہم عورت کی بیعت کے لیےشوہرکا بیعت ہونا ضروری نہیں ہے، ہاں بیعت کے لیے شوہرکی اجازت ضروری ہے۔

''إعلم أن البيعة سنة ليست بواجبة و لم يدل دليل على تاثيم تاركها و لم ينكر أحد على تاركها''[1]''قال الشيخ ظفر أحمد العثماني: وبالجملة فالتصوف عبارة عن عمارة الظاهر والباطن أما عمارة الظاهر فالأعمال الصالحة وأما عمارة الباطن فذكر اللّٰه وترك الركون إلى ماسواه وكان يتيسر ذلك للسلف بمجرد الصحبة الخ،[2] قال عروة: فأخبرتني عائشة رضي اللّٰه عنها أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم كان يمتحنهن بهذه الآية:

﴿يَا يُّهَا الَّذِيْنَ أٰمَنُوْٓا إِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ؕ اَللّٰهُ أَعْلَمُ بِإِيْمَانِهِنَّ ۚ فَإِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ ؕ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ؕ وَأٰتُوْهُمْ مَّآ أَنْفَقُوْا ؕ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ إِذَآ أٰتَيْتُمُوْهُنَّ أُجُوْرَهُنَّ ؕ وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَسْئَلُوْا مَآ أَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْئَلُوْا مَآ أَنْفَقُوْا ؕ ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ ؕ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝١٠ وَإِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ أَزْوَاجِكُمْ إِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَأٰتُوا الَّذِيْنَ ذَهَبَتْ أَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَآ أَنْفَقُوْا ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ أَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝١١ يٰٓأَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى أَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ أَيْدِيْهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ؕ إِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝١٢﴾[3]

(۱) الشاه ولي اللّٰه الدهلويؒ، القول الجميل، الفصل الثاني:ص:۱۲.

(۲) ظفر أحمد العثمانيؒ، إعلاء السنن، كتاب الأدب والتصوف والإحسان:ج۱۸،ص:۴۴۹.

(۳) الممتحنة:۱۰تا۱۲) (البقرة:۱۷۳.

قال عروة: قالت عائشة: فمن أقر بهذا الشرط منهن، قال لها رسول الله صلى الله عليه وسلم: قد بايعتك كلاما يكلمها به، والله ما مست يده يد امرأة قط في المبايعة، وما بايعهن إلا بقوله". (۱)

اسی طرح شادی سے پہلے جب کہ لڑکی اپنے والد کی تربیت میں ہوتی ہے بہتر ہے کہ والد کی اجازت سے کسی مصلح سے بیعت ہوجائے۔ اصلاح کے لیے بہتر ہے کہ عورت اپنے شوہر کو ہی واسطہ بنائے اور انہی کے ذریعہ اپنے مرشد سے رہنمائی حاصل کرے؛ لیکن اگر عورت کسی وجہ سے ایسا نہیں کرنا چاہتی ہے، تو شیخ کے گھر کی کسی خاتون سے مدد لے سکتی ہے۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۹/۴/۱۴۴۲ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران کنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

صوفی کے لئے کس قدر علم کی ضرورت ہے؟

(۶) **سوال**: صوفی کے لئے بہت زیادہ علم کی ضرورت ہے یا صرف مسائل ضروریہ روزمرہ کا سیکھ لینا کافی ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: مولانا محمد عرفان صاحب مظفرنگر

الجواب: بقدر ضرورت شرعی علم سیکھنا ضروری ہے یعنی فرض، واجب، عقائد وعبادات سے مطلع ہونا ضروری ہے اور ایسے ہی حلال وحرام کا ضروری علم بھی ہونا چاہئے تاکہ اس کے مطابق

---

(۱) أخرجه البخاري، في صحيه، "كتاب الشروط: باب ما يجوز من الشروط في الإسلام والأحكام والمبايعة": ج۲،ص:۶۸۶،رقم:۲۷۱۱.

(۲)قولها والله ما مست يد رسول الله صلى الله عليه وسلم يد امرأة قط غير أنه يبايعهن بالكلام فيه أن بيعة النساء بالكلام من غير أخذ كف وفيه أن بيعة الرجال بأخذ الكف مع الكلام الخ. (النووي، شرح مسلم، "كتاب الإمارة: باب كيف بيعة النساء": ج۲،ص:۱۳۱)

عمل کیا جاسکے۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۸/۱/۲۷ھ)

❀ ❀ ❀

(۱)تزكية الأخلاق من أهم الأمور عند القوم ..... ولا يتيسر ذلك إلا بالمجاهدة على يد شيخ كامل قد جاهد نفسه وخالف هواه ..... إلى ..... ومن ظن من نفسه أنه يظفر بذلك بمجرد العلم ودرس الكتب فقد ضل ضلالاً بعيداً فكما أن العلم بالتعلم من العلماء كذلك الخلق بالتخلق على يد العرفاء فالخلق الحسن صفة سيد المرسلين الخ. (ظفر أحمد العثماني، إعلاء السنن،''كتاب الأدب والتصوف'': ج۱۸،ص:۴۵۳،۳۵۴؛ ''كتاب الأدب والتصوف'': ج۱۸،ص:۴۴۲)

وإذا عرفت ذلك فاعلم أن التصوف شعبة من الفقة لكون الفقه عبارة عن معرفة النفس ما لها وما عليها كما حكى عن أبي حنيفة رحمه الله ولا يخفى أن معرفة طريق القرب إلى الله علماً وعملاً داخل في ذلك بل هو الفقه في الحقيقة والفقيه هو المتقرب إلى الله بعلمه وعمله لا العالم بالأحكام والدلائل فقط. (ظفر أحمد العثماني، إعلاء السنن، ''كتاب الأدب والتصوف'': ج۱۸،ص:۴۴۸-۴۴۹)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الطّہارۃ

فصل اوّل: طہارت ونجاست کا بیان

فصل ثانی: پانی کا بیان

فصل اول

طہارت ونجاست کا بیان

حلال جانوروں کا جھوٹا پاک ہے یا ناپاک؟

(۱)**سوال**: گائے، بھینس، بیل، مینڈھا، بکری، بھیڑ، یعنی: حلال جانوروں کا جھوٹا پانی پاک ہے یا نہیں اور اس کو پی سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی: فرزند علی، کلہیڑی، ضلع مظفر نگر

الجواب و بالله التوفيق: مذکورہ حلال جانوروں کا جھوٹا پاک ہے، اس سے وضوء جائز اور درست ہے اور اس کو پینا درست ہے۔[1] فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ:
محمد عمران غفرلہ دیوبندی ۲/۱: ۱۴۰۹ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

شیر خوار بچہ کے پیشاب کا حکم:

(۲)**سوال**: شیر خوار دودھ پیتے بچہ کا پیشاب پاک ہے یا ناپاک؟ کپڑے یا برتن پر لگ جائے تو کیا پاک کرنا ضروری ہے؟

المستفتی: عبداللہ آندھروی

الجواب وبالله التوفيق: جس طرح بڑے آدمی کا پیشاب ناپاک ہے، اسی طرح چھوٹے بچے کا پیشاب بھی ناپاک ہے، خواہ وہ بچہ دودھ ہی کیوں نہ پیتا ہو؛ کپڑے یا برتن وغیرہ پر لگ

---

(۱) و أما سؤر ما يؤكل لحمه فلأنه متولد من لحم طاهر فأخذ حكمه. (ابن نجيم، البحر الرائق، كتاب الطهارة، ج۱،ص:۲۲۳)، و سؤر الآدمي وما يؤكل لحمه طاهر لأن المختلط به اللعاب و قد تولد من لحم طاهر فيكون طاهرا. (ابن الهمام، فتح القدير، كتاب الطهارات، فصل في الآسار وغيرها، ج۱،ص:۱۱۲)؛ إن السؤر يعتبر بلحم مسئره فإن كان لحم مسئره طاهرا فسؤره طاهر، أو نجسا فنجس، أو مكروها فمكروه، أو مشكوكا فمشكوك. (ابن عابدين، ردالمحتار، كتاب الطهارة، باب المياه، مطلب في السؤر، ج۱،ص:۳۸۱)

جائے،تو اس کو پاک کرنا ضروری ہے،اس میں لاپرواہی نہ کی جائے۔[۱]

الجواب صحیح: فقط:واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ ۳/۷: ۱۴۲۸ھ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

پالتو کتا پاک ہے یا ناپاک:

(۳)**سوال:** ایک شخص نے گھر کی حفاظت کے لیے کتا پال رکھا ہے،اس کو اس نے صابون سے خوب نہلایا،تو وہ پاک ہوگیا یا نہیں؟

المستفتی:اخلاق کریم،بہار

الجواب وباللہ التوفیق: کتا نجس ہے،اگر اس کے اوپر کوئی ظاہری نجاست نہ لگی ہو تو وہ اوپر سے پاک ہے،اس لیے اگر کپڑے اس سے لگ جائیں تو پاک ہی رہیں گے ناپاک نہیں ہوں گے۔[۲]

الجواب صحیح: فقط:واللہ اعلم بالصواب

سید احمد علی سعید **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ ۱۴۱۶ھ

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)عن عائشة رضی الله عنها قالت: أتی رسول الله ﷺ بصبي يرضع، فبال في حجره، فدعا بماء، فصبه عليه و في رواية فدعا بماء فرشه عليه.(أخرجه مسلم، في صحيحه، باب حكم بول الطفل الرضيع و كيفية غسله، ج۱، ص:۱۳۹)؛ولو من صغير لم يطعم، أي لم يأكل فلا بد من غسله. (ابن عابدين، رد المحتار،كتاب الطهارة، باب الأنجاس، مطلب في طهارة بوله صلى الله عليه وسلم، ج۱،ص:۵۲۳)،وكذلك بول الصغير والصغيرة أكلا أولا. (وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية. الكويت، الموسوعة الفقهيه، ما يعتبر نجساً وما لا يعتبر، ج۴۰،ص:۷۴)

(۲)وقع الكلب في بئر تنجس أصاب فمه الماء أو لم يصب، ولو ابتل فانتفض فأصاب ثوبا أكثر من الدرهم أفسده.(ابن الهمام، فتح القدير،كتاب الطهارات، باب الماء الذي يجوز به الوضوء و مالا يجوز، ج۱،ص:۹۸)؛و أما شعر الحيوان غير مأكول اللحم المتصل به فاتفق الفقهاء على طهارته واستثنىٰ الحنفية الخنزير. (وزارة الأوقاف– الكويت، الموسوعة الفقهيه، حكم شعر الحيوان الحي،ج۲۶،ص:۱۱۱)؛وإذا نام الكلب على حصير المسجد، إن كان يابسا لا يتنجس، و إن كان رطبا ولم يظهر أثر النجاسة فكذلك. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهنديه،كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة، الفصل الثاني في الأعيان النجسة، ج۱،ص:۱۰۳)

آپریشن کے بعد پیشاب نلی میں آتا رہے تو کیا حکم ہے؟

(۴)**سوال**: مریض کو آپریشن کے بعد طہارت میں شبہ رہتا ہے۔ زید کا پیشاب آپریشن کے بعد نلکی سے باہر آتا ہے، تو ایسی حالت میں زید وضوء کرے یا تیمّم کرے شرعاً کیا حکم ہے؟

المستفتی: عبداللہ، گجراتی

الجواب وبالله التوفيق: مذکورہ مرض میں پانی اس کے لیے مضر نہیں ہوتا جیسا کہ سوال سے ظاہر ہوتا ہے۔ صرف طہارت میں شبہ ہوتا ہے تو اس شخص کے لیے وضو کرنا ہی ضروری ہے۔ طہارت کے بعد آپریشن ہوا تھا، تو پہلی طہارت زائل ہوگئی ہے؛ ہاں اگر طہارت یعنی وضو آپریشن کے بعد کیا تھا یا اس کے بعد وضو کرتے رہے، تو وہ معذور کے حکم میں ہے ایک وقت کی جتنی نمازیں چاہیں پڑھ لیں، شبہ نہ کریں۔ جب تک عذر باقی رہے ہر وقت کے داخل ہونے پر وضوء کرلیں؛ ہاں اس کے علاوہ کوئی ناقض وضوء پیش آئے، تو اس سے وضو ٹوٹ جائے گا؛ لیکن پیشاب کے قطرے آتے رہنے سے پورے وقت وضو ہی کا حکم رہے گا۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی ۱۴/۴: ۱۴۱۲ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

مرغی کو گرم پانی میں ڈال دیں، تو گوشت پاک ہے یا ناپاک؟

(۵)**سوال**: آج کل بڑے شہر میں عام رواج ہوگیا ہے کہ مرغیوں کو ذبح کر کے آلائش

(۱)صاحب عذر من به سلس بول لا يمكنه إمساكه، الخ، إن استوعب عذره تمام وقت صلوة مفروضة بأن لا يجد في جميع وقتها زمنا يتوضأ و يصلي فيه خاليا عن الحدث ولو حكما. (ابن عابدين، رد المحتار، كتاب الطهارة، باب الحيض، مطلب في أحكام الآئسة، ج۱،ص:۵۰۴)،من به سلس البول والرعاف الدائم والجرح الذي لا يرقاء يتوضؤون لوقت كل صلوٰة فيصلون بذلك الوضوء في الوقت ما شاؤا من الفرائض والنوافل. (ابن الهمام، فتح القدير، كتاب الطهارات، فصل: في الاستحاضة، ج۱،ص:۱۸۱)؛ و يصلون به فرضا و نفلا، و يبطل بخروجه فقط، و هذا إذا لم يمض عليهم وقت فرض إلا وذلك الحدث يوجد فيه. (ابن نجيم، البحر الرائق، كتاب الطهارة، باب الحيض، ج۱،ص:۳۷۵)

وغیرہ نکالے بغیران کوگرم پانی میں ڈال دیا جاتا ہے، تاکہ اس کے بال وپر وغیرہ جلدی سے صاف ہو جائیں، کیا اس قسم کی مرغی کا گوشت کھانا حلال ہے؟ طحطاوی: ۱/۲۴۹، میں لکھا ہے کہ اس طرح گوشت پاک نہیں ہوگا، یہ صحیح ہے یا نہیں؟

المستفتی: تنویر احمد، پورقاضی، ضلع مظفرنگر

الجواب وبالله التوفيق: صورت مسئول عنہا میں اگر آلائش والی مرغی کوگرم پانی میں ڈالا اور گرم ہونے پرفوراً ہی نکال لیا، تاکہ بال وپر وغیرہ آسانی سے الگ ہو جائیں، تو اس صورت میں اس آلائش کی وجہ سے گوشت اگرچہ ناپاک تو ہوگا مگر دھونے سے پاک ہو جائے گا، اگر کھولتے ہوئے گرم پانی میں ڈالا اور اس کو کھولایا، تو اس آلائش (نجاست) کا اثر گوشت کے ہر ہر جز میں سرایت کر جائے گا اور پھر گوشت دھونے سے بھی پاک نہیں ہوگا[1]۔ طحطاوی کی عبارت کا مقصد یہی ہے۔ دونوں صورتوں میں فرق واضح ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی ۲۶/۳: ۱۴۱۲ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

پرانے کپڑے کا استر ناپاک ہے یا پاک؟

(۶) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین مسئلہ ذیل میں:

کوٹ اور جرکین وغیرہ میں روئی چپکانے کے لیے ساڑھی کا کپڑا لگتا ہے اور یہ بات تحقیق شدہ ہے کہ ساڑھی کا کپڑا ناپاک ہوتا ہے؛ لہٰذا آپ یہ بتائیں کہ نماز ہوگی یا نہیں؟ مدلل جواب تحریر فرمائیں! عین کرم ہوگا۔

---

(۱) و كذلك دجاجة، الخ. ولا يترك فيه إلا مقدار ما تصل الحرارة إلى ظاهر الجلد لتنحل مسام الصوف بل لو ترك يمنع إنقلاع الشعر. (ابن عابدين، رد المحتار، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، مطلب في تطهير الدهن والعسل، ج۱، ص:۵۴۴)؛ ولو ألقيت دجاجة حالة الغليان في الماء قبل أن يشق بطنها لتنتف أو كرش قبل الغسل لا يطهر أبداً... لكن العلة المذكورة لا تثبت حتى يصل الماء إلى حد الغليان و يمكث فيه اللحم بعد ذلك زمانا يقع في مثله للتشرب والدخول في باطن اللحم. (ابن الهمام، فتح القدير، كتاب الطهارة، باب الأنجاس و تطهيرها، ج۱، ص:۲۱۱)

(۲) ساڑھی کے ناپاک کپڑے کو پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

المستفتی: حافظ اسد علی، از بجنور

الجواب وبالله التوفيق: پرانی ساڑھیاں اور دیگر پرانے کپڑے جو بازار میں بکتے ہیں، وہ دھلے ہوئے ہوتے ہیں؛ اس لیے یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ ناپاک ہیں [۱]؛ لہٰذا ایسی صورت میں اگر نئے کپڑے میں لگا کر سلا ہے، تو اس نئے کپڑے کو دھونے کی ضرورت نہیں ہے اس میں نماز جائز اور درست ہوگی۔ فقہ کا اصول ہے ''**اليقين لا يزول بالشك**'' یقین شک سے زائل نہیں ہوتا ہے [۲]، البتہ اگر آپ کو یقین ہے کہ وہ ناپاک ہے اور دھویا نہیں گیا ہے، تو ایسے کپڑے کو دھو کر لگایا جائے اگر بغیر دھلے لگا دیا، تو لگانے کے بعد سارے کپڑے کو دھولیا جائے؛ اگر نہ دھویا گیا، تو اس کپڑے میں نماز نہیں ہوگی اور جو نماز پڑھی ہے، اس کا اعادہ ضروری ہوگا۔ [۳]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی ۵/۲۴: ۱۴۱۴ھ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) في التاتارخانية: من شك في إنائه أو ثوبه أو بدنه أصابته نجاسة أولا، فهو طاهر مالم يستيقن،..... و كذا ما يتخذه أهل الشرك أو الجهلة من المسلمين كالسمن والخبز والأطعمة والثياب، (ابن عابدين، ردالمحتار، كتاب الطهارة، قبيل مطلب في أبحاث الغسل، ج۱، ص: ۲۸۳، ۲۸۴)

مفتی اعظم مفتی کفایت اللہ فرماتے ہیں: ''ہندو جن کے ہاتھ میں ہندوستان کی اکثری تجارت کی باگ ہے، بہت سی ناپاک چیزوں کو پاک اور پوتر سمجھتے ہیں، گائے کا گوبر اور پیشاب ان کے نزدیک نہ صرف پاک؛ بلکہ متبرک بھی ہے، باوجود اس کے، ان کے ہاتھ کی بنی مٹھائیاں اور بہت سی خوردنی چیزیں عام طور پر مسلمان استعمال کرتے ہیں اور استعمال کرنا شرعاً جائز بھی ہے؛ یہ کیوں؟ صرف اس لیے کہ چوں کہ ہندو دوکاندار جانتے ہیں کہ ہمارے خریدار، ہندو و مسلمان اور دیگر اقوام کے لوگ ہیں اور ہندوؤں کے علاوہ دوسرے لوگ گائے کے گوبر اور پیشاب کو ناپاک سمجھتے ہیں، اس لیے وہ تجارتی اشیاء کو ایسی چیزوں سے علیحدہ اور صاف رکھتے ہیں، تاکہ خریداروں کو ان سے خریدنے میں تامل نہ ہو اور خریداروں کے مذہبی جذبات ان کی تجارتی اغراض کی مزاحمت نہ کریں۔'' (کفایت المفتی، ج۳، ص: ۴۳۰)

(۲) ''اليقين لا يزول بالشك'' (ابن نجيم، الاشباه والنظائر، القاعدة الثالثة: ص: ۱۸۳)

(۳) هي (شروط الصلاة) طهارة بدنه من حدث و خبث و ثوبه و مكانه من الثاني أي الخبث، لقوله تعالىٰ: و ثيابك فطهر، (ابن عابدين، الدر المختار مع ردّ المحتار، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج۲، ص: ۷۳-۷۵)

کپڑوں پر مکھیاں بیٹھنے سے کپڑا پاک رہے گا یا ناپاک؟

(۷) **سوال**: بیت الخلاء میں کپڑے پر مکھیاں بیٹھتی ہیں، وہ کپڑا پاک ہے یا ناپاک ہے؟

المستفتی: مقصود احمد، بھرت پور

الجواب وبالله التوفيق: جب تک نجاست کا یقین نہ ہو اس وقت تک کپڑا ناپاک نہ ہوگا پس مذکورہ صورت میں کپڑا پاک ہی ہوگا کیونکہ نجاست یقینی نہیں ہے، "**اليقين لا يزول بالشك**"[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی ۱۲/۳: ۱۴۰۹ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

کتے کے بدن سے کپڑا مس ہوجائے:

(۸) **سوال**: کتے کا بدن اگر تر ہو اور بدن یا کپڑا اس سے مس ہوجائے، تو بدن یا کپڑا پاک رہے گا یا نہیں؟

المستفتی: مولوی نثار احمد، بیگاپور، یوپی

الجواب وبالله التوفيق: شامی میں وضاحت ہے کہ کتا نجس العین نہیں ہے[۲] لیکن اس کا لعاب اور پسینہ ناپاک ہے[۳]؛ اس لیے اگر کتے کا بدن (لعاب یا پسینہ سے) گیلا تھا اور

---

(۱) و دليلها ما رواه مسلم عن أبي هريرةؓ مرفوعاً : إذا وجد أحدكم في بطنه شيئاً، فأشكل عليه أخرج منه شيء أم لا؟ فلا يخرجنّ من المسجد حتى يسمع صوتاً أو يجد ريحاً. (ابن نجيم، الأشباه والنظائر، القاعدة الثالثة، ص:۱۸۳-۱۸۴)

(۲) واعلم أنه ليس الكلب بنجس العين عند الإمام، و عليه الفتوىٰ، (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الطهارة، باب المياه مطلب في أحكام باب الدباغة، ج۱، ص:۳۶۲)

(۳) و سؤر خنزير و كلب وسباع بهائم و شارب خمر فور شربها و هرة فور أكل فارة نجس. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الطهارة، باب المياه مطلب في السؤر، ج۱، ص:۳۸۳)، و سؤر الكلب والخنزير و سباع البهائم نجس، (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهنديه، كتاب الطهارة، الفصل الثاني فيما لايجوز به الوضوء، ج۱، ص:۷۶)

کپڑا اس سے مس ہوجائے، تو کپڑا ناپاک ہوگا؛ لیکن اگر کتے کا جسم پانی سے تر تھا اور اس کے بدن پر کوئی دوسری نجاست نہیں تھی، تو کتے کے تر جسم سے کپڑا لگنے سے کپڑا ناپاک نہیں ہوگا۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۲۰/۱: ۱۴۲۱ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

برتنوں کے پاک کرنے کا طریقہ:

(۹) **سوال:** مٹی کا ناپاک برتن کس طرح پاک کیا جائے؟

المستفتی: محمد آفاق، دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: مٹی کا برتن خواہ کورا ہو یا استعمال شدہ، تین دفعہ دھونے سے پاک ہوجاتا ہے، کوئی الگ سے اس کا طریقہ نہیں ہے۔[۲]

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہٗ

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۵/۳: ۱۴۲۱ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)الكلب إذا أخذ عضو إنسان أو ثوبه، لا يتنجّس مالم يظهر فيه أثر البلل راضيا كان أو غضباناً. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطهارة، الباب السابع: في النجاسة و أحكامها ، الفصل الثاني: في الأعيان النجسة، ج۱،ص:۱۰۳)إذا نام الكلب على حصير المسجد، إن كان يابساً، لا يتنجّس، و إن كان رطباً و لم يظهر أثر النجاسة فكذلك كذا في "فتاوى قاضي خان"(جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهنديه، كتاب الطهارة، الباب السابع: في النجاسة و أحكامها، الفصل الثاني في الأعيان النجسة، ج۱،ص:۱۰۳)

(۲)و يطهر محلّ غيرها أي غير مرئية بغلبة ظن غاسل.... طهارة محلها بلا عدد به يفتى. وقدر ذلك لموسوس بغسل و عصر ثلاثاً فيما ينعصر و بتثليث جفاف أي إنقطاع تقاطر في غيره. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، مطلب في حكم الوشم،ج۱،ص:۵۳۹-۵۴۰)، و يطهر متنجس بنجاسة مرئية بزوال عينها ولو بمرّة على الصحيح، ولا يضر بقاء أثر شق زواله، و غير المرئية بغلسها ثلاثاً والعصر كل مرة. (الشرنبلالي،، نورالإيضاح، باب الأنجاس والطهارة عنها،ج۱،ص:۵۳-۵۴)

غیر مسلم کی بنائی ہوئی چٹائی کا حکم:

(۱۰)**سوال**: آج کل بازار میں بہت سی قسم کی چٹائیاں فروخت ہوتی ہیں، جن کو اکثر وبیشتر غیر مسلم بناتے ہیں، یہ بھی معلوم نہیں کہ ان کو بنانے میں پاک پانی استعمال کیا گیا ہے یا ناپاک پانی، تو کیا ان چٹائیوں کو دھوکر نماز پڑھی جائے یا بغیر دھوئے ہوئے؟

المستفتی: قاری محمد رمضان، سہارنپور

الجواب وبالله التوفيق: امدادالاحکام وغیرہ میں ہے کہ غیر مسلم کی بنائی گئی صفوں کا اگر ناپاک ہونا یقینی ہو، تو دھونا ضروری ہے اور اگر صرف شبہ ہو، تو احتیاطاً دھولیا جائے۔[1]

الجواب صحیح: خورشید عالم غفرلہٗ

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۱/۴: ۱۴۲۰ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

اگر منی پتلی ہو، تو کپڑا رگڑنے سے پاک ہوگا یا نہیں؟

(۱۱)**سوال**: اس زمانے میں عام طور پر منی پتلی ہوتی ہے اور پہلے زمانے میں منی گاڑھی

---

(۱) امدادالاحکام کی عبارت یہ ہے: ''اگر ناپاک ہونا یقین سے معلوم ہوجاوے، تب تو دھونا ضروری ہے اور اگر شبہ ہو، تو احتیاطاً دھو لینا بہتر ہے۔ کما في الدر المختار: ما يخرج من دار الحرب كسنجاب إن علم دبغه بطاهر فطاهر، أو بنجس فنجس، و إن شك فغسله أفضل، و في الشامي: و نقل في القنية أن الجلود التي تدبغ في بلدنا، ولا يغسل مذبحها، ولا تتوقى النجاسات في دبغها، و يلقونها على الأرض النجسة، ولا يغسلونها بعد تمام الدبغ، فهي طاهرة، و يجوز اتخاذ الخفاف و المكاعب و غلاف الكتب والمشط والقراب والدلاء رطبا و يابساً الخ أقول: ولا يخفى أن هذا عند الشك و عدم العلم بنجاستها. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار ،كتاب الطهارة، باب المياه،مطلب في أحكام الدباغة، ج۱،ص:۳۵۹) اور قنیہ کی عبارت سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ کسی جگہ عام دستور ہونے سے یقین نجاست کا نہیں ہوتا؛ بلکہ یقین کی صورت یہ ہے کہ کسی خاص چٹائی میں ناپاک پانی لگنا معلوم ہوجائے۔ (إمداد الاحكام، كتاب الطهارة، فصل في النجاسة و أحكام التطهير، عنوان ہندو کی بنائی ہوئی صفوں کو دھونا ضروری ہے یا بغیر دھوئے اس پر نماز پڑھی جاسکتی ہے، ج۱،ص:۳۹۹) في التاتارخانيه: من شك في إنائه أو ثوبه أو بدنه أصابته نجاسة أولا، فهو طاهر مالم يستيقن..... و كذا ما يتخذه أهل الشرك أو الجهلة من المسلمين كالسمن والخبز والأطعمة والثياب. (ابن عابدين، رد المحتار، كتاب الطهارة،قبيل. مطلب في أبحاث الغسل، ج۱،۲۸۳-۲۸۴)

ہوتی تھی، حدیث شریف میں ہے کہ اگر کپڑے پر منی لگ جائے، تو اسے رگڑ دینے سے کپڑا پاک ہو جاتا ہے۔ اس وقت اگر پتلی منی کپڑے پر لگ جائے، تو کپڑے پر لگی ہوئی منی کو رگڑ دینے سے کپڑا پاک ہو جاتا ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد سالم پورنوی

الجواب وبالله التوفيق: منی بہر صورت ناپاک ہے۔ اگر کپڑے پر لگ جائے تو رگڑ کر صاف کرنے سے کپڑا پاک نہیں ہوگا؛ بلکہ اس ناپاک کپڑے کو دھونا ضروری ہے۔[1] البتہ گاڑھی اور سوکھی منی کے ذرات رگڑنے سے بالکل ختم ہو جائیں تو بھی کپڑا پاک ہو جائے گا۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید ۵/۷/۱۴۰۸ھ
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

نجس برتنوں کے پاک کرنے کا طریقہ:

(۱۲) **سوال:** ایک کتے نے شوربے کی دیگ میں منہ ڈال دیا، تو اس کو پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

المستفتی: حافظ محبت علی، مظفر نگر

الجواب وبالله التوفيق: احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ اس کو استعمال نہ کیا جائے؛ لیکن اگر مجبوری ہے، تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ دیگ میں جتنا شوربا ہے، اتنا ہی پانی اس میں ڈال کر پکایا جائے؛ تاکہ زائد پانی جل جائے؛ اس طرح تین مرتبہ کرنے سے دیگ پاک ہو جائے گی۔ یہی قول امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ

(۱) عن جابر بن سمرة قال: سأل رجل النبي ﷺ أصلي في الثوب الذي آتى فيه أهلي قال: نعم إلا أن ترا فيه شيئا فتغلسه. (موارد الظمان إلى زوائد ابن حبان، تحقيق: محمد عبدالرزاق حمزه، باب ما جاء فى الثوب الذى يجامع فيه، ج۱،ص:۸۲)؛ وعن عمر و بن ميمون بن مهران سمعت سليمان بن يسار يقول: سمعت عائشة رضى الله عنها تقول: إنها كانت تغسل المني من ثوب رسول الله ﷺ قالت: ثم أراه فيه بقعة أو بقعاً (سنن أبي داؤد، باب المنى يصيب الثوب، ج۱،ص:۵۳)؛ ولو أن ثوباً أصابته النجاسة وهى كثيرة فجفت و ذهب أثرها و خفى مكانها غسل جميع الثوب. (علاء الدين الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، فصل و أما بيان المقدار الذى يصير به المحل، ج۱،ص:۸۱)

(۲) عن عائشة رضى الله عنها قالت: ربما فركته من ثوب رسول الله ﷺ بيدى (أخرجه ابن ماجه، في سننه، ابواب الطهارة و سننها، باب في فرك المني من الثوب، ج۱،ص:۴۱

کا ہے اور یہی مفتی بہ ہے۔[۱]

"ويطهر لبن و عسل ودبس ودهن يغلىٰ ثلاثاً، وفي رد المحتار على الدر المختار ولو تنجس العسل فتطهيره أن يصب فيه ماء بقدره فيغلىٰ حتى يعود إلى مكانه، والدهن يصب عليه الماء فيغلىٰ فيعلو الدهن الماء فيرفع بشيئ هكذا ثلث مرات، وهذا عند أبي يوسف رحمه الله خلافا لمحمد رحمه الله وهو أوسع وعليه الفتوىٰ. [۲]"الدهن النجس يغسل ثلاثاً، بأن يلقىٰ في الخابية، ثم يصب فيه مثله ماء، ويحرك، ثم يترك حتى يعلو الدهن، فيؤخذ أو يثقب أسفل الخابية حتى يخرج الماء، هكذا ثلاثاً فيطهر."[۳]

"وفي المجتبى: تنجس العسل يلقى في قدر ويصب عليه الماء ويغلىٰ حتى يعود إلى مقداره الأول هكذا ثلاثاً قالوا وعلى هذا الدبس.[۴]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد عارف قاسمی ۲۰/۲: ۱۴۲۰ھ
رکن دارالافتاء دارالعلوم وقف دیوبند

پاؤں پر گوبر لگ جائے، تو کیا پاؤں ناپاک ہوجائے گا:

(۱۳)**سوال**: یہاں دیہات میں عام طور پر غریب آدمی رہتے ہیں، مکانوں کے فرش کچے ہوتے ہیں؛ اس پر گوبر گارے میں ملا کر پھیرتے ہیں، کیا وہ فرش پاک ہے، اس پر ننگے پیر چلنے سے پیر ناپاک ہوتا ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد تقی، محلّہ کوٹلہ، دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: گوبر نجس ہے، صرف سوکھنے سے وہ پاک نہیں ہوتا، اس پر پیر رکھا جائے اور وہ پیر پر نہ لگے، تو کوئی حرج نہیں؛ لیکن اگر گیلے پیر ہیں اور وہ پیروں پر لگ جائے

(۱)إمداد الفتاویٰ جدید، کتاب الطهارة باب الأنجاس وتطهيرها، ج۱ص:۴۳۳، ایضاً:۷۲۳)
(۲) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، مطلب في تطهير الدهن والعسل" ج۱ص:۵۴۳
(۳)جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة وأحكامها، الفصل الأول، في تطهير الأنجاس، ج۱ص:۹۷)
(۴)ابن نجيم، البحر الرائق، كتاب الطهارة،باب الأنجاس، ج۱ص:۴۱۱

تو پیر ناپاک ہوجائیں گے۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم عفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۱۲/۹/۱۴۱۸ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کپڑے پر شراب لگ جائے، تو پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

(۱۴) **سوال:** کپڑوں پر اگر شراب لگ جائے، تو کیا وہ دھونے سے پاک ہوجائے گا؟
المستفتی: محمد اکرام، سیڑکی، ضلع سہارنپور

الجواب وباللہ التوفیق: شراب ناپاک ہے، دھونے سے کپڑا پاک ہوجائے گا۔[2]

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عارف قاسمی ۲/۲۰: ۱۴۲۰ھ
رکن دارالافتاء دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) و إذا جعل السرقين في الطين فطين به السقف، فيبس، فوضع عليه منديل مبلول لا يتنجس. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، الفصل الثانى: في الأعيان النجسة ، ج۱،ص:۱۰۲)؛ و إذا فرش على النجاسة اليابسة فإن كان رقيقا يشف ما تحته او توجد منه رائحة النجاسة على تقدير أن لها رائحة لا تجوز الصلوة عليه، و إن كان غليظا بحيث لا يكون كذلك جازت الخ. (ابن عابدين، حاشيه ردالمحتار على الدر المختار، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب في التشبه بأهل الكتاب، ج۲، ص:۳۸۷)؛ و إذا أراد أن يصلى على الأرض عليها نجاسة، فكبسها بالتراب، ينظر: إن كان التراب قليلا بحيث لو استشمه يجد رائحة النجاسة، لا يجوز، و إن كان كثيرا لا يجد الرائحة، يجوز هكذا في "التاتارخانية" و إذا كان على الثوب المبسوط نجاسة و فرش عليه التراب لا يجوز، هكذا في "السراج الوهاج". (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، كتاب الصلاة، الباب الثالث: في شروط الصلاة، الفصل الثاني طهارة ما يستر به العورة وغيره، ج۱،ص:۱۱۹، و هكذا في الفتاوىٰ التاتارخانيه، ج۱،ص:۲۳۶)

(۲) تحرم الخمر وهى التي ماء العنب إذا غلا واشتد... فنجاسة الخمر غليظة و نجاسة هذه مختلف في غلظتها و خفتها الخ. (إبراهيم بن محمد، ملتقى الابحر، كتاب الاشربه، ج۴،ص:۲۴۴)؛ وأما لو غسل في غدير أو صب عليه ماء كثير او جرى عليه الماء طهر مطلقا بلا شرط عصر و تجفيف و تكرار غمس هو المختار، (ابن عابدين، رد المحتار على الدرر المختار، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، مطلب في حكم الوشم، ج۱،ص:۴۲-۵۴۳)؛ ولو أن ثوباً أصابته النجاسة وهى كثيرة فجفت و ذهب أثرها وخفى مكانها غسل جميع الثوب. (بدائع الصنائع، كتاب الطهارة، فصل في بيان المقدار الذى يصير به المحل، حكم العذرات والأوراث، ج۱،ص:۲۳۶)

عضومخصوص کو ہاتھ لگانے کے بعد قرآن کو ہاتھ لگانا:

(۱۵)**سوال**: (۱) عضوتناسل پر ہاتھ جانے کے بعد قرآن پاک چھونے کے لیے کیا ہاتھ دھویا جائے؟

المستفتی: مشتاق احمد، بڑی مسجد خضر پور، کلکتہ

الجواب وبالله التوفيق: ہاتھ دھونا ضروری تو نہیں، لیکن اگر برہنہ عضو پر ہاتھ لگایا ہے تو احترام قرآن کا تقاضا ہے کہ بغیر ہاتھ دھوئے قرآن کو مس نہ کیا جائے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۲/۱: ۱۴۲۷ھ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

بیت الخلاء میں بالٹی سے بار بار پانی لینا:

(۱۶)**سوال**: ساؤتھ کے کچھ علاقوں میں مسجدوں کے بیت الخلاء میں طہارت کے لیے بالٹیاں رکھی رہتی ہیں اور بالٹی سے پانی نکالنے کے لیے ایک ڈبہ رکھا رہتا ہے اور پانی نکال کر اس ڈبہ کو زمین پر رکھ دیا جاتا ہے، جب کہ وہاں گندگی کا اندیشہ رہتا ہے، پھر اسی ڈبہ کو بالٹی میں ڈال دیا جاتا ہے؛ آیا وہ ڈبہ اور پانی پاک ہے یا نہیں؟ ایسی صورت میں مکمل طہارت حاصل ہوگی یا نہیں؟

المستفتی: محمد سہراب، میرٹھ

الجواب وبالله التوفيق: ایسا کرنا احتیاط کے خلاف ہے۔ بعض صورتوں میں ناپاکی کا اندیشہ ہے؛ اس لیے پہلے ڈبہ کو دھو لینا چاہیے۔ اگر غالب گمان فرش کی ناپاکی کا ہو، تو بالٹی

---

(۱) عن جابر قال : سمعت قيس بن طلق الحنفي، عن أبيه، قال سمعت رسول الله ﷺ سئل عن مس الذكر فقال: ليس فيه وضوء إنما هو منك و في رواية جزء منك. (أخرجه ابن ماجه، في سننه، ج۱،ص:۳۷)؛ والمنع أقرب إلى التعظيم كما في البحر : أي والصحيح المنع. (ابن عابدين، رد المحتار، كتاب الطهارة، باب الحيض، مطلب: لو أفتى مفت بشيء من هذه الأقوال، ج۱،ص:۴۸۸)

کا پانی ناپاک ہوجائے گا۔[1]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

محمد عمران گنگوہی، محمد احسان قاسمی **کتبہ:** محمد اسعد جلال غفرلہ

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند ۲/۲/ ۱۴۴۰ھ

نجاست کو زائل کرنے کا طریقہ اور واشنگ مشین کے ذریعہ کپڑا پاک کرنا:

(۱۷) **سوال:** کیا نجاست کھرچنے سے زائل ہوجاتی ہے، نیز یہ بھی بتائیں کہ واشنگ مشین اور بالٹی میں نجس کپڑوں کے دھونے کا کیا طریقہ اختیار کرنا چاہیے؟

المستفتی: محمد امان اللہ، مظاہری

الجواب وباللہ التوفیق: ناپاک کپڑے سے نجاست کو زائل کردیا جائے، تو وہ پاک ہوجاتا ہے، اصل مقصود نجاست کو بالکلیہ زائل کرنا ہے، اگر کوئی نجاست ایسی ہو جو کھرچنے سے زائل ہوجاتی ہو اور اس کا اثر بالکل ختم ہوجاتا ہو، تو صرف کھرچنے سے بھی کپڑا پاک ہوجاتا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ایسی ہی نجاست کا ذکر ہے[2] اور جو نجاست کھرچنے سے ختم نہ ہوتی ہو اس کو ختم کرنے کے لیے کپڑے کا دھونا ضروری ہوتا ہے، عام طور پر تین مرتبہ دھونے سے نجاست ختم ہوجاتی ہے اس لیے کپڑے کو تین مرتبہ دھونا چاہیے۔

واشنگ مشین یا بالٹی میں ایک کپڑا یا متعدد کپڑے ڈالے جائیں، پھر ان کو نکال لیا جائے اور

---

(۱) ولا بأس بالوضوء والشرب من حب يوضع كوزه في نواحي الدار مالم يعلم تنجسه ... إلى: مالم يتيقن النجاسة. (احمد بن اسماعيل الحنفي، حاشية الطحطاوي على المراقي، كتاب الطهارة، قبيل: فصل في بيان السؤر، ص:۲۸)؛ والكوز الذي يوضع في نواحي البيت ليغترف به من الحب فإن له أن يشرب و يتوضأ منه مالم يعلم أن به قذراً (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهنديه، كتاب الطهارة، الباب الثالث: في المياه، الفصل الثاني: فيما لا يجوز به التوضؤ، ج۱،ص:۷۷)

(۲) عن عائشة رضى الله عنها قالت: ربما فركته من ثوب رسول الله ﷺ بيدي، (أخرجه ابن ماجه، في سننه، ابواب الطهارة وسننها، باب في فرك المني من الثوب، ج۱،ص:۴۱)؛ ويطهر البدن والثوب والخف و إذا أصابه مني بفركه إن كان يابسا وبغسله إن كان رطباً. (ابن نجيم، البحر الرائق، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ج۱،ص:۳۸۹)

اس پانی کو بہادیا جائے، پھر دوسرا پانی لیا جائے اوراس میں کپڑے ڈالے جائیں اس طرح تین مرتبہ پانی میں کپڑے ڈالے جائیں۔ایسا نہ ہو کہ ایک کپڑا پانی میں ڈال کر نکال لیا اور پھر اسے نچوڑا اور پھر اسی پانی میں دوسرا کپڑا ڈال دیا جائے نیز ہر مرتبہ کپڑے نچوڑنا بھی ضروری ہے۔اگر واشنگ مشین میں پانی کم ہو،تو احتیاط اس میں ہے کہ دوبارہ پانی ڈالیں یا بالٹی میں کپڑے کو ڈال کر پاک کرلیا جائے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۱۲/۲۷: ۱۴۲۴ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

زمین پر پیشاب کا خشک ہوجانا:

(۱۸)**سوال:** اگر کسی شخص نے زمین پر پیشاب کیا، پھر وہ زمین خشک ہوگئی،تو ایسی زمین کا کیا حکم ہے؟ آیا وہ زمین پاک ہے یا ناپاک؟

المستفتی: حکیم بدرالدین قریشی، درسری گلی، بریلی

الجواب وباللہ التوفیق: جس زمین پر پیشاب کیا گیا ہو؛ اگر وہ زمین خشک ہوجائے تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر پیشاب کی بدبو نہ ہو،تو وہ زمین پاک ہے۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید ۶/۱۵: ۱۴۰۷ھ
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)و یطهر متنجس بنجاسة مرئية بزوال عينها و لو بمرة على الصحيح ولا يضر بقاء أثر شق زواله و غير المرئية بغسلها ثلاثاً والعصر كل مرة ..... و يطهر المني الجاف بفركه عن الثوب والبدن و يطهر الرطب بغسله (الشرنبلالي، نورالإيضاح، كتاب الطهارة، باب الأنجاس والطهارة عنها، ص:۵۳-۵۴)

(۲) و إذا ذهب أثر النجاسة (أي ريحها و لونها)عن الأرض و جفت جازت الصلوة عليها دون التيمم منها. (الشرنبلالی، نورالایضاح،کتاب الطهارة، باب الأنجاس والطهارة عنها ،ص:۵۴)؛وتطهر الأرض المتنجسة بالجفاف إذا ذهب أثر النجاسة فتجوز الصلوة عليها.(ابن نجيم، البحر الرائق،كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ج۱،ص:۳۹۱)

خروج ریح کے بعد استنجاء کا حکم:

(۱۹)**سوال**: کچھ لوگ کہتے ہیں: اگر ریح خارج ہوجائے، تو جب تک استنجاء نہ کرلیا جائے، تب تک وضو نہیں ہوتی، یعنی: ہوا خارج ہونے کی جگہ نہ دھولی جائے، اس لیے گزارش ہے کہ اس مسئلہ کی وضاحت فرمائیں کہ کیا وضو سے پہلے اس جگہ کا دھونا ضروری ہے؟

المستفتی: زید علی، مسجد ماڈل ٹاؤن، ٹانڈہ

الجواب وباللہ التوفیق: صورت مسئول عنہا میں جس مقام سے ہوا خارج ہوئی اس مقام کا دھونا نہ فرض ہے، نہ واجب اور نہ ہی سنت؛ اس لیے اس سے نہ تو مقام ناپاک ہوتا ہے اور نہ ہی کپڑا؛ بلکہ وضو کرنا کافی ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی ۲۵/۷/۱۴۱۲ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

امام شافعیؒ کے نزدیک منی کے پاک ہونے کی کیا وجہ ہے؟

(۲۰)**سوال**: کتابوں میں لکھا ہوا دیکھا ہے کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک خشک منی ناپاک نہیں ہے۔ تعجب ہے کہ ایسی ناپاک چیز کو پاک لکھا ہے، اس کی وجہ کیا ہے؟ اور احناف کے نزدیک منی کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: محمد الیاس، کمندگرن، سہارنپور

---

(۱)(فلا يسن من ريح) ولأن بخروج الريح لا يكون على السبيل شيء فلا يسن منه؛ بل هو بدعة كما في المجتبىٰ: (ابن عابدين، رد المختار، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، فصل في الاستنجاء، ج۱،ص:۵۴۵)

إن الاستنجاء لا يسن إلا من حدث خارج من أحد السبيلين غير الريح، لأن بخروج الريح لايكون على السبيل شيء، فلا يسن منه بل هو بدعة؛ كما في المجتبىٰ. (۱ابن نجيم، البحرالرائق، كتاب الطهارة،باب الأنجاس، ج۱،ص:۴۱۶)

الاستنجاء من كل حدث أي خارج من أحد السبيلين غير النوم والريح . (عبد الله ابن مسعود، شرح وقايه، كتاب الطهارة، فصل الاستنجاء من كل حدث، ج۱،ص:۲۵-۱۲۶)

الجواب وبالله التوفيق: احناف کے نزدیک منی ناپاک ہے۔امام شافعیؒ اور بعض ائمہ کے نزدیک منی کا حکم مختلف (الگ) ہے۔یہ علمی اختلاف ہے،جس کی وجہ سے کسی بھی مجتہد یا عالم کی قدر ومنزلت کم نہیں ہونی چاہیے۔تفصیل درج ذیل ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور حنابلہ کے نزدیک منی پاک ہے،ان کے دلائل یہ ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے:''**لقد رأيتني أفركه من ثوب رسول الله صلى الله عليه وسلم فركاً فيصلي فيه**''[1]حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے منی کو کھرچ دیتی تھیں۔

کپڑے پر اگر نجاست لگی ہو،تو اس کو دھویا جاتا ہے اور اگر نجاست کے علاوہ کوئی دوسری چیز کپڑے پر لگ جائے،تو نظافت کے طور پر اسے کپڑے سے ہٹا دیا جاتا ہے؛اس سے معلوم ہوا کہ منی پاک ہے،اگر ناپاک ہوتی،تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسے کھرچنے پر خاموش نہ رہتے؛ بلکہ دھونے کا حکم فرماتے۔

دوسری دلیل: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے:''**سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن المني يصيب الثوب فقال: إنما هو بمنزلة البصاق أو المخاط إنما كان يكفيك أن تمسحه بخرقة أو إذخر**''[2]رسول اللہ علیہ وسلم سے کپڑے پر لگی منی کے بارے میں معلوم کیا گیا،تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:وہ منہ کے لعاب یا ناک کی ریزش کے درجے میں ہے،یہ کافی ہے کہ اسے کسی کپڑے یا اذخر گھاس سے پونچھ دیں۔

اس حدیث میں منی کو لعاب وغیرہ سے تشبیہ دی گئی ہے اور صرف صاف کر دینے کے بارے میں فرمایا گیا ہے؛اس لحاظ سے منی پاک ہے اور صاف کرنا صرف نظافت کے طور پر ہے کہ اس کا کپڑے پر لگے رہنا اچھا نہیں لگتا۔

شوافع کی تیسری دلیل: جس طرح انسان مٹی اور پانی سے بنا ہے،اسی طرح منی سے بھی اس کی تخلیق ہوئی ہے؛تو جس طرح مٹی وپانی پاک ہیں،اسی طرح منی بھی پاک ہے ''**ولأنه مبدأ**

(۱) أخرجه مسلم، في صحيحه،باب حكم المني ج۱،ص:۱۴۰،رقم:۳۵۱

(۲) أخرجه البيهقي، في سننه، باب المني يصيب الثوب، ج۲،ص:۵۸۶،رقم:۴۱۷۶

خلق الإنسان فكان طاهراً كالطين" [۱]

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "دليل القائلين بالطهارة رواية الفرك فلو كان نجسا لم يكف فركه كالدم وغيره قالوا ورواية الغسل محمولة على الإستحباب والتنزه و إختيار النظافة والله أعلم. هذا حكم مني الآدمي." [۲]

احناف ومالکیہ منی کے ناپاک ہونے کے قائل ہیں ان کے بھی مستدلات ہیں:

پہلی دلیل مسلم شریف کی روایت ہے: "قال إبن بشر: إن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يغسل المني و أما ابن المبارك و عبد الواحد ففي حديثهما قالت كنت أغسله من ثوب رسول الله صلى الله عليه وسلم" [۳]

اس روایت میں ہے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کپڑے پر لگی ہوئی منی کو دھو دیا کرتے تھے، جو کوئی ناپاک چیز کپڑے پر لگ جائے، تو اس کا دھونا ضروری ہے۔

دوسری دلیل: یہ ہے کہ سبیلین سے جو چیز نکلے وہ ناپاک ہوتی ہے: و ينقضه خروج كل خارج نجس منه أي من المتوضي الحي معتادا أو لا، من السبيلين أولا [۴] اور منی بھی اسی قسم کی چیز ہے؛ لہٰذا دیگر نجاستوں کی طرح اسے بھی ناپاک ہی قرار دیا جائے گا۔

تیسری دلیل: یہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: اگر کپڑے کے کسی حصے پر منی نظر آئے، تو اس حصے کو دھو دیا جائے اور اگر نظر نہ آئے، تو پورا کپڑا دھویا جائے۔ نیز تابعین میں سے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: منی پیشاب کی طرح ہے۔

"واستدلوا بآثار عن بعض الصحابة رضي الله عنهم، منها ما روي عن أبي هريرة رضى الله عنه في المني يصيب الثوب "إن رأيته فاغسله وإلا فاغسل الثوب كله" ومن التابعين ما روي عن الحسن: أن المني بمنزلة البول" [۵]

---

(۱)وزارة الأوقاف الكويت، الموسوعة الفقهيه، طهارة المني و نجاسته، ج۳۹،ص:۱۴۲

(۲)الامام النووي، شرح النووى على المسلم، باب حكم المني، ج۱،ص:۱۴۰

(۳)أخرجه مسلم، في صحيحه، ج۱،ص:۱۴۰

(۴)ابن عابدين، رد المحتار، كتاب الطهارة، مطلب : في نواقض الوضوء، ج۱،ص:۲۶۱

(۵)وزارة الأوقاف الكويت، الموسوعة الفقهيه، ج۳۹،ص۱۴۱

حضراتِ شوافع کے دلائل کا جواب:

حضرات شوافع کی پہلی دلیل: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا والی روایتِ فرک غسل والی روایات سے پہلے کی ہے، اس کے بعد غسل کا حکم آ گیا، یا پھر یہ کہا جائے کہ اگر منی گاڑھی اور خشک ہو اور رگڑنے و پونچھنے سے نجاست کا اثر زائل ہو جائے، تو واقعۃً کپڑا پاک ہو جائے گا اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی اس کے قائل ہیں ''قال التمرتاشي: والصحيح أنه يطهر بالفرك لأنه من أجزاء المني وقال الفضلي مني المرأة لا يطهر بالفرك لأنه رقيق''۔[1]

دوسری دلیل: ابن عباس رضی اللہ عنہما والی روایت ہے، جس میں منی کو بصاق ومخاط کے مانند قرار دیا گیا ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ یہ روایت مرفوع ہے یا موقوف ہے۔ یہ مختلف فیہ ہے، اس لیے اس سے استدلال قوی نہیں ہے؛ لیکن لائق استدلال تسلیم کرنے کے بعد بھی ضابطہ یہ ہے: محرم ومبیح جمع ہوں؛ تو محرم کو ترجیح دی جاتی ہے؛ اس لحاظ سے بھی غسل والی روایت اس روایت پر راجح ہے۔ نیز یہ کہ بصاق ومخاط کے ساتھ تشبیہ ضروری نہیں کہ پاک ہونے میں ہی ہو۔ یہ مفہوم بھی ہوسکتا ہے کہ لزوجت ولیس پن، کپڑے کے اندر ذرات باقی نہ رہنے میں اور فرک سے پاک کیے جانے میں منی مخاط کے مانند ہے، ''لأن قوله كالمخاط لا يقتضي أن يكون طاهراً لجواز أن يكون التشبيه في اللزوجة وقلة التداخل وطهارته بالفرك''۔[2]

شوافع کی تیسری دلیل: یہ ہے کہ منی سے انسانی تخلیق ہوتی ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ انسان کی تخلیق ہونے سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ وہ چیز پاک بھی ہو اور اس کا ناپاک ہونا تکریم انسانی کے خلاف ہو؛ چنانچہ قرآن کریم میں وضاحت ہے کہ انسان کی تخلیق میں متعدد مراحل آتے ہیں: کبھی وہ مضغہ اور کبھی علقہ ہوتا ہے اور علقہ خود ناپاک ہے۔ نیز منی خون سے بنتی ہے اور خون ناپاک ہے لہٰذا منی کا ناپاک ہونا تکریم انسانی کے منافی نہیں ہے، ''لأنه مبدأ خلق الإنسان وهو مكرم فلايكون أصله نجساً وهذا ممنوع فإن تكريمه يحصل بعد تطويره الأطوار المعلومة

(۱) ابن الهمام، فتح القدير، كتاب الطهارات، باب الأنجاس و تطهيرها، ج۱،ص:۲۰۰

(۲) ایضاً،ص:۱۹۹

من المائية والمضغة والعلقية ألا يرى أن العلقة نجسة وأن نفس المني أصله دم فيصدق أن أصل الإنسان دم وهو نجس والحديث بعد تسليم حجيته رفعه معارض بماقد منا ويترجح ذلك بأن المحرم مقدم على المبيح''۔[1]

حاصل بحث یہ ہے کہ شوافع کے نزدیک منی پاک ہے اوران کے اپنے دلائل ہیں۔احناف کے نزدیک منی ناپاک ہے اوران کے دلائل اقویٰ ہیں احناف نے تمام روایات پرعمل کی صورت اور تطبیق کی راہ اختیار کی ہے، غسل والی روایات کوعموم احوال پرمحمول کیا ہے اور فرک والی روایت کواس صورت پر محمول کیا ہے، جب منی خشک ہواور کھرچنے سے اس کے ذرات کپڑے سے نکل جاتے ہوں۔

مزید دلائل کے لیے کتب فقہ واحادیث کا تفصیلی مطالعہ مفید ہوگا۔

الجواب صحیح: خورشید عالم غفرلہ مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ ۱۴/۱: ۱۴۱۹ھ نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

گھروں میں گوبر لیپنا:

(۲۱) **سوال:** عام طور پر دیہاتوں میں مکان کا فرش کچا ہوتا ہے، اس کو پکا کرنے کے لے مٹی میں گوبر ملا کر لیپتے ہیں، تاکہ وہ پھٹنے سے محفوظ ہوجائے؛ یہ کیسا ہے؟

المستفتی: محمد شمشاد، ضلع ہری دوار

الجواب وباللہ التوفیق: اس مجبوری کی صورت میں گوبر ملایا جاسکتا ہے: إذا نزح الماء النجس من البئر يكره أن يبل به الطين و يطين به المسجد أو أرضه... لنجاسة... بخلاف السرقين؛ إذا جعله في الطين لأن فيه ضرورة إلى إسقاط اعتباره إذ ذلك النوع لا يتهيأ إلا بذلك.[2]

الجواب صحیح: خورشید عالم غفرلہ مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ ۲۲/۱: ۱۴۱۹ھ نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) ابن الهمام، فتح القدير، كتاب الطهارات، باب الأنجاس و تطهيرها، ج۱،ص:۲۰۰

(۲) ابن الهمام، فتح القدير، كتاب الطهارات، باب الأنجاس و تطهيرها، ج۱،ص:۲۰۲

کتے بلی کے جھوٹے کیے ہوئے گھی کو پاک کرنے کا طریقہ:

(۲۲)**سوال**: کتے یا بلی نے گھی میں منھ ڈال دیا، تو اس کو کس طرح پاک کیا جائے گا، کیا دونوں کا ایک ہی حکم ہے؟

المستفتی: شبیر احمد، قلعہ، دیوبند

الجواب وبالله التوفيق: اگر کتے نے گھی میں منہ ڈال دیا، تو اس کے پاک ہونے کی صورت یہ ہے کہ جہاں تک کتے کا لعاب پہونچنے کا غالب گمان ہو، تو وہاں تک اس گھی کو نکال دیں؛ اس طرح باقی ماندہ گھی پاک ہوجائے گا۔

اور اگر گھی پگھلا ہوا تھا، تو اس گھی کے برابر اس میں پانی ڈال دیا جائے اور پانی ملا کر خوب حرکت دی جائے کہ پانی گھی میں خوب مل جائے، پھر اس کو چھوڑ دیا جائے؛ جب گھی اوپر اور پانی نیچے ہوجائے؛ تو اوپر سے گھی اتار لیا جائے اس طرح تین بار کرنے سے گھی پاک ہوجائے گا۔

بلی کا جھوٹا مکروہ تنزیہی ہے، اگر مجبوری ہو تو استعمال کیا جا سکتا ہے اور اگر اس بات کا یقین ہے کہ بلی نے چوہا کھایا ہے یا اس کے منھ میں نجاست لگی ہے، پھر منھ ڈالا ہے، تو اسے بھی مذکورہ طریقہ پر ہی پاک کیا جائے گا۔[1]

الجواب صحیح:
سیّد احمد علی سعید
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ ۱۹/۵: ۱۴۱۱ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

چمگادڑ کی بیٹ کا حکم:

(۲۳)**سوال**: چمگادڑ کی بیٹ پاک ہے یا ناپاک ہے؟

المستفتی: غلام رسول خان

---

(۱)الدهن النجس يغسل ثلاثا، بأن يلقى في الخابية ثم يصب فيه مثله ماء، و يحرك ثم يترك حتى يعلو الدهن، فيؤخذ أو يثقب أسفل الخابية حتى يخرج الماء، هكذا ثلاثا فيطهر كذا في الزاهدى (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطهارة، الباب السابع فيالنجاسة و أحكامها، الفصل الأول في تطهير الأنجاس، ج۱، ص:۹۷)؛ والدهن يصب عليه الماء فيغلى فيعلو الدهن الماء فيرفع بشيء هكذا ثلاث مرات (ابن عابدين، ردالمحتار، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، مطلب في تطهير الدهن والعسل، ج۱،ص۵۴۳)

الجواب وبالله التوفيق: چمگادڑ کی بیٹ پاک ہے۔ کپڑے یا بدن پر لگی ہو،تو نماز درست ہے۔شامی وغیرہ میں اس کی وضاحت ہے؛لیکن نظافت کے طور پر دھولینا چاہیے۔[1]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ**: محمد احسان غفرلہ ۱۲/۲۷: ۱۴۱۸ھ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

غیر مسلم کے ہاتھ کے پانی وغیرہ کا حکم:

(۲۴)**سوال**: کولھو میں اکثر و بیشتر غیر مسلم کام کرتے ہیں، یعنی رس نکالنا، اس میں ہاتھ ڈالنا اور رس اپنے برتن میں لے کر فروخت بھی کرتے ہیں، مسلمانوں کو اس رس کا پینا اور استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور ایسے ہی ان کے ہاتھوں کا پانی پاک ہے یا ناپاک؟

المستفتی: مولوی محمد اشرف، دیوبند

الجواب وبالله التوفيق: جب تک اس بات کا یقین نہ ہو کہ غیر مسلم کے ہاتھ نجس ہیں، تو رس و پانی کے ناپاک ہونے کا حکم نہ ہوگا، پس غیر مسلم سے رس خریدنا، اس کا استعمال کرنا اور ان کے ہاتھ کا بنا ہوا کولھو کا سامان خریدنا (گڑ وشکر وغیرہ) جائز اور پاک ہے، ان کے ہاتھ سے لیا گیا پانی پاک ہے، اس سے وضوء درست ہے اور نماز کی ادائے گی اس سے صحیح ہے۔[2]

الجواب صحیح: فقط واللہ اعلم

خورشید عالم **کتبہ**: محمد احسان غفرلہ ۱۴/۱/۱۴۱۸ھ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)بول الخفافيش و خرئها ليس بنجس لتعذر صيانة الثوب والأواني عنها؛ لأنها تبول من الهواء وهي فارة طيارة فلهذا تبول. (ابن عابدين، رد المحتار، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، مطلب في طهارة بوله ﷺ، ج۱،ص:۵۲۳)؛و بول الخفاش و خرؤه لا يفسد لتعذر الإحتراز عنه. (ابن الهمام، فتح القدير، كتاب الطهارة، باب الأنجاس و تطهيرها، ج۱،ص:۲۰۸)

(۲)و في الهندية: قال محمد: و يكره الأكل والشرب في أواني المشركين قبل الغسل، و مع هذا لو أكل أو شرب فيها قبل الغسل جاز... هذا إذا لم يعلم بنجاسة الأواني.(جماعة من علماء الهند، الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية، الباب الرابع عشر في أهل الذمة والأحكام التي تعود إليهم،ج۵،ص:۳۴۷)..... بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر

افیون، بھنگ، چرس، تمباکو پاک ہیں یا ناپاک؟

(۲۵)**سوال**: افیون، بھنگ، چرس اور تمباکو، پاک ہیں یا ناپاک؟ یہ چیزیں اگر پانی میں مل جائیں، تو اس سے وضو جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد اکبر، محلّہ انبر تالاب، روڑکی

الجواب وبالله التوفيق: افیون اور بھنگ وغیرہ نجس اور ناپاک نہیں ہیں، یہ چیزیں نشہ کی وجہ سے حرام ہیں[۱]؛ مگر ناپاک نہیں ہیں[۲] اس لیے اگر ان چیزوں کا اثر پانی میں آجائے، تو پانی ناپاک نہیں ہوتا ہے۔[۳]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۱۶/۴: ۱۴۱۸ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

پچھلے صفحہ کا بقیہ حاشیہ..... فسؤر آدمي مطلقا ولو جنبا أو كافرا أو إمرأة لأن عليه السلام أنزل بعض المشركين في المسجد على مافي الصحيحين. فالمراد بقوله تعالىٰ: إنما المشركين نجس(التوبه) النجاسة في اعتقادهم (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الطهارة،باب المياه، مطلب في السؤر،ج۱، ص:۳۸۱)،فأما إذا لم يتيقن نجاسته فالأصل طهارته و كذلك مياههم و ثيابهم على الطهارة فقد روي أن النبي ﷺ توضأ من مزادة مشركة و توضأ عمر من ماء في جرة،باب ما يجوز الصيد به (الإمام البغوي، شرح السنة ، ج۱۱،ص:۲۰۰)

(۱)و حرمها محمد أي الأشربة المتخذة من العسل والتين و نحوهما. قاله المصنف مطلقا قليلها و كثيرها وبه يفتى.قوله: و به يفتى أي بقول محمد، وهو قول الأئمة الثلاثة لقوله عليه الصلاة والسلام "كل مسكر خمر، و كل مسكر حرام" رواه مسلم، (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الأشربة،ج۱۰،ص:۳۶)

(۲) کیوں کہ افیون، چرس وغیرہ پتوں سے بنائی جاتی ہیں، اپنی ذات میں یہ چیزیں نجس وناپاک نہیں ہیں، البتہ ہر پاک چیز کا حلال ہونا ضروری نہیں، حرام چیز بھی پاک ہوسکتی ہے جیسا کہ مٹی۔ مفتی اعظم مفتی کفایت اللہ صاحبؒ فرماتے ہیں: ''افیون، چرس، بھنگ، کوکین یہ تمام چیزیں پاک ہیں اور ان کا دوا میں خارجی استعمال جائز ہے۔ نشہ کی غرض سے ان کو استعمال کرنا ناجائز ہے۔(کفایت المفتی ،مایتعلق بالبیع الصحیح، ج۱۱،ص:۴۹)

(۳)ولا يضر تغيّر أوصافه كلها بجامد كزعفران و فاكهة و ورق شجرة. (الشرنبلالي، نورالإيضاح،كتاب الطهارة،ص۲۴)

ناپاک کپڑا دھوتے وقت چھینٹوں کا لگ جانا:

(۲۶)**سوال**: ناپاک کپڑا دھوتے وقت کچھ چھینٹیں بدن پر آجاتی ہیں، یا کپڑوں پر لگ جاتی ہیں، تو اس سے بدن وکپڑا ناپاک ہوجاتا ہے یا نہیں؟

المستفتی: جمال الدین، موضع مانکی، دیوبند

الجواب وبالله التوفيق: ناپاک کپڑے کی چھینٹ بھی ناپاک ہے، جس جگہ کپڑے یا بدن وغیرہ پر پڑے گی، اس کو ناپاک کردے گی۔ لہٰذا اگر قدر عفو سے زائد ہو تو کپڑے اور بدن کو دھونا ضروری ہوگا۔[1]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ**: محمد احسان غفرلہ ۲۵/۳: ۱۴۱۸ھ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

گندے تالابوں کے پانی سے کپڑے دھونا:

(۲۷)**سوال**: دھوبی جن تالابوں پر کپڑے دھوتے ہیں، وہ تالاب اگرچہ بڑے ہوتے ہیں مگر گندے ہوتے ہیں، ایسے تالاب سے دھلے ہوئے کپڑے کا کیا حکم ہے، آیا وہ پاک ہے، یا ناپاک؟

المستفتی: قاری شمشاد احمد، ہریانہ

الجواب وبالله التوفيق: عموماً وہ تالاب جہاں دھوبی کپڑے دھوتے ہیں، وہ بڑے تالاب (دہ در دہ) ہوتے ہیں جن کا پانی پاک ہوتا ہے، اس کا دھلا ہوا کپڑا بھی پاک ہوتا ہے ہاں اگر ان کے پانی کا رنگ، مزا، بو تبدیل ہیں تو ان سے پاکی حاصل نہیں ہوگی۔[2]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ**: محمد احسان غفرلہ ۱۶/۴: ۱۴۱۸ھ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)غُسالة النجاسة في المرات الثلاثة مغلظة في الأصح (طحطاوي، باب الأنجاس والطهارة عنها، ص:۱۵۵)الشي في ماء الحمام لا ينجس مالم يعلم أنه غسالة متنجس (ابن الهمام، فتح القدير، باب الأنجاس و تطهيرها، ج۱،ص:۲۱۱)

(۲)والغدير العظيم الذي لا يتحرك أحد طرفيه بتحريك الطرف الآخر .....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

ہاتھی کی سونڈ سے نکلا ہوا پانی پاک ہے یا ناپاک؟

(۲۸)**سوال**: ہاتھی نے اپنی سونڈ میں پانی بھرا، اور پھر کسی شخص کے اوپر ڈال دیا، اس کے کپڑے تر ہوگئے، تو وہ پاک ہے یا ناپاک؟

المستفتی: حافظ رمضان، فلا دوہ، میرٹھ

الجواب وبالله التوفيق: مذکورہ پانی ناپاک ہے، اس کے کپڑے ناپاک ہوگئے ان کو نکالنا اور دھونا ضروری ہے۔[1]

الجواب صحیح: خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۱۶/۴: ۱۴۱۸ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

غیر مسلم کا جھوٹا برتن دھونے سے پاک ہوجاتا ہے یا نہیں؟

(۲۹)**سوال**: ایک غیر مسلم کے برتن کو دھوکر اس میں مسلمان نے پانی پیا، وہ پانی پاک ہے یا ناپاک، اس کا پینا کیسا ہے؟

المستفتی: محمد شاہد، مغربی بنگال

.....گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ..... إذا وقعت نجاسة في أحد جانبيه، جاز الوضوء من الجانب الآخر..... و بعضهم قدروا بالمساحة عشرا في عشر بذراع الكرباس توسعة للأمر على الناس، و عليه الفتوىٰ. (المرغيناني، الهدايه، كتاب الطهارة، باب الماء الذي يجوز به الوضوء ومالا يجوز به، ج ۱،ص:۳۷)، وفي النصاب: والفتوى في الماء الجاري: أنه لا يتنجس مالم يتغير طعمه أو لونه أو ريحه من النجاسة، كذا في "المضمرات". (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهنديه، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، ج۱،ص:۶۸)

(۱)لعاب الفيل نجس كلعاب الفهد والأسد إذا أصاب الثوب بخرطومه، نجسه. (فتاوىٰ قاضى خان مع الهندية كتاب الطهارة، فصل في النجاسة التي تصيب الثوب أو البدن أو الأرض (الجزء السابع، الجزء الأول لقاضى خان، ص:۱۴)؛ و سؤر الكلب والخنزير و سباع البهائم نجس، كذا في الكنز. (جماعة من علماء الهند، الفتاوى الهندية، كتاب الطهارة، الفصل الثاني، فيما لا يجوز به التوضؤ، ج۱،ص:۷۶)، و سؤر خنزير و كلب و سباع بهائم..... نجس، قوله: (و سباع بهائم) هي ماكان يصطاد بنابه كالأسد والذئب والفهد والنمر والثعلب والفيل والضبع و أشباه ذلك (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الطهارة، مطلب في السؤر، ج۱،ص:۳۸۲)؛ و سؤر الفيل والخنزير والكلب والأسد والذئب والنمر نجس. (سراج الدين محمد، فتاوىٰ سراجيه، كتاب الطهارة، باب الآسار، ج۱،ص:۵۰)

الجواب وبالله التوفيق: مذکورہ برتن کا پانی پاک ہے اس کو ناپاک نہیں سمجھنا چاہیے۔[۱]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ**: محمد احسان غفرلہ ۱۶/۴: ۱۴۱۸ھ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کیا بڑا تالاب نجاست گرنے سے ناپاک ہوگیا؟

(۳۰) **سوال**: یہاں ایک بہت بڑا تالاب کئی میلوں میں پھیلا ہوا ہے، تقریباً پورے شہر سے سال سال بھر کا گندہ پانی اور بارش کا پانی اسی میں جمع ہوتا ہے اور اس تالاب میں جو آسمان سے بارش کا پانی براہ راست اس میں گرتا ہے، وہ بھی اس میں جمع ہوتا ہے، تو اس تالاب کا پانی پاک ہے یا ناپاک؟ اور دھوبی جو کپڑے اسی میں دھوتے ہیں وہ کپڑے پاک سمجھے جائیں گے یا نہیں؟

المستفتی: محمد امیر الدین: نئی مسجد: ترکمانپور، گورکھپور

الجواب وبالله التوفيق: ایسا بڑا تالاب جو کئی میل میں پھیلا ہوا ہے، اس کا پانی پاک ہے، اس میں دھویا ہوا کپڑا پاک ہے، ناپاک نہیں ہے۔[۲]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

محمد عمران دیوبندی **کتبہ**: محمد احسان قاسمی، ندوی ۱۱/۱۰: ۱۴۲۰ھ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) فسؤر الآدمي مطلقاً ولو جنباً أو كافراً أو امرأة. قوله: أو كافراً؛ لأنه عليه الصلاة والسلام أنزل بعض المشركين في المسجد على ما في الصحيحين، فالمراد بقوله تعالىٰ "إنما المشركون نجس" النجاسة في اعتقادهم. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الطهارة، مطلب في أحكام السؤر، ج۱، ص:۳۸۱)؛ وسؤر الآدمي طاهر، و يدخل في هذا، الجنب والحائض والنفساء والكافر. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ كتاب الطهارة، فصل فيما لا يجوز به التوضؤ ،ج۱،ص:۷۶)؛ و سؤر الحائض والنفساء والجنب والكافر طاهر. (سراج الدين محمد، الفتاوىٰ السراجية، باب الآسار، ج۱،ص:۴۹)

(۲) والغدير العظيم الذي لا يتحرك أحد طرفيه بتحريك الطرف الآخر إذا وقعت نجاسة في أحد جانبيه، جاز الوضوء من الجانب الآخر. (المرغيناني، الهدايه، كتاب الطهارة، باب الماء الذي يجوز به التوضؤ ومالا يجوز به، ج۱،ص:۳۶)، إذا ألقي في الماء الجاري شيء نجس كالجيفة ..... بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر

بدن پر پیشاب کی چھینٹ لگ جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟

(۳۱)**سوال**: بدن پر پیشاب کی چھینٹ آنے سے غسل واجب ہے، یا فرض، یا سنت ہے؟

المستفتی: نصیر احمد، دیوبند

الجواب وبالله التوفيق: ایسی صورت میں نہ غسل فرض ہے، نہ واجب ہے، جس حصے پر چھینٹ پڑی ہے، اس کو دھولیا جائے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید ۲۵/۵: ۱۴۱۴ھ

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

خنزیر کا گزرنا:

(۳۲)**سوال**: خنزیر پر کوئی ظاہری نجاست نہیں ہے، اگر وہ کسی جگہ سے گزرا، تو وہ جگہ پاک ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد اسلم ملک

الجواب وبالله التوفيق: اگر کوئی ظاہری نجاست نہیں لگی تو وہ جگہ پاک ہے۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید ۱۶/۱: ۱۴۱۴ھ

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

پچھلے صفحہ کا بقیہ حاشیہ.....والخمر، لا يتنجس مالم يتغير لونه أو طعمه أو ريحه. (جماعة من علماء الهند، الفتاوى الهنديه، كتاب الطهارة، الفصل الأول فيما يجوز به التوضؤ، ج۱،ص:۶۸)،الحوض إذا كان عشراً في عشر، جاز التوضئ منه والاغتسال فيه. (سراج الدين محمد، فتاویٰ سراجيه، باب ما يجوز به الوضوء والغسل، ج۱،ص:۴۱)

(۱)(وعفي) و دم السمك و لعاب البغل والحمار و بول انتضح كرؤوس الإبر... و قيد برؤوس الإبر لأنه لو كان مثل رؤوس المسلة منع.(ابن نجيم، البحر الرائق، باب الأنجاس، ج۱،ص:۴۰۸)،أي ويجب غسل المحل بالماء إن تعدت النجاسةالمخرج لأن للبدن حرارة جاذبة. (ابن نجيم، البحر الرائق، ج۱،ص:۴۱۹)؛و بول انتضح مثل رؤس الإبر عفو، (ابراهيم بن محمد، ملتقى الأبحر، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ج۱،ص:۹۴)

(۲)كما لا ينجس ثوب جاف طاهر لف في ثوب نجس رطب لا ينعصر الرطب .....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

خشک خنزیر کا کپڑے سے مس ہونا:

(۳۳)**سوال**: خنزیر کے خشک بال کسی کے کپڑے سے لگ گئے، تو وہ کپڑا یا جسم پاک رہا یا نہیں؟

المستفتی: محمد اسلم ملک، مظفر نگر

الجواب وبالله التوفيق: خنزیر کے بال ناپاک ہیں، جب کسی آدمی کے بدن یا کپڑے سے لگے۔ اگر خشک تھے، تو انسان کا بدن یا کپڑا ناپاک نہیں ہوا۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید ۱۶/۱: ۱۴۱۴ھ
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

دھونے کے بعد کپڑے پر منی کے نشانات باقی رہیں تو کیا کپڑا ناپاک ہے؟

(۳۴)**سوال**: اگر کپڑے پر منی کے قطرے گر جائیں اور کپڑا دھو دیا جائے، مگر نشانات اب بھی باقی رہیں، تو کیا نماز اس میں درست ہے اور وہ کپڑا پاک ہے؟

المستفتی: محمد عرفان، بڑ ضیاء الحق، دیوبند

الجواب وبالله التوفيق: جب کپڑے کو دھو کر پاک کر لیا جائے، مگر اس کا دھبہ نہ

.....گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ.....لو عصر..... إلا أن يظهر أثرها فيه. (الشرنبلالي، نورالإيضاح، باب الأنجاس، ص:۵۳)؛ ولو مس كلباً أو خنزيراً أو وطئ نجاسة لا وضوء عليه لإنعدام الحدث حقيقة و حكما إلاّ أنه إذا التزق بيده شيء من النجاسة يجب غسل ذلك الموضع و إلا فلا. (الكاساني،بدائع الصنائع ،باب نواقض الوضوء، ج۱،ص:۱۴۰/۳۹)

(۱)كما لا ينجس ثوب جاف طاهر لف في ثوب نجس رطب لا ينعصر الرطب لو عصر..... إلا أن يظهر أثرها فيه. (الشرنبلالی، نورالإيضاح، باب الأنجاس، ص:۵۳)؛ولو مس كلباً أو خنزيراً أو وطئ نجاسة لا وضوء عليه لإنعد ام الحدث حقيقة و حكما إلا أنه إذا التزق بيده شيء من النجاسة يجب غسل ذلك الموضع و إلا فلا. (الكاساني، بدائع الصنائع ، باب نواقض الوضوء، ج۱،ص:۱۴۰/۳۹)

جائے، تب بھی کپڑا پاک ہے اور اس میں نماز پڑھنا صحیح ہے۔[۱]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

شرابی کے منہ کا قلم دوسرے نے اپنے منہ میں رکھ لیا تو کیا حکم ہے؟

(۳۵) **سوال:** ایک شخص شرابی ہے، کبھی کبھی شراب پیتا ہے، اس نے منہ میں قلم دبایا، پھر نکال کر رکھ دیا، پھر اسی کو اٹھا کر ایک مسلمان نے بھی منہ میں دبالیا، تو کیا اس کا منہ پاک رہا یا ناپاک ہوگیا؟

المستفتی: قاری ظہیر احمد قاسمی، ضلع ہریدوار

الجواب وباللہ التوفیق: شراب پینے کے کچھ دیر بعد جب کہ منہ میں شراب کے قطرے باقی نہیں تھے شرابی مذکور نے قلم منہ میں دبایا پھر نکالا پھر اس کو دوسرے شخص نے منہ میں دبایا تو اس میں کچھ حرج نہیں، اس کا منہ پاک ہے ناپاک نہیں ہوا، البتہ جان بوجھ کر ایسا نہ کرے کہ اس میں کراہیت طبعی بھی ہے۔[۲]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ ۲۲/۳: ۱۴۱۸ھ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) و يطهر مني أي محله يابس بفرك ولا يضر بقاء أثره أي كبقاء ه بعد الغسل (ابن عابدين، رد المحتار، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ج۱،ص:۵۱۴)؛ وفما كان منها مرئيا فطهارته زوال عينها؛ لأن النجاسة حلت المحل بإعتبار العين فتزول بزوالها إلا أن يبقى من أثرها ما تشق إزالته لأن الحرج مدفوع. (ابن الهمام، فتح القدير، باب الأنجاس، ج۱،ص:۲۱۰)

و بقاء أثر المني بعد الفرك لا يضر كبقائه بعد الغسل. هكذا في "الزاهدي" (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهنديه، الباب السابع في النجاسةو أحكامها، الفصل الأول، منها الفرك في المني، ج۱،ص:۹۸)

(۲) و شارب خمر فور شربها أي بخلاف ما إذا مكث ساعة ابتلع ريقه ثلاث مرات بعد لحس شفتيه بلسانه و ريقه ثم شرب فإنه لا ينجس ولا بد أن يكون المراد إذا لم يكن في بزاقه أثر الخمر من طعم أو ريح. (ابن عابدين، ردالمحتار، كتاب الطهارة، باب المياه، مطلب في السؤر، ج۱،ص:۳۸۲)؛ و إلا إذا مكثت ساعة لغسل فمها بلعابها لأنهما يجوزان إزالة النجاسة بالمائعات الطاهرة. (ابن الهمام، فتح القدير، فصل في الآسار وغيرها ، ج۱،ص:۱۱۶)

دودھ میں چوہا گر کر زندہ نکل جائے:

(۳۶)**سوال**: ایک دودھ سے بھری بالٹی میں چوہا گرا اور زندہ ہی باہر نکل گیا، تو کیا وہ دودھ پاک ہے؟

المستفتی: محمد رمضان، میرٹھ

الجواب وبالله التوفيق: اگر فوراً زندہ نکال دیا گیا تو ناپاک نہیں ہوگا۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید ۱۴۰۷ھ

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

دھوبی سے کپڑے دھلوانا:

(۳۷)**سوال**: مجھے یہ بتائیں کہ دھوبی سے کپڑا دھلوانا کیسا ہے؟

المستفتی: محمد عبداللہ، جامعہ ہذا

الجواب وبالله التوفيق: دھوبی سے کپڑا دھلوانے میں کوئی حرج نہیں ہے، بشرطیکہ ناپاک پانی سے نہ دھوئے اور پاک کرنے کا پورا خیال رکھے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی غفرلہ ۲۸/۲/۱۴۳۶ھ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہٗ، محمد عمران گنگوہی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)و (سؤر) سواكن بيوت طاهر للضرورة مكروه تنزيها في الأصح إن وجد غيرهٗ و إلا لم يكره أصلا أي مما لهٗ دم سائل كالفارة والحية والوزغة (ابن عابدين، رد المحتار، باب المياه، مطلب في السؤر، ج۱، ص:۳۸۴)، و كذا سؤر سواكن البيوت كالفأرة والحية والوزغة والعقرب و نحوها (الكاساني، بدائع الصنائع، فصل في الطهارة الحقيقة، أحكام السور، ج۱،ص:۲۰۴)

(۲)و إن كانت شيئا لا يزول أثره إلا بمشقة بأن يحتاج في إزالته إلى شيء آخر سوى الماء كالصابون لا يكلف بإزالته. (جماعة من علماء الهند، الفتاوى الهندية، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، ج۱، ص:۹۶)؛ وأما لو غسل في غدير أو صب عليه ماء كثيرا، أو جرى عليه الماء طهر مطلقا بلا شرط عصر و تجفيف و تكرار غمس هو المختار. (ابن عابدين، ردالمحتار مع الدر المختار، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، مطلب في حكم الوشم، ج۱،ص:۴۲-۵۴۳)

بستر کو پاک کرنے کا طریقہ:

(۳۸)**سوال**: اگر ناپاکی کاٹن کے بستر کے اندر چلی جائے اور ناپاکی تھوڑی ہی ہو جس کا اثر بستر کے اوپر ہاتھ رَکھنے سے ہلکا سا ٹھنڈا محسوس ہوتا ہے اس حصے کو کاٹن کا ہونے کی وجہ سے الگ کر کے دھو نہیں سکتے اور ناپاکی اب خشک ہو چکی ہے اور اسکا اثر اب معلوم نہیں ہوتا ہے، بتائیں کہ اب کیا کریں؟

المستفتی: عبداللہ، ممبئی

الجواب وباللہ التوفیق: بستر میں جو ناپاکی جذب ہوگئی ہے، اس کو پاک کرنے کے لیے دھونا ہی لازم ہے۔ خشک ہونے سے پاکی حاصل نہیں ہوگی، اگر دھونے سے پہلے اس پر نماز پڑھنی پڑے تو اس پر نماز پڑھنے کے لیے کوئی موٹا کپڑا بچھالیا جائے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی غفرلہ ۴/۱۱/ ۱۴۴۰ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

ناپاک کپڑے کو پاک کرنے کا طریقہ:

(۳۹)**سوال**: ناپاک کپڑے کو پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

المستفتی: عبداللہ، ممبئی

---

(۱)ومالا ينعصر يطهر بالغسل ثلاث مرات، والتجفيف في كل مرة، لأن للتجفيف أثرا في استخراج النجاسة. و حدُّ التجفيف: أن يخليه حتى ينقطع التقاطر، ولا يشترط فيه اليبس، هكذا في "التبيين" هذا إذا تشربت النجاسة كثيراً، و إن لم تشرب فيه، أو تشربت قليلا، يطهر بالغسل ثلاثاً، هكذا في "محيط السرخسي". (جماعة من علماء الهند، الفتاوى الهندية، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، ج۱،ص:۹۶)؛و قال ابن نجيم في البحر : و في النجاسة الحقيقية المرئية إزالة عينها، و في غير المرئية غسل محلها ثلاثا والعصر في كل مرة إن كان مما ينعصر والتجفيف في كل مالا ينعصر الخ.(زين الدين ابن نجيم، البحر الرائق شرح كنز الدقائق، ج۱،ص۱۰)؛و عند أبي يوسف: ينقع في الماء ثلاث مراتٍ و يجفف في كل مرة إلا أن معظم النجاسة قد زال فجعل القليل عفواً في حق جواز الصلاة للضرورة. (علاء الدين الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع ، كتاب الطهارة، فصل : و أما بيان ما يقع به التطهير، ج۱،ص:۲۴۲)

الجواب وبالله التوفيق: سب سے پہلے نجاست کو دور کیجیے۔ پھر کپڑے کو تین بار دھوئیے اور ہر بار اچھی طرح نچوڑیئے۔اس طرح تین بار دھونے اور ہر بار نچوڑنے سے آپ کا کپڑا پاک ہوجائے گا۔[۱]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

محمد عمران گنگوہی، محمد عارف قاسمی **کتبہ**: محمد اسعد جلال قاسمی غفرلہ ۲۰/۴/۱۴۳۶ھ

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

صوفہ پاک کرنے کا طریقہ:

(۴۰)**سوال**: اگر صوفے پر منی لگ جائے اور اس میں جذب ہوجائے، تو اس کو پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ نیز اگر خشک ہوجائے، تو پھر کیسے پاک کریں گے، کیا تر کپڑا پھیر دینا کافی ہوجائے گا؟

المستفتی: رضوان اللہ رائے ونڈ

الجواب وبالله التوفيق: صوفہ پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ تین مرتبہ اس کو پانی سے دھویا جائے اور ہر مرتبہ کے بعد اتنی دیر چھوڑ دیا جائے کہ پانی ٹپکنا بند ہوجائے اور اگر تر کپڑا نجاست لگی جگہ پر پھیر دیا جائے تو بھی صوفہ پاک ہوجاتا ہے۔[۲]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

محمد احسان قاسمی ندوی، امانت علی قاسمی **کتبہ**: محمد عارف قاسمی

محمد اسعد جلال قاسمی غفرلہ، محمد عمران گنگوہی مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند ۱۴/۱۰/۱۴۴۱ھ

---

(۱)النجاسة الحقيقية المرئية إزالة عينها و في غير المرئية غسل محلها ثلاثا، والعصر في كل مرة إن كان مما ينعصر، والتجفيف في كل مالا ينعصر الخ. (زين الدين ابن نجيم، البحر الرائق شرح كنز الدقائق،ج۱، ص:۱۰)؛و عند أبي يوسف: ينقع في الماء ثلاث مراتٍ و يجفف في كل مرة إلا أن معظم النجاسة قد زال فجعل القليل عفواً في حق جواز الصلاة للضرورة. (علاء الدين الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع،كتاب الطهارة، فصل: و أما بيان ما يقع به التطهير، ج۱،ص:۲۴۲)

(۲)و عند أبي يوسف ينقع في الماء ثلاث مرات و يجفف في كل مرة إلا أن معظم .....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

مذی ومنی میں فرق:

(۴۱)**سوال**: (۱) دن کے اوقات میں اگر شہوانی خیالات کی وجہ سے شرمگاہ سے کچھ چپچپاہٹ سی محسوس ہو، جبکہ کوئی شہوت یا جنسی لذت بالکل نہ پائی جائے، لیکن شرمگاہ سے نکلنے والے پانی میں چپچپاہٹ ہو تو کیا غسل واجب ہوگا؟

(۲) عورتوں کی مذی ومنی میں فرق کیسے کیا جائے گا۔ اور کیسے معلوم ہوگا کہ اب غسل باقی نہیں رہا؟

المستفتی: ساجد، الہ آباد

الجواب وبالله التوفيق: (۱) یہ جو بھی ہے بغیر شہوت کے ہے، ایسی صورت میں وضو کرے، غسل کی ضرورت نہیں ہے، ''**وليس في المذي والودي غسل وفيهما الوضوء**''[1]

(۲) شہوت کے ساتھ آہستہ آہستہ جو پانی نکلتا ہے، جس میں چپچپاہٹ ہوتی ہے، اس کو مذی کہتے ہیں، مذی نکلتی ہے، تو شہوت اور بڑھتی ہے۔ اور شہوت کے ساتھ ایک ہیجانی کیفیت کے بعد جو پانی نکلتا ہے، ایسا محسوس ہوتا ہے کہ پانی ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوا ہے اور اس کے بعد شہوت کم

.....گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ.....النجاسة قد زال فجعل القليل عفوا في حق جواز الصلوة للضرورة الخ. (علاء الدين الكاساني،بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، كتاب الطهارة، فصل :و أما بيان ما يقع به التطهير،ج۱، ص:۲۴۲)؛والنجاسة الحقيقية المرئية إزالة عينها، و في غير المرئية غسل محلها ثلاثاً، والعصر في كل مرة: إن كان مما ينعصر، والتجفيف في كل مالا ينعصر الخ. قدر (بتثليث جفاف) أي: انقطاع تقاطر (في غيره) أي: غير منعصر مما يتشرب النجاسة وإلا فبقلعها."في حاشية الواني على الدرر .(قوله: أي: غير منعصر) أي: بأن تعذر عصره كالخزف أو تعسر كالبساط" (ابن نجيم، البحر الرائق، شرح كنز الدقائق، ج۱،ص:۱۰)

(۱) ابن عابدين، رد المختار على الدر المختار،كتاب الطهارة، باب الأنجاس، مطلب في حكم الوشم، ج۱،ص:۵۴۱)

(۲)ابن الهمام، فتح القدير، كتاب الطهارات، فصل في الغسل، ج۱،ص:۷۱

ہوجاتی ہے، اس کو منی کہتے ہیں۔ اس تعریف سے فرق بھی واضح ہوگیا۔[۱]

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد غفرلہ ۲۹/۹/۱۴۴۱ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

جنبی عامل کا آیات قرآنی پڑھ کر دم کرنا:

(۴۲) **سوال:** جنبی عامل مجبوری کی وجہ سے اسی حالت میں قرآن پاک کی آیات پڑھ کر کسی کو دم کرسکتا ہے یا نہیں تاکہ مسحور کی حفاظت ہوجائے اور جو پریشانی ہے وہ دور ہوجائے؟

المستفتی: محمد فیض مظاہری

الجواب وباللہ التوفیق: قرآن کریم کی آیات کو قرآن کی حیثیت سے پڑھنا جنبی کے لیے حرام ہے۔[۲]

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۱۴/۳: ۱۴۲۲ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) قال: وليس في المذي والودي غسل و فيهما الوضوء لقوله عليه السلام: "كل فحل يمذي و فيه الوضوء" والودي الغليظ من البول يتعقب الدقيق منه خروجا، فيكن معتبراً به، والمني حاثر أبيض ينكسر منه الذكر، والمذي رقيق يضرب إلى البياض يخرج عند ملاعبة الرجل أهله والتفسير مأثور عن عائشة رضى الله عنها. (المرغيناني، الهداية، كتاب الطهارة، قبيل "باب الماء الذي يجوز به الوضو الخ، ج۱، ص:۳۳)؛ وهو (أي المذي) ماء أبيض رقيق يخرج عند شهوة لا بشهوة ولا دفق، ولا يعقبه فتور، و ربما لا يحس بخروجه، وهو أغلب في النساء من الرجال – وهو (الودي) ماء أبيض كدر ثخين يشبه المني في الثخانه و يخالفه في الكدورة ولا رائحه له و يخرج عقيب البول إذا كانت الطبيعة مستمسكة، و عند حمل شيء ثقيل، و يخرج قطرة أو قطرتين و نحوهما. و أجمع العلماء على أنه لا يجب الغسل بخروج المذي والودي. (ابن نجيم، البحر الرائق، كتاب الطهارة، ج۱، ص:۱۱۵)

(۲) عن ابن عمر عن النبي ﷺ قال: لا تقرأ الحائض ولا الجنب شيئا من القرآن الخ. (أخرجه محمد بن عيسىٰ الترمذي، في سننه، باب ما جاء في الجنب والحائض أنهما لا يقرآن القرآن، ..... بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر

مٹی کے برتن میں پیشاب لگ گیا تو پاک کیسے کریں؟

(۴۳)**سوال**: مٹی کے برتن میں پیشاب کرنے اور کتے کے پانی پینے سے کیا حکم ہوگا؟

المستفتی: عبدالرحمان، ترکمان گیٹ، دہلی

الجواب وباللہ التوفیق: دونوں صورتوں میں مٹی کا برتن ناپاک ہوجاتا ہے، برتن کو خوب ملکر تین مرتبہ دھونے سے پاک ہوجاتا ہے۔[1]

الجواب صحیح: خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۱۴/۱۲/۱۴۲۰ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

قالین اور کارپیٹ پر بچہ پیشاب کردے تو پاک کیسے کیا جائے؟

(۴۴)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

گھروں میں جو قالین ہوتی ہے بسا اوقات پورے کمرے کو محیط ہوتی ہے اور بعض جگہوں پر میٹ ہوتا ہے جو زمین سے چپکا ہوتا ہے، اگر اس طرح کے قالین اور میٹ پر بچہ پیشاب کردے، تو

پچھلے صفحہ کا بقیہ.....(ج۱،ص:۳۴،رقم:۱۳۱)؛وقال صاحب المرقاة: اتفقوا على أن الجنب لا يجوز له قراء ة القرآن. (على بن محمد، مرقاة المفاتيح، باب مخالطة الجنب و يباح له، ج۱،ص۱۴۸)؛ويحرم به تلاوة قرآن ولو دون آية على المختار بقصده و مسه، (ابن عابدين، ردالمحتار، كتاب الطهارة، يطلق الدماء على ما يشمل الثناء، ج۱،ص:۳۱۳)؛ولا تقرأ الحائض والنفساء والجنب شيئا من القرآن، والآية وما دونها سواء في التحريم على الأصح، (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء،الفصل الرابع في أحكام الحيض والنفاس والاستحاضة: ومنها حرمة قراء ة القرآن، ج۱،ص:۹۲)

(۱) و يطهر محل غيرها أي غير مرئية بغلبة ظن غاسل لو مكلفا و إلا فمستعمل طهارة محلها بلا عذر به يفتى. و قدر ذلك لموسوس بغسل و عصر ثلاثا أو سبعا فيما ينعصر مبالغا بحيث لا يقطر. (ابن عابدين، ردالمحتار على الدر المختار، كتاب الطهارة، باب الأنجاس،ج۱،ص:۳۱۳)؛و إزالتها إن كانت مرئية بإزلة عينها... و إن كانت غير مرئية يغسلها ثلاث مرات، كذا في المحيط، (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهنديه، كتاب الطهارة، الباب السابع؛ في النجاسة و أحكامها و منها: الغسل،ج۱،ص:۹۶)؛و يطهر متنجس بنجاسة مرئية بزوال عينها ولو بمرة على الصحيح ولا يضر بقاء أثر شق زواله و غير المرئية بغسلها ثلاثاً والعصر كل مرة فيما ينعصر.(الشرنبلالي، مراقي الفلاح،كتاب الطهارة، باب الأنجاس والطهارة عنها، ص:۶۴)

اس کو پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

المستفتی: محمد ساجد دیوبند

الجواب وبالله التوفيق: قالین وغیرہ پر اگر ناپاکی لگ جائے اور اس کو باہر نکال کر دھونا ممکن ہو، یا اس کو گھر سے نکالنا ممکن ہو، تو اس پر پانی ڈال کر دیوار وغیرہ پر ڈال دیا جائے اور جب پانی کا قطرہ گرنا بند ہو جائے، تو اس پر دوبارہ پانی ڈالا جائے اس طرح تین مرتبہ کرنے سے قالین پاک ہو جائے گی، اور اگر اس کو گھر سے نکالنا ممکن نہ ہو؛ لیکن اس کو زمین سے اوپر کرنا ممکن ہو اس طور پر کہ نجاست کی جگہ کے نیچے کوئی چیز ڈال دی جائے تاکہ پانی اس کے نیچے گر جائے اس طرح تین مرتبہ کرنے سے قالین پاک ہو جائے گی، اور اگر اس کو زمین سے اوپر کرنا بھی ممکن نہ ہو، تو نجاست کی جگہ پانی ڈال دیا جائے اور کسی جذب کرنے والی چیز کے ذریعہ اس کو جذب کر لیا جائے، اس طرح تین مرتبہ کرنے سے پاک ہو جائے گا[1]''**وما لا ينعصر يطهر بالغسل ثلاث مرات، والتجفيف في كل مرة؛ لأن للتجفيف أثرا في استخراج النجاسة، وحد التجفيف أن يخليه حتى ينقطع التقاطر ولا يشترط فيه اليبس**''۔[2]

الجواب صحیح:
محمد عارف قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی غفرلہ
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی ۳/۱۱/۱۴۴۱ھ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

راستے کی کیچڑ کا حکم:

(۴۵)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:
بارش کے زمانے میں راستے میں جو کیچڑ ہوتی ہے اس کا کیا حکم ہے؟ اگر وہ کپڑے میں لگ

(۱)وفي النجاسة الحقيقية المرئية إزالة عينها، و في غير المرئية غسل محلها ثلاثاً، والعصر في كل مرة إن كان مما ينعصر، والتجفيف في كل مالا ينعصر. (زين الدين ابن نجم، البحر الرائق، ج۱،ص:۱۰)؛و عند أبي يوسف: ينقع في الماء ثلاث مرات و يجفف في كل مرة إلا أن معظم النجاسة.، قد زال فجعل القليل عفوا الخ.(علاؤ الدين الكاساني، بدائع الصنائع، كتاب الطهارة، فصل: و أما بيان ما يقع به التطهير، ج۱،ص:۲۴۲)
(۲)جماعة من علماء الهند، الفتاوى الهندية، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، ج۱،ص:۹۶)

جائے،تو اسی حالت میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟

المستفتی: محمد ارشاد، نرمل

الجواب وبالله التوفيق: بارش کا پانی اگر سڑک پر جمع ہو اور وہ صرف بارش کا ہی پانی ہو،اس میں گٹر کے پانی یا دیگر نجاستوں کی آمیزش نہ ہو تو وہ پانی پاک ہے، کپڑوں پر لگنے سے کپڑے ناپاک نہیں ہوں گے اور اگر بارش کے پانی میں گٹر کے پانی یا دیگر نجاستوں کی آمیزش ہو جائے اور وہ کسی کے کپڑے یا جسم پر لگ جائے،تو اس کی دو صورتیں ہیں: اگر اس علاقے میں مسلسل بارش ہوتی ہے اور اس راستہ پر کثرت سے آمد ورفت ہوتی ہے اور اس سے بچنا مشکل ہے،تو اگر بعینہ نجاست نظر نہ آئے تو ضرورت کی وجہ سے یہ پاک سمجھا جائے گا یعنی اس حالت میں نماز ادا ہو جائے گی، اگر چہ اسے بھی دھو لینا چاہیے اور اگر اس طرح کی ضرورت نہیں،تو وہ ناپاک ہے، بہر صورت اس کو پاک کرنا ضروری ہوگا۔ **الحاصل أن الذي ينبغي أنه حيث كان العفو للضرورة، و عدم إمكان الاحتراز أن يقال بالعفو و إن غلبت النجاسة مالم ير عينها لو أصابه بلا قصد و كان ممن يذهب و يجيء، و إلا فلا ضرورة، و قد حكى في القنية أيضا قولين فيما لو ابتلت قدماه مما رش في الأسواق الغالبة النجاسة، ثم نقل أنه لو أصاب ثوبه طين السوق أو السكة ثم وقع الثوب في الماء تنجس.**[1]

الجواب صحیح: محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: امانت علی قاسمی، ۱۴۴۱/۲/۱۸ھ، مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

حرام گوشت پکانے کے لیے مسلمان کا کفار کو اپنی دیگیں دینا:

(۴۶) **سوال:** جھٹکا اور خنزیر کھانے والے مشرکوں کو کھانا بنانے کے لیے اپنی دیگیں وغیرہ دیدیں تو جائز ہے کہ نہیں: ؟ان برتنوں کے پاک کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

المستفتی: محمد جاوید ہردوئی

الجواب وبالله التوفيق: مسلمان اپنے تانبے، پیتل، لوہے کے برتن کفار کو عاریۃً یا کرائے پر دے سکتے ہیں۔ اگر غیر مسلم ان برتنوں میں جھٹکا، میتہ یا خنزیر کا گوشت پکائیں، تو برتن

(۱) ابن عابدين، حاشيه رد المحتار، كتاب الطهارت، باب الأنجاس، ج۱،ص:۳۲۴

دھونے سے پاک ہوجائیں گے، البتہ مٹی کے برتن نہیں دینے چاہئیں، ان میں یہ چیزیں پکنے کے بعد مسلمان کی طبیعت وقلب مطمئن نہ ہوسکے گا۔ اگرچہ دھونے سے یہ بھی پاک ہوجائیں گے۔

فأما إذا علم فأنه لا يجوز أن يشرب و يأكل منها قبل الغسل. (۱)

و روي عن رسول الله ﷺ أنه سئل عن الشراب في أواني المجوس فقال: "إن لم تجدوا منها بدّا فاغسلوها ثم اشربوا فيها" و إنما أمر بالغسل لأن ذبائحهم ميتة و أوانيهم قلما تخلوا عن دسومة منها. (۲)

يكره الأكل والشرب في أواني المشركين قبل الغسل ... و إذا علم حرم ذلك عليه قبل الغسل. (۳)

الجواب صحیح: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عارف قاسمی ۱/۱۱/۱۴۴۱ھ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

آبدست کی چھینٹوں کا حکم کیا ہے؟

(۴۷) **سوال:** آبدست کرتے وقت پانی کی چھینٹ اڑ کر ایک دو قطرے اگر جسم یا کپڑے پر پڑ جائیں، تو نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد اسلم پنجاب

الجواب وبالله التوفيق: آبدست کرتے وقت کپڑوں پر پانی کے قطرے گرنے کی دو صورتیں ہیں: ایک وہ پانی جو نجاست دھونے اور ناپاک ہونے کے بعد گرتا ہے، وہ تو ناپاک ہے ایک درہم کی مقدار تک معاف ہے اور اس سے زائد کا دھونا ضروری ہے۔ دوسرا وہ پانی جو نجاست سے مخلوط ہونے سے قبل گر جاتا ہے تو وہ پاک ہے۔

و قال محمد هو طاهر فان أصاب ذلك الماء ثوبا إن كان ماء الاستنجاء و

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهنديه، كتاب الكراهيه، الباب الرابع عشر في أهل الذمة والأحكام الخ، ج۵،ص:۴۰۱

(۲) الكاساني، بدائع الصنائع، كتاب الطهارة، حكم العذرات، والأرواث، ج۱،ص:۲۳۶

(۳) ابن نجيم، البحر الرائق، كتاب الكراهية، فصل في البيع، ج۸،ص:۳۷۴

أصابه أكثر من قدر الدرهم، لا تجوز فيه الصلوة.[۱]

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی غفرلہ، امانت علی قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ:
محمد عارف قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

ناپاک بستر پر گیلے پاؤں کا پڑ جانا:

(۴۸) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:
اگر ناپاک بستر پر گیلا پاؤں پڑ جائے، تو کیا پاؤں ناپاک ہو جائے گا؟
المستفتی: محمد ارشاد، جھارکھنڈ

الجواب وبالله التوفيق: اگر ناپاک بستر پر گیلے پاؤں پڑنے سے پاؤں پر ناپاکی کے اثرات نمایاں ہو گئے، تو پاؤں ناپاک ہوں گے ورنہ نہیں۔ نام أو مشى على نجاسة، إن ظهر عينها تنجس: و إلا لا. (قوله: نام) أي فعرق، و قوله: أو مشى: أي: وقدمه مبتلة (قوله: على نجاسة) أي : يابسة لما في متن الملتقى: لو وضع ثوباً رطباً على ماطين بطين نجس جاف لا ينجس، قال الشارح: لأن بالجفاف تنجذب رطوبة الثوب من غير عكس، بخلاف ما إذا كان الطين رطباً. اهـ (قوله: إن ظهر عينها) المراد بالعين ما يشمل الأثر؛ لأنه دليل على وجودها، لو عبر به كما في نور الإيضاح لكان أولى.[۲]

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی ۲/۱۲/۱۴۴۱ھ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) فتاویٰ قاضی خاں، کتاب الطهارت، فصل: في الماء المستعمل، ج۱،ص:۱۱

(۲) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، مطلب في الفرق بين الاستبراء والاستنقاء والاستنجاء، ج۱،ص:۵۶۰، قوله: مشى حمام و نحوه أي كما لو مشى على ألواح مشرعة بعد مشى من رجله قذر لا يحكم بنجاسة رجله مالم يعلم أنه وضع رجله على موضعه للضرورة: فتح، و فيه عن التنجيس: مشى في طين أو أصابه ولم يغسله و صلى تجزيه مالم يكن فيه أثر النجاسة لانه المانع إلا أن يحتاط، و أما في الحكم فلا يجب. (ابن عابدين، الدرالمختار، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، مطلب في الفرق بين الاستبراء والاستنقاء والاستنجاء، ج۱،ص:۵۶۵)

کتھا یا خون کے رنگ کی دوا سے خون کا اندازہ نہ ہو تو کیا حکم ہے؟

(۴۹)**سوال**: کتھا یا کسی ایسی دوا سے جس کا رنگ خون جیسا ہو بہنے والا خون چھپ جائے تو کیا کیا جائے؟ یعنی پانی اور خون کا اندازہ نہ لگ سکتا ہو تو کیا کرے؟

المستفتی: محمد راشد، میرٹھ

الجواب وبالله التوفيق: یہ صورت جب ہوسکتی ہے، جب خون بہہ رہا ہو۔ اگر بہنا بند ہوجائے، تو پھر جب تک اثر زائل نہ ہوجائے دھویا جائے، ہاں اگر بہہ رہا ہے مگر کتھا یا دوا کی وجہ سے نظر نہیں آتا، تو جب تک زخم سے خون نکل رہا ہو وہ بہنے کے حکم میں ہوگا۔ درمختار میں ہے: **لو مسح الدم كلما خرج ولو تركه لسال نقض وإلا لا.**

اور شامی میں ہے **وكذا إذا وضع عليه قطنا أو شيئا آخر حتى ينشف ثم وضعه ثانيا و ثالثا فإنه يجمع جميع ما نشف.** (۱)

الجواب صحیح: محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران گنگوہی ۴/۱۲/۱۴۴۱ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

ناپاک اشیاء کی آمیزش سے بنے صابون کا استعمال:

(۵۰)**سوال**: جس صابون میں ناپاک اشیاء کی آمیزش ہو، کیا ان کو استعمال کیا جاسکتا ہے؟

المستفتی: محمد سلیم، بانکا

الجواب وبالله التوفيق: اگر یقینی طور سے معلوم ہوجائے کہ صابن میں ناپاک اشیاء کی آمیزش ہے، تو دیکھا جائے گا کہ ان اشیاء کی حقیقت تبدیل ہوئی تھی یا نہیں؟ اگر نہیں ہوئی، تو ناپاک ہے اور اگر حقیقت بدل گئی تھی، جیسا کہ عام طور سے دیکھا گیا ہے، تو پاک ہے اور اس کا استعمال

(۱)ابن عابدين، ردالمحتار، كتاب الطهارة، باب نواقض الوضو، ج۱،ص:۲۶۲؛ ولو ظهر الدم على رأس الجرح فمسحه مراراً، فإن كان بحال لو تركه لسال يكون حدثا و إلا فلا. لأن الحكم متعلق بالسيلان. (الكاساني، بدائع الصنائع، كتاب الطهارة، ماينقض الوضوء، ج۱،ص:۱۲۴)

درست ہے[۱] علامہ شامیؒ نے صراحت کی ہے: **جعل الدهن النجس في صابون يفتى بطهارته لأنه تغير، والتغيير يطهر عند محمد رحمه الله و يفتى به للبلوى.**[۲]

الجواب صحیح: واللہ اعلم بالصواب

محمد احسان قاسمی ندوی، محمد عارف قاسمی — محمد عمران گنگوہی ۳/۱۱/۱۴۴۱ھ

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند — نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کیا پیشاب فلٹر ہونے کے بعد پاک ہوجائے گا؟

(۵۱)**سوال**: پیشاب فلٹر ہونے کے بعد پاک ہوجائے گا کہ نہیں؟

المستفتی: محمد نواز، اتراکھنڈ

الجواب وبالله التوفيق: مذکورہ طریقے سے پیشاب بدبودار اور مضرت رساں اجزاء کو نکال دیا گیا اور باقی جو اجزاء بچے وہ اسی پیشاب کے ہیں اور وہ اپنے تمام اجزاء کے ساتھ نجس العین ہے، اس لیے یہ باقی ماندہ اجزاء بھی نجس العین اور نجس بنجاستِ غلیظہ رہیں گے۔[۳]

شامی میں ہے: **و يرفع بماء ينعقد به ملح لا بماء حاصل بذوبان ملح لبقاء الأول على طبيعة الأصلية و انقلاب الثاني إلى طبيعة الملحية.**[۴]

الجواب صحیح: واللہ اعلم بالصواب

محمد احسان قاسمی ندوی، محمد عارف قاسمی — محمد عمران گنگوہی ۱۵/۱۲/۱۴۴۰ھ

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند — نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

ذبیحہ کے کشیدہ مادہ سے بنایا ہوا پنیر پاک ہے یا ناپاک؟

(۵۲)**سوال**: ذبیحہ کے کشیدہ مادہ سے بنایا ہوا پنیر پاک ہے یا ناپاک؟ وضاحت فرما کر

---

(۱) الأصل في الأشياء الإباحة، الفن الثالث . باب :اليقين لا يزول بالشك. (ابن نجيم، الأشباه والنظائر، ج۱،ص:۲۰۹)

(۲)ابن عابدين، رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ج۱،ص:۵۱۹

(۳)مفتی نظام الدین اعظمی صاحب، منتخباتِ نظام الفتاویٰ، ج۱،ص:۱۱۵

(۴) ابن عابدين، رد المحتار، كتاب الطهارة، باب المياه، ج۱،ص:۳۲۵

مشکور فرمائیں۔

المستفتی: محمد عبداللہ، مرادآباد

الجواب وبالله التوفيق: جب تک کسی پنیر کے بارے میں یہ بات دلیل سے متحقق نہ ہوجائے کہ اس میں حرام یا ناپاک چیز کا استعمال ہوا ہے، اس وقت تک اس پر حرام یا ناپاک ہونے کا حکم نہیں لگائیں گے اور جب یہ دلیل سے یقین ہوجائے اور ثبوت مل جائے کہ اس میں کوئی حرام یا ناپاک چیز ملی ہے، تو اس کو ہرگز استعمال نہ کیا جائے۔ (۱)

الاشباہ والنظائر میں ہے: **الأصل في الأشياء الأباحة. باب :اليقين لا يزول بالشك.** (۲)

الجواب صحیح: والله اعلم بالصواب

محمد احسان قاسمی ندوی، محمد عارف قاسمی — محمد عمران گنگوہی ۱۴۳۹/۴/۷ھ

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند — نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

چھت سے پانی گرا تو وہ پاک سمجھا جائے یا ناپاک؟

(۵۳) **سوال**: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام وعلماء عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

بعض مرتبہ ہم کسی راستہ سے گزرتے ہیں تو چھت سے پانی کی بوندیں کپڑوں پر گر جاتی ہیں اور پتہ نہیں چل پاتا کہ بارش کا پانی ہے یا جو کپڑے دھوکر پھیلائے گئے ہیں اس کا پانی ہے، یا ٹنکی کا پانی ہے، یا اے سی کا پانی ہے، یا پیشاب وغیرہ کی چھینٹیں ہیں، تو ایسی صورت میں کیا کرنا چاہیے؟

المستفتی: محمد غفران، سہارنپور

الجواب وبالله التوفيق: جب تک نجس ہونے کا یقین یا غالب گمان نہ ہو تو اس کو

---

(۱) أقول. و صرح في التحرير بأن الاصل الإباحة عند الجمهور من الحنفية والشافعية. (ابن عابدين، ردالمحتار، كتاب الطهارة، مطلب المختار أن الأصل في الأشياء الإباحة، ج۱،ص:۲۲۱)

(۲) ابن نجيم، الأشباه والنظائر، الأصل في الأشياء الإباحة، الفن الثالث، ج۱،ص:۲۰۹

پاک سمجھا جائے گا۔[۱]

الجواب صحیح: والله اعلم بالصواب

محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی **کتبہ:** محمد اسعد جلال قاسمی ۴/۱۱/۱۴۴۱ھ

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

ٹرین کی سیٹ پر پیشاب خشک ہوجائے تو اس کا کیا حکم ہے؟

(۵۴) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:

ٹرین کی سیٹ پر بچہ نے پیشاب کردیا، اس کو پونچھ دیا گیا اور سوکھ گیا، پھر کوئی اس جگہ آکر بیٹھا اور پسینہ سے کپڑا تر ہوگیا تو کپڑا ناپاک ہوجائے گا یا نہیں؟

المستفتی: خالد احمد، ارریہ، بہار

الجواب وبالله التوفیق: پیشاب کی جگہ ناپاک ہے، اگر اس سیٹ پر بیٹھا اور کپڑا پسینہ سے اس قدر تر ہوگیا کہ پسینہ سے سیٹ گیلی ہوگئی تو اس سے کپڑا ناپاک ہوجائے گا اور اگر کپڑا گیلا نہیں ہوا، تو ناپاکی کا حکم نہیں ہوگا۔[۲]

الجواب صحیح: والله اعلم بالصواب

محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی، محمد احسان غفرلہ **کتبہ:** محمد اسعد جلال قاسمی ۶/۱۱/۱۴۴۱ھ

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ابن نجيم، الأشباه والنظائر، القاعدة الثالثة،اليقين لا يزول بالشك، ص:۱۸۳،القاعدة المطردة أن اليقين لا يزول بالشك (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، الفصل الثاني: في الأعيان النجسة، ج۱،ص:۱۰۲)؛ فلا نحكم بنجاسة بالشك على الأصل المعهود أن اليقين لايزول بالشك (الكاساني، بدائع الصنائع، فصل في بيان المقدار الذي يصير به، ج۱،ص:۲۱۷)

(۲) كما لا ينجس ثوب جاف طاهر في ثوب نجس رطب لا ينعصر الرطب لو عصر. (الشرنبلالي، نورالإيضاح، ص:۴۱)؛وإذا لف الثوب النجس في الثوب الطاهر والنجس رطب، فظهرت نداوته في الثوب الطاهر، لكن لم يصر رطبا بحيث لو عصر يسيل منه شيء ولا يتعاطر، فالأصح أنه لا يصير نجساً. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطهارة، الباب السابع، في النجاسة و أحكامها، الفصل الثاني في الأعيان النجسة، والنوع الثاني المخففة، ومما يتصل بذلك مسائل، ج۱،ص:۱۰۲)؛ولف طاهر في نجس مبتل بماء إن بحيث لو عصر تنجس و إلا فلا ... و اختار الحلواني أنه لا ينجس إن كان الطاهر بحيث لا يسيل فيه شيء ولا يتقاطر لو عصر، وهو الأصح كما في الخلاصة (ابن عابدين، رد المحتار، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، مطلب في الفرق بين الاستبراء والاستنقاء والاستنجاء، ج۱،ص:۵۶۱)

پیشاب کی شیشی جیب میں رکھ کر نماز پڑھنا:

(۵۵)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:
چیک اپ کے لیے پیشاب یا خون کی بوتل جیب میں رکھ کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟ کیا اس شخص کی نماز درست ہوگی؟ اور جو نمازیں اس حالت میں پڑھی گئیں ان کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: محمد عبداللہ، دہلی

الجواب وباللہ التوفیق: پیشاب اور خون نجس وناپاک ہیں، ان کو جیب میں رکھ کر نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔ جو نمازیں اس حالت میں پڑھی گئیں، وہ واجب الاعادہ ہیں۔[1]

الجواب صحیح: واللہ اعلم بالصواب

محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی — **کتبہ**: محمد اسعد جلال قاسمی ۱۴۴۱/۱۰/۷ھ

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند — نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کھٹمل کا خون کپڑے پر لگ جائے:

(۵۶)**سوال**: بعض مساجد میں دیکھا گیا کہ کارپیٹ کے اندر کھٹمل ہوجاتے ہیں، پھر رکوع سجدہ کرتے وقت ہاتھ پاؤں سے دب کر اکثر مر بھی جاتے ہیں، جس کی وجہ سے ان کا خون کپڑے وغیرہ پر لگ جاتا ہے، تو اس کپڑے میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟ کپڑا ناپاک ہوگیا یا پاک ہے؟ ایسے ہی مچھر اور جوں کے خون کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: محمد کلام، بہار

---

(۱) رجل صلى وما في كمه قارورة فيها بول، لا تجوز الصلاة، سواء كانت ممتلئة أو لم تكن. لأن هذا ليس في مظانه و معدنه، بخلاف البيضة المذرة، لأنه في معدنه و مظانه و عليه الفتوى (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهنديه، كتاب الصلاة، الباب الثالث: في شروط الصلاة، الفصل الثاني، في طهارة ما يستر به العورة وغيره، ج۱،ص:۱۲۰)؛و نجاسة باطنة في معدنها فلا يظهر حكمها كنجاسة باطن المصلي كما لو صلى حاملا بيضة مذرة صار محها دما جاز لأنه في معدنه والشيء مادام في معدنه لا يعطى له حكم النجاسة بخلاف مالو حمل قارورة مضمومة فيها بول فلا تجوز صلاته لأنه في غير معدنه كما في البحر المحيط. (ابن عابدين، ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج۲،ص:۷۴)

الجواب وبالله التوفيق: کھٹمل اور مچھر کا خون کپڑے پر لگنے سے کپڑا ناپاک نہیں ہوتا، اس لیے اس کپڑے سے نماز پڑھنا بلا کراہت درست ہے۔ و يجوز رفع الحدث بما ذكر و إن مات فيه أي الماء ولو قليلاً غير دموي كزنبور و عقرب و بق: أي بعوض.[1] و دم البق والبراغيث والقمل والكتان طاهر و إن كثر كذا في السراج الوهاج.[2]

فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح:
محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی ۱۴۴۱/۱۱/۷ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

ناپاک خشک بستر پر لیٹنے سے کپڑا ناپاک ہوگا یا نہیں؟

(۵۷) **سوال:** پیشاب کا بستر اگر خشک ہوجائے اور کوئی شخص اس پر لیٹ جائے، تو کیا پہنے ہوئے کپڑے ناپاک ہوجائیں گے۔

المستفتی: محمد راشد، سنت کبیر نگر

الجواب وبالله التوفيق: بستر اگر خشک ہے اور بدن کو پسینہ بھی نہیں آیا، تو کپڑے ناپاک نہیں ہوں گے اور نہ بدن ناپاک ہوگا، لیکن اگر پسینہ آنے کی وجہ سے پیشاب کا اثر کپڑوں یا بدن میں آگیا، تو اب ناپاکی کا حکم ہوگا۔

نام أو مشى على نجاسة، إن ظهر عينها تنجّس و إلا لا.[3] إذا نام الرجل على فراش، فأصابه مني و يبس، فعرق الرجل وابتلّ الفراش من عرقه. إن لم يظهر أثر البلل في بدنه لا يتنجّس، و إن كان العرق كثيرا حتى ابتلّ الفراش ثم أصاب بلل الفراش جسده، فظهر أثره في جسده، يتنجس بدنه.[4]

(۱) علاؤ الدين الحصكفي، الدر المختار، كتاب الطهارة، باب المياه، ج۱،ص:۳۲۹
(۲) جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهنديه، كتاب الطهارة، الباب السابع، في النجاسة و أحكامها، الفصل الثاني: في الأعيان النجسة، والنوع الثاني، المخففة، و مما يتصل بذلك، ج۱،ص:۱۰۱
(۳) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ج۱،ص:۵۶۰
(۴) جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، الفصل الثاني، في الأعيان النجسة، النوع الثاني: المخففة، و مما يتصل بذلك، ج۱،ص:۱۰۲

إن نام على فراش نجس، فعرق وابتلّ الفراش مع عرقه، فإنه إن لم يصب بلل الفراش بعد ابتلاله بالعرق جسده، لا يتنجس جسده.[۱]

الجواب صحیح: فقط واللہ اعلم

امانت علی قاسمی — **کتبہ**: محمد غفران قاسمی ۱۴۴۱/۱۱/۸ھ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند — استاذ دارالعلوم وقف دیوبند

لیکوریا کپڑے پر لگے تو نماز کا کیا حکم ہے؟

(۵۸) **سوال**: درج ذیل مسئلہ میں رہنمائی فرمائیں۔

لیکوریا اگر کپڑے پر لگ جائے تو نماز ہوگی یا نہیں؟ اگر بیماری بہت زیادہ ہو جس کی وجہ سے بار بار کپڑا دھونے میں پریشانی ہو تو ایسی صورت میں کیا حکم ہے؟

المستفتی: عبداللہ، ناگل، سہارنپور

الجواب وباللہ التوفیق: اگر اتفاقاً لیکوریا کپڑے پر لگ جائے اور اس کی مقدار درہم سے زیادہ ہو، تو اس حالت میں نماز ادا نہیں ہوگی، لیکن اگر کسی عورت کو یہ بیماری اتنی بڑھ گئی ہو، کہ معذور کے درجہ میں آجائے، تو اس کے حق میں لیکوریا ناپاک نہیں سمجھا جائے گا اور وہ انہیں کپڑوں میں نماز ادا کرسکتی ہے۔

و إن كانت أكثر من قدر الدرهم منعت جواز الصلاة.[۲] **و عفا الشارع عن قدر درهم و إن كره تحريماً، فيجب غسله، وما دونه تنزيهاً، فيسنّ و فوقه مبطل فيفرض.**[۳]

مريض تحته ثياب نجسة، و كلما بسط شيئا، تنجس من ساعته صلّى على

---

(۱) إبراهيم بن محمد الحلبي، حلبي كبيري، فصل في الآسار، ص:۱۵۳

(۲) عالم بن علاء الدين الحنفي، تاتارخانيه، كتاب الطهارة، الفصل السابع، في النجاسات و أحكامها، النوع الثاني في مقدار النجاسة التي يمنع جواز الصلوٰة، ج۱،ص:۴۴۰

(۳) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ج۱،ص:۵۲۰

حاله، و كذا لو لم يتنجس إلا أنه يلحقه مشقة بتحريكه.[1]

الجواب صحيح: فقط واللہ اعلم

محمد عارف قاسمی، محمد احسان قاسمی ندوی، امانت علی قاسمی **کتبہ:** محمد غفران قاسمی ۱۱/۱۱/۱۴۴۱ھ

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند استاذ دارالعلوم وقف دیوبند

انقلابِ حقیقت سے کیا مراد ہے؟

(۵۹) **سوال:** حضرت مفتی صاحب، زید مجدہم

ایک مسئلے کی تحقیق مطلوب ہے، امید ہے کہ رہنمائی فرمائیں گے۔

فتاویٰ عالم گیری میں ہے: "**الحمار والخنزير إذا وقع في المملحة، فصار ملحاً، أو بئر البالوعة، إذا صار طيناً يطهر عندهما**" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ گدھا اور خنزیر جب نمک بن جائیں تو پاک ہوجاتے ہیں؛ لیکن فقہاء کہتے ہیں کہ آٹا اگر شراب میں ملا کر روٹی بنائی جائے، تو وہ پاک نہیں ہے، حالاں کہ یہاں بھی شراب روٹی بن گئی، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ انقلابِ ماہیت کی کیا حقیقت ہے جس سے مذکورہ دونوں مسئلوں میں وجہِ فرق بھی سمجھ میں آجائے؟ نیز یہ بھی واضح فرمائیں کہ اگر کوئی صابون خنزیر کی چربی سے بنایا گیا ہو، تو کیا تبدیلیٔ ماہیت کی وجہ سے اس کا استعمال جائز ہوگا یا نہیں؟

المستفتی: عبدالغنی قاسمی

الجواب وبالله التوفيق: آپ کے سوالات کا جواب اس اصول کے سمجھنے پر موقوف ہے کہ انقلابِ حقیقت و ماہیت سے کیا مراد ہے؟ اس بارے میں عرض ہے کہ انقلابِ حقیقت سے مراد یہ ہے کہ وہ چیز فی نفسہٖ اپنی حقیقت کو چھوڑ کر کسی دوسری حقیقت میں تبدیل ہوجائے، مثلاً شراب سرکہ بن جائے یا خون مشک بن جائے یا نطفہ گوشت کا لوتھڑا بن جائے کہ ان تمام صورتوں میں شراب، خون اور نطفے نے اپنی اصل حقیقت چھوڑ دی اور دوسری حقیقتوں میں تبدیل ہوگئے۔ واضح رہے کہ ماہیت وحقیقت بدل جانے کا حکم اسی وقت لگایا جائے گا جب پہلی حقیقت کے

(۱) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، متصل: باب سجود التلاوة، ج۲، ص:۵۷۵

مخصوص آثار اس میں باقی نہ رہیں، جیسے خون کے مشک میں تبدیل ہوجانے سے خون کے مخصوص آثار بالکل زائل ہوجاتے ہیں۔ بعض آثار کا زائل ہوجانا یا قلیل ہونے کی وجہ سے محسوس نہ ہونا تبدیلِ حقیقت کو ثابت نہیں کرتا، جیسا کہ آپ نے سوالِ مذکور میں فقہاء کی یہ تصریح ذکر کی ہے کہ اگر آٹے میں کچھ شراب ملا کر گوندھ لیا جائے اور روٹی پکالی جائے تو روٹی ناپاک ہے۔ ردالمحتار، ج۱،ص:۵۱۹،۵۲۰ میں ہے "**قلت: لكن قد يقال: إن الدّبس ليس فيه انقلاب حقيقة؛ لأنه عصير جمد بالطبخ و كذا السمسم إذا درس واختلط دهنه بأجزاء، ففيه تغيّر وصف فقط، كلبن صار جبناً و برّ صار طحيناً، و طحين صار خبزاً بخلاف نحو خمر صار خلاًّ**" اور وجہ اس کی یہ ہے کہ شراب نے اس صورت میں فی نفسہ اپنی حقیقت نہیں چھوڑی ہے بلکہ اجزاء کے قلیل ہونے کی وجہ سے وہ محسوس نہیں ہورہی؛ کیوں کہ آٹے کے مقابلے میں شراب کے اجزاء کم تھے، پس یہ انقلابِ حقیقت نہیں ہے؛ بلکہ اختلاط ہے۔ اسی طرح حقیقتِ منقلبہ کے بعض غیر مخصوص آثار کا باقی رہ جانا، انقلابِ ماہیت سے مانع نہیں، جیسا کہ شراب کے سرکہ بن جانے کے وقت بھی اس کی رقت باقی رہتی ہے۔ تو چوں کہ رقت، شراب کے ساتھ مخصوص نہیں ہے، اس لیے اس کا باقی رہ جانا انقلابِ حقیقت سے مانع نہیں خلاصہ یہ ہے کہ انقلابِ ماہیت سے مراد یہ ہے کہ ایک شئ دوسری شئ میں اس طرح تبدیل ہوجائے کہ پہلی چیز کے مخصوص آثار و کیفیات میں سے کچھ باقی نہ رہے، بعض کیفیاتِ غیر مخصوصہ کا باقی رہ جانا تبدیلئ ماہیت سے مانع نہیں۔ رہا صابون میں خنزیر کی چربی کا مسئلہ تو عرض ہے کہ صابون بن جانے کے بعد تبدیلی ماہیت کی وجہ سے وہ پاک ہوجاتی ہے اور اس کا استعمال جائز ہوگا: "**و يطهر زيت تنجس بجعله صابوناً، به يفتى للبلوى كتنور رش بماء نجس لا بأس بالخبز فيه.**[1]

جُعل الدهن النجس فى صابون، يفتى بطهارته؛ لأنه تغير، والتغير يطهر عند محمد رحمه الله و يفتى به للبلوى.[2]

الجواب صحیح:
محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد غفران قاسمی ۱۲/۱۱/۱۴۴۱ھ
استاذ دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) ابن عابدين، الدرالمختار مع رد المحتار، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ج۱،ص:۵۱۹
(۲) ایضاً:

بچے کی دودھ کی قئی کا حکم:

(۶۰)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

شیر خوار بچہ دودھ پینے کے فوراً بعد بعض مرتبہ دودھ کی قئی کر دیتا ہے، کیا وہ ناپاک ہے؟ اور اگر وہ قئی کپڑے کو لگ جائے، تو کیا کپڑے کو دھونا ضروری ہے؟

المستفتی: محمد عابد، دہلی

الجواب وبالله التوفيق: اگر بچہ نے دودھ پینے کے فوراً بعد قئی کردی ہے اور وہ دودھ ابھی حلق سے نیچے نہیں اترا تھا، بلکہ منہ میں ہی تھا اور بچہ نے قئی کردی تو وہ ناپاک نہیں ہے۔ اگر وہ بدن میں یا کپڑے میں لگ جائے تو اس کو دھونا ضروری نہیں ہے، ہاں اگر وہ دودھ حلق سے نیچے اتر گیا تھا پھر بچے نے دودھ کی قئی کی تو وہ ناپاک ہے، اس کے بدن یا کپڑے پر لگنے کی صورت میں دھونا ضروری ہے اس لیے کہ حلق میں جانے کی وجہ سے اس کا اتصال نجاست سے ہوگیا ہے۔

و كذا الصبي إذا ارتضع و قاء من ساعته قيل هو المختار والصحيح ظاهر الرواية، أنه نجس لمخالطته النجاسة و تداخلها فيه بخلاف البلغم.[1]

قال الحسن "إذا تناول طعاما أو ماء ثم قاء من ساعته لا ينقض، لأنه طاهر حيث لم يستحل و إنما اتصل به قليل القئي فلا يكون حدثا فلا يكون نجسا، و كذا الصبي إذا ارتضع و قاء من ساعته و صححه في المعراج و غيره، و محل الاختلاف ما إذا وصل إلى معدته ولم يستقر، أما لو قاء قبل الوصول إليها وهو في المرئي فإنه لا ينقض اتفاقا... لأن ما يتصله به قليل وهو غير ناقض.[2]

فقط واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: امانت علی قاسمی ۴/۱/۱۴۴۲ھ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی ندوی غفرلہ، محمد عارف قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

(۱)ابراهيم، حلبي كبيري، ج۱،ص:۱۲۹

(۲)ابن نجيم، البحر الرائق، كتاب الطهارة، ج۱،ص:۶۷

حیض کے دوران پہنے ہوئے کپڑوں کا حکم:

(۶۱)**سوال**: ماہواری کے ایام میں جو کپڑے پہنے جاتے ہیں کیا انہیں مکمل دھویا جانا ضروری ہے یا صرف ان حصوں کو جہاں غلاظت لگی ہے دھونا کافی ہے؟

المستفتی: محمد شبیر احمد، دربھنگہ

الجواب وبالله التوفيق: کپڑے کا جو حصہ ناپاک ہوا ہے اسے پاک کرنا ضروری ہے اور جو پاک ہو اس کے استعمال میں کوئی حرج نہیں۔

يجوز رفع نجاسة حقيقية عن محلّها.[1] **و إزالتها إن كانت مرئية بإزالة عينها، و أثرها إن كانت شيئا يزول أثره.**[2]

الجواب صحیح: واللہ اعلم بالصواب

محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی **کتبہ**: محمد غفران قاسمی

مفتیان دار العلوم وقف دیوبند استاذ دار العلوم وقف دیوبند ۱۷/۱۱/۱۴۴۱ھ

❀ ❀ ❀

(۱)ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الطهارة، باب الأنجاس ، ج۱،ص:۵۰۹

(۲)جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الأول، في تطهير الأنجاس، منها: الغسل، ج۱،ص:۹۶

فصل ثانی

پانی کا بیان

جس کنویں میں دواڈالی گئی ہواس سے وضواور غسل کا حکم:

(۶۲)**سوال**: سرکار کی طرف سے آج کل کنوؤں میں دواڈالی جارہی ہے،اس کنویں کے پانی سے وضوکرنا کیسا ہے؟

المستفتی: مولوی عبدالخالق،لپکری

الجواب وبالله التوفيق:اس سے وضوکرنا درست ہے[1]''و تجوز الطهارة بماء خالطه شيء طاهر، إلى قوله: والماء الذي يختلط به الأشنان أوالصابون أو الزعفران بشرط أن تكون الغلبة للماء من حيث الأجزاء بأن تكون أجزاء الماء أكثر من أجزاء المخالط. هذا إذا لم يزل منه اسم الماء الخ، كبيري''۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۵/۲۸: ۱۴۱۸ھ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

دہ دردہ گڑھے کے پانی سے وضوو غسل:

(۶۳)**سوال**: ہمارے یہاں ایک بڑا گڑھا ہے،اس میں پانی جمع ہوتا ہے جودہ دردہ سے زیادہ ہے،تواس کا پانی قابل استعمال ہے یانہیں؟

المستفتی: قاری اللہ مہر صدیق،مظفرنگر

الجواب وبالله التوفيق:صورت مسئولہ میں اگر پانی کا رنگ، بو،اورمزہ پورے طور

(۱)و تجوز الطهارة بالماء المطلق كماء السماء والعين والبئر والأودية والبحار، و إن غير طاهر بعض أوصافه كالتراب والزعفران والصابون(عبدالرحمٰن بن محمد، مجمع الأنهر،كتاب الطهارة، ج۱،ص:۴۴)
(۲) ابراهيم حلبي، كبيري، فصل في بيان أحكام المياه، ص:۷۸

پر تبدیل نہ ہوا ہو، تو اس سے وضو وغسل دونوں جائز ہیں۔[۱]

الجواب صحیح: خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۱۶/۱۱/۱۴۲۰ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

تالاب سے وضوء کرنا:

(۶۴) **سوال:** اگر تالاب گھر کے پاس ہی ہو، تو ہر نماز کے لیے اس سے وضو کرنا کیسا ہے؟
المستفتی: جمیل احمد، بجنور

الجواب وباللہ التوفیق: اگر تالاب دہ در دہ ہے اور اس میں کوئی ظاہری نجاست بھی نہیں ہے، تو اس سے وضو کرنا اور نماز پڑھنا درست ہے۔[۲]

الجواب صحیح: خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عارف قاسمی ۱۷/۲/۱۴۲۰ھ
رکن دارالافتاء دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ولا بماء قليل وقع فيه نجس مالم يكن غديراً أو لم يكن عشراً في عشر. (عبدالرحمٰن بن محمد، مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر، فصل الطهارة بالماء المطلق، ج۱،ص:۴۶-۴۷)؛ و قال في شرحه "مجمع الانهر" والمعنى لا تجوز الطهارة بماء قليل وقع فيه نجس مالم يكن غديراً، أو لم يكن عشراً في عشر. (ابراهيم بن محمد الحلبى، مجمع الأنهر، ج۱،ص:۴۷)؛ والغدير العظيم الذي لا يتحرك أحد طرفيه بتحريك الطرف الآخر إذا وقعت نجاسة في أحد جانبيه، جاز الوضوء من الجانب الآخر..... و بعضهم قدروا بالمساحة عشرا في عشر بذراع الكرباس توسعة للأمر على الناس، و عليه الفتوىٰ. (المرغينانى، الهدايه كتاب الطهارة، باب الماء الذي يجوز به الوضوء ومالا يجوز به، ج۱،ص:۳۶-۳۷)؛ والماء الراكد إذا كان كثيراً، فهو بمنزلة الجاري، لا يتنجس جميعه بوقوع النجاسة في طرف منه، إلا أن يتغير لونه أو طعمه أو ريحه..... قال ابوسليمان الجوزجاني: إن كان عشراً في عشر، فهو مما لا يخلص. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهنديه، كتاب الطهارة، الباب الثالث: في المياه، النوع الثانيي: الماء الراكد، ج۱،ص:۷۰)

(۲) والغدير العظيم الذي لا يتحرك أحد طرفيه بتحريك الطرف الآخر، إذا وقعت نجاسة في أحد جانبيه، جاز الوضوء من الجانب الآخر..... و بعضهم قدروا بالمساحة عشرا في عشر بذراع الكرباس توسعة للأمر على الناس، و عليه الفتوىٰ. (المرغينانى، الهدايه، كتاب الطهارة ، ج۱، باب الماء الذي يجوز به التوضؤ مالا يجوز به، ص:۳۶،۳۷)، الماء الراكد إذا كان كثيراً، فهو بمنزلة الجاري..... بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر.....

حوض کا طول وعرض کتنا ہونا چاہیے؟

(۶۵)**سوال**: حوض کا طول وعرض یکساں ہونا ضروری ہے یا نہیں؟ لمبائی اور گہرائی کتنی ہونی چاہیے؟

المستفتی: مولوی محمد اسد اللہ اختر

الجواب وبالله التوفيق: حوض کا طول وعرض یکساں ہونا ضروری نہیں ہے، کمی بیشی کی گنجائش ہے، جب کہ حساب دہ دردہ کا عمومی طور پر پورا ہو جائے، مثلث اور مربع ہونے کے اعتبار سے مجموعی مقدار دہ دردہ کے برابر ہو جانی چاہیے اور گہرائی اتنی مقدار میں ہونی چاہیے کہ چلو بھرنے سے زمین نظر نہ آئے[1] ''**أما إذا كان عشراً في عشر بحوضٍ مربع أو ستة وثلاثين في مدور وعمقه أن يكون بحال لا تنكشف أرضه بالغرف منه على الصحيح**[2] **هذا القدر إذا ربع يكون عشراً في عشر وفي المثلث كل جانب منه يكون ذرعه خمسة عشر ذراعاً وربعاً وخمسًا**''۔[3]

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۲۱/۱: ۱۴۱۹ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

پچھلے صفحہ کا بقیہ.....قال أبو سليمان الجوزجاني: إن كان عشراً في عشر، فهو مما لا يخلص. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، كتاب الطهارة، الباب الثالث: في المياه، النوع الثانی : الماء الراكد، ج۱،ص:۷۰)؛ والمعنى لا تجوز الطهارة بماء قليل وقع فيه نجس مالم يكن غديراً، أو لم يكن عشراً في عشر. (عبدالرحمن بن محمد، مجمع الأنهر، ج۱،ص:۴۷)

(۱)و حقق في البحر أنه المذهب، و به يعمل و أن التقدير بعشر في عشر لا يرجع إلى أصل يعتمد عليه و رد ما أجاب به صدر الشريعة، لكن في النهر: و أنت خبير بأن المتبادر العشر أضبط ولا سيما في حق من لا رأى له من العوام فلذا أفتى به المتأخرون الأعلام: أي في الربع بأربعين، و في المدور بستة و ثلاثين وفي المثلث من كل جانب خمسة عشر و ربعا و خمسا بذراع الكرباس ولو له طول لا عرض لكنه يبلغ عشرا في عشر جاز تيسيره ولو أعلاه عشرا. (ابن عابدين رد الحتار على الدر المختار،كتاب الطهارة، باب المياه، مطلب:لو أدخل الماء من أعلى الحوض، ج۱،ص:۳۴۳/۴۰)

(۲) احمد بن محمد بن اسماعيل الطحاوي، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، شرح نورالإيضاح، كتاب الطهارة، قبيل فصل في بيان أحكام السؤر، ص:۲۷

(۳)ایضاً:

کنویں کے پانی سے وضو کرنا اور کھانا بنانا:

(۶۶)**سوال**: ایک شخص کنویں سے پانی لے کر کھانا بناتا ہے اور جب اس کو وہ پانی وضو کے لیے دیتے ہیں، تو کہتا ہے کہ یہ پانی ناپاک ہے؛ تو کیا اس پانی سے وضو درست نہیں ہے؟

المستفتی: مظاہر حسن، پر پیاری

الجواب وبالله التوفيق: کنواں پاک ہے، تو اس سے وضو بھی درست ہے[1] اور ناپاک ہے تو اس پانی کو کھانے میں استعمال کرنا بھی جائز نہیں ہے۔[2]

الجواب صحیح: خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۱۳/۱: ۱۴۲۷ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کنویں میں چڑیا گر جائے، تو کیسے پاک کیا جائے؟

(۷۶)**سوال**: ایک کنویں میں چڑیا گر کر مر گئی اور پھول پھٹ گئی، اگر نمازی اس کنویں کے پانی سے وضو بنا کر برابر نماز پڑھتے رہے، پھر معلوم ہو جانے پر ۳۶۰/ڈول نکال دیے، (کہ شام کے وقت کچھ نکالے اور مابقیہ اگلے دن نکالے)، تو کیا اس طرح کنواں پاک ہوگا؟ اور پڑھی جانے والی نماز کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: مولوی مطلوب، سہارنپور

---

(۱)عن راشد بن سعد عن أبي أمامة قال: قال رسول اللّه ﷺ: إن الماء لا ينجسه شيء إلا ما غلب على ريحه و طعمه و لونه. (أخرجه ابن ماجه، في سننه، تحقيق: محمد فواد عبدالباقي: باب الحيض، ج۱، ص:۱۷۴، رقم الحديث ۵۲۱)

(۲)و بتغير أحد أوصافه من لون أو طعم أو ريح ينجس الكثير ولو جارياً إجماعاً. (ابن عابدين، رد المحتار، كتاب الطهارة، باب المياه، مطلب: حكم سائر المائعات، ج۱،ص:۳۳۱)؛ و أما إذا بقى على رقته و سيلانه فإنه لا يضر أي لا يمنع جواز الوضوء به، تغير أوصافه كلها بجامد خالطه بدون طبخ كزعفران و فاكهة و ورق شجر الخ (احمد بن محمد، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، باب المياه على خمسة أقسام من حيث طهارتها، ج۱،ص:۲۵)

الجواب وبالله التوفيق: اگر چڑیا کنویں میں گر کر مرگئی اور پھول پھٹ گئی، تو اس کنویں سے دوسو سے تین سو تک ڈول پانی نکالے جائیں ''تیسرا للناس'' اسی قول پر فتویٰ ہے۔ شامی اور ہدایہ وغیرہ میں امام محمد رحمۃ اللہ کا قول یہی نقل کیا ہے: شامی، کنز اور ملتقی نے اسی کو معتمد ومفتی بہ قرار دیا ہے ''وقيل يفتى بمأة إلى ثلثة مأة وهذا أيسر وقال في رد المحتار وهو مروي عن محمد وعليه الفتوىٰ خلاصة وجعله في العناية رواية عن الإمام وهو المختار والأيسر''[1] دوسو واجب اور تین سو مستحب ہیں۔

اگر کنویں کا پانی دو قسطوں میں نکالا گیا، تو بھی کنواں پاک ہوگیا، اصل مقصود دوسو ڈول نکالنا ہے، خواہ پانی زائد ہی ہو جائے ''و صرح بأن الصحيح نزح مقدار ما بقي وقت الترك: أي فلا يجب نزح الزائد .... وأنه لا يجب نزح ما زاد بعده''[2]

اگر جانور کا کنویں میں گرنا متعین طور پر معلوم ہو اور دو آدمیوں کی شہادت مل جائے، تو جس وقت جانور کنویں میں گرا ہے، اس وقت اور اسی دن سے نمازوں کا حساب لگایا جائے گا اور ان کو لوٹایا جائے گا، اگر معلوم نہ ہو سکے اور جانور پھول پھٹ گیا، تو تین دن تین رات کی نمازیں لوٹائی جائیں ''ويحكم بنجاستها مغلظة من وقت الوقوع إن علم، و إلا فمذ يوم و ليلة إن لم ينتفخ و لم يتفسخ، و مذ ثلاثة أيام ولياليها إن انتفخ أو تفسخ.''[3]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۱۲/۱۹: ۱۴۱۶ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

جو حوض دہ در دہ سے کم ہو، اس سے وضو کرنا:

(۶۸) **سوال**: مہاراشٹرا میں بعض مساجد میں شافعی مصلیٰ ہوتا ہے، ان کا حوض دہ در دہ نہیں

(۱) كما في الاختيار و أفاد في النهر أن المأتين واجبتان والمأة الثالثة مندوبة. (ابن عابدين، ردالمحتار على الدر المختار، كتاب الطهارة، باب المياه، فصل في البئر، ج۱،ص:۳۷۱)
(۲) ایضاً: (۳) ایضاً:

ہوتا، مساجد دور دور ہوتی ہیں، تو حنفی مسلک والوں کے لیے اس حوض سے وضو کر کے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

المستفتی: عبدالرحمٰن، مہاراشٹری

الجواب وبالله التوفيق: جو حوض دہ در دہ سے کم ہو، جب تک اس میں نجاست گرنے کا یقین نہ ہو، تو وہ حوض پاک ہے، حنفی مسلک کے ماننے والوں کے لیے اس حوض سے وضو بنا کر نماز پڑھنا درست ہے۔[1]

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران غفرلہ دیوبندی ۱۴/۴: ۱۴۱۲ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

ناپاک حوض کو پاک کرنے کا طریقہ:

(۶۹) **سوال:** اگر حوض میں نجاست: حیض کے کپڑے وغیرہ گر جائیں، تو حوض کیسے پاک ہوگا؟

المستفتی: اکرم اللہ، سندھی

الجواب وبالله التوفيق: اگر حیض اور نجاست وغیرہ گرنے سے ناپاک ہو جائے، تو وہ حوض ناپاک ہے اور حوض کا تمام پانی نکالنے سے حوض پاک ہوگا۔[2]

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران غفرلہ دیوبندی ۱۶/۴: ۱۴۱۲ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) والماء الراكد الأصل عندنا : أن الماء القليل مالم يكن عشرا في عشر يتنجس بوقوع النجاسة فيه (ابراهيم الحلبي، حلبي كبيري، فصل في أحكام الحياض، ص:۸۲)؛ واعلم أنهم اتفقوا على أن الماء القليل يتنجس بوقوع النجاسة فيه. (عبدالرحمن بن محمد، مجمع الأنهر، كتاب الطهارة، ج۱، ص:۴۶)؛ ولا (أي لا ينجس) لو تغير بطول مكث فلو علم نتنه بنجاسة لم يجز، ولو شك فالأصل الطهارة (ابن عابدين، الدر المختار مع ردالمحتار، كتاب الطهارة، باب المياه، مطلب: حكم سائر المائعات كالماء في الأصح، ج۱، ص:۳۳۲)

(۲) إذا وقعت نجاسة في بئر دون القدر الكثير، أو مات فيها حيوان دموي وانتفخ أو تفسخ، ينزح كل مائها بعد إخراجه. (ابن عابدين، تنوير الأبصار مع الدر المختار و رد المحتار، كتاب الطهارة، فصل في البئر، ج۱، ص:۳۶۶-۳۶۷)؛ و إذا وقعت في البئر نجاسة، نزحت. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهنديه، كتاب الطهارة، النوع الثالث: ماء الآبار، ج۱، ص:۷۱)

ناپاک حوض کے پانی سے استنجاء کرنا:

(۷۰)**سوال**: ناپاک حوض کے پانی سے استنجاء کرکے نماز پڑھائی، تو نماز درست ہوئی یا نہیں؟

المستفتی: اکرم اللہ، سندھی

الجواب و باللہ التوفیق: ناپاک حوض سے وضو بنا کر یا استنجاء کر کے جو نماز پڑھی ہے، اس کا اعادہ ضروری ہے۔[1]

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران غفرلہ دیوبندی ۴/۱۶: ۱۴۱۲ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کنویں کے پاکی کے مسائل:

(۷۱)**سوال**: اکثر چھپکلی کنویں میں گر کر مرجاتی ہے، کبھی پھول پھٹ کر نکلتی ہے، کبھی بغیر پھولے پھٹے نکلتی ہے، تو اس صورت میں کنویں کا کتنا پانی نکالا جائے گا، جب کہ کنواں بہت ہی گہرا ہے۔

اگر چڑیا، چوہا پھولا پھٹا نکلے، تو اس صورت میں کتنا پانی نکالا جائے گا؟

اگر جوتا چپل گر جائے، تو اس کیا حکم ہے؟

المستفتی: ادارہ درس قرآن، دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: اگر وہ چھپکلی جس میں خون ہوتا ہے، کنویں میں گر جائے اور پھولے پھٹے نہیں، مردہ نکل آئے، تو تیس ڈول پانی نکالے جائیں گے، اگر پھول پھٹ گئی، تو اس کو نکال کر کنویں کا سارا پانی نکالا جائے گا؛ لیکن اگر کنویں کا پانی اس قدر ہے کہ اس کا نکالنا بھی مشکل ہے، تو تین سو ڈول نکال لیے جائیں، اس طرح کنواں پاک ہو جائے گا۔ چڑیا اور چوہے کا بھی یہی

---

(۱)لا يستنجي بالأشياء النجسة (على بن عثمان، سراجيه، كتاب الطهارة، باب الاستنجاء، ج۱،ص:۶۱)؛ و(بل يمسحه بنحو حجر) و مدر و طين يابس و تراب و خشب و قطن و خرقة وغيرها طاهرة (عبدالرحمن بن محمد، مجمع الأنهر، كتاب الطهارة، با ب الأنجاس،ج۱،ص:۹۷)؛ ولا يستنجى بالأشياء النجسة (جماعة من علماء الهند،الفتاوى الهنديه، كتاب الطهارة، الباب السابع: في النجاسة و أحكامها، الفصل الثاني، في الأعيان النجسة، والنوع الثاني: المخففة، و صفة الاستنجاء بالماء، ج۱،ص:۱۰۵)

حکم ہے، اگر پھول پھٹ گیا ہواور اگر پھولا پھٹا نہ ہو،تو بیس سے تیس ڈول تک نکالا جائے گا۔جوتا چپل اگر نجس ہے،تو سارا پانی ناپاک ہوگیا،اس کو پاک کرنے کا وہی طریقہ ہے، جواوپر مذکور ہوا۔اگر جوتا چپل ناپاک نہیں تھا،تو کنویں کا پانی پاک ہے،اس میں شبہ نہ کیا جائے۔[1]

الجواب صحیح: فقط:واللہ اعلم بالصواب

سیداحمدعلی سعید **کتبہ:** محمدعمران غفرلہ دیوبندی ۱۳/۵: ۱۴۱۴ھ

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کنویں میں بلی گرکر پھول جائے:

(۷۲)**سوال:** مسجد کے کنویں میں ایک بلی گرگئی تھی، جب وہ پھول کر اوپر آئی، تب نمازیوں کومعلوم ہوا،تو اب کتنے وقت کی نماز لوٹانی ہوگی اور کنویں سے کتنے ڈول پانی نکالا جائے کہ وہ کنواں پاک ہوجائے؟

المستفتی:شعیب الرحمٰن،متعلم مدرسہ ہذا

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ صورت میں وہ کنواں تین دن تین رات سے ناپاک سمجھا جائے گا اور جن لوگوں نے اس مدت میں اس کے پانی سے وضوء کیا یا نہا کر نماز پڑھی ہے،ان کو اپنی نماز کا اعادہ کرنا ضروری ہوگا اور کنویں کا سارا پانی نکالا جائے گا،اگر سارا پانی ممکن نہ ہو،تو تین سو ڈول کا نکالنا واجب ہوگا،اس کے بعد کنواں پاک ہوجائے گا۔[2]

الجواب صحیح: فقط:واللہ اعلم بالصواب

سیداحمدعلی سعید **کتبہ:** محمدعمران غفرلہ دیوبندی ۹/۴: ۱۴۱۲ھ

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)لو كان للضفدع دم سائل يفسد أيضا، و مثله لو ماتت حية برية لا دم فيها في إناء لاينجس، و إن كان فيها دم ينجس. (ابن الهمام، فتح القدير، كتاب الطهارة، باب الماء الذى يجوز به الوضوء ومالا يجوز،ج۱، ص:۹۰)؛و إن ماتت فيها فارة أو عصفورة أو سودانية أو صعوة أوسام ابرص نزح منها عشرون دلوا إلى ثلاثين بحسب كبر الدلو و صغرها؛ يعني بعد إخراج الفارة لحديث انس رضي الله تعالىٰ الخ. إلى فإن انتفخ الحيوان فيها أو تفسخ نزح جميع ما فيها. (المرغينانى، الهدايه، كتاب الطهارة، فصل في البئر، ج۱،ص:۴۳-۴۲)؛ ينزح كل مائها بعد إخراجه لا إذا تعذر كخشبة أو خرقة متنجسة. (ابن عابدين، الدرالمختار مع رد المحتار، كتاب الطهارة، باب المياه، فصل في البئر، ج۱،ص:۳۶۸)

(۲)فإن انتفخ الحيوان فيها أو تفسخ نزح ما فيها صغر الحيوان .....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

استنجے کے بعد بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا:

(۷۳)**سوال**: استنجاء کرنے کے بعد کافی پانی موجود ہوتا ہے، تو کیا اس سے وضوء کرنا درست ہے؟

المستفتی: اختر حسین، ضلع سہارنپور

الجواب وبالله التوفيق: چوں کہ اس میں کوئی ناپاکی نہیں ہے، اس لیے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا جائز ہے۔[1]

الجواب صحیح: سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران غفرلہ دیوبندی ۱۵/۱: ۱۴۱۴ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

حوض میں ہندو مزدور گر گیا، تو پانی کا کیا حکم ہے؟

(۷۴)**سوال**: ایک مسجد میں ایک ہندو مزدور کام کر رہا تھا، وہ حوض میں گر گیا، تو پانی پاک رہا یا ناپاک ہو گیا؟

المستفتی: حاجی محمود حسن، ممبئی

الجواب وبالله التوفيق: دہ در دہ حوض کا پانی جاری پانی کے حکم میں ہوتا ہے؛ اس

.....گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ.....أو كبر لانتشار البلة في أجزاء الماء. (المرغيناني الهدايه، كتاب الطهارة، فصل في البئر، ج۱،ص:۴۳)، و إن كانت قد انتفخت أو تفسخت أعادوا صلوة ثلثة أيام و لياليها. (المرغيناني، الهدايه، كتاب الطهارة، فصل في البئر، ج۱،ص:۴۳)؛و(متنفخ) ينجسها من ثلاثة أيام و لياليها إن لم يعلم وقت وقوعه. (احمد بن محمد، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الطهارة، فصل في مسائل آبار، ص:۴۱)

(۱)اس پانی سے وضو کرنا بلا کراہت جائز ہے۔فقط، فتاویٰ رشیدیہ، باب غسل ووضو کا بیان، ص:۲۸۳)؛وطاهر مطهر غير مكروه وهو الماء المطلق الذي لم يخالطه ما يصير به مقيداً. (احمد بن محمد، حاشيه الطحطاوى على مراقى الفلاح، كتاب الطهارة، ص:۲۱)؛و قوله عليه السلام: الماء طهور لا ينجسه شيء إلا ما غير طعمه أو لونه أو ريحه. (محمود بن احمد، البنايه، كتاب الطهارة، باب الماء الذي يجوز به الوضوء و مالا يجوز ،ج۱، ص:۳۵۳)؛قلت معنى قوله عليه السلام: الماء طهور لا ينجسه شيء إلا ماغير. الحديث، أي لا ينجسه شيء نجس.(محمود بن أحمد، البنايه، كتاب الطهارة، باب الماء الذي يجوز به الوضو ومالا يجوز به، ج۱،ص:۳۶۲)

لیے اس پانی میں جب تک ناپاکی کا اثر محسوس نہ ہو، تو وہ پانی پاک ہے۔ اسی طرح اگر نجاست کے گرنے سے پانی کے رنگ، یا بو، یا مزہ، میں فرق نہ آئے، تو حوض کا پانی ناپاک نہ ہوگا؛ لہٰذا اس مذکورہ صورت میں بھی حوض کا پانی ناپاک نہ ہوگا۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۲۱/۵: ۱۴۱۹ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

سقایہ میں چھپکلی مری نظر آئی، تو پانی کا کیا حکم ہے؟

(۷۵) **سوال:** ایک سقایہ جس کے پانی سے لوگ وضوء کر کے نماز پڑھتے ہیں، ایک دن صفائی کے وقت ایک مری ہوئی اور پھولی ہوئی چھپکلی نظر آ گئی، تو سقایہ کو کب سے ناپاک سمجھا جائے گا؟ اور اس سے وضوء کرنے والوں کو کتنے دن کی نمازیں لوٹانی ہوں گی؟

المستفتی: جمیل احمد، پروا، فیاض علی، میرٹھ شہر

الجواب وباللہ التوفیق: تین دن سے ناپاک مانا جائے گا اور تین دن کی نمازوں کا اعادہ کیا جائے گا۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید ۹/۲: ۱۴۱۰ھ
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) إن الغدير العظيم كالجاري لا يتنجس إلا بالتغير من غير فصل، هكذا في "فتح القدير" (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهنديه، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الأول ما يجوز به التوضوء، النوع الثاني الماء الراكد، ج۱،ص:۷۰)؛ و بتغير أحد أوصافه من لون أو طعم أو ريح ينجس الكثير ولو جارياً إجماعاً، أما القليل فينجس و إن لم يتغير. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الطهارة، باب المياه، مطلب حكم سائر المائعات كالماء في الأصح، ج۱،ص:۳۳۲)؛ والغدير العظيم الذي لا يتحرك أحد طرفيه بتحريك الطرف الآخر إذا وقعت نجاسة في أحد جانبيه، جاز الوضوء من الجانب الآخر (المرغينانی،هداية، كتاب الطهارةِ باب الماء الذى يجوز به الوضوء ومالا يجوز به، ج۱،ص:۳۶)

(۲) و يحكم بنجاستها مغلظة من وقت الوقوع إن علم، و إلا فمذ يوم و ليلة إن لم ينتفخ ولم يتفسخ، و هذا في حق الوضوء والغسل. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الطهارة، باب المياه، فصل في البئر، ج۱،ص:۳۷۵)، و تنجسها أي البئر من وقت الوقوع إن علم و إلا فمنذ ..... بقیہ حاشیہ اگلے ص: پر.....

کیا کنویں کی پاکی کے لیے یک بارگی سارا پانی نکالا جائے؟

(۷۶)**سوال**: اگر کنواں ناپاک ہو جائے، تو ایک ہی دفعہ میں تمام ڈولوں کا نکالنا ضروری ہے، یا کئی دن تک تھوڑا تھوڑا نکالا جا سکتا ہے؟ اور یہ اندازہ کرلیا جائے کہ سارا پانی نکل گیا ہے۔

المستفتی: ظریف احمد، نگینہ،

الجواب وباللہ التوفیق: اگر کنواں شرعی حوض کی طرح دہ در دہ نہ ہو اور وہ ناپاک ہو جائے، تو ایک ہی دفعہ میں سارا پانی نکالنا ضروری نہیں ہے، اگر تھوڑا تھوڑا پانی کر کے کئی مرتبہ میں پانی نکالا جائے اور اندازے کے مطابق پورا پانی نکل جائے، تو کنواں پاک ہو جائے گا اور پورا پانی جب تک نہ نکلے، اس وقت اس پانی سے دھوئے ہوئے کپڑے اور برتن ناپاک ہوں گے اور ان کپڑوں کو پہن کر جو نماز پڑھی گئی ہے، وہ نماز بھی لوٹائی جائے گی۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۶/۲۴: ۱۴۱۹ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

پچھلے ص: کا بقیہ حاشیہ.....یوم و لیلة إن لم ینتفخ، و إن انتفخ أو تفسخ فمنذ ثلاثة أیام و لیالیها. (محمد بن فرامرز، درر الحکام شرح غرر الأحکام، فصل بئر دون عشر في عشر وقع فیها نجس، ج۱،ص:۲۶)؛ و إن لم ینتفخ الواقع أو لم یتفسخ و من ثلاثه أیام ولیالیها إن انتفخ أو تفسخ. (عبدالرحمن بن محمد، مجمع الأنهر في شرح ملتقی الأبحر، کتاب الطهارة، فصل تنزح البئر لوقوع نجس، ج۱،ص:۵۳)

(۱) و لو نزح بعضه ثم زاد في الغد نزح قدر الباقي في الصحیح خلاصة قوله "خلاصة" و مثله في الخانیة، وهو مبني علی أنه لا یشترط التوالي وهو المختار: (ابن عابدین، الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الطهارة، باب المیاه، فصل في البئر، ج۱،ص:۳۶۹)؛ و لا یشترط التوالي في النزح حتی لو نزح في کل یوم دلو، جاز. (ابن نجیم، البحر الرائق، کتاب الطهارة، ج۱،ص:۲۰۹)؛ وکذلك اختلفوا في التوالي في النزح، فبعضهم شرطوا التوالي، و بعضهم لم یشترطوا، ثم علی قول من لم یشترط التوالي إذا نزح بعض الماء في الیوم، ثم ترکوا النزح، ثم جاؤوا من الغد فوجدوا الماء قد ازداد فعند بعضهم ینزح کل ما فیه، و عند بعضهم مقدار ما بقي عند ترك النزح من الأمس، وفي الفتاویٰ العتابیة: هو الصحیح. (عالم بن علاؤ الدین الحنفي، الفتاویٰ التارخانیه، کتاب الطهارة، الفصل الرابع، في المیاه التي یجوز الوضوء بها، ج۱،ص:۳۲۷)

مستعمل پانی پینے اوراس سے کھانا بنانے کا حکم:

(۷۷)**سوال**: بہشتی زیور میں لکھا ہے کہ مستعمل پانی سے کھانا بنانا، نہانا اور پینا مکروہ ہے۔ جب کہ کتب فقہ میں ہے کہ مستعمل پانی مطہر نہیں ہے، بلکہ طاہر ہے؛ اس کی وضاحت کریں؟

المستفتی: مشتاق احمد صاحب، کشمیر

الجواب وبالله التوفيق: وہ پانی طاہر ہے، اس سے کھانا بنانے نہانے کی گنجائش ہے اور مطہر نہیں ہے، اس لیے بہشتی زیور میں کراہت لکھی گئی ہے؛ لہٰذا کوئی بات قابل اعتراض نہیں ہے۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۱۳/۸: ۱۴۱۹ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کنویں میں پیشاب کردیا، تواس کا کیا حکم ہے؟

(۷۸)**سوال**: ایک کنواں ہے، جس میں ایک بچے نے یا بڑے نے پیشاب کر دیا ہے لوگوں میں جب اس کا ذکر ہوا؛ تو لوگوں نے کہا کہ علماء دین سے اس کا مسئلہ پوچھنا چاہیے تو لوگوں نے پوچھا۔ ایک عالم دین نے بتایا کہ تین سو ڈول پانی کے نکال دیئے جائیں، کنواں پاک

(۱) اتفق أصحابنا رحمهم الله أن الماء المستعمل ليس بطهور، حتى لا يجوز التوضي به، فلا يجوز غسل شيء من النجاسات به..... واختلفوا في طهارته، قال محمد رحمه الله: وهو طاهر غير طهور، وهو رواية عن أبي حنيفةؒ و عليه الفتوىٰ. (الفتاوىٰ التاتارخانيه، كتاب الطهارة، الفصل الرابع، في المياه التي يجوز الوضوء بها، ج۱،ص:۳۴۴)؛ و هو (أي الماء المستعمل) طاهر، ولو من جنب، وهو الظاهر، لكن يكره شربه والعجن به تنزيهاً للاستقذار. (ابن عابدين، الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الطهارة، باب المياه، مطلب في تفسير القربة والثواب، ج۱،ص:۳۵۲)؛ واتفق أصحابنا رحمهم الله: أن الماء المستعمل ليس بطهور حتى لا يجوز التوضؤ به، واختلفوا في طهارته، قال محمد رحمه الله : هو طاهر، وهو رواية عن أبي حنيفةؒ و عليه الفتوىٰ. (جماعة من علماء الهند، الفتاوى الهنديه، كتاب الطهارة، الفصل الثانى فيما لايجوز به التوضوء، ج۱،ص:۷۵)

ہوجائے گا۔اب اس کنویں کا پانی نکال دیا گیا اور کچھ لوگ وضوء اور غسل کرنے لگے اور کچھ لوگ دوسرے عالم دین کے پاس گئے۔انہوں نے بتایا کہ سارا پانی نکالنا پڑے گا، بغیر سارا پانی نکالے کنواں پاک نہیں ہوگا، اب اس جگہ دو جماعت ہوگئی، ایک پہلے والے مسئلہ پر اٹل رہی اور کچھ لوگ دوسرے مسئلہ پر اٹل رہے، وہ کہتے ہیں کہ جب تک پورا پانی نہیں نکلے گا، ہم کنویں کو پاک نہیں سمجھیں گے اور وضو وغسل کے لیے اس پانی کو استعمال نہیں کریں گے۔تو حضرت آپ یہ بتائیں کہ تین سوڈول پانی سے کنواں پاک ہوا یا نہیں؟

المستفتی: عتیق الرحمٰن قاسمی، مدھیہ پردیش

الجواب وباللہ التوفیق: ایسی صورت میں مسئلہ تو یہی ہے کہ کنویں کا کل پانی نکال دیا جائے؛ لیکن اگر کنواں بڑا ہو کہ جس کی وجہ سے تمام پانی کا نکالنا دشوار ہو، تو پھر اس میں سے دوسو سے تین سو کے درمیان ڈول نکال دیئے جائیں، تو کنواں پاک ہوجاتا ہے، تو صورت مسئولہ عنہا میں اگر مذکورہ کنویں کا سوت بھی بڑا ہے اور تین سوڈول بھی نکال دیے، تو کنواں پاک ہوگیا، شبہ نہ کیا جائے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید ۳/۱۰: ۱۴۱۴ھ

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)و إن تعذّر نزح كلها لكونها معينا فبقدر ما فيها وقت إبتداء النزح، قاله الحلبي يؤخذ ذلك بقول رجلين عدلين لهما بصارة بالماء به يفتى، و قيل يفتى بمائة إلى ثلاث مائة، و هذا أيسر.، قوله (وقيل الخ) جزم به في الكنز والملتقى وهو مروي عن محمد، و عليه الفتوىٰ. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الطهارة، باب المياه، فصل في البئر، ج۱،ص:۳۷۰/۳۷۱)؛وثم في كل موضع وجب نزح جميع الماء، ينزح حتى يغلبهم الماء، وفي الينابيع : هو الصحيح، وفي الفتاوى العتابية : و عن أبي حنيفة رحمه الله إذا نزح مائتان أو ثلاث مائة، فقد غلبهم الماء، وهو المختار. (الفتاوىٰ التاتارخانيه، كتاب الطهارة، الفصل الرابع، في المياه التي يجوز الوضوء بها، ج۱،ص:۳۲۶)،و إذا وجب نزح جميع الماء، ولم يكن فراغها لكونها معيناً، يُنزح مائتا دلو، هكذا في التبيين، و هذا أيسر. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهنديه، كتاب الطهارة، النوع الثالث: ماء الآبار، ج۱،ص:۷۱)

نالی کے کیڑوں کا بالٹی یا لوٹوں میں گر جانا:

(۷۹)**سوال**: جو کیڑے گندی جگہوں اور نجاستوں میں پیدا ہوتے ہیں، وہ کیڑے لوٹے اور بالٹیوں میں پانی میں گر جائیں، یا کپڑوں میں گھس جائیں، وہ خشک ہوں یا تر ہوں؛ وہ پانی یا کپڑا ناپاک ہو جائے گا یا نہیں؟ نیز جس زمین پر کیڑے چلتے ہوں، وہاں بیٹھ کر وضوء کرنا کیسا ہے؟ اور پیر گندے سمجھے جائیں گے یا نہیں؟ اور گھر کے کھانے میں وہ کیڑے پیدا ہو کر گھروں میں چلے جاتے ہیں، جس سے بڑی الجھن ہوتی ہے۔

المستفتی: محمد اسیر الدین، گورکھپور

الجواب وبالله التوفيق: اگر ایسے کیڑے دو چار (یعنی کم) ہوں، تو نجاست قلیلہ ہے؛ اس لیے بالٹی کا پانی و کپڑے وغیرہ ناپاک نہیں ہوں گے اور اگر اس سے زیادہ ہوں، تو ناپاک ہو جائیں گے(۱) اسی طرح اگر زمین پر اتنے کیڑے ہوں کہ گندگی نظر آنے لگے اور پیروں پر لگ جائے، تو پیر ناپاک ہوں گے، ورنہ نہیں (۲) اگر خشک زمین پر خشک کیڑے گزر جائیں، تو زمین پاک ہے (۳) اور اگر کیڑے تر ہوں اور زمین پر ان کا اثر آجائے، تو اس وقت زمین ناپاک ہو جائے گی زمین کے خشک ہونے اور نجاست کے زائل ہونے کے بعد زمین پاک ہو جائے گی؛ بشرطیکہ نجاست زائد نہ ہو۔ گھر کی نالیوں میں پانی ڈال کر ان کو صاف رکھنا چاہیے اس قدر گندگی کہ کیڑے پیدا ہو جائیں، نظافت ونفاست کے خلاف بھی ہے اور مضر بھی۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۲۸/۱۲: ۱۴۱۷ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)و قدر الدرهم قوله معه أي مع قدر الدرهم ومادونه، و إن زاد لم تجز يعني: و إن زاد النجس المغلظ على قدر الدرهم لم تجز صلاته. (العيني، البناية شرح الهداية، كتاب الطهارات، فصل في النفاس، باب الأنجاس و تطهيرها ما يعني عنه من النجاسات، ج۱،ص:۷۲۴)؛ونام أو مشىٰ على نجاسة إن ظهر عينها تنجس و إلا لا، ولو وقعت في نهر فأصاب ثوبه إن ظهرها أثرها فنجس و إلا لا. (ابن عابدين، الدرالمختار مع رد المحتار، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، مطلب في الفرق بين الاستبراء والاستنقاء والاستنجاء، ج۱،ص:۵۶۰)؛ والفرق أن الدودة الخارجة من السبيل نجسة في نفسها لتولدها من الأنجاس لأنها (الدودة) تتولد من اللحم واللحم طاهر، و إنما النجس ما عليها من الرطوبات، و تلك الرطوبات خرجت بالدابة..... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

پانی میں چوہے یا چھچھوندر کی مینگنی گر جائے، تو پاکی کا کیا حکم ہے؟

(۸۰) **سوال**: لوٹے یا بالٹی کے پانی میں چوہے کی مینگنی، یا چھچھوندر کی بیٹ اگر گر جائے، تو کیا اس پانی سے غسل درست ہے؟ دونوں کی غلاظت کا ایک ہی حکم ہے یا کچھ فرق ہے؟ اور ان دونوں کے پیشاب کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: محمد اسیر الدین، گورکھپور

الجواب وبالله التوفيق: اگر زیادہ گرے، تو وضوء وغسل وغیرہ درست نہیں اور اگر بہت کم ہو، تو درست ہے؛ لیکن نظافت کا تقاضا یہ ہے کہ ایسے پانی سے وضوء وغیرہ نہ کرے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۱۲/۲۸: ۱۴۱۷ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

کنویں میں چوہا یا کتا پھول پھٹ گیا:

(۸۱) **سوال**: چوہا یا کتا اگر کنویں میں گر کر پھول گیا، یا پھٹ گیا، تو معلوم ہونے پر تین دن اور تین رات کی نمازیں دہرائی جاتی ہیں؛ مگر بعض عالموں کا کہنا ہے کہ جس وقت کنویں کا ناپاک

.....گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ..... لا بنفسها فلم يوجد خروج الجنس فلا يكون حدثا (الكاساني، بدائع الصنائع، فصل بيان ما ينقض الوضو، ج۱، ص:۱۲۵)؛ و إن أصابت الأرض النجاسة فجفت بالشمس و ذهب أثرها ش: قيد الجفاف بالشمس وقع اتفاقاً لأن الغالب جفاف الأرض بالشمس وليس باحتراز على الجفاف بأمر آخر: لأن الأرض إذا جفت بالنار أو بالريح جازت الصلوٰة على مكانها. (العيني، البناية شرح الهداية، كتاب الطهارة، باب الأنجاس و تطهيرها، ج۱، ص:۷۱۹)

(۱) خرء الفارة لا يفسد الدهن، والماء، والحنطة للضرورة مالم يظهر أثره و عزاه في البحر إلى الظهيرية. (احمد بن محمد الطحطاوي، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، باب الأنجاس والطهارة عنها، ج۱، ص۱۵۴)؛ وخبز وجد في خلاله خرء فارة فإن كان الخرء صلبا رمى به و أكل الخبز ولا يفسد خرأ الفارة الدهن والماء والحنطة للضرورة إلا إذا ظهر طعمه أو لونه. (ابن عابدين، الدرالمختار مع رد المحتار، كتاب الخنثىٰ، مسائل شتى، ج۱۰، ص:۴۵۴)؛ و قال محمد بن مقاتل الرازي: لا يفسد الدهن ولا الحنطة مالم يتغير طعمه. وفي المرغيناني. يرمي خرء الفارة من الخبز و يؤكل إذا كان صلبا. ولو وقع في الدهن أو الماء لا يفسده، و كذا في الحنطة إذا كان قليلا. (العيني، البناية شرح هداية، كتاب الطهارة، باب الأنجاس و تطهيرها، ج۱، ص:۷۴۱)

ہونا معلوم ہوا ہے، اس وقت ناپاک سمجھیں گے، اس سے پہلے پڑھی گئی نمازیں سب درست ہیں؛ فتویٰ کس پر ہے؟

المستفتی: جناب نورالدہر صاحب، رہتاس

الجواب وبالله التوفيق: اگر چوہا یا کتا کنویں میں گر کر پھول پھٹ گیا اور لوگوں کو بعد میں علم ہوا، تو ایسی صورت میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک تین دن تین رات پہلے تک نمازوں کا اعادہ کیا جائے گا اور صاحبینؒ کے نزدیک نہیں لوٹایا جائے گا۔ عبادت کا معاملہ ہے، احوط یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک پر عمل کیا جائے اور صاحبین رحمہما اللہ کے مسلک پر عمل نہیں ہوگا ''**وصرح في البدائع بأن قولهما قياس، وقوله استحسان وهو الأحوط في العبادات (وقيل به يفتى) قال العلامة قاسم في تصحيح القدوري، قال في فتاوىٰ العتّابى قولهما هو المختار، قلت لم يوافق على ذلك فقد اعتمد قول الإمام البرهاني والسنفي والموصلي و صدر الشريعة و رجح دليله في جميع المصنفات.**'' (۱)

فقط: والسلام

الجواب صحيح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

كتبه: محمد عمران غفرلہ دیوبندی ۴/۱/۱۴۰۸ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

حوض کا دہ دردہ سے کم ہونا:

(۸۲) **سوال:** ایک حوض جس کا اوپر کا حصہ تو دہ دردہ سے کم ہے؛ لیکن نیچے کا حصہ زیادہ ہے، یا دہ دردہ ہے، تو کیا وہ شرعی حوض کہلائے گا یا نہیں؟

المستفتی: محمد عباس قاسمی، خضر پور کلکتہ

الجواب وبالله التوفيق: حوض میں دہ دردہ ہونا اوپر سے ضروری ہے، اگر اوپر سے

(۱) ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، ج۱،ص:۳۱۹، عبدالرزاق عن عمر قال: سألت الزهرى عن فارة وقعت في البئر، فقال: إن أخرجت مكانها فلا بأس، و إن ماتت فيها نزحت، (أخرجه ابوبكر عبدالرزاق، في مصنفه، باب البئر تقع فيه الدابة، ج۱،ص:۸۱، رقم:۲۷۰)؛ و يحكم نجاستها مغلظة من وقت الوقوع إن علم و إلا فمذ يوم و ليلة إن لم ينتفخ ولم يتنفخ. (ابن عابدين، الدر المختار مع ردالمحتار، كتاب الطهارة، باب المياه، فصل في البئر، ج۱،ص:۳۷۵)

کم ہے، تو وہ شرعی حوض نہ ہوگا۔[۱]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہٗ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ ۳/۸: ۱۴۲۱ھ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کنویں میں عورت گر کر مرگئی:

(۸۳) **سوال:** ہمارے گاؤں کا ایک کنواں عورت کے گر کر مرنے سے ناپاک ہوگیا تھا، آدھا پانی کنویں کا نکال دیا گیا تھا، چوں کہ پانی بہت تھا اور اس کے بعد مویشی روزانہ پانی پیتے رہے اور مشین میں اتنی طاقت نہیں کہ ایک مرتبہ سارا پانی نکالا جائے، تو یہ کنواں پاک ہوا تھا یا نہیں؟

المستفتی: حافظ کیرات الدین، ٹیلر، اسلامیہ بازار، قصبہ لاوڑ، میرٹھ

الجواب وباللہ التوفیق: کنویں میں عورت گر کر مرگئی تو کنواں بلاشبہ ناپاک ہوگیا، عورت کے گرنے کے وقت جس قدر پانی تھا، اس کے نکالنے سے کنواں پاک ہوجائے گا، یکبارگی پانی نکالنا ضروری نہیں ہے، تھوڑا تھوڑا پانی نکالنے سے کنواں پاک ہوجاتا ہے۔[۲]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہٗ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ ۲۴/۱: ۱۴۲۱ھ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) و إن كان أعلى الحوض أقل من عشر في عشر و أسفله عشر في عشر أو أكثر، فوقعت نجاسة في أعلى الحوض حكم بنجاسة الأعلى. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية،، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، ج۱،ص:۷۱)؛ ولو أعلاه عشراً و أسفله أقل جاز حتى يبلغ الأقل، ولو بعكسه فوقع فيه نجس لم يجز حتى يبلغ العشر. (ابن عابدين، ردالمحتار، كتاب الطهارة، باب المياه، قبيل مطلب: يطهر الحوض بمجرد الجريان، ج۱،ص:۳۴۳)، اگر کھلا ہوا پانی مقدارِ شرعی سے کم ہے، تو اس سے وضو اس وقت تک کیا جاسکتا ہے، جب تک کوئی نجاست اس میں نہ پڑے، نجاست پڑنے سے وہ حوض ناپاک ہوجائے گا (کفایت المفتی، باب ما يتعلق بأحكام الحوض، ج۳،ص:۳۹۸)؛ فإذا كان أعلى الحوض أقل من عشر في عشر و أسفله عشر في عشر أو أكثر ووقعت نجاسة في أعلى الحوض حكم بنجاسة الأعلى ثم انتقض الماء و انتهى إلى موضع هو عشر في عشر. (المحيط البرهاني، كتاب الطهارات، الفصل الرابع في المياه، ج۱،ص:۹۹)

(۲) و إن ماتت فيها شاة أو آدمي أو كلب نزح جميع مافيها من الماء؛ .....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

کنویں کو پاک کرنے کا طریقہ:

(۸۴)**سوال**: ایک کنواں عرصۂ دراز سے ناپاک پڑا ہوا ہے، جس میں کتے اور مردار جانور بھی پڑے ہوئے ہیں؛ مگر اس میں پانی بہت ہے۔ اس کے پاک کرنے کی کیا صورت ہے؟

المستفتی: قاری راغب حسن، مدرسہ اصغریہ، دیوبند

الجواب وبالله التوفيق: اس کنویں کے پاک کرنے کی صورت یہ ہے کہ اول اس میں جو مردار جانور وغیرہ پڑے ہیں، وہ سب نکالے جائیں اور اس کا تمام پانی نکال دیا جائے، بہتر ہو اگر اس کا سارا کیچڑ بھی نکال دیا جائے، جس قدر بھی نکل سکے، پھر جو پانی اس میں آئے گا وہ پاک ہوگا، گارا نکالنا طہارت کے لیے ضروری نہیں ہے، البتہ صفائی کے لیے بہتر ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۵/۲۸: ۱۴۱۸ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

ڈھکے ہوئے حوض کا حکم:

(۸۵)**سوال**: اگر حوض دہ در دہ ہو، اوپر چاروں طرف سے ڈھکا ہوا ہو اور بیچ میں تھوڑا سا کھلا ہوا ہو، تو اس کے پانی سے وضوء درست ہے یا نہیں؟ اور ایسے حوض میں نجاست گر جائے، تو وضو کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: مولوی ظہیر الدین، مظفر نگر

.....گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ..... لأن إبن عباسؓ و إبن الزبيرؓ أفتيا بنزح الماء حين مات زنجي في بئر زمزم. (هدايه، كتاب الطهارة، فصل في البئر، ج۱،ص:۴۳)؛أو موت شاة أو موت آدمي فيها لنزح ماء زمزم بموت زنجي. (الطحطاوي، حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح، كتاب الطهارة، فصل في مسائل الآبار، ص:۳۶)؛ و إن ماتت فيها شاة أو آدمى أو كلب نزح جميع مافيها من الماء. ش أي هذا حكمها في الموت. (العينى، البناية شرح الهدايه، كتاب الطهارة، فصل في البئر، ج۱،ص:۴۵۲)

(۱)و إذا وقعت في البئر نجاسة نزحت، و كان نزح ما فيها من الماء طهارة لها بإجماع السلف. (المرغينانى، الهدايه، كتاب الطهارة، فصل في البئر، ج۱،ص:۴۱)؛ و مقتضاه ما قلنا، و كان نزح ما فيها من الماء طهارة لها، إشارة بهذا إلى أن البئر تطهر بمجرد النزح من غير توقف على غسل الحيطان و نقل الأحوال (العيني، البناية، كتاب الطهارة، فصل في البئر، ج۱،ص:۴۳۲،۴۳۳)؛والواقع فيها روث أو حيوان أو قطرة من دم و نحوه، و حكمها أن تنزح البئر أي ماؤها. (الطحطاوي،حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح، كتاب الطهارة، فصل في مسائل الآبار، ص۳۶)

الجواب وبالله التوفيق: اس حوض کے پانی سے وضو درست ہے، اگر وہ حوض دہ در دہ ہے تو نجاست گرنے سے پانی ناپاک نہ ہوگا، وضو اس سے جائز ہوگا۔[1]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ**: محمد احسان غفرلہ ۶/۱۲: ۱۴۱۸ھ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

پانی میں پاک چیز کا گر جانا:

(۸۶) **سوال**: اگر پانی میں کوئی پاک چیز مل جائے اور اس کی وجہ سے رنگ ومزا بدل جائے، تو اس سے وضوء جائز ہے یا نہیں ہے؟

المستفتی: مولوی محمد اکرام

موضع سانگھاٹھیڑہ، ضلع: سہارنپور

الجواب وبالله التوفيق: پانی میں اگر پاک چیز مل کر پانی مغلوب ہوجائے اور نام پانی کا باقی نہ رہے، یا رنگ ومزا باقی نہ رہے، تو اس سے وضو کرنا جائز نہیں ہے[2]؛ اس کی تفصیل درمختار میں ہے۔

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ**: محمد احسان غفرلہ ۶/۱۲: ۱۴۱۸ھ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) و إن كان أعلى الحوض أقل من عشر في عشر و أسفله في عشر أو أكثر، فوقعت نجاست في أعلى الحوض حكم بنجاسة الأعلى. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندى، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، ج۱،ص:۷۱)

(۲) ولا بماء مغلوب بشيء طاهر، الغلبة إما بكمال الإمتزاج بتشرب نبات أو بطبخ بمالا يقصد به التنظيف كالمرق و ماء الباقلا أى الفول فإنه يصير مقيدا سواء تغير شيء من أوصافه أولا سواء بقيت فيه رقة الماء أولا في المختار كما في البحر.، قوله: مالم يزل الاسم أي فإذا زال الاسم... قوله: كنبيذ تمر و مثله الزعفران إذا خالط الماء و صار بحيث يصنع به فليس بماء مطلق. (ابن عابدين، رد المختار على الدر المختار، كتاب الطهارة، باب المياه مطلب في حديث "لا تسموا الجنب الكرم"، ج۱،ص۳۲۶)

نہاتے وقت پانی کی چھینٹیں کنویں میں گر جائیں تو کیا حکم ہے؟

(۸۷)**سوال**: ایک کنواں ہے، جس کی گہرائی دس فٹ ہے اور چوڑائی ڈھائی فٹ ہے، اس میں تقریباً تین فٹ پانی رہتا ہے، وضو کے لیے پانی مشین کے ذریعہ نکالا جاتا ہے، جنبی لوگ بھی اس کے قریب ہوکر نہاتے ہیں، چھینٹیں کنویں میں جاتی ہیں، تو اس کے پانی سے وضو جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: عبدالقادر، دھنباد

الجواب وباللہ التوفیق: چھینٹوں کے احتمالات سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا؛ لیکن کنویں کی باؤنڈری کو اونچا کردینا چاہیے، نیز لوگوں کو کنویں کے بالکل قریب کھڑے ہوکر نہانے سے بھی احتیاط لازم ہے۔[1]

فقط واللہ اعلم

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۱۳/۶/۱۴۱۸ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

سرکاری نل کے پانی کا حکم؟

(۸۸)**سوال**: سرکار کی طرف سے جو نل لگایا جاتا ہے، مسجد میں یا مدرسہ میں، اس پانی سے وضو بنانا کیسا ہے؟ نیز بستی میں بعض مالدار نل لگواتے ہیں، ان کے متعلق کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ نل بیاج کے پیسے سے لگا ہے تو اس کا پانی وضو میں استعمال کرنا کیسا ہے؟

المستفتی: آس محمد، بمبئی

الجواب وباللہ التوفیق: دونوں قسم کے نلوں کا پانی استعمال کرنا اور اس سے وضو وغسل

---

(۱)وهو (أي الماء المستعمل) طاهر ولو من جنب وهو الظاهر (ابن عابدين، ردالمحتار، كتاب الطهارة، باب المياه، مبحث الماء المستعمل، مطلب في تفسير القربة والثواب، ج۱،ص:۳۵۲؛ وجماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهنديه، ج۱،ص۲۰۵)؛ وهو (أي الماء المستعمل) والجاري هو ما يعد جار ياعرفا، و قيل ما يذهب بتبنة والأول أظهر والثاني أشهر. (ابن عابدين، الدرالمختار مع رد المحتار، كتاب الطهارة، باب المياه، مطلب في أن التوضي من الحوض أفضل رغماً الخ، ج۱،ص:۳۳۴)

کرنا شرعاً جائز ہے[۱] اور پانی کا جب تک ناپاک ہونے کا یقین نہ ہو اس کو پاک سمجھا جائے گا۔[۲]

فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۱۰/۳/۱۴۱۸ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کنویں میں کوّا گر کر پھول پھٹ گیا:

(۸۹) **سوال:** کنویں میں ایک کوّا گر گیا تھا، جس کو دوسرے یا تیسرے دن نکالا گیا تھا، اس کنویں کو اس وقت شرعی طریقہ پر پاک نہیں کیا گیا تھا، اب اس کی ضرورت ہے اس کو کیسے پاک کیا جائے؟

المستفتی: وکیل احمد، پرتا پگڑھی

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ کنویں کا پورا پانی نکال کر کنواں پاک کیا جائے۔[۳]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۵/۲۲: ۱۴۲۴ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کنویں میں گندے پانی کا جانا:

(۹۰) **سوال:** ایک کنواں ہے، جس کے چاروں طرف بارش کا پانی بھرا ہوا ہے، ایک گندے نالہ سے یہ پانی ہو کر آتا ہے اور کنویں میں بھی جاتا ہے، کنویں کا پانی مثل مٹی کے ہو گیا ہے تو

---

(۱) عن أبي سعيد الخدريؓ قال: قيل يارسول الله ﷺ أنتوضأ من بئر بضاعة؟ فقال رسول الله ﷺ: إن الماء طهور لا ينجسه شيء. (أخرجه الترمذي، في سننه، كتاب الطهارة، باب ما جاء أن الماء لاينجسه شيء، ج۱،ص:۲۱،رقم:۶۶)

(۲) اليقين لا يرفع بالشك (ابن نجيم، الأشباه والنظائر، ج۱،ص۱۳)

(۳) فإن انتفخ الحيوان فيها أو تفسخ نزح جميع مافيها صغر الحيوان أو كبر (العيني، البنايه، فصل في البئر، ج۱،ص:۴۵۷)؛ وتنزح (البئر) و بانتفاخ حيوان ولو كان صغيرا لانتشار النجاسة. (الطحطاوى، حاشية الطحطاوى، فصل في مسائل الآبار، ج۱،ص:۳۷)

کنواں پاک ہے یا نہیں؟

المستفتی: مولوی رحیم الدین، لکھیم پوری

الجواب وباللہ التوفیق: اگر تحریر سوال صحیح ہے، تو مذکورہ کنویں کا پانی اور کنواں بھی ناپاک ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید ۲۱/۲/۱۴۰۷ھ

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

بچہ کے گرنے سے کنواں پاک ہے یا ناپاک؟

(۹۱) **سوال:** کنویں میں بچہ گر گیا تھا اس کو فوراً نکال لیا گیا، تو کنواں ناپاک ہو گیا یا نہیں؟

المستفتی: مہر الدین قاسمی، مظفر نگر

الجواب وباللہ التوفیق: اگر بچہ مر گیا پھر اس کو نکالا گیا، تو دو سو ڈول پانی نکالا جائے اور اگر زندہ نکل آیا، تو کنواں پاک ہے۔ اگر اس کے بدن کو کوئی نجاست نہ لگی ہو۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عارف قاسمی ۲۰/۲/۱۴۲۰ھ

رکن دارالافتاء دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) و عن أبي أمامة الباهلي قال : قال رسول الله ﷺ :إن الماء (طهور) لا ينجسه شيء إلا ما غلب على ريحه و طعمه و لونه. (أخرجه ابن ماجه، في سننه، أبواب الطهارة و سننها، باب الحيض، ج۱،ص:۳۹،رقم: ۵۲۱؛والعينى، البنايه ، كتاب الطهارة،باب الماء الذي يجوز به الوضوء ومالا يجوز به، ج۱،ص۳۵۳)

(۲) ولا ينجس الماء بوقوع آدمي، ولا بوقوع مايؤكل لحمه كالإبل والبقر والغنم إذا خرج حيا ولم يكن على بدنه نجاسة. (الطحطاوى، حاشية الطحطاوى، كتاب الطهارة، فصل في مسائل الآبار،ج۱،ص:۴۱)؛و كل حيوان سوى الخنزير والكلب على ما ذكره. إذا خرج حيا، من البئر بعد الوقوع والحال أنه قد أصاب الماء فمه فأنه ينظر إن كان سؤره طاهراً ولم يعلم أن عليه نجاسة لا ينجس الماء. (إبراهيم بن محمد الحلبي، الحلبي الكبير، فصل في البئر، ص۱۳۹)؛و إن كان آدميا و خرج حيا ولم يكن ببدنه نجاسة حقيقية أو حكمية لا ينزح في ظاهر الرواية. (العينى، البناية. كتاب الطهارة، فصل في البئر، ج۱،ص۴۵۲)

کنویں میں مرغی گر جائے، تو کنواں کیسے پاک ہوگا؟

(۹۲)**سوال**: ہمارے گاؤں میں کنویں میں مرغی گر گئی، تو کتنا پانی نکالا جائے گا؟

المستفتی: حمداللہ میر، خلیل آباد

الجواب وباللہ التوفیق: جب کوئی اور نجاست مرغی کے اوپر ظاہر نہ ہو، تو چالیس سے پچاس ڈول تک نکالنے سے کنواں پاک ہوجائے گا۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۹/۲۷: ۱۴۲۰ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

ناپاک کنویں کے قریب جو پاک کنواں ہے اس کا حکم:

(۹۳)**سوال**: ہمارے گاؤں میں ایک کنواں ہے جو ہمیشہ ناپاک ہی رہتا ہے، اس کے چند گز کے فاصلے پر مسجد کا کنواں ہے، تو ناپاک کنویں کا اثر اس میں آئے گا یا نہیں؟ اس کے پانی سے وضو جائز ہوگا یا نہیں؟

المستفتی: مولوی نسیم اللہ، مظاہری، پرتا پگڈھ

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ صورت میں مسجد کے کنویں کا پانی ناپاک نہیں ہوگا، کیونکہ یہ بات بالاتفاق ثابت ہے کہ ایک کنویں کے پانی کے ناپاک ہونے سے دوسرے کنویں کا پانی ناپاک نہیں ہوتا، جب کہ اس کی کوئی تحدید بھی نہیں ہے، اس لیے اس سے وضو وغیرہ درست ہے، تاہم احتیاط کی جائے اور جو کنواں ہمیشہ ناپاک رہتا ہے اسے پاک رکھنے کی کوشش کی

(۱) و إذا وقعت فيها دجاجة أو سنور نزح منها أربعون (التنف في الفتاوىٰ،مطلب في السؤر. ص:۱۰)؛ دجاجة وقعت في بئر فماتت قال: ينزح منها قدر أربعين دلواً أو خمسين دلوا ثم يتوضأ منها. (اللباب في الجمع بين السنة. باب إذا وقع في البئر حيوان، ج۱،ص:۹۲)؛وقال في الدجاجة: إذا ماتت في البئر نزح منها أربعون دلوا و هذا لبيان الإيجاب. والخمسون بطريق الاستحباب.(ابن الهمام، فتح القدير، كتاب الطهارة، فصل في البئر، ج۱،ص:۱۰۹)

جائے تاکہ طبعی کراہت نہ ہو۔[۱]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ ۱۸/۱۱/۱۴۲۰ھ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

حرام پرندوں کے بول وبراز سے کنویں کا حکم:

(۹۴) **سوال:** حرام پرندوں (کرگس وغیرہ) کی بیٹ کنویں میں گر جائے، تو پانی ناپاک ہوگا یا نہیں؟

المستفتی: شریف حسن میرٹھی، متعلّم دارالعلوم دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: کنویں کے بارے میں فقہاء نے لکھا ہے کہ حرام پرندوں کی بیٹ سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا۔[۲]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ ۲۲/۱۲/۱۴۲۰ھ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کنویں سے مرا ہوا مینڈھک نکلے، تو کیا حکم ہے؟

(۹۵) **سوال:** ایک مردہ مینڈھک کنویں سے نکلا ہے؛ یہ معلوم نہیں کہ مینڈھک بری ہے یا سمندری ہے، کنویں کے پاک ناپاک کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: محمد دلشاد، نوگاؤں، ضلع: سہارنپور

الجواب وباللہ التوفیق: مینڈھک جس کی انگلیوں کے درمیان سترہ، یعنی: کھال

---

(۱) بئر الماء إذا كانت بقرب البئر النجسة فهي طاهرة مالم يغير طعمه أو لونه أو ريحه. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، الباب الثالث في المياه، الفصل الأول في ما يجوز به التوضؤ، النوع الثالث: ماء الآبار، ج۱،ص:۷۳)

(۲) ولا نزح في بول فارة في الأصح: ولا بخرء حمام و عصفور، و كذا سباع طيور في الأصح لتعذر صونها عنه. قوله: في الأصح راجع إلى قوله (وكذا سباع طير) أي مما لايؤكل ..... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

نہ ہو وہ بری ہے، کیوں کہ اس میں دم سائل ہوتا ہے، اس کے مرنے سے پانی نجس ہو جاتا ہے، یعنی: کنواں ناپاک ہو جائے گا اور دریائی مینڈھک کے مرنے سے کنواں ناپاک نہیں ہوگا، سمندری مینڈھک وہ ہے کہ اس کی انگلیوں میں کھال ہوتی ہے، جس سے انگلیاں جڑی رہتی ہیں۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۱۲/۲۳: ۱۴۲۰ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کنویں میں گندی ناپاک جھاڑو کا گرنا:

(۹۶) **سوال:** کوئی ایسی جھاڑو؛ جو گندے نالے میں استعمال کی جاتی ہو اور اس جھاڑو پر ناپاکی بھی ہو؛ لیکن وہ سوکھی ہوئی ہے، اس جھاڑو کے گرنے کے بعد تین دن تک اس پانی سے وضو کر کے نماز پڑھی ہو تو کیا حکم ہے؟

المستفتی: جیران، گورکھپور

الجواب وباللہ التوفیق: اس صورت میں کنواں ناپاک ہو گیا۔ جن لوگوں نے اس ناپاک پانی سے وضو کی وہ تمام نمازیں لوٹائیں؛ اور تین دن کی نمازیں لوٹائی جائیں۔ ''**كذا في الفقه والفتاوىٰ**''۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۱۴۲۱ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

.....گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ.....لحمه من الطيور. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الطهارة، باب المياه، مطلب مهم في تعريف الاستحسان، ج۱،ص:۳۷۷)؛ وفي الخانية وزرق سباع الطير يفسد الثوب إذا فحش و يفسد ماء الأواني ولا يفسد ماء البئر، و في الفيض و بول الفارة لو وقع في البئر قولان أصحهما عدم التنجس. (درر الحكام شرح غرر الأحكام، فصل بئر دون عشر في عشر، ج۱،ص:۲۵)

(۱) و إن مات فيه غير دموي و مائي مولد كسمك و سرطان و ضفدع، فلو تفتت فيه نحو ضفدع جاز الوضوء به لا شربه، لحرمة لحمه. (ابن عابدين، الدرالمختار مع رد المحتار، كتاب الطهارة، باب المياه مطلب، مسئلة الوضوء في الفساقي، ج۱،ص:۳۳۱/۲۹)؛ و ضفدع إلا بريّا له دم سائل وهو مالا سترة له بين أصابعه. أيضاً:

(۲) و وجود حيوان ميت فيها أي البئر ينجسها من ثلاثه أيام و لياليها إن لم يعلم بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

ٹنکی کے پانی کو پاک کرنے کا طریقہ:

(۹۷)**سوال**: مسجد کی ٹنکی میں کوا یا کبوتر گر کر مر گیا؛ مگر اس وقت معلوم نہ ہوسکا۔ جب ٹنکی کو صاف کیا گیا، تو اس کی ہڈی اور پر وغیرہ ملے، اس صورت میں ٹنکی کو کب سے ناپاک سمجھا جائے گا اور اس پانی سے وضو کر کے جو نمازیں پڑھی گئی ہیں، وہ لوٹانی پڑیں گی یا نہیں؟

المستفتی: الفار احمد، محلّہ ملتانی، دیوبند

الجواب وبالله التوفيق: جب دیکھا گیا کہ اس مردہ جانور کی ہڈی اور پر وغیرہ ٹنکی سے نکلے ہیں شرعاً اسی وقت سے ٹنکی کے ناپاک ہونے کا حکم ہوگا اور اس سے پہلے ناپاک ہونے کا حکم شرعاً نہیں ہوگا، اس سے جو وضو بنا کر نمازیں پڑھی گئی ہیں، سب درست ہوں گی۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد عمران غفرلہ دیوبندی ۹/۵: ۱۴۱۱ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کنویں میں جوتا گر جائے تو کنواں پاک ہے یا ناپاک؟

(۹۸)**سوال**: کنویں میں جوتا گر جائے، تو کنویں کے بارے میں کیا حکم ہے؟ پاک ہے یا ناپاک؟

المستفتی: محمد علی، سہرسہ

الجواب وبالله التوفيق: کنویں میں جوتا گرنے سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا، اگر

.....گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ.....وقت وقوعه. (احمد بن محمد بن اسماعيل الطحطاوی،حاشية الطحطاوی على مراقی الفلاح، ص:۴۱)؛وقيد بالحيوان؛ لأن غيره من النجاسات لا يتاتي فيه التفصيل ولا الخلاف، بل ينجسها من وقت الوجدان فقط. (ایضاً)،و إن كانت قد انتفخت أو تفسخت أعادوا صلاة ثلاثة أيام و لياليها. (ابن الهمام، فتح القدير، كتاب الطهارة، فصل في البئر، ج۱،ص:۱۱۱)

(۱) إذا وقعت نجاسة في بئر دون القدر الكثير أو مات فيها حيوان دموي وانتفخ أوتمعط أو تفسخ أي تفرقت أعضاؤه عضوا عضوا، ولا فرق بين الصغير والكبير كالفأرة ... ينزح الماء كله. (ابن عابدين، ردالمحتار، كتاب الطهارة، باب المياه، فصل في البئر، ج۱،ص:۳۶۶)؛ و يحكم بنجاستها مغلظة من وقت الوقوع إن علم و إلا فمذ يوم و ليلة إن لم ينتفخ ولم يتفسخ (ایضا،ج۱،ص:۳۷۵)،.....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

بظن غالب یا یقینی طور پر نجاست ہو، تو کنواں ناپاک ہوگا۔ اگر تمام موجودہ پانی نکال دیا جائے، تو کنواں پاک ہوجائے گا۔[1]

الجواب صحیح:
امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عارف قاسمی ۱۴۴۱/۱۲/۱ھ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

❀ ❀ ❀

.....گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ..... و قالا من وقت العلم فلا يلزمهم شيء قبله قيل و به يفتى. (ایضاً، ج۱،ص:۳۷۸)، فإن أخرج الحيوان غير منتفخ و متفسخ... نزح كله ... و إن كان كعصفور و فارة فعشرون إلى ثلاثين كما مر و هذا يعم المعين وغيرها بخلاف نحو صهريج وحب حيث يهراق الماء كله لتخصيص الآبار بالآثار بحر و نهر... و مذ ثلاثة أيام بلياليها إن انتفخ أو تفسخ استحسانا. (ایضاً،ص:۳۷۲-۳۷۷)

(۱)سئل يوسف بن محمد لو وقع بعض الجلد من الخف مما يكون في موضع القدم في الجب و كان صاحب الخف يلبسه قال لا يحكم بنجاسة الماء حتى يستيقن أن به نجاسة، الفتاوىٰ التاتارخانيه، كتاب الطهارة، الفصل الرابع في المياه التي يجوز العدو بها، ج۱،ص:۳۳۰)؛ ولو وقع في البئر خرقة أو خشبة نجسة ينزح كل الماء. و في الظهيرية، ولو وقعت في البئر خشبة أو قطعة ثوب نجس. و في الفتاوىٰ الخلاصة: أو عظم تلطخ بالنجاسة و تغيبت فيها ظهرت بالنزح تبعا لطهارة ماء البئر؛ ولو وقعت في البئر خشبة نجسة أو قطعة من ثوب نجس و تعذر إخراجها و تغيبت فيها طهرت الخشبة والقطعة من الثوب تبعا لطهارة البئر. (ابن نجيم، البحر الرائق، كتاب الطهارة،ج۱،ص:۱۹۷)؛ وإذا وقعت في البئر نجاسة نزحت و كان نزح ما فيها من الماء طهارة لها بإجماع السلف كذا في الهداية. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهنديه، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الأول: فيما يجوز به التوضؤ، النوع الثالث: ماء الآبار الأول ما يجب نزح الماء بوقوعه، ج۱،ص:۷۱)

Ḥujjat al-Islām Academy

Al-jamia al-Islamia Darululoom Waqf, Deoband

Eidgah Road, P.O. Deoband-247554, Distt: Saharanpur U.P. India
Tel : + 91-1336-222352, Mob: + 91-9897076726
Website: www.dud.edu.in
Email: hujjatulislamacademy@dud.edu.in, hujjatulislamacademy2013@gmail.com